وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

رسول اللہ جو کچھ تم کو دیں اُس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آجاؤ

فضل المعبود

فی شرح

سُنَن اَبی دَاؤد شریف

جلد پنجم

درست متن مع اُردو ترجمہ و شرح

شیخ الحدیث مولانا منظور احمد دامت فیوضھم

فاضل دارالعلوم دیوبند، استاد دارالعلوم الشہابیہ سیالکوٹ، سابق پروفیسر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

المصباح

وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا

رسول اللہ جو کچھ تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آجاؤ

فضل المعبود

فی شرحہ

سنن ابی داود شریف

جلد پنجم

درست متن مع اردو ترجمہ و شرح

شیخ الحدیث مولانا منظور احمد دامت فیوضھم

فاضل دارالعلوم دیوبند، استاد دارالعلوم الشہابیہ سیالکوٹ، سابق پروفیسر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

تقسیم کنندہ

بک لینڈ

۱۶- اردو بازار، لاہور

سٹی پلازا، کالج روڈ، راولپنڈی

نام کتاب ———— المعونۃ الصادق سنن ابی داؤد شریف

مصنف ———— ابوداود سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمۃ اللہ علیہ

شرح ———— مبنی بر بذل المجہود از علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم و شارح ———— شیخ الحدیث مولانا منظور احمد دامت فیوضہم فاضل دارالعلوم دیوبند
استاد دارالعلوم الشہابیہ سیالکوٹ، سابق پروفیسر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

ناشر ———— المصباح ۱۶-اردو بازار، لاہور

فضل المعبود

یعنی

شرح اردو سنن ابی داؤد شریف

مجلد خامس

فہرست مندرجات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَوَّلُ کِتَابِ الطِّبِّ

(جو ۲۴ ابواب اور ۱۷ حدیثوں پر مشتمل ہے)

بَابُ الرَّجُلِ یَتَدَاوٰی

(دوا کرنے والے آدمی کا باب ۱)

۳۸۵۳ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِیُّ نَا شُعْبَۃُ عَنْ زِیَادِ بْنِ عِلَاقَۃَ عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ شَرِیْكٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ کَاَنَّمَا عَلٰی رُءُوْسِہِمُ الطَّیْرُ فَسَلَّمْتُ ثُمَّ قَعَدْتُ فَجَاءَ الْاَعْرَابُ مِنْ ھٰھُنَا وَّھٰھُنَا فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَتَدَاوٰی فَقَالَ تَدَاوَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمْ یَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَہٗ دَوَاءً غَیْرَ دَاءٍ وَّاحِدٍ اَلْھَرَمُ ۔

ترجمہ :- اُسامہؓ بن شریک نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپؐ کے اصحاب یوں باادب بیٹھے تھے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے ہوں پس میں نے سلام کہا پھر بیٹھ گیا ۔ اعراب ادھر اُدھر سے آئے اور بولے "یا رسول اللہ کیا ہم دوائیں استعمال کریں؟ حضورؐ نے فرمایا " دوا استعمال کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک بیماری کے سوا ہر بیماری کی دوا رکھی ہے اور وہ ہے بڑھاپا ۔ (ترمذی، ابن ماجہ) بڑھاپے کو بیماری اس لیے فرمایا کہ اس کے بعد موت آتی ہے جیسے کہ بیماری کے بعد موت آجاتی ہے ۔ از روئے اصول یہ امر رخصت کے لیے ہے گو بعض نے اسے استحباب کے لیے بھی کہا ہے ۔ بیانِ جواز کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی دوائیں استعمال فرمائی ہیں ۔ اگر کوئی آدمی دوا کا استعمال کرتے وقت اتباعِ سنت کا ارادہ کرے تو انشاء اللہ اسے اجر بھی ملے گا ۔

بَابٌ فِی الْحِمْیَۃِ

(پرہیز کا باب ۲)

۳۸۵۴ - حَدَّثَنَا ھٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ نَا اَبُوْ دَاوٗدَ وَاَبُوْ عَامِرٍ وَھٰذَا لَفْظُ اَبِیْ عَامِرٍ عَنْ فُلَیْحِ بْنِ سُلَیْمَانَ عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ صَعْصَعَۃَ

الْاَنْصَارِيِّ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ اَبِيْ يَعْقُوْبَ عَنْ اُمِّ الْمُنْذِرِ بِنْتِ قَيْسٍ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ وَعَلِيٌّ نَاقِهٌ وَلَنَا دَوَالِيْ مُعَلَّقَةٌ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ مِنْهَا وَقَامَ عَلِيٌّ لِيَاْكُلَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِعَلِيٍّ مَهْ اِنَّكَ نَاقِهٌ حَتّٰى كَفَّ عَلِيٌّ قَالَتْ وَصَنَعْتُ شَعِيْرًا وَسِلْقًا فَجِئْتُ بِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ اَصِبْ مِنْ هٰذَا فَهُوَ اَنْفَعُ لَكَ ۔

ترجمہ:۔ اُم المنذرؓ بنت قیس انصاریہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ علیؓ بھی تھے اور علیؓ کو بیماری کی نقاہت تھی اور ہمارے ہاں کھجور کے گچھے لٹکے ہوئے تھے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر کھانے لگے اور علیؓ بھی کھانے کو اُٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا کہ "رک جاؤ تم کمزور ہو۔ حتیٰ کہ علیؓ رُک گئے۔ ام المنذرؓ نے کہا کہ میں نے جَو اور چقندر بنائے اور اسے خدمت میں پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "علیؓ! اس میں سے کھاؤ کیونکہ یہ تمہارے لیے زیادہ مفید ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)۔

شرح:۔ اس حدیث سے پرہیز کی ضرورت ثابت ہوئی اور طب اور طبیب کا مقام بھی۔ نیز یہ طبی نقطۂ نگاہ سے نافع اشیاء کو استعمال کرنا اور مضر کو ترک کرنا لازم ہے۔ یہ چیز توکل علی اللہ کے خلاف نہیں ہے۔

بَابُ ۳ الْحِجَامَةِ

(حجامت کا باب ۳)

۳۸۵۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِّمَّا تَدَاوَيْتُمْ بِهٖ خَيْرٌ فَالْحِجَامَةُ ۔

ترجمہ:۔ ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اگر تمہارے علاجوں میں سے کسی میں کوئی خیر ہے تو وہ حجامت ہے۔ (ابن ماجہ، بخاری عن جابر، مسلم باختلاف الفاظ صحیحین کی حدیث جو جابرؓ سے مروی ہے اس کے الفاظ ہیں اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی میں خیر ہے تو وہ سینگی لگانے والے کے اوزار میں ہے

شرح : حجامت سے مراد پچھنے لگا کر خون نکالنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ علاج بارہا کیا ہے۔

۳۸۵۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ نَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ حَسَّانٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِ نَا فَائِدٌ مَوْلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ مَوْلَاهُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمٰى خَادِمِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا كَانَ أَحَدٌ يَشْتَكِي إِلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا فِي رَأْسِهِ إِلَّا قَالَ احْتَجِمْ وَلَا وَجَعًا فِي رِجْلَيْهِ إِلَّا قَالَ اخْضِبْهُمَا ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادم سلمٰی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو بھی سر درد کی شکایت کرتا، آپ فرماتے "پچھنے لگواؤ"، اور جو کوئی پاؤں کے درد کی شکایت کرتا تو فرماتے "ان پر مہندی لگاؤ" (ترمذی، ابن ماجہ) سلمٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ کی آزاد کردہ لونڈی تھی۔

بَابٌ ۴ فِي مَوْضِعِ الْحِجَامَةِ

(حجامت کی جگہ کا باب ۴)

۳۸۵۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ وَكَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَا نَا الْوَلِيدُ عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ قَالَ كَثِيرٌ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْتَجِمُ عَلٰى هَامَتِهِ وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ مَنْ أَهْرَاقَ مِنْ هٰذِهِ الدِّمَاءِ فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ لَا يَتَدَاوٰى بِشَيْءٍ لِشَيْءٍ ۔

ترجمہ: ابو کبشہ انماری نے ثوبان کو بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر کی چوٹی پر اور دونوں کندھوں کے درمیان پچھنے لگواتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ جس نے یہ خون نکلوا دیے اگر کسی چیز کا کسی سے علاج نہ کرے تو بھی مضر نہیں ہے۔ (ابن ماجہ)

۳۸۵۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا جَرِيرٌ نَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ ثَلَاثًا فِي الْأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ قَالَ مَعْمَرٌ احْتَجَمْتُ فَذَهَبَ عَقْلِي حَتّٰى كُنْتُ أُلَقَّنُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فِي صَلَاتِي وَكَانَ احْتَجَمَ عَلٰى هَامَتِهِ ط

ترجمہ:۔ انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار گردن کے پاس والی رگ میں اور کندھوں کے درمیان میں پچھنے لگوائے تھے۔ معمر نے کہا کہ میں نے پچھنے لگوائے تو میری عقل جاتی رہی حتی کہ نماز میں مجھے سورۂ فاتحہ کی بھی تلقین کی جاتی تھی اور معمر نے اپنے سر کی چوٹی پر پچھنے لگوائے تھے (ترمذی، ابن ماجہ) معمر کو شائد غلط مقام پر سینگی لگوائی گئی ہوگی یا مرض کی تشخیص میں غلطی ہوگی۔

بَابٌ مَتٰى تُسْتَحَبُّ الْحِجَامَةُ

(باب ۵ حجامت کب پسندیدہ ہے)

۳۸۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ نَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُمَحِيُّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَإِحْدٰى وَعِشْرِينَ كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ ط

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ۱۷ کو یا ۱۹ کو یا ۲۱ کو سینگی لگوائی تو وہ ہر بیماری کی شفا ہوگی۔

شرح:۔ فتح الودود میں ہے کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ مہینے کی ابتداء میں خون کا غلبہ ہوتا ہے اور آخر میں کمی ہو جاتی ہے لہٰذا ماہ کی درمیانی تاریخیں اس کے لیے بہتر ہیں۔ حجامت دراصل غلبۂ دم کا علاج ہے، ابن رسلان نے کہا ہے کہ ہر بیماری سے مراد وہ امراض ہیں جن کے باعث خون کا غلبہ ہو۔ اس حدیث کی بیان کردہ تاریخوں کے موافق ومناسب ہونے پر اطباء بھی متفق ہیں۔ عرب گرم ملک ہے، آب وہوا کی گرمی کا اثر طبائع پر ہوتا ہے لہٰذا بہت سے امراض غلبۂ دم کے باعث ہوتے ہیں۔

۳۸۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أُبَيٍّ طَبِيبًا

فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا ط

ترجمہ:۔ جابرؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کے پاس ایک طبیب بھیجا جس نے اس کی ایک رگ کاٹی۔ (مسلم، ابن ماجہ) مسلم کی روایت میں ہے کہ پھر اس طبیب نے خون بند کرنے کے لیے داغ لگایا۔

بَابٌ فِي قَطْعِ الْعِرْقِ وَمَوْضِعِ الْحَجْمِ

(رگ کاٹنے اور حجامت کی جگہ کا باب ۶)

۳۸۶۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ أَخْبَرَنِي أَبُوبَكْرَةَ بَكَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَتْنِي عَمَّتِي كَيِّسَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ أَبَاهَا كَانَ يَنْهَى أَهْلَهُ عَنِ الْحِجَامَةِ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَيَزْعُمُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ يَوْمُ الدَّمِ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَرْقَأُ ط

ترجمہ:۔ کیسہ بنت ابی بکرہؓ نے بتایا کہ میرا باپ اپنے گھر والوں کو منگل کے روز حجامت سے منع کرتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کرتا تھا کہ منگل کا دن خون کا دن ہے اور اس میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ خون نہیں تھمتا۔ (خون کا دن ہے یعنی غلبۂ دم کا دن اور اس میں ممانعت کا باعث بن سکتی ہے)

۳۸۶۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ عَلَى وَرِكِهِ مِنْ وَثْءٍ كَانَ بِهِ ط

ترجمہ:۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُرین پر حجامت کرائی ایک چوٹ کے باعث جو آپؐ کو آئی تھی۔

شرح:۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ حضورؐ گھوڑے سے ایک کھجور کے تنے پر گر پڑے تھے جس کے باعث پاؤں میں موچ آگئی تھی اور حجامت کا سبب یہ واقعہ تھا۔

بَابٌ فِي الْكَيِّ

(داغنے کا باب ۷)

۳۸۶۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ

عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَيِّ فَاكْتَوَيْنَا فَمَا أَفْلَحْنَ وَلَا أَنْجَحْنَ ط

ترجمہ:۔ عمرانؓ بن حصین نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے داغ لگوانے سے منع فرمایا تھا، پس ہم نے داغ لگوایا تو ہمیں فلاح اور شفا نہ ملی۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

شرح:۔ حسب ضرورت داغ لگوانا مباح ہے مگر عمرانؓ کو حضورؐ نے اس لیے منع فرمایا تھا کہ انھیں ناسور (یا بواسیر) کی بیماری تھی، اوران کے لیے داغنے کا علاج خطرناک ہوسکتا تھا جیسا کہ وہ خود ہی کہہ رہے ہیں۔ اگلی حدیث میں آرہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سعدؓ بن معاذ کو ان کے ایک تیر کے زخم کے باعث داغ لگوایا تھا، آج کی دنیا میں جراحی کا فن بہت ترقی کرچکا ہے اور اس سلسلے میں نت نئے تجربات سامنے آرہے ہیں۔ ان احوال میں آج سے ڈیڑھ ہزار پہلے کے عرب معاشرے میں داغ لگاکر علاج کرنے پر حیرت نہیں ہوسکتی۔ حضرت عمرانؓ بن حصین کے متعلق ابوداؤد کہتے ہیں کہ وہ فرشتوں کا سلام سنا کرتے تھے، جب داغ لگوایا تو وہ سلسلہ منقطع ہوگیا اور جب اسے چھوڑ دیا تو پھر پہلی صورت لوٹ آئی۔

۳۸۶۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنِ الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَى سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ مِنْ رَمِيَّتِهِ ط

ترجمہ:۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سعدؓ بن معاذ کو ان کے تیر سے لگے ہوئے زخم کے باعث داغ لگایا تھا (مسلم، ابن ماجہ)۔ ان دونوں کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ داغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لگایا تھا، پھر جب ورم ہوگیا تو دوبارہ داغ لگایا تھا۔ مگر جیسا کہ عام طور پر معلوم تھا داغ لگانا آخری علاج سمجھا جاتا تھا، لہٰذا بالعموم اس سے پرہیز کرتے تھے اور صرف شدید ضرورت کے موقع پر ہی یہ اقدام کیا جاتا تھا۔ شفا تو بہرحال اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے اس لیے داغ ہو یا کوئی اور علاج اسے بذات خود کارگر سمجھ لینا عقیدۂ توحید کے منافی ہے۔

بَابٌ فِي السَّعُوطِ

(ناک میں دوا چڑھانے کا باب ۸)

۳۸۶۵۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحٰقَ نَا وُهَيْبٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَطَ ط

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناک میں دوائی لی (بخاری، مسلم، ترمذی باختلاف

الفاظ) مولانا نے فرمایا کہ ناک میں دوائی چڑھانا سعوط ہے، منہ کے درمیان میں وجور ہے اور منہ کے ایک طرف لیت لدود ہے۔

بَابٌ فِي النُّشْرَةِ

(نشرۃ کا باب ۹)

۳۸۶۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا عَقِيلُ بْنُ مَعْقِلٍ قَالَ سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ مُنَبِّهٍ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّشْرَةِ فَقَالَ هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ط

ترجمہ:۔ جابر بن عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نشرہ کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا" وہ شیطانی کام ہے۔ (نشرہ) کی ترکیب کچھ جھاڑ پھونک اور ٹونے ٹوٹکے یا جادو کی مانند ہوتی تھی۔ زمانۂ جاہلیت میں اسے جادو کا علاج سمجھا جاتا تھا۔ بخاری کتاب الادب میں ہے کہ حضورؐ کو نشرہ کرانے کے متعلق کہا گیا تو آپؐ نے اس سے انکار فرمایا تھا تاکہ لوگ گمراہ نہ ہوجائیں، یہ بات تو واضح ہے کہ کتاب وسنت کے کلمات سے دم کرنا بالکل جائز ہے جیسا کہ حضورؐ نے معوذتین پڑھ کر دم کیا تھا۔)

بَابُ التِّرْيَاقِ

(تریاق کا باب ۱۰)

۳۸۶۷ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ نَا شُرَحْبِيلُ بْنُ يَزِيدَ الْمَعَافِرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعٍ التَّنُوخِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا أُبَالِي مَا أَتَيْتُ إِنْ أَنَا شَرِبْتُ تِرْيَاقًا أَوْ تَعَلَّقْتُ تَمِيمَةً أَوْ قُلْتُ الشِّعْرَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِي قَالَ أَبُو دَاوُدَ هٰذَا كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَقَدْ رَخَّصَ فِيهِ قَوْمٌ يَعْنِي التِّرْيَاقَ ط

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اگر میں نے ان تین میں سے کوئی کام کریں تو پھر

اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مجھے اپنے دین کی پرواہ نہیں ہے، اگر میں تریاق ہوں، یا تعویذ لٹکاؤں یا اپنے جی سے شعر کہوں۔ ابوداؤد نے کہا کہ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو خاص تھی اور کچھ لوگوں نے تریاق کی رخصت دی ہے۔

شرح:۔ تریاق میں مختلف قسم کے سانپ کا گوشت استعمال ہوتا تھا جو حرام ہے، اس بنا پر حضورؐ نے اس کے بارے میں یہ شدید لفظ استعمال فرمائے۔ اگر تریاق میں کوئی حرام چیز استعمال نہ ہوئی ہو تو اسے استعمال کرنے میں حرج نہیں تمیمہ سے مراد وہ ٹھیکری یا منکہ وغیرہ ہے جسے دافع بلیات جان کر گلے میں ڈالتے تھے، یہ شرک وجہالت ہے۔ دافع بلیات اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا اور کوئی نہیں، اگر قرآنی آیات یا احادیث کے ساتھ تعوذ کیا جائے تو وہ اس میں داخل نہیں کیونکہ کلام اللہ سے استعاذہ دراصل اللہ تعالیٰ سے استعاذہ ہے۔ بعض غیر عربی زبان کے تعویذات یا سمجھ میں نہ آنے والے تعویذات وغیرہا کا یہی حکم ہے کہ وہ ناجائز ہیں، جہاں تک شعر کا تعلق ہے، سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو شعر نہیں سکھایا اور یہ ان کی شانِ رفیع سے فروتر تھا۔ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ. (یٰسٓ) حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حُسن وقبح میں تریاق، تعویذ اور شعر امت کے حق میں برابر ہیں۔ ان میں سے جو چیز شرعاً جائز ہوگی وہ جائز ہے، ورنہ ناجائز۔

۳۸۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِالْحَرَامِ۔

ترجمہ:۔ ابی الدرداءؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا اتاری اور ہر بیماری کے لیے دوا بنائی پس تم دوا کا استعمال کرو مگر حرام چیزوں سے علاج مت کرو" (منذری نے کہا ہے کہ اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش متکلم فیہ راوی ہے)

شرح:۔ یہ بات تو بالکل واضح اور ظاہر وباہر ہے کہ مسبب الاسباب اللہ تعالیٰ ہے اور کائنات کا نظام اسباب ومسببات پر قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ بیماری کا بھی خالق ہے اور شفا کا بھی، بیماری کے اسباب اور شفا اُس کے ہاتھ میں ہے۔ جو شخص حصولِ شفا کے لیے دوا استعمال کرتا ہے وہ توکل وتقدیر کے دائرے سے باہر نہیں ہے۔ بیماری کے اسباب کا ازالہ کر دیا جائے تو وہ باذن اللہ تعالیٰ رفع ہو جائے گی۔ بعض دفعہ انسانی کوشش کے بغیر محض حکمتِ خداوندی سے ہی رفع ہو جاتی ہے جس کے سبب کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہوگا۔ مولانا نے فرمایا ہے کہ اس حدیث میں جو حرام اشیاء سے علاج کرنے کو منع فرمایا گیا ہے اس میں دلائل شرعیہ سے کچھ کلام ہے، امام احمد کے نزدیک کسی چیز سے علاج جائز نہیں۔ شیخ حنیفہ کے ہاں صحیح یہ ہے کہ مسکر کے علاوہ ہر چیز کو بطور تداوی وعلاج استعمال کرنا جائز ہے۔ اس کی دلیل صحیحین کی حدیث ہے جس میں حضورؐ نے عرنیین

کو اونٹوں کا پیشاب استعمال کرنے کی اجازت دی تھی۔ حدیث زیرِ نظر سے مراد یہ ہے کہ جب تک حلال سے علاج ممکن ہو حرام کی طرف قدم نہ بڑھایا جائے کیونکہ اس صورت میں حرام کا استعمال بے ضرورت ہوگا۔ بیہقی نے یہی کہا ہے کہ ان حدیثوں سے مراد یہی ہے کہ مسکر سے علاج نہ ہو اور بلا ضرورت حرام شئ کو بطورِ دوا استعمال نہ کیا جائے۔ مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ جن چیزوں کا کھانا حرام ہے انہیں ماکولات میں داخل کرنا ناجائز ہے اور جن چیزوں کی حرمت مطلقاً آئی ہے انہیں مطلقاً ہی حرام سمجھا جائے گا مثلاً خمر، خنزیر اور مردار، کہ ان سے کسی طور پر انتفاع جائز نہیں ہے۔ پس جن چیزوں کا کھانا حرام ہے اگر دوا میں انہیں استعمال کریں، یعنی کھانے کے علاوہ اور علاج میں تو جائز ہے۔

۳۸۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عُثْمَانَ أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدِعٍ يَجْعَلُهَا فِي دَوَاءٍ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا ؕ

ترجمہ:۔ عبدالرحمان بن عثمانؓ سے روایت ہے کہ ایک طبیب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مینڈک کو دوا میں استعمال کرنے کے متعلق پوچھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کے قتل سے منع فرمایا (نسائی)

شرح:۔ چونکہ دوا میں استعمال کرنا مینڈک کے قتل کے بغیر ممکن نہ تھا لہٰذا حضورؐ نے اس کے قتل سے منع فرمایا، اور جب اس کا قتل حرام ہے تو اسے دوا میں استعمال کرنا بھی ناجائز ہوا۔ خطابی نے اس حدیث سے استدلال کرکے کہا ہے کہ سمندری جانور جو حلال ہیں، اس حدیث کی رُو سے مینڈک ان سے خارج ہے۔ اور وہ حرام ہے۔ کیونکہ اس کے قتل کی حرمت یا تو آدمی کے احترام کی مانند ہوگی اور ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے، اور یا پھر اس کے گوشت کی حرمت کے باعث ہوگی سو یہی سبب ہے جس کے باعث اس سے تداوی ناجائز ٹھہری۔ یہ حدیث امام مالک اور شافعی کے مسلک کے خلاف ہے۔

بَابُ الْأَدْوِيَةِ الْمَكْرُوهَةِ

(مکروہ دواؤں کا باب ۱۱)

۳۸۷۰۔ حَدَّثَنَا هٰرُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ نَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ ؕ

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبیث دوا سے منع فرمایا (ترمذی، ابن ماجہ)

ان دونوں نے یعنی "سمّ" کا لفظ بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ کہ دوائے خبیث زہر ہے) اور اس سے مراد حرام دوا بھی جس سے طبیعت کسی وجہ سے ابا کرے۔

۳۸۷۱۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ نَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَسَا سُمًّا فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا اَبَدًا ؕ

ترجمہ:۔ ابوھریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے زہر پیا تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا وہ اسے ہمیشہ ہمیشہ تک جہنم کی آگ میں پیتا رہے گا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح:۔ خودکشی فعل حرام ہے۔ کوئی شخص اگر زہر کو حلال سمجھ کر یا خودکشی کی حلت کا قائل ہو کر ایسا کرے تو اس کے کفر میں شک نہیں لہٰذا اس کی سزا ہمیشہ ہمیشہ کی جہنم ہے۔ اگر کوئی زہر کو حلال جان کر یا خودکشی کی حلت کا قائل ہو کر ایسا نہیں کرتا تو دلائل شرع کی رو سے اس حدیث کا مطلب ایک طویل عرصہ کے لیے جہنم کی سزا ہے۔

۳۸۷۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْخَمْرِ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ ذَكَرَ طَارِقُ ابْنُ سُوَيْدٍ اَوْ سُوَيْدُ بْنُ طَارِقٍ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ ثُمَّ سَاَلَهُ فَنَهَاهُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّهَا دَوَاءٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَلٰكِنَّهَا دَاءٌ

ترجمہ:۔ وائل بن حجر نے طارق بن سوید بن طارق کے متعلق کہا کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خمر کے متعلق پوچھا آپ نے اسے منع فرمایا پھر اس نے پوچھا تو آپ نے منع فرمایا، پھر اس نے کہا یا نبی اللہ یہ دوا ہے، تو حضورؐ نے فرمایا نہیں وہ بیماری ہے (ابن ماجہ) اور اس کی روایت میں وائل کی روایت طارق بن سوید سے شک کے بغیر ہے) ابن ارسلان نے کہا کہ مسلم اور ترمذی کی روایت میں بھی ایسا ہی ہے)۔

شرح:۔ معلوم ہوا کہ خمر دواء نہیں لہٰذا اس سے تداوی (علاج) جائز نہیں۔ اسے داء (بیماری) فرمایا ہے کیونکہ وہ انسانی جسم کے لیے مضر ہے اضطرار کے احکام اور ہیں جو اس صورت سے الگ ہیں۔

بَابٌ فِي تَمْرِ الْعَجْوَةِ ۱۲

(عجوہ کھجور کا باب ۱۲) عجوہ مدینہ منورہ کی ایک اعلیٰ قسم کی کھجور کا نام ہے۔

۳۸۷۳۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِي نَجِيْحٍ عَنْ

مُجَاهِدٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ مَرِضْتُ مَرَضًا أَتَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا فِي فُؤَادِي فَقَالَ إِنَّكَ رَجُلٌ مَفْؤُودٌ ائْتِ الْحَارِثَ بْنَ كَلَدَةَ أَخَا ثَقِيفٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ يَتَطَبَّبُ فَلْيَأْخُذْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِنْ عَجْوَةِ الْمَدِينَةِ فَلْيَجَأْهُنَّ بِنَوَاهُنَّ ثُمَّ لِيَلُدَّكَ بِهِنَّ ؕ

ترجمہ:۔ سعدؓ نے کہا کہ میں بیمار ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو تشریف لائے، پس آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں پستانوں کے درمیان رکھا حتیٰ کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی آپؐ نے فرمایا تمہیں دل کی بیماری ہے۔ حارث بن کلدہ ثقفی کے پاس جاؤ، وہ ایک طبیب شخص ہے۔ اسے مدینہ کی عجوہ کھجور کے سات دانے لے کر انہیں کوٹنا چاہیے گٹھلیوں سمیت، پھر تمہارے منہ میں ایک طرف یہ دوا رکھنی چاہیئے۔

شرح:۔ مفؤود کا لفظ فواد سے نکلا ہے، یعنی وہ شخص جسے دل کی بیماری ہو جیسے مرؤوس سر کی بیماری والے کو مبطون پیٹ کی بیماری والے کو کہا جاتا ہے۔ خطابی نے کہا ہے کہ فؤاد دراصل قلب کے پردے اور جھلی کا نام ہے اور قلب اس کے اندر ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ سعدؓ کو سینے کی تکلیف ہو اور حضورؐ نے بطور توسع اسے مصدور کے بجائے مفؤود فرمایا ہو کھجور سینے کی بعض بیماریوں کا علاج ہے۔

۳۸۷۴۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا أَبُو أُسَامَةَ نَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذَالِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ ؕ

ترجمہ:۔ سعدؓ بن ابی وقاص کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص صبح کو سات عجوہ کھجوریں کھائے تو اس دن اُسے کوئی زہر یا جادو نقصان نہ دے گا۔ البخاری، مسلم، خطابی کا قول ہے کہ عجوہ کی تاثیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت کے باعث ہے۔

بَابٌ ۱۳ فِي الْعِلَاقِ

(علاق کا باب ۱۳)

۳۸۷۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَحَامِدُ بْنُ يَحْيَى قَالَا نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لِي قَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ مَا تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ يَعْنِي بِالْعُودِ الْقُسْطَ ط

ترجمہ:۔ ام قیسؓ بنت محصن نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے ایک لڑکے کو لے کر گئی جس کے گلے میں میں نے اس کے حلق کی بیماری کے پاس تالو کو دبا کر کچھ لٹکار کھا تھا حضورؐ نے فرمایا کہ تم عورتیں اپنی اولاد کے تالو کو اس طرح کیوں دباتی ہو؟ تم پر لازم ہے کہ اس عود ھندی کو استعمال کرو کیونکہ اس میں سات بیماریوں کی شفا ہے جن میں سے ایک نمونیہ ہے۔ گلے کے ورم میں اسے ناک میں دیا جاتا ہے اور نمونیے میں اسے منہ میں ڈالا جاتا ہے (بخاری، مسلم، ابن ماجہ) ابوداؤد نے کہا عود سے مراد قسط ہے۔

شرح:۔ بعض دفعہ بچوں کے تالو اور حلق میں ورم ہو جاتا ہے اور عورتیں انگلی سے یا کپڑے کے ساتھ اسے دباتی ہیں جس سے اور بھی تکلیف ہوتی ہے کئی دفعہ خون بھی نکل آتا ہے۔ عود ہندی ایک خوشبودار لکڑی ہے جسے بخور بھی کہا جاتا ہے اور قسط بھی، شاید یہ لوبان ہے۔

بَابٌ فِي الْكُحْلِ

(سرمہ کا باب ۱۴)

۳۸۷۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ نَا زُهَيْرٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ وَإِنَّ خَيْرَ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ ط

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنو کیونکہ وہ تمہارے بہترین کپڑے ہیں اور ان میں اپنے مردوں کو کفن دو، اور تمہارا بہترین سرمہ اثمد ہے، جو نگاہ کو تیز کرتا ہے اور بال اگاتا ہے۔

(ابن ماجہ، ترمذی)

شرح :۔ اثمد کا لا سُرمہ ہے جسے کُحل اصفہانی کہا جاتا ہے ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَيْنِ[۱۵]

(نظر بد کا باب ۱۵)

۳۸۷۷۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالْعَيْنُ حَقٌّ ط

ترجمہ :۔ ھمامؒ بن منبہ نے ابوھریرہؓ کے حوالے سے کہا کہ یہ وہ حدیث ہے جو ابوھریرہؓ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بتائی کہ نظر برحق ہے ۔ (بخاری ۔ مسلم)

شرح :۔ نظر کی تاثیر ایک مشاہدے کی چیز ہے جو ہمارے مشاہدے میں ہر وقت آتی رہتی ہے ۔ اسی طرح نظر میں فرق ہے جو دیکھنے والا پہچان لیتا ہے ، محبت کی نظر میں اور نفرت کی نظر میں فرق ہے جو ہمارے مشاہدے میں ہر وقت آتی رہتی ہے۔ اسی طرح حرص کی آنکھ ، حسد کی آنکھ ، عداوت کی آنکھ ، نیک نیتی کی آنکھ ، ان سب میں فرق ہوتا ہے جو دیکھنے والوں کو محسوس ہوتا ہے ۔ غضب ناک شخص کی آنکھ سے غیظ و غضب کے شعلے نکلتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں ۔ ڈرے ہوئے شخص کی نگاہ صاف نظر آتی ہے ۔ پس نظر کی تاثیر سے انکار ممکن نہیں ہے اور ہر معاشرے کے لوگ اس کی تاثیر کے قائل ہیں ۔ جدید سائنس نے عقلی و تجرباتی دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ دیکھنے والے کی آنکھ سے مفید یا مضر قوت کا نکلنا اور دوسرے پر اثر انداز ہونا بالکل درست ہے ۔ یہی بات ہے جو حضورؐ نے یوں فرمایا ہے کہ نظر برحق ہے ۔ نظر کے اثر کو زائل کرنے کیلئے کچھ جائز طریقے ہیں پہلی قسم کے طریقوں کو درست اور دوسروں کو غلط ٹھہرایا گیا ہے ۔

۳۸۷۸۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ نَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يُؤْمَرُ الْعَائِنُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ الْمَعِيْنُ ط

ترجمہ :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نظر بد لگانے والا کو وضو کا حکم دیا جاتا تھا ، پھر نظر زدہ آدمی اس سے غسل کرتا تھا ۔

شرح :۔ عائن یعنی نگاہِ بد لگانے والوں کو حاسد بھی کہا گیا ہے اور معین یعنی جسے نظر لگی ہو اُسے محسود بھی کہتے ہیں ۔ مسند احمد کی روایت میں سہلؓ ابن حنیف کا قصہ مذکور ہے کہ اُنہیں غسل کرتے ہوئے عامرؓ بن ربیعہ نے دیکھ لیا اور ان کے جسم کے

حسن و جمال کی تعریف کی۔ سہل ؓ بے ہوش ہو کر گر گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ناراض ہوئے اور فرمایا " تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے؟ اس کو دیکھ کر تو نے برکت کی دعا کیوں نہ کی۔ پھر اُسے غسل کا حکم دیا اور وہ پانی سہل ؓ پر چھڑکا گیا تو اُسے افاقہ ہو گیا۔

بَابٌ فِي الْغَيْلِ ۱۶

(بیوی سے مجامعت کا باب ۱۶)

۳۸۷۹ - حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ فَإِنَّ الْغَيْلَ يُدْرِكُ الْفَارِسَ فَيُدَعْثِرُهُ عَنْ فَرَسِهِ ط

ترجمہ:۔ اسماءؓ بنت یزید بن السکن نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا " اپنی اولاد کو خفیہ طور پر قتل مت کرو۔ کیونکہ مرضعہ حاملہ ہو جائے تو اس کا اثر سوار (بچے) پر ہوتا ہے اور یہ چیز اسے گھوڑے سے گرا دیتی ہے۔ (ابن ماجہ، مسند احمد)

شرح:۔ خطابی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ دودھ پلانی عورت سے جماع کیا جائے اور وہ حاملہ ہو جائے تو اس کا دودھ فاسد ہو جاتا ہے۔ پھر اس کا اثر بچے پر پڑتا ہے، اور پھر اس کا اثر کسی وقت بھی ہو سکتا ہے، حتیٰ کہ جب وہ بچہ جوان ہو کر گھوڑے پر سوار ہو تو اس سے فوراً گر کر بھی مر سکتا ہے۔ گویا اس طرح یہ ایک خفیہ قتل ہے، مگر یہ نہی تنزیہی ہے جیسا کہ اگلی حدیث اس کو واضح کر رہی ہے۔

۳۸۸۰ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ نَوْفَلٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جُدَامَةَ الْأَسَدِيَّةِ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيلَةِ حَتَّى ذَكَرْتُ أَنَّ الرُّومَ وَفَارِسَ يَفْعَلُونَ ذَالِكَ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ قَالَ مَالِكٌ الْغِيلَةُ أَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ تُرْضِعُ ط

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جدامہ الاسدیہ سے روایت کی کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ میں نے ارادہ کیا کہ مرضعہ کے جماع سے منع کردوں حتیٰ کہ میں نے فارس اور روم کو یاد کیا کہ وہ ایسا کرتے ہیں مگر یہ چیز ان کی اولاد کو نقصان نہیں دیتی۔ مالک نے کہا کہ غیلہ یہ ہے کہ مرد اپنی عورت کو رضاعت کی حالت میں مس کرے (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی)

شرح:۔ مطلب یہ ہے کہ اوپر کی حدیث میں جو نہی ہے وہ تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے اور ضروری نہیں کہ ہر بچے کو غیلہ سے نقصان پہنچے، بعض کو پہنچتا ہے اور بعض کو نہیں پہنچتا۔ عربوں کا خیال تھا کہ ہر بچے کو پہنچتا ہے، اس کے برخلاف فارس اور روم والے اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے مگر پھر بھی ان کی اولاد پر اس کا اثر نہ ہوتا تھا۔ شاید اس میں آب وہوا، طبائع اور اشخاص کا فرق بھی ہوتا ہو۔

بَابٌ فِي تَعْلِيقِ التَّمَائِمِ

(تعویذ لٹکانے کا باب ۱۷)

۳۸۸۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنِ ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ قَالَتْ قُلْتُ لِمَ يَقُولُ هٰذَا وَاللهِ لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِي تَقْذِفُ فَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَى فُلَانٍ الْيَهُودِيِّ يَرْقِيْنِي فَإِذَا رَقَانِي سَكَنَتْ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ إِنَّمَا ذَالِكَ عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْخَسُهَا بِيَدِهِ فَإِذَا رَقَاهَا كَفَّ عَنْهَا إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَقُولِي كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا ط

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ جھاڑ پھونک، تعویذ اور حُب کے عمل شرک ہیں۔ زینبؓ (عبداللہؓ کی بیوی) بولی کہ حضورؐ ایسا کیوں فرماتے ہیں؟ واللہ میری آنکھ خراب ہوتی تھی اور میں فلاں یہودی کے ہاں جاتی تھی جو مجھے جھاڑ پھونک کرتا تھا، پس جب وہ دم کرتا تھا تو مجھے سکون محسوس ہوتا تھا۔ عبداللہ نے کہا کہ یہ

شیطانی کام ہے جو اسے اپنے ہاتھ سے کچو کا دیتا تھا اور جب وہ یہودی پھونک مارتا تو تھم جاتا تھا۔ تجھے یہ کافی تھا کہ اس طرح جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے "اے انسانوں کے رب! تکلیف کو دور فرما، شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا کسی کی شفا نہیں، ایسی شفا جو کسی نقص کو نہ رہنے دے۔ (ابن ماجہ)

شرح:۔ زینب سے روایت کرنے والا راوی مجہول ہے۔ یہاں زینبؓ کا بھتیجا اور ابن ماجہ میں "زینبؓ کا بھانجا" اس حدیث میں جس جھاڑ پھونک اور تعویذ وغیرہ کا ذکر ہے اس سے مراد زمانہ جاہلیت کے جھاڑ پھونک اور تعویذ ہیں، کیونکہ قرآنی آیات کا دم پڑھنا اور انہیں لکھ کر لٹکانا دلائل حدیث و سنت سے ثابت ہو چکا ہے۔ تولہ سے مراد حب کے تعویذ ہیں جو بیوی خاوند میں موافقت کے لیے جاتے تھے ان کا حکم بھی حسب سابق ہے۔ غیر شرعی حب کے لیے کسی قسم کا تعویذ جائز نہیں۔ آج کل کے کاروباری تعویذ ھوکا دھلا اور سیدھی کاروبار کرکے دکانیں چمکاتے ہیں۔ اعاذ اللہ منھا۔

۳۸۸۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ ط

ترجمہ:۔ عمران بن حصین نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جھاڑ پھونک یا تو نظر بد سے ہوتی ہے یا زہریلے جانور کے ڈسنے سے (ترمذی)

شرح:۔ خطابی نے کہا کہ اس حدیث کا "لا" نفی جنس کے لیے نہیں بلکہ اولویت کے لیے ہے۔ یعنی ان چیزوں میں دم درود بہت مفید ہے، ورنہ دیگر امراض میں بھی جھاڑ پھونک اور دم کرنا ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اصحاب کو دم فرمایا اور شفاءؓ سے فرمایا کہ تم حفصہؓ کو نملہ کا دم سکھا دو، سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا اس سے قبل کم از کم دو احادیث میں گزر چکا ہے۔

بَابٌ ۱۸ فِي الرُّقَى

(جھاڑ پھونک کا باب ۱۸)

۳۸۸۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَابْنُ السَّرْحِ قَالَ أَحْمَدُ نَا ابْنُ وَهْبٍ وَقَالَ ابْنُ السَّرْحِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ نَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدٍ وَقَالَ ابْنُ صَالِحٍ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ بْنِ قَالَ أَحْمَدُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَقَالَ اكْشِفِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ ثُمَّ

اَخَذَ تُرَابًا مِنْ بَطْحَانَ فَجَعَلَهُ فِي قَدَحٍ ثُمَّ نَفَثَ عَلَيْهِ بِمَاءٍ وَصَبَّهُ عَلَيْهِ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ قَالَ ابْنُ السَّرْحِ يُوْسُفُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الصَّوَابُ ط

ترجمہ:۔ ثابت بن قیس بن شماس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور ثابتؓ کے پاس تشریف لے گئے جب کہ وہ بیمار تھا۔ پس آپؐ نے فرمایا "اے ربّ الناس! ثابت بن قیس بن شماس کے مرض کو دور فرما دے، پھر آپؐ نے وادی بطحان کی مٹی لی اسے ایک پیالے میں ڈالا اور پھر اس پر پانی کے ساتھ دم کیا اور وہ مٹی ثابتؓ پر ڈالی (نسائی) (ابن ماجہ) ابوداؤد نے ایک راوی کا نام محمد بن یوسف کے بجائے یوسف بن محمد بتایا ہے اور کہا ہے کہ یہ ابن السرح کا قول ہے اور درست ہے۔

۳۸۸۴۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِي ذٰلِكَ فَقَالَ اعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَاْسَ بِالرُّقٰى مَا لَمْ تَكُنْ شِرْكًا.

ترجمہ:۔ عوف بن مالک نے کہا کہ ہم لوگ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کرتے تھے، پھر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپؐ ان کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا "اپنے جھاڑ پھونک مجھ پر پیش کرو، جھاڑ پھونک میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ شرک نہ ہو۔ (مسلم) اس حدیث نے فیصلہ کر دیا کہ ناجائز جھاڑ پھونک کون سا ہے اور جائز کون سا؟

۳۸۸۵۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْمِصِّيْصِيُّ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ عَنِ الشِّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عِنْدَ حَفْصَةَ فَقَالَ لِي اَلَا تُعَلِّمِيْنَ هٰذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِيْهَا الْكِتَابَةَ ط

ترجمہ:۔ شفاءؓ بنت عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ میں حفصہؓ کے گھر میں تھی، حضورؐ نے فرمایا "جس طرح تو نے حفصہؓ کو لکھنا سکھایا ہے۔ غسر کا جھاڑ پھونک کیوں نہیں سکھا دیتی؟

تشریح:۔ اس حدیث سے عورتوں کو کتابت سکھانے کا جواز ثابت ہوا ہے اور جھاڑ پھونک کا بھی، نملہ پہلوؤں میں نکلنے والی پھنسیاں ہوتی تھیں شفاءؓ بنت عبداللہ کا نام لیلیٰ تھا اور شفاء زیادہ مشہور ہو گیا۔ یہ حضرت عمرؓ کے قبیلے سے تھیں قبل از ہجرت ایمان لائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ حضورؐ ان کے ہاں آتے جاتے تھے۔ یہ ایک جلیل القدر بڑھیا تھیں حضرت عمرؓ ان کی رائے کو فوقیت دیتے تھے اور بعض دفعہ کوئی منصب بھی ان کے سپرد کرتے تھے۔ (خطابی و منذری)

۳۸۸۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ نَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيْمٍ حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي

الرَّبَابُ قَالَتْ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُولُ مَرَرْتُ بِسَيْلٍ فَدَخَلْتُ فَاغْتَسَلْتُ فِيهِ فَخَرَجْتُ مَحْمُومًا فَنُمِيَ ذَالِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرُوا أَبَا ثَابِتٍ يَتَعَوَّذُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا سَيِّدِي وَالرُّقَى صَالِحَةٌ فَقَالَ لَا رُقْيَةَ إِلَّا فِي نَفْسٍ أَوْ حُمَةٍ أَوْ لَدْغَةٍ قَالَ أَبُودَاؤدَ الْحُمَةُ مِنَ الْحَيَّاتِ وَمَا يَلْسَعُ ۞

ترجمہ:۔ سہلؓ بن حنیف نے کہا کہ میں ایک سیلاب کے پاس سے گزرا اور اس میں غسل کیا۔ جب باہر نکلا تو بخار ہو چکا تھا۔ یہ اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا " ابو ثابت کو حکم دو کہ وہ تعوذ کرے (دم کرائے) رباب راویہ حدیث نے کہا کہ میں نے کہا " اے میرے سردار! کیا جھاڑ پھونک اچھی چیز ہے؟ سہل نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " جھاڑ پھونک نظر بد میں ہے، یا زہر میں یا زہریلے جانور کے ڈسنے میں۔ (مسند احمد، نسائی) ابوداؤد نے کہا حُمہ سانپ وغیرہ ڈسنے والے جانور کا زہر ہے۔

شرح:۔ اس سے قبل سہلؓ بن حنیف کا نہانا اور عامر بن ابی کا دیکھنا گزر چکا ہے۔ مگر یہ واقعہ شاید کوئی اور ہے۔

۳۸۸۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ نَا شَرِيكٌ ح وَحَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ نَا شَرِيكٌ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ ذُرَيْحٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ الْعَبَّاسُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ أَوْ دَمٍ يَرْقَأُ لَمْ يَذْكُرِ الْعَبَّاسُ الْعَيْنَ وَهٰذَا لَفْظُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ ۞

ترجمہ:۔ انسؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " جھاڑ پھونک صرف نظر بد سے ہے یا زہریلے یا تمدید ہونے والے خون کے لیے۔ عباسؒ راوی نے نظر بد کا ذکر نہیں کیا اور حدیث کے الفاظ سلیمان بن داؤد کے ہیں (مسلم اور بخاری کی روایت حضرت عائشہؓ سے ہے۔ مسلم نے باختلاف الفاظ انس سے بھی روایت کی ہے۔ ترمذی، ابن ماجہ)

بَابُ كَيْفَ الرُّقَى

(جھاڑ پھونک کی کیفیت کا باب ۱۹)

۳۸۸۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ يَعْنِي لِثَابِتٍ أَلَا أَرْقِيكَ بِرُقْيَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلَى قَالَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَأْسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ اشْفِهِ

شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا ط

ترجمہ:۔ انس رضی اللہ عنہ نے ثابت سے کہا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دم نہ کروں؟ اس نے کہا کیوں نہیں؟ راوی نے کہا پس انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے اللہ۔ اے رب الناس، اے بیماری دور کرنے والے، شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی بھی شفا نہیں دے سکتا، اے الٰہی شفا دے جو کوئی بیماری نہ رہنے دے۔ (بخاری، ترمذی نسائی)

۳۸۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ اَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ السُّلَمِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ اَخْبَرَهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ اَنَّهُ اَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُثْمَانُ وَبِي وَجَعٌ قَدْ كَادَ يُهْلِكُنِي قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْسَحْهُ بِيَمِينِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَ قُلْ اَعُوذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ قَالَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَاَذْهَبَ اللهُ مَا كَانَ بِي فَلَمْ اَزَلْ اٰمُرُ بِهِ اَهْلِي وَغَيْرَهُمْ ط

ترجمہ:۔ عثمان بن ابی العاص ثقفی نے کہا کہ مجھے ایک ایسی تکلیف ہوئی جس نے مجھے ہلاکت کے قریب پہنچا دیا تھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے سات بار اپنے دائیں ہاتھ سے مسح کرو اور کہو "میں پناہ لیتا ہوں اللہ کی عزت کے ساتھ اور اس کی قدرت کے ساتھ اُس تکلیف کے شر سے جسے میں پاتا ہوں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور کر دی پھر میں ہمیشہ اپنے گھر والوں اور دوسروں کا اس کا حکم دیتا رہا۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی)

۳۸۸۹۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ نَا اللَّيْثُ عَنْ زِيَادِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ اشْتَكَى مِنْكُمْ شَيْئًا اَوِ اشْتَكَاهُ اَخٌ لَهُ فَلْيَقُلْ رَبُّنَا اللهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْاَرْضِ اغْفِرْ لَنَا حُوبَنَا وَخَطَايَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِينَ اَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ

عَلٰى هٰذَا الْوَجَعِ فَيَبْرَأُ ۔

ترجمہ:۔ ابو الدرداءؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا "تم میں سے جس کسی کو کوئی تکلیف ہو یا اس کے بھائی کو ہو تو وہ یوں کہے " اے ہمارے پروردگار اللہ جو آسمان میں ہے (یعنی رفعت و تقدس کے لحاظ سے نہ کہ جسمانی طور پر) تیرا نام پاک ہے، تیرا حکم آسمان و زمین میں ہے۔ جیسے کہ تیری رحمت آسمان میں ہے ایسی ہی رحمت زمین پر ڈال۔ ہمارے گناہ ہمیں بخش دے اور ہماری خطائیں معاف فرما دے۔ تو پاکبازوں کا رب ہے۔ تو اپنی رحمت ڈال کر اور اپنی شفاء اتار اس تکلیف پر تاکہ تیرے حکم سے یہ بیمار شفاء پائے (مسند احمد، نسائیؒ)

شرح:۔ رب الطیبین ازراہِ ادب فرمایا ورنہ اللہ تعالیٰ تو ہر ایک کا رب ہے وہ طیب ہو یا خبیث، جیسے کہ وہ ہر ایک کا خالق ہے مگر ادباً یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ خالق الکلاب والخنازیر ہے کیونکہ یہ ایک گستاخانہ اور بے ادبانہ طرزِ گفتگو ہے۔ تیز رحمت الٰہی کو متوجہ کرنے کے لیے کہنا مناسب ہے کہ وہ رب الطیبین والطاہرین ہے۔

۳۸۹۰۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى ابْنُ إِسْمٰعِيْلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْفَزَعِ كَلِمَاتٍ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو يُعَلِّمُهُنَّ مَنْ عَقَلَ مِنْ بَنِيْهِ وَمَنْ لَّمْ يَعْقِلْ كَتَبَهٗ فَاَعْلَقَهٗ عَلَيْهِ ۔

ترجمہ:۔ عبداللہؓ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں خوف اور گھبراہٹ دور کرنے کے لیے یہ کلمات سکھاتے تھے۔ میں اللہ کے بے عیب و نقص کلمات کے ساتھ پناہ لیتا ہوں اُس کے غضب سے اور اُس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس پھٹکیں، اور عبداللہؓ بن عمرو بن عاص یہ کلمات اپنی اولاد میں سے ان کو سکھاتے تھے جو باسمجھ ہو جائیں اور جو سمجھ دار نہ ہوں انہیں لکھ کر گلے میں لٹکا دیتے تھے (ترمذی اور نسائی)

۳۸۹۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ أَنَا مَكِّيٌّ نَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِيْ سَاقِ سَلَمَةَ فَقُلْتُ مَا هٰذِهٖ فَقَالَ أَصَابَتْنِيْ يَوْمَ خَيْبَرَ ابْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِيْ سَاقِ سَلَمَةَ فَقُلْتُ مَا هٰذِهٖ فَقَالَ أَصَابَتْنِيْ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ أُصِيْبَ سَلَمَةُ فَأُتِيَ بِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَنَفَثَ فِیْ ثَلٰثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَکَیْتُهَا حَتَّی السَّاعَةِ ۔

ترجمہ:۔ یزید بن ابی عبید نے کہا کہ میں نے سلمہؓ بن اکوع کی پنڈلی میں ایک نشان دیکھا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ زخم مجھے جنگ خیبر میں لگا تھا۔ پس لوگوں نے کہا کہ سلمہ کو زخم لگ گیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپ نے مجھے تین دفعہ پھونک ماری تو اب تک مجھے اس سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ (بخاری)

۳۸۹۲۔ حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَا نَا سُفْیٰنُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ یَعْنِی ابْنَ سَعِیْدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِلْاِنْسَانِ اِذَا اشْتَکٰی یَقُوْلُ بِرِیْقِهٖ ثُمَّ قَالَ بِهٖ فِی التُّرَابِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِیْقَةِ بَعْضِنَا یُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا ۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار انسان کو فرماتے تھے کہ وہ اپنی انگلی کو تھوک لگائے پھر اس سے مٹی کی طرف اشارہ کرے اور کہے "ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض کے لعاب دہن کے ساتھ ہمارے بیمار کو شفا دے ہمارے رب کے حکم سے (بخاری، مسلم، ابن ماجہ، نسائی) بخاری کی روایت میں اس دم کے پہلے بسم اللہ تربۃ ارضنا الخ۔

۳۸۹۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا یَحْیٰی عَنْ زَکَرِیَّا حَدَّثَنِیْ عَامِرٌ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ التَّمِیْمِیِّ عَنْ عَمِّهٖ اَنَّهٗ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَقْبَلَ رَاجِعًا مِنْ عِنْدِهٖ فَمَرَّ عَلٰی قَوْمٍ عِنْدَهُمْ رَجُلٌ مَجْنُوْنٌ مَوْثُوْقٌ بِالْحَدِیْدِ فَقَالَ اَهْلُهٗ اِنَّا حُدِّثْنَا اَنَّ صَاحِبَکُمْ هٰذَا قَدْ جَاءَ بِخَیْرٍ فَهَلْ عِنْدَکُمْ شَیْءٌ تُدَاوُوْنَهٗ فَرَقَیْتُهٗ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ فَبَرَاَ فَاَعْطَوْنِیْ مِائَةَ شَاةٍ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ هَلْ اِلَّا هٰذَا وَقَالَ مُسَدَّدٌ فِیْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ هَلْ قُلْتَ غَیْرَ هٰذَا قُلْتُ لَا قَالَ خُذْهَا فَلَعَمْرِیْ لَمَنْ اَکَلَ بِرُقْیَةِ بَاطِلٍ لَقَدْ اَکَلْتَ بِرُقْیَةِ حَقٍّ ۔

ترجمہ:۔ خارجہ بن الصلت تمیمی نے اپنے چچا (علاقہ بن صحار سلطی) سے روایت کی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اسلام قبول کیا جب وہاں سے واپس آیا تو وہ ایک قوم پر گزرا جن کے پاس ایک مجنون شخص لوہے میں

جکڑا ہوا تھا۔ اس کے گھر والوں نے کہا کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ تمہارا یہ ساتھی خیر کے کر آیا ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سو کیا تیرے پاس کوئی چیز جس سے تو اس مجنون کا علاج کرے؟ پس میں نے اسے سورۃ فاتحہ کا دم کیا تو وہ تندرست ہو گیا۔ انہوں نے مجھے سو بکریاں دیں۔ میں واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپؐ کو یہ واقعہ بتایا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس کے سوا تو تو نے اور کچھ نہ پڑھا تھا؟ مسدد راوی نے ایک جگہ کہا کہ دو کیا تو نے اس کے سوا کچھ کہا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں، حضورؐ نے فرمایا کہ وہ بکریاں لے لے، واللہ اور لوگ تو باطل جھاڑ پھونک سے کھاتے ہیں تو نے برحق جھاڑ پھونک سے کھایا ہے۔ (مسند احمد) سنن ابی داؤد میں یہ حدیث نمبر ۳۴۲ پر کتاب البیوع میں گزر چکی ہے اُسے ملاحظہ کیجئے) پس جھاڑ پھونک باطل بھی ہے جس کا عوض باطل ہے اور برحق بھی ہے جس پر اگر کچھ حاصل ہو تو برحق ہے۔ قرآن و حدیث کے بتائے ہوئے دم برحق ہیں۔

۳۸۹۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ نَا زُهَيْرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلاً مِنْ أَسْلَمَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لُدِغْتُ اللَّيْلَةَ فَلَمْ أَنَمْ حَتَّى أَصْبَحْتُ قَالَ مَاذَا قَالَ عَقْرَبٌ قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ قُلْتَ حِينَ أَمْسَيْتَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ ط

ترجمہ:۔ ابو صالح نے کہا کہ میں نے قبیلہ اسلم کے آدمی سے سُنا۔ اس نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپؐ کے پاس اصحاب میں سے ایک آدمی آیا اور کہا یا رسول اللہ میں گزشتہ رات کو ڈسا گیا تھا اور صبح تک نہیں سویا۔ حضورؐ نے فرمایا (تجھے کس چیز نے ڈسا تھا؟ اس نے کہا بچھو نے، حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تو شام کو یہ کہہ دیتا کہ ''میں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ پناہ لیتا ہوں اللہ کی تمام مخلوق سے تو خدا چاہتا تو وہ تجھے ضرر نہ دیتا (ابن ماجہ) کی روایت میں ابو صالح نے ابو ھریرہؓ سے روایت کی ہے)

۳۸۹۵۔ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ نَا بَقِيَّةُ نَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ طَارِقٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَدِيغٍ لَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ قَالَ فَقَالَ لَوْ قَالَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يُلْدَغْ أَوْ لَمْ يَضُرَّهُ

ترجمہ:۔ ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جسے بچھو نے ڈسا تھا۔ ابو ھریرہؓ نے کہا کہ حضورؐ نے فرمایا ''اگر یہ شخص کہتا ''میں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ پناہ لیتا ہوں اس کی ساری مخلوق کے شر سے، تو وہ ڈسا نہ جاتا، فرمایا کہ اسے زہریلا جانور ضرر نہ پہنچاتا۔ (النسائی)

۳۸۹۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلَقُوا فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا فَنَزَلُوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ شَيْءٌ يَنْفَعُ صَاحِبَنَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ نَعَمْ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرْقِي وَلٰكِنِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَأَبَيْتُمْ أَنْ تُضَيِّفُونَا مَا أَنَا بِرَاقٍ حَتّٰى تَجْعَلُوا لِي جُعْلًا فَجَعَلُوا لَهُ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ فَأَتَاهُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ أُمَّ الْكِتَابِ وَيَتْفُلُ حَتّٰى بَرَأَ كَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ قَالَ فَأَوْفَاهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ فَقَالُوا اقْتَسِمُوا فَقَالَ الَّذِي رَقٰى لَا تَفْعَلُوا حَتّٰى نَأْتِيَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْتَأْمِرَهُ فَغَدَوْا عَلَيْهِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَيْنَ عَلِمْتُمْ أَنَّهَا رُقْيَةٌ أَحْسَنْتُمْ اقْتَسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ ط

ترجمہ:۔ ابوسعید الخدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت ایک سفر پر گئی اور وہ لوگ ایک عرب قبیلے پر اترے، ان میں سے بعض نے کہا کہ ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹا ہے تو کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے جو ہمارے ساتھی کو فائدہ دے؟ تو ہم میں سے ایک نے کہا ہاں واللہ میں دم کرتا ہوں لیکن ہم تمہارے مہمان تھے اور تم نے ہماری میزبانی سے انکار کر دیا، پس میں دم نہیں کروں گا جب تک کہ تم میرا کوئی معاوضہ مقرر نہ کرو۔ پس انہوں نے (تیس) بکریوں کی ایک جماعت عوضانہ مقرر کر لیا۔ پس وہ شخص مریض کے پاس آیا اور اس پر سورۂ فاتحہ پڑھی اور اس پر پھونک مارتا رہا حتیٰ کہ وہ تندرست ہو گیا گویا کہ اس کا بند کھول دیا گیا۔ راوی نے کہا کہ اس مریض نے جو اجر مقرر کیا تھا اس کا ایفا کیا۔ اصحاب نے کہا کہ بکریوں کو بانٹ لو مگر دم کرنے والا بولا کہ ایسا مت کرو جب تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر اجازت نہ لے لیں۔ پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کے سامنے یہ قصہ بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں کہاں سے معلوم ہو گیا کہ یہ جھاڑ پھونک بھی ہے؟ بانٹ لو اور میرا حصہ بھی لگاؤ۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، سنن ابی داؤد میں یہ حدیث کتاب البیوع میں نمبر ۳۴۱۸ پر گزر چکی ہے، وہاں اس پر بحث ملاحظہ ہو)

۳۸۹۷ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدٌ

ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ خَارِجَةَ ابْنِ الصَّلْتِ التَّمِيمِيِّ عَنْ عَمِّهِ قَالَ اَقْبَلْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْنَا عَلٰى حَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالُوْا اِنَّا اُنْبِئْنَا اَنَّكُمْ قَدْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِ هٰذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ فَهَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ اَوْ رُقْيَةٍ فَاِنَّ عِنْدَنَا مَعْتُوْهًا فِي الْقُيُوْدِ قَالَ فَقُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَجَاؤُا بِمَعْتُوْهٍ فِي الْقُيُوْدِ قَالَ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً اَجْمَعُ بُزَاقِيْ ثُمَّ اَتْفُلُ قَالَ فَكَاَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ قَالَ فَاَعْطَوْنِيْ جُعْلًا فَقُلْتُ لَا حَتّٰى اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلْ فَلَعَمْرِيْ مَنْ اَكَلَ بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ لَقَدْ اَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ ط

ترجمہ:۔ خارجہ بن الصلت تمیمی کے چچا (علاقہ بن صحار تمیمی سطی) سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ کے پاس سے آئے اور ایک عرب قبیلے پر ہمارا گزر ہوا۔ انہوں نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بخیریت واپس آئے ہو، سو کیا تمہارے پاس کوئی دوا یا جھاڑ پھونک بھی ہے؟ کیونکہ ہمارے پاس زنجیروں میں بندھا ہوا ایک مجنون ہے۔ علاقہؓ نے کہا کہ ہم نے کہا ہاں! کہا کہ پھر وہ ایک مجنون کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے لائے، صحابی نے کہا کہ میں نے اس پر سورۂ فاتحہ پڑھی، تین دن تک صبح وشام پڑھتا رہا۔ جب میں اسے ختم کرتا تو اپنا لعاب جمع کرتا پھر پھونک مارتا۔ کہا کہ اس کا یہ حال ہوا گویا وہ کسی بند سے کھولا گیا ہے۔ علاقہؓ نے کہا کہ اس پر انہوں نے مجھے معاوضہ دیا تو میں نے کہا نہیں جب تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کرلوں، پس حضورؐ نے فرمایا۔ کھالے، واللہ جو باطل جھاڑ پھونک سے کھاتے ہیں، وہ جانیں، تم نے تو حق جھاڑ پھونک سے کھایا ہے۔ (یہ مضمون پچھلی کئی احادیث میں گزرا ہے)۔ بالخصوص حدیث ۳۸۹۵ دیکھیے۔

۳۸۹۸۔ **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ نَا ابْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ عَنْ عَمِّهِ اَنَّهُ قَالَ فَرَقَاهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً كُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُزَاقَهُ ثُمَّ تَفَلَ فَكَاَنَّمَا اُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَاَعْطَوْهُ شَيْئًا

فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ مُسَدَّدٍ ط

ترجمہ:۔ خارجہ بن الصلت نے اپنے چچا (علاقہ بن صحار) سے روایت کی کہ وہ گزرا الخ۔ اس نے کہا کہ پھر اس نے تین دن تک صبح و شام اسے سورۂ فاتحہ کا دم کیا، جب اسے ختم کرتا تو اپنا لعاب جمع کر کے اسے پھینکتا، پھر تو یوں ہوا کہ گویا اس کا بند کھول دیا گیا ہو۔ پس انہوں نے اسے کچھ دیا پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پھر اس نے اوپر کی حدیث کی مانند بیان کیا (یہ حدیث بھی روایت کتاب البیوع میں اوپر کی روایت کے ساتھ گزر چکی ہے)۔

۳۸۹۹۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اشْتَكٰى يَقْرَأُ فِيْ نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ اَقْرَأُ عَلَيْهِ وَاَمْسَحُ عَلَيْهِ بِيَدِهٖ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا ط

ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو اپنے جی میں معوذات پڑھتے اور پھونک مارتے تھے، پھر جب آپ کی تکلیف شدید ہو گئی تو میں معوذات پڑھ کر اور آپ پر آپ ہی کے ہاتھ سے مسح کرتی تھی اس امید پر کہ ان کی برکت حاصل ہو۔ (بخاری، مسلم، ابن ماجہ، نسائی)

شرح:۔ معوذات سے مراد آخری دو سورتیں اور سورۂ اخلاص ہے جن کا ذکر بعض احادیث میں موجود ہے۔ حضور سوتے وقت بھی انہیں پڑھ کر جسم پر دم کرتے تھے۔

بَابٌ فِي السُّمْنَةِ

(موٹاپے کی دوا کا باب ۲۰)

۳۹۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى نَا نُوْحُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ سَيَّارٍ نَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَرَادَتْ اُمِّيْ اَنْ تُسَمِّنَنِيْ لِدُخُوْلِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَلَمْ اَقْبَلْ عَلَيْهَا بِشَيْءٍ مِمَّا تُرِيْدُ حَتّٰى اَطْعَمَتْنِي الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ فَسَمِنْتُ عَلَيْهِ كَاَحْسَنِ السِّمَنِ ط

ترجمہ:۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میری ماں نے چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں میری رخصتی کے

لیے مجھے موٹا تازہ بنائیں۔ عائشہؓ نے فرمایا کہ جو چیزیں وہ مجھے کھلانا چاہتی تھیں ان میں سے مجھے کوئی راس نہ آئی حتیٰ کہ اس نے مجھے ککڑی تازہ تر کھجور کے ساتھ کھلائی تو میرا جسم تب موٹا تازہ ہو گیا (ابن ماجہ، النسائی)۔

تشریح:۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خاوند کی ملاقات سے قبل عورت کو جسم و جان اور حسن و جمال کے لحاظ سے پرکشش بنانا بھی مطلوب شرع ہے۔ کیونکہ اس سے فریقین کا تعلق دائمی اور خوشگوار ہونے میں مدد ملتی ہے۔

كِتَابُ الْكَهَانَةِ وَالتَّطَيُّرِ

(بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِ الْكُهَّانِ)

(کاہنوں کا باب ۲۱)

۳۹۰۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ ح وَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ حَكِيمٍ الْأَثْرَمِ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَتَى كَاهِنًا قَالَ مُوسَى فِي حَدِيثِهِ فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ أَوْ أَتَى امْرَأَةً قَالَ مُسَدَّدٌ امْرَأَتَهُ حَائِضًا أَوْ أَتَى امْرَأَةً قَالَ مُسَدَّدٌ امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جو کسی کاہن کے پاس گیا، موسیٰ نے اپنی حدیث میں کہا کہ، پھر اس کے قول کی تصدیق کی۔ یا وہ عورت کے پاس گیا، مسدد کی حدیث میں ہے کہ اپنی عورت کے پاس گیا حیض کی حالت میں، یا وہ عورت کے پاس گیا، مسدد کی حدیث میں ہے کہ اپنی عورت کے پاس گیا پچھلے راستے سے، تو وہ اس تعلیم سے بری ہو گیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی ہے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ نسائی)

شرح:۔ جاہلیت میں کہانت کا بہت رواج تھا۔ آج کل بھی مسلم معاشروں میں جہاں جاہلیت پائی جاتی ہے وہاں اس قسم کے "خودرو پودے" خوب پھلتے پھولتے اور پھیلتے ہیں۔ کاہن علم غیب کے مدعی ہوتے تھے اور بہت سی آئندہ باتوں کی خبر رکھنے کا دعویٰ کرتے تھے۔ بعض کا یہ دعویٰ تھا کہ اس کے پاس جن ہیں جو اسے مستقبل کے امور کی خبر دیتے ہیں۔ بعض کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ خداداد فہم و ذکاوت سے ہی سب کچھ معلوم کر لیتے ہیں۔ ان میں سے بعض عراف کہلاتے تھے جن کا دعویٰ تھا کہ وہ معاملات کو ان کے اسباب اور مقدمات کے ذریعے سے جان لیتے ہیں۔ جس طرح آج کل بعض جوگی چوروں کا کھوج لگانے اور اس کے علاوہ اور امور کی خبر رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں جنہیں تکّے لگانے والا کہتے

ہیں ۔ نجومی کو بھی ۔ کاہن کہا جاتا تھا ۔ خطابی نے کہا ہے کہ حدیث ان سب کو مشتمل ہے بعض شارحوں نے جو طبیب کو کاہن یا عراف کہا ہے یہ محض اس کی اپنی تعبیر ہے ، طبیب اس حدیث کی نہی میں داخل نہیں ہے جیسا کہ گزشتہ احادیث سے معلوم ہو چکا ہے ۔

اس حدیث میں حائضہ عورت سے وطی کرنے اور وطی فی الدبر کی حرمت بیان ہوئی ہے ۔ حالتِ حیض میں مقاربت کو نجاست وغلاظت کے باعث حرام کیا گیا ہے اور وطی فی الدبر اس سے بھی زیادہ گندا اور غلیظ فعل ہے اس کی حرمت پر تمام ادیان کو ماننے والے متفق ہیں ، سوائے ان چند ملحدین روافض کے جنہوں نے ائمہ پر بہتان لگانا اپنا شعار بنا رکھا ہے اس گندے اور گھناؤنے فعل کو بھی انہوں نے بزعم خویش ائمہ سے روایت کیا ہے خذلہم اللہ تعالیٰ ولعنہم فی الدارین ۔

بَابٌ ۲۲ فِي النُّجُوْمِ

(نجوم کا باب ۲۲)

۳۹۰۲ - حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُسَدَّدٌ الْمَعْنٰى قَالَا نَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَخْنَسِ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُوْمِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ ۔

ترجمہ : ۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے علم نجوم میں سے کچھ حاصل کیا اس نے جادو کا ایک شعبہ حاصل کیا ، جس قدر زیادہ نجوم سیکھے گا اتنا ہی زیادہ جادو ہوگا ۔ (مسند احمد ۔ ابن ماجہ)

تشریح : ۔ خطابی نے لکھا ہے کہ علم نجوم وہ ممنوع ہے جس میں کائنات کے آئندہ حوادث اور مستقبل کے واقعات کے علم کا دعویٰ کیا جاتا ہے ، اور یہ کہ یہ سب کچھ ستاروں کی تاثیر سے ہے ۔ یہیں سے قسمت وتقدیر کو بھی ستارہ کہتے ہیں کہ فلاں کا ستارہ بڑا روشن یا بلند ہے ۔ ستارے تو خود بے جان اور بے اختیار ہیں مگر نجومی کہتا ہے کہ کائنات کی گردش انہی کے فیض سے اور نیکی بدی انہی کے اثر سے ہے ۔ یہ علم حرام ہے اور اسی کو اس حدیث میں جادو فرمایا گیا ہے ۔ باقی رہی قبلہ کی جہت معلوم کرنے کی بات ، زوالِ شمس ، طلوعِ قمر وغیرہ امور ، سوان کا تعلق غیب یا جادو سے نہیں ہے ۔ یہ تجربے اور ریاضی کے حساب سے متعلق باتیں ہیں ۔ علمِ ہیئت کا حصول حرام نہیں ۔ حرمت جس چیز کی بیان ہوئی ہے وہ وہی ہے جو اسلام کے عقیدۂ توحید ورسالت سے متصادم ہے ۔

۳۹۰۳ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّهٗ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ صَلوٰةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِي إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ ؁

ترجمہ:۔ زید بن خالد جہنی نے کہا کہ حدیبیہ میں رات کو بارش ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز فجر پڑھائی۔ نماز ختم کرکے آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "تمہیں معلوم ہے تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ لوگوں نے کہا، اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں۔ فرمایا "اللہ نے کہا کہ بوقت صبح کچھ بندے مجھ پر ایمان لانے والے تھے اور کچھ کافر تھے۔ سو جنہوں نے کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی ہے وہ مجھ پر ایمان لانے والے اور ستاروں (کی تاثیر) کا انکار کرنے والے ہیں، اور جنہوں نے کہا کہ ہم پر فلاں فلاں ستاروں اور چاند کی منازل کے سبب سے بارش ہوئی ہے تو وہ میرا انکار کرنے والے اور ستارے پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ (بخاری، مسلم، نسائی، اور یہ حدیث ان تینوں کتابوں میں ابوھریرہؓ سے بھی مروی ہے)

شرح:۔ حوادث کائنات میں تاثیر قدرت خداوندی کی ہے۔ ستارے اور ستارے بھی اُسی کے حکم اور قدرت سے رواں دواں ہیں، پس جو شخص قادر کو چھوڑ کر مقدور میں تاثیر اور قدرت مانے وہ اللہ کا منکر ہے۔ ستارے بے جان ہیں، حکم خداوندی کے بندھے ہوئے ہیں، ان کی کوئی طاقت اور قدرت نہیں نہ کوئی تاثیر ہے۔ مؤثر حقیقی اور مسبب الاسباب ایک ہی ذات برحق ہے۔

بَابٌ ۳۳ فِي الْخَطِّ وَزَجْرِ الطَّيْرِ

(خط کھینچنے اور پرندے اڑانے کا باب ۳۳)

۳۹۰۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيٰى نَا عَوْفٌ نَا حَيَّانُ قَالَ غَيْرُ مُسَدَّدٍ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ نَا قَطَنُ بْنُ قَبِيْصَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْعِيَافَةُ وَالطِّيَرَةُ وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ اَلطَّرْقُ الزَّجْرُ وَالْعِيَافَةُ الْخَطُّ۔

ترجمہ:۔ قبیصہؓ بن مخارق ہلالی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ پرندے اڑا کر فال لینا، کسی چیز کو

منحوس جاننا اور کنکری پھینکنا ابلیس کی طرف سے ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ طرق کا معنی زجر ہے، یعنی پرندے کو اڑانا، اور عیافت کا معنی خط کھینچنا ہے (مسند احمد، نسائی)

تشریح:۔ عیافت، طیرہ، طرق، یہ سب وہم وخرافات کی قسم میں سے ہیں۔ ان کی تفسیر مختلف انداز میں کی گئی ہے۔ عیافت کا معنی بتایا گیا ہے "پرندے کو ڈرا کر اڑانا" تاکہ اگر وہ دائیں طرف کو جائے تو یہ ہوگا، بائیں طرف کو جائے گا تو یہ ہوگا اس قسم کی آواز نکالے تو یوں ہوگا اور فلاں قسم کی آواز کا مطلب یہ ہوگا۔ ابوداؤد نے اس کا مطلب زمین پر خط کھینچ کر نتیجہ اخذ کرنا لیا ہے طیرہ کا معنی ہے بعض چیزوں، دنوں، حیوانات، درختوں یا انسانوں کو یا ان کے کچھ افعال کو منحوس جاننا جو مشرکین عرب کی عادت میں داخل تھا۔ طرق کا لفظی معنی کوٹنا اور ہتھوڑا مارنا ہے۔ اسی سے مطرقہ (ہتھوڑا) نکلا ہے۔ اور مراد اس سے ہے کنکری پھینک کر فال لینا، کہ اگر فلاں جگہ گرے تو نتیجہ یہ ہے ورنہ یہ۔ اہل عرب بلکہ مشرکین مکہ بھی ان چیزوں سے فال لیتے اور بعض وہمی نتائج نکالتے ہیں۔ جبت کا معنی ابلیس ہے، یعنی یہ سب چیزیں ابلیس لعین کی سکھائی ہوئی ہیں۔

۳۹۰۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ عَوْفٌ الْعِيَافَةُ زَجْرُ الطَّيْرِ وَالطَّرْقُ الْخَطُّ يُخَطُّ فِي الْأَرْضِ ؕ

ترجمہ:۔ عوف نے کہا (عوف راوی حدیث ہے) عیافت کا معنی ہے پرندے کو ڈانٹ کر اڑانا اور طرق کا معنی ہے زمین پر خط کھینچنا۔ (جیسا کہ نجومی لوگ ریت میں لکیریں کھینچتے اور ان سے احکام نکالتے ہیں)

بَابٌ ۲۴ فِي الطِّيَرَةِ وَالْخَطِّ

(طیرہ اور خط کا باب ۲۴)

۳۹۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عِيسَى بْنِ عَاصِمٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الطِّيَرَةُ شِرْكٌ ثَلَاثًا وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلٰكِنَّ اللهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ ؕ

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعود نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بدفالی اور منحوس سمجھنا شرک ہے بدفالی شرک ہے۔ تین بار فرمایا، اور ہم میں سے ہر آدمی کے دل میں اس قسم کا خیال آتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اسے توکل سے دور کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

تشریح:۔ یعنی ابتداء میں غور و فکر سے پہلے دل میں بدفالی کھٹکتی ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ پر بھروسہ صحیح ہو تو یہ خیال دفع

ہو جاتا ہے۔ خطابی نے کہا ہے کہ وہ ثَمَّ مِنَّا سے لے کر آخر تک کا فقرہ عبداللہ رض بن مسعود کا قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں ہے۔ چنانچہ مشہور محدث سلیمان بن حرب نے بھی کہا ہے۔

۳۹۰۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيٰى عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ اَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّونَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهٗ فَذَاكَ ۔

ترجمہ:۔ معاویہ بن الحکم سُلمی نے کہا کہ میں نے حضور سے عرض کیا "یا رسول اللہ ہم میں سے کچھ لوگ خط کھینچتے ہیں فرمایا کہ ایک نبی خط کھینچا کرتا تھا پس جس کا خط اس کے موافق ہو تو وہ ٹھیک ہے (مسلم، نسائی)

شرح:۔ خط کی صورت خطابی نے یہ بیان کی ہے کہ کھینچنے والا بیٹھ جاتا ہے اور اپنے سامنے ایک لڑکے کو جلدی جلدی خط کھینچنے کا حکم دیتا ہے تاکہ وہ گنے نہ جاسکیں۔ پھر اسے حکم دیتا ہے کہ انہیں دو دو کر کے مٹائے اور خود زبان سے کہتا جاتا ہے کہ "ابنی عیان اسرعا البیان" اگر آخری خط دو رہ جائیں تو کامیابی ہے ورنہ ناکامی اور خسارہ، اور یہ جو فرمایا ہے کہ جس کا خط اس نبی کے موافق ہو جائے تو ٹھیک ہے، دراصل یہ نہی اور ناپسندیدگی کے الفاظ ہیں، کیونکہ اس نبی کے خط کے موافق کسی اور کا خط کیونکر ہو سکتا ہے وہ تو جو کچھ کرتا تھا بذریعہ وحی کرتا تھا اور کسی اور کے پاس یہ علم ہے نہیں، پس خلاصہ یہ ہوا کہ ایسا کرنا غلط ہے۔ اس پر مزید گفتگو کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر ۹۳۰ پر گزری ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۳۹۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ مَا بَالُ الْاِبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَاَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيرُ الْاَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا قَالَ فَمَنْ اَعْدَى الْاَوَّلَ قَالَ مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى يَقُولُ لَا يُورِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلٰى مُصِحٍّ قَالَ فَرَاجَعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ اَلَيْسَ قَدْ حَدَّثْتَنَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ قَالَ لَمْ اُحَدِّثْكُمُوهُ قَالَ

قَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَدْ حَدَّثَ بِهِ وَمَا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ نَسِيَ حَدِيثًا قَطُّ غَيْرَهُ ط

ترجمہ:۔ ابوھریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو مرض کا متعدی ہونا کوئی چیز نہیں، بدشگونی و نحوست کوئی چیز نہیں اور صفر کوئی چیز نہیں اور ہامہ کوئی چیز نہیں، اس پر ایک بدّو بولا کہ اونٹ صحرا میں ہرنوں کی مانند ہوتے ہیں اور پھر خارش زدہ اونٹ ان میں آملتا ہے تو انہیں بھی خارش زدہ کر دیتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ دو اگر یہی بات ہے تو پہلے اونٹ کو بیماری کس نے لگائی؟ (بخاری، مسلم) معمر نے زھری کے حوالے سے ایک اور شخص کے واسطے سے ابوھریرہؓ سے روایت کی کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ۔ بیمار اونٹوں والا اپنے اونٹوں کو تندرست اونٹوں سے لاکر نہ ملائے۔ پس راوی نے ابوھریرہؓ سے پوچھا کہ کیا تو نے اس سے پہلے ہمیں یہ حدیث نہیں سُنائی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو مرض کا متعدی ہونا کوئی چیز نہیں، صفر کوئی چیز نہیں اور ھامہ کوئی چیز نہیں ابوھریرہؓ نے کہا کہ میں نے وہ حدیث تمہیں نہیں سنائی۔ زھری نے کہا کہ ابوسلمہ نے کہا دو ابوھریرہؓ یہ حدیث سُنا چکا تھا، اور اس حدیث کے سوا میں نے ابوھریرہؓ کو کوئی حدیث بھول جاتے نہیں سُنا۔

شرح:۔ علامہ ابن قتیبہ دینوری نے "تاویل مختلف الحدیث" میں اور علامہ خطابی نے معالم السنن میں فرمایا ہے کہ لَا عَدْوَىٰ کا معنیٰ یہ ہے کہ مسبب الاسباب ذات خداوندی ہے۔ بیماری اپنے آپ ایک سے دوسرے کو نہیں لگتی جب اللہ چاہے تو ہو جاتا ہے ورنہ نہیں ہوتا۔ اگر بیماری کا تعدیہ لازم ہوتا تو بیماروں کے تیماردار ہرگز نہ بچے رہتے۔ یہ بھی مشاہدہ ہے کہ بعض دفعہ بیماری بالکل قریب رہنے والوں کو نہیں لگتی اور دور والوں پر اثر انداز ہو جاتی ہے۔ بیماری کا ایک دوسرے کو لگنا خود بیماری کے بس میں نہیں ہے۔ تیماردار اگر احتیاطی تدابیر اختیار کریں تو وہ محفوظ رہتے ہیں، اللہ چاہے تو بعض دفعہ انہیں بھی لگ جاتی ہے۔ بیماری لگنے کے اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے مگر ضروری نہیں یہ سبب ہر موقع پر ہر شخص پر کارگر ہو جائے۔ طبیب جو خطرناک متعدی امراض کا علاج کرتے ہیں وہ خود محفوظ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قوتِ مدافعت دی ہوتی ہے، مگر بعض دور رہنے والے کمزور لوگ بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حضورؐ نے یہ جو فرمایا کہ دو پہلے اونٹ کو بیماری کس نے لگائی؟ اس کا مطلب یہ تھا کہ پہلے اونٹ کو کسی اور بیمار اونٹ سے متعدی ہو کر بیماری نہیں لگی بلکہ محض تقدیر الٰہی سے لگی تھی، اسی طرح اگر تندرست اونٹ بیمار اونٹوں کے ساتھ رہے تو اسے اللہ چاہے تو بیماری نہیں لگ سکتی۔

جہاں تک صفر کا تعلق ہے، علامہ خطابی نے اس کے دو معانی بیان کیے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ انسان یا حیوان کے پیٹ میں ایک سانپ جیسا کیڑا ہوتا ہے جس کے متعلق مشہور تھا کہ وہ متعدی ہے۔ یا صفر کا معنیٰ یہ ہے، کہ عرب نسیئی کے ذریعے سے محرّم کو ماہ صفر میں لے جاتے تھے، اس طرح محرم ماہِ حلال بن جاتا اور صفر جو حلال ہے اسے حرام کر لیتے تھے۔ لاصفر میں ان دونوں خیالات کا ردّ ہے۔ رہا ھامہ، تو اہل عرب کے خیال میں مُردے کی ہڈیاں ایک

(فرضی) جانور ھامہ بن کر اڑ جاتی تھیں، وہ کہتے تھے کہ اگر کسی مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کا ھامہ پیاسا رہتا ہے اور چیخ چیخ کر فریاد کرتا ہے کہ مجھے دشمن کا خون پلاؤ، اور بیمار اونٹوں والے کو یہ حکم دیا گیا کہ تندرست اونٹوں میں اسے نہ ملائے، یہ اس لیے ہے کہ اگر اس کے اونٹ بیمار ہو گئے تو وہ سمجھے گا کہ بیماری بذاتِ خود متعدی ہوتی ہے اور اس سے اس کا عقیدہ خراب ہوگا، اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ بیمار اونٹوں کی بیماری کا اثر باذن اللہ اس علاقے کی آب و ہوا پر پڑے گا اور وبا کے پھیلنے کا سبب بنے گا، گویا بیماری کے متعدی ہونے کے اسباب میں سے یہ فقط ایک سبب ہے، بذاتِ خود موثر نہیں ہے۔ اس سے قبل سنن ابی داؤد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم پر ہم بحث کر چکے ہیں کہ آپ نے طاعون زدہ علاقے میں باہر کے لوگوں کو جانے سے منع فرمایا اور اندر سے لوگوں کو وہاں سے نکلنے سے روکا۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ لوگوں کا عقیدہ خراب نہ ہو کہ وہ بذاتِ بیماری کو موثر ماننے لگیں، دوسرا یہ کہ باذن اللہ تعالیٰ بیماری کے متعدی ہونے کا بھی یہ باعث ہو سکتا ہے۔ بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ "کوڑھی سے یوں بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو" اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اگر کسی کو خدانخواستہ اس کی بیماری کا اثر ہو گیا تو مبادا یہ نہ سمجھ لے کہ بیماری بذاتِ خود موثر ہے۔

۳۹۰۹۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوَى وَلَا هَامَةَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ ط

ترجمہ: ابوھریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بیماری کا تعدیہ (بذاتِ خود) نہیں ہوتا اور ھامہ کوئی چیز نہیں اور نوء کوئی چیز نہیں اور صفر کوئی چیز نہیں (مسلم، نوء چاند کی منزل کو کہتے تھے ھیئت کے حساب سے وہ ۲۸ منزلیں ہیں، جن میں سے ہر منزل میں چاند روزانہ ہوتا ہے۔ اس طرح مغرب میں ایک ستارے کا غروب اور مشرق سے دوسرے کا طلوع نوء کہلاتا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ بارش کا سبب فلاں نوء ہے۔ یعنی ستاروں کو موثر حقیقی بالذات مانتے تھے۔

۳۹۱۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ الْبَرْقِيِّ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ حَدَّثَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَجْلَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَعْقَاعُ ابْنُ حَكِيمٍ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مِقْسَمٍ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا غُولَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ ابْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرَكُمْ أَشْهَبُ قَالَ سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ قَوْلِهِ لَا صَفَرَ

قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يُحِلُّوْنَ صَفَرَ يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَفَرَ ۔

ترجمہ:۔ ابوھریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا دو غول کوئی چیز نہیں ہے، (مسلم کی روایت جو جابرؓ سے ہے اس میں ہے کہ لَا عَدْوَی وَلَا طِيَرَةَ وَلَا غُوْلَ) ابوداؤد نے مالک کا قول روایت کیا ہے کہ لَا صَفَر سے مراد نسیئی کی رسم کی نفی ہے ۔

شرح:۔ غول کی نفی سے مراد اس وہم و خرافات کی نفی ہے جو غولِ بیابانی (چھلاوہ) کے بارے میں لوگوں میں مشہور ہے کہ وہ اشکال اور صورتیں اور رنگ بدلتا ہے اور گمراہ کرتا ہے، راستے سے بھٹکاتا اور ڈراتا ہے ۔ دراصل غول ایک جنی مخلوق ہے جو بذاتِ خود کوئی ضرر پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتی اور یہی مطلب اس حدیث کا ہے ۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ اذان کی آواز سے غول بھاگ جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ حدیث میں غول کی ذات کی نفی مراد نہیں بلکہ اس وہم و خرافات کی نفی مراد ہے جو اس کے متعلق لوگوں میں مشہور ہے ۔

۳۹۱۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ نَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَالُ الصَّالِحُ وَالْفَالُ الصَّالِحُ الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ ۔

ترجمہ:۔ انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کوئی عدوی نہیں اور کوئی طیرہ نہیں اور مجھے اچھی فال پسند ہے، اور اچھی فال اچھے کلمے کو کہتے ہیں ۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح:۔ بدشگونی اور اچھی فال میں بقول علامہ خطابی یہ فرق ہے کہ بدشگونی سے مراد تو کسی چیز کو منحوس جان کر اس کی بے برکتی کا اعتقاد رکھنا ہے لیکن اس حدیث میں جو اچھی فال یا اچھے کلمے کا ذکر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کی زبان سے کوئی اچھا کلمہ سنا جائے جس سے دل خوش ہو جائے اور یہ سمجھا جائے کہ یہ ایک بابرکت یا متبرک کلمہ ہے ۔ اچھے کلمے سے اچھی فال کا مطلب اللہ تعالیٰ کے ساتھ حُسنِ ظن ہے جبکہ بدفالی یا بدشگونی کا اس کے برعکس اللہ تعالیٰ سے بدگمانی اور غیر اللہ کی غلط تاثیر ہے ۔ مثلاً کوئی مریض کسی سے یہ سُنے کہ اے تندرست شخص، اے سالم، اے عمر دراز شخص اور اس سے اس کا جی خوش ہو جائے تو یہ اچھی فال ہے ۔

۳۹۱۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى نَا بَقِيَّةُ قَالَ قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ رَاشِدٍ قَوْلُهٗ هَامٌ قَالَ كَانَتِ الْجَاهِلِيَّةُ تَقُوْلُ لَيْسَ اَحَدٌ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ اِلَّا خَرَجَ

مِنْ قَبْرِهِ هَامَةٌ قُلْتُ فَقَوْلُهُ صَفَرُ قَالَ سَمِعْنَا اَنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْتَشْئِمُوْنَ بِصَفَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَفَرَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَقَدْ سَمِعْنَا مَنْ يَقُوْلُ هُوَ وَجَعٌ يَاْخُذُ فِي الْبَطْنِ فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ هُوَ يُعْدِيْ فَقَالَ لَا صَفَرَ ؕ

ترجمہ:۔ بقیہ نے کہا کہ میں نے محمد بن راشد سے کہا کہ حضورؐ کا یہ ارشاد کہ ھامّہ، اس سے کیا مراد ہے؟ اس نے کہا کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ کہتے تھے کہ جس کسی کو موت کے بعد دفن کیا جائے، اُس کی قبر سے ھامہ نکلتا ہے (ایک فرضی جانور) میں نے کہا کہ پھر حضورؐ کے قول صفر کا کیا معنیٰ ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ اہل جاہلیت صفر کو منحوس جانتے تھے اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لا صفر"۔ محمد بن راشد نے کہا کہ ہم نے بعضوں کو یہ کہتے سُنا ہے کہ وہ ایک بیماری ہے جو پیٹ میں پیدا ہوتی ہے اور لوگ کہتے تھے کہ وہ متعدی ہوتی ہے۔ اس لیے حضورؐ نے فرمایا "لا صفر"۔

۳۹۱۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا وُهَيْبٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ كَلِمَةً فَاَعْجَبَتْهُ فَقَالَ اَخَذْنَا فَالَكَ مِنْ فِيْكَ ؕ

ترجمہ:۔ ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات سُنی جو آپؐ کو پسند آئی تو فرمایا "ہم نے تیری فال تیرے منہ سے لی ہے" (اس روایت میں ایک مجہول راوی ہے) مطلب یہ کہ تیری زبان سے اچھا کلمہ سُن کر ہم نے بابرکت سمجھا ہے۔

۳۹۱۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ نَا اَبُوْ عَاصِمٍ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ يَقُوْلُ نَاسٌ الصَّفَرُ وَجَعٌ يَاْخُذُ فِي الْبَطْنِ قُلْتُ فَمَا الْهَامَةُ قَالَ يَقُوْلُ نَاسٌ الْهَامَةُ الَّتِيْ تَصْرُخُ هَامَةُ النَّاسِ وَلَيْسَتْ بِهَامَةِ الْاِنْسَانِ اِنَّمَا هِيَ دَابَّةٌ ؕ

ترجمہ:۔ عطاء نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ صفر پیٹ کی ایک بیماری ہے۔ ابن جریج نے پوچھا کہ ھامّہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ چیخنے والا (اُلّو یا کوئی اور جانور) یہ انسانوں کا ھامّہ ہے حالانکہ وہ انسان کا ھامّہ نہیں وہ ایک جانور ہے۔

شرح:۔ یعنی لوگوں کے گھروں میں چیخنے والا جانور انسان کی کھوپڑی سے نکلا ہوا فرضی جانور نہیں وہ تو کوئی اُلّو یا اس جیسا کوئی اور جانور ہے لوگوں میں جو ھامّہ مشہور ہے یہ محض ایک فرضی چیز ہے اس کا کوئی وجود نہیں۔

٣٩١٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى قَالَا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أَحْمَدُ الْقُرَشِيُّ قَالَ ذُكِرَتِ الطِّيَرَةُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحْسَنُهَا الْفَأْلُ وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ ؎

ترجمہ :۔ عروہ بن عامر قریشی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس طیرہ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ بہترین شگون فال ہے۔ اور بدشگونی کی مسلم کو اس کے قصد سے نہیں روکتی۔ پس جب تم میں سے کوئی کسی ناپسند بات کو دیکھے تو کہے اے اللہ اچھائیاں لانے والا فقط تو ہے اور برائیاں ہٹانے والا فقط تو ہے اور نیکی کرنے کی طاقت اور برائی سے بچنے کی قوت تیری ہی طرف سے ہے۔

شرح :۔ منذری نے کہا ہے کہ عروہ بن عامر قرشی یا جہنی صحابی نہیں ہے، اس کا سماع ابن عباسؓ سے ثابت ہے۔ مولاناؒ نے فرمایا ہے کہ بعض محدثین اس کی صحابیت کے قائل ہیں، لیکن حبیب بن ابی ثابت کی اس سے روایت کسی راوی کی غفلت کا نتیجہ ہے۔

٣٩١٩ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَطَيَّرُ مِنْ شَيْءٍ وَكَانَ إِذَا بَعَثَ عَامِلًا سَأَلَ عَنِ اسْمِهِ فَإِذَا أَعْجَبَهُ اسْمُهُ فَرِحَ بِهِ وَرُئِيَ بِشْرُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهُ رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِذَا دَخَلَ قَرْيَةً سَأَلَ عَنِ اسْمِهَا فَإِذَا أَعْجَبَهُ اسْمُهَا فَرِحَ بِهَا وَرُئِيَ بِشْرُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهَا رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ

ترجمہ :۔ بریدہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے برا شگون نہ لیتے تھے، اور جب آپ کسی عامل کو بھیجتے تو اس کا نام پوچھتے، اگر اس کا نام پسندیدہ ہوتا تو خوش ہوتے اور خوشی کی اثر آپ کے چہرے سے ظاہر ہوتا، اور اگر اس کا نام پسند نہ ہوتا تو اس کی ناپسندیدگی آپ کے چہرے سے ظاہر ہو جاتی تھی، اور جب آپ کسی بستی میں داخل ہوتے تو اس کا نام پوچھتے اگر اس کا نام پسند آتا تو اس سے خوش ہوتے اور خوشی کا اثر آپ کے چہرے پر دکھائی دیتا اور اگر اس کا نام ناپسند ہوتا تو اس کا اثر آپ کے چہرے سے دیکھا جا سکتا تھا۔ (مسند احمد۔ نسائی)

شرح :۔ پس اچھی فال کا یہی مطلب ہے کہ کسی اچھے نام یا اچھی بات سن کر خوشی ہو۔ آپ کا بعض اصحاب کے نام بدل دینا بھی احادیث سے ثابت ہے۔ باقی رہی وہ بدشگونی جسے طیرہ کہا گیا ہے کہ کسی شئی کے اندر نحوست سمجھی

جائے اور اسے اثر انداز مانا جائے تو قطعاً ناجائز ہے۔

۳۹۲۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ نَا أَبَانُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى أَنَّ الْحَضْرَمِيَّ ابْنَ لَاحِقٍ حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لَا هَامَةَ وَلَا طِيَرَةَ وَإِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ ۔

ترجمہ:۔ سعد بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے "کوئی ھامہ نہیں، کوئی عدویٰ نہیں اور کوئی طیرہ نہیں اور اگر نحوست وشوم کسی چیز میں ہوتی تو عورت اور گھوڑے اور گھر میں ہوتی۔

شرح:۔ یعنی نحوست تو ان میں بھی نہیں لیکن بالفرض اگر ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی، کیونکہ جس گھر کا ماحول اچھا نہیں، ہمسائے دُکھ دیتے ہیں، غلاظت اور گندگی اس کے ارد گرد ہے۔ اس طرح جو عورت راس نہیں آئی، زبان دراز ہے، اس کی عزت وناموس کا خیال نہیں رکھتی، اور جو گھوڑا بے کار ہے گرادیتا ہے، حسبِ منشا کام نہیں کرتا۔ تو شرع نے انہیں چھوڑ دینے کی اجازت دی ہے۔ ضروری نہیں کہ آدمی ان کے ساتھ زندگی بھر کڑھتا اور دکھ اٹھاتا رہے۔ گھر سے منتقل ہو جائے۔ عورت سے جدا ہو جائے۔ اور گھوڑے کو فروخت کر دے۔ خطابی نے کہا ہے کہ ان تین چیزوں کا استثنا دراصل من غیر جنسہ (منفصل ہے) اور اس کا معادیہ ہے کہ آدمی ایک کلام سے دوسرے کی طرف خروج کرے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ گھر کی نحوست ہمسائیوں کا اچھا نہ ہونا ہے، گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ اس پر جہاد نہ کیا جائے اور عورت کی نحوست یہ ہے کہ اس کے ہاں اولاد نہ ہو، مگر یہ نحوست بھی وہ نہیں جسے زمانۂ جاہلیت میں سمجھا جاتا ہے۔

۳۹۲۱۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ نَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ ابْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرَكَ ابْنُ الْقَاسِمِ قَالَ سُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الشُّؤْمِ فِي الْفَرَسِ وَالدَّارِ قَالَ كَمْ مِنْ دَارٍ سَكَنَهَا قَوْمٌ فَهَلَكُوا ثُمَّ سَكَنَهَا آخَرُونَ فَهَلَكُوا فَهٰذَا تَفْسِيرُهُ فِيمَا نَرَى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ ۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نحوست گھر میں، عورت میں اور گھوڑے میں

سے (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، موطا، مسند احمد) ابوداؤد نے اپنی سند سے امام مالک کا قول نقل کیا ہے کہ ان سے گھوڑے اور گھر کی نحوست کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا "کئی گھر ایسے ہیں جن میں رہنے والے ہلاک ہو جاتے ہیں پھر دوسرے رہتے ہیں تو ان کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ پس ہمارے خیال میں اس کی تفسیر یہ ہے۔ ابوداؤد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہا کا قول نقل کیا ہے۔ بانجھ عورت سے تو گھر کی چٹائی بہتر ہے۔

شرح: حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس مضمون کی احادیث میں بظاہر تضاد ہے۔ جمع کا طریقہ یہ ہے کہ طیرہ یعنی ذاتی نحوست اور پیدائشی شوم کے اعتبار سے ان چیزوں میں نہیں ہے۔ ہاں عارضی نحوست ان میں اس طور پر ہے کہ کبھی کبھی ان سے نقصان بہت ہوتا ہے۔ پس نحوست کی نفی اور اثبات دو الگ الگ جہتوں سے ہے۔ اس طور پر احادیث میں تعارض نہیں رہتا۔ عارضی نحوست کی مثال آب و ہوا کی خرابی اور زمین کی خباثت سے دی جا سکتی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہ ہوگا یہ چیزیں مستقل طور پر دائما منحوس ہیں۔

۳۹۲۲ - حَدَّثَنَا مُخَلَّدُ بْنُ خَالِدٍ وَعَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ قَالَا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُحَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ فَرْوَةَ بْنَ مُسَيْكٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَرْضٌ عِنْدَنَا يُقَالُ لَهَا أَرْضُ أَبْيَنَ هِيَ أَرْضُ رِيفِنَا وَمِيرَتِنَا وَإِنَّهَا وَبِئَةٌ أَوْ قَالَ وَبَاؤُهَا شَدِيدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا عَنْكَ فَإِنَّ مِنَ الْقَرَفِ التَّلَفَ ۔

ترجمہ: فروہ بن مُسیک نے کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے پاس ایک زمین ہے جسے ارض ابین کہتے ہیں۔ یہ ہماری زراعت کی زمین ہے اور ہمارا طعام وہاں سے آتا ہے اور وہ وبا زدہ ہے، یا یہ کہا کہ اس کی وباء شدید ہے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے چھوڑ دے کیونکہ مرض و وبا میں رہنا ہلاکت ہے۔ (اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے۔) مطلب یہ کہ جب وہ سرزمین تمہیں موافق نہیں آتی تو اسے چھوڑ دو اور یہ مسئلہ طب و اصلاح و تربیت سے متعلق رکھتا ہے۔ فاسد ہوا امراض کا باعث اور صالح ہوا صحت کا سبب ہے۔

۳۹۲۳ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَحْيَى نَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا كُنَّا فِي دَارٍ كَثِيرٍ فِيهَا عَدَدُنَا وَكَثِيرٌ فِيهَا أَمْوَالُنَا فَتَحَوَّلْنَا إِلَى دَارٍ أُخْرَى فَقَلَّ فِيهَا عَدَدُنَا وَقَلَّتْ فِيهَا أَمْوَالُنَا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَرُوْھَا ذَمِیْمَۃً ۔

ترجمہ:۔ انس بن مالکؓ نے کہا کہ ایک مرد نے کہا یا رسول اللہؐ، ہم ایک گھر میں تھے جس میں ہماری تعداد کثیر تھی، اور ہمارے مال بھی کثیر تھے پھر ہم ایک اور گھر میں منتقل ہوئے جس میں ہماری تعداد بھی کم ہو گئی اور اموال بھی گھٹ گئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو، وہ قابلِ مذمت ہے۔

شرح:۔ خطابی نے کہا کہ شاید ان لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا ہوگا کہ یہ ساری مصیبت اس گھر کے باعث آئی ہے لہٰذا آپؐ نے اس کا ابطال یوں فرمایا کہ اسے چھوڑ دو تاکہ یہ وہم و گمان دل سے دور ہو جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دوسرا مکان آب و ہوا، محل وقوع اور ہمسائگی کے نقطۂ نگاہ سے اچھا نہ ہو۔ پس یہ حکم طیرہ کے باب سے نہیں تھا۔

۳۹۲۴۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ نَا یُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا مُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَۃَ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ الشَّھِیْدِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِیَدِ مَجْذُوْمٍ فَوَضَعَھَا مَعَہٗ فِی الْقَصْعَۃِ وَقَالَ ثِقَۃً بِاللّٰہِ وَتَوَکُّلًا عَلَیْہِ ۔

ترجمہ:۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ طبق میں رکھا اور فرمایا، رکھ اللہ پر اعتماد رکھ کر اس پر توکل کر کے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

شرح:۔ مسلم، نسائی اور ابن ماجہ میں شرید بن یوسف ثقفی کی حدیث ہے، اس نے کہا کہ ثقیف کے وفد میں ایک کوڑھی بھی تھا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیغام بھیجا کہ ہم نے تجھے بیعت کر لیا ہے تو واپس ہو جا۔ بخاری میں ابوہریرہؓ کی ایک تعلیقاً روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوڑھ والے سے یوں بھاگ جیسے کہ تو شیر سے بھاگتا ہے۔ پس حضورؐ کا وہ فعل جو زیرِ نظر حدیث میں ہے وہ بیانِ جواز کے لیے ہے اور ان دو حدیثوں میں جو کچھ فرمایا ہے، وہ بتقاضائے احتیاط تھا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ فعل حضورؐ کی خصوصیت ہو اور جہاں مجذوم کے اور لوگوں کے ساتھ خلا ملا کرنے اور فتنے کا خوف تھا وہاں وہ دوسرا حکم دیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آخر کتاب الطب۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوَّلُ كِتَابِ الْعِتْقِ

(جس میں ۱۵ باب اور ۴۳ حدیثیں ہیں)

بَابٌ فِي الْمُكَاتَبِ يُؤَدِّي بَعْضَ كِتَابَتِهِ فَيَعْجِزُ أَوْ يَمُوتُ

(باب ۱ مکاتب جب اپنی کچھ کتابت ادا کردے پھر عاجز ہوجائے یا مر جائے)

۳۹۲۵ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَا أَبُو بَدْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عُتْبَةَ إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ دِرْهَمٌ ۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا وہ مکاتب غلام ہے جب تک کہ اس کی مکاتبت سے ایک درہم بھی باقی ہو۔

شرح:۔ اس مسئلے میں جمہور کا مذہب یہی ہے کہ مکاتب جب تک سارا بدل کتابت ادا نہ کردے، بدستور غلام ہے۔

۳۹۲۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى اعَبْدُ الصَّمَدِ نَا هَمَّامٌ نَا عَبَّاسٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا عَبْدٍ كَاتَبَ عَلٰى مِائَةِ أُوقِيَّةٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَةَ أَوَاقٍ فَهُوَ عَبْدٌ وَأَيُّمَا عَبْدٍ كَاتَبَ عَلٰى مِائَةِ دِينَارٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَةَ دَنَانِيرَ فَهُوَ عَبْدٌ ۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس غلام نے سو اوقیہ پر عقد کتابت کیا، پھر دس اوقیہ کے سوا سب ادا کردیا تو وہ غلام ہے۔ اور جس غلام نے ایک سو دینار پر کتابت کی اور دس دینار کے سوا سب ادا کردی تو وہ غلام ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ راوی کا نام عباس الجریری نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ وہم ہے

بلکہ وہ ایک اور شیخ ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی)

شرح:۔ اس مسئلے میں حضرت علیؓ کا یہ قول ہے کہ جتنا بدل کتابت اس نے ادا کیا ہو اتنا وہ آزاد ہے حضرت عمرؓ اور علیؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ جب وہ نصف ادا کردے تو وہ غلام نہیں رہا۔ عبداللہؓ بن مسعود نے کہا کہ جب وہ اپنی قیمت کی مقدار ادا کردے تو باقی اس کے ذمہ قرض ہے۔ ان حضرات کا استدلال ترمذی کی ایک حدیث سے ہے جو ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

۳۹۲۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَبْهَانَ مُكَاتَبٍ لِأُمِّ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ لِإِحْدٰكُنَّ مُكَاتَبٌ فَكَانَ عِنْدَهُ مَا يُؤَدِّي فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ ط

ترجمہ:۔ ام سلمہؓ فرماتی تھیں کہ ہم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا مکاتب ہو اور اس کے پاس بدل کتابت ادا کرنے کا مال موجود ہو تو (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی) اس سے پردہ کرے۔

شرح:۔ اوپر کی احادیث سے معلوم ہو چکا کہ جب تک بدل کتابت ادا نہ کرے وہ غلام ہے، اور غلام سے پردہ نہیں۔ مگر یہاں بدل کتابت کی ادائگی کے بغیر صرف اس کی موجودگی سے ہی پردے کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا یہ حدیث بظاہر پچھلی احادیث کے خلاف ہے اور ان حضرات کی دلیل ہے جو اسے آزاد قرار دیتے ہیں یا آزاد کے حکم میں ٹھہراتے ہیں۔ خطابی کا اس کا یہ جواب دیا ہے، کہ کیونکہ کسی وقت بھی ادائگی اور آزاد ہو جانے کا احتمال ہے لہٰذا بطور احتیاط یہ حکم دیا گیا۔ اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ اس حالت میں اگر وہ مر جائے تو آزاد سمجھا جائے گا۔ حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے ساتھ خاص ہے۔ دوسری خواتین کے لیے یہ حکم نہیں۔

بَابٌ ۲۶ فِي بَيْعِ الْمُكَاتَبِ إِذَا فُسِخَتِ الْمُكَاتَبَةُ

(جب کتابت فسخ ہو جائے تو مکاتب کی بیع کا باب ۲)

۳۹۲۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَا نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا

عَائِشَةُ ارْجِعِيْ اِلٰى اَهْلِهَا فَاِنْ اَحَبُّوْا اَنْ اَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِيْ فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيْرَةُ لِاَهْلِهَا فَاَبَوْا وَقَالُوْا اِنْ شَاءَتْ اَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُوْنُ لَنَا وَلَاؤُكِ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ ابْتَاعِيْ فَاَعْتِقِيْ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ النَّاسِ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهُ وَاِنْ شَرَطَهُ مِائَةَ مَرَّةٍ شَرْطُ اللّٰهِ اَحَقُّ وَاَوْثَقُ۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بریرہؓ ان کے پاس اپنی کتابت کے لیے مدد مانگنے آئی اور ابھی اس نے اپنے بدل کتابت میں سے کچھ بھی ادا نہ کیا تھا۔ پس عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس نے فرمایا کہ تو اپنے مالکوں کے پاس واپس جا، اگر وہ چاہیں تو میں تمہارا بدلِ کتابت ادا کردوں بشرطیکہ تیری ولاء میرے لیے ہو۔ بریرہؓ نے اپنے لوگوں سے یہ ذکر کیا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا: اگر حضرت عائشہ چاہیں تو تجھ پر فی سبیل اللہ احسان کردیں مگر تیری ولاء ہمارے لیے ہوگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: خرید وا ور آزاد کردو کیونکہ ولاء تو آزاد کرنے والے کے لیے ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو فرمایا: لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں؟ جو کوئی ایسی شرط لگائے جو اللہ کی کتاب میں نہیں تو وہ اس کے لیے نہیں ہے، اگرچہ وہ سو مرتبہ شرط لگائے۔ اللہ کی شرط زیادہ (وفاکی) حقدار اور زیادہ مضبوط ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی)

شرح:۔ بریرہؓ کے حصے میں روایات مختلف ہیں۔ بعض میں ہے کہ اس کی کتابت نو اوقیہ پر تھی اور شرط یہ تھی کہ ہر سال میں ایک اوقیہ ادا کرے۔ بعض میں ہے کہ اس کے ذمہ پانچ اوقیہ تھے جو پانچ سال میں قابل ادا تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے ابھی تک کچھ بھی ادا نہ کیا تھا اور کتاب المساجد کی روایت میں ہے کہ "وَاِنْ شِئْتِ اَعْطَيْتِ مَا بَقِيَ" اس کا مطلب یہ کہ کچھ ادا ہوچکا تھا اور کچھ باقی تھا۔ پس ممکن ہے کہ چار ادا ہوچکے ہوں اور پانچ باقی ہوں۔ مگر پھر یہ زیر نظر حدیث اس کے خلاف ہے کہ اس نے کچھ بھی ادا نہ کیا تھا۔ سو مطلب یہ لیا جاسکتا ہے کہ بقیہ پانچ اوقیہ میں سے کچھ بھی ادا نہ کیا تھا۔ پھر اس واقعہ میں ایک اور مشکل ہے، وہ یہ کہ اس قصے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فاسد شرط پر حضرت عائشہؓ کو بریرہؓ کی خرید کی اجازت کیسے دے دی؟ اور اس کے مالک جو ولاء کی شرط لگاتے تھے، حضورؐ نے یہ کیسے فرمادیا کہ "وَاشْتَرِطِيْ لَهُمُ الْوَلَاءَ" تو ان کے لیے ولاء کی شرط کرلے۔ حالانکہ دوسری طرف خود

ہی حضورؐ نے یہ مسئلہ بھی بتا دیا تھا کہ " ولاء اُس کی ہے جو آزاد کرے" ؟ اب بعض علماء نے تو اس شرط کا انکار کر دیا ہے۔ ابوسلیمان خطابی نے معالم میں کہا ہے کہ یحییٰ بن اکثم نے اس شرط کا انکار اور شافعی نے کتاب الام میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ قتادہ کی روایت جس میں اس شرط کی صراحت ہے، ضعیف ہے، اور کچھ اور علماء نے کہا ہے کہ یہ روایت بالمعنی ہے۔ راوی نے حدیث سے جو مطلب سمجھا اس کے مطابق روایت کر دی حالانکہ حقیقت اس کے خلاف تھی۔ کچھ اور علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث ثابت ہے، ہشام حافظِ حدیث ہے اور حدیث کی صحت پر اتفاق ہے لہٰذا اسے رد کرنے کی کوئی توجیہ نہیں۔

جب یہ حدیث ثابت و صحیح ہے تو اس کی توجیہ میں اختلاف ہوا ہے۔ طحاوی نے کہا ہے کہ مُزنی نے اس حدیث کی روایت شافعی سے اشترطی کے لفظ سے کی ہے۔ اشتراط کا معنیٰ اظہار ہے۔ مطلب یہ کہ بریرہؓ کے مالکوں کو صاف بتا دو کہ ان کی شرط غلط ہے اور بریرہؓ کو خرید کر آزاد کر دو مگر جمہور نے اس کا انکار کیا ہے اور مزنی کی روایت شافعی سے کتاب الام میں جمہور کی مانند واشترطی کے لفظ کے ساتھ ہے نہ کہ واشرطی پھر طحاوی نے اس روایت کی تاویل بیان کی ہے جس میں واشترطی ہے کہ یہاں پر لہم بمعنیٰ علیہم ہے۔ یعنی یہ شرط ان کے خلاف ہوگی نہ کہ ان کے حق میں۔ نووی نے کہا کہ یہاں لام کو علیٰ کے معنی میں لینا غلط ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برسر منبر ان لوگوں کی شرط کا انکار کیا تھا، اگر لام یہاں پر علیٰ کے معنی میں ہوتا تو اس انکار کا مطلب کیا تھا؟ کچھ لوگوں نے کہا کہ اشترطی لہم کا معنیٰ ہے کہ تم شرط اگر لوگی تو بے کار ہے کیونکہ بریرہؓ کے مالکوں کی شرط غلط ہے، پس ان کا شرط لگانا نہ لگانا برابر ہے۔ ایک روایت کے لفظ " ان سے شرط کر لو اور انھیں شرطیں لگانے دو، جو شرطیں لگائیں۔ گویا یہ لفظ بطور وعید تھے نہ کہ بطور اباحت و اجازت، گویا لفظ امر کا تھا اور معنی نفی کا۔ کچھ اور علماء نے کہا ہے کہ حضورؐ کا مطلب یہ تھا کہ ان لوگوں سے نزاع مت کرو۔ نووی نے کہا ہے کہ یہ قصہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ مخصوص تھا جیسا کہ حج کو عمرہ کی طرف فسخ کرنا حجۃ الوداع میں صحابہ کے لیے مخصوص تھا۔ ابن حزم نے یہ عجیب تاویل کی ہے کہ جب حضورؐ نے حضرت عائشہؓ کو شرط کرنے کا حکم دیا تھا تو اس وقت یہ منسوخ نہ ہوا تھا، بعد میں منسوخ ہو گیا۔ اور اس کا نسخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے کے ساتھ ہوا۔ خطابی نے اسی تاویل کو ترجیح دی ہے کہ چونکہ ولاء آزاد کرنے والے کے لیے تھی اور کسی طور سے بھی کسی اور کی طرف منتقل نہ ہو سکتی تھی لہٰذا حضورؐ نے حضرت عائشہؓ کو حکم دیا تھا کہ بریرہؓ کے مالکوں کو بیشک غلط شرطیں لگا لینے دو، ان سے کچھ فرق نہ پڑے گا اور اس کا حکم بہر صورت باقی رہے گا۔ گو یہ حکم ان لوگوں کی سزا کے طور پر تھا، اور ان کی یہ شرط کہ ولاء ان کی ہوگی ایک لغو شرط تھی جو غیر مؤثر تھی۔ پھر آپؐ نے برسرِ عام بھی منبر پر اس شرط کو باطل قرار دے دیا۔ علامہ خطابی اور حافظ ابن حجر نے یہی کچھ کہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

۳۹۲۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيرَةُ تَسْتَعِينُ فِي مُكَاتَبَتِهَا فَقَالَتْ إِنِّي

كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي فَقَالَتْ إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا عَدَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ إِلَى أَهْلِهَا فَسَاقَ الْحَدِيثَ نَحْوَ الزُّهْرِيِّ زَادَ فِي كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِهِ مَا بَالُ رِجَالٍ يَقُولُ أَحَدُهُمْ أَعْتِقْ يَا فُلَانُ وَالْوَلَاءُ لِي إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ـ

ترجمہ:۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بریرہؓ اپنی مکاتبت میں مدد مانگنے آئی اور بولی میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ پر مکاتبت کی ہے، ہر سال میں ایک اوقیہ، آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا وہ اگر تمہارے مالک چاہیں کہ میں انہیں ایک ہی بار ساری رقم دے دوں اور تمہیں آزاد کر دوں اور تمہاری ولاء میرے لیے ہو تو میں ایسا کر دوں گی۔ پس وہ اپنے مالکوں کے پاس گئی، اور ہشام نے زہری کی مانند حدیث بیان کی۔ حدیث کے آخر میں اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں یہ اضافہ کیا کہ "ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو کہتے ہیں کہ اسے فلاں تو آزاد کر دے اور ولاء میری ہو گی۔ ولاء اس کی ہے جو آزاد کر دے۔ (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

شرح:۔ حدیث کے آخری الفاظ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کی باطل شرطوں کو حضورؐ نے جائز کرنے کے لیے حضرت عائشہؓ کو لونڈی خریدنے کا حکم نہیں دیا تھا، بلکہ ان کی لغو شرطوں کا بر سرِ عام ابطال مدنظر تھا۔ اور یہ کہ ایسی شرطیں لگانے نہ لگانے کا کچھ نتیجہ نہ تھا کیونکہ یہ اصول تو مسلّم تھا کہ ولاء اس کی ہے جو آزاد کرے۔

۳۹۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى أَبُو الْأَصْبَغِ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَقَعَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ أَوِ ابْنِ عَمٍّ لَهُ فَكَاتَبَتْ عَلَى نَفْسِهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً مُلَّاحَةً تَأْخُذُهَا الْعَيْنُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجَاءَتْ تَسْأَلُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كِتَابَتِهَا فَلَمَّا قَامَتْ عَلَى الْبَابِ فَرَأَيْتُهَا كَرِهْتُ مَكَانَهَا وَعَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَرَى مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي رَأَيْتُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا جُوَيْرِيَةُ ابْنَةُ الْحَارِثِ وَإِنَّمَا كَانَ مِنْ

امْرِئٍ مَا لَا يَخْفَى عَلَيْكَ وَإِنِّي وَقَعْتُ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَإِنِّي كَاتَبْتُ عَلَى نَفْسِي فَجِئْتُكَ أَسْأَلُكَ فِي كِتَابَتِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ لَكِ إِلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ قَالَتْ وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أُؤَدِّي عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَأَتَزَوَّجُكِ قَالَتْ قَدْ فَعَلْتُ قَالَتْ فَتَسَامَعَ يَعْنِي النَّاسُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَزَوَّجَ جُوَيْرِيَةَ فَأَرْسَلُوا مَا فِي أَيْدِيهِمْ مِنَ السَّبْيِ فَأَعْتَقُوهُمْ وَقَالُوا أَصْهَارُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْنَا امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً عَلَى قَوْمِهَا مِنْهَا أُعْتِقَ فِي سَبَبِهَا مِائَةُ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ هَذَا حُجَّةٌ فِي أَنَّ الْوَلِيَّ هُوَ يُزَوِّجُ نَفْسَهُ

ترجمہ :۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جویریہؓ بنت الحارث بن المصطلق ، ثابتؓ بن قیس بن شماس یا اس کے ایک چچا زاد بھائی کے حصے میں آئی ۔ پس اُس نے اپنی مکاتبت کر لی ، اور وہ ایک ایسی خوبصورت عورت تھی جو نگاہوں کو بھاتی تھی ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بدل کتابت میں سوال کرنے کو آئی جب وہ دروازے پر کھڑی ہوئی تو میں نے اسے دیکھا اور اس کی وہاں موجودگی کو ناپسند کیا ، اور مجھے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسے دیکھیں گے جیسے کہ میں نے دیکھا ہے (یہ ایک فطری نسوانی رشک تھا) پس اُس نے کہا یا رسول اللہ میں جویریہؓ بنت الحارث ہوں اور میرا معاملہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے ، اور میں ثابتؓ بن قیس بن شماس کے حصے میں آئی تھی اور میں نے اپنی جان پر مکاتبت کر لی ہے اور آپؐ سے اپنی کتابت میں سوال کرنے آئی ہوں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " کیا تمہیں اس سے ایک بہتر چیز کی ضرورت نہیں ہے ؟ اس نے کہا " یا رسول اللہ وہ کیا ہے ؟ حضورؐ نے فرمایا یہ کہ میں " تیری کتابت ادا کر دوں اور تجھ سے نکاح کر لوں ؟ اس نے کہا " ٹھیک ہے ، میں ایسا کرتی ہوں ۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ پھر لوگوں نے ایک دوسرے سے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ سے نکاح کر لیا ۔ اُنہوں نے تمام قیدی چھوڑ دیئے اور انہیں رہا کر دیا ۔ لوگوں نے کہا یہ لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہیں ۔ پس ہم نے کوئی عورت نہیں دیکھی جو اس سے بڑھ کر اپنی قوم پر برکت کا سبب بنی ہو ، اس کے سبب سے بنی المصطلق کے ایک سو گھرانے آزاد ہو گئے ۔ ابوداؤد نے کہا کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ ولی اپنا نکاح خود کر سکتا ہے (مولاناؒ نے فرمایا کہ اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ عورت اپنی ولی خود ہو سکتی ہے ، ورنہ جویریہؓ حضورؐ کی پیشکش کو اپنے اولیاء کے بغیر قبول نہ کر سکتی تھی ، اور اس کے رشتہ دار وہاں پر موجود تھے)

بَابٌ فِي الْعِتْقِ عَلَى شَرْطٍ

(شرط پر آزادی کا باب ۳)

۳۹۳۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُمْهَانَ عَنْ سَفِينَةَ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوكًا لِأُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ أُعْتِقُكَ وَأَشْتَرِطُ عَلَيْكَ أَنْ تَخْدِمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتَ فَقُلْتُ وَإِنْ لَمْ تَشْتَرِطِي عَلَيَّ مَا فَارَقْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتُ فَأَعْتَقَتْنِي وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ ط

ترجمہ:۔ سفینہؓ نے کہا کہ میں ام سلمہؓ کا غلام تھا۔ پس ام سلمہؓ نے شرط لگائی کہ میں تجھے آزاد کرتی ہوں اور یہ شرط لگاتی ہوں کہ تو زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرے۔ میں نے کہا، اگر آپ شرط نہ بھی لگائیں تب بھی زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوں گا۔ پس انہوں نے مجھے آزاد کر دیا اور یہ شرط بھی لگائی (ابن ماجہ نسائی)۔

شرح:۔ خطابی نے کہا کہ یہ دراصل ایک وعدہ تھا جس کو شرط کا نام دیا گیا ہے، ورنہ اکثر فقہا کہتے ہیں کہ آزادی کے بعد یہ شرط بے کار ہو جاتی ہے کیونکہ آزاد اپنا مالک خود ہوتا ہے۔ ابن سیرین نے اس شرط کا اثبات کیا ہے۔ احمد بن حنبل نے کہا کہ آزاد شدہ شخص اپنی اس خدمت کو قیمتاً خرید سکتا ہے۔

بَابٌ فِيمَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ مِنْ مَمْلُوكٍ

(باب ۴ جو شخص کسی غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دے)

۳۹۳۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ نَا هَمَّامٌ ح نَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْمَعْنَى قَالَ أَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ مِنْ غُلَامٍ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَيْسَ لِلَّهِ شَرِيكٌ زَادَ ابْنُ كَثِيرٍ فِي حَدِيثِهِ فَأَجَازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِتْقَهُ ط

ترجمہ:۔ اسامہؓ بن عمیر ھذلی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا، پھر اس نے اس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپؐ نے فرمایا "اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ ابن کثیر نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ کیا کہ "پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آزادی کو جائز ٹھہرا دیا (النسائی، ابن ماجہ)

شرح:۔ یہ وہ صورت ہے کہ آزاد کرنے والا شریک مالدار ہو، غلام آزاد ہو گیا اور اس کی نصف قیمت (یا جتنا بھی دوسرے کا حصہ ہو) اس آزاد کنندہ پر قرض ٹھہرے گی اور ولاء اس آزاد کرنے والے کی ہو گی۔ مزید بحث اس پر آگے آتی ہے۔

بَابُ مَنْ اَعْتَقَ نَصِيْبًا مِنْ مَمْلُوْكٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اٰخَرَ

(باب ۵ جب ایک شخص مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے)

۳۹۳۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ ابْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا اَعْتَقَ شَقِيْصًا لَهُ مِنْ غُلَامٍ فَاَجَازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِتْقَهُ وَغَرَّمَهُ بَقِيَّةَ ثَمَنِهِ ؕ

ترجمہ:۔ ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آزادی کو جائز قرار دیا اور اس کی باقی قیمت اس پر ڈال دی (بقول خطابی حنفیہ کا مذہب اس مسئلے میں بعینہ یہی ہے کہ جب کوئی شخص غلام میں سے اپنا حصہ فروخت کر دے تو غلام آزاد ہے، دوسرا شخص بھی اگر اپنا حصہ آزاد کر دے تو بہتر ورنہ پہلے پر اس کا حصہ بطور قرض ڈال دیا جائے گا۔)

۳۹۳۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَنَا اَحْمَدُ ابْنُ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ نَا رَوْحٌ قَالَا نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ بِاِسْنَادِهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ مَمْلُوْكًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اٰخَرَ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ وَهٰذَا لَفْظُ ابْنِ سُوَيْدٍ ؕ

ترجمہ:۔ قتادہ نے پچھلی سند سے ہی روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص نے کوئی غلام آزاد کیا جو اس کے اور کسی دوسرے کے درمیان مملوک تھا تو اس پر اس کی خلاصی (آزادی) لازم آگئی (یعنی اسی حساب سے جو اوپر کی حدیث میں گزرا ہے)

۳۹۳۵ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ ح

وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ نَا رَوْحٌ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ اَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ قَتَادَةَ بِاِسْنَادِهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ نَصِيْبًا لَهُ فِي مَمْلُوْكٍ عَتَقَ مِنْ مَالِهِ اِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ الْمُثَنَّى النَّضْرَ ابْنَ اَنَسٍ وَهٰذَا لَفْظُ ابْنِ سُوَيْدٍ ط

ترجمہ :۔ ایک اور سند کے ساتھ قتادہ کی روایت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنا حصہ کسی غلام میں سے آزاد کیا تو اگر وہ مال دار ہے تو غلام اس کے مال میں سے آزاد ہو گیا۔ ابن المثنیٰ نے نضر بن سوید کا ذکر نہیں کیا اور یہ لفظ ابن سوید کا ہے (بخاری، ابن ماجہ، مسلم، ترمذی)

شرح :۔ مولانا نے فرمایا کہ اس قسم کی صورت میں ابو یوسف اور محمد کے نزدیک پورا غلام آزاد ہو جاتا ہے۔ اور ابو حنیفہ کے نزدیک آزاد کرنے والے کا حصہ آزاد ہے اور غلام بقیہ حصے کی آزادی کے لیے محنت مزدوری کر کے رقم ادا کرے گا، مگر یہ اس وقت ہے جبکہ پہلا شخص مال دار نہ ہو۔ بصورت دیگر غلام آزاد ہے اور دوسرا شخص اپنا حصہ آزاد کرنے والے سے وصول کرے گا یا چاہے تو آزاد کر دے۔ جیسا کہ اوپر مختصراً گزر چکا ہے۔

بَابُ مَنْ ذَكَرَ السِّعَايَةَ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ ط

(اس حدیث میں سعایت کے ذکر کا باب ۶)

۳۹۳۶۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ نَا اَبَانُ قَالَ نَا قَتَادَةُ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ شَقِيْصًا فِي مَمْلُوْكِهٖ فَعَلَيْهِ اَنْ يُعْتِقَهُ كُلَّهُ اِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَاِلَّا اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ ط

ترجمہ :۔ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اپنے غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے، تو اگر وہ مالدار ہے تو سارا غلام آزاد کر دے، ورنہ غلام کوشش کرے اور اس پر سختی نہ کی جائے (خطابی نے کہا کہ اس حدیث کے آخری حصے کو محدثین مسند نہیں مانتے بلکہ قتادہ کا کلام قرار دیتے ہیں)

۳۹۳۷۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ ح وَنَا عَلِيُّ ابْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَهٰذَا لَفْظُهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي عَرُوْبَةَ

عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ أَوْ شَقِيصًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ فَخَلَاصُهُ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ قُوِّمَ الْعَبْدُ قِيمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ اسْتُسْعِيَ لِصَاحِبِهِ فِي قِيمَتِهِ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ فِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا فَاسْتَسْعِي غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ ۔

ترجمہ:۔ ابوھریرہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا تو اس پر سارے غلام کی آزادی واجب ہے اگر وہ مالدار ہو، اگر اس شخص کے پاس مال نہیں تو غلام کی عادلانہ قیمت لگائی جائے اور بقیہ کے لیے اس سے دوسرے شخص کے حق میں کوشش کرائی جائے، اس پر سختی نہ کی جائے۔ ابوداؤد نے کہا کہ نصر بن علی اور علی بن عبداللہ دونوں نے یہ لفظ بولا ہے کہ " اس سے کوشش کرائی جائے، اس پر شدت نہ کی جائے اور حدیث کا لفظ علی کا ہے۔ (گفتگو اوپر ہو چکی ہے)

۳۹۳۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ رَوْحُ ابْنُ عُبَادَةَ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ لَمْ يَذْكُرِ السِّعَايَةَ وَرَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ وَمُوسَى ابْنُ خَلَفٍ جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ وَمَعْنَاهُ وَذَكَرَ فِيهِ السِّعَايَةَ ۔

ترجمہ:۔ اسی سند اور معنی میں محمد بن بشار کی حدیث ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ اسے روح بن عبادہ نے سعید بن ابی عروبہ سے روایت کیا اور اس میں سعایت کا ذکر نہیں کیا، اور اسے جریر بن حازم اور موسیٰ بن خلف دونوں سے یزید بن زریع کی سند اور معنی کے ساتھ روایت کیا اور انہوں نے اس میں سعایت کا ذکر کیا ہے۔

بَابُ ۳۱ فِيمَنْ رَوَى إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ لَا يُسْتَسْعَى ۔

(باب، جنہوں نے کہا کہ اگر آزاد کنندہ مالدار نہ ہو تو سعایت کرائی جائے)

۳۹۳۹۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ أُقِيمَ عَلَيْهِ

قِيمَةَ الْعَدْلِ فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَأُعْتِقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ أُعْتِقَ مِنْهُ مَا أُعْتِقَ ط

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے کسی مملوک میں اپنا حصہ آزاد کیا تو اس کی عادلانہ قیمت لگائی جائے اور اس کے شرکاء کو ان کے حصے دیے جائیں اور غلام اس شخص کے مال میں سے آزاد ہو گیا۔ ورنہ جتنا آزاد ہوا سو ہو گیا۔ (اس باب میں روایات کا اختلاف ہے اور ائمہ نے کسی نہ کسی حدیث پر ہی اپنے مذہب کی بنیاد رکھی ہے۔ حنفیہ کے دلائل پیچھے گزر چکے ہیں اور ان کا مسلک اس مسئلے میں بہت واضح ہے) اس حدیث کا مطلب غالباً یہ ہے کہ جب آزاد کرنے والا مالدار ہو تو پہلی صورت ہے ورنہ دوسری۔

۳۹۴۰۔ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ أَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ قَالَ وَكَانَ نَافِعٌ رُبَّمَا قَالَ فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ وَرُبَّمَا لَمْ يَقُلْهُ ط

ترجمہ:۔ دوسری سند کے ساتھ ابن عمرؓ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت۔ اس میں ہے کہ آخری فقرہ "وہ اس میں سے جو آزاد ہوا سو ہو گیا"، کبھی نافع نے بولا اور کبھی نہیں بولا۔

۳۹۴۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ دَاوُدَ نَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ قَالَ أَيُّوبُ فَلَا أَدْرِي هُوَ فِي الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ شَيْءٌ قَالَهُ نَافِعٌ وَإِلَّا عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ ط

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی حدیث کی ایک اور سند کے ساتھ۔ اس میں آخری فقرے کے متعلق ایوب نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ آیا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے یا نافع کا قول ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

۳۹۴۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى الرَّازِيُّ قَالَ أَنَا عِيسٰى قَالَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا

مِنْ مَمْلُوكٍ لَهُ فَعَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ عُتِقَ نَصِيبُهُ ؕ

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جس نے کسی غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا تو اس پر سارے غلام کی آزادی واجب ہے بشرطیکہ اس کے پاس اس قدر مال ہو جو غلام کی قیمت کو پہنچے۔ اور اگر اس کا مال نہیں تو اس کا حصہ آزاد ہو گیا (بخاری، مسلم، نسائی)

۳۹۴۳۔ حَدَّثَنَا مُخَلَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى إِبْرَاهِيمَ ابْنِ مُوسَى ؕ

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ کی اسی حدیث کی ایک اور سند۔

۳۹۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ نَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى مَالِكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا إِلَّا فَقَدْ عُتِقَ مِنْهُ مَا عُتِقَ انْتَهَى حَدِيثُهُ إِلَى وَأُعْتِقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ عَلَى مَعْنَاهُ ؕ

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ کی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مالک کی حدیث (۳۹۳۹) کے معنی میں۔ اور اس میں یہ فقرہ نہیں ہے کہ "ورنہ اس میں سے جو آزاد ہوا سو ہو گیا، اور یہ حدیث اس لفظ پر ختم ہو گئی ہے کہ وہ غلام اس آزاد کرنے والے کی ذمہ داری پر آزاد ہو گیا۔

۳۹۴۵۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ عُتِقَ مِنْهُ مَا بَقِيَ فِي مَالِهِ إِذَا كَانَ لَهُ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ ؕ

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جس نے کسی غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا تو بقیہ بھی اس کے مال میں سے آزاد ہو گیا بشرطیکہ اس کے پاس اتنا مال ہو جو غلام کی قیمت کو پہنچے۔ (مسلم، نسائی) اس پر اوپر بحث گزر چکی ہے۔

۳۹۴۶- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَاَعْتَقَ اَحَدُهُمَا نَصِيْبَهُ فَاِنْ كَانَ مُوْسِرًا يُقَوَّمُ عَلَيْهِ قِيْمَةً لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ ثُمَّ يُعْتَقُ ط

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ۔ "جب غلام دو آدمیوں کی ملک میں ہو اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا، تو اگر وہ مالدار ہے تو اس غلام کی قیمت لگائی جائے گی جس میں کمی بیشی نہ ہو، پھر وہ غلام آزاد ہے (بخاری، مسلم، نسائی) یعنی بقیہ قیمت بھی اسی پر ڈال دی جائے گی جو وہ دوسرے شریک کو ادا کرے گا جبکہ وہ آزاد کرنا نہیں چاہتا۔ اوپر یہ بحث گزر چکی ہے۔

۳۹۴۷- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ الْعَنْبَرِيِّ عَنِ ابْنِ التَّلِبِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا اَعْتَقَ نَصِيْبًا لَهُ مِنْ مَمْلُوْكٍ فَلَمْ يُضَمِّنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحْمَدُ اِنَّمَا هُوَ بِالتَّاءِ يَعْنِي التَّلِبَّ وَكَانَ شُعْبَةُ اَلْثَغَ لَمْ يُبَيِّنِ التَّاءَ مِنَ الثَّاءِ ط

ترجمہ:۔ تلبؓ (ابو الملقام) نے کہا کہ ایک شخص نے ایک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ضامن نہ قرار دیا۔ احمد بن حنبل نے کہا کہ تلب تا کے ساتھ ہے، اور شعبہ تا اور ثا میں فرق نہیں کر سکتا تھا۔ (اصل حدیث نسائی میں بھی ہے۔ خطابی نے کہا کہ یہ حدیث پچھلی احادیث کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ جب آزاد کنندہ مالدار نہ ہو تو ضامن نہیں ہے اور باقی حصہ مملوک رہتا ہے جس کی آزادی کی صورت سعایت ہے۔ اس میں حنفیہ کا اختلاف نہیں ہے)

بَابُ فِيْمَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ

(اس شخص کا باب، جو کسی محرم رشتہ دار کا مالک ہو جائے)

۳۹۴۸- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَا نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ ط

ترجمہ :۔ سمرہؓ بن جندب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر جو کسی محرم رشتہ دار کا مالک ہو جائے تو وہ غلام آزاد ہے (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی) ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث محمد بن بکر برسانی نے بھی حماد بن سلمہ سے گزشتہ سند کے ساتھ مرفوع روایت کی ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ اس حدیث کو مسند متصل صرف حماد بن سلمہ نے بیان کیا ہے اور ابوداؤد کو اس کے مرفوع ہونے میں شک ہے۔ یعنی بقول خطابی کی حسن کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

شرح :۔ خطابی اور ابن الاثیر کے بقول اکثر صحابہ و تابعین کا یہی مذہب ہے کہ جو شخص کسی ذی رحم محرم کا مالک ہو جائے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اور احمد بن حنبل کا یہی مذہب ہے۔ مملوک خواہ مرد ہو یا عورت۔ شافعی اور دیگر ائمہ نے کہا کہ آباء و امہات اور اولاد آزاد ہو جاتے ہیں اور دیگر قرابت دار نہیں ۔

عبداللہ بن مسعودؓ اور عمر بن الخطابؓ سے یہی مروی ہے اور خطابی نے کہا کہ صحابہ میں سے اس مسئلہ میں ان کا کوئی مخالف معلوم نہیں ہے۔ حسن، جابر بن زید، عطاء، شعبی، زہیر، حکم اور حماد کا یہی مذہب ہے۔ اس حدیث کو ابن حزم، عبدالحق، اور ابن القطان نے صحیح کہا ہے۔ گو محدثین حسن کا سماع سمرہؓ سے سوائے، حدیث عقیقہ کے نہیں مانتے لیکن بسرت ہے کہ اکثر محدثین بقول امام مسلم دو راویوں کی معاصرت کو ان کی باہم روایت کے لیے کافی قرار دیتے ہیں۔ جب حسن کا سماع سمرہؓ سے ایک حدیث میں ثابت ہے تو دوسری احادیث کو رد کرنے کی کون سی اصولی دلیل موجود ہے ؟

۳۹۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْاَنْبَارِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ مُحَرَّمٍ فَهُوَ حُرٌّ

ترجمہ :۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص کسی محرم رشتہ دار کا مالک ہو جائے تو مملوک آزاد ہے۔ (نسائی) یہ روایت حضرت عمرؓ پر موقوف ہے اور قتادہ کا سماع حضرت عمرؓ سے نہیں ہوا لہذا یہ منقطع بھی ہے، لیکن اصل حدیث اوپر گزری۔ آزاد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مالک کو آزاد کا لفظ بولنے کی بھی ضرورت نہیں، غلام خود بخود آزاد ہو گیا۔

۳۹۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ

ترجمہ :۔ یہ حسنؒ کا قول ہے جو بعینہ اوپر کی حدیث کے لفظوں میں ہے۔

۳۹۵۱- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ سَعِيدٍ

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنِ مِثْلَهُ.

ترجمہ:۔ اس روایت میں جابر بن زید اور حسن دونوں کا قول ہے۔ (یہ روایت نسائی میں بھی موجود ہے۔) ابوداؤد نے کہا کہ سعید حماد سے زیادہ حافظ تھا۔

بَابٌ فِي عِتْقِ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ

(امہات الاولاد کی آزادی کا باب)

٣٩٥٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ خَطَّابِ بْنِ صَالِحٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ مَعْقِلٍ امْرَأَةٍ مِنْ خَارِجَةِ قَيْسِ عَيْلَانَ قَالَتْ قَدِمَ بِي عَمِّي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَاعَنِي مِنَ الْحُبَابِ بْنِ عَمْرٍو أَخِي أَبِي الْيُسْرِ بْنِ عَمْرٍو فَوَلَدْتُ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ الْحُبَابِ ثُمَّ هَلَكَ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ الْآنَ وَاللهِ تُبَاعِينَ فِي دَيْنِهِ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي امْرَأَةٌ مِنْ خَارِجَةِ قَيْسِ عَيْلَانَ قَدِمَ بِي عَمِّي الْمَدِينَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَاعَنِي مِنَ الْحُبَابِ بْنِ عَمْرٍو أَخِي أَبِي الْيُسْرِ بْنِ عَمْرٍو فَوَلَدْتُ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحُبَابِ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ الْآنَ وَاللهِ تُبَاعِينَ فِي دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَلِيُّ الْحُبَابِ قِيلَ أَخُوهُ أَبُو الْيُسْرِ بْنُ عَمْرٍو فَبَعَثَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَعْتِقُوهَا فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِرَقِيقٍ قَدِمَ عَلَيَّ فَأْتُونِي أُعَوِّضْكُمْ مِنْهَا قَالَتْ فَأَعْتَقُونِي وَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيقٌ فَعَوَّضَهُمْ مِنِّي غُلَامًا.

ترجمہ:۔ سلامہ بنت معقل (خارجہ قیس عیلان کی ایک عورت) نے کہا کہ میرا چچا زمانہ جاہلیت میں مجھے لایا (یعنی مدینہ میں) اور مجھے ابوالیسر کے بھائی حباب بن عمرو کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ میرے بطن سے اس کا بیٹا عبدالرحمان بن الحباب پیدا ہوا۔ پھر حباب مر گیا تو اس کی بیوی بولی "اب واللہ تجھے اس کے قرض میں بیچا جائے گا۔ پس رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور کہا " یا رسول اللہ میں خارجہ قیس عیلان کی ایک عورت ہوں۔ میرا چچا زمانۂ جاہلیت میں مجھے مدینہ لاکر حباب بن عمرو کے ہاتھ بیچ گیا تھا جو ابوالیسر بن عمرو کا بھائی ہے۔ میرے بطن سے اس کا بیٹا عبدالرحمان پیدا ہوا تھا۔ اب اس کی بیوی نے کہا ہے کہ واللہ تجھے اس کے قرض میں بیچ دیا جائے گا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " حباب کا ولی کون ہے ؟ کہا گیا کہ اس کا بھائی ابوالیسر بن عمرو ہے۔ پس حضورؐ نے اسے بلا بھیجا۔ پھر فرمایا " اسے آزاد کر دو، پھر جب تم سنو کہ میرے پاس غلام آئے ہیں تو میرے پاس آکر اس کا عوض لے جانا۔ سلامہؓ نے کہا کہ پھر انہوں نے مجھے آزاد کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غلام آئے تو آپؐ نے میرے بدلے میں انہیں ایک غلام دے دیا۔

شرح :۔ ابن ماجہ نے ابن عباسؓ کی روایت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کی ہے کہ " جس عورت نے اپنے خاوند (مالک) سے بچہ جنا ہو وہ اس کی موت کے بعد آزاد ہے۔ اس کی آزادی کا سبب اس کا وہ بچہ ہے جو آزاد مرد سے پیدا ہوا۔ خطابی نے کہا ہے کہ عامہ اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ اُم الولد کی بیع فاسد ہے۔ اس مسئلے میں اختلاف صرف حضرت علیؓ سے منقول ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ وہ اپنی اولاد کے حصے میں آزاد ہو گی یعنی خاوند کے بعد وہ میراث میں اولاد کو ملتی ہی اوپر گزری حدیث کے مطابق آزاد ہو جائے گی۔ خطابی نے کہا کہ اس مسئلے میں صحابہ کا اختلاف تھا مگر حضرت عمرؓ کے دور میں جب اجماع منعقد ہو گیا تو وہ اختلاف ختم ہو گیا۔ اب وہ زمانہ بھی ختم ہو گیا تو اس اجماع کی کوئی مخالفت نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی اُم ولد حضرت ماریہ قبطیہ زندہ تھیں۔ اگر وہ مال ہوتیں تو انہیں فروخت کر دیا جاتا (کیونکہ آپؐ کا چھوڑا ہوا مال صدقہ تھا) اور ان کی قیمت صدقہ ہوتی۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں اور اولاد کے درمیان تفریق سے منع فرمایا ہے، اگر اُم ولد کی بیع جائز ہو تو اس میں صریحاً تفریق ہے، کیونکہ اولاد تو بوجہ آزاد ہونے کے بک نہیں سکتی اور ہمیں شرع سے معلوم ہوا ہے کہ حریت اور غلامی میں اولاد کا حکم ہی ماں کا حکم بھی ہے جب اس کے بطن سے پیدا ہونے والی اولاد آزاد ہے تو اس کی ماں بھی آزاد ہے۔

۳۹۵۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بِعْنَا أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ نَهَانَا فَانْتَهَيْنَا ۝

ترجمہ :۔ جابرؓ بن عبداللہ نے کہا کہ ہم نے امہات الاولاد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں فروخت کیا تھا، پھر جب جناب عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے اس سے منع کر دیا، پس ہم باز آ گئے۔ ابن ماجہ نے بھی اس مضمون کی حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے۔

شرح:۔ امام خطابی نے اس کی سند پر کلام کیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کا کہنا یہ ہے کہ ام الولد کی بیع و شراء اتنی عام اور کثرت سے نہیں ہو سکتی جتنی کہ عام لونڈی غلاموں کی ہوتی ہے۔ شاذ و نادر ہی اس قسم کے واقعات پیش آتے ہوں گے لہٰذا یہ بات قرین قیاس ہے کہ بعض لوگوں کا یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آشکارہ ہوا ہو۔ یہ معاملہ ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ خاص و عام کو اس کی خبر ہو اور ویسے بھی فرض کیجئے کہ کوئی شخص اگر ام الولد کی بیع کرنا چاہتا ہوگا تو اس میں مشکلات پیش آتی ہوں گی، اول تو شاید بچوں کی ماں کو کوئی خریدنا پسند نہ کرتا ہوگا اور اگر کرتا ہوگا تو بچوں کے باعث مالک ہی فروخت نہ کرتا ہوگا) یہ بھی ممکن ہے کہ ابتداء میں ایسا ہوتا ہو مگر بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہو۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت مختصر تھا اور امن قائم کرتے اور مرتدین کا صفایا کرنے کی نذر ہو گیا تھا) اس لیے اگر ان کے وقت میں کوئی واقعہ ہوا ہوگا تو انہیں بھی خبر نہ ہوئی ہوگی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وقت میں اس سے منع فرمایا کیونکہ انہیں اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پہنچ گیا ہوگا۔ ابن رسلان نے یہاں لفظ بیع کی تاویل نکاح سے کی ہے، یعنی لوگوں نے ام الولد کا نکاح کرایا ہوگا۔ جہاں تک حضرت علیؓ کے اختلاف کا سوال ہے، خطابی نے اپنی سند سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے اس سے رجوع کر کے حکم دیا تھا کہ اس مسئلے میں جو فیصلہ جناب عمرؓ کے دور سے چلا آتا ہے اسی پر عمل درآمد کیا جائے۔ حضرت علیؓ نے یہ بھی فرمایا کہ میں اختلاف کو محفوظ رکھتا ہوں۔ اور جماعت کے ساتھ رہنا پسند کرتا ہوں۔

بَابٌ فِي بَيْعِ الْمُدَبَّرِ ؕ

(مدبر کی بیع کا باب ۱۰)

۳۹۵۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ نَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ وَإِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ مِنْهُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِيعَ بِسَبْعِمِائَةٍ أَوْ بِتِسْعِ مِائَةٍ ؕ

ترجمہ:۔ جابر بن عبد اللہؓ نے کہا کہ ایک شخص نے اپنا غلام مدبر کیا (کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہوگا) اور اس کے سوا اس کا اور کوئی مال نہ تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اسے سات سو یا نو سو میں بیچا گیا۔

(بخاری، مسلم، ابن ماجہ، نسائی)

شرح:۔ خطابی نے کہا ہے کہ مدبر کی بیع میں لوگوں کے مذاہب میں اختلاف ہے، اس طرح اس حدیث کی

تاویل میں بھی ان کا اختلاف ہے۔ شافعی، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ نے سب احوال میں مدبر کی بیع کو جائز قرار دیا ہے، اور مجاہد اور طاؤس سے بھی یہی مروی ہے۔ حسن نے کہا کہ اگر اس کا مالک حاجت مند ہو تو مدبر کی بیع جائز ہے۔ مالک نے کہا اگر میت کے ذمہ اتنا قرض ہے جو مدبر کی قیمت کو محیط ہو تو اس کی بیع جائز ہے بشرطیکہ اس کے علاوہ میت کا اور کوئی مال نہ ہو۔ لیث بن سعد نے مدبر کی بیع کو مکروہ کہا ہے۔ ہاں اگر اسے خریدنے والا آزاد کردے تو بیع جائز ہوگی۔ سعید ابن المسیب، شعبی، نخعی، زہری، ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اور سفیان ثوری نے مدبر کی بیع سے منع کیا ہے، اور اس حدیث کا مطلب بعض اہل علم نے یہ بیان کیا ہے کہ اس میں مدبر سے مراد تدبیر معلق ہے۔ وہ یہ کہ کوئی شخص اپنے غلام سے کہے دو اگر میں اس بیماری میں مر گیا تو تو آزاد ہے۔ پس تدبیر معلق کی صورت میں مدبر کی بیع جائز ہے۔ مدبر مطلق کی بیع جائز نہیں یعنی جب کوئی یہ کہے کہ تو میرا مرنے کے بعد آزاد ہے تو اس مدبر کی بیع ناجائز ہے۔

خطابی کہتے ہیں کہ اس بات میں فقہا کا اختلاف نہیں کہ مدبر کی آزادی ورثے کے تیسرے حصے میں سے ہوگی۔ پس اس کی حیثیت وصیت جیسی ہے۔ حنفیہ کی دلیل دار قطنی حدیث ہے کہ وہ مدبر کی بیع اور ہبہ نہیں ہو سکتا اور تہائی مال سے آزاد ہے۔ دار قطنی نے کہا کہ اسے صرف عبیدہ بن حسان نے مسند بیان کیا اور وہ ضعیف ہے اور دراصل یہ ابن عمر کا قول ہے۔ دار قطنی کی اسی مضمون کی ایک اور حدیث علی بن ظبیان سے مروی ہے جسے دار قطنی نے ضعیف کہا ہے — ابو سعید خدری سے بھی اس مضمون کی حدیث مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کی بیع سے منع فرمایا تھا۔ اس کی مخالفت حضرت عمرؓ، عثمانؓ، زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمرؓ سے بھی (یعنی ان کا قول) مروی ہے۔ تابعین کی ایک جماعت مثلاً شریح، مسروق، سعید بن المسیب، قاسم بن محمد، ابو جعفر محمد بن علی الباقر محمد بن سیرین، عمر بن عبدالعزیز، شعبی، حسن بصری، زہری، سعید بن جبیر، سالم بن عبداللہ، طاؤس یمنی، مجاہد اور قتادہ سے بھی مروی ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر ان جلیل القدر لوگوں کا قول نہ ہوتا تو میں مدبر کی بیع کو جائز کہتا۔ حدیث کے متعلق زیلعی نے کہا ہے کہ یہ ہمارے نزدیک مدبر مقید کے بارے ہے۔ یا پھر اس سے مراد بیع رقبہ نہیں بلکہ بیع خدمت ہے۔ ابو جعفر محمد بن علی الباقر نے کہا کہ یہ حدیث بیع، خدمت کے متعلق ہے۔ یہی عطاء اور طاؤس نے کہا ہے۔

۲۹۵۵ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بِهَذَا زَادَ وَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ أَحَقُّ بِثَمَنِهِ وَاللَّهُ أَغْنَى عَنْهُ۔ ط

ترجمہ: عطاء نے کہا کہ جابر بن عبداللہ نے مجھے یہ حدیث سنائی اور اس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" تو اس کی قیمت کا زیادہ حقدار ہے اور اللہ اس سے بہت غنی ہے ۔

۳۹۵۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو مَذْكُورٍ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوبُ عَنْ دُبُرٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَدَعَا بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيهِ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ النَّحَّامِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فَقِيرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ فَإِنْ كَانَ فِيهَا فَضْلٌ فَعَلَى عِيَالِهِ فَإِنْ كَانَ فِيهَا فَضْلٌ فَعَلَى ذِي قَرَابَتِهِ أَوْ قَالَ عَلَى ذِي رَحِمِهِ وَإِنْ كَانَ فَضْلًا فَهٰهُنَا وَهٰهُنَا ۔

ترجمہ :۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے جسے ابو مذکور کہتے تھے ، اپنا ایک غلام مدبر کیا اور اس کے پاس اس کے سوا کوئی مال نہ تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور فرمایا " اسے کون خریدتا ہے ؟ پس اسے نعیم بن عبداللہ بن نحامؓ نے آٹھ صد درہم میں خریدا ۔ حضورؐ نے وہ رقم اس شخص کے حوالہ کی اور فرمایا " جب تم میں سے کوئی فقیر ہو تو پہلے اپنے سے ابتداء کرے ، اگر اس کے پاس کچھ فالتو ہو تو اپنے عیال پر خرچ کرے پھر اگر اور بھی کچھ ہو تو اپنے قرابتداروں پر ۔ یا فرمایا کہ اپنے محرموں پر خرچ کرے ، پھر اگر اور کچھ بچے تو ادھر ادھر خرچ کرے ۔ (مسلم ، نسائی)

بَابٌ فِيمَنْ أَعْتَقَ عَبِيدًا لَهُ لَمْ يَبْلُغْهُمُ الثُّلُثُ ۔

(باب جس نے غلام آزاد کیے اور وہ ثلث سے بڑھ گئے)

۳۹۵۷ - حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةَ أَعْبُدٍ عِنْدَ مَوْتِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا ثُمَّ دَعَاهُمْ فَجَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ

فَاَعْتَقَ اِثْنَيْنِ وَاَرَقَّ اَرْبَعَةً ؏

ترجمہ:۔ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی موت کے وقت چھ غلام آزاد کیے اور ان کے سوا اس کا کوئی اور مال نہ تھا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی تو آپؐ نے اس کے لیے ایک سخت بات فرمائی پھر انہیں بلایا اور ان کے تین حصے کیے اور ان پر قرعہ ڈالا، پس دو کو آزاد کیا اور چار کو غلام رکھا (مسلم۔ ترمذی نسائی، ابن ماجہ) حنفیہ نے کہا ہے کہ ان کے نزدیک قرعہ بھی (احکام شرع میں) قمار بازی کی صورت ہے پس یہ حکم ابتداء میں تھا۔ بعد میں قمار کی منسوخی کے ساتھ یہ بھی منسوخ ہو گیا۔ لہٰذا ان غلاموں میں سے ہر ایک کا ⅓ آزاد تھا اور باقی ⅔ کے لیے وہ آزادی کے کوشش کرتے۔

۳۹۵۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِيْ ابْنَ الْمُخْتَارِ نَا خَالِدٌ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ بِاِسْنَادِهٖ وَمَعْنَاهُ وَلَمْ يَقُلْ فَقَالَ لَهٗ قَوْلًا شَدِيْدًا ؏

ترجمہ:۔ گزشتہ حدیث ایک اور طریق سے۔ اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک سخت بات کہی۔

۳۹۵۹۔ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِيْ زَيْدٍ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ بِمَعْنَاهُ وَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ شَهِدْتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُدْفَنَ لَمْ يُدْفَنْ فِيْ مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ ؏

ترجمہ:۔ اسی حدیث میں اور سند۔ اس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر میں اس کے دفن کے وقت موجود ہوتا تو وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاتا (نسائی) نسائی کے الفاظ یہ ہیں کہ میرا یہ ارادہ تھا کہ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھوں۔ (یعنی بطور عبرت و تہدید، ورنہ ظاہر ہے کہ وہ شخص مسلم تھا)

۳۹۶۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيْقٍ وَاَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلًا اَعْتَقَ سِتَّةَ اَعْبُدٍ عِنْدَ مَوْتِهٖ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ مَالٌ غَيْرُهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَاَعْتَقَ اِثْنَيْنِ وَاَرَقَّ اَرْبَعَةً ؏

ترجمہ:۔ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی موت کے وقت چھ غلام آزاد کیے اور ان کے علاوہ اس کا

کوئی امکان نہ تھا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے ان میں قرعہ اندازی کی پس دو کو آزاد کیا اور چار کو غلام ٹھہرایا (نسائی) چونکہ اس شخص نے وارثوں کی حق تلفی کی تھی لہٰذا حضورؐ نے سخت اظہار ناپسندیدگی فرمایا تھا۔ اوپر مختصراً اس مضمون پر کلام ہو چکا ہے۔

بَابُ مَنْ اَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهٗ مَالٌ ؕ

(باب ۱۲ جو غلام آزاد کرے اور اس کا مال ہو)

۳۹۶۱ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيْعَةَ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي جَعْفَرٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهٗ مَالٌ فَمَالُ الْعَبْدِ لَهٗ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ السَّيِّدُ ؕ

ترجمہ:- عبداللہؓ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص کسی غلام کو آزاد کرے اور اس کا مال ہو تو غلام کا مال اس کا مال ہے، مگر یہ کہ آقا یہ شرط کرے (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ نسائی۔ سنن ابی داؤد میں بھی یہ حدیث گزری" باب العبد یباع ولہ مال"۔ وہاں دیکھیے اس پر کچھ گفتگو گزری ہے)

شرح:- مسند احمد کی روایت میں ہے کہ "جس نے غلام آزاد کیا اور اس کے پاس مال تھا تو مال غلام کا ہے۔" لہٰذا یہاں بھی ف العبد لہ کی ضمیر عبد کی طرف پھرتی ہے کیونکہ قریب ترمذکور وہی ہے۔ اور اس کا اگلا فقرہ وضاحت کرتا ہے کہ مگر یہ کہ آقا اس کی شرط کرے۔ یعنی آزاد کرتے وقت اگر یہ کہہ دے کہ تیرے ہاتھ میں جو مال ہے وہ میرا ہوگا اور تو آزاد ہے تو اس صورت میں اس شرط کے باعث وہ مال آقا کا ہوگا اور مال العبد میں اضافت تملیک کے لیے نہیں بلکہ تصرف اور قبضے کے لیے ہے کیونکہ آقا عموماً غلاموں کو مال میں تصرف کرنے کی آزادی دیتے تھے اور مال ان کے ہاتھ میں رہتا تھا۔ مالک، اہل مدینہ اور شافعی نے ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے مال کو غلام کا مال قرار دیا جمہور کی رائے یہ ہے کہ وہ مال آقا کا ہے، پس اس صورت میں لہٗ ضمیر آقا کی طرف لوٹتی ہے، کیونکہ ایک متفق علیہ حدیث میں ہے کہ فمالہٗ للبائع پس اس کا مال فروخت کنندہ کا ہے۔ اثرم اور بیہقی نے عبداللہؓ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے اپنے غلام عمیر سے فرمایا "اے عمیر اگر میں تجھے آزاد کرنے کا ارادہ کروں تو مجھے اپنا مال (یعنی جو تیرے قبضے اور تصرف میں ہے) بتانا۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے غلام آزاد کیا تو اس کا مال آزاد کرنے والے کا ہے۔ سبب یہ ہے کہ جس طرح غلام آقا کا مال تھا اس طرح اس کا مال بھی آقا کا تھا۔ الا ان یشترط السید کا مطلب یہ ہے کہ اگر آقا یہ کہہ دے کہ ترا مال بھی آزادی کے بعد

تیری ملک ہے تو ایسا ہی ہوگا۔

بَابٌ فِي عِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا

(ولد الزنا کی آزادی کا باب[۱۳])

۳۹۶۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَدُ الزِّنَا شَرُّ الثَّلَاثَةِ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَأَنْ أُمَتِّعَ بِسَوْطٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ وَلَدَ زِنْيَةٍ ط

ترجمہ:۔ ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا "جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "زنا کی اولاد تینوں میں سے بدترین ہے۔

شرح:۔ ابن رسلان اور خطابی کے بقول یہ حدیث ایک شخص معین کے متعلق وارد ہوئی تھی جو شرارت میں مشہور تھا۔ بعض نے کہا کہ یہ بدترین اس لیے ہے کہ اس کے والدین پر اگر حد جاری ہو جائے تو ان کے لیے کفارہ ہو جائے گی اور یہ اولاد ہمیشہ کے لیے ولد الزنا ہی مشہور ہوگی اور اس کے انجام کا علم اللہ کو ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ لیکن یہ سوال باقی رہا کہ اگر حد جاری ہونے کی نوبت نہ آئے تو پھر والدین کا یہ حکم کیسے ہوگا؟ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ولد الزناء اصل اور عنصر کے اعتبار سے شر الثلاثہ ہے کہ وہ زانی اور زانیہ کے نطفے سے ہوا ہے جو خبیث تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ولد الزناء کو خیر الثلاثہ فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی پیدائش میں اس کا تو کوئی قصور نہ تھا، قصور وار تو اس کے والدین تھے۔

اس حدیث کی روایت کے بعد ابوھریرہؓ نے کہا کہ میں راہ خدا میں ایک کوڑا دے ڈالوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ ولد زناء کو آزاد کروں۔ (ظاہر ہے کہ یہ ابوھریرہ کا اپنا قول ہے حدیث کے الفاظ نہیں۔)

بَابٌ فِي ثَوَابِ الْعِتْقِ

(آزاد کرنے کے ثواب کا باب[۱۴])

۳۹۶۳- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّمْلِيُّ قَالَ نَا ضَمْرَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي عَبْلَةَ عَنِ الْغَرِيفِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ أَتَيْنَا وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ فَقُلْنَا لَهُ حَدِّثْنَا

حَدِيثًا لَيْسَ فِيهِ زِيَادَةٌ وَلَا نُقْصَانٌ فَغَضِبَ وَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَقْرَأُ وَمُصْحَفُهُ مُعَلَّقٌ فِي بَيْتِهِ فَيَزِيدُ وَيَنْقُصُ قُلْنَا إِنَّمَا أَرَدْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَاحِبٍ لَنَا أَوْجَبَ يَعْنِي النَّارَ بِالْقَتْلِ فَقَالَ أَعْتِقُوا عَنْهُ يُعْتِقِ اللَّهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ:۔ غریف بن الدیلمی نے کہا کہ ہم واثلہؓ بن اسقع کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ ہمیں کوئی حدیث کمی بیشی کے بغیر سنایئے۔ وہ غضبناک ہو گئے اور کہا کہ تم میں سے کوئی قرأت کرتا ہے اور اس کا مصحف اس کے گھر میں لٹکا ہوا ہوتا ہے مگر پھر بھی کمی بیشی کر جاتا ہے۔ ہم نے کہا کہ ہماری مراد یہ ہے کہ کوئی ایسی حدیث سنایئے جو آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو۔ واثلہؓ نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اپنے ایک ساتھی کے بارے میں جو قاتل ہونے کے باعث جہنم کا مستحق ہو گیا تھا۔ پس آپؐ نے فرمایا وہ اس کی طرف سے غلام آزاد کر دے۔ اللہ تعالیٰ غلام کے ہر عضو کے بدلے میں اس شخص کے اعضاء کو آگ سے آزاد کرے گا۔ (نسائیؒ)

تشریح:۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ اولیاء کے مقتول کا حق تو پھر بھی اُس شخص کے ذمہ رہا تو پھر آزاد شدہ غلام کے بدلے میں قاتل کس طرح جہنم سے رہائی پا سکتا تھا، لہٰذا واجب ہے کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ یہ حکم موجب قتل کی ادائیگی کے بعد ہوگا، یعنی قصاص یا دیت وغیرہ جو صورت بھی ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حدود گناہ کا کفارہ ہونے میں کافی نہیں ہیں ورنہ وہ شخص غلام کی آزادی کا محتاج نہ ہوتا۔

بَابُ أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ

(باب ۱۵ کون سا غلام افضل ہے؟)

۳۹۶۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ عَنْ أَبِي نَجِيحٍ السُّلَمِيِّ قَالَ حَاصَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَصْرِ الطَّائِفِ قَالَ مُعَاذٌ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ بِقَصْرِ الطَّائِفِ بِحِصْنِ الطَّائِفِ كُلَّ ذَلِكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِي

سَبِيْلِ اللهِ فَلَهُ دَرَجَةٌ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ اَعْتَقَ رَجُلًا مُسْلِمًا فَاِنَّ اللهَ جَاعِلٌ وِقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهِ عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرِّرِهِ مِنَ النَّارِ وَاَيُّمَا امْرَأَةٍ اَعْتَقَتْ امْرَأَةً مُسْلِمَةً فَاِنَّ اللهَ جَاعِلٌ وِقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهَا عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرِّرِهَا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط

ترجمہ:۔ ابو نجیح سلمی (عمرو بن عبسہ) نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف کے محل کا محاصرہ کیا، معاذ راوی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ ہشام کو کہتے سنا اور طائف کے محل کا طائف کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ یعنی دونوں لفظ بولے۔ پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا و جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا تو اس کے لیے ایک درجہ ہے، اور راوی نے پوری حدیث بیان کی۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس مسلم نے کسی مسلم مرد کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر ہڈی کے مقابلے میں آزاد کرنے والے کی ہر ہڈی کو آگ سے بچاؤ کا باعث بنا دے گا اور جس عورت نے کسی مسلم عورت کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی ہڈی میں سے ہر ہڈی کو آزاد کرنے والے کی ہڈیوں کے لیے قیامت کے دن آگ سے خلاصی کا سبب بنا دے گا۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) اس کا مطلب یہ نہیں کہ مرد کے لیے صرف مرد کی آزادی میں اور عورت کے لیے صرف آزادی کی صورت میں یہ فضیلت ہے۔ ہاں! افضل یہ ہے کہ مرد مرد کو اور عورت عورت کو آزاد کرے تاکہ ہر عضو کے بدلے ہر عضو کی آزادی کی فضیلت بدرجہ کمال حاصل ہو سکے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کامل الاعضاء تندرست لونڈی غلام کو آزاد کرنا افضل ہے۔

۳۹۶۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ قَالَ نَا بَقِيَّةُ قَالَ نَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُرَحْبِيْلَ ابْنِ السِّمْطِ اَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ حَدِّثْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً كَانَتْ فِدَاءَهُ مِنَ النَّارِ ط

ترجمہ:۔ شرجیل بن السمط نے عمرو بن عبسہ سلمی سے کہا وہ ہمیں کوئی حدیث سناؤ جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا و جو کسی مومن غلام یا لونڈی کو آزاد کرے تو وہ اس کے لیے آگ سے فدیہ ہوگا۔ (نسائی)

۳۹۶۶ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ أَنَّهُ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ أَوْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مَعْنَى مُعَاذٍ إِلَى قَوْلِهِ وَأَيُّمَا امْرِئٍ أَعْتَقَ مُسْلِمًا أَوْ أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَعْتَقَتْ مُسْلِمَةً وَزَادَ أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأَتَيْنِ مُسْلِمَتَيْنِ إِلَّا كَانَتَا فِكَاكَهُ مِنَ النَّارِ يُجْزِي مَكَانَ كُلِّ عَظْمَيْنِ مِنْهُمَا عَظْمٌ مِنْ عِظَامِهِ ؕ

ترجمہ:۔ شرحبیل بن سمط سے روایت ہے کہ اس نے کعبؓ بن مرّہ یا مرّہ بن کعب سے کہا کہ ہمیں کوئی حدیث سناؤ جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ پھر راوی نے معاذ کی حدیث (۳۹۶۴) کا معنی بیان کیا یہاں تک "اور جس شخص نے کسی مسلم کو آزاد کیا اور جس عورت نے کسی مسلم عورت کو آزاد کیا۔ اور اس میں یہ اضافہ کیا کہ "جس شخص نے دو مسلم عورتیں آزاد کیں تو وہ اس کے لیے آگ سے چھٹکارے کا سبب ہوں گی ان کی ہر دو ہڈیوں کے مقابلے میں اس کی ایک ہڈی آگ سے خلاصی پائے گی۔ (النسائی، ابن ماجہ) ابوداؤد نے کہا کہ سالم نے شرحبیل سے نہیں سنا، شرحبیل کی موت صفین میں واقع ہوئی تھی۔

بَابٌ فِي فَضْلِ الْعِتْقِ فِي الصِّحَّةِ

(صحت میں آزاد کرنے کی فضیلت کا باب ۱۶)

۳۹۶۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي حَبِيبَةَ الطَّائِيِّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِي يُعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي إِذَا شَبِعَ ؕ

ترجمہ:۔ ابوالدرداءؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "موت کے وقت آزاد کرنے والے کی مثال یوں ہے جیسے کوئی سیر ہو کر کسی کو ہدیہ دے (ترمذی، نسائی،) نسائی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ایک شخص نے موت کے وقت کچھ دینار اللہ کی راہ میں دینے کی وصیت کی تو ابوالدرداءؓ کا اس کا علم ہوا، اس پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی۔ سیر ہو کر ہدیہ دینے والے کا ہدیہ ہو تو جائے گا مگر یہ شخص جان لے گا کہ اس ہدیے کی اتنی فضیلت نہیں جتنی اس وقت ہوتی جبکہ ہر شخص خود اس کا حاجت مند تھا۔ یہی حال اس شخص کا ہوا، اگر وہ اس وقت وصیت نہ

بھی کرتا تو مال دوسروں کا ہو جاتا، لہٰذا اس کا اس قدر درجہ نہیں ہے جتنا اس سے قبل خرچ کرنے میں ہوتا۔

آخر کتاب العتق　والله اعلم بالصواب۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَوَّلُ كِتَابِ الْحُرُوْفِ وَالْقِرَاءَاتِ

(اس میں فقط ایک باب اور چالیس احادیث ہیں)

۳۹۶۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ نَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ح وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى ط

ترجمہ:۔ علی بن الحسین نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا "وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى" اور تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ" البقرہ ۱۲۵ (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی) ترمذی نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا "یا رسول اللہ کیا ہی اچھا ہو اگر ہم مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھیں پس یہ آیت اتری۔ "وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى)

شرح:۔ کتاب الحروف والقراآت میں وہ احادیث آئیں گی جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول قرأتوں کا بیان ہے، خواہ وہ قرأتیں متواتر ہوں یا شاذ و اکثر قراء کی قرأت وَاتَّخِذُوْا بصیغہ امر ہے۔ نافع اور ابن عامر نے وَاتَّخَذُوْا بصیغہ ماضی پڑھا ہے۔

۳۹۶۹ - حَدَّثَنَا مُوْسٰى يَعْنِيْ ابْنَ اِسْمٰعِيْلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَقْرَاُ فَرَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللهُ فُلَانًا كَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ اَذْكَرَنِيْهَا اللَّيْلَةَ كُنْتُ قَدْ اُسْقِطْتُهَا ط

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی رات کو نماز تہجد میں قرآن پڑھنے کھڑا ہوا اور اس نے قرآن کو باآواز بلند پڑھا۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ فلاں شخص پر رحم کرے، اس آج رات مجھے کئی آیتیں یاد دلائیں۔ جنہیں میں بھول گیا تھا (بخاری، مسلم، نسائی، سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ۔ حدیث نمبر ۱۳۳۱)

شرح :۔ ابوداؤد نے اس حدیث سے اندر وارد ہونے والے ایک لفظ کاثث سے استدلال کیا ہے، قاری ابن کثیر نے قرآن میں واقع ہونے والے اس لفظ کو کاثث پڑھا ہے۔ باقی قراء کی قرات کایّن ہے۔ گویا اس حدیث سے ابن کثیر کی قراءت کی تائید ہوئی۔ جن احکام کا پہنچانا فرض تھا ان میں رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو نسیان ہو سکتا تھا۔ مگر یہ ابتداء میں تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَىٰ تو آپؐ نسیان آیات سے محفوظ کر دیے گئے۔ مولانا محمد یحییٰؒ نے فرمایا کہ ابوداؤد نے اس باب میں جس قدر قراءت بیان کی ہیں وہ اس طرح کے علاوہ دوسری طرح سے بھی وارد ہیں۔ قرأت سبعہ پر ہم اس سے قبل گفتگو کر چکے ہیں۔

۳۹۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ نَا خُصَيْفٌ نَا مِقْسَمٌ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ فِي قَطِيفَةٍ حَمْرَاءَ فُقِدَتْ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَعَلَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ قَالَ أَبُو دَاوُدَ يَغُلَّ مَفْتُوحَةُ الْيَاءِ

ترجمہ :۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ آیت "وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ" "مالِ غنیمت میں خیانت کرنا نبی کا کام نہیں"۔ جب نازل ہوئی تو یہ ایک سرخ رنگ کی چھوٹی حاشیہ دار چادر میں اتری تھی، واقعہ جنگ بدر کا ہے۔ کسی نے کہا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے لیا ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ الخ ابوداؤد نے کہا کہ يَغُلَّ یا کی زبر سے ہے۔ (ترمذی کتاب التفسیر)۔

شرح :۔ یہ سورۂ آل عمران ۔ ۱۶۱ کی ہے۔ اکثر قراء کی یہی قراءت ہے مگر حمزہ، نافع، کسائی اور ابن عامر کی قرأت اَن يُغَلَّ ہے۔ پس اس حدیث سے اکثر قراء کی قرأت کی تائید ہوئی کہ "اَنْ يَغُلَّ" ہے۔

۳۹۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى نَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْهَرَمِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ الْبَخَلِ بِفَتْحِ الْبَاءِ وَالْخَاءِ

ترجمہ :۔ انسؓ بن مالک کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ میں تجھ سے بخل اور بڑھاپے سے پناہ مانگتا ہوں (بخاری، مسلم، نسائی، سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۱۵۴۲) ابوداؤد نے کہا کہ اَلْبَخَلِ بار اور خار کی زبر کے ساتھ ہے۔)

شرح :۔ حمزہ اور کسائی نے سورۂ نساء کی آیت "وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ" اور سورۂ الحدید میں "وَيَأْمُرُونَ بِالْبُخْلِ" کو بِالْبَخَلِ پڑھا ہے اور باقی قراء نے بِالْبُخْلِ پڑھا ہے۔ حدیث کی روایت اغلباً بِالْبُخْلِ

ہے جس سے اکثر قرآء کی قرأت کی تائید ہوتی ہے۔

۳۹۷۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ كُنْتُ وَافِدَ بَنِي الْمُنْتَفِقِ أَوْ فِي وَفْدِ بَنِي الْمُنْتَفِقِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْسِبَنَّ وَلَمْ يَقُلْ لَا تَحْسَبَنَّ ط

ترجمہ :۔ لقیطؓ بن صبرہ نے کہا کہ میں بنی منتفق کے وفد کا سردار تھا، یا یہ کہا کہ میں بنی منتفق کے وفد میں شامل تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ پھر راوی نے ساری حدیث بیان کی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وَلَا تَحْسِبَنَّ اور لَا تَحْسَبَنَّ نہ فرمایا۔ (ترمذی، النسائی، ابن ماجہ، سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۱۴۲)

شرح :۔ قرآن پاک میں وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا، دو قرأتوں کے ساتھ آیا ہے، سین کے فتحہ سے بھی اور کسرہ سے بھی۔ جمہور قراء کی قرأت وَلَا تَحْسِبَنَّ ہے اور ابن عامر، عاصم اور حمزہ کی قرأت وَلَا تَحْسَبَنَّ ہے۔ اس حدیث میں حضورؐ کے اس وفد کی خاطر بکری ذبح کرنے کا ذکر ہے اور حضورؐ نے فرمایا تھا وَلَا تَحْسِبَنَّ اَنَّا مِنْ اَجْلِكَ ذَبَحْنَاهَا الخ۔

۳۹۷۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى نَا سُفْيَانُ نَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَحِقَ الْمُسْلِمُونَ رَجُلًا فِي غُنَيْمَةٍ لَهُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَتَلُوهُ وَأَخَذُوا تِلْكَ الْغُنَيْمَةَ وَنَزَلَتْ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامُ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا تِلْكَ الْغُنَيْمَةَ ط

ترجمہ :۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ مسلمان ایک شخص سے ملے جو بھیڑ بکریاں چرا رہا تھا، تو اس نے کہا السلام علیکم۔ مگر انہوں نے اسے قتل کر ڈالا اور وہ بکریاں لے لیں۔ پس یہ آیت نازل ہوئی، "اور نہ کہو اس شخص سے جو تمہیں سلام کہے کہ تو مومن نہیں، تم دنیوی زندگی کا سامان لینے کی خاطر ایسا کرتے ہو (النساء ۹۴) یعنی وہ بھیڑ بکریاں لینے کی خاطر (البخاری)

شرح :۔ ان لوگوں نے سمجھا کہ یہ دراصل مومن نہیں، جان بچانے کے لیے ایسا کر رہا ہے، اس شخص کا نام عامر بن اضبط اشجعی یا محلم بن جثامہ تھا، کچھ اور نام بھی لیے گئے ہیں۔ قرأت کا مسئلہ اس میں السَّلَامَ ہے جیسے حمزہ

نے اَلسَّلَم پڑھا ہے اور باقی قراء نے اَلسَّلَام۔ ربان بن زید نے عاصم سے اَلسَّلْم روایت کیا ہے۔ جحدری کی قراءت اَلسَّلْم ہے۔ اس حدیث میں آیت کی جو روایت ہوئی وہ اَلسَّلَام ہے۔

۳۹۷۴۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ نَا اِبْنُ أَبِي الزِّنَادِ ح وَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ وَهُوَ أَشْبَعُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَارِجَةَ ابْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَلَمْ يَقُلْ سَعِيدٌ كَانَ يَقْرَأُ ط

ترجمہ:۔ زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ پڑھتے تھے۔ سعید راوی نے كَانَ يَقْرَأُ نہیں کہا۔

شرح:۔ یہ سورۂ نساء کی آیت ۹۵ کا لفظ ہے، اس کی قراءت غَيْرُ، غَيْرَ اور غَيْرِ بھی وارد ہے۔ اہل حرمین کی قراءت غَيْرَ أُولِي الضَّرَرِ ہے۔ اس صورت میں یہ القاعدین کا حال یا اس سے استثناء ہے۔ نافع، ابن عامر اور کسائی کی یہی قراءت ہے۔ باقی قاری اسے غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ پڑھتے ہیں۔ جنہوں نے غَيْرِ پڑھا ان کے نزدیک یہ المؤمنین کی صفت ہے۔ راوی سعید بن منصور نے حدیث کی روایت یوں کی "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ غَيْرَ أُولِي الضَّرَرِ"۔ اس صورت میں معنی یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ضرر والوں میں سے نہ تھے یعنی کوئی رکاوٹ انہیں جہاد سے نہ روکتی تھی۔

۳۹۷۵۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ نَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ ط

ترجمہ:۔ انس بن مالکؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ پڑھا۔ (ترمذی)

شرح:۔ اَلْعَيْنُ بِالْعَيْنِ کسائی کی قراءت ہے اور باقی قراء کی قراءت اَلْعَيْنَ بِالْعَيْنِ الخ ہے۔ العین کے معطوفات کی قراءت بھی اس کے مطابق رفع یا نصب سے ہے۔ آیت سورۂ المائدہ کی ۴۵ ویں ہے۔

۳۹۷۶۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنِي أَبِي أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ نَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ

وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ ط

ترجمہ:۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا " وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ (گزشتہ حدیث دیکھیے) یعنی پہلے النفس کو فتحہ سے اور العین کو فتحہ سے پڑھا۔

شرح:۔ فقہی مسئلہ اس میں یہ ہے کہ اہل اصول کے نزدیک اللہ تعالیٰ جب پچھلی شریعتوں کے احکام و نواہی بیان کرے اور ان کے نسخ کا اظہار نہ کرے تو وہ اس امت کے لیے بھی قانون شرع ہوتے ہیں۔

۳۹۷۷ ـ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا زُهَيْرٌ فُضَيْلُ ابْنُ مَرْزُوقٍ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ سَعْدٍ الْعَوْفِيِّ قَالَ قَرَأْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضُعْفٍ قَالَ مِنْ ضَعْفٍ قَرَأْتُهَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَرَأْتَهَا عَلَيَّ فَأَخَذَ عَلَيَّ كَمَا أَخَذْتُ عَلَيْكَ ط

ترجمہ:۔ عطیہ بن سعد عوفی نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر کے سامنے یہ آیت پڑھی " اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضُعْفٍ (الروم آیت ۵۴) تو انھوں نے کہا " مِنْ ضَعْفٍ ۔ میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھا تو آپ نے میری یہی غلطی پکڑی جو میں نے تجھ سے پکڑی ہے۔ (ترمذی)

شرح:۔ قریش کی لغت ضُعف ہے یعنی ضاد کے ضمہ سے۔ اور تمیم کی لغت ضَعف ہے یعنی ضاد کے فتحہ کے ساتھ۔ ابوبکر اور حمزہ نے تینوں جگہ ضَعف پڑھا ہے۔ حفص نے ضُعف بضمہ ضاد اس حدیث کی وجہ سے پڑھا ہے باقی قراء کی قرات ضعف ہے۔

۳۹۷۸ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ نَا عُبَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ عُقَيْلٍ عَنْ هَارُونَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ضُعْفٍ ط

ترجمہ:۔ ابوسعید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مِنْ ضُعْفٍ روایت کیا (ترمذی)

۳۹۷۹ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ نَا سُفْيَانُ عَنْ أَسْلَمَ الْمِنْقَرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزَى قَالَ قَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ

بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوْا ط

ترجمہ:۔ عبدالرحمان بن ابزیٰ نے کہا کہ ابیؓ بن کعب نے کہا دو بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوْا ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ تا کے ساتھ۔ (یونس ۵۸) (حفص کی قرات فَلْيَفْرَحُوا ہے یعنی یا کے ساتھ)

شرح:۔ فَلْتَفْرَحُوا کی قرأت سبعہ متواترہ میں سے نہیں ہے بلکہ مشہور آیات و قرات ہے۔ متواتر قرات یا کے ساتھ فَلْيَفْرَحُوا ہے۔ زید بن ثابت نے بھی اسے فَلْتَفْرَحُوا پڑھا ہے۔

۳۹۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ نَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ سَلَمَةَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْاَجْلَحِ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُبَيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا تَجْمَعُوْنَ ط

ترجمہ:۔ عبدالرحمان بن ابزیٰ نے ابیؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا دو بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا تَجْمَعُوْنَ ٥ (حفص کے قرات يَجْمَعُوْنَ ہے اور دوسرے قراء کی بھی طرح، ابن عامر نے تَجْمَعُوْنَ پڑھا ہے۔ نیز دیکھیے گزشتہ حدیث۔

۳۹۸۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ اِنَّهٗ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ ط

ترجمہ:۔ اسماءؓ بنت یزید سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ پڑھتے سنا۔

شرح:۔ ترمذی کی روایت میں عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ ہے اور یعقوب اور کسائی کی قرات یہی ہے۔ اور جمہور کی قرات عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نوحؑ کو جواب ہے۔ کہ تیرے بیٹے کا عمل غیر صالح تھا۔ عَمَلٌ بمعنی ذُوْعَمَلٍ ہے۔ از روئے مبالغہ، جیسے زَيْدٌ عَدْلٌ۔

۳۹۸۲۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِيْ ابْنَ الْمُخْتَارِ نَا ثَابِتٌ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ سَاَلْتُ اُمَّ سَلَمَةَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْآيَةَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَقَالَتْ قَرَأَهَا إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ هَارُونُ النَّحْوِيُّ وَمُوسَى ابْنُ خَلَفٍ عَنْ ثَابِتٍ كَمَا قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ ط

ترجمہ:۔ شہر بن حوشب نے کہا کہ میں نے اُم سلمہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت کیونکر پڑھتے تھے "اِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ" تو انہوں نے کہا کہ حضورؐ نے اسے یوں پڑھا تھا "اِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ"۔ (ترمذی) ابوداؤد نے کہا کہ اسے ہارون نحوی نے موسیٰ بن خلف نے ثابت سے اسی طرح روایت کیا جس طرح عبدالعزیز نے کہا، یعنی یہی روایت جو حدیث میں ہے۔

شرح:۔ بظاہر تو اُم سلمہؓ سے مراد اُم المومنین ہیں، مگر ترمذی نے عبد بن حمید سے نقل کیا ہے کہ یہ اسماء بنت یزید ہیں جو انصاریہ تھیں اور خطیب النساء مشہور تھیں۔ ترمذی نے گزشتہ دونوں حدیثوں کو ایک قرار دیا ہے۔

۳۹۸۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَنَا عِيسَى عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا بَدَأَ بِنَفْسِهِ وَقَالَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْنَا وَعَلَى مُوسَى لَوْ صَبَرَ لَرَأَى مِنْ صَاحِبِهِ الْعَجَبَ وَلٰكِنَّهُ قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي طَوَّلَهَا حَمْزَةُ ط

ترجمہ:۔ حسب روایت ابن عباسؓ، اُبی بن کعب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا فرماتے تھے تو اپنی ذات سے شروع کرتے تھے۔ اور آپ نے فرمایا "اللہ کی رحمت ہم پر اور موسیٰؑ پر ہو، اگر وہ صبر کرتے تو اپنے ساتھی (خضر) سے عجائبات دیکھتے، لیکن انہوں نے کہہ دیا کہ "اگر اس کے بعد میں تجھ سے کوئی سوال کروں تو مجھے ساتھ نہ رکھنا، میری طرف سے آپ عذر کو پہنچ گئے"۔ حمزہ نے اسے طول دیا ہے۔

شرح:۔ یعنی حمزہ قاری نے لَدُنِّيْ پڑھا ہے نؔ کی شد کے ساتھ اور یؔ کے ساتھ۔ نافع کی قرأت ہے مِنْ لَدُنِیْ، نؔ کی تخفیف سے، ابوبکر نے مِنْ لَدْنِیْ پڑھا دال کو ساکن کرکے اور باقی قراء نے مِنْ لَّدُنِّیْ پڑھا ہے۔ فَلَا تُصَاحِبْنِیْ کو عیسیٰ اور یعقوب نے فَلَا تَصْحَبْنِیْ پڑھا ہے اور اعرج نے فَلَا تُصْحِبَنِّیْ پڑھا ہے۔ یہ دونوں قراتیں سبعہ سے خارج ہیں۔

۳۹۸۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ نَا أَبُو الْجَارِيَةِ الْعَبْدِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَهَا قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي وَثَقَّلَهَا ۔

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ سے ابی بن کعب سے، اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے پڑھا قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ ۔ (ترمذی) ترمذی کے ایک نسخے میں قَدْ بَلَغْتَ آیا ہے مگر یہ قراءۃ شاذہ ہے اور نہ تفسیر میں منقول ہے۔

۳۹۸۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ نَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ نَا مُحَمَّدُ بْنُ دِينَارٍ نَا سَعِيدُ بْنُ أَوْسٍ عَنْ مِصْدَعٍ أَبِي يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَقْرَأَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ كَمَا أَقْرَأَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ مُخَفَّفَةً ۔

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ کہتے تھے کہ مجھے اُبیؓ بن کعب نے پڑھایا جس طرح اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا تھا۔ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَۃٍ ۔ الکھف ۸۶۔

شرح:۔ حَمِئَۃٍ کا معنی ہے ذاتِ حَمَأ یعنی سیاہ کیچڑ والا۔ ابن عامر، حمزہ ۔ کسائی اور ابوبکر کی قرأت حَامِیَۃٍ ہے یعنی گرم۔

۳۹۸۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ نَا وُهَيْبٌ أَنَا هَارُونُ أَخْبَرَنِي أَبَانُ بْنُ تَغْلِبَ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ عِلِّيِّينَ لَيُشْرِفُ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ بِوَجْهِهِ فَتُضِيءُ الْجَنَّةُ بِوَجْهِهِ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ قَالَ وَهٰكَذَا جَاءَ الْحَدِيثُ دُرِّيٌّ مَرْفُوعَةَ الدَّالِ لَا تُهْمَزُ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمِنْهُمْ وَأَنْعَمَا ۔

ترجمہ:۔ ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا در اہل علیین میں سے آدمی جنت والوں

پر جاتکے گا۔ تو جنت اس کے چہرے کو یوں چمکائے گی گویا کہ وہ ایک چمکدار موتی ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث یوں ہی آئی ہے دُرِیٌّ، دال پر رفع ہے اور ہمزہ نہیں ہے۔ اور ابو بکرؓ و عمرؓ ان میں سے ہوں گے اور خدا ان کے درجے اور بڑھائے۔ (ابن ماجہ، ترمذی)

شرح:۔ آخری فقرہ جس میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے یہ اس حدیث کا حصہ ہے۔ ابو عمرو اور کسائی کی قرأت دِرِّیءٌ ہے۔ ابوبکر اور حمزہ کی قرأت دُرِّیءٌ ہے اور باقی نے دُرِّیٌّ پڑھا ہے۔

۳۹۸۷۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ الْحَكَمِ النَّخَعِيُّ نَا أَبُو سَبْرَةَ النَّخَعِيُّ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ مُسَيْكٍ الْغُطَيْفِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنَا عَنْ سَبَإٍ مَا هُوَ أَرْضٌ أَوِ امْرَأَةٌ قَالَ لَيْسَ بِأَرْضٍ وَلَا امْرَأَةٍ وَلَكِنَّهُ رَجُلٌ وَلَدَ عَشَرَةً مِنَ الْعَرَبِ فَتَيَامَنَ سِتَّةٌ وَتَشَاءَمَ أَرْبَعَةٌ قَالَ عُثْمَانُ الْغَطَفَانِيُّ مَكَانَ الْغُطَيْفِيِّ وَقَالَ ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحَكَمِ النَّخَعِيُّ ط

ترجمہ:۔ فروہ بن مسیک غطیفی نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ پھر اس نے حدیث کا ذکر کیا۔ پس قوم میں سے ایک شخص بولا یا رسول اللہ ہمیں سبأ کے متعلق بتایئے کہ وہ کیا ہے۔ زمین ہے یا کوئی عورت ہے؟ حضورؐ نے فرمایا وہ نہ کوئی زمین اور نہ عورت، بلکہ وہ ایک مرد تھا جو دس عربوں کا باپ تھا جن میں سے چھ یمن میں اور چار شام میں چلے گئے تھے (ترمذی)

شرح:۔ ترمذی میں یہ بھی حدیث موجود ہے۔ ترمذی نے کہا ہے کہ شام والوں کے نام یہ ہیں دو لخم۔ جذام، غسان اور عاملہ۔ اور یمن والے یہ ہیں دو ازد، اشعرون، حمیر، کندہ، مذحج اور انمار۔ ابوداؤد کے استاد عثمان نے غطیفی کی جگہ پر غطفانی کہا ہے اور حدثنی الحسن کی جگہ حدثنا الحسن کہا ہے۔ سبأ کو سبأَ پڑھا گیا ہے یہ ابو عمرو کی قرأت ہے۔ بعض نے سبأْ پڑھا ہے اور بعض نے سبأٍ۔ مگر اس حدیث میں اس کی قرأت کا کوئی ذکر نہیں آیا۔

۳۹۸۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ وَإِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو مَعْمَرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ نَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِسْمَعِيلُ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ بِرِوَایَۃٍ فَذَکَرَ حَدِیْثَ الْوَحْیِ قَالَ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ ط

ترجمہ :۔ عکرمہ نے کہا کہ ہمیں ابوھریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائی، اور اس میں وحی کا ذکر تھا، اس نے کہا کہ یہ ہے اللہ تعالٰی کا قول " حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ ۔ " حتیٰ کہ ان کی گھبراہٹ دور ہو گئی" ۔ (بخاری، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح :۔ فُزِّعَ کی قرأت فَزَّعَ بھی ہے اور یہ دونوں مشہور قرأتیں ہیں ۔ اس کی ایک قرأت فُرِّغَ ہے جو عام مشہور قرأتوں سے خارج ہے ۔

۳۹۸۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّیْسَابُوْرِیُّ ثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سُلَیْمَانَ الرَّازِیُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرٍ یَذْکُرُ عَنِ الرَّبِیْعِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قِرَاءَةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَلٰی قَدْ جَاءَتْكِ اٰیَاتِیْ فَکَذَّبْتِ بِهَا وَاسْتَکْبَرْتِ وَکُنْتِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ هٰذَا مُرْسَلٌ اَلرَّبِیْعُ لَمْ یُدْرِكْ اُمَّ سَلَمَةَ ط

ترجمہ :۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اُم سلمہؓ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت یوں تھی " بَلٰی قَدْ جَاءَتْكِ اٰیَاتِیْ فَکَذَّبْتِ بِهَا وَاسْتَکْبَرْتِ وَکُنْتِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۔ الزمر ۵۹ ۔ (مؤنث کے صیغوں کے ساتھ یہ خطاب نفس کی طرف ہے اور قرآن میں نفس کو اکثر مؤنث سے خطاب کیا گیا ہے ۔ یہ قرأت ابن کثیر، جحدری، زعفرانی ابن مقسم، مسعود بن صالح کی ہے ۔ ابوعبیدہ کا قول ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو یہ حجت ہوتی مگر یہ مسند نہیں ہے کیونکہ بقول ابی داؤد ربیع بن انس نے حضرت ام سلمہؓ کا زمانہ نہیں پایا۔ محدثین بعض دفعہ منقطع کو مرسل کہہ دیتے ہیں جیسا کہ یہاں ابوداؤد نے اسے مرسل کہا ہے ۔

شرح :۔ یہ سورۂ زخرف کی آیت سے ہے ۔ جہنمی کہیں گے کہ اے مالک ! (داروغہ جہنم) تیرا رب ہمارا خاتمہ ہی کر ڈالے ۔ بیضاوی نے کہا ہے کہ اے " یَا مَالُ یا مَالِ ۔ (ترخیم کے ساتھ) بھی پڑھا گیا ہے ۔ یہ قرأت غیر متواترہ اور غیر مشہورہ ہے ۔ حضرت علیؓ، ابن مسعودؓ اور اعمش نے اسے ترخیم سے پڑھا ہے ۔

۳۹۹۰ ۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَا نَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ یَعْنِیْ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَمْ اَفْهَمْ جَیِّدًا عَنْ صَفْوَانَ قَالَ

قَبَلَ ابْنُ عَبْدَةَ ابْنِ يَعْلَى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقْرَأُ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ ط

ترجمہ:۔ ابن یعلیٰ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یوں قرأت کرتے ہوئے سنا
وَنَادَوْا يَا مَالِكُ

۳۹۹۱۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ نَا اَبُوْ اَحْمَدَ اَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَرَأَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ط

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا " اِنِّيْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ (ترمذی، نسائی)

شرح:۔ متواتر و مشہور قرأت ہے " اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۔ اَلْمَتِيْنِ بھی پڑھا گیا ہے۔ اس حدیث میں بیان ہونے والی قرأت متواتر مشہور قرأتوں سے خارج ہے۔

۳۹۹۲۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ نَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَؤُهَا فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ مَضْمُوْمَةَ الْمِيْمِ مَفْتُوْحَةَ الدَّالِ مَكْسُوْرَةَ الْكَافِ ط

ترجمہ:۔ عبداللہ (بن مسعود) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے " فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ " یعنی شد کے ساتھ۔ (ترمذی، نسائی) یہ آیت سورۃ القمر کی ۲۲ ویں ہے۔ ابو داؤد نے کہا کہ میم کی پیش کے ساتھ دال کی زبر سے اور کاف کی زیر سے۔

شرح:۔ قتادہ اور ضحاک کی قرأت مُذَّكِرٍ ہے لیکن یہ عربوں کے عام قاعدے کے خلاف ہے۔

۳۹۹۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ نَا هٰرُوْنُ بْنُ مُوْسَى النَّحْوِيُّ عَنْ بُدَيْلِ ابْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهَا فَرُوْحٌ وَرَيْحَانٌ ط

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت یوں پڑھتے سنا۔ فَرُوْحٌ وَّرَيْحَانٌ (ترمذی) یہ آیت سورۃ الواقعہ کی نمبر ۸۹ ہے اور بقول منذری یہ حدیث نسائی میں بھی ہے

شرح:۔ مشہور ومتواتر قرأت فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ہے ۔لہٰذا فَرُوْحٌ والی قرأت متواترات سے خارج ہے۔

۳۹۹۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الذِّمَارِيُّ نَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ أَيَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ط

ترجمہ:۔ جابرؓ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ وہ أَيَحْسِبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ پڑھتے تھے (ابوداؤد کے بعض نسخوں میں ھمزۂ استفہام نہیں ہے اور بقول سیوطی، ابن حبان، حاتم، ابن مردویہ اور خطیب نے اس کی روایت بلا ہمزہ استفہام کی ہے ۔اور یحسِبُ سین کی زیر کے ساتھ ۔

۳۹۹۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ نَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَمَّنْ أَقْرَأَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذَّبُ عَذَابَهُ قَالَ أَنْبَأَنِي وَلَا يُوثَقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ ط

ترجمہ:۔ ابوقلابہ نے اسی شخص سے روایت کی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا تھا وہ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذَّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُوثَقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ۔ ابوداؤد نے کہا کہ بعض راویوں نے خالد اور ابوقلابہ کے درمیان ایک آدمی داخل کیا ہے ۔

شرح:۔ یہ قرأت سبعہ متواترہ میں داخل ہے لیکن جس نے وِثاقہ پڑھا ہے واؤ کے کسرہ سے، یہ قرأت متواترہ سے خارج ہے ۔

۳۹۹۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ نَا حَمَّادٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَنْبَأَنِي مَنْ أَقْرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مَنْ أَقْرَأَهُ مَنْ أَقْرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذَّبُ ط

ترجمہ:۔ ابوقلابہ نے کہا کہ مجھے اس شخص نے بتایا جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا تھا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو پڑھایا اس نے اس کو پڑھایا تھا۔ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذَّبُ (یہ سورۃ الفجر کی آیت ۲۵ ہے) اوپر کی شرح دیکھیے ۔

۳۹۹۷ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِي عُبَيْدَةَ حَدَّثَهُمْ قَالَ نَا اَبِي عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ الطَّائِيِّ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا ذُكِرَ فِيْهِ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ فَقَالَ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ ط

ترجمہ:۔ ابوسعیدؓ خدری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث بیان فرمائی جس میں جبریلؑ ومیکائیلؑ کا ذکر کیا اور فرمایا جبرائیل ومیکائیل۔ ابوداؤد نے کہا کہ خلف نے کہا۔ چالیس برس سے میں نے حروف کی کتابت سے قلم نہیں اٹھایا لیکن جس قدر مجھے جبرائیل اور میکائیل نے تھکایا ہے اتنا کسی اور چیز نے نہیں تھکایا۔

شرح:۔ یہ غیر عربی نام ہیں اور عربوں کی عادت ہے کہ غیر عربی ناموں میں تبدیلی کر دیتے ہیں۔ ان لفظوں کی قرأت تقریباً ۱۳ طریقوں سے کہی گئی ہے۔ اختلاف کے وقت معیار لغت قریش ہوتی ہے۔ پس حجازی لغت جبرئیل بروزن قندیل ہے۔ ابوعمرو، ابن عامر، نافع اور حفص کی یہی قرأت ہے۔ حسانؓ کے شعر میں بھی جبرئیل آیا ہے۔ اور میکائیل کی حجازی قرأت میکال بروزن میزان ہے اور یہی قرأت ابوعمرو اور حفص عن عاصم کی ہے۔ کعبؓ بن مالک کے شعر میں یہ لفظ میکال آیا ہے۔

۳۹۹۸ - حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ ذُكِرَ كَيْفَ قِرَاءَةُ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ عِنْدَ الْاَعْمَشِ فَحَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ الطَّائِيِّ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ الصُّوْرِ فَقَالَ عَنْ يَمِيْنِهِ جِبْرَائِيْلُ وَعَنْ يَسَارِهِ مِيْكَائِيْلُ ط

ترجمہ:۔ ابوسعیدؓ خدری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صور والے فرشتے کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اس کے دائیں طرف جبرائیل اور بائیں طرف میکائیل ہوگا۔ (صور والا فرشتہ اسرافیلؑ ہے)

۳۹۹۹ ۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ رُبَمَا ذَكَرَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَقْرَءُوْنَ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وَاَوَّلُ مَنْ قَرَأَهَا مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ مَرْوَانُ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ هٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ وَالزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ ۔

ترجمہ :۔ معمر نے زہری سے روایت کی اور کہا کہ کئی دفعہ زہری نے سعید بن المسیب کا ذکر کیا، اس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پڑھتے تھے اور سب سے پہلے مروان نے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پڑھا۔ (ترمذی) ابوداؤد نے کہا کہ یہ الزہری عن انس کی حدیث سے صحیح تر ہے اور الزہری عن سالم عن ابیہ کی روایت سے بھی۔

۴۰۰۰ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى الْاُمَوِيُّ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا ذَكَرَتْ اَوْ كَلِمَةً غَيْرَهَا قِرَاءَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ اٰيَةً اٰيَةً

ترجمہ :۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کا ذکر کیا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ آپ کی قرأت کو ایک ایک آیت کر کے قطع کرتے تھے (ترمذی) ابوداؤد نے کہا کہ میں نے احمد کو یہ کہتے سنا کہ قدیم قرأت مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہے۔

شرح :۔ ترمذی نے اس حدیث کی سند غیر متصل قرار دیا ہے۔ لیث بن سعد نے اسے متصل سند سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ نہیں ہے کہ حضورؐ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پڑھتے تھے۔ اور لیث کی حدیث صحیح تر ہے۔

شرح :۔ مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی قرأت مروان کی ایجاد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ مروان نے سب سے پہلے بحیثیت امیر اسے نماز باجماعت میں پڑھا تھا یہ بھی متواتر قرأتوں میں سے ہے اور زہری اور سعید بن المسیب کی جلالت قدر کے پیش نظر یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ انہیں یہ معلوم نہ تھا، اس روایت میں مالک کی قرأت کو ترجیح دی گئی ہے لیکن قراء سبعہ میں سے اکثر کی قرأت ملک ہے اور کئی صحابہ سے بھی ثابت ہے۔

۴۰۰۱ ۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ وَعُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ الْمَعْنٰى قَالَا

نا یزید بن ھارون عن سفین بن حسین عن الحکم بن عتیبۃ عن ابراھیم التیمی عن ابیہ عن ابی ذر قال کنت ردیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو علی حمار والشمس عند غروبھا فقال ھل تدری این تغرب ھذہ قلت اللہ ورسولہ اعلم قال فانھا تغرب فی عین حامیۃ ۝

ترجمہ:۔ ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف تھا، سواری پر آپؐ کے پیچھے تھا۔ آپؐ گدھے پر تھے اور سورج غروب ہونے کو تھا۔ پس حضورؐ نے فرمایا "کیا تو جانتا ہے کہ یہ کہاں غروب ہوتا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ ہی خوب جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایک گرم چشمے میں غروب ہوتا ہے (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح:۔ اس سے پہلے عَیْنٍ حَمِئَۃٍ گزر چکا ہے اور دوسری قرأت عینٍ حامیۃ ہے۔ شرح گزر چکی ہے غروب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ڈوبتا ہوا دکھائی دیتا ہے جیسے کہ طلوع کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

۴۰۰۲۔ حدثنا محمد بن عیسی نا حجاج عن ابن جریج اخبرنی عمر بن عطاء ان مولی لابن الاسقع رجل صدق اخبرہ عن ابن الاسقع انہ سمعہ یقول ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جاءھم فی صفۃ المھاجرین فسالہ انسان ای آیۃ فی القرآن اعظم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ۝

ترجمہ:۔ ابن الاسقع (واثلہؓ) کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس مہاجرین کے صفّہ میں تشریف لائے تو کسی انسان نے حضورؐ سے سوال کیا کہ قرآن کی سب سے بڑی آیت کون سی ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ" (البقرہ ۲۵۵۔ سنن ابی داؤد میں حدیث ۱۴۶۰ اور مسلم میں حضورؐ کے سوال پر کسی نے یہ بتایا تھا۔)

شرح:۔ اعظم سے مراد ثواب کے اعتبار سے اکثر یا مضمون کے لحاظ سے مؤثر تر ہے۔ اس آیت میں دلائل وحدانیت اور اس میں صفاتِ الٰہیہ کا بیان ہے مثلاً وحدت، الوھیت، حیات، ملک، قدرت، ارادہ، علم یہ ساتوں اصول اسماء وصفات ہیں۔ اس آیت میں قراۃ کا مسئلہ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ میں ہے جو متواتر قرأت ہے۔ دو غیر متواتر قرائتیں اور ہیں۔ اَلْقَیَّامُ اور اَلْقَیِّمُ۔

۴۰۰۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ اَبِي الْحَجَّاجِ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ نَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ قَرَأَ هَيْتَ لَكَ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَقْرَأُهَا كَمَا عُلِّمْتُ اَحَبُّ اِلَيَّ ۔

ترجمہ:۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے هَيْتَ لَكَ پڑھا۔ پس شقیق نے کہا کہ ہم اسے هَيْتُ لَكَ پڑھتے ہیں۔ یعنی ابن مسعودؓ نے کہا کہ مجھے جس طرح پڑھایا گیا تھا، اسی طرح پڑھنا پسندیدہ تر ہے (بخاری)

شرح:۔ یہ سورۂ یوسف کی آیت نمبر ۲۳ ہے۔ هَيْتَ لَكَ میں چار متواتر قراءتیں ہیں هَيْتَ لَكَ، هِيْتَ لَكَ، هَيْتُ لَكَ اور هِئْتَ لَكَ۔ اس کے علاوہ کئی قراءتیں غیر متواتر بھی ہیں۔

۴۰۰۴۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ قِيْلَ لِعَبْدِ اللّٰهِ اِنَّ اُنَاسًا يَقْرَؤُوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَقَالَتْ هِيْتُ لَكَ فَقَالَ اِنِّي اَقْرَأُ كَمَا عُلِّمْتُ اَحَبُّ اِلَيَّ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ

ترجمہ:۔ عبداللہؓ بن مسعود سے کہا گیا کہ لوگ اس آیت کو یوں پڑھتے ہیں "وَقَالَتْ هِيْتُ لَكَ" پس عبداللہؓ نے کہا کہ مجھے جس طرح پڑھائی گئی اسی طرح پڑھنا پسندیدہ تر ہے "وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ"۔

۴۰۰۵۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ نَاح وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ نَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ لِبَنِي اِسْرَائِيْلَ اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ ۔

ترجمہ:۔ ابوسعیدؓ خدری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ "دروازے میں جھک کر داخل ہو اور حِطَّةٌ (توبہ توبہ) کہو تُغْفَرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ "تمہارے گناہ بخشے جائیں گے"۔ (یہ آیت البقرہ کی ۵۸ ویں ہے۔ حدیث ترمذی، بخاری، مسلم اور نسائی میں ہے)۔ بخاری میں ابوھریرہؓ سے مروی ہے۔

شرح:۔ نافع کی قراءۃ يُغْفَرْ لَكُمْ ہے، ابن عامر نے تُغْفَرْ پڑھا ہے اور باقی قراء نے نَغْفِرْ لَكُمْ پڑھا ہے۔

۴۰۰۶۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ نَا ابْنُ اَبِي فُدَيْكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ بِاِسْنَادِهِ مِثْلَهُ ۔

ترجمہ:۔ اس حدیث کو ھشام بن سعد نے اپنی سند سے اس طرح روایت کیا ہے۔

۴۰۰۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ أُنْزِلَ الْوَحْيُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَا سُوْرَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا قَالَ أَبُوْدَاوُدَ يَعْنِيْ مُخَفَّفَةً حَتّٰى أَتٰى عَلٰى هٰذِهِ الْآيَاتِ

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری تو آپ نے ہم پڑھی "سُوْرَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا۔ ابوداؤد نے کہا کہ فَرَضْنَاهَا بلا تشدید پڑھا۔

شرح:۔ سورۂ نور کی اس پہلی آیت کی قرأت میں ابوکثیر اور ابن عمر نے فَرَّضْنَاهَا شد کے ساتھ پڑھا ہے اور باقی قرأ نے فَرَضْنَاهَا مخفف پڑھا ہے۔ آخِرُ كِتَابِ الْحُرُوْفِ وَالْقِرَاءَاتِ ؁

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

أَوَّلُ كِتَابِ الْحَمَّامِ

(اس میں تین باب اور گیارہ احادیث ہیں)

۴۰۰۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ أَبِيْ عُذْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ دُخُوْلِ الْحَمَّامَاتِ ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ أَنْ يَدْخُلُوْهَا فِي الْمَيَازِرِ ؁

ترجمہ:۔ ابوعذرہؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حماموں میں داخل ہونے سے منع فرمایا۔ پھر مردوں کو رخصت دے دی کہ تہ بند (یا پاجامے) سمیت ان میں داخل ہوں (ترمذی، ابن ماجہ)۔

شرح:۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ وہ عورتوں کو رخصت نہ دی۔ ممانعت کا باعث شاید ان جگہوں کی غلاظت اور عریانی تھی۔

۴۰۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ نَا جَرِيْرٌ ح وَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدٌ

ابْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ جَمِيعًا عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ قَالَ دَخَلَ نِسْوَةٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ مِمَّنْ أَنْتُنَّ قُلْنَ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ قَالَتْ لَعَلَّكُنَّ مِنَ الْكُورَةِ الَّتِي تَدْخُلُ نِسَاؤُهَا الْحَمَّامَاتِ قُلْنَ نَعَمْ قَالَتْ أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنِ امْرَأَةٍ تَخْلَعُ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِهَا إِلَّا هَتَكَتْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ هَذَا حَدِيثُ جَرِيرٍ وَهُوَ أَتَمُّ وَلَمْ يَذْكُرْ جَرِيرٌ أَبَا الْمَلِيحِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ:۔ ابوالملیح نے کہا کہ کچھ شامی عورتیں حضرت عائشہؓ کے پاس گئیں تو انہوں نے پوچھا "تم کہاں سے آئی ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم اہل شام سے ہیں۔ فرمایا "شاید تم اس علاقے کی ہو جہاں کی عورتیں حماموں میں داخل ہوتی ہیں، انہوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ "جو عورت اپنے گھر کے سوا کہیں اور کپڑے اُتارے تو اس نے اپنے اور اللہ کے درمیان کا پردہ پھاڑ ڈالا (ترمذی، ابن ماجہ) ابوداؤد نے کہا کہ یہ جریر کی حدیث ہے اور وہ اُتم ہے اور جریر نے ابوالملیح کا ذکر نہیں کیا اور خود کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

شرح:۔ ابوداؤد کا مطلب یہ ہے کہ سالم بن ابی الجعد نے ابوالملیح کا ذکر کیے بغیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور وہ روایت منقطع ہے کیونکہ صحیح یہ ہے کہ سالم کی روایت ابوالملیح سے ہے۔ اھ۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عورت بے پردہ ہو کر اپنے آپ کو خدا اور خلق کے سامنے رسوا کر دیتی ہے۔

۴۰۱۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ نَا زُهَيْرٌ نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهَا سَتُفْتَحُ لَكُمْ أَرْضُ الْعَجَمِ وَسَتَجِدُونَ فِيهَا بُيُوتًا يُقَالُ لَهَا الْحَمَّامَاتُ فَلَا يَدْخُلَنَّهَا الرِّجَالُ إِلَّا بِالْأُزُرِ وَامْنَعُوهَا النِّسَاءَ إِلَّا مَرِيضَةً أَوْ نُفَسَاءَ

ترجمہ:۔ عبداللہؓ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارے لیے سرزمین عجم فتح کی جائے گی اور تم اس میں کچھ گھر پاؤ گے جنہیں حمام کہا جاتا ہے۔ پس مرد ان میں ازار کے بغیر داخل نہ ہو۔

اور عورتوں کو ان سے منع کر دیا سوائے بیمار کے اور نفاس والی کے۔ (ابن ماجہ) یعنی عورت جب مرض وغیرہ کے باعث معذور ہو اور غسل بھی ضروری ہو جو گھر میں نہیں ہو سکتا تو پھر حسب شرائط شرعیہ داخل ہو سکتی ہے، ورنہ نہیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّعَرِّي

(عریاں ہونے کی ممانعت کا باب)

۴۰۱۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ نَا زُهَيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ الْعَرْزَمِيِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ يَعْلَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللهَ حَيِيٌّ سِتِّيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ۔

ترجمہ:۔ یعلیٰ بن امیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو کھلی جگہ نہاتے دیکھا تو آپ منبر پر رونق افروز ہوئے پس اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا وہ اللہ تعالیٰ بڑا باحیا بڑا باپردہ دار ہے، حیاء اور پردے کو پسند کرتا ہے سو جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو چھپ کر کرے، خلوت میں غسل ہو تو بھی پردہ مستحب ہے اور جلوت میں ہو تو واجب ہے۔

۴۰۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ نَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ نَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ الْأَوَّلُ أَتَمُّ۔

ترجمہ:۔ یہی حدیث یعلی بن امیہ کی حدیث ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ پہلی حدیث تمام تر ہے (نسائی)

۴۰۱۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ زُرْعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَرْهَدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ جَرْهَدٌ هٰذَا مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ أَنَّهُ قَالَ جَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَنَا وَفَخِذِي مُنْكَشِفَةٌ فَقَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ۔

ترجمہ:۔ جرہد جو اصحاب صفہ میں سے تھا، اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس بیٹھے اور میری

ران کھلی تھی حضورؐ نے فرمایا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ ران کا پردہ ہے؟

شرح:۔ جرہدؓ کا اصلی نام خویلد اسلمی ہے اور کنیت ابو عبدالرحمان۔ یہ صحابی تھا۔ انسؓ کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ران کے کھلنے کا ذکر آیا ہے مگر وہ سواری پر عذر کی حالت تھی اور حضورؐ کے علم واطلاع کے بغیر ایسا ہوا تھا۔

۴۰۱۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ نَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أُخْبِرْتُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْشِفْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ قَالَ أَبُودَاوُدَ هٰذَا الْحَدِيثُ فِيهِ نَكَارَةٌ ط

ترجمہ:۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو اپنی ران مت کھول اور کسی زندہ یا مردہ کی ران کی طرف مت دیکھ۔ (ابن ماجہ) سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۴۰۱۴ بخاری نے صحیح میں حدیث دو اَلْفَخِذُ عَوْرَةٌ کا حوالہ دیا ہے کہ یہ ابن عباسؓ، جرہدؓ اور محمد بن جحش سے مروی ہے۔ ابن عباسؓ کی حدیث ترمذی میں ہے، جرہد کی حدیث ابوداؤد میں ہے جو اوپر گزری محمد بن جحش کی حدیث کو بخاری نے تاریخ کبیر میں روایت کیا ہے۔

شرح:۔ ابوداؤد نے کہا ہے کہ اس حدیث میں نکارت پائی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ حبیب اور عاصم کے درمیان ایک واسطہ ہے جو یہاں مذکور نہیں لہٰذا یہ روایت منقطع ہوئی۔ مگر محدثین نے بیان کیا ہے کہ وہ واسطہ حسن بن ذکوان کا یا عمرو بن خالد واسطی کا ہے اور یہ دونوں راوی بخاری کے ہیں، پس بقول ابن ارسلان اس حدیث کی نکارت ختم ہوگئی۔

بَابٌ فِي التَّعَرِّي

(عریانی کا باب)

۴۰۱۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ حَمَلْتُ حَجَرًا ثَقِيلًا فَبَيْنَا أَمْشِي فَسَقَطَ عَنِّي يَعْنِي ثَوْبِي فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ عَلَيْكَ ثَوْبَكَ وَلَا تَمْشُوا عُرَاةً ط

ترجمہ:۔ مسور بن مخرمہؓ نے کہا کہ میں نے ایک بوجھل پتھر اٹھایا۔ میں چل رہا تھا کہ میرا کپڑا نیچے گر گیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا دو اپنا کپڑا اوپر اوڑھ لو اور ننگے مت چلو۔ (مسلم)

۴۰۱۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ نَا أَبِي ح وَنَا ابْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى نَحْوَهُ

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ قَالَ احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ قَالَ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرَيَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا قَالَ اللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ ط

ترجمہ:۔ بہز بن حکیم کے دادا (معاویہؓ بن حیدہ قشیری) نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یارسول اللہؐ ہم اپنے کون کون سے پردے کے مقامات چھپائیں اور کون سے نہ چھپائیں؟ حضورؐ نے فرمایا "اپنے پردے کی حفاظت کرو۔ سوائے اپنی بیوی اور لونڈی کے" میں نے کہا یا رسول اللہؐ جب لوگ ایک دوسرے میں ہوں (یعنی عزیز و اقارب میں یا مرد مردوں میں اور عورت عورتوں میں) حضورؐ نے فرمایا "امکان بھر تیرے پردے کو کوئی نہ دیکھے۔ معاویہؓ نے کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہؐ جب ہم میں سے کوئی خلوت میں ہو؟ آپؐ نے فرمایا "اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ لوگوں کی نسبت اس سے زیادہ شرم و حیا کی جائے۔ (مسند احمد، ترمذی، نسائی) خلوت کا پردہ ندب و استحباب پر ہے نہ کہ وجوب پر۔ یعنی یہ اعلیٰ اخلاق و تہذیب کا تقاضا ہے۔

٤٠١٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عُرْيَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عُرْيَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي ثَوْبٍ ط

ترجمہ:۔ ابوسعیدؓ خدری نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مرد مرد کے پردے کو نہ دیکھے اور عورت عورت کے پردے پر نگاہ نہ ڈالے۔ مرد دوسرے مرد سے ایک ہی کپڑے میں نہ ملے اور عورت دوسری عورت سے ایک کپڑے میں نہ ملے۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی)

٤٠١٧۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى نَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الطُّفَاوَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ لَا يُفْضِيَنَّ رَجُلٌ إِلَى رَجُلٍ وَلَا امْرَأَةٌ إِلَى امْرَأَةٍ إِلَّا إِلَى وَلَدٍ أَوْ وَالِدٍ قَالَ فَذَكَرَ الثَّالِثَةَ فَنَسِيتُهَا

ترجمہ:۔ ابوھریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کوئی مرد کسی مرد سے اور کوئی عورت کسی دوسری عورت سے (بے پردہ) مس نہ کرے، مگر یہ کہ اولاد اور والد ہو۔ راوی نے کہا کہ حضورؐ نے تیسرے کا ذکر فرمایا جو میں بھول گیا ہوں۔ چھوٹے بچے والدین کے ساتھ سوتے ہیں اور بعض دفعہ ان کے جسم عریاں ہوتے ہیں۔ تیسرا دادا یا ماں وغیرہ ہوگی۔ واللہ اعلم (آخر کتاب الحمام)۔ آخر کتاب الحمام ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَوَّلُ كِتَابِ اللِّبَاسِ

(اس میں ۴۸ باب اور ایک سو انتالیس احادیث ہیں)

۴۰۱۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ إِمَّا قَمِيصًا أَوْ عِمَامَةً ثُمَّ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ قَالَ أَبُو نَضْرَةَ وَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَبِسَ أَحَدُهُمْ ثَوْبًا جَدِيدًا قِيلَ لَهُ تُبْلَى وَيُخْلِفُ اللّٰهُ تَعَالَى ط

ترجمہ:۔ ابوسعید خدریؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نیا لباس (کپڑا) پہنتے تو اس کا نام لیتے، قمیض یا عمامہ، پھر کہتے "اے اللہ تیرے ہی لیے تعریف ہے تو نے یہ مجھے پہنایا، میں تجھ سے اس کی خیر مانگتا ہوں اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کی خیر مانگتا ہوں، اور میں تجھ سے اس کے شر سے پناہ لیتا ہوں۔ اور اس مقصد کے شر سے بھی جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے۔ ابونضرہ نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کوئی نیا کپڑا پہنتا تھا تو اس کو کہا جاتا تھا "تو اسے پرانا کرے اور اللہ تعالیٰ اور عطا فرمائے۔

شرح:۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ اسراء میں نوح علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ بڑا شکر گزار بندہ تھا۔ اس کی تفسیر

بھی کہی گئی ہے کہ ہر نعمت کے حصول پر وہ اللہ کا شکر یہ ادا کرتے تھے۔ یہ حدیث اس آیت کی عملی نبوی تفسیر ہے۔

۴۰۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ ط

ترجمہ:۔ ایک اور سند سے وہی حدیث۔

۴۰۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دِينَارٍ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ أَبُودَاوُدَ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَبَا سَعِيدٍ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنِ الْعَلَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ:۔ ایک اور سند سے وہی اوپر والی حدیث۔ اس میں ابوالعلاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ ہے (یعنی یہ مرسل ہے)

۴۰۲۲۔ حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ ثَنَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي مَرْحُومٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ

ترجمہ:۔ معاذ بن انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کھانا کھایا، پھر کہا۔ "تعریف اس اللہ ہی کی ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری طاقت وقوت کے بغیر مجھے رزق دیا۔ اس کے پہلے اور پچھلے گناہ (صغائر) معاف ہوئے۔ فرمایا، اور جس نے کپڑا پہنا اور کہا "تعریف اس اللہ کی ہی ہے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور مجھ کو میری قوت وطاقت کے بغیر رزق بخشا، تو اس کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف ہوئے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مگر ان کی حدیث میں لباس کا ذکر نہیں اور نہ ماتاخر کا لفظ ہے)

بَابُ مَا يُدْعَى لِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا

(باب نیا کپڑا پہننے والے کو کیا دعا دی جائے)

۴۰۲۳ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ الْجَرَّاحِ الْأَذَنِيُّ نَا أَبُو النَّضْرِ نَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِكِسْوَةٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ صَغِيرَةٌ فَقَالَ مَنْ تَرَوْنَ أَحَقَّ بِهٰذِهِ فَسَكَتَ الْقَوْمُ فَقَالَ ائْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ فَأُتِيَ بِهَا فَأَلْبَسَهَا إِيَّاهَا ثُمَّ قَالَ أَبْلِي وَأَخْلِقِي مَرَّتَيْنِ وَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عَلَمٍ فِي الْخَمِيصَةِ أَحْمَرَ أَوْ أَصْفَرَ وَيَقُولُ سَنَاهُ سَنَاهُ يَا أُمَّ خَالِدٍ وَسَنَاهُ فِي كَلَامِ الْحَبَشَةِ الْحَسَنُ ط

ترجمہ :۔ ام خالدؓ بنت خالدؓ بن سعید بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لباس لایا گیا جس میں ایک جھالردار چھوٹی ریشمی چادر تھی۔ پس آپؐ نے فرمایا "تم اس کا زیادہ حقدار کسے جانتے ہو؟ لوگ خاموش رہے۔ آپؐ نے فرمایا "میرے پاس ام خالد کو لاؤ"۔ پس اسے لایا گیا تو حضورؐ نے وہ کپڑے اسے پہنا دیے۔ پھر فرمایا "پرانا کر اور اس کا عوض اور بھی پہن۔ دو مرتبہ فرمایا، اور آپؐ اس چادر کے نقش یا جھالر کو دیکھنے لگے جو سرخ یا زرد تھی، اور فرماتے تھے "بہت اچھا بہت اچھا اے ام خالد! اور سناہ حبشہ کی زبان میں الحسن ہے۔ (بخاری) ام خالد حبشہ میں پیدا ہوئی تھی، اس کا باپ دوہرا مہاجر تھا (حبشہ اور مدینہ کا) اس لیے حضورؐ نے اسے پیار کی راہ سے حبشی کا لفظ بول کر کپڑوں کی داد دی۔

شرح :۔ أَبْلِي وَأَخْلِقِي کی روایت أَبْلِي وَأَخْلِقِي بھی آئی ہے۔ یعنی اسے دیر تک پہن اور پرانا کر کے اتار۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَمِيصِ

(قمیص کا باب)

۴۰۲۴ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ الْحَنَفِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصُ ط

ترجمہ :۔ ام سلمہؓ نے فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ تر لباس قمیص تھا۔ (ترمذی، نسائی)

۴۰۲۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ كَانَتْ يَدُ كُمِّ قَمِيصِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الرُّسْغِ ۔

ترجمہ:۔ اسماءؓ بنت یزید نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کا ہاتھ گٹ تک تھا۔ (ترمذی، نسائی)

شرح:۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی قمیص حضورؐ نے سفر میں پہنی ہوگی۔ یا بالعموم آپؐ کی قمیص کی آستین اتنی لمبی ہوتی ہوگی ورنہ بیہقی کی روایت (عن علیؓ) سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اس سے زیادہ طویل آستین کی قمیص بھی پہنی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَقْبِيَةِ

(قباؤں کا باب)

۴۰۲۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الْمَعْنَى أَنَّ اللَّيْثَ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ شَيْئًا يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي قَالَ فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ زَادَ ابْنُ مَوْهَبٍ مَخْرَمَةُ ثُمَّ اتَّفَقَا قَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ قَالَ قُتَيْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ لَمْ يُسَمِّهِ ۔

ترجمہ:۔ مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائیں تقسیم فرمائیں اور مخرمہؓ کو کوئی قبا نہ دی۔ پس مخرمہؓ نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! آؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں، پس میں اس کے ساتھ گیا۔ باپ نے کہا کہ اندر جا اور میرا نام لے کر حضورؐ کو باہر بلاؤ، پس میں نے حضورؐ کو بلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان میں سے ایک قبا تھی۔ حضورؐ نے فرمایا وہ یہ میں نے تیرے لیے چھپا کر رکھی تھی۔ پس مخرمہؓ نے اسے دیکھا اور خوش ہوگیا، یا حضورؐ نے فرمایا کہ کیا مخرمہؓ راضی ہے؟

شرح:۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی غیر حاضری میں بھی ان کا پورا خیال رکھتے

تھے اور چیزوں کی تقسیم کے وقت ان کا حصہ الگ نکال کر رکھ لیتے تھے۔

بَابٌ فِي لُبْسِ الشُّهْرَةِ

(شہرت کے لباس کا باب)

۴۰۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى نَا أَبُو عَوَانَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى عَنْ شَرِيكٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي زُرْعَةَ عَنِ الْمُهَاجِرِ الشَّامِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فِي حَدِيثِ شَرِيكٍ يَرْفَعُهُ قَالَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ أَلْبَسَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَوْبًا مِثْلَهُ زَادَ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ ثُمَّ تُلْهَبُ فِيهِ النَّارُ ؁

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ نے مرفوعاً روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا (جس نے شہرت کا لباس پہنا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسی قسم کا کپڑا اسے پہنائے گا، پھر اس میں آگ بھڑک اٹھے گی (ابن ماجہ، نسائی) یعنی جب پہننے والے کا مقصد اس لباس سے شہرت و تفاخر اور غرور و تکبر ہو۔

۴۰۲۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ ثَوْبُ مَذَلَّةٍ ؁

ترجمہ:۔ ابو عوانہ نے کہا کہ ذلت کا لباس (یعنی قیامت کا پہنا اس کے لیے باعثِ ذلت ہوگا)

۴۰۲۹۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا أَبُو النَّضْرِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتٍ نَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي مُنِيبٍ الْجُرَشِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ؁

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جو شخص کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہی میں سے ہے (مسند احمد)

شرح:۔ مسند احمد کی روایت طویل ہے (مجھے قیامت کے سامنے تلوار کے ساتھ بھیجا گیا ہے حتیٰ کہ اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ کی بندگی کی جائے۔ اور میرا رزق میرے نیزے کے نیچے رکھا گیا ہے اور ذلت و اہانت ان کے لیے ہے جو میرے امر کی مخالفت کریں، اور جو کسی قوم سے مشابہ ہو وہ انہی میں سے ہوگا۔ سخاوی نے اسے سنداً ضعیف کہا ہے اور یہ کہ اس کے کئی شواہد ہیں۔ ابن تیمیہ نے کہا کہ اس کی سند جید ہے، ابن حجر نے فتح الباری میں کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔ طبرانی میں معجم اوسط میں حذیفہؓ سے یہ روایت کی ہے مگر بقول عراقی اس کی سند ضعیف ہے۔

بَابٌ فِي لُبْسِ الصُّوفِ وَالشَّعَرِ

(اون اور بالوں کے لباس کا باب)

۴۰۳۰۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ الرَّمْلِيُّ وَحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا نَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ قَالَ حُسَيْنٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا ؕ

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور آپ نے ایک سیاہ بالوں کی دھاری دار چادر پہنی ہوئی تھی (مسلم، ترمذی، مسند احمد)

۴۰۳۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْعَلَاءِ الزُّبَيْدِيُّ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عُقَيْلِ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ لُقْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِيِّ قَالَ اسْتَكْسَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَسَانِي خَيْشَتَيْنِ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا أَكْسَى أَصْحَابِي ؕ

ترجمہ:۔ عتبہؓ بن عبد السلمی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لباس مانگا تو آپ نے مجھے کتان کے دو معمولی کپڑے پہنائے اور میں نے دیکھا کہ میرا لباس میرے ساتھیوں سے بہتر ہے۔

۴۰۳۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ قَالَ لِي أَبِي يَا بُنَيَّ لَوْ رَأَيْتَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَصَابَتْنَا السَّمَاءُ حَسِبْتَ أَنَّ رِيحَنَا رِيحُ الضَّأْنِ ؕ

ترجمہ:۔ ابو بردہ نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ (ابو موسیٰؓ) نے کہا (میرے پیارے بیٹے! اگر تو ہمیں دیکھتا (تو حیران ہوتا) اور ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم پر مینہ برسا تھا، تو گمان کرتا کہ ہماری بو دنبوں جیسی تھی۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

شرح:۔ ان حضرات کے کپڑے صوف اور بالوں کے سے تھے اس لیے بارش کے سبب سے اسی قسم کی ہوا پھیل گئی۔ ابن عباسؓ کی حدیث جمعہ میں گزر چکی ہے کہ جمعہ کے دن نہانے دھونے اور خوشبو کا استعمال کرنے

کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے دیا تھا کہ پسینے کے باعث کپڑوں سے بدبو پھیل گئی تھی۔

۴۰۳۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ اَنَا عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ مَلِكَ ذِي يَزَنَ اَهْدَى اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً اَخَذَهَا بِثَلَاثَةٍ وَّثَلَاثِيْنَ بَعِيْرًا اَوْ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثِيْنَ نَاقَةً فَقَبِلَهَا ۔

ترجمہ:۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ (حمیر کے بادشاہ) ذی یزن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جوڑا بطور تحفہ بھیجا جسے اس نے ۳۳ اونٹوں اور ۳۳ اونٹنیوں کے عوض لیا تھا، پس حضورؐ نے وہ تحفہ قبول فرما لیا۔

شرح:۔ اس حدیث پر حاشیے میں "باب لبس المرتفع" کا عنوان ہے، یعنی یہ اعلیٰ اور قیمتی لباس کا باب ہے۔ حضورؐ کا عام لباس مکلف نہیں ہوتا تھا لیکن کبھی کبھی اس قسم کا قیمتی لباس بھی زیب تن فرمایا ہے۔

۴۰۳۴۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى حُلَّةً بِبِضْعَةٍ وَّعِشْرِيْنَ قَلُوْصًا فَاَهْدَاهَا اِلٰى ذِي يَزَنَ ۔

ترجمہ:۔ اسحاق بن عبداللہ بن الحارث سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوڑا کچھ اوپر بیس جوان اونٹنیوں کے عوض میں خریدا اور اسے بطور ہدیہ ذی یزن کو بھیجا (یعنی اس کے جوڑے کے تحفے کے بدلے میں۔ اور یہ بادشاہ مسلم تھا۔ حدیث مرسل ہے اور منذری نے کہا کہ اس میں علی بن زید جدعان راوی ہے جس کی حدیث ناقابل احتجاج ہے)

۴۰۳۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا حَمَّادٌ ح وَنَا مُوْسٰى نَا سُلَيْمٰنُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيْرَةِ الْمَعْنٰى عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَاَخْرَجَتْ اِلَيْنَا اِزَارًا غَلِيْظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ وَكِسَاءً مِنَ الَّتِيْ يُسَمُّوْنَهَا الْمُلَبَّدَةَ فَاَقْسَمَتْ بِاللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ فِيْ هٰذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ ۔

ترجمہ:۔ ابو بردہ نے کہا کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا تو انہوں نے ہماری طرف ایک موٹا تہبند نکالا جیسے کہ یمن میں بنتے ہیں اور چادر نکالی جسے ملبدہ کہتے ہیں۔ پھر اللہ کی قسم کھائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ان دو کپڑوں میں

ہوئی تھی ۔ (مسلم)

شرح :۔ ملبدہ کا معنی ہے پیوندگی ، یا گاڑھے کی ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عام لباس موٹا جھوٹا ہی ہوتا تھا ۔ گو کبھی کبھی اچھا اور اعلیٰ لباس بھی پہنا ہے ۔ حاشیئے میں اس حدیث پر عنوان ہے ۔ وہ باب لباس الغلیظ گاڑھے اور موٹے کپڑوں کا باب ۔

۴۰۳۶ ۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ اَبُو ثَوْرٍ نَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ بْنِ الْقَاسِمِ الْيَمَامِيُّ نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ نَا اَبُو زُمَيْلٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا خَرَجَتِ الْحَرُورِيَّةُ اَتَيْتُ عَلِيًّا فَقَالَ ائْتِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَلَبِسْتُ اَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنْ حُلَلِ الْيَمَنِ قَالَ اَبُو زُمَيْلٍ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَجُلًا جَمِيلًا جَهِيرًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاَتَيْتُهُمْ فَقَالُوا مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا هٰذِهِ الْحُلَّةُ قَالَ مَا تَعِيبُونَ عَلَيَّ لَقَدْ رَاَيْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنَ الْحُلَلِ ط

ترجمہ :۔ عبداللہ بن عباس نے ابوزمیل کو بتایا کہ جب حروری (خارجی) حضرت علیؓ کے لشکر سے نکل گئے تو میں علیؓ کے پاس گیا انہوں نے کہا کہ ان لوگوں کے پاس (بحث و مذاکرہ کرنے کو) جاؤ ۔ پس میں نے یمن کا ایک بہترین جوڑا پہنا ۔ ابوزمیل نے کہا کہ ابن عباسؓ ایک خوبصورت بلندآواز آدمی تھے ۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے کہا آپ کو خوش آمدید ۔ اے ابن عباسؓ ! یہ کیسا جوڑا ہے (جو تم نے پہن رکھا ہے) ابن عباسؓ نے کہا کہ وہ تم مجھ پر کس چیز کے سبب سے عیب لگاتے ہو ؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہترین جوڑا دیکھا تھا ۔ ابوداؤد نے کہا وہ ابوزمیل کا نام سماک بن الولید حنفی تھا ۔

شرح :۔ حروراء نامی بستی میں خارجیوں کا پہلا اجتماع ہوا تھا جو کوفہ کے نواح میں واقع تھی ، اسی کی نسبت سے یہ حروری کہلائے ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَزِّ

(باب خز کے بارے میں)

خز موٹی دیبا کا نام ہے ۔ دراصل یہ خرگوش کے بالوں کی ہوتی تھی ۔ بعض نے کہا کہ ابریشم اور صوف کو ملا کر بنا جائے تو وہ خز ہے ۔ بعض کے نزدیک حریر کو جب اونٹ کے بالوں سے مخلوط کریں تو وہ خز ہے ۔ ابن العربی نے کہا ہے کہ اس کی ایک قسم وہ ہے جس کا تانا بانا ریشمی ہوتا ہے اور دوسرا کپڑا اور سوت کا ہوتا ہے بہرصورت یہ خالص حریر کبھی نہیں

ہوتا۔

۴۰۳۷۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَنْمَاطِيُّ الْبَصْرِيُّ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّازِيُّ ح وَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرَّازِيُّ نَا أَبِي قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي الْحَسَنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا بِبُخَارَا عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ عَلَيْهِ عِمَامَةٌ خَزٌّ سَوْدَاءُ فَقَالَ كَسَانِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا لَفْظُ عُثْمَانَ وَالْإِخْبَارُ فِي حَدِيثِهِ ط

ترجمہ:۔ سعد بن عثمان مروزی نے کہا کہ میں نے بخارا میں ایک آدمی کو سفید خچر پر خز کا سیاہ عمامہ باندھے دیکھا، اس نے کہا کہ یہ عمامہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنایا تھا۔ ترمذی، نسائی، تاریخ، کبیر بخاری)

شرح:۔ یہ شخص بعض کے نزدیک عبداللہ بن خازم سلمی امیر خراساں تھا۔ بخاری نے کہا کہ ابن خازم صحابی نہیں یہ کوئی اور بزرگ تھا اور یہ گزر چکا کہ خز کئی قسم کے کپڑوں کا نام ہے اور ان میں سے خالص حریر کوئی نہیں۔

۴۰۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ نَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ نَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَنْمٍ الْأَشْعَرِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ وَاللهِ يَمِينٌ أُخْرَى مَا كَذَبَنِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْخَزَّ وَالْحَرِيرَ وَذَكَرَ كَلَامًا قَالَ يُمْسَخُ مِنْهُمْ آخَرُونَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ط

ترجمہ:۔ ابو عامر یا ابو مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، اور راوی عبدالرحمان خدا کی دوسری قسم کھاتا ہے کہ اس نے جھوٹ نہیں بولا، کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری امت میں کچھ لوگ ایسے ضرور ہوں گے جو خز اور حریر کو حلال سمجھیں گے، اور کچھ اور بیان کیا، کہا ان میں سے کچھ لوگ قیامت تک بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ ہو جائیں گے۔ (بخاری تعلیقاً)

شرح:۔ یہ خز خالص ریشم کی ہوگی جو حرام ہے۔ کئی قسم کے کپڑوں کو خز کہتے ہیں۔ حاشیے پر یہ عبارت ہے کہ ابوداؤد نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بیس یا زیادہ افراد نے خز پہنی تھی، ان میں انس بن مالک اور

براء بن عازب شامل تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ

(حریر پہننے کا باب)

۴۰۳۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ تُبَاعُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوُفُودِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ جَاءَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَأَعْطَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللهِ كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے مسجد کے دروازے کے پاس ایک ریشمی جوڑا فروخت ہوتا دیکھا، تو کہا یارسول اللہ ﷺ اگر آپ اسے خریدیں اور جمعہ کے دن اور وفدوں کے لیے پہنیں تو اچھا ہو، جبکہ وفد آپ کے پاس آئیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ) تو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان میں سے جوڑے آئے تو آپؐ نے عمرؓ بن الخطاب کو ایک جوڑا دیا۔ پس عمرؓ نے کہا وہ یارسول اللہ آپؐ نے یہ مجھے پہننے کو دیا ہے حالانکہ آپؐ نے عطارد کے جوڑے کے بارے میں فرمایا تھا جو کچھ فرمایا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (میں نے یہ تجھے پہننے کے لیے نہیں دیا۔ پس حضرت عمرؓ نے وہ جوڑا مکہ میں اپنے ایک مشرک بھائی کو پہنا دیا۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

تشریح:۔ عطارد اس شخص کا نام تھا جو مسجد کے پاس وہ جوڑا بیچ رہا تھا۔ حضرت عمرؓ کا یہ مکی بھائی ماں جایا تھا اور اس کا نام عثمان بن حکیم تھا۔ سگا بھائی زید بن الخطاب قدیم الاسلام تھا۔

۴۰۴۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ حُلَّةً

اِسْتَبْرَقٍ وَقَالَ فِيْهِ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَيْهِ بِجُبَّةِ دِيْبَاجٍ وَقَالَ تَبِيْعُهَا وَتُصِيْبُ بِهَا حَاجَتَكَ ؕ

ترجمہ :۔ دوسری سند کے ساتھ یہی قصہ عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے اس میں کہا ہے کہ وہ استبرق کا جوڑا تھا (یعنی غلیظ حریر کا) اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضورؐ نے پھر عمرؓ کو دیبا (ریشمی رشیم) کا جوڑا بھیجا اور فرمایا " اسے بیچو اور اپنی ضرورت پوری کرو (بخاری، مسلم، نسائی)

۴۰۴۱ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا حَمَّادٌ نَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ اِلٰى عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ اِلَّا مَا كَانَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا اِصْبَعَيْنِ وَثَلٰثَةً وَاَرْبَعَةً ؕ

ترجمہ :۔ ابوعثمان نہدی نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے عتبہ بن فرقد کو لکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حریر سے منع فرمایا مگر جو اتنا اور اتنا ہو، دو انگل اور تین چار انگل (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ) اس سے معلوم ہوا کہ ریشم کا حاشیہ یعنی سنجاف جائز ہے بشرطیکہ چار انگلیوں سے زائد نہ ہو، اگر اس سے زائد ہو تو حرام ہوگا۔ حاشیہ چاہے کپڑے کے اندر بُنا ہوا یا بعد میں اس کے ساتھ سیا گیا ہو۔

۴۰۴۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ عَوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اُهْدِيَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ فَاَرْسَلَ بِهَا اِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَاَتَيْتُهُ فَرَاَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ لَمْ اُرْسِلْ بِهَا لِتَلْبَسَهَا فَاَمَرَنِيْ فَاَطَرْتُهَا بَيْنَ نِسَائِيْ ؕ

ترجمہ :۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی جوڑا تحفہ میں آیا تو وہ آپؐ نے مجھے بھیجا۔ میں اسے پہن کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ کے چہرے پر ناراضگی دیکھی اور فرمایا " میں نے یہ تمہیں اس لیے نہیں بھیجا کہ خود پہنو، اور آپؐ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اُسے گھر اور خاندان کی عورتوں کو پھاڑ کر بانٹ دیا (مسلم، نسائی)

شرح :۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ میں نے یہ جوڑا اس لیے بھیجا تھا کہ تم اسے پھاڑ کر فواطم (جمع فاطمہ) میں بانٹ دو یعنی فاطمہؓ بنت رسول اللہؐ۔ فاطمہ بنت اسد (حضرت علیؓ کی والدہ) فاطمہ بنت حمزہؓ، فاطمہ بنت شیبہ بن ربیعہ

جو عقیل بن ابی طالب کی بیوی تھی اور قدیم الاسلام تھی۔

بَابُ مَنْ كَرِهَهُ

(باب جنہوں نے اسے مکروہ سمجھا)

۴۰۴۳ ۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ ط

ترجمہ:۔ علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسی پہننے سے منع فرمایا اور معصفر پہننے سے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع میں قرأت کرنے سے (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح:۔ قسی ایک ریشمی کپڑا تھا جو قس کی طرف منسوب تھا۔ قس مصر میں ایک مقام تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ اصل لفظ قزی ہے یعنی ریشمی۔ سونا زیور ہے، جو مردوں پر حرام ہے اس لیے اس کی انگوٹھی حرام کی گئی۔ رکوع تسبیح وذکر کا محل ہے اور قرأت کا قیام ہے۔ معصفر عصفور سے رنگا ہوا کپڑا ہے۔

۴۰۴۴ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا قَالَ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ ط

ترجمہ:۔ اس حدیث کی دوسری روایت جس میں قرأت رکوع وسجود ہر دو میں روکا گیا ہے۔

۴۰۴۵ ۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بِهَذَا زَادَ وَلَا أَقُولُ نَهَاكُمْ ط

ترجمہ:۔ اس حدیث کی تیسری روایت میں یہ لفظ ہیں کہ علیؓ نے کہا دو میں نہاکم کا لفظ نہیں کہتا، یعنی حضورؐ کے لفظ کی روایت میں یوں کرتا ہوں اور یوں نہیں کرتا۔ رکوع وسجود میں قرأت قرآن مکروہ ہے گو اس سے نماز حنفیہ کے

نزدیک باطل نہیں ہوتی اور شافعی کے نزدیک باطل ہے خواہ عمداً ہو یا سہواً۔

۴۰۴۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ مَلِكَ الرُّومِ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَقَةً مِنْ سُنْدُسٍ فَلَبِسَهَا فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يَدَيْهِ تَذَبْذَبَانِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى جَعْفَرٍ فَلَبِسَهَا ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا قَالَ فَمَا أَصْنَعُ بِهَا قَالَ أَرْسِلْ بِهَا إِلَى أَخِيكَ النَّجَاشِيِّ ؕ

ترجمہ:۔ انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ شاہِ روم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ہدیہ اعلیٰ ریشم (سندس) کا ایک مستقہ بھیجا، پس حضورؐ نے اسے پہنا، گویا کہ میں آپؐ کے ہاتھوں کو اب بھی ہلتے ہوئے (یعنی پہنتے وقت) دیکھتا ہوں۔ پھر آپؐ نے اُسے جعفرؓ کو بھیجا، اس نے اسے پہنا اور حضورؐ کے پاس آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے یہ تمہیں پہننے کے لیے نہیں دیا۔ اُس نے کہا کہ پھر میں اسے کیا کروں؟ فرمایا "اسے اپنے نجاشی بھائی کو بھیج دو۔

شرح:۔ مستقہ فارسی (مستقہ عربی) لمبی آستینوں کا کوٹ سا ہوتا تھا۔ نجاشی بھائی سے مراد شاہِ حبشہ ہے۔ غالباً یہ ریشم کی حرمت سے قبل کا واقعہ ہے۔

۴۰۴۷۔ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ نَا رَوْحٌ نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا أَرْكَبُ الْأُرْجُوَانَ وَلَا أَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ وَلَا أَلْبَسُ الْقَمِيصَ الْمُكَفَّفَ بِالْحَرِيرِ قَالَ وَأَوْمَأَ الْحَسَنُ إِلَى جَيْبِ قَمِيصِهِ قَالَ وَقَالَ أَلَا وَطِيبُ الرِّجَالِ رِيحٌ لَا لَوْنَ لَهُ قَالَ وَطِيبُ النِّسَاءِ لَوْنٌ لَا رِيحَ لَهُ قَالَ سَعِيدٌ أُرَاهُ قَالَ إِنَّمَا حَمَلُوا قَوْلَهُ فِي النِّسَاءِ عَلَى أَنَّهَا إِذَا خَرَجَتْ فَأَمَّا إِذَا كَانَتْ عِنْدَ زَوْجِهَا فَلْتَتَطَيَّبْ بِمَا شَاءَتْ ؕ

ترجمہ:۔ عمرانؓ بن حصین سے روایت ہے کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں ارغوان پر سوار نہیں ہوتا، اور معصفر نہیں پہنتا اور ریشم سے کڑھی ہوئی قمیص نہیں پہنتا، قتادہ نے کہا کہ اس نے اپنی قمیص کے گریبان

کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی گریبان پر ریشم کا کام نہ ہوا ہو) عمران ؓ نے کہا: اور حضور ؐ نے فرمایا: خبردار! مردوں کی خوشبو وہ ہے جس میں بو ہو رنگ نہ ہو، خبردار! عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس میں رنگ ہو اور خوشبو نہ ہو۔ سعید بن ابی عروبہ راوی نے کہا کہ میرے خیال میں قتادہ نے کہا کہ عورتوں کی خوشبو میں حضور ؐ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جب عورت گھر سے باہر نکلے، مگر جب وہ اپنے خاوند کے پاس ہو تو جیسی چاہے خوشبو لگائے۔

شرح:۔ منذری نے کہا ہے کہ حسن بصری کا سماع عمران ؓ سے نہیں ہوا۔ خوشبو کے متعلق اسی سے ملتی جلتی حدیث ترمذی میں بھی ہے۔ ارغوان سے مراد سرخ ریشمی قالین اور تکیئے وغیرہ ہیں۔

۴۰۴۸۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ أَنَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِي ابْنَ فُضَالَةَ عَنْ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي الْحُصَيْنِ يَعْنِي الْهَيْثَمَ بْنَ شَفِيٍّ قَالَ خَرَجْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي يُكْنَى أَبَا عَامِرٍ رَجُلٌ مِنَ الْمَعَافِرِ لِنُصَلِّيَ بِإِيلِيَا وَكَانَ قَاصُّهُمْ رَجُلٌ مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ أَبُو رَيْحَانَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ أَبُو الْحُصَيْنِ فَسَبَقَنِي صَاحِبِي إِلَى الْمَسْجِدِ ثُمَّ جِئْتُ فَجَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَسَأَلَنِي هَلْ أَدْرَكْتَ قَصَصَ أَبِي رَيْحَانَةَ قُلْتُ لَا قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَشْرٍ عَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ وَالنَّتْفِ وَعَنْ مُكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَيْرِ شِعَارٍ وَعَنْ مُكَامَعَةِ الْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ بِغَيْرِ شِعَارٍ وَأَنْ يَجْعَلَ الرَّجُلُ فِي أَسْفَلِ ثِيَابِهِ حَرِيرًا مِثْلَ الْأَعَاجِمِ أَوْ يَجْعَلَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ حَرِيرًا مِثْلَ الْأَعَاجِمِ وَعَنِ النُّهْبَى وَرُكُوبِ النُّمُورِ وَلُبُوسِ الْخَاتَمِ إِلَّا لِذِي سُلْطَانٍ ؎

ترجمہ:۔ ابوالحصین ھیثم بن شفی نے کہا کہ میں اور میرا ایک دوست ابوعامر معافر سفر میں نکلے تاکہ بیت المقدس کی مسجد میں نماز پڑھیں۔ اور ان کا واعظ ایک ازدی صحابی ابوریحانہ تھا۔ (شمعون یا شمغون) ابوالحصین نے کہا کہ میرا ساتھی تو مجھ سے پہلے مسجد میں چلا گیا، پھر میں اس کے بعد گیا اور پاس جا بیٹھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا: کیا تو نے ابوریحانہ کا واعظ سنا ہے؟ میں نے کہا نہیں، اس نے کہا کہ میں نے اس کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتوں سے منع فرمایا (۱) دانتوں کو رگڑ کر تیز کرنے سے (۲) سرمے کی خال بنانے سے، (۳) سفید بال اکھاڑنے سے (۴) مرد کے مرد کے ساتھ ننگے بغل گیر ہونے سے، (۵) عورت کے عورت کے ساتھ عریاں جسم مس کرنے سے، (۶) اور

کپڑوں کے نیچے ریشم پہننے سے جواہلِ عجم کا طریقہ ہے، ۷ یا عجمیوں کی طرح کندھوں پر ریشم ڈالنے سے، ۸ اور لوٹ مار سے، ۹ اور چیتوں کی کھال پر سوار ہونے سے، ۱۰ اور حاکم کے سوا انگوٹھی پہننے سے۔ (نسائی)

شرح:۔ دانت رگڑنے سے مراد یہ ہے کہ بوڑھی عورتیں دانتوں کو رگڑ کر خوبصورت بناتی اور جوانوں کی مشابہت چاہتی تھیں۔ مغرور اور متکبر لوگ درندوں کی کھال بچھا کر بار عب بن کر بیٹھتے تھے جس سے منع فرمایا گیا۔ حاکم کے علاوہ (اور قاضی اور مفتی اسی حکم میں ہے) انگوٹھی پہننا ایک بے ضرورت کام ہے اس لیے اس سے روکا گیا۔ یہ نہی جمہور کے نزدیک تنزیہی ہے، یعنی انگوٹھی کی۔

۴۰۴۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ نَا رَوْحٌ نَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ نُهِيَ عَنْ مَيَاثِرِ الْأُرْجُوَانِ ط

ترجمہ:۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ارغوان کے گدّے ممنوع ہیں (خواہ بیٹھنے کے ہوں یا زین پر ڈالنے کے)

۴۰۵۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ نَا ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي فِي صَلَاتِي وَائْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّتِهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ أَبُو جَهْمِ بْنُ حُذَيْفَةَ مِنْ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ ط

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منقش چادر میں نماز پڑھی اور آپ نے اس کے نقوش اور حاشیوں کو دیکھا۔ جب سلام کہا تو فرمایا کہ میری یہ چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ کیونکہ اس نے ابھی مجھے نماز سے بے توجہ کیا تھا، اور مجھے غیر منقش چادر لا دو۔ یہ صحاح کی روایت ہے۔ ابوجہم ایک بزرگ صحابی تھے جن کا نام عامر تھا۔ منقش اور مکلف کپڑا نمازی کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کر لیتا ہے۔ اس لیے یہ فرمایا۔ دیکھیے کتاب الصلوٰۃ (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

۴۰۵۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ هُبَيْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ ط

ترجمہ:۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی، قسّی کے لباس اور سرخ گدّے

سے منع فرمایا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

۴۰۵۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي آخَرِينَ قَالُوا نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَحْوَهُ وَالْأَوَّلُ أَشْبَعُ ط

ترجمہ:۔ عائشہ رضی اللہ عنہا اسی حدیث کی دوسری روایت، مگر پہلی زیادہ مفصل ہے۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْعَلَمِ وَخَيْطِ الْحَرِيرِ

(حاشیئے میں اور ریشم کے دھاگے میں رخصت کا باب)

۴۰۵۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ نَا الْمُغِيرَةُ بْنُ زِيَادٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ أَبُو عُمَرَ مَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي السُّوقِ اشْتَرَى ثَوْبًا شَامِيًّا فَرَأَى فِيهِ خَيْطًا أَحْمَرَ فَرَدَّهُ فَأَتَيْتُ أَسْمَاءَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهَا فَقَالَتْ يَا جَارِيَةُ نَاوِلِينِي جُبَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجَتْ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ مَكْفُوفَةَ الْجَيْبِ وَالْكُمَّيْنِ وَالْفَرْجَيْنِ بِالدِّيبَاجِ ط

ترجمہ:۔ اسماءؓ بنت ابی بکرؓ کے آزاد کردہ غلام ابوعمر نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے بازار سے ایک شامی کپڑا خریدا اور اس میں ایک سرخ دھاگا دیکھا تو اسے واپس کر دیا۔ پس میں اسماءؓ کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا، اسماءؓ نے لونڈی سے فرمایا، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ پکڑاؤ۔ اس نے طیلسان کا ایک جبہ نکالا جس کا گریبان، آستینیں اور اگلی پچھلی کھلی جگہیں دیبا کے ساتھ کڑھی ہوئی تھیں (مسلم، ابن ماجہ، نسائی)

شرح:۔ طیلسان موٹے کپڑے کا نام تھا۔

۴۰۵۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ نَا زُهَيْرٌ نَا خُصَيْفٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الثَّوْبِ الْمُصْمَتِ مِنَ الْحَرِيرِ فَأَمَّا الْعَلَمُ مِنَ الْحَرِيرِ وَسَدَى الثَّوْبِ فَلَا بَأْسَ بِهِ ط

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا خالص ریشمی کپڑا ممنوع فرمایا تھا، لیکن اگر ریشم کا حاشیہ یا نقش ہو، یا تانے بانے کے علاوہ تانا وغیرہ ہو تو اس میں حرج نہیں۔ (تانا خالص ریشم کا ہو اور بانا ریشم کا نہ ہو تو اس

حدیث کی رُو سے جائز ہے مگر اس کے خلاف ہو تو جائز نہیں کیونکہ بانا جو عرض ہوتا ہے، اس میں کپڑا یا سوت وغیرہ زیادہ خرچ ہوتا ہے اور تانے میں کم)

بَابٌ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِعُذْرٍ

(کسی عذر میں ریشم پہننے کا باب)

۴۰۵۵ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ وَلِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي قُمُصِ الْحَرِيرِ فِي السَّفَرِ مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا ؕ

ترجمہ:- انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمان رضی اللہ عنہ بن عوف اور زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام کو سفر میں ریشمی قمیص پہننے کی رخصت دی تھی کیونکہ انہیں خارش تھی (بخاری، مسلم، ابن ماجہ، ترمذی، نسائی)

شرح:- جس طرح خارش کے باعث ریشمی قمیص کا جواز ہے اسی طرح جوؤوں کے باعث بھی جائز ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے۔ ظاہر حدیث سے سفر و حضر دونوں میں جواز کا ثبوت ہے۔ لیکن سفر کا ذکر یہ بتاتا ہے کہ حضر میں تو شاید اس تکلیف کا کوئی اور علاج بھی ہو سکے، سفر میں متعذر ہوتا ہے۔ بہرحال جب اس قسم کی حالت کسی اور کی ہو تو اس کے لیے بھی ریشم کا جواز ہوگا، گو بعض علماء نے اس حکم کو ان دونوں حضرات کے ساتھ مخصوص مانا ہے، مگر خصوصیت کی کوئی پختہ دلیل موجود نہیں ہے۔

بَابٌ فِي الْحَرِيرِ لِلنِّسَاءِ

(عورتوں کے لیے ریشم کا باب)

۴۰۵۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي أَفْلَحَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زُرَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ إِنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُورِ أُمَّتِي ؕ

ترجمہ:- علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حریر کو اپنے دائیں ہاتھ میں لیا اور سونا

بائیں ہاتھ میں پکڑا اور فرمایا " یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں (یعنی یہ دو جنسیں نہ کہ بعینہ وہ دونوں چیزیں نسائی، ابن ماجہ، ترمذی عن ابی موسیٰ)

تشریح:۔ ابن ماجہ کی حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ وہ عورتوں کے لیے حلال ہیں۔ ریشم کا پہننا، بالاتفاق حرام ہے۔ ریشم کے تکیئے، پردے، فرش وغیرہ ابو یوسف اور محمد بن الحسن کے نزدیک حرام ہیں اور ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ تنزیہی۔

۴۰۵۷۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَكَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيَّانِ قَالاَ نَا بَقِيَّةُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدًا سِيَرَاءَ قَالَ وَالسِّيَرَاءُ الْمُضَلَّعُ بِالْقَزِّ ۔

ترجمہ:۔ انس بن مالک نے زہری کو بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو خالص ریشمیں چادریں پہنے دیکھا تھا۔ زہری نے کہا کہ سیراء کا معنی ہے لکیردار خز (ریشم) بخاری، ابن ماجہ، نسائی، زہری سے مراد ابو بکر محمد بن مسلم بن شہاب زہری ہے۔

۴۰۵۸۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا أَبُو أَحْمَدَ يَعْنِي الزُّبَيْرِيَّ نَا مِسْعَرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَنْزِعُهُ عَنِ الْغِلْمَانِ وَنَتْرُكُهُ عَلَى الْجَوَارِي قَالَ مِسْعَرٌ فَسَأَلْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ عَنْهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ ۔

ترجمہ:۔ جابر بن عبداللہ کہا کہ ہم ریشم کو لڑکوں سے اتار دیتے تھے اور لڑکیوں پر رہنے دیتے تھے۔ مسعر نے یہ حدیث براہ راست عمرو بن دینار سے پوچھی تو اس نے اسے نہ پہنچانا (شاید بھول گئے ہوں گے)

بَابٌ فِي لُبْسِ الْحِبَرَةِ

(حبرہ پہننے کا باب) حبرہ یمن کے منقش و مزین کپڑے (چادریں) ہوتے تھے۔

۴۰۵۹۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ نَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْنَا لِأَنَسٍ يَعْنِي ابْنَ مَالِكٍ أَيُّ اللِّبَاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَعْجَبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحِبَرَةُ ۔

ترجمہ:۔ قتادہ نے کہا کہ ہم نے انس بن مالک سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب تر یا پسندیدہ تر لباس کیا تھا؟ اس نے کہا وہ یمنی منقش چادریں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی) کتاب الجنائز میں گزر چکا ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں بھی یمنی چادریں شامل تھیں۔

بَابٌ فِي الْبَيَاضِ

(سفید کپڑوں کا باب ۱۴)

۴۰۶۰ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ نَا زُهَيْرٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ وَاِنَّ خَيْرَ اَكْحَالِكُمُ الْاِثْمِدُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ ۔

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنو کیونکہ وہ تمہارے بہترین کپڑوں میں سے ہیں اور اپنے مردوں کو اس میں کفن دو۔ اور تمہارا بہترین سرمہ اثمد ہے۔ نظر کو روشن کرتا اور بال اُگاتا ہے۔ ترمذی، ابن ماجہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید کپڑے پہنے اور تین سفید کپڑوں میں آپؐ کو کفن دیا گیا تھا۔ اثمد اصل میں سرمے کا پتھر ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سرمے کا بہت استعمال فرماتے تھے

بَابٌ فِي الْخُلْقَانِ وَفِي غَسْلِ الثَّوْبِ

(کپڑے دھونے اور پرانے کپڑوں کا باب ۱۵)

۴۰۶۱ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا مِسْكِيْنٌ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ ح وَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ نَحْوَهُ عَنْ حَسَّانِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰى رَجُلًا شَعِثًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهُ فَقَالَ اَمَا كَانَ هٰذَا يَجِدُ مَا يُسَكِّنُ بِهِ شَعْرَهُ وَرَاٰى رَجُلًا اٰخَرَ عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ فَقَالَ اَمَا كَانَ هٰذَا يَجِدُ مَا يَغْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ ۔

ترجمہ: جابر بن عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپؐ نے ایک بکھرے ہوئے بالوں والا شخص دیکھا تو فرمایا وہ کیا اس شخص کو ایسی کوئی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے بالوں کو درست کرے؟ اور آپؐ نے ایک اور آدمی کو دیکھا جس کے کپڑے میلے کچیلے تھے، تو فرمایا وہ کیا اس کو پانی نہیں ملتا جس سے اپنے کپڑے

دھوئے۔ (نسائی)

شرح:۔ اللہ کا دین طہارت و نظافت کا دین ہے۔ میلا کچیلا اور گندہ مندا رہنا کوئی نیکی نہیں۔ اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہت پاکیزہ، بہت خوشبودار اور بہت طاہر و طیب تھا اور یہی تعلیم آپؐ نے امت کو بھی دی ہے۔ آپؐ بالوں کو صاف کرتے، کنگھی کرتے اور تیل اور خوشبو کا استعمال فرماتے تھے، کپڑے، اجلے دھلے ہوئے، خوشبودار اور طاہر و نظیف ہوتے تھے۔

۴۰۶۲۔ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا زُهَيْرٌ نَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبٍ دُونٍ فَقَالَ أَلَكَ مَالٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ مِنْ أَيِّ الْمَالِ قَالَ آتَانِي اللهُ مِنَ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ قَالَ فَإِذَا آتَاكَ اللهُ مَالًا فَلْيَرَ أَثَرَ نِعْمَةِ اللهِ عَلَيْكَ وَكَرَامَتِهِ ۔

ترجمہ:۔ ابوالاحوص کے باپ (مالکؓ بن نضلہ جشمی) نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پرانے کپڑوں میں آیا تو آپؐ نے فرمایا "کیا تمہارے پاس مال ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا "کون سا مال؟ اس نے کہا کہ اللہ نے مجھے اونٹ، بھیڑ بکریاں، گھوڑے اور غلام بخشے ہیں۔ فرمایا "جب اللہ نے تجھے مال دیا ہے، تو اللہ کی نعمت و فضل کا نشان تجھ پر دکھائی دینا چاہیئے۔ (نسائی، ترمذی، نے اسی طرح کی حدیث عبداللہؓ بن عمرو سے روایت کی ہے۔)

شرح:۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا جائز استعمال بھی ان کے شکریے میں داخل ہے۔ یہ قطعاً بخل ہے کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دے رکھا ہو مگر وہ چیتھڑے گھسیٹتا پھرے اور شکل و صورت اور لباس سے وحشی یا کوئی سائل لگے۔

بَابٌ فِي الْمَصْبُوغِ بِالصُّفْرَةِ

(زرد رنگ سے رنگے ہوئے کپڑوں کا باب[۱۶])

۴۰۶۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ أَسْلَمَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَصْبَغُ لِحْيَتَهُ بِالصُّفْرَةِ حَتَّى تَمْتَلِئَ ثِيَابُهُ مِنَ الصُّفْرَةِ فَقِيلَ لَهُ لِمَ تَصْبَغُ بِالصُّفْرَةِ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبَغُ بِهَا وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهَا وَقَدْ

كَانَ يَصْبَغُ بِهَا ثِيَابَهُ كُلَّهَا حَتَّى عِمَامَتَهُ ط

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ اپنی داڑھی کو زرد رنگ سے خضاب کرتے تھے حتیٰ کہ ان کے کپڑے بھی زردی سے بھر جاتے تھے۔ اُن سے کہا گیا کہ آپ زرد رنگ سے کیوں رنگتے ہیں، تو انہوں نے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے رنگتے دیکھا تھا، اور زرد رنگ سے کوئی چیز آپ کو محبوب تر نہ تھی، اور آپ اپنے سب کپڑے، عمامے تک اس سے رنگتے تھے (نسائی، بخاری، مسلم۔)

شرح:۔ علی القاریؒ نے مرقات میں کہا ہے کہ اس حدیث میں ابن عمرؓ کا فعل بیان ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اختلاف ہے کہ آیا آپ نے کپڑوں میں زرد رنگ استعمال کیا تھا یا نہیں، صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت نے زرد رنگ سے داڑھی کا خضاب کیا ہے۔ بخاری میں حضورؐ اور ابوبکرؓ صدیق کے متعلق آیا ہے کہ وہ حضرات مہندی اور وسمے کا خضاب کرتے تھے۔ پس ابن عمرؓ کی حدیث سے جو کچھ معلوم ہوا یہ بعض احیان پر محمول ہے۔ اور حضورؐ کے سر اور داڑھی کے صرف معدودے چند بال سفید ہوئے تھے، سارے نہیں۔ مہندی اور وسمہ اگر گہرا ہو تو رنگ سیاہی مائل ہو جاتا ہے۔

بَابُ فِي الْخُضْرَةِ

(سبز کپڑوں کا باب)

۴۰۶۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ نَا عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ إِيَادٍ نَا إِيَادٌ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدَيْنِ أَخْضَرَيْنِ ط

ترجمہ:۔ ابو رمثہؓ (تیمی) نے کہا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے آپ پر دو سبز چادریں دیکھیں (نسائی، ترمذی)

بَابُ فِي الْحُمْرَةِ

سُرخ کپڑوں کا باب

۴۰۶۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ نَا هِشَامُ بْنُ الْغَازِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ هَبَطْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثَنِيَّةٍ ۔

فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَعَلَيَّ رَيْطَةٌ مُضَرَّجَةٌ بِالْعُصْفُرِ فَقَالَ مَا هٰذِهِ الرَّيْطَةُ عَلَيْكَ فَعَرَفْتُ مَا كَرِهَ فَأَتَيْتُ أَهْلِي وَهُمْ يَسْجُرُونَ تَنُّورًا لَهُمْ فَقَذَفْتُهَا فِيهِ ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ مَا فَعَلَتِ الرَّيْطَةُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَفَلَا كَسَوْتَهَا بَعْضَ أَهْلِكَ فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ لِلنِّسَاءِ ؕ

ترجمہ:۔ عبداللہؓ بن عمرو بن عاص نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک گھاٹی سے اُترے تو آپ نے میری طرف دیکھا اور مجھ پر ایک چادر تھی جو عصفر سے تنظری ہوئی تھی (ایک سرخ خوشبودار رنگ) حضورؐ نے فرمایا "یہ کیسی چادر ہے؟" پس میں نے پہچان لیا کہ آپ کو کیا چیز پسند نہیں آئی۔ میں گھر گیا، گھروالوں نے تنور دہکایا ہوا تھا، میں نے اسے تنور میں ڈال دیا۔ پھر دوسرے دن میں حاضر خدمت ہوا تو فرمایا "اے عبداللہ وہ چادر کیا ہوئی ہے؟" میں نے آپ کو اس کا واقعہ بتا دیا۔ فرمایا "تو نے اپنے گھر کی کسی عورت کو کیوں نہ پہنا دی کیونکہ عورتوں کے لیے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ابن ماجہ) عصفر اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے مردوں کے لیے جائز نہیں جیسا کہ ایک متفق علیہ حدیث میں آچکا ہے۔

۴۰۶۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ نَا الْوَلِيدُ قَالَ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ الْغَازِ الْمُضَرَّجَةُ الَّتِي لَيْسَتْ بِمُشَبَّعَةٍ وَلَا بِمُوَرَّدَةٍ ؕ

ترجمہ:۔ ھشام بن الغاز نے کہا کہ مضرجہ وہ ہے جو شدید سرخ رنگ نہ ہو اور نہ معمولی گلابی رنگ کی ہو (مضرجہ کا لفظ جو اوپر کی حدیث میں ہے یہ اس کی شرح ہے)

۴۰۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ ابْنِ مُسْلِمٍ عَنْ شُفْعَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ رَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُؤِيُّ أُرَاهُ وَعَلَيَّ ثَوْبٌ مَصْبُوغٌ بِعُصْفُرٍ مُوَرَّدًا فَقَالَ مَا هٰذَا فَانْطَلَقْتُ فَأَحْرَقْتُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعْتَ بِثَوْبِكَ فَقُلْتُ أَحْرَقْتُهُ قَالَ أَفَلَا كَسَوْتَهُ بَعْضَ أَهْلِكَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ ثَوْرٌ عَنْ خَالِدٍ فَقَالَ مُوَرَّدٌ وَطَاوُسٌ قَالَ مُعَصْفَرٌ ؕ

ترجمہ:۔ عبداللہؓ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور مجھ پر عصفر سے رنگی ہوئی ایک

چادر تھی جو رگہرے گلابی رنگ کی تھی۔ آپؐ نے فرمایا وہ یہ کیا ہے؟ پس میں گیا اور اسے جلا دیا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو نے اپنا کپڑا کیا کیا؟ تو میں نے کہا کہ میں نے اُسے جلا ڈالا تھا۔ فرمایا تو نے اسے گھر کی کسی عورت کو کیوں نہ پہنا دیا؟ ابو داؤد نے کہا کہ خالد نے گلابی رنگ کا کہا اور طاؤس نے معصفر کا لفظ بولا۔ یعنی اس کا رنگ شدید سرخ اور ہلکے گلابی کے بین بین تھا۔

۴۰۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِزَابَةَ نَا إِسْحٰقُ يَعْنِي ابْنَ مَنْصُورٍ نَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي يَحْيٰى عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک شخص گزرا جس پر دو سرخ کپڑے تھے۔ اس نے حضورؐ کو سلام کہا مگر آپؐ نے (از راہ ناپسندیدگی) جواب نہ دیا۔ (ترمذی)

شرح:۔ سلام کا جواب نہ دینا تربیت کی خاطر تھا کہ وہ شخص آپؐ کی ناراضگی کا سبب سمجھ کر ازالہ کرے۔ اس میں اختلاف ہے کہ آیا صرف عصفر کا رنگا ہوا سرخ رنگ ہی مکروہ ہے یا مطلق سرخ رنگ۔ آگے ایک حدیث آتی ہے جس سے پہلی بات کی تائید ہوتی ہے۔

۴۰۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَرَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَوَاحِلِنَا وَعَلٰى إِبِلِنَا أَكْسِيَةً فِيهَا خُيُوطُ عِهْنٍ حُمْرٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَرَى هٰذِهِ الْحُمْرَةَ قَدْ عَلَتْكُمْ فَقُمْنَا سِرَاعًا لِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَفَرَ بَعْضُ إِبِلِنَا فَأَخَذْنَا الْأَكْسِيَةَ فَنَزَعْنَاهَا عَنْهَا ط

ترجمہ:۔ رافع بن خدیج نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری اونٹنیوں اور اونٹوں پر چادریں دیکھیں جن میں سرخ اُون کے دھاگے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیا میں دیکھ نہیں رہا ہوں کہ یہ سُرخی تم پر غالب آگئی ہے۔ پس حضورؐ کے اس قول کے

باعث ہم جلدی سے اٹھے حتی کہ ہمارے بعض اونٹ بھڑک اٹھے، ہم نے ان چادروں کو پکڑ کر اتار دیا۔ (اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے)

شرح:۔ ابن رسلان نے کہا کہ یہ سفر شاید جہاد کا یا حج کا تھا۔ اس قسم کے سفر میں زینت کا ترک مطلوب ہے بالخصوص حج کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے سفر میں جس کجاوے اور غدے پر سفر فرمایا تھا اس قیمت چار درہم سے زیادہ نہ تھی اور وہ پرانا تھا۔

۴۰۷۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ ابْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ وَقَرَأْتُ فِي أَصْلِ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي ضَمْضَمٌ يَعْنِي ابْنَ زُرْعَةَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ حُرَيْثِ بْنِ الْأَبَحِّ السَّلِيحِيِّ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ قَالَ كُنْتُ يَوْمًا عِنْدَ زَيْنَبَ امْرَأَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَتْ ذٰلِكَ وَنَحْنُ نَصْبُغُ ثِيَابًا لَهَا بِمَغْرَةٍ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَتْ ذٰلِكَ زَيْنَبُ عَلِمَتْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَرِهَ مَا فَعَلَتْ فَأَخَذَتْ فَغَسَلَتْ ثِيَابَهَا وَوَارَتْ كُلَّ حُمْرَةٍ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ فَاطَّلَعَ فَلَمَّا لَمْ يَرَ شَيْئًا دَخَلَ۔

ترجمہ:۔ بنی اسد کی ایک عورت نے کہا کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی زینبؓ کے پاس تھی۔ اور ہم ان کے کچھ کپڑے سرخ مٹی (شاید گیری) سے ان کے کچھ کپڑے رنگ رہے تھے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپؐ نے جب وہ سرخ رنگ مٹی دیکھی تو واپس چلے گئے۔ جب زینبؓ نے یہ دیکھا تو جان لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے فعل کو پسند نہیں فرمایا۔ پس اس نے اپنے کپڑے دھوڈالے اور سرخی مٹادی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے، جب کوئی چیز نہ دیکھی تو اندر داخل ہوئے۔

شرح:۔ بنی اسد کی یہ عورت معلوم نہیں کون ہے مگر صحابہؓ یا صحابیات کا مبہم ہونا اصول کی رو سے مضر نہیں۔ یہ بات دلائل شرع سے سب کو معلوم ہے کہ عورتوں کے لیے سرخ رنگ جائز ہے، عصفر کا ہو یا زعفران کا یا کسی اور چیز کا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا یہ اپنا گمان تھا کہ حضورؐ کے اندر تشریف نہ لانے کا باعث شاید اس رنگ کے ساتھ کپڑے رنگنا ہے۔ پھر یہ رنگ بھی سرخ مٹی کا تھا جو ایک معمولی چیز تھی۔ پس ظاہر تر یہ ہے کہ حضورؐ کی واپسی

کسی بات یا کام کے فوری طور پر یاد آجانے کے باعث تھی۔ یا اس لیے واپس ہوئے تھے کہ آپؐ نے گھر میں اجنبی انصاری عورتوں کو دیکھا تھا۔ منذری نے کہا کہ اس حدیث کی سند میں اسماعیل بن عباس اور اس کا بیٹا محمد بن اسماعیل ہے اور ہر دو متکلم فیہ ہیں۔

بَابٌ فِي الرُّخْصَةِ

(سرخ کپڑوں کی رخصت کا باب ۱۹)

۴۰۷۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ وَرَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ ط

ترجمہ:۔ براءؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (سر کے) بال کانوں کی لٹکی ہوئی لوؤں تک پہنچتے تھے۔ اور میں نے آپؐ کو سرخ جوڑے میں دیکھا، میں نے آپؐ سے بڑھ کر حسین تر چیز کوئی نہیں دیکھی (بخاری، مسلم، ترمذی ابن ماجہ، نسائی)

شرح:۔ خطابی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو سرخ لباس اور معصفر پہننے سے منع فرمایا ہے۔ یہ ممانعت ان کپڑوں میں ہے جنھیں بننے کے بعد رنگا جائے، لیکن جن کپڑوں کا تانا بانا پہلے رنگ دیا جائے اور ان میں بعد میں بنا جائے وہ نہی میں داخل نہیں ہیں۔ اور حلے یمنی چادروں کے ہوتے تھے جو سرخ زرد۔ اور سبز ہوتی تھیں اور کئی اور رنگ بھی ہوتے تھے۔ انہیں بننے سے پہلے رنگا جاتا تھا۔ اس حدیث میں حضورؐ کے بالوں کا کانوں کی لوؤں تک ہونا مذکور ہے۔ ایک روایت میں کندھوں تک کا ذکر ہے، ایک روایت کندھوں اور کانوں کے درمیان تک کا ذکر ہے۔ یہ مختلف اوقات و حالات پر مبنی تھا۔ شافعیہ کے نزدیک سرخ کپڑا اگر حریر نہ ہو تو مردوں کے لیے جائز ہے۔ حنفیہ کے نزدیک حریر اور معصفر نہ ہو تو سرخ کپڑا جائز ہے۔

۴۰۷۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى يَخْطُبُ عَلَى بَغْلَةٍ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ أَحْمَرُ وَعَلِيٌّ أَمَامَهُ يُعَبِّرُ عَنْهُ ط

ترجمہ:۔ عامر بن عمرو نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منیٰ میں ایک خچر پر خطبہ دیتے دیکھا، آپؐ نے

سرخ چادر پہنی ہوئی تھی اور علیؓ آپ کے سامنے تھے، آپ کی باتوں کو لوگوں تک پہنچا رہے تھے۔ (یہ تو ظاہر ہے کہ یہ چادر عصفر وغیرہ سے رنگی ہوئی نہ تھی)

بَابٌ فِي السَّوَادِ

(سیاہ لباس کا باب)

۴۰۷۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَبَغْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَةً سَوْدَاءَ فَلَبِسَهَا فَلَمَّا عَرِقَ فِيهَا وَجَدَ رِيحَ الصُّوفِ فَقَذَفَهَا قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَكَانَ يُعْجِبُهُ الرِّيحُ الطَّيِّبُ ؕ

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک سیاہ چادر رنگی، آپ نے اسے پہنا، جب پسینہ آیا تو اون کی بو محسوس کی اور اسے اتار پھینکا۔ راوی نے کہا کہ میرے خیال میں میرے استاد نے کہا کہ وہ آپ کو خوشبو پسند تھی۔

شرح:۔ منذری نے کہا کہ یہ حدیث مسنداً و مرسلاً نسائی نے بھی روایت کی ہے۔ کالی چادر، کمبل وغیرہ کے اوڑھنے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔

بَابٌ فِي الْهُدْبِ

(کپڑے کی جھالروں کا باب)

۴۰۷۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ نَا يُونُسُ ابْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عُبَيْدَةَ أَبِي خِدَاشٍ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْتَبٍ بِشَمْلَةٍ قَدْ وَقَعَ هُدْبُهَا عَلَى قَدَمَيْهِ ؕ

ترجمہ:۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ نے ایک چھوٹی چادر کے ساتھ احتبا کیا ہوا تھا اور اس کی جھالریں یا ڈورے آپ کے قدموں پر تھے (احتباء کا معنیٰ یہ ہے کہ آدمی زمین پر دونوں پاؤں

لٹکا کر اور گھٹنے کھڑے کر کے بیٹھے گھٹنے پیٹ کے ساتھ مل جائیں اور کسی کپڑے کے ساتھ کمر کے گرد لپیٹ کر انہیں باندھ دے)

بَابُ الْعَمَائِمِ

(عماموں کا باب ۲۲)

۴۰۷۵ - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ وَمُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالُوْا نَا حَمَّادٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَآءُ ط

ترجمہ:- جابرؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپؐ پر سیاہ عمامہ تھا۔ (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) نسائی کی روایت میں بلا احرام کا لفظ زائد ہے اور آپؐ کے سر پر خود تھا۔ شاید عمامہ خود کے اوپر تھا۔

۴۰۷۶ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَآءُ قَدْ اَرْخٰى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ ط

ترجمہ:- عمرو بن حریثؓ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور آپؐ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا، اس کی دونوں طرفوں کو آپؐ نے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔ (مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی) اس میں جمعہ کے لیے عمامہ اور چادر وغیرہ (زینت) کا استحباب ہے۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے جمعہ کے دن عماموں والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔

۴۰۷۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الثَّقَفِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيْعَةَ نَا اَبُو الْحَسَنِ الْعَسْقَلَانِيُّ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ رُكَانَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رُكَانَةَ صَارَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَرَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُكَانَةُ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ ط

ترجمہ:۔ ابوجعفر بن محمد بن علی بن رکانہؓ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رکانہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کشتی لڑی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پچھاڑ دیا۔ اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ وہ ہمارے مشرکوں کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں (ترمذی، اور اس نے اسے حدیث غریب کہا ہے۔ اور اس کی سند درست نہیں ہے اور ہم ابوالحسن عسقلانی اور ابن رکانہ کو نہیں جانتے۔ تہذیب میں ہے کہ ابوجعفر بن محمد بن رکانہ۔ رکانہؓ بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف ہے۔ بعض نے کہا کہ فتح مکہ میں اسلام لایا اور بعض نے کہا کہ کشتی میں تین مرتبہ پچھڑ جانے کے بعد مسلمان ہو گیا تھا جیسا کہ مصنف عبدالرزاق میں ہے۔ مراسیل ابی داؤد میں بھی اسی طرح آیا ہے۔ اس کا صحیح نام رکانہؓ ہے، بعض روایات میں ابورکانہ کسی وہم کا نتیجہ ہے۔ کتاب الطلاق میں طلاق ثلاثہ کے ذکر میں رکانہؓ کی حدیث موجود ہے۔

۴۰۷۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ نَا عُثْمَانُ الْغَطَفَانِيُّ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ خَرَّبُوذَ حَدَّثَنَا شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ يَقُولُ عَمَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَدَلَهَا مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي ط

ترجمہ:۔ ایک مدنی شیخ نے کہا کہ میں نے عبدالرحمان بن عوف کو کہتے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عمامہ باندھا اور اُسے میرے آگے اور پیچھے لٹکایا (یہ مدنی شیخ بقول منذری کے مجہول ہے / یعنی عمامے کی ایک طرف کو آگے اور ایک کو پیچھے لٹکایا۔

بَابٌ فِي لُبْسِ الصَّمَّاءِ

(بہرے لباس کا باب ۲۳)

۴۰۷۹۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَلِيِّ أَبِي شَيْبَةَ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسَتَيْنِ أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ مُفْضِيًا بِفَرْجِهِ إِلَى السَّمَاءِ وَيَلْبَسُ ثَوْبَهُ وَأَحَدُ جَانِبَيْهِ خَارِجٌ وَيُلْقِي ثَوْبَهُ عَلَى عَاتِقِهِ ط

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لباس سے منع فرمایا۔ ایک یہ کہ آدمی احتباء کرے

اور آسمان کے سامنے شرم گاہ کھول دے ، دوسرا یہ کہ اپنا کپڑا پہنے اور اس کی جانب ننگی ہو اور اپنا کپڑا کندھے پر ڈال دے ۔ (بخاری، نسائی) ۔

ترجمہ:۔ جابرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صمّاء سے منع فرمایا اور ایک کپڑے میں احتباء کرنے سے منع فرمایا (مسلم، نسائی)

۴۰۸۰ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّمَّآءِ وَعَنِ الْاِحْتِبَآءِ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ط

شرح:۔ اس حدیث کا مطلب بھی گزشتہ حدیث کی مانند ہے ۔ صمّاء کا معنی اہل لغت کے نزدیک یہ ہے کہ آدمی ایک ہی کپڑے میں ایسا اپنے آپ کو لپیٹے کہ کوئی طرف ننگی نہ رہے ۔ فقہاء کے نزدیک صمّاء کا معنی یہ ہے کہ ایک جانب سے تہ بند اٹھا کر کندھے پر ڈال دے اور وہ طرف ننگی رہے ۔

بَابٌ فِي حَلِّ الْاَزْرَارِ

(بٹن کھولنے کا باب ۲۴)

۴۰۸۱ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَا نَا زُهَيْرٌ نَا عُرْوَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ نُفَيْلٍ بْنِ قُشَيْرٍ أَبُو مَهَلٍ الْجُعْفِيُّ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ نَا أَبِي قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِّنْ مُّزَيْنَةَ فَبَايَعْنَاهُ وَإِنَّ قَمِيصَهُ لَمُطْلَقُ الْاَزْرَارِ قَالَ فَبَايَعْتُهُ ثُمَّ أَدْخَلْتُ يَدِي فِي جَيْبِ قَمِيصِهِ فَمَسِسْتُ الْخَاتَمَ قَالَ عُرْوَةُ فَمَا رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلَا ابْنَهُ قَطُّ إِلَّا مُطْلَقِي أَزْرَارِهِمَا فِي شِتَاءٍ وَّلَا حَرٍّ وَلَا يُزَرِّرَانِ أَزْرَارَهُمَا أَبَدًا ط

ترجمہ:۔ قرۃ بن ایاسؓ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مزینہ کی ایک جماعت میں گیا پس ہم نے آپؐ سے بیعت کی اور آپؐ کی قمیص کی گھنڈیاں کھلی تھیں فرمانے کہا ۔ پھر میں نے بیعت کی پھر میں نے اپنا ہاتھ آپؐ کی گریبان میں ڈالا اور مہر نبوت کو چھوا ۔ عروہ نے کہا کہ میں نے معاویہ بن قرۃ اور اس کے بیٹے کو جب بھی دیکھا ان کی گھنڈیاں کھلی ہوتیں ۔ سردی ہو یا گرمی اور وہ کبھی بھی اپنے بٹن بند نہیں کرتے تھے ۔ (ابن ماجہ ، ترمذی)

شرح :- اہل عرب کے گریبان وسیع ہوتے تھے اور کبھی ان کے بٹن بند کرتے تھے کبھی نہیں کرتے تھے اس چیز کا تعلق عبادات سے نہیں بلکہ عادات سے ہے مگر صحابہؓ و تابعین اور ان کے بعد سلف صالحین کی اتباع سنت کی تمثیل یہ ہے کہ وہ ہر بات اور ہر کام میں حضورؐ کا اتباع کرنے کی کوشش کرتے تھے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غالب احوال بھی یہ نہ تھے کہ آپ کا گریبان کھلا ہوتا مگر یہ محبت کی بات ہے کہ ایک شخص نے محبوب کو جس حال میں اور جس طرح دیکھا اس کی اداؤں کا اتباع کیا حضورؐ نے اس وقت کسی عارض کے باعث گریبان کھلا چھوڑ دیا ہوگا لیکن قرۃؓ بن ایاس اور اس کے بیٹے کے حق میں یہ چیز نماز اور غیر نماز میں مکروہ نہیں، دوسرا کوئی اگر حالت صلوٰۃ میں بلاوجہ بٹن کھولے اور گریبان کو مفتوح چھوڑ دے تو شاید مکروہ ہوگا۔

بَابٌ فِي التَّقَنُّعِ

(سر ڈھانکنے کا باب ۲۵)

۴۰۸۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُفْيَانَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ قَالَ قَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي بَيْتِنَا فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ ط

ترجمہ :- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس اثناء میں کہ ہم اپنے گھر میں نصف النہار کے وقت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی کہنے والے نے جناب ابوبکرؓ سے کہا " یہ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر چھپائے چلے آتے ہیں، یہ ایسا وقت تھا کہ آپؐ اس میں ہمارے ہاں نہیں آتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت لی۔ ابوبکر نے اجازت دی۔ تو آپ گھر میں داخل ہوئے۔ (بخاری)

شرح :- یہ ایک طویل حدیث کا مختصر ٹکڑا ہے۔ یہ حدیث ہجرت کے واقعات سے متعلق ہے۔ اس دن حضورؐ کو ہجرت کا حکم ملا تھا اور اس کی اطلاع دینے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائے تھے۔ گرمی کا وقت تھا لہٰذا آپؐ نے کپڑے سے منہ سر چھپا رکھا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الْإِزَارِ

ازار کو لٹکانے کا باب ۲۶

۴۰۸۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي غِفَارٍ ثَنَا أَبُو تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيُّ وَأَبُو
تَمِيمَةَ اسْمُهُ طَرِيفُ بْنُ مُجَالِدٍ عَنْ أَبِي جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا
يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْيِهِ لَا يَقُولُ شَيْئًا إِلَّا صَدَرُوا عَنْهُ قُلْتُ مَنْ هَذَا
قَالُوا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَرَّتَيْنِ
قَالَ لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ قُلْ السَّلَامُ
عَلَيْكَ قَالَ قُلْتُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ الَّذِي إِذَا أَصَابَكَ ضُرٌّ
فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ وَإِنْ أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَهَا لَكَ
وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرٍ أَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ
قَالَ قُلْتُ اعْهَدْ إِلَيَّ قَالَ لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا قَالَ فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلَا عَبْدًا
وَلَا بَعِيرًا وَلَا شَاةً قَالَ وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوفِ وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ
وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهُكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنَ الْمَعْرُوفِ وَارْفَعْ إِزَارَكَ
إِلَى نِصْفِ السَّاقِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ
الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ
وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ فَإِنَّمَا وَبَالُ ذَلِكَ
عَلَيْهِ ط

ترجمہ:۔ ابوجُرَیؓ جابرؓ بن سلیم نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کا ہر حکم لوگ مانتے تھے، وہ جو کچھ بھی کہتا لوگ اس پر عمل کرتے۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ کہنے لگے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں میں نے دو مرتبہ کہا علیک السلام یارسول اللہ۔ حضورؐ نے فرمایا "علیک السلام مت کہہ، کیونکہ علیک السلام میت کے لیے دعا ہے۔ تو کہہ السلام علیک۔ ابوجُرَیؓ نے کہا کہ میں نے پوچھا "آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ وہ شخص جب تجھے تکلیف پہنچے تو دعا کروں۔ اللہ تعالیٰ اسے تجھ سے دُور کردے۔ اور اگر تجھے قحط کا سال آپہنچے اور میں دعا کروں تو اللہ تعالیٰ اُسے فراخی کا سال بنا دے۔ اور جب تو صحرا یا ریگستان میں ہو اور تیری سواری گم ہو جائے تو میں دعا کروں، اللہ تعالیٰ تیری سواری تجھے واپس کردے۔ ابوجُرَیؓ نے کہا

کہ میں نے عرض کیا وہ آپ مجھ سے کوئی عہد لیں۔ فرمایا "کسی کو گالی مت دینا۔ ابو جُرَیؓ نے کہا کہ میں نے اس کے بعد کسی کو گالی نہ دی، نہ آزاد کو نہ غلام کو، نہ اونٹ کو نہ بکری کو حضورؐ نے فرمایا "کسی نیکی کو حقیر مت جان خواہ یہ بات ہی کیوں نہ ہو کہ تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے بات کرے، یہ نیکی میں شامل ہے۔ اور تو اپنا تہ بند نصف پنڈلی تک اٹھا، لیکن اگر یہ نہ ہو تو ٹخنوں تک اور یاد رکھ ازار لٹکانے سے بچ کر رہنا کیونکہ یہ تکبر کی بات ہے، اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔ اور اگر کوئی آدمی تجھے گالی دے یا عار دلائے اس کام کی جسے وہ تجھ میں جانتا ہے تو تُو اسے اس بات کی عار مت دلا جسے تو اس میں جانتا ہے کیونکہ اس کا وبال اس پر ہوگا۔ (ترمذی اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا۔ نسائی)

شرح :۔ علماء نے کہا کہ قبولیت دعار کی کچھ شرطیں ہیں جن میں سے یہ بھی ہے کہ دعار کرنے والا جانتا ہو کہ اس کی حاجت صرف اللہ کی قدرت و اختیار میں ہے۔ اور وسائل و وسائط اسی کے قبضے میں ہیں۔ اور اضطرار و افتقار سے دعا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ دلِ غافل کی دعا قبول نہیں فرمایا۔

۴۰۸۴۔ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا زُهَيْرٌ نَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّ اَحَدَ جَانِبَيْ اِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ اِلَّا اَنْ تَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ قَالَ لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهُ خُيَلَاءَ ط

ترجمہ :۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے غرور و تکبر سے اپنا کپڑا لٹکایا یا گھسیٹا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ رحمت سے نہ دیکھے گا۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے تہ بند کی ایک جانب لٹک جاتی ہے۔ مجھے کوشش سے اٹھانا پڑتی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا "تو ان میں سے نہیں جو تکبر سے ایسا کرتے ہیں (بخاری، نسائی)

شرح :۔ اس سے معلوم ہوا کہ کپڑا لٹکانے کی ممانعت غرور و تکبر کے باعث سے ہے، جب کسی میں یہ نہ ہو تو اس کا تہ بند یا شلوار لٹک جانے میں کوئی حرج نہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک دُبلے پتلے آدمی تھے اور ان کا ازار گر پڑ سکتا تھا۔ علماء نے کہا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ ازار نصف پنڈلی تک ہو۔ ٹخنوں تک جائز ہے۔ اس سے نیچے اگر ازراہِ تکبر ہو تو حرام ہے ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔ تشبہ کی وجہ سے بغیر تکبر بھی ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانا معصیت ہے۔

۴۰۸۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا اَبَانٌ نَا يَحْيَى عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَنْ عَطَاءِ

ابْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلاً إِزَارَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَكَتَّ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ ط

ترجمہ:۔ ابوھریرہ نے کہا کہ اس اثناء میں کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کا ازار نیچے لٹکا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا "جا اور وضو کر۔ وہ گیا اور وضو کیا، پھر آیا تو فرمایا "جا وضوء کر۔ پس ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ کیا بات ہے کہ آپ نے اسے وضو کا حکم دیا (حالانکہ وہ پہلے ہی باوضو تھا) پھر آپ اس سے خاموش رہے؟ فرمایا" وہ اس حال میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کا ازار لٹکا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ ازار لٹکانے والے کی نماز کو قبول نہیں کرتا۔ یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں نمبر ۶۴۳ پر گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ کی جائے۔ شرط اس میں ہر جگہ وہی ہے کہ ایسا کرنے والا ازراہ تکبر کرتا ہو جیسا کہ اوپر کی احادیث میں گزرا۔ اور اس شخص کو بار بار وضوء کرنے کا حکم ازراہ تربیت دیا گیا تاکہ آئندہ خوب یاد رکھے۔

۴۰۸۶۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو ابْنِ جَرِيرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا فَأَعَادَهَا ثَلَاثًا قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ خَابُوا وَخَسِرُوا قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ أَوِ الْفَاجِرِ ط

ترجمہ:۔ ابوذرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہ کرے گا اور قیامت کے دن کی طرف نگاہ رحمت، نہ کرے گا اور انہیں پاک نہ کرے گا اور ان کے لیے دردناک سزا ہوگی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ" وہ کون ہیں؟ وہ تو خائب وخاسر ہو گئے! پس حضورؐ نے تین بار یہی بات دہرائی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ" وہ کون ہیں؟ وہ تو ناکام ونامراد ہو گئے۔ پس فرمایا "ازار لٹکانے والا، نیکی کرکے

جتانے والا اور جھوٹی (یا فاجر) قسم کھا کر اپنا سودا بیچنے والا (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح:۔ علامہ خطابی نے فرمایا کہ اسبال کی ممانعت نخوت وتکبر کے سبب سے ہے۔ منّان کے دو معنی ہیں، ایک تو صدقہ یا نیکی کر کے جتانے والا اس سے صدقہ تو باطل ہو جاتا ہے اور نیکی مکدر و فاسد ہو جاتی ہے۔ منّ کا معنی نقص بھی ہے، یعنی وزن و کیل میں کسی کی حق تلفی کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اجر کو غیر ممنون قرار ہے یعنی غیر منقوص، اور موت کو منون کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اعداد و اعمار میں نقص پیدا کرتی ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے باطن کی صفائی اور دل کی پاکیزگی کو حضورؐ جانتے تھے اس لیے حضورؐ نے انہیں ازار لٹکانے کی اجازت دے دی تھی۔ وہ ایک دبلے پتلے اور نحیف شخص تھے کہ ان کا ازار کمر پر ٹکتا نہ تھا، اس بنا پر انہیں اجازت دی گئی۔ (عجبی)

۴۰۸۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ قَالَ الْمَنَّانُ الَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَنَّهُ ط

ترجمہ:۔ حدیث ابی ذرؓ کی دوسری روایت اور پہلی حدیث اتم ہے۔ سلیمان بن مسہر راوی نے کہا کہ منّان وہ ہے جو کوئی دے کر احسان جتائے۔

۴۰۸۸۔ حَدَّثَنَا هٰرُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ نَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عَمْرٍو نَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ بِشْرٍ التَّغْلِبِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي وَكَانَ جَلِيسًا لِأَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ كَانَ بِدِمَشْقَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ وَكَانَ رَجُلًا مُتَوَحِّدًا قَلَّمَا يُجَالِسُ النَّاسَ إِنَّمَا هُوَ صَلٰوةٌ فَإِذَا فَرَغَ فَإِنَّمَا هُوَ تَسْبِيحٌ وَتَكْبِيرٌ حَتّٰى يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ فَمَرَّ بِنَا وَنَحْنُ عِنْدَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَقَدِمَتْ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَجَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ الَّذِي يَجْلِسُ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ إِلٰى جَنْبِهِ لَوْ رَأَيْتَنَا حِينَ الْتَقَيْنَا نَحْنُ وَالْعَدُوُّ فَحَمَلَ فُلَانٌ فَطَعَنَ فَقَالَ خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الْغِفَارِيُّ كَيْفَ تَرٰى فِي قَوْلِهِ قَالَ مَا

أَرَاهُ إِلَّا قَدْ بَطَلَ أَجْرُهُ فَسَمِعَ بِذَالِكَ آخَرُ فَقَالَ مَا أَرَى بِذَالِكَ بَأْسًا
فَتَنَازَعَا حَتَّى سَمِعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا
بَأْسَ أَنْ يُؤْجَرَ وَيُحْمَدَ فَرَأَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ سُرَّ بِذَالِكَ فَجَعَلَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ
إِلَيْهِ وَيَقُولُ أَأَنْتَ سَمِعْتَ ذَالِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ نَعَمْ
فَمَا زَالَ يُعِيدُ عَلَيْهِ حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ لَيَبْرُكَنَّ عَلَى رُكْبَتَيْهِ قَالَ فَمَرَّ بِنَا يَوْمًا
آخَرَ فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُنْفِقُ عَلَى الْخَيْلِ كَالْبَاسِطِ يَدَيْهِ بِالصَّدَقَةِ
لَا يَقْبِضُهَا ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا
تَضُرُّكَ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ
الْأَسَدِيُّ لَوْلَا طُولُ جُمَّتِهِ وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ فَبَلَغَ ذَالِكَ خُرَيْمًا فَعَجِلَ فَأَخَذَ
شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ إِلَى أُذُنَيْهِ وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ ثُمَّ مَرَّ
بِنَا يَوْمًا آخَرَ فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ فَقَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّكُمْ قَادِمُونَ عَلَى إِخْوَانِكُمْ فَأَصْلِحُوا
رِحَالَكُمْ وَأَصْلِحُوا لِبَاسَكُمْ حَتَّى تَكُونُوا كَأَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ فَإِنَّ
اللّٰهَ تَعَالَى لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ قَالَ أَبُو دَاوُد وَكَذَالِكَ قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ
عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَتَّى تَكُونُوا كَالشَّامَةِ فِي النَّاسِ ط

ترجمہ:۔ قیس بن بشر تغلبی نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا، اور وہ، ابوالدرداءؓ کا ہم نشین تھا۔ اس نے کہا کہ دمشق میں ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھا جسے ابن الحنظلیہ کہتے تھے، وہ تنہائی پسند تھا، لوگوں میں کم اٹھتا بیٹھتا تھا۔ وہ یا نماز میں ہوتا اور یا اس سے فارغ ہوکر تسبیح وتکبیر میں رہتا حتیٰ کہ اپنے گھر چلا جاتا۔ راوی نے کہا کہ وہ ہمارے پاس سے گزرا اور ہم ابوالدرداءؓ کے پاس بیٹھے تھے تو ابوالدرداءؓ نے اس سے کہا "ہم سے کوئی بات کیجیے جو ہمیں نفع دے گی اور تمہیں نقصان نہ دے گی۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا، پھر وہ لشکر واپس آیا تو ان میں سے ایک آدمی اس جگہ میں (مسجد نبوی میں) بیٹھ گیا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تشریف فرما ہوئے تھے۔ اس نے اپنے پہلو میں ایک اور آدمی سے کہا "اگر تو ہمیں دیکھتا، جب ہم اور دشمن آمنے سامنے ہوئے، پس فلاں نے حملہ کیا اور نیزہ مارا اور دشمن سے کہا " یہ لو مجھ سے اور میں ہوں غفار کی نوجوان۔ تیرا اس قول کے متعلق کیا خیال ہے؟ دوسرے نے کہا کہ میرے خیال میں اس کا اجر ضائع ہو گیا (یعنی اس نے یہ کلمہ بطور تفاخر و تکبر کہا تھا لہٰذا اس کا ثواب جاتا رہا!) ایک اور آدمی نے یہ بات سنی تو کہا " میں اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتا، پس وہ جھگڑ پڑے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہ بات سن لی تو ارشاد فرمایا " سبحان اللہ کوئی حرج نہیں کہ آخرت میں اسے اجر ملے اور دنیا میں اچھی تعریف ہو۔ بشر تغلبی نے کہا کہ میں نے دیکھا ابوالدرداء اس بات پر خوش ہوئے اور اپنا سر اس شخص کی طرف کرتے اور کہتے " کیا تو نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا؟ اور سہلؓ بن الحنظلیہ کہتا کہ ہاں! پس ابوالدرداءؓ بار بار یہ بات اس پر دہراتے رہے حتیٰ کہ میں کہتا تھا کہ اب ابوالدرداءؓ گھٹنوں کے بل (از راہِ تواضع) ہو جائیں گے۔ بشر نے کہا کہ سہلؓ پھر ایک دن ہم پر گزرے تو ابوالدرداءؓ نے ان سے کہا " کوئی بات کہو جو ہمیں نفع دے اور تمہیں وہ نقصان نہ دے گی۔ سہلؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا " گھوڑوں پر خرچ کرنے والا یوں ہے جیسے کوئی صدقہ دینے کے لیے ہاتھ پھیلائے اور اسے نہ سمیٹے (یعنی جہاد کے گھوڑے) پھر وہ ایک دن ہم پر گزرا تو ابوالدرداءؓ نے اس سے کہا " کوئی بات کہیئے جو ہم کو نفع دے اور تمہیں وہ نقصان نہ دے گی۔ سہلؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا خریم (بن فاتک) اسدی بہت اچھا آدمی ہے اگر اس کی زلفیں دراز نہ ہوں اور ازار لٹکا ہوا نہ ہو۔ پس یہ بات خریم تک پہنچ گئی تو اس نے جلدی سے چھری لی اور اس کے ساتھ اپنی زلفیں کانوں تک کاٹ دیں اور اپنا ازار نصف پنڈلی تک اٹھا لیا۔ پھر سہلؓ ایک دن ہم پر گزرا تو ابوالدرداءؓ نے اس سے کہا " کوئی بات کہو جو ہمیں نفع دے اور تمہیں نقصان نہ دے گی۔ پس اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا " تم اپنے بھائیوں کے پاس جا رہے ہو پس اپنی سواریوں کو درست کرو اور اپنے لباس درست کرو حتیٰ کہ تم یوں ہو جاؤ جیسے لوگوں میں خال ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بدگوئی اور بتکلف بدگوئی کو پسند نہیں فرماتا۔ ابوداؤد نے کہا کہ دوسرے راوی نے یہ لفظ بولا " حتیٰ کہ تم لوگوں میں خال کی مانند ہو جاؤ۔ (مسند احمد)

شرح:۔ لوگ جنگ سے واپس آرہے تھے، سفر کا عالم تھا، کپڑے ظاہر ہے کہ اُجلے نہ ہوں گے اس لیے حضورؐ نے سواریوں اور لباس کی اصلاح کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ سفر اور جہاد کے باعث ان حضرات کی جو ردی حالت ہو گئی تھی وہ فحش میں داخل تھی۔ حدیث صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے جمال کو پسند فرماتا ہے۔ اس سے ان نفس پرست کاروباری صوفیوں اور پیروں کا صریح رد نکلتا ہے جو گندگی اور غلاظت کا رعب عوام پر ڈال کر اپنی ریاکاری کی دکان چمکاتے ہیں۔ اور عوام پر افسوس ہے کہ ان غلیظ بدبودار گدھوں کو پوجتے ہیں۔ چہرے کا خال بہت خوبصورت اور نمایاں ہوتا ہے۔ حضورؐ نے یہ جو فرمایا کہ تم لوگوں میں یوں لگو جیسے خال ہوتا ہے، اس سے معلوم ہو گیا کہ طہارت و نظافت، پاکیزگی اور صفائی کس قدر ضروری ہے۔ حدیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ اصل معاملہ نیت پر منحصر ہے

میدانِ جنگ میں بہادر جو رعب دار کلمات کہتے ہیں، ان سے غرض دشمن کی سرکوبی ہوتی ہے کہ شہرت و ریاکاری۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ

تکبر کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے باب

۴۰۸۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ ح وَنَا هَنَّادٌ يَعْنِي ابْنَ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ الْمَعْنٰى عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ مُوسٰى عَنْ سَلْمَانَ الْأَغَرِّ وَقَالَ هَنَّادٌ عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ هَنَّادٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ ط

ترجمہ:۔ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تکبر میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند ہے، پس جو شخص ان میں سے کسی میں میرے ساتھ کشمکش کرے گا میں اسے آگ میں پھینک دوں گا (ابن ماجہ، مسلم عن ابی سعید و ابی ہریرہؓ)

شرح:۔ یہ حدیثِ قدسی ہے جس میں بطور استعارہ انسانوں کے لیے تکبر و غرور کی مذمت کی گئی ہے۔ چادر اور تہبند ایسے کپڑے ہیں جو پہننے والے کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں اور مشارکت قبول نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے عرب کے محاوراتی کلام میں استعارہ کے طور پر عظمت کو ازار سے اور کبریاء کو چادر سے تعبیر فرمایا ہے۔ جیسے کہ تقویٰ کو قرآن نے لباس التقویٰ فرمایا ہے۔ اس عبارت سے مقصود یہ ہے کہ عزت و عظمت اور کبریاء و رفعت اللہ تعالیٰ کے خاص اوصاف ہیں جو کسی اور کے لیے روا نہیں۔ متکبر و مغرور انسان دراصل اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرتا ہے، سمجھتا ہے کہ جو صفات صرف اللہ تعالیٰ کے لیے زیبا ہیں، وہ اس میں بھی موجود ہیں۔ معاذ اللہ۔

۴۰۹۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ نَا أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ الْقَسْمَلِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ مِثْلَهُ ط

ترجمہ:۔ عبداللہ ابن مسعودؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا" اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوا وہ آگ میں داخل نہ ہوگا۔ ابوداؤد نے کہا کہ قسمی نے بھی اعمش سے اسی طرح کی روایت کی، (مسلم، ترمذی، ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے)

شرح:۔ خطابی نے کہا کہ کبر سے مراد یا تو کفر و شرک کا کبر ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں حضورؐ نے ایمان کا ذکر فرمایا ہے۔ اور یا یوں کہو کہ اسے جب اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرنا چاہے گا تو اس کے دل سے کبر کو نکال دے گا جیسا کہ فرمایا ہے "و ہم ان کے دلوں کی جلن کو نکال دیں گے۔ الحجر ۴۷"۔ اور دخول نار سے مراد ہمیشگی کا دخول ہے۔ دلائل شرع سے یہی ثابت ہے۔

۴۰۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى أَبُو مُوسَى نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ نَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ رَجُلاً جَمِيلاً فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي رَجُلٌ حُبِّبَ إِلَيَّ الْجَمَالُ وَأُعْطِيتُ مِنْهُ مَا تَرَاهُ حَتَّى مَا أُحِبُّ أَنْ يَفُوقَنِي أَحَدٌ مَا قَالَ بِشِرَاكِ نَعْلِي وَإِمَّا قَالَ بِشِسْعِ نَعْلِي أَفَمِنَ الْكِبْرِ ذَالِكَ قَالَ لَا وَلَكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ بَطِرَ الْحَقَّ وَغَمَطَ النَّاسَ ط

ترجمہ:۔ ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وہ ایک خوبصورت شخص تھا۔ اس نے کہا یا رسول اللہؐ میں ایک ایسا شخص ہوں کہ مجھے جمال محبوب ہے اور آپؐ دیکھتے ہیں کہ مجھے بھی جمال دیا گیا ہے حتیٰ کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی مجھ سے بڑھ جائے اتنا بھی جتنا کہ میرے جوتے کا تسمہ ہے۔ اُس نے شراک یا شسع کا لفظ بولا۔ سو کیا یہ تکبر ہے؟ حضورؐ نے فرمایا نہیں، لیکن کبر اُس شخص میں ہے جو حق کا انکار کرے اور لوگوں کو حقیر جانے (مسلم نے عبداللہ سے اس مضمون کی مانند ایک اور حدیث روایت کی ہے جس میں ہے کہ "اللہ جمال والا ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے")۔

شرح:۔ جب کوئی اپنے جمالیاتی ذوق کے باعث تکبر و غرور کا شکار نہیں ہوتا اور لوگوں کو حقیر نہیں جانتا، نہ حق کے سامنے اکڑتا ہے تو محض ذوقِ جمال میں کوئی بُرائی نہیں ہے۔

بَابٌ فِي قَدْرِ مَوْضِعِ الْإِزَارِ

موضع ازار کی مقدار کا باب ۲۸

۴۰۹۲ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ عَنِ الْاِزَارِ فَقَالَ عَلَى الْخَبِيْرِ سَقَطْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِزْرَةُ الْمُسْلِمِ اِلٰى نِصْفِ السَّاقِ وَلَا حَرَجَ اَوْ لَا جُنَاحَ فِيْمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ مَا كَانَ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ مَنْ جَرَّ اِزَارَهُ بَطَرًا لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ

ترجمہ:۔ عبدالرحمان نے کہا کہ میں نے ابوسعیدؓ خدری سے ازار کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا وہ تو نے اس سے یہ پوچھا ہے جو اس مسئلے کو جانتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مسلم کا ازار نصف پنڈلی تک ہے اور اس میں اور گٹوں تک میں کوئی حرج، یا کوئی گناہ، نہیں۔ جو گٹوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے۔ جس نے اپنا ازار از راہ تکبر گھسیٹا، یا لٹکایا، اللہ اس کی طرف نظر رحمت نہ کرے گا۔ (ابن ماجہ، نسائی)

۴۰۹۳ ـ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ نَا حُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِيْ رَوَّادٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ـ اَلْاِسْبَالُ فِي الْاِزَارِ وَالْقَمِيْصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ؕ

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسبال تہ بند، قمیص اور عمامے میں ہے۔ جس نے ان میں سے کسی چیز کو از راہ تکبر لٹکایا، اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا (ابن ماجہ، نسائی، یعنی اسبال (لٹکانا) صرف ازار سے خاص نہیں ہے۔ قمیص اور عمامے وغیرہ میں بھی ہوتا ہے۔ لوگ ان میں بھی نمائش اور تکبر کا اظہار کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب ہے۔

۴۰۹۴ ـ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اَبِي الصَّبَّاحِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ سُمَيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاِزَارِ فَهُوَ فِي الْقَمِيْصِ ؕ

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ کہتے تھے کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار میں فرمایا ہے وہی قمیص میں ہے۔

۴۰۹۵ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ يَحْيٰى حَدَّثَنِيْ عِكْرِمَةُ اَنَّهُ رَاٰى

ابْنُ عَبَّاسٍ يَأْتَزِرُ فَيَضَعُ حَاشِيَةَ إِزَارِهِ مِنْ مُقَدَّمِهِ عَلَى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ وَيَرْفَعُ مِنْ مُؤَخَّرِهِ قُلْتُ لِمَ تَأْتَزِرُ هَذِهِ الْإِزْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتَزِرُهَا ط

ترجمہ:۔ عکرمہ نے ابن عباسؓ کو ازار باندھتے دیکھا کہ وہ اپنے تہ بند کا کنارہ اگلی طرف سے اپنے قدم پر رکھتے اور پچھلی طرف سے اسے اٹھا لیتے تو میں نے کہا کہ آپ ایسا ازار کیوں باندھتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح باندھتے دیکھا تھا۔

بَابٌ فِي لِبَاسِ النِّسَاءِ

(عورتوں کے لباس کا باب ۲۹)

۴۰۹۶۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ نَا أَبِي شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ ط

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے عورتوں میں سے مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والیوں پر اور مردوں میں سے عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والوں پر لعنت فرمائی۔ (بخاری، ابن ماجہ نسائی)

شرح:۔ اس حدیث کے ورود کا ایک سبب ہے جو طبرانی کی روایت میں آیا ہے کہ عورت مردوں کی مانند کمان لٹکائے گزری تو حضور نے یہ فرمایا اور مرد اگر عورتوں جیسا لباس پہنیں یا عورتیں مردوں جیسا لباس پہن لیں تو اس سے معاشرے میں بہت سی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں، بدکاری بڑھتی ہے۔ عورتوں اور مردوں کا اختلاط ترقی پذیر ہو جاتا ہے، دونوں جنسوں میں امتیاز مشکل ہو جاتا ہے۔ انساب میں گڑبڑ ہو جاتی ہے، مردانہ خصائص اور بہادرانہ اوصاف ختم ہو جاتے ہیں زنخوں کی کثرت بے شمار بیماریوں اور آفات کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

۴۰۹۷۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ نَا أَبُو عَامِرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ

لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ ط

ترجمہ:۔ ابوھریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورتوں کا لباس پہنے اور اس عورت پر لعنت فرمائی جو مردوں کا لباس پہنے (نسائی)

۴۰۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لُوَيْنٌ وَبَعْضُهُ قَرَأْتُ عَلَيْهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قِيلَ لِعَائِشَةَ إِنَّ امْرَأَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ فَقَالَتْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ ط

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا ہے کہ ایک عورت مردوں جیسا جوتا پہنتی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے اس عورت پر لعنت فرمائی، جو مردوں سے مشابہت پیدا کرے (یعنی مردوں کی ہیئت اور ان کے لباس کی تراش خراش اور نشست وبرخاست یا بات چیت میں ایسا کرنے کی کوشش کرے۔ جو چیزیں مردوں سے مخصوص ہیں انہیں اختیار کرے۔ جہاں تک علم وفضیلت، زہد وتقوی اور نیکی کا تعلق ہے اس پر مردوں کی اجارہ داری ہے، نہ عورتوں کی، یہ ایک مشترک چیز ہے، جو چاہے حاصل کرے)

بَابٌ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ

(اللہ تعالی کے اس قول کا باب کہ عورتیں اپنی چادریں اپنے اوپر لٹکالیں)

۴۰۹۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا ذَكَرَتْ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فَأَثْنَتْ عَلَيْهِنَّ وَقَالَتْ لَهُنَّ مَعْرُوفًا لَمَّا نَزَلَتْ سُورَةُ النُّورِ عَمَدْنَ إِلَى حُجُورٍ أَوْ حُجُوزٍ شَكَّ أَبُو كَامِلٍ فَشَقَقْنَهُنَّ فَاتَّخَذْنَهُنَّ خُمُرًا ط

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انصار کی عورتوں کا ذکر فرمایا اور ان کی تعریف فرمائی اور ان کے حق میں اچھی باتیں کیں اور فرمایا کہ جب سورۂ نور نازل ہوئی تو انہوں نے اپنے کمر بند لیے اور انہیں پھاڑ کر دوپٹے بنا لیے (پس نصف کمر بند کے طور پر اور نصف بطور چادر استعمال کرنے لگیں)۔

شرح:۔ اس سے قبل ان کے گریبان وسیع ہوتے تھے جن کے باعث گردن کے نچلے حصے اور چھاتیاں بعض دفعہ کھل جاتی تھیں۔ اب انہوں نے چادریں اور اوڑھنیاں اس طور پر اوڑھنا شروع کیں کہ پورا تستر ہو گیا اور جسم کا کوئی حصہ کھلا نہ رہا۔

۴۰۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ خَرَجَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِهِنَّ الْغِرْبَانَ مِنَ الْأَكْسِيَةِ۔

ترجمہ:۔ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری وہ عورتیں اپنی چادروں کو اپنے اوپر لٹکالیں تو انصار کی عورتیں یوں نکلیں کہ کالی چادروں کی وجہ سے یوں لگتا تھا گویا اُن کے سروں پر کوّے ہیں۔

بَابٌ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ

(اللہ تعالیٰ کے اس قول کا باب ہے کہ وہ عورتیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیں۔)

۴۰۰۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ وَابْنُ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالُوا أَنَا وَهْبٌ أَخْبَرَنِي قُرَّةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَعَافِرِيُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ شَقَقْنَ أَكْنَفَ قَالَ ابْنُ صَالِحٍ أَكْثَفَ مُرُوطِهِنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ پہلی مہاجر عورتوں پر رحم فرمائے، جب اللہ نے یہ آیت اتاری وہ کہ عورتیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیں تو انہوں نے اپنی بہت گاڑھی چادروں کو پھاڑا اور ان کی اوڑھنیاں بنالیں۔

۴۰۰۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ قَالَ رَأَيْتُ فِي كِتَابِ خَالِي عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ

شِهَابٍ بِإِسْنَادِهٖ وَمَعْنَاهُ ط

ترجمہ:- ابن شہاب کی اوپر کی روایت ایک اور سند سے اسی معنی میں جو گزرا ہے۔

بَابٌ فِيمَا تُبْدِي الْمَرْأَةُ مِنْ زِينَتِهَا

باب ۳۴ - عورت اپنی زینت کا کون سا حصہ ظاہر کرے

۴۱۰۳ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْطَاكِيُّ وَمُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ قَالَا نَا الْوَلِيدُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خَالِدٍ قَالَ يَعْقُوبُ بْنُ دُرَيْكٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ يَصْلُحْ لَهَا أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ هٰذَا مُرْسَلٌ خَالِدُ بْنُ دُرَيْكٍ لَمْ يُدْرِكْ عَائِشَةَ ط

ترجمہ:- حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ اسماء بنت ابی بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے پتلے کپڑے پہن رکھے تھے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء عورت جب بالغ ہو جائے تو روا نہیں کہ اس کے جسم سے ان حصوں کے علاوہ کوئی اور حصہ دکھائی دے، اور آپ نے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ ابوداؤد نے کہا کہ یہ مرسل ہے، خالد بن دریک نے حضرت عائشہؓ کا زمانہ نہیں پایا۔

شرح:- منذری نے کہا کہ اس کی سند میں سعید بن بشیر ابو عبدالرحمان مصری ہے، جو متکلم فیہ ہے۔ حافظ ابوبکر احمد الجرجانی نے کہا کہ اس کی روایت قتادہ سے سعید بن بشیر کے سوا کسی اور نے نہیں کی۔

بَابٌ فِي الْعَبْدِ يَنْظُرُ إِلَى شَعْرِ مَوْلَاتِهٖ

(باب ۳۵ کیا غلام اپنی مالکہ کے بال دیکھ سکتا ہے؟)

۴۱۰۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَيَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي

الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ اسْتَاذَنَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحِجَامَةِ فَاَمَرَ اَبَا طَيْبَةَ اَنْ يَحْجِمَهَا قَالَ حَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ كَانَ اَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ اَوْ غُلَامًا مَا لَمْ يَحْتَلِمْ ط

ترجمہ:۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حجامت کی اجازت مانگی تو حضورؐ نے ابوطیبہ کو حکم دیا کہ انہیں پچھنے لگائے۔ راوی نے کہا کہ میرے خیال میں ابوطیبہ حضرت ام سلمہؓ کا رضاعی بھائی تھا یا نابالغ لڑکا تھا۔ (مسلم، ابن ماجہ)

شرح:۔ عنوانِ باب سے حدیث بظاہر غیر متعلق ہے۔ مگر قیاس سے غلام کا حکم بھی اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اگر رضاعی بھائی یا نابالغ لڑکا عورت کے جسم پر نظر ڈال سکتا ہے تو غلام بھی ڈال سکتا ہے۔ لیکن ابوداؤد کا یہ استدلال تب صحیح ہے جبکہ یہ مانا جائے کہ عورت کا غلام اس کا محرم ہے۔ حنفیہ نے غلام کو محرم نہیں مانا اور ابن عباسؓ کی تفسیر سے استدلال کیا ہے۔ پچھنے یا سینگی لگانے میں جسم کے بعض خفیہ حصے کھولنے اور دیکھنے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لیے ابوداؤد نے اس حدیث پر اپنا استدلال قائم کیا ہے۔

۴۰۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى نَا اَبُو جُمَيْعٍ سَالِمُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا قَالَ وَعَلٰى فَاطِمَةَ ثَوْبٌ اِذَا قَنَّعَتْ بِهِ رَاْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا وَاِذَا غَطَّتْ بِهِ رِجْلَيْهَا لَمْ يَبْلُغْ رَاْسَهَا فَلَمَّا رَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَلْقٰى قَالَ اِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَاْسٌ اِنَّمَا هُوَ اَبُوكِ وَغُلَامُكِ ط

ترجمہ:۔ انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے پاس ایک غلام کو لائے جو آپؐ نے انہیں ھبہ کیا تھا۔ انسؓ نے کہا کہ فاطمہؓ پر اس وقت ایک کپڑا تھا کہ اگر سر ڈھانکتیں تو پاؤں تک نہ پہنچتا اور جب پاؤں ڈھانکتیں تو سر تک نہ پہنچتا۔ پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی الجھن دیکھی تو فرمایا ور کوئی حرج نہیں، یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیرا غلام ہے۔

شرح:۔ ابن رسلان نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ غلام عورت کے محارم میں سے ہوتا ہے۔ مگر یہ استدلال عام نہیں ہے۔ شرعی ضرورت کی بناء پر غلام سے چہرے کا پردہ نہ ہونا ایک الگ امر ہے اور اس کا محرم ہونا نہ ہونا الگ امر ہے اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ میں لونڈیوں کا حکم ہے غلاموں کا نہیں۔ ام سلمہؓ کے مکاتب نبہان سے سنن میں حدیث وارد ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جب تمہارے کسی مکاتب کے پاس زرِ کتابت ادا کرنے کی استطاعت ہو جائے تو مالکہ اس سے

پردہ کرے۔ یعنی اس سے قبل جو پردہ تھا اس سے شدید تر پردہ کرے کیونکہ اب وہ اجنبی ہو گیا ہے اور پہلے غلام ہونے کی وجہ سے پابندی کچھ نرم تھی۔

بَابٌ فِي قَوْلِهِ غَيْرُ أُولِي الْإِرْبَةِ

(غیر اولی الاربۃ کا باب)

۴۰۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخَنَّثٌ فَكَانُوا يَعُدُّونَهُ مِنْ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ وَهُوَ يَنْعَتُ امْرَأَةً وَقَالَ إِنَّهَا إِذَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَتْ بِأَرْبَعٍ وَإِذَا أَدْبَرَتْ أَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَرَى هَذَا يَعْلَمُ مَا هَهُنَا لَا يَدْخُلَنَّ عَلَيْكُنَّ هَذَا فَحَجَبُوهُ ط

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے پاس ایک مخنث آیا کرتا تھا اور لوگ اسے غیر اولی الاربۃ میں شمار کرتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو وہ مخنث آپ کی بعض ازواج کے پاس تھا اور وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا کہ جب وہ آتی ہے کہ اس کے پیٹ پر چار بل ہوتے ہیں اور جب جاتی ہے تو آٹھ شکن پڑتے ہیں (یعنی وہ اس کے موٹاپے کا بیان کر رہا تھا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو عورتوں کے احوال کو خوب جانتا ہے۔ (حالانکہ سمجھا یہ جاتا تھا کہ وہ ان چیزوں سے بالکل بے خبر ہے) یہ آئندہ تمہارے پاس نہ آئے، پس لوگوں نے اس سے عورتوں کا پردہ کرا دیا۔ (مسلم، نسائی)

شرح:۔ اس مخنث کا نام ھیت تھا اور یہ ام سلمہؓ کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ کا غلام تھا۔ اس سے پہلے یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس مخنث کو عورتوں کے معاملات یا ان کے اجسام وغیرہ کی کوئی خبر نہیں ہے اور غیر اولی الاربہ میں داخل ہے۔ یعنی وہ لوگ جنہیں عورتوں سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تین مخنث تھے۔ ماتع، ھدب، ھیت۔

۴۰۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُفْيَانَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ عَائِشَةَ بِمَعْنَاهُ ط

ترجمہ:۔ معمر کی سند سے پچھلی حدیث کی دوسری روایت جو اسی معنی میں ہے۔

۴۱۰۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِمَعْنَاهُ زَادَ وَأَخْرَجَهُ فَكَانَ بِالْبَيْدَاءِ يَدْخُلُ كُلَّ جُمُعَةٍ يَسْتَطْعِمُ ط

ترجمہ:۔ اسی حدیث کی اور روایت۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مدینہ سے نکال دیا اور وہ بیداء میں رہتا تھا اور ہر جمعہ کو کھانا مانگنے آتا تھا۔ (بخاری عن زینب بنت ابی سلمہ، مسلم ابن ماجہ)

۴۱۰۹۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ نَا عُمَرُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ إِذًا يَمُوتُ مِنَ الْجُوعِ فَأَذِنَ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَسْأَلُ ثُمَّ يَرْجِعُ ط

ترجمہ:۔ اس قصہ میں اوزاعی کی روایت اس میں ہے کہ کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تب تو وہ بھوک سے مر جائے گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہر ہفتہ دو دن آکر مانگنے اور واپس جانے کی اجازت دے دی (حوالہ سابقہ و سنن ابی داود حدیث نمبر ۴۹۲۸ کتاب الآداب)

بَابٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ

(اللہ تعالیٰ کے اس قول کا باب[۳۵] کہ مومن عورتوں سے کہو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں)

۴۱۱۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ نَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ الْآيَةَ فَنُسِخَ وَاسْتَثْنَى مِنْ ذٰلِكَ الْقَوَاعِدُ

مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا الْآيَةَ ط

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ "اور مومن عورتوں سے کہو کہ اپنی نظریں پست رکھیں، اس میں اس قدر نسخ و استثنا ہوا کہ "وہ بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید نہیں ۔

شرح:۔ عبداللہ بن عباس کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو پردے کے جو احکام دیے ہیں (یعنی گھر سے باہر کے پردے کے) ان میں سے ایک حکم یہ ہے کہ ان میں غیر محرموں کو نظر بھر کر نہیں دیکھنا چاہیئے۔ اور اس حکم سے بڑھیا عورتیں مستثنیٰ ہیں کیونکہ ان میں کوئی دلکشی نہیں نہ انہیں کسی کو نظر بد سے دیکھنے کی حاجت ہے۔ اس استثنار کو عبداللہ بن عباسؓ نے نسخ کے لفظ سے موسوم کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ نے الفوز الکبیر میں نسخ پر بحث کرتے ہوتے لکھا ہے کہ متقدمین کی اصطلاح میں نسخ کا لفظ بڑے وسیع معنوں میں بولا جاتا تھا اور ہر جگہ نسخ کا معنی انتہائے حکم نہیں ہوتا۔

۱۱۱۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ نَبْهَانُ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ مَيْمُونَةُ فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَذَالِكَ بَعْدَ أَنْ أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ فَقَالَ احْتَجِبَا مِنْهُ يَحْتَجِبُ عَنِ الْأَعْمَى أَيْضًا ط فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَلَيْسَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُ وَلَا يَعْرِفُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ ط

ترجمہ:۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور آپ کے پاس میمونہؓ بھی تھیں۔ پس ابن ام مکتومؓ آئے اور یہ واقعہ نزول حجاب کے بعد کا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا "تم اس سے پردہ کرو"۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ نابینا نہیں، نہ ہمیں دیکھ سکتا ہے اور نہ پہچانتا ہے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم بھی نابینا ہو؟ کیا تم اسے نہیں دیکھتی؟ (ترمذی، نسائی) ابوداؤد نے کہا کہ یہ حکم خاص طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے لیے تھا۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ فاطمہ بنت قیس نے ابن ام مکتوم کے گھر میں عدت گزاری تھی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت قیس سے فرمایا تھا کہ تو ابن ام مکتوم کے پاس عدت گزار، وہ ایک نابینا شخص ہے تم اس کے گھر میں بآسانی کپڑے وغیرہ بھی اُتار سکتی ہو۔

شرح:۔ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ عورت کے لیے مرد پر نظر ڈالنا جائز نہیں۔ نوویؒ نے کہا کہ یہی صحیح تر ہے۔ اور جمہور کا قول یہ ہے کہ عورت کے لیے اجنبی مرد کے بدن کو دیکھنا جائز ہے سوائے ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصے

کے بشرطیکہ فتنے کا خوف نہ ہو۔ اس کی دلیل حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے کہ انہوں نے حبشیوں کو مسجد میں کھیلتے دیکھا تھا، اور فاطمہ بنت قیس کی حدیث کہ حضورؐ نے اسے ابن مکتومؓ کے ہاں عدت گزارنے کا حکم دیا تھا۔ رخصت اور ممانعت کے متعلق احادیث میں تعارض ہوگیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ ممانعت ورع و تقویٰ پر محمول ہے اور حبشیوں والی حدیث رخصت پر محمول ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ فتنے کا خوف ہو تو ممانعت ہے اور فتنے سے امن ہو تو رخصت ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ممانعت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھی اور دوسری کے لیے رخصت ہے (مگر حضرت عائشہؓ کی حبشیوں والی روایت کا یہ جواب درست نہیں)۔ ابوداؤد کے بقول ممانعت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے مگر ابوداؤد کا یہ قول حضرت عائشہؓ کی حدیث پر صادق نہیں آتا۔ تمام دلائل کو شاید یوں جمع کیا جا سکے کہ دوسروں کے لیے تو رخصت کا حکم غالب ہے مگر ازواج مطہراتؓ کے لیے ممانعت کا حکم فائق ہے حضرت عائشہؓ کی حدیث کو مخصوص رخصت پر محمول کرنا ہوگا کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی موجود تھے۔ اور معاملہ ایک جنگی کھیل یا کرتب کا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب

۴۱۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمَيْمُوْنِ نَا الْوَلِيْدُ نَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا زَوَّجَ اَحَدُكُمْ عَبْدَهٗ اَمَتَهٗ فَلَا يَنْظُرُ اِلٰى عَوْرَتِهَا ط

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جب تم میں سے کوئی اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی سے کر دے تو پھر اس لونڈی کے پردے کو نہ دیکھے (یعنی نکاح کے باعث لونڈی اب مالک پر حرام ہے)

۴۱۱۳۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ نَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنِيْ دَاوُدُ بْنُ سَوَّارٍ الْمُزَنِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا زَوَّجَ اَحَدُكُمْ خَادِمَهٗ عَبْدَهٗ اَوْ اَجِيْرَهٗ فَلَا يَنْظُرْ اِلٰى مَا دُوْنَ السُّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ صَوَابُهٗ سَوَّارُ بْنُ دَاوُدَ وَهِمَ فِيْهِ وَكِيْعٌ ط

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جب تم میں سے کوئی اپنی لونڈی کا نکاح اپنے غلام یا مزدور سے کر دے تو ناف سے نیچے اور گھٹنے سے اوپر نہ دیکھے۔ ابوداؤد نے کہا کہ صحیح نام (راوی حدیث) سوار بن داؤد (المزنی البصری) ہے نہ کہ داؤد بن سوار، اس میں وکیع کو وہم ہوا ہے۔

شرح:۔ خادم سے مراد اس حدیث میں لونڈی ہے۔ چونکہ وہ آقا کی خدمت کر سکتی ہے لہٰذا جسم کے مستور حصوں کے علاوہ دیگر اعضاء کو دیکھنا جائز ہے۔

بَابُ كَيْفَ الْاِخْتِمَارِ

(چادر اوڑھنے کی کیفیت کا باب ۳۶)

۴۱۱۴۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ح وَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ وَهْبٍ مَوْلٰى اَبِيْ اَحْمَدَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَهِيَ تَخْتَمِرُ فَقَالَ لَيَّةٌ لَا لَيَّتَيْنِ قَالَ اَبُوْدَاؤُدَ مَعْنٰى قَوْلِهٖ لَيَّةٌ لَا لَيَّتَيْنِ يَقُوْلُ لَا تَعْتَمُّ مِثْلُ الرَّجُلِ لَا تُكَرِّرُهُ طَاقًا اَوْ طَاقَيْنِ۔

ترجمہ:۔ اُم سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے گئے اور وہ دوپٹہ اوڑھ رہی تھیں۔ حضورؐ نے فرمایا ایک تہ یا پیچ دو، دو نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کہ حضورؐ کے اس ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ مرد کی طرح عمامہ مت باندھو اور عمامے کے پیچوں کی مانند زیادہ تہیں مت جماؤ (خطابی نے لکھا ہے کہ ممانعت کا باعث وہی مردوں کے ساتھ مشابہت ہے)

بَابُ فِيْ لُبْسِ الْقَبَاطِيِّ لِلنِّسَآءِ

(عورتوں کے لیے قباطی پہننے کا باب ۳۷)

قباطی سے مراد مصر میں بننے والے وہ رقیق کپڑے تھے جو اس نام سے مشہور تھے۔

۴۱۱۵۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَاَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ نَا وَهْبٌ نَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ دِحْيَةَ بْنِ خَلِيْفَةَ الْكَلْبِيِّ اَنَّهُ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبَاطِيَّ فَاَعْطَانِيْ مِنْهَا قُبْطِيَّةً فَقَالَ اصْدَعْهَا صَدْعَيْنِ فَاقْطَعْ اَحَدَهُمَا قَمِيْصًا وَاَعْطِ الْاٰخَرَ امْرَاَتَكَ

تَخْتَمِرُ بِهِ فَلَمَّا أَدْبَرَ قَالَ وَأْمُرْ امْرَأَتَكَ أَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهُ ثَوْبًا لَا يَصِفُهَا قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ فَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ ط

ترجمہ:۔ دحیہؓ بن خلیفہ کلبی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قباطی کپڑے لائے گئے تو ان میں سے ایک کپڑا آپؐ نے مجھے عطا فرمایا اور کہا کہ اس کے دو حصے کرو۔ ایک کی تو اپنے لیے قمیص بنوالو اور دوسرا حصہ اپنی بیوی کو دو کہ وہ اس کی اوڑھنی بنا لے۔ جب دحیہؓ چل دیئے تو فرمایا کہ اس کے نیچے ایسا کپڑا رکھے جو اس کے سر کے بالوں کو ظاہر نہ ہونے دے۔ ابوداؤد نے کہا کہ اسے یحییٰ بن ایوب نے روایت کیا تو کہا و عباس بن عبداللہ بن عباس۔

شرح:۔ اس سے مرد کے لیے رقیق کپڑے کی قمیص پہننا جائز ثابت ہوا، اور یہ کہ یہ فساق و فجار کا لباس نہیں ہے۔ عموماً یہ لباس فساق کا ہے۔

بَابٌ فِي الذَّيْلِ

(دامن یا لٹکے ہوئے کپڑے کی مقدار کا باب)

۴۱۱۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَفِيَّةَ ابْنَةِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ ذَكَرَ الْإِزَارَ فَالْمَرْأَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تُرْخِي شِبْرًا قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ إِذًا يَنْكَشِفُ عَنْهَا قَالَ فَذِرَاعٌ لَا تَزِيدُ عَلَيْهِ ط

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ ام سلمہؓ نے آپؐ سے پوچھا، جبکہ آپؐ نے ازار کا ذکر فرمایا، یا رسول اللہؐ عورت کس قدر لٹکائے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ ایک بالشت لٹکائے۔ اُم سلمہؓ نے کہا (تب تو اس کا پردہ کھلے گا۔ حضورؐ نے فرمایا (پھر ایک ہاتھ اس سے زائد نہ لٹکائے (نسائی)

شرح:۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مردوں کے ازار کا حکم بیان فرمایا کہ وہ گھٹنوں سے نیچے نہ لٹکائے تو حضرت اُم سلمہؓ نے یہ سوال کیا۔ عورت کے لیے یہ نماز کی ادائیگی کے وقت کا گھر سے باہر نکلنے کا پردہ ہے۔ گھر کے کام کاج کے وقت اس کی پابندی اور محرموں کے سامنے بھی لازم نہیں ہے جیسا کہ دلائل کتاب و سنت سے ثابت ہے

۴۱۱۷ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَنَا عِيسَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ ابْنُ إِسْحٰقَ وَأَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ عَنْ صَفِيَّةَ ۔

ترجمہ:۔ حضرت ام سلمہؓ کی گزشتہ حدیث کی ایک روایت اور ہے ۔ ابوداؤد نے کہا کہ اسے ابن اسحاق اور ایوب بن موسیٰ نے نافع سے اس نے صفیہ (بنت ابی عبید۔ ابن عمرؓ کی بیوی، مختار کی بہن) سے روایت کیا۔

۴۱۱۸ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ أَخْبَرَنِي زَيْدٌ الْعَمِّيُّ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الذَّيْلِ شِبْرًا ثُمَّ اسْتَزَدْنَهُ فَزَادَهُنَّ شِبْرًا فَكُنَّ يُرْسِلْنَ إِلَيْنَا فَنَذْرَعُ لَهُنَّ ذِرَاعًا ۔

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المؤمنین کو ایک بالشت دامن لٹکانے کی اجازت دی۔ پھر انہوں نے آپؐ سے اضافے کی درخواست کی تو ایک بالشت کی اور اجازت دی۔ پس وہ ہمیں پیغام بھیجتی تھیں اور ہم ان کے لیے ایک ہاتھ ناپ کر بھیجتے تھے (نسائی)، ہاتھ دو بالشت کا ہوتا ہے۔

شرح:۔ ابن عمرؓ کی حدیث کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہاتھ کا حکم ازواج مطہرات کے ساتھ خاص نہ تھا، بلکہ سب عورتوں کا یہی حکم ہے۔ اور عورتیں صحابہ سے پوچھتی تھیں اور وہ ایک ہاتھ کی مقدار ناپ کر بھیجتے تھے۔ ابن رسلان کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کے لیے ایک بالشت کا حکم وجوبی اور دوسری بالشت کا استحباب و جواز کے لیے ہے جیسے مردوں کے لیے گٹوں کے اوپر تک وجوب اور نصف ساق تک استحباب ہے۔

بَابٌ فِي أُهُبِ الْمَيْتَةِ

(مردار کی کھالوں کا باب ۴۳)

۴۱۱۹ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَوَهْبُ بْنُ بَيَانٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مُسَدَّدٌ وَوَهْبٌ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ أُهْدِيَ لِمَوْلَاةٍ لَنَا شَاةٌ مِنَ الصَّدَقَةِ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا دَبَغْتُمْ إِهَابَهَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ

بِهٖ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا ط

ترجمہ:۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہماری ایک لونڈی کو ایک بکری صدقہ میں ملی اور وہ مر گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس سے گزرے تو فرمایا تم نے اس کی کھال کی دباغت کیوں نہ کر لی کہ اس سے فائدہ اٹھاتے؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہؐ یہ تو مردار ہے۔ فرمایا اس کا کھانا حرام کیا گیا ہے۔ (مسلم، نسائی، ابن ماجہ، یعنی مردار کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اور اس سے کام لینا جائز ہے۔ ابن عباسؓ کی حدیث بخاری، مسلم، نسائی میں موجود ہے۔

۴۱۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَزِيْدُ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ لَمْ يَذْكُرْ مَيْمُوْنَةَ قَالَ فَقَالَ أَلَا انْتَفَعْتُمْ بِإِهَابِهَا ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ لَمْ يَذْكُرِ الدِّبَاغَ ط

ترجمہ:۔ معمر کی زہری سے یہی روایت۔ اس میں میمونہؓ کا ذکر نہیں اور حضورؐ کا یہ قول مذکور ہے کہ تم نے اس کی کھال سے کیوں فائدہ نہیں اٹھایا؟ پھر راوی نے اوپر کی حدیث کا معنیٰ ذکر کیا اور دباغ کا ذکر نہیں کیا۔ مگر دوسری احادیث سے یہ ثابت ہے کہ دباغت کی ضرورت ہے اس کے بغیر مردار کی کھال پاک نہ ہوگی۔

۴۱۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ قَالَ مَعْمَرٌ وَكَانَ الزُّهْرِيُّ يُنْكِرُ الدِّبَاغَ وَيَقُوْلُ يُسْتَمْتَعُ بِهٖ عَلٰى كُلِّ حَالٍ قَالَ أَبُوْ دَاوٗدَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْأَوْزَاعِيُّ وَيُوْنُسُ وَعُقَيْلٌ فِيْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ الدِّبَاغَ وَذَكَرَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَحَفْصُ بْنُ الْوَلِيْدِ ذَكَرُوا الدِّبَاغَ ط

ترجمہ:۔ معمر نے کہا کہ زہری دباغ کا انکار کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اس سے ہر حال میں فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ زہری کی حدیث میں اوزاعی سفیان، یونس عقیل نے دباغ کا ذکر نہیں کیا۔ اور زبیدی، سعید بن عبدالعزیز اور حفص بن الولید نے دباغ کا ذکر کیا ہے (اسی طرح سفیان کی حدیث گزشتہ ۴۱۱۹ میں بھی زہری سے دباغ کا ذکر موجود ہے) مسلم کی حدیث میں ابن عیینہ کی روایت زہری سے ہے اور اس میں دباغت کا ذکر ہے۔

۴۱۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ وَعْلَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ ط

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا وہ جب چمڑا رنگا رکھا جائے گیا تو پاک ہو گیا۔ (مسلم، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

تشریح:۔ معالم السنن میں ابوسلیمان الخطابی نے کہا کہ اِھاب کا معنی چمڑا یا کھال ہے اور اس کی جمع اُھُب ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حرام جانوروں کی کھال اِھاب نہیں کہلاتی اور ان کا چمڑا رنگنے سے پاک نہیں ہوتا۔ یہ مذہب اوزاعی، ابن المبارک، اسحاق بن راھویہ اور ابوثور کا ہے۔ اس کے برعکس ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب، مالک اور شافعی کا مذھب یہ ہے کہ مردار کی کھال، حلال جانور ہو یا حرام دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے اس سے خنزیر کی کھال کو مستثنیٰ کیا ہے۔ (کیونکہ قرآن نے اسے رجسٌ کہہ کر نجس العین قرار دیا ہے) شافعی نے خنزیر کے علاوہ کتے کی کھال کو بھی مستثنیٰ کیا ہے۔ مالکؒ نے کہا کہ درندوں کی کھال مدبوغ بھی ہو تو اس پر نماز مکروہ ہے (مگر اس کراہت کا سبب غالباً یہ نہیں کہ وہ کھال نجس رہی۔ بلکہ اس کا سبب وہ ممانعت ہے جو احادیث میں ان کھالوں پر بیٹھنے اور سواری کرنے سے آئی ہے، گو اس کی علت بھی یہ ہے کہ یہ متکبرین اور کفار کا شعار تھا۔ اس پر کچھ بحث گزر چکی ہے) مالک کے نزدیک ان درندوں کی کھال سے نفع اور ان خرید و فروخت جائز ہے شافعی کے نزدیک ان کی بیع اور ان سے انتفاع بہرحال جائز ہے کیونکہ دباغت سے وہ پاک ہو جاتی ہیں (خطابی نے محاورات و اشعارِ عرب سے استدلال کر کے بتایا ہے کہ حرام جانوروں بلکہ انسانوں کی کھال پر بھی اھاب کا لفظ بولا گیا ہے۔

۴۱۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَنْ يُسْتَمْتَعَ بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ ۔

ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مکرمہ عائشہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردار کی کھال سے دباغت کے بعد فائدہ اٹھانے کا حکم دیا تھا۔ (ابن ماجہ، نسائی) داؤد ظاہری اور ایک روایت میں ابو یوسفؒ نے بھی اس حدیث کے اطلاق سے یہ مسئلہ نکالا کہ خنزیر کی کھال بھی دباغت سے صاف ہو جاتی ہے۔

۴۱۲۴۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَا نَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جَوْنِ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ أَتٰى عَلٰى بَيْتٍ فَإِذَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَسَأَلَ

الْمَاءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ دِبَاغُهَا طُهُوْرُهَا

ترجمہ: سلمہ بن المحبق (ھذلی) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں ایک گھر سے گزرے جس میں ایک مشک لٹک رہی تھی۔ حضورؐ نے پانی طلب فرمایا تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ یہ مردار کی کھال ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس کی دباغت اس کی طہارت کا سبب ہے (نسائی)

شرح: خطابی نے کہا اس حدیث میں ان لوگوں کے قول کا ردّ و ابطال ہے جنہوں نے کہا کہ دباغت کے بعد مردار کی کھال سے جب پانی مس ہوگا تو وہ نجس ہو جائے گا۔ یہاں سے تو یہ ثابت ہوا کہ دباغت کے بعد وہ کھال پاک ہو گئی۔ اگر اس کا مصلیٰ بن کر اس پر نماز پڑھی جائے تو جائز ہے۔ اگر اس کا موزہ بنالیں تو اس میں نماز جائز ہے (آج کل ہر شخص ہر ملک کے جوتے اور بوٹ پہنتا ہے۔ کیا کسی نے کبھی تحقیق کی ہے کہ یہ کھال یا چمڑا کسی چیز یا کس حلال یا حرام جانور کا تھا؟ اس طرح چمڑے کی بے شمار چیزیں استعمال میں آتی ہیں جو اکثر بھیگ بھی جاتی ہیں۔ مثلاً بیگ، بٹوا، وغیرہ۔ چمڑے کی جلدیں باندھی جاتی ہیں۔ کتاب اللہ اور حدیث وتفسیر و فقہ کی کتب ان سے مزین کی جاتی ہیں۔ لہٰذا یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ چمڑا حلال جانور کا ہو یا حرام کا۔ مذبوح کا غیر مذبوح کا جب اس کی دباغت ہو گئی تو پاک ہو گیا۔)

۴۱۲۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ حُذَافَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ الْعَالِيَةِ بِنْتِ سُبَيْعٍ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ لِي غَنَمٌ بِأُحُدٍ فَوَقَعَ فِيهَا الْمَوْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهَا ذٰلِكَ لَهَا فَقَالَتْ لِي مَيْمُونَةُ لَوْ أَخَذْتِ جُلُودَهَا فَانْتَفَعْتِ بِهَا فَقَالَتْ أَوَيَحِلُّ ذٰلِكَ قَالَتْ نَعَمْ مَرَّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّونَ شَاةً لَهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا قَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ

ترجمہ: عالیہ بنت سبیع نے کہا کہ احد پہاڑ پر میری بھیڑ بکریاں تھیں اور ان میں مری پڑ گئی تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ میمونہؓ کے پاس گئی اور ان سے اس کا ذکر کیا۔ میمونہؓ نے فرمایا کہ اگر تم ان کی کھالیں اتروا لو تو ان سے نفع اٹھا سکو گی۔ عالیہ نے کہا کہ کیا یہ حلال ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! کچھ قریشی مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

قریب سے ایک بکری کو گدھے کی طرح گھسیٹتے ہوئے گزرے حضورؐ نے فرمایا کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر تم اس کی کھال اتار لیتے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو مردار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے پانی اور قرظ درخت کے پتے پاک کر دیتے ہیں (ان پتوں سے کھالوں کی دباغت کی جاتی تھی)۔ نسائی۔

شرح:۔ بقول علامہ خطابی قرظ ایک درخت تھا جس کے ساتھ چمڑے رنگے جاتے تھے۔ ہر وہ چیز جو یہ کام کرے اس کا حکم یہی ہے کہ اس سے چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔ (جیسے کہ ہمارے ہاں یہ کام کیکر کے درخت کی چھال وغیرہ سے لیا جاتا ہے۔

بَابُ مَنْ رَوٰى اَنْ لَا يُسْتَنْفَعَ بِاِهَابِ الْمَيْتَةِ

(باب جنہوں نے یہ روایت کی کہ مردار کی کھال سے نفع نہیں لیا جا سکتا)

۱۲۶۱ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ قُرِئَ عَلَيْنَا كِتَابُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْضِ جُهَيْنَةَ وَاَنَا غُلَامٌ شَابٌّ اَنْ لَا تَسْتَمْتِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِاِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عکیم نے کہا کہ جہینہ کے علاقے میں ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھا گیا، جبکہ میں ایک جوان لڑکا تھا، کہ مردار کی کھال یا پٹھوں سے کام مت لو (نسائی)

شرح:۔ امام نسائی نے کہا کہ مردار کی کھال کے بارے میں جبکہ دباغت ہو جائے، صحیح ترین حدیث ابن عباسؓ عن میمونہؓ ہے۔ خطابی نے کہا کہ اس حدیث کے ظاہر پر احمد بن حنبل کا مذہب ہے۔ انہوں نے کہا کہ دباغ کی احادیث منسوخ ہیں کیونکہ اس حدیث کی بعض روایتوں میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک ماہ قبل آپ کا یہ خط ہماری طرف آیا تھا۔ سو یہ آخری حکم تھا اس سے پہلے احکام منسوخ ہو گئے۔ خطابی کہتے ہیں کہ عامۂ علماء کا مذہب یہ ہے کہ دباغ جائز ہے اور اس سے کھال پاک ہو جاتی ہے۔ انہوں نے اس حدیث کو ناقابل استدلال جانا کیونکہ عبداللہ بن عکیم کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہوئی اور ان کی حدیث ایک خط پر مبنی ہے جو ان کے پاس آیا تھا اگر یہ حدیث ثابت ہو تو اس کی تاویل یہ ہے کہ اس سے مراد دباغت سے قبل کھال سے انتفاع ہے۔ اس حدیث کی وجہ سے وہ صحیح احادیث نہیں ترک کی جا سکتیں جو بڑی تعداد میں دباغت اور اس سے چمڑے

کی طہارت میں وارد ہیں۔ ترمذی کا قول ہے کہ امام احمد کا قول پہلے اس حدیث پر تھا لیکن اس کی سند کا اضطراب دیکھ کر انہوں نے یہ حدیث ترک کردی تھی۔ بیہقی اور دیگر علماء نے اس حدیث کو مُرسل کہا ہے جو مسانید وصحاح کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جہاں تک مردار کے پٹھوں کا سوال ہے، حنفیہ کی صحیح تر روایت ان کی نجاست بتاتی ہے۔

۱۲۷ا۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ مَوْلٰی بَنِیْ هَاشِمٍ قَالَ نَا الثَّقَفِیُّ عَنْ خَالِدٍ عَنِ الْحَکَمِ بْنِ عُتَیْبَةَ اَنَّهُ انْطَلَقَ هُوَ وَنَاسٌ مَعَهُ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُکَیْمٍ رَجُلٌ مِنْ جُهَیْنَةَ قَالَ الْحَکَمُ فَدَخَلُوْا وَقَعَدْتُ عَلَی الْبَابِ فَخَرَجُوْا اِلَیَّ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُکَیْمٍ اَخْبَرَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَتَبَ اِلٰی جُهَیْنَةَ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِشَهْرٍ اَنْ لَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَیْتَةِ بِاِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ قَالَ اَبُوْدَاؤُدَ قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَیْلٍ یُسَمّٰی اِهَابًا مَالَمْ یُدْبَغْ فَاِذَا دُبِغَ لَا یُقَالُ لَهٗ اِهَابٌ اِنَّمَا یُسَمّٰی شَنًّا وَقِرْبَةً ط

ترجمہ۔ حکم بن عتیبہ نے کہا کہ وہ کچھ لوگوں کے ساتھ عبداللہ بن عکیم جہنی کے پاس گیا۔ حکم نے کہا کہ وہ لوگ اندر گئے اور میں دروازے پر بیٹھا رہا، جب وہ باہر آئے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ عبداللہ بن عکیم نے انہیں خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات شریف سے ایک ماہ قبل جہینہ قبیلے کو خط لکھا تھا کہ مردار کی کھال اور پٹھوں سے کام مت لو۔ ابوداؤد نے کہا کہ نضر بن شمیلی کا قول ہے کہ جب تک دباغت نہ ہو تو وہ اھاب ہے اور دباغت کے بعد اسے اھاب نہیں کہتے بلکہ وہ شن یا قربہ کہلاتا ہے (اصل حدیث ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی نے کہا کہ اکثر علماء کے نزدیک اس حدیث پر عمل نہیں ہے، اور میں نے احمد بن الحسن کو یہ کہتے سنا کہ احمد بن حنبل کا مذہب پہلے اس حدیث پر تھا لیکن اس کی سند کے اضطراب کے باعث انہوں نے اسے ترک کر دیا ہے)

شرح۔ ابوداؤد کے قول کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عکیم کی روایت میں اھاب کا لفظ ہے کہ حضورؐ نے مردار کی اھاب سے کام لینے سے منع فرمایا، اس سے مراد یہ ہے کہ جب تک وہ کھال دباغت سے صاف نہ ہو جائے اس سے نفع حاصل نہ کیا جائے۔ یہ وہی بات ہے جو اوپر ہم نے مکمل بیان کی ہے کہ دوسری صحیح مسند احادیث کے پیش نظر اس حدیث کی ـــــ اگر یہ ثابت ہو تو ـــــ یہ تاویل ہے کہ مردار کے کچے چمڑے کو کام میں مت لاؤ اور نہ اس کے پٹھے استعمال کرو۔

بَابٌ فِي جُلُودِ النُّمُورِ

(چیتوں اور درندوں کی کھال کا باب)

۴۱۲۸ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ أَبِي الْمُعْتَمِرِ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْكَبُوا الْخَزَّ وَلَا النِّمَارَ قَالَ وَكَانَ مُعَاوِيَةُ لَا يُتَّهَمُ فِي حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ:۔ معاویہؓ (بن ابی سفیان) نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خنز پر اور چیتوں کی کھال پر سوار مت ہو۔ ابن سیرین نے (یا ابوداؤد نے) کہا کہ معاویہؓ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں کوئی تہمت نہیں رکھی جاتی تھی۔ ابوداؤد نے کہا کہ ابوالمعتمر کا نام یزید بن طہمان تھا اور یہ حیرہ میں نازل ہوا کرتا تھا۔ (اصل حدیث ابن ماجہ میں بھی ہے) خز سے مراد اس حدیث میں خالص حریر ہے۔ بحث پہلے گزری۔

شرح:۔ اس مضمون کی احادیث پہلے گزرچکی ہے۔ جبار، بہادری جتانے والے، عجمی بادشاہ اور سرمایہ دار درندوں کی کھالوں پر بیٹھتے تھے، انہوں تخت پر بچھاتے تھے، سواری پر کھال بچھا کر چڑھتے تھے۔ اس سے ان کی رفاہیت اور غرور و تکبر کا اظہار ہوتا تھا، اس لیے منع فرمایا گیا۔ جہاں تک درندوں کی کھال کی طہارت کا سوال ہے وہ گزشتہ احادیث کی رُو سے دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔

۴۱۲۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ نَا عِمْرَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جِلْدُ نَمِرٍ ط

ترجمہ:۔ ابوھریرہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں چیتے کی کھال ہو۔

شرح:۔ اس حدیث سے بطور اشارہ النص ثابت ہوا کہ درندوں کی کھال سواریوں پر استعمال کرنے کا رواج تھا۔ گفتگو اوپر گزری۔

۴۱۳۰ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ ابْنِ سَعِيدٍ الْحِمْصِيُّ نَا بَقِيَّةُ عَنْ بُحَيْرٍ عَنْ

خَالِدٍ قَالَ وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِي كَرِبَ وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ فَقَالَ لَهُ فُلَانٌ أَتَعُدُّهَا مُصِيبَةً فَقَالَ وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ فَقَالَ هَذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ فَقَالَ الْأَسَدِيُّ جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللَّهُ فَقَالَ قَالَ الْمِقْدَامُ أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغَيِّظَكَ وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي قَالَ أَفْعَلُ قَالَ فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ فَقَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ قَالَ خَالِدٌ فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ وَفَرَضَ لِابْنِهِ فِي الْمِائَتَيْنِ فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ عَلَى أَصْحَابِهِ قَالَ وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ وَأَمَّا الْأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الْإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ۔

ترجمہ:۔ خالد بن معدان نے کہا کہ مقدامؓ بن معدیکرب اور عمرو بن الاسود اور بنی اسد کا ایک آدمی اہل قنسرین میں سے معاویہؓ بن ابی سفیان کے پاس بطور وفد آئے۔ پس معاویہؓ نے مقدامؓ سے کہا "کیا تجھے معلوم ہے کہ حسنؓ بن علی وفات پاگئے ہیں؟ پس مقدامؓ نے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا۔ پس ایک آدمی نے اُس سے کہا "کیا تو اسے مصیبت شمار کرتا ہے؟ مقدامؓ نے کہا کہ میں اسے کیوں مصیبت شمار نہ کروں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی گود میں رکھا اور فرمایا "یہ مجھ سے ہے؟ حسینؓ علیؓ سے ہے؟ (حسنؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور حسینؓ علیؓ سے مشابہت رکھتے تھے) پس اس اسدی شخص نے کہا کہ "ایک انگارہ تھا جسے اللہ نے بجھا دیا

ہے ۔ راوی نے کہا کہ اس پر مقدامؓ نے کہا واللہ میں تو آج تجھے غصہ دلا کر اور ناپسندیدہ باتیں سنا کر ہی رہوں گا کیونکہ تو نے معاویہؓ کی رعایت سے یا اسے خوش کرنے کے لیے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی بدگوئی کی ہے ! پھر مقدامؓ نے کہا " اے معاویہؓ ، اگر میں سچ کہوں تو میری تصدیق کرنا اور اگر میں جھوٹ بولوں تو میری تکذیب کرنا ۔ معاویہؓ نے کہا کہ ایسا ہی کروں گا ۔ مقدامؓ نے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا کہ آپؐ سونا پہننے سے (مردوں کو) منع فرماتے تھے ؟ اس نے کہا ہاں ۔ کہا کہ پھر میں تجھے اللہ کے نام سے پوچھتا ہوں کہ کیا تو جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مردوں کو) ریشم پہننے سے منع فرمایا تھا ؟ اس نے کہا کہ ہاں ۔ مقدامؓ نے کہا کہ میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو جانتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھالوں کو پہننے سے اور ان پر سوار ہونے سے منع فرمایا تھا ؟ اس نے کہا کہ ہاں ! مقدامؓ نے کہا واللہ یہ سب کچھ میں نے اے معاویہؓ تیرے گھر میں دیکھا ہے ۔ پس معاویہؓ نے کہا کہ مجھے معلوم تھا اے مقدامؓ میں تجھ سے کبھی بچ نہ سکوں گا ۔ خالد بن معدان نے کہا کہ پھر معاویہؓ نے اس کے لیے وہ حکم دیا جو اس کے دونوں کے لیے نہیں دیا تھا اور اس کے بیٹے کے لیے سیکڑوں کے حساب سے وظیفہ مقرر کیا ۔ پس مقدامؓ نے وہ سب کچھ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا ۔ خالد نے کہا کہ اسدی نے جو کچھ لیا تھا اس میں سے کسی کو کچھ نہ دیا ۔ پس یہ خبر معاویہؓ کو ملی تو اس نے کہا وہ مقدامؓ ایک سخی مرد ہے جس نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور اسدی اپنی چیز کو خوب بچا کر رکھنے والا ہے (نسائی مختصراً)

۱۳۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَنَّ إِسْمٰعِيلَ بْنَ أُسَامَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَيَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ حَدَّثَاهُمْ الْمَعْنٰى عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي مُلَيْحِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ ط

ترجمہ :- ابوالملیح نے اپنے باپ اُسامہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کے چمڑوں سے منع فرمایا (نسائی ، ترمذی) ۔ ترمذی نے کہا ہے کہ صحیح تر روایت مرسل ہے عن ابی الملیح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی دباغت سے پہلے ان چمڑوں کے استعمال سے منع فرمایا ، یا ان پر بیٹھنے اور سوار ہونے سے منع فرمایا جیسا کہ دوسری احادیث میں گزرا ہے ۔ اور اس کا باعث یہ ہے کہ یہ کفار و مشرکین اور اہل تکبر و غرور کا شیوہ ہے ۔ خطابی نے کہا ہے کہ چونکہ دباغت کے بعد بھی بال باقی رہ جاتے ہیں جو شافعی کے نزدیک بہر حال نجس ہیں لہٰذا اگر بال اکھاڑ دیئے جائیں تو ان کا استعمال جائز ہے ورنہ نہیں ۔ اور نہی اس لیے آئی ہے کہ ان کھالوں کو بالوں سمیت استعمال کیا جاتا تھا ۔ مگر یہ ایک بعید تاویل معلوم ہوتی ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہیں ہے ۔

بَابُ فِي الْاِنْتِعَالِ

(جوتے پہننے کا باب)

۴۱۳۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ نَا ابْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى ابْنِ عُقْبَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ اَكْثِرُوا مِنَ النِّعَالِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ ط

ترجمہ:۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا کہ جوتے اکثر پہنا کرو کیونکہ جوتے پہننے والا آدمی برابر سوار رہتا ہے (یعنی جوتوں پر سوار رہتا ہے۔ مسلم۔ نسائی)

شرح:۔ یعنی جس طرح سوار آدمی منزل مقصود پر پہنچنے میں آسانی پاتا ہے اسی طرح ننگے پاؤں والے کے برخلاف جوتوں والا پاؤں کی تکلیف مشقت اور تھکن سے بچا رہتا ہے۔ کانٹے اور کنکریاں وغیرہ نہیں چبھتیں موذی جانوروں سے بے خوف ہوتا ہے ابن رسلان نے کہا ہے کہ یہ کلام بڑا فصیح و بلیغ ہے اور پیغمبر کی زبان سے ہی ادا ہو سکتا تھا صلی اللہ علیہ وسلم) عربوں میں ننگے پاؤں رہنے کا رواج بھی تھا۔

۴۱۳۳ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ نَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهَا قِبَالَانِ ط

ترجمہ:۔ انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین کے دو تسمے تھے (ایک درمیانی اور ساتھ والی انگلی میں اور دوسرا ساتھ والی انگلی میں)

۴۱۳۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ اَبُو يَحْيَى قَالَ اَنَا اَبُو اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ نَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا ط

ترجمہ:۔ جابرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی کھڑا ہو کر جوتا پہنے۔ (خطابی نے کہا ہے کہ نبیؐ کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح جوتا پہننے کے لیے جھکنا پڑتا ہے۔ تسمہ باندھتے

میں دیر ہوتی ہے اور کبھی بار جوتے بدل جانے یا آدمی کے گر جانے کا اندیشہ ہوتا ہے لہٰذا بیٹھ کر ہاتھ کی مدد سے جوتا پہننے کا حکم دیا۔ ظاہر ہے کہ یہ آداب و استحباب میں سے ہے۔

۱۳۵ا۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَمْشِیْ اَحَدُکُمْ فِی النَّعْلِ الْوَاحِدِ لِیَنْتَعِلْھُمَا جَمِیْعًا اَوْ لِیَخْلَعْھُمَا جَمِیْعًا ؏

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوتے سے منع فرمایا۔ دونوں پہنے یا دونوں کو اتار دے (بخاری۔ مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح:۔ یہ ایک غیر مہذبانہ فعل ہے۔ اس سے رفتار میں بھی فرق آتا ہے۔ چلنے میں جھجک ہوتی ہے اور ٹھوکر کھانے اور گرنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ دور سے دیکھنے والا ایسے شخص کو لنگڑا سمجھے گا۔ لوگ اس کی حرکت دیکھ کر اس کی حماقت پر ہنسیں گے۔ اس لیے اس سے منع فرمایا گیا ہے۔

۱۳۶ا۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ الطَّیَالِسِیُّ نَا زُھَیْرٌ نَا اَبُو الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ اَحَدِکُمْ فَلَا یَمْشِیْ فِیْ نَعْلٍ وَاحِدَۃٍ حَتّٰی یُصْلِحَ شِسْعَہٗ وَلَا یَمْشِیْ فِیْ خُفٍّ وَاحِدٍ وَلَا یَاْکُلْ بِشِمَالِہٖ ؏

ترجمہ:۔ جابرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک جوتے میں نہ چلے جب تک کہ اپنے تسمے کو درست نہ کرے اور ایک موزے میں نہ چلے اور اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے (مسلم، نسائی) بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا کام ہے

۱۳۷ا۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ نَا صَفْوَانُ بْنُ عِیْسٰی نَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ ھَارُوْنَ عَنْ زِیَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْ نَھِیْکٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّۃِ اِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ اَنْ یَخْلَعَ نَعْلَیْہِ فَیَضَعَھُمَا بِجَنْبِہٖ ؏

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ بھی سنت ہے کہ آدمی جب بیٹھے تو اپنے جوتے اتار کر پہلو میں رکھے۔ (جوتا اگر باہر رہے گا یا پیچھے ہوگا تو دل میں تشویش رہے گی مبادا چوری ہو جائے۔ دائیں طرف اور سامنے نہ رکھے کہ ممکن ہے اس میں نجاست ہو۔

۴۱۳۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ وَلْتَكُنِ الْيَمِينُ أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ ط

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں پاؤں سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں طرف سے اتارے۔ دایاں پاؤں پہننے میں اوّل اور اتارنے میں آخر ہونا چاہیئے (بخاری، ترمذی، ابن ماجہ، مسلم)

شرح:۔ جوتا پاؤں کی حفاظت کے لیے ہے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق عمل ہونا چاہیئے آپ کپڑے یا جوتے پہنتے وقت دائیں طرف سے شروع فرماتے تھے، یہی حال غسل و وضو کا بھی ہے۔

۴۱۳۹ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَعَنْ مُسْلِمِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَا نَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَنَعْلِهِ قَالَ مُسْلِمٌ وَسِوَاكِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ عَنْ شُعْبَةَ مُعَاذٌ وَلَمْ يَذْكُرْ سِوَاكَهُ ط

ترجمہ:۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں تک ہو سکتا اپنے ہر کام میں دائیں سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے طہارت و وضو و غسل میں، کنگھی کرنے میں، اور جوتے پہننے میں مسواک میں (بخاری مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

مسلم بن ابراہیم نے مسواک کا ——— ذکر کیا ہے مگر شعبہ نے نہیں کیا۔

۴۱۴۰ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا زُهَيْرٌ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَبِسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُوا بِأَيَامِنِكُمْ ط

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم لباس پہنو اور وضو کرو دائیں اطراف سے

تشریح کردہ (ابن ماجہ، ترمذی، نسائی)

بَابٌ فِي الْفُرُشِ

(بستروں کا باب)

۴۱۴۱۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الْهَمْدَانِيُّ الرَّمْلِيُّ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفُرُشَ فَقَالَ فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِلْمَرْأَةِ وَفِرَاشٌ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ ط

ترجمہ:۔ جابرؓ بن عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بستروں کا ذکر کیا تو فرمایا کہ ایک بستر مرد کے لیے، ایک بستر عورت کے لیے، ایک بستر مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے ہے (مسلم، نسائی)

تشریح:۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ضرورت و حاجت سے زیادہ محض نمائش کے لیے بستر اور کپڑے نہ بنائے جائیں۔ یہ بھی بطور اشارۃ النص معلوم ہوا کہ مہمانوں کے لیے حسب ضرورت بستر رکھنا جائز ہے۔ مثلاً اگر کسی گھر میں عموماً کئی کئی مہمان آجاتے ہیں تو ان کی ضرورت کے مطابق انتظام کیا جائے۔ خطابی نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد اور عورت کو الگ الگ بستر پر سونا چاہیئے، یہی سنت کا ادب ہے اگر ان کا اکٹھا سونا ہی مسنون ہوتا تو اس حدیث میں جہاں کہ اقتصاد کا حکم دیا جا رہا ہے ان کے دو الگ بستروں کا ذکر نہ ہوتا۔ لیکن امام نوویؒ نے اس استدلال کو ضعیف قرار دیا ہے۔ عذر وغیرہ کی بات دوسری ہے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر فعل یہی تھا کہ زوجین ایک بستر میں سوئیں۔ حضورؐ قیام اللیل پر ہمیشگی فرماتے رہے مگر اس کے باوجود ازواج کے ساتھ حسن معاشرت آپؐ کا یہی رہا کہ ایک بستر پر لیٹتے تھے۔ یہ لازم نہیں کہ ایک بستر پر سونے سے جماع ضروری ہو جائے۔

۴۱۴۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا وَكِيعٌ ح وَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ فَرَأَيْتُهُ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ زَادَ ابْنُ الْجَرَّاحِ عَلَى يَسَارِهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ أَيْضًا عَلَى يَسَارِهِ ط

ترجمہ:۔ جابرؓ بن سمرہ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے آپ کے گھر میں داخل ہوا تو

میں نے آپ کو تکیے پر سہارا لگائے ہوئے دیکھا۔ ابن الجراح نے "بائیں طرف" کا اضافہ کیا ہے۔ دوسری روایت میں بھی یہ اضافہ موجود ہے (ترمذی)

۱۴۲۳ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ رَأَى رُفْقَةً مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ رِحَالُهُمُ الْأَدَمُ فَقَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى أَشْبَهِ رُفْقَةٍ كَانُوا بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هٰؤُلَاءِ

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے یمن کا ایک قافلہ دیکھا جن کے راونٹوں کے ہر کجاوے چمڑے کے بنے ہوئے تھے۔ پس انہوں نے کہا کہ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ مشابہ تر قافلہ دیکھنا چاہے وہ ان لوگوں کو دیکھ لے۔

۱۴۲۴ حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا قُلْتُ وَأَنّٰى لَنَا الْأَنْمَاطُ فَقَالَ أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمْ أَنْمَاطٌ

ترجمہ:۔ جابرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا در کیا تم نے رقیق بچھونے بنا لیے ہیں؟ میں نے کہا۔ "ہمیں باریک بستر کہاں میسر آسکتے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا "یہاں تمہارے نرم گداز بستر ہوں گے۔ بخاری، مسلم، ترمذی،)

شرح:۔ بخاری، مسلم، اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ جابرؓ نے کہا۔ میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں، ہٹاؤ اپنا نرم وگداز بستر، تو وہ کہتی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ ہوں گے"، تو میں چپ ہو رہتا ہوں اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی ہے اور اس بات کی دلیل بھی کہ اگر اللہ دے تو ان چیزوں کا استعمال جائز ہے۔

۱۴۲۵ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا أَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ وِسَادَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ مَنِيعٍ الَّتِي يَنَامُ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا

يُتَعُ ٥

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گدا جس پر رات کو سوتے تھے، چمڑے کا تھا اور اس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (مسلم، ترمذی، بخاری، عن عمر بن الخطاب)

۱۴۶ - حَدَّثَنَا اَبُو تَوْبَةَ ثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ حَيَّانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ ضِجْعَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ ۔

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ (ابن ماجہ)

۱۴۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ نَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ فِرَاشُهَا حِيَالَ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ: ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اُن کا بستر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز گاہ کے سامنے تھا۔ ابن ماجہ)

شرح: حدیث میں مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ ہے اور اس سے مراد گھر کی مسجد ہے جس میں تہجد پڑھتے تھے۔

بَابٌ فِي اتِّخَاذِ السُّتُورِ

(پردے لگانے کا باب)

۱۴۸ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ نَا ابْنُ نُمَيْرٍ نَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ غَزْوَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَى فَاطِمَةَ فَوَجَدَ عَلَى بَابِهَا سِتْرًا فَلَمْ يَدْخُلْ قَالَ وَقَلَّ مَا كَانَ يَدْخُلُ اِلَّا بَدَأَ بِهَا فَجَاءَ عَلِيٌّ رض فَرَاٰهَا مُهْتَمَّةً فَقَالَ مَالَكِ قَالَتْ جَاءَ

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی فَلَمْ یَدْخُلْ فَاَتَاہُ عَلِیٌّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فَاطِمَۃَ اشْتَدَّ عَلَیْھَا اَنَّکَ جِئْتَھَا فَلَمْ تَدْخُلْ عَلَیْھَا قَالَ وَمَا اَنَا وَالدُّنْیَا وَمَا اَنَا وَالرَّقْمِ فَذَھَبَ اِلٰی فَاطِمَۃَ فَاَخْبَرَھَا بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ قُلْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَاْمُرُنِیْ بِہٖ قَالَ قُلْ لَھَا فَلْتُرْسِلْ بِہٖ اِلٰی بَنِیْ فُلَانٍ ط

ترجمہ:۔ عبداللہؓ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہؓ کے ہاں تشریف لے گئے تو ان کے دروازے پر پردہ دیکھا اور اندر داخل نہ ہوئے۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ ایسا کم ہی ہوا کہ آپؐ ازواج کے ہاں تشریف لے گئے مگر پہلے فاطمہؓ کے گھر سے ابتداء کی۔ پھر علیؓ آئے تو فاطمہؓ کو غمگین پایا۔ پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا؟ فاطمہؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے مگر اندر داخل نہیں ہوئے۔ علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا "یارسول اللہ فاطمہؓ پر یہ بات شاق گزری ہے کہ آپ ان کے پاس گئے مگر اندر داخل نہ ہوئے۔ حضورؐ نے فرمایا "مجھے دنیا سے کیا سروکار؟ اور مجھے نقش ونگار سے کیا کام؟ پھر علیؓ فاطمہؓ کے پاس گئے اور ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بتایا۔ فاطمہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ آپ مجھے اس پردے کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا "اس سے کہو کہ اسے فلاں گھر والوں کے ہاں بھیج دو۔

شرح:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل بیت اور اصحاب کی تربیت کے باب میں بہت سرگرم تھے۔ آپ کی ذاتی زندگی سب کے سامنے ہے۔ ازواج مطہرات جو اچھے خاصے گھرانوں سے متعلق تھیں۔ بعض ان میں شہزادیاں اور رئیس زادیاں بھی تھیں، مگر آنحضورؐ کی تربیت نے ان کی زندگی کا معیار عوام جیسا کر دیا تھا۔ فاطمہؓ آپؐ کی محبوب ترین بیٹی تھیں۔ مگر تربیت کے باب میں حضورؐ نے ان کا لحاظ بھی نہ کیا۔ ایسا ہی واقعہ آپؐ کا حضرت عائشہؓ کے ساتھ بھی گزرا تھا۔

۴۱۴۹۔ حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَی الْاَسَدِیُّ نَا ابْنُ فُضَیْلٍ عَنْ اَبِیْہِ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ قَالَ وَکَانَ سِتْرًا مَوْشِیًّا ط

ترجمہ:۔ یہی حدیث ایک اور سند سے۔ اس میں راوی نے کہا ہے کہ یہ ایک منقش پردہ تھا۔ (جس پر بیل بوٹے بنے ہوئے تھے۔)

بَابُ فِي الصَّلِيبِ فِي الثَّوْبِ

(کپڑے میں صلیب کا باب)

۴۱۵۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ نَا أَبَانُ نَا يَحْيَى نَا عِمْرَانُ بْنُ حِطَّانَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصْلِيبٌ إِلَّا قَضَبَهُ ط

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں جس چیز پر بھی صلیب کی تصویر دیکھتے اُسے توڑ پھوڑ دیتے تھے اور قطع کر دیتے تھے۔ (بخاری) (صلیب کی تصویر اگرچہ جاندار نہیں مگر یہ نصاریٰ کا معبود ہے اس لیے اس کی تصویر وغیرہ حرام ہے۔

بَابُ فِي الصُّوَرِ

(تصاویر کا باب)

۴۱۵۱ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ ابْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ ط

ترجمہ:۔ علیؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جس گھر میں تصویر یا کتا یا جنبی ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (نسائی، ابن ماجہ، سنن ابی داؤد (حدیث نمبر ۲۲۷)

شرح:۔ خطابی نے بعض علماء کا قول نقل کیا ہے کہ اس حدیث میں جنبی سے مراد وہ شخص ہے جس کی عادت ہو کہ غسل جنابت نہ کرتا ہو۔ اور کتا سے مراد اس وقت ناپسندیدہ ہے جب لہو ولعب کے لیے ہو ضرورت و حاجت کی بناء پر نہ ہو۔ پس حفاظت، چوکیداری، زراعت کی رکھوالی، ریوڑ کی رکھوالی کا کتا یا شکار کا کتا خاطر رکھا ہوا۔ اس حکم میں نہیں آتا۔ یہ اس کا جواز خود قرآن سے ثابت ہے۔ تصویر سے مراد ذی روح کی تصویر ہے مجسمے کی شکل میں ہو، منقوش ہو۔ دیوار پر کھدی ہوئی یا کھینچی ہوئی ہو فرش میں ہو یا چادروں پر، بعض علماء نے ان تصویروں کی اجازت دی ہے

جو فرش پر یا قالین وغیرہ پر ہوں اور پاؤں کے نیچے لتاڑی جائیں۔ فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں، ورنہ کراماً کاتبین تو ہر شخص کے ساتھ ہیں اور ملک الموت ہر جگہ آتا ہے۔

۴۱۵۲۔ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ نَا خَالِدٌ عَنْ سُهَيْلٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي صَالِحٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تِمْثَالٌ وَقَالَ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ نَسْأَلُهَا عَنْ ذَلِكَ فَانْطَلَقْنَا فَقُلْنَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ أَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا وَكَذَا فَهَلْ سَمِعْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ ذَلِكَ قَالَتْ لَا وَلَكِنْ سَأُحَدِّثُكُمْ بِمَا رَأَيْتُهُ فَعَلَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ وَكُنْتُ أَتَحَيَّنُ قُفُولَهُ فَأَخَذْتُ نَمَطًا كَانَ لَنَا فَسَتَرْتُهُ عَلَى الْعَرَضِ فَلَمَّا جَاءَ اسْتَقْبَلْتُهُ فَقُلْتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَعَزَّكَ وَأَكْرَمَكَ فَنَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ فَرَأَى النَّمَطَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا وَرَأَيْتُ الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِهِ فَأَتَى النَّمَطَ حَتَّى هَتَكَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللهَ لَمْ يَأْمُرْنَا فِيمَا رَزَقَنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَاللَّبِنَ قَالَتْ فَقَطَعْتُهُ وَجَعَلْتُهُ وِسَادَتَيْنِ وَحَشَوْتُهُمَا لِيفًا فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيَّ ۔

ترجمہ:۔ ابوطلحہؓ انصاری نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا وہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو یا کوئی مجسمہ ہو۔ زید بن خالد جہنی نے کہا کہ چلو ام المومنین عائشہؓ سے یہ بات پوچھیں۔ پس ہم گئے اور کہا اے مومنوں کی اماں! ابوطلحہؓ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اور یہ حدیث سنائی ہے۔ پس کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا ذکر فرماتے سنا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، لیکن جو کچھ میں نے دیکھا وہ میں تمہیں بتاتی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے گئے اور میں آپ کی واپسی کی منتظر تھی۔ میں نے ایک اپنا ایک بچھونا لیا

اور اس سے دروازے کے اوپر کی لکڑی پر ڈال کر پردہ بنا لیا۔ پس جب آپؐ تشریف لاتے میں نے آپؐ کا استقبال کیا اور کہا کہ سلام ہو آپؐ پر اے اللہ کے رسول اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ اُس خدا کی تعریف ہے جس نے آپ کو عزت و اکرام بخشا۔ پس آپؐ نے گھر کی طرف دیکھا اور اُس پردے پر نظر ڈالی، میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ اور میں نے آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی دیکھی، پھر آپؐ پردے کی طرف بڑھے اور اسے اتار کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا وہ اللہ نے جو کچھ ہمیں بخشا ہے اس میں اس چیز کا حکم نہیں دیا کہ پتھروں اور اینٹوں پر کپڑے پہنائیں۔ عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے اسے کاٹ دیا اور اس کے دو تکیے بنائے اور ان میں چھال بھر دی تو حضورؐ نے اس پر انکار نہ فرمایا۔ (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح۔ کاٹنے کے باعث تصویریں بھی کٹ گئی ہوں گی، اگر بعض باقی بھی تھیں تو سہارا لگانے اور لتاڑا جانے کے باعث ان کی اہانت ہوتی تھی لہٰذا ان کا وہ پہلا حکم نہ رہا۔

۴۱۵۳ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ نَا جَرِيْرٌ عَنْ سُهَيْلٍ فَذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ فَقُلْتُ يَا اُمَّهْ اِنَّ هٰذَا حَدَّثَنِيْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَالَ فِيْهِ سَعِيْدُ بْنُ يَسَارٍ مَوْلٰى بَنِي النَّجَّارِ ؕ

ترجمہ۔ اوپر کی حدیث ایک اور سند سے، اس میں ہے کہ زیدؓ نے کہا کہ میں نے عرض کیا! اے اماں جان! اس (ابوطلحہؓ) نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الخ اور اس میں راوی سعید بن یسار کے ساتھ مولیٰ بنی النجار کا لفظ آیا ہے۔

۴۱۵۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ نَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ اَبِي طَلْحَةَ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ قَالَ بُسْرٌ ثُمَّ اشْتَكٰى زَيْدٌ فَعُدْنَاهُ فَاِذَا عَلٰى بَابِهِ سِتْرٌ فِيْهِ صُوْرَةٌ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ رَبِيْبِ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْاَوَّلِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ اَلَمْ تَسْمَعْهُ حِيْنَ قَالَ اِلَّا رَقْمًا فِيْ ثَوْبٍ ؕ

ترجمہ۔ زید بن خالد جہنیؓ نے ابوطلحہؓ سے روایت کی اس نے کہا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فرشتے اس

گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔ بسر بن سعید (راوی حدیث) نے کہا کہ پھر زید بیمار ہوئے تو ہم نے ان کی عیادت کی، ہم نے دیکھا کہ ان کے دروازے پر پردہ تھا جس میں تصویر تھی تو میں نے عبید اللہ خولانی سے کہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ میمونہؓ کا پروردہ تھا، کہ زیدؓ نے ہمیں تصاویر کے متعلق اس سے قبل بتایا نہ تھا؟ تو عبید اللہ نے کہا کہ تم نے ان میں یہ کہتے نہ سنا تھا کہ "مگر یہ کہ کسی کپڑے پر مرقوم تصویر ہو" (یہ حدیث دراصل گذشتہ حدیث کا ہی حصہ ہے) یہ تصویر غالباً کسی درخت وغیرہ کی تھی۔

۴۱۵۵ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنَّ إِسْمَعِيلَ بْنَ عَبْدِ الْكَرِيمِ حَدَّثَهُمْ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ عَقِيلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ زَمَنَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ أَنْ يَأْتِيَ الْكَعْبَةَ فَيَمْحُوَ كُلَّ صُورَةٍ فِيهَا فَلَمْ يَدْخُلْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مُحِيَتْ كُلُّ صُورَةٍ فِيهَا

ترجمہ:۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن مکہ کی پتھریلی وادی میں حکم دیا تھا کہ وہ کعبہ میں جائیں اور اس میں سے ہر تصویر کو مٹا ڈالیں۔ پس جب تک سب تصویریں مٹا نہ دی گئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل نہیں ہوئے۔

شرح:۔ کعبہ کی دیواروں پر نبیوں، فرشتوں وغیرہ کی فرضی تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ بظاہر حضرت عمرؓ نے صرف دیواروں کی تصاویر کو محو کیا تھا اور بتوں کو حضورؐ نے خود گرایا تھا جیسا کہ صحاح میں ثابت ہے کہ آپ کعبہ میں داخل ہوئے اور اس میں ۳۶۰ بت تھے۔ آپ انہیں کچوکے دیتے، گراتے جاتے اور فرماتے "حق آگیا اور باطل مٹ گیا، باطل مٹنے ہی والا تھا۔"

۴۱۵۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَتْنِي مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ جِبْرَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ وَعَدَنِي أَنْ يَلْقَانِي اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِي ثُمَّ وَقَعَ فِي نَفْسِهِ جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ بِسَاطٍ لَنَا فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ مَاءً فَنَضَحَ بِهِ مَكَانَهُ فَلَمَّا لَقِيَهُ جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّا لَا

تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتَّى أَنَّهُ لَيَأْمُرُ بِقَتْلِ كَلْبِ الْحَائِطِ الصَّغِيرِ وَيَتْرُكُ كَلْبَ الْحَائِطِ الْكَبِيرِ ۔

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ مجھے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مکرمہ میمونہؓ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیلؑ نے مجھ سے آج رات ملنے کا وعدہ کیا تھا مگر وہ نہیں ملا، پھر حضورؐ کے دل میں خیال آیا کہ ایک کتے کا پلّا ہمارے ایک بستر کے نیچے تھا۔ حضورؐ نے حکم دیا اسے نکال دیا گیا۔ پھر حضورؐ نے اپنے ہاتھ سے پانی لے کر وہاں چھڑکا۔ پھر جب جبرئیلؑ حضورؐ سے ملے تو کہا "ہم کسی ایسے گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں کتا ہو یا تصویر ہو۔ پس صبح اُٹھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دے دیا۔ حتیٰ کہ آپ چھوٹے باغ کے کتے کے قتل کا حکم دیتے اور بڑے باغ کے کتے کو چھوڑ دیتے تھے۔ (مسلم۔ نسائی)

شرح:۔ چھوٹے باغوں کی حفاظت خود مالک کر سکتے تھے اس لیے ان کے کتے مروا دئے گئے۔ اس حدیث سے آوارہ کتوں اور بے ضرورت کتوں کے سروا ڈالنے کا جواز ثابت ہوا۔ مگر بعد میں مسلم کی حدیث جابرؓ کے مطابق یہ حکم منسوخ ہو گیا تھا۔ پھر بھی بلا ضرورت کتے پالنے کا جواز نہیں ہے۔

۴۱۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى أَنَا أَبُو إِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ نَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي جِبْرَئِيلُ فَقَالَ لِي أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَاثِيلُ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ الَّذِي فِي الْبَيْتِ يُقْطَعُ فَيَصِيرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ فَلْيُجْعَلْ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ مَنْبُوذَتَيْنِ تُوطَآنِ وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَلْيُخْرَجْ فَفَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا الْكَلْبُ لِحَسَنٍ أَوْ حُسَيْنٍ كَانَ تَحْتَ نَضَدٍ لَهُمْ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ (آخر كتاب اللباس)

ترجمہ:۔ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جبرئیلؑ میرے پاس آیا اور کہا کہ گزشتہ رات میں

آپ کے پاس آیا تھا، مگر اندر داخل ہونے سے اس لیے رک گیا کہ دروازے پر کچھ (مردوں کے) مجسمے تھے اور گھر میں ایک منقش پردہ تھا جس میں تصویریں تھیں اور گھر میں ایک کتا تھا۔ پس دروازے والے مجسمے کا سر کٹوا دیجئے کہ وہ ایک درخت کی طرح ہو جائے، پردے کو کٹوا کر اس کے دو تکیے بنوا دیجئے جو زمین پر پڑے رہیں اور روندے جائیں اور کتے کو گھر سے نکلوا دیجیے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ وہ کتا حسنؓ یا حسینؓ کا تھا جو گھر والوں کے ایک تخت کے نیچے تھا، اُسے باہر نکلوا دیا گیا۔ ابوداؤد نے کہا کہ نضد چارپائی کی مانند ایک چیز ہے جس پر کپڑے رکھے جاتے تھے۔ (اصل حدیث ترمذی اور نسائی میں مروی ہے)

آخر کتاب اللباس۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَوَّلُ كِتَابُ التَّرَجُّلِ

(جس میں ۲۱ باب اور ۵۵ حدیثیں ہیں)

بَابٌ

۴۱۵۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ التَّرَجُّلِ اِلَّا غِبًّا ط

ترجمہ۔ عبداللہؓ بن مغفل نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناغے کے ساتھ کنگھی کرنے کا حکم دیا۔ (ترمذی، نسائی)

شرح۔ کیونکہ زینت درکار تو ہے مگر ایک حد تک۔ محض زینت ہی زینت مقصود نہیں۔

۴۱۵۹۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا يَزِيْدُ الْمَازِنِيُّ اَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحَلَ اِلٰى فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ وَهُوَ بِمِصْرَ فَقَدِمَ عَلَيْهِ فَقَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اٰتِكَ زَائِرًا وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ اَنَا وَاَنْتَ حَدِيْثًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَوْتُ اَنْ يَكُوْنَ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ قَالَ مَا هُوَ قَالَ كَذَا وَكَذَا

قَالَ وَمَا لِي اَرَاكَ شَعِثًا وَاَنْتَ اَمِيرُ الْاَرْضِ قَالَ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْاِرْفَاهِ قَالَ فَمَا لِي لَا اَرٰى عَلَيْكَ حِذَاءً قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا اَنْ نَحْتَفِيَ اَحْيَانًا۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی فضالہ رضی اللہ عنہ بن عبید کے پاس مصر گیا، جب وہ وہاں پہنچا تو کہا میں تیری زیارت کرنے نہیں آیا، لیکن میں نے اور تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی تھی، مجھے امید ہے کہ تیرے پاس اس کا کچھ علم ہوگا۔ فضالہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ فلاں فلاں بات۔ کہا، پھر یہ کیا بات ہے کہ میں تجھے پراگندہ بال دیکھتا ہوں حالانکہ تو اس سرزمین کا امیر ہے؟ اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو زیادہ زیب و زینت سے منع فرماتے تھے۔ اس نے کہا کہ پھر یہ کیا بات ہے کہ میں تجھے جوتا پہنے ہوئے نہیں دیکھتا؟ اس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں رہا کریں۔

شرح:۔ ان حضرات کی کامیابی اور چند سال میں دنیا پر چھا جانے کا یہی راز تھا کہ انہوں نے جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی بس اسی پر عمل پیرا ہو گئے اور اس سلسلے میں اپنی حیثیت اور مقام کا بھی خیال نہ رکھا۔

۴۱۶۰۔ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِي اُمَامَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ قَالَ ذَكَرَ اَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْيَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَسْمَعُونَ اَلَا تَسْمَعُونَ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيمَانِ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيمَانِ يَعْنِي التَّقَحُّلَ قَالَ اَبُو دَاوُدَ وَهُوَ اَبُو اُمَامَةَ بْنُ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِيُّ۔

ترجمہ:۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ (ابن ثعلبہ انصاری) نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے ایک دن آپ کے پاس دنیا کا ذکر کیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ سادگی اور تواضع ایمان میں سے ہے۔ تواضع اور سادگی ایمان میں سے ہے۔ یعنی بدحالی کے باعث جسم کی خشکی (ابن ماجہ)

شرح:۔ بہت زیادہ تحویب تن و زینت کرنا اور ہر وقت اپنے آپ کو تیار کرتے رہنا ممنوع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناز و نعمت میں کثرت و افراط کو اور جسم نو ملنے رہنے، بہت زیادہ تیل اور خوشبو کا استعمال کرنے اور کنگھی پٹی میں مصروف رہنے کو ناپسند فرمایا تھا۔ اس معاملے میں قصد و اعتدال کا حکم ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ طہارت و نظافت کو ترک کر دیا جائے کیونکہ وہ تو دین کا حصہ ہے (خطابی) تواضع اور سادگی ایمان میں سے

اس لیے ہے کہ اس میں تواضع اور کسر نفسی پائی جاتی ہے۔

بَابٌ فِي اسْتِحْبَابِ الطِّيبِ

(خوشبو کے مستحب ہونے کا باب)

۴۱۶۱ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ نَا أَبُو أَحْمَدَ عَنْ شَيْبَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُخْتَارِ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا ؎

ترجمہ:۔ انس بن مالکؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مختلف اقسام کی مخلوط خوشبو کا ایک برتن تھا جس میں سے خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ (ترمذی)

شرح:۔ حدیث میں سُکہ کا لفظ ہے جس کے دو معنی ہیں۔ ایک تو مختلف اقسام کی مخلوط خوشبو کا معجون۔ دوسرے شیشی وغیرہ کوئی برتن جس میں وہ خوشبو پڑی رہتی تھی اور اس میں سے استعمال فرماتے تھے۔ حضورؐ کو خوشبو بہت پسند تھی اور بدبو سے شدید نفرت تھی۔

بَابٌ فِي إِصْلَاحِ الشَّعْرِ

(بالوں کی اصلاح کا باب)

۴۱۶۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ ؎

ترجمہ:۔ ابوهریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے بال ہوں وہ ان کا اکرام کرے۔

شرح:۔ بالوں کے اکرام سے مراد یہ ہے کہ انہیں دھویا اور پاک صاف رکھا جائے، کنگھی کی جائے اور وقت پر ان کی قطع و برید کی جائے مگر اسی کام میں لگے رہنا اور ضروری باتوں سے غفلت مذموم ہے۔ معاملہ اعتدال پر مبنی ہے۔

بَابُ فِي الْخِضَابِ لِلنِّسَاءِ

(عورتوں کے لیے خضاب کا باب)

۴۱۶۳ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَتْنِي كَرِيمَةُ بِنْتُ هَمَّامٍ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ عَنْ خِضَابِ الْحِنَّاءِ فَقَالَتْ لَا بَأْسَ بِهِ وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ كَانَ حَبِيبِي عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكْرَهُ رِيحَهُ ط

ترجمہ:۔ کریمہ بنت ھمام نے بیان کیا ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور ان سے عورتوں کے خضاب کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں لیکن میں اسے ناپسند کرتی ہوں۔ میرے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بو کو ناپسند فرماتے تھے (نسائی) ابوداؤد نے کہا کہ ام المومنین کی مراد سر کے بالوں کے خضاب سے ہے۔ یعنی سر کو مہندی لگانا۔

شرح:۔ عورت کے لیے ہاتھ پاؤں کو مہندی لگانا مستحب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا تھا۔ مگر حضرت عائشہؓ کی ناپسندیگی کا باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدگی تھی۔ اس سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ عورت کو خاوند کی پسند ناپسند کا پورا خیال رکھنا واجب ہے۔

۴۱۶۴ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَتْنِي غِبْطَةُ بِنْتُ عَمْرٍو الْمُجَاشِعِيَّةُ قَالَتْ حَدَّثَتْنِي عَمَّتِي أُمُّ الْحَسَنِ عَنْ جَدَّتِهَا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ بَايِعْنِي قَالَ لَا أُبَايِعُكِ حَتَّى تُغَيِّرِي كَفَّيْكِ كَأَنَّهُمَا كَفَّا سَبُعٍ ط

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ ھند بنت عتبہ نے کہا "اے نبی اللہ مجھے بیعت فرمایئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں تجھ سے بیعت نہ لوں گا جب تک کہ تو اپنے ہاتھوں کو تبدیل نہ کرے، گویا کہ وہ درندے کی دو ہتھیلیاں ہیں۔ (یہ ھند وہی امیر معاویہؓ کی والدہ تھیں۔ حضورؐ نے کبھی کسی غیر محرم عورت کا ہاتھ نہیں چھوا۔ حضرت عائشہؓ کے بقول آپ ان سے زبانی بیعت لیتے تھے۔ اس حدیث سے یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ شاید حضورؐ نے کبھی عورتوں سے ہاتھ ملا کر بھی بیعت کی ہو، مگر معاملہ برعکس ہے۔ ہاں بقول ابن رسلان، علامہ شعبی نے کہا کہ اگر کبھی

ایسا ہوا تو حضورؐ کے دست مبارک پر کپڑا لپیٹا ہوا ہوتا تھا۔ اس حدیث کی رو سے حضورؐ نے عورتوں کو مہندی لگانے کا حکم دیا تاکہ انکی مردوں کے ساتھ مشابہت نہ رہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ حضورؐ نے اصحاب سے کئی مواقع پر بیعت لی ہے۔ حدیث میں "بایعوننی" کے الفاظ وارد ہیں۔ ممکن ہے کسی موقع پر خواتین سے بھی خصوصی بیعت لی ہو گو اس کا صریح ذکر ہماری نظر سے نہیں گزرا۔

۴۱۶۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصُّورِيُّ نَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا مُطِيعُ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ عِصْمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَوْمَأَتِ امْرَأَةٌ مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقَالَ مَا أَدْرِي أَيَدُ رَجُلٍ أَمْ يَدُ امْرَأَةٍ قَالَتْ بَلْ يَدُ امْرَأَةٍ قَالَ لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظْفَارَكِ يَعْنِي بِالْحِنَّاءِ ۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے اپنا ہاتھ نکال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک خط بڑھایا۔ پس نبی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا اور فرمایا "میں نہیں جانتا یہ کسی مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا۔ اس نے کہا "بلکہ عورت کا ہاتھ ہے۔ فرمایا "اگر تو عورت ہے تو تجھے اپنے ناخن کا رنگ تبدیل کرنے چاہئیں تھے یعنی مہندی کے ساتھ۔ (نسائی) مطلب یہ کہ عورت کے ہاتھ مردوں کے ہاتھ سے ممتاز اور مختلف ہونے چاہئیں تاکہ شبہ نہ رہے اور کسی قسم کی غلط فہمی پیدا نہ ہوسکے۔

بَابُ فِي صِلَةِ الشَّعْرِ

(بال جوڑنے کا باب)

۴۱۶۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ وَيَقُولُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هٰذِهِ نِسَاؤُهُمْ ۔

ترجمہ:۔ حمید بن عبدالرحمان نے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کو حج کے سال برسرِ منبر سُنا۔ اور معاویہؓ نے ایک محافظ کے ہاتھ سے بالوں کا گچھا لیا اور وہ کہتے تھے وہ اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کی چیزوں (یا گچھوں) کے منع فرماتے سُنا تھا۔ اور حضورؐ فرماتے تھے کہ بنو اسرائیل تب تباہ ہوئے جب کہ ان کی عورتوں نے یہ چیزیں اختیار کیں (بخاری، نسائی، ترمذی)

شرح:۔ بالوں کا یہ گچھا کسی عورت نے پھینکا ہوگا یا اس کے سر کے بالوں سے ملایا ہوا ہوگا اور گر گیا ہوگا۔ ہمارے ہاں تو بازاروں میں برسرِعام بالوں کی چوٹیاں، سر کے دگھے اور معلوم نہیں کیا کیا بکتا ہے اور نمائش کے لیے دکانوں سے شوکیسوں میں سجا رہتا ہے۔ بنی اسرائیل کی عورتوں میں سب سے پہلے خرابی۔ بے پردگی، نمائش، بے حیائی اور آوارگی پیدا ہوئی تھی جو آہستہ آہستہ ساری قوم میں سرایت کر گئی اور اسے لے ڈوبی تھی۔ حضرت معاویہؓ نے علماء کو خطاب کر کے یا تو اپنی تائید کے لیے پکارا تھا اور یا اس لیے کہ تم لوگ خاموش ہو اور نبیؐ کے شہر میں یہ خرابی راہ پا گئی ہے۔

۴۱۶۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَ نَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ ۔

ترجمہ:۔ عبداللہؓ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں سے بال جوڑنے والی، جڑوانے والی، مصنوعی تل بنانے والی اور بنوانے والی پر لعنت فرمائی۔ (بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

۴۱۶۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَقَالَا نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قَالَ لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَالْوَاصِلَاتِ وَقَالَ عُثْمَانُ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ ثُمَّ اتَّفَقَا وَالْمُتَفَلِّجَاتِ قَالَ عُثْمَانُ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ قَالَ فَبَلَغَ ذَالِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ زَادَ عُثْمَانُ كَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ اتَّفَقَا فَأَتَتْهُ فَقَالَتْ بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَالْوَاصِلَاتِ قَالَ عُثْمَانُ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ ثُمَّ اتَّفَقَا وَالْمُتَفَلِّجَاتِ قَالَ عُثْمَانُ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ فَقَالَ وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ لَوْحَيِ الْمُصْحَفِ فَمَا وَجَدْتُهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ ثُمَّ قَرَأَ وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا فَقَالَتْ إِنِّي أَرَى بَعْضَ هٰذَا عَلَى امْرَأَتِكَ فَقَالَ فَادْخُلِي فَانْظُرِي فَدَخَلَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ فَقَالَ مَا رَأَيْتِ وَقَالَ عُثْمَانُ فَقَالَتْ مَا رَأَيْتُ فَقَالَ لَوْ كَانَ ذٰلِكَ مَا كَانَتْ مَعَنَا ط

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ "مصنوعی خال بنانے والیوں اور بنوانے والیوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ محمد راوی نے کہا کہ بال جوڑنے والیوں پر، عثمان نے کہا "اور چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں پر۔ پھر دونوں متفق ہو گئے۔ اور دانتوں کو رگڑ کر تیز کرانے والیوں پر جو حسن کے لیے یہ کرتی ہیں اور اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو تبدیل کرتی ہیں۔ پس یہ حدیث بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچی جسے ام یعقوب کہتے تھے اور جو قرآن پڑھتی تھی وہ عبداللہ کے پاس آئی اور کہا "مجھے آپ کے متعلق خبر ملی ہے کہ آپ خال بنانے والیوں اور بنوانے والیوں پر، اور بال جوڑنے والیوں پر اور بال اکھاڑنے والیوں پر اور دانت رگڑوانے والیوں پر جو خوبصورتی کے لیے ایسا کرتی ہیں۔ اللہ لعنت کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی پیدائش کو بدلنے والیاں ہیں۔ تو عبداللہ نے کہا "میں کیوں ان پر لعنت نہ کروں جن پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی تھی اور وہ اللہ کی کتاب میں بھی ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے قرآن کے دونوں گتوں کے درمیان پڑھا ہے اور اسے نہیں پایا۔ عبداللہ نے کہا "واللہ اگر تو نے قرآن کو پڑھا ہوتا تو تو اسے پا لیتی۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی اور جو کچھ تمہیں رسول نے دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو۔ الحشر۔ اس نے کہا کہ میرے خیال میں بعض چیزیں آپ کی بیوی میں بھی ہیں۔ عبداللہ نے کہا "تم اندر جاؤ اور دیکھ لو۔ وہ اندر گئی، پھر باہر نکلی۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا "تو نے کیا دیکھا؟ وہ بولی "میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ پس عبداللہ نے فرمایا اگر یہ چیز ہوتی تو وہ ہمارے ساتھ نہ ہوتی (بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح:۔ جب عورت کے جسم میں کوئی متضاد چیز پیدا ہو جائے مثلاً مونچھیں یا داڑھی، ایک یا زیادہ فالتو دانت، یا چھٹی انگلی، یا کوئی اور زائد عضو، یا چہرے کے بدنما داغ، یا جسم پر کوئی رسولی وغیرہ تو انہیں دور کرنے میں اللہ کی تبدیلی نہیں ہے کیونکہ یہ زائد چیزیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے عام عورتوں کو جس صورت پر پیدا کیا ہے یہ اس سے خارج ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ شاید ام یعقوبؓ صحابیہ تھیں۔

۴۱۶۹ - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أُسَامَةَ عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ

عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لُعِنَتِ الْوَاصِلَةُ وَالْمُسْتَوْصِلَةُ وَالنَّامِصَةُ وَالْمُتَنَمِّصَةُ وَالْوَاشِمَةُ وَالْمُسْتَوْشِمَةُ مِنْ غَيْرِ دَاءٍ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ وَتَفْسِيْرُ الْوَاصِلَةِ الَّتِيْ تَصِلُ الشَّعْرَ بِشَعْرِ النِّسَاءِ وَالْمُسْتَوْصِلَةُ الْمَعْمُوْلُ بِهَا وَالنَّامِصَةُ الَّتِيْ تَنْقُشُ الْحَاجِبَ حَتّٰى تُرِقَّهُ وَالْمُتَنَمِّصَةُ الْمَعْمُوْلُ بِهَا وَالْوَاشِمَةُ الَّتِيْ تَجْعَلُ الْخِيْلَانَ فِيْ وَجْهِهَا بِكُحْلٍ اَوْ مِدَادٍ وَالْمُسْتَوْشِمَةُ الْمَعْمُوْلُ بِهَا قَالَ اَبُوْدَاوُدَ كَانَ اَحْمَدُ يَقُوْلُ الْقَرَامِلُ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ ط

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی، ابرو وغیرہ کے بال اکھاڑنے والی اور اکھڑوانے والی، مصنوعی خال بنانے والی اور بنوانے والی، بشرطیکہ کسی بیماری کے باعث نہ ہو) پر لعنت کی گئی ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ واصلہ کی تفسیر یہ ہے کہ جو عورتوں کے بالوں سے اور بال جوڑے اور مستوصلہ وہ ہے جو ایسا کروائے، اور نامصہ وہ ہے جو ابروؤں کے بال کھود دیتی ہے تاکہ وہ پتلے ہو جائیں اور متنمصہ وہ ہے جو ایسا کروائے۔ واشمہ وہ ہے جو چہرے پر سُرخی یا سیاہی کے ساتھ خال بناتی ہے اور مستوشمہ وہ ہے جو ایسا کام کرائی ہے۔ احمد کہتا تھا کہ ریشم یا اون وغیرہ کی مینڈھیوں میں حرج نہیں ہے

۴۱۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ نَا شَرِيْكٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ لَا بَأْسَ بِالْقَرَامِلِ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ كَاَنَّهُ يَذْهَبُ اِلٰى اَنَّ الْمَنْهِيَّ عَنْهُ شُعُوْرُ النِّسَاءِ ط

ترجمہ:۔ سعید بن جبیر نے کہا کہ قرامل (ریشم یا اون وغیرہ کی مینڈھیوں یا زلفوں) میں حرج نہیں ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ گویا سعید بن جبیر کا مذہب یہ ہے کہ جس چیز سے منع کیا گیا ہے وہ عورتوں کے بال ہیں اور احمد بن حنبل کا بھی یہی قول ہے۔

شرح:۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ ابوداؤد نے جو سعید بن جبیرؒ اور احمد بن حنبل کا مذہب بیان کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابوداؤد کا اپنا مذہب بھی اس مسئلے میں یہی ہے اور وہ بھی احمد بن حنبل کی مانند عام محدثین کے اس باب میں ہمنوا نہیں ہیں بلکہ فقہاء کا مسلک پسند کرتے ہیں۔ عام محدثین کے نزدیک عورتوں کے بالوں یا کسی اور چیز کے بالوں یا ریشم اور اون وغیرہ کی کوئی تفریق نہیں ہے اور انہوں نے ان سب کو حرام کہا ہے۔ فقہا نے حرمت میں

صرف عورتوں کے بالوں کی تخصیص کی ہے باقی کو جائز کہا ہے

بَابُ فِي رَدِّ الطِّيبِ

(خوشبو کو رد کرنے کا باب)

۴۱۷۱ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَعْنَى أَنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِيَ حَدَّثَهُمْ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ طِيبٌ فَلَا يَرُدَّهُ فَإِنَّهُ طَيِّبُ الرِّيحِ خَفِيفُ الْمَحْمِلِ ۔

ترجمہ۔ ابوھریرۃؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جس کے سامنے خوشبو پیش کی جائے تو وہ اسے رد نہ کرے کیونکہ اس کی بو پاکیزہ ہے اور اٹھانے میں ہلکی ہے۔ (مسلم، نسائی، یعنی اسے لینے دینے میں کوئی مشقت نہیں لیکن خوشبو سے جی خوش ہوتا ہے۔

بَابُ فِي طِيبِ الْمَرْأَةِ لِلْخُرُوجِ

(باہر جانے کے لیے عورت کی خوشبو کا باب)

۴۱۷۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى أَنَا ثَابِتُ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنِي غُنَيْمُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَعْطَرَتِ الْمَرْأَةُ فَمَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوا رِيحَهَا فَهِيَ كَذَا وَكَذَا قَالَ قَوْلًا شَدِيدًا ۔

ترجمہ۔ ابوموسیٰؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا (جب کوئی عورت خوشبو لگا کر لوگوں پر گزرے تاکہ وہ اس کی خوشبو پائیں تو وہ ایسی اور ویسی ہے۔ آپؐ نے شدید بات فرمائی (ترمذی۔ نسائی) ان دونوں کی روایت میں ہے کہ وہ زانی عورت ہے)

شرح۔ قول شدید یہ تھا کہ اُسے زانیہ فرمایا کیونکہ وہ مردوں کو اپنی طرف راغب کرتی ہے اور کم از کم آنکھ کے زنا کا ارتکاب کرواتی ہے جو اصل فعل زنا کا مقدمہ ہے۔

۴۱۷۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدٍ مَوْلَى أَبِي رُهْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ وَجَدَ مِنْهَا رِيحَ الطِّيبِ وَلِذَيْلِهَا إِعْصَارٌ فَقَالَ يَا أَمَةَ الْجَبَّارِ جِئْتِ مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ وَلَهُ تَطَيَّبْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ حِبِّي أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِهٰذَا الْمَسْجِدِ حَتّٰى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ ط

ترجمہ:۔ ابوھریرہ کو ایک عورت (راستے میں) ملی جس سے اُس نے خوشبو پائی اور اس کی چادر کا پلّو غبار اڑا تا جاتا تھا (یعنی راستے میں گھسٹ رہا تھا) تو ابوھریرہ نے کہا وہ اسے خدائے جبار کی بندی! کیا تو مسجد سے آئی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ کہا اور تو نے مسجد کے لیے خوشبو لگائی تھی؟ اس نے کہا ہاں۔ ابوھریرہ نے کہا کہ میں نے اپنے پیارے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ جس عورت نے اس مسجد میں آنے کے لیے خوشبو لگائی اس کی نماز قبول نہیں ہوگی جبتک واپس جاکر اس طرح کا غسل نہ کرے جیسا کہ جنابت کا غسل ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ)

شرح:۔ اس خوشبو سے مراد مردوں والی خوشبو ہے کہ جس کا رنگ نہ ہو اور خوشبو ہو۔ عورتوں کی خوشبو یہ ہے کہ اس کا رنگ ہو مگر خوشبو (زیادہ) نہ ہو۔ جنابت کے غسل جیسے غسل سے یہ مراد ہے کہ خوب اچھی طرح جسم کو صاف کرے تاکہ خوشبو کا اثر زائل ہو جائے اور آئندہ کو عبرت ہو کہ مسجد میں جانے کے لیے ایسا نہ کرنا چاہیئے۔

۴۱۷۴ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو عَلْقَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدَنَّ مَعَنَا الْعِشَاءَ قَالَ ابْنُ نُفَيْلٍ الْآخِرَةَ ط

ترجمہ:۔ ابوھریرہ نے کہا رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جس عورت نے خوشبو کا استعمال کیا ہو وہ ہمارے ساتھ رات کی پچھلی (عشاء کی) نماز میں نہ آئے (نسائی) رات کو آنے میں فتنے کا بیشتر احتمال ہوتا ہے۔ اس سے دوسری نمازوں کا حکم بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ دن کو عورتوں کی طرف مردوں کی توجہ زیادہ ہوگی اور بدنامی کا خوف الگ رہا!

بَابٌ فِي الْخَلُوقِ لِلرِّجَالِ

(مردوں کے لیے خلوق کا باب) خلوق خوشبوؤں کا ایک مجموعہ ہوتا تھا جسے زعفران وغیرہ ملاکر بنایا جاتا تھا اور عورتیں اس کی لیپ کرتی تھیں۔ رنگ دار ہونے کے باعث یہ عورتوں کی خوشبو سمجھی جاتی تھی، اور یہ بات ثابت ہے کہ حضور نے خوشبو میں بھی مرد و عورت کا باہم تشبہ ناپسند فرمایا ہے۔

۴۱۷۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ نَا حَمَّادٌ أَنَا عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى أَهْلِي لَيْلًا وَقَدْ تَشَقَّقَتْ يَدَايَ فَخَلَّقُونِي بِزَعْفَرَانٍ فَغَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَلَمْ يُرَحِّبْ بِي وَقَالَ اذْهَبْ فَاغْسِلْ هَذَا عَنْكَ فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ وَقَدْ بَقِيَ عَلَيَّ مِنْهُ رَدْعٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَلَمْ يُرَحِّبْ بِي وَقَالَ اذْهَبْ فَاغْسِلْ هَذَا عَنْكَ فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ فَرَحَّبَ بِي وَقَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَحْضُرُ جَنَازَةَ الْكَافِرِ بِخَيْرٍ وَلَا الْمُتَضَمِّخَ بِالزَّعْفَرَانِ وَلَا الْجُنُبَ وَرَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا نَامَ أَوْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ أَنْ يَتَوَضَّأَ۔

ترجمہ: عمار بن یاسر نے کہا کہ میں رات کے وقت گھر پہنچا اور (کام کاج کے باعث) میرے ہاتھ پھٹ گئے تھے۔ گھر والوں نے مجھے زعفران کا لیپ لیا۔ صبح کو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا تو آپ نے میرے سلام کا جواب دیا اور نہ مرحبا کہا، اور فرمایا جاؤ اور اسے اپنے آپ سے دھو ڈالو۔ میں نے جاکر دھویا اور پھر واپس آیا، مگر مجھ پر کچھ زعفران کا نشان باقی رہ گیا تھا، میں نے پھر سلام کہا۔ مگر آپ نے جواب نہ دیا اور مرحبا نہ فرمایا۔ اور فرمایا جاؤ اور اپنے آپ سے یہ دھو ڈالو۔ میں پھر گیا اور اسے دھویا۔ پھر واپس آیا اور سلام کہا تو آپ نے سلام کا جواب دیا اور مرحبا بھی کہا اور فرمایا وہ فرشتے کافر کے جنازے پر خیر لے کر نہیں آتے اور نہ اس شخص کے پاس آتے ہیں جو زعفران سے لتھڑا ہوا ہو اور نہ جنبی کے پاس آتے ہیں۔ اور جنبی کے لیے یہ رخصت ہے کہ جب سوئے یا کھائے یا پئے تو وضو کرے۔

۴۱۷۶۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَاءِ بْنِ أَبِي الْخُوَارِ أَنَّهُ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ يَعْمُرَ يُخْبِرُ عَنْ رَجُلٍ أَخْبَرَهُ

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ عَمِّ عُمَرَ اَنَّ يَحْيَى سَمَّى ذَالِكَ الرَّجُلَ فَنَسِيَ عُمَرُ اسْمَهُ اَنَّ عَمَّارًا قَالَ تَخَلَّقْتُ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ وَالْاَوَّلُ اَتَمُّ بِكَثِيْرٍ فِيْهِ ذِكْرُ الْغُسْلِ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ وَهُمْ حُرُمٌ قَالَ لَا الْقَوْمُ مُقِيْمُوْنَ ط

ترجمہ۔ اس حدیث کی دوسری روایت، مگر پہلی روائت تمام تر ہے جس میں غسل کا ذکر ہے۔ ابن جریج نے کہا۔ کہ کیا وہ لوگ (عمارؓ وغیرہ) احرام باندھے ہوتے تھے؟ اس نے کہا نہیں وہ مقیم تھے۔ (اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے)

۱۷۷ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ الْاَسَدِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَرْبٍ الْاَسَدِيُّ نَا اَبُوْ جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ جَدَّيْهِ قَالَا سَمِعْنَا اَبَا مُوْسٰى يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةَ رَجُلٍ فِيْ جَسَدِهٖ شَيْءٌ مِنْ خَلُوْقٍ قَالَ اَبُوْ دَاؤدَ جَدَّاهُ زَيْدٌ وَزِيَادٌ ط

ترجمہ:۔ ابوموسیٰؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ ایسے مرد کی نماز قبول نہیں کرتا، جس کے جسم پر خلوق میں سے کوئی چیز ہے (خلوق زعفران وغیرہ کا مجموعہ ہوتا ہے، اس پر سُرخی اور زردی غالب ہوتی ہے۔ مردوں کے لیے یہ ممنوع ہے کیونکہ یہ عورت کی خوشبو ہے۔ عورت کے لیے زعفران بھی اسی طرح مباح ہے جس طرح سونا اور ریشم ہے۔ خلوق دراصل زینت کی ایک چیز ہے۔)

۱۷۸ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ اَنَّ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ وَاِسْمٰعِيْلَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَاهُمْ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ وَقَالَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ اَنْ يَّتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ ط

ترجمہ:۔ انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے لیے زعفران کا استعمال کرنے سے منع فرمایا (مسلم ترمذی، نسائی)۔

۱۷۹ حَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ اَبِي الْحَسَنِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

ثَلٰثَةٌ لَا تَقْرَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ جِيفَةُ الْكَافِرِ وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوقِ وَالْجُنُبُ إِلَّا أَنْ يَتَوَضَّأَ ط

ترجمہ:- عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کے قریب (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے۔ کافر کا مردہ، خلوق سے لتھڑا ہوا مرد اور اجنبی، مگر یہ کہ وہ وضو کرے۔ (منذری نے اسے منقطع کہا ہے کیونکہ حسن کا سماع عمارؓ سے نہیں ہوا۔ اس سے قبل حدیث ۵۱ ام گزری ہے۔ اسے ملاحظہ کیجیے۔

۴۱۸۰- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الْوَلِيدِ ابْنِ عُقْبَةَ قَالَ لَمَّا فَتَحَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ جَعَلَ أَهْلُ مَكَّةَ يَأْتُونَهُ بِصِبْيَانِهِمْ فَيَدْعُو لَهُمْ بِالْبَرَكَةِ وَيَمْسَحُ رُءُوسَهُمْ قَالَ فَجِيءَ بِي إِلَيْهِ وَأَنَا مُخَلَّقٌ فَلَمْ يَمَسَّنِي مِنْ أَجْلِ الْخَلُوقِ ط

ترجمہ:- ولیدؓ بن عقبہ نے کہا کہ جب نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو اہل مکہ اپنے بچوں کو آپ کی خدمت میں لاتے تھے، آپؐ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے تھے اور ان کے سر چھوتے تھے۔ ولیدؓ نے کہا کہ مجھے آپؐ کے پاس لایا گیا مگر چونکہ مجھے خلوق لگایا گیا تھا اس لیے آپؐ نے مجھے نہیں چھوا۔ (منذری نے کہا کہ اس حدیث کی سند مضطرب ہے۔ مورخین نے کہا ہے کہ ولیدؓ جنگ بدر کے قیدیوں کا فدیہ لے کر آیا تھا۔ اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بنی مصطلق کا صدقہ لانے بھیجا تھا اور اس کی بیوی نے حضورؐ سے اُس کی شکایت کی تھی الخ) ان حالات میں وہ فتح مکہ کے دن چھوٹا کیسے ہو سکتا تھا؟)

۴۱۸۱- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ نَا سَلْمٌ الْعَلَوِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّمَا يُوَاجِهُ رَجُلًا فِي وَجْهِهِ بِشَيْءٍ يَكْرَهُهُ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ لَوْ أَمَرْتُمْ هٰذَا أَنْ يَغْسِلَ هٰذَا عَنْهُ ط

ترجمہ:۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس پر زرد نشان تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے سامنے ایسی بات کم ہی کہتے تھے جو اسے ناپسند ہو۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا: اگر تم اسے کہتے کہ اپنے اوپر سے یہ دھو ڈالے تو بہتر ہوتا (ترمذی، نسائی)

شرح:۔ یہ آپ کے شریفانہ و کریمانہ اخلاق تھے کہ کسی کا دل نہ دکھائیں، خاص احباب کی تربیت میں بعض دفعہ ذرا شدت آجاتی تھی مگر ناواقف یا کم واقف لوگوں سے معاملہ بہت نرم ہوتا تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الشَّعْرِ

(بالوں کا باب)

۴۱۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْاَنْبَارِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ مَا رَاَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ اَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَادَ مُحَمَّدٌ لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ كَذَا رَوَاهُ اِسْرَائِيلُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ وَقَالَ شُعْبَةُ يَبْلُغُ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ ط

ترجمہ:۔ براءؓ نے کہا کہ میں نے کسی لمبے بالوں والے کو سرخ جوڑے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر خوبصورت نہیں دیکھا (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) اسی مضمون کی حدیث پر اوپر گفتگو ہو چکی ہے۔ اور یہ بھی حضورؐ کے سر کے بال مختلف احوال و اوقات میں طویل و قصیر ہونا احادیث سے ثابت ہے۔ سرخ لباس کے متعلق گزر چکا ہے کہ ریشم کا نہ ہو، زعفران یا عصفر کا رنگا ہوا نہ ہو تو اس کا جواز ہے۔ اس حدیث کے راوی محمد نے کہا ہے کہ حضورؐ کے بال کندھوں تک تھے۔ بعض احادیث میں کانوں کی لو تک اور بعض میں کانوں اور کندھوں کے مابین کا لفظ آیا ہے۔

۴۱۸۳۔ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ۔

ترجمہ:۔ انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال کانوں کی لووں تک تھے (بخاری، مسلم، نسائی، یعنی کبھی کبھی۔

۴۱۸۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا اِسْمٰعِيلُ نَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ

عَنْهُ قَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ ط

ترجمہ:۔ انسؓ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال نصف کانوں تک تھے (مسلم، نسائی)

۴۱۸۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوْقَ الْوَفْرَةِ دُوْنَ الْجُمَّةِ ط

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال وفرہ سے زیادہ جمہ سے کم تھے (ترمذی، ابن ماجہ)

شرح:۔ کانوں کی لوؤں تک جو بال پہنچیں وہ وفرہ ہیں، جو کانوں اور کندھوں کے درمیان ہوں وہ لمہ اور جو کندھوں تک ہو وہ جمہ۔ مختلف احوال میں حضورؐ کے بال مختلف سائز اور مقدار کے رہے ہیں۔ روایات کے مختلف ہونے کا یہی سبب ہے۔

۴۱۸۶۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ ط

ترجمہ:۔ براءؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں کی لوؤں تک پہنچتے تھے۔ (بخاری، مسلم۔ نسائی)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَرْقِ

(مانگ نکالنے کا باب)

۴۱۸۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ نَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَعْنِي يَسْدِلُوْنَ أَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرِقُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُعْجِبُهُ مُوَافَقَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا

لَمْ يُؤْمَرْ بِهِ فَسَدَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ ط

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ اہل کتاب اپنے سر کے بال مانگ کے بغیر لٹکاتے تھے اور مشرک اپنے سروں میں مانگ نکالتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کاموں میں وحی سے حکم نہ ملتا ان میں اہل کتاب کی موافقت فرماتے تھے، پس آپ نے سر کے اگلے حصے کے بال مانگ کے بغیر رکھے اور پھر بعد میں مانگ نکالنے لگے۔ (بخاری مسلم، ابن ماجہ، نسائی، ترمذی)

شرح:۔ اتنی دیر میں غالباً شرک کا قلع قمع ہوچکا تھا لہٰذا مشرکین کی موافقت یا مشابہت کا سوال نہیں رہا تھا۔ پس آپ نے اغلباً بامر الٰہی) مانگ نکالنا شروع کر دیا۔ اسلام ہر بات میں اپنی امتیازی شان کے بارے میں بڑا حساس ہے۔

۴۱۸۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ نَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَفْرِقَ رَأْسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَعْتُ الْفَرْقَ مِنْ يَافُوخِهِ وَأُرْسِلُ نَاصِيَتَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ط

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بالوں کی مانگ نکالنا چاہتی تو سر کی چوٹی سے بالوں کو جدا کرتی اور سر کے اگلے حصے کے بال آپ کی آنکھوں کے سامنے ڈال دیتی تھی (اس طرح بالوں کی مانگ بآسانی نکل آتی ہے)

بَابٌ فِي تَطْوِيلِ الْجُمَّةِ

(کندھوں تک بال بڑھانے کا باب)

۴۱۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ وَسُفْيَانُ بْنُ عُقْبَةَ السُّوَائِيُّ وَحُمَيْدُ بْنُ خُوَارٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِي شَعْرٌ فَلَمَّا رَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذُبَابٌ ذُبَابٌ قَالَ فَرَجَعْتُ فَجَزَزْتُهُ

مِنَ الْغَدِ فَقَالَ اِنِّىْ لَمْ اَعْنِكَ وَهٰذَا اَحْسَنُ ط

ترجمہ:۔ وائل بن حجرؓ نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور میرے لمبے بال تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمایا "نحوست، نحوست، وائلؓ نے کہا کہ پھر میں واپس ہوا اور بالوں کو کاٹ دیا۔ وہ کہتا ہے کہ پھر میں دوسرے دن آپؐ کے پاس آیا تو حضورؐ نے فرمایا "میری مراد تو نہ تھا اور یہ بال اچھے ہیں۔ (نسائی، ابن ماجہ)

شرح:۔ حضورؐ کسی اور ضمن میں ذباب، ذباب (بمعنی شوم ونحوست) فرمارہے تھے، صحابی نے گمان کیا کہ یہ میرے بالوں کے متعلق فرمایا گیا ہے۔ اس نے آکر بال قطع کر کے چھوٹے کردیئے۔ حضورؐ نے دوسرے دن اس کی غلط فہمی دور فرمادی مبادا! وہ شکستہ دل ہوا ہو۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بعض دفعہ کوئی صحابی حضورؐ کی مراد کو غلط سمجھ لیتا تھا۔

بَابٌ فِى الرَّجُلِ يَضْفِرُ شَعْرَهٗ

بالوں کی زلفیں بنانے کا باب[۱۲]

۴۱۹۰۔ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِىُّ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِىْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَتْ اُمُّ هَانِئٍ قَدِمَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَكَّةَ وَلَهٗ اَرْبَعُ غَدَائِرَ تَعْنِىْ عَقَائِصَ ط

ترجمہ:۔ اُم ہانی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو آپؐ کی چار زلفیں تھیں، یعنی چار گچھے (ترمذی، ابن ماجہ)

شرح:۔ (غدائر) ضفائر، عقائص یہ تین لفظ آئے ہیں جن سے مراد یہ ہے کہ حضورؐ کے بال کندھوں تک تھے اور ان کے چار حصے ہو گئے تھے۔ دو کندھوں سے آگے اور دو پیچھے۔ بعض وقعہ زیادہ لمبے بالوں کو معمولی طور پر گوندھ بھی دیا جاتا تھا۔

بَابٌ فِىْ حَلْقِ الرَّأْسِ

(سر کو مونڈھنے کا باب[۱۳])

۴۱۹۱۔ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ وَابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ نَا اَبِىْ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِىْ يَعْقُوْبَ يُحَدِّثُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ

اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمْھَلَ اٰلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا اَنْ یَّاْتِیَھُمْ ثُمَّ اَتَاھُمْ فَقَالَ لَا تَبْکُوْا عَلٰی اَخِیْ بَعْدَ الْیَوْمِ ثُمَّ قَالَ اُدْعُوْا اِلَیَّ بَنِیْ اَخِیْ فَجِیْئَ بِنَا کَاَنَّا اَفْرُخٌ فَقَالَ اُدْعُوْا لِیَ الْحَلَّاقَ فَاَمَرَہٗ فَحَلَقَ رُءُوْسَنَا ؕ

ترجمہ: عبداللہؓ بن جعفر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفرؓ کے گھر والوں کو تین دن کی مہلت دی اور تشریف نہ لائے، پھر ان کے ہاں تشریف لے گئے تو فرمایا: آج کے بعد میرے بھائی پر مت رو ؤ، پھر فرمایا "میرے لیے میرے بھتیجوں کو بلاؤ۔ پس ہمیں لایا گیا گویا کہ ہم چوزے تھے۔ پھر فرمایا کہ میرے لیے سر مونڈھنے والا بلاؤ، پس اسے حکم دیا تو اس نے ہمارے سر مونڈھ دیے (نسائی)

شرح: جعفرؓ بن ابی طالب غزوۂ موتہ میں بڑی شجاعت سے لڑتے ہوئے، علم اسلام ہاتھ میں لئے شہید ہو گئے تھے۔ دشمن نے میدان میں ان کے دونوں بازو یکے بعد دیگرے کاٹ دیئے تھے مگر انہوں نے جھنڈا نہیں گرنے دیا تھا۔ عبداللہ بن جعفر انہی کے بیٹے تھے۔ اس حدیث سے جہاں سر مونڈھنے کی اجازت نکلی وہاں یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ نوحہ اور بے صبری کے بغیر تین دن تک میت کا غم جائز ہے اور آنکھوں سے رونا بھی جائز ہے۔ یہ تین دن موت کی خبر ملنے سے شروع ہوتے ہیں

بَابٌ فِی الصَّبِیِّ لَہٗ ذُؤَابَۃٌ

(بچے کی زلف کا باب)

۴۱۹۲۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ نَا عُثْمَانُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ اَحْمَدُ کَانَ رَجُلًا صَالِحًا قَالَ اَنَا عُمَرُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَزَعِ وَالْقَزَعُ اَنْ یُّحْلَقَ رَاْسُ الصَّبِیِّ فَیُتْرَکَ بَعْضُ شَعْرِہٖ ؕ

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا۔ اور قزع یہ ہے کہ بچے کا سر مونڈھ دیا جائے اور کچھ بال چھوڑ دیے جائیں (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ) گویا وہ جو بال چھوڑ دیئے جائیں انہیں ابوداؤد نے ذوابہ (زلف) سے تعبیر کیا ہے۔ اگلی حدیث میں یہی لفظ آ رہا ہے۔

شرح :۔ خطابی نے کہا کہ حدیث میں تو قزع کی تعبیر یہ آئی ہے مگر قزع کا اصل معنیٰ یہ ہے کہ بکھرے ہوئے بادلوں کی مانند بچے کے سر سے کہیں کہیں سے بال کاٹ دیئے جائیں اور باقی چھوڑ دیئے جائیں اس میں فقہاء کے نزدیک کراہت تنزیہی ہے۔

۴۱۹۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ نَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْقَزَعِ وَهُوَ أَنْ يُحْلَقَ رَأْسُ الصَّبِيِّ وَيُتْرَكَ لَهُ ذُؤَابَةٌ ط

ترجمہ :۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قزع منع فرمایا، اور یہ ہے کہ بچے کا سر مونڈھا جائے اور اس کی ایک زلف چھوڑ دی جائے۔

۴۱۹۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَأْسِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهُ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ احْلِقُوهُ كُلَّهُ أَوِ اتْرُكُوهُ كُلَّهُ ط

ترجمہ :۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچہ دیکھا جس کے بال مونڈھ دیئے گئے تھے پس آپؐ نے ان کو اس سے منع فرمایا اور کہا کہ سارا سر مونڈھ دو یا سارا چھوڑ دو۔ (نسائی، مسلم)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ

(اس کی رخصت کا باب)

۴۱۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَتْ لِي ذُؤَابَةٌ فَقَالَتْ لِي أُمِّي لَا أَجُزُّهَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُدُّهَا وَيَأْخُذُ بِهَا ط

ترجمہ :۔ انس بن مالک نے کہا کہ میری ایک زلف تھی، میری ماں نے کہا کہ اسے کبھی مت کاٹنا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے (پیار سے) کھینچتے اور پکڑتے تھے (اس سے صراحۃً یہ واضح نہیں ہوسکا کہ آیا انسؓ اس

کے علاوہ سر کے دوسرے بال کٹواتے تھے اور اسے یونہی چھوڑ دیتے تھے یا سر کے سارے بال بڑھائے تھے بظاہر تو یہی پتہ چلتا ہے کہ صرف وہی زلف باقی رکھی گئی تھی جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ شفقت پڑا تھا۔ اس طرح یہ ایک خصوصیت سمجھی جائے گی یا پھر نہی کو، جو اوپر گزری، تنزیہی کہا جائے گا۔

۴۱۹۶۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ نَا الْحَجَّاجُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَحَدَّثَتْنِي أُخْتِي الْمُغِيرَةُ قَالَتْ وَأَنْتَ يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ وَلَكَ قَرْنَانِ أَوْ قُصَّتَانِ فَمَسَحَ رَأْسَكَ وَبَرَّكَ عَلَيْكَ وَقَالَ احْلِقُوا هَذَيْنِ أَوْ قُصُّوهُمَا فَإِنَّ هَذَا زِيُّ الْيَهُودِ ط

ترجمہ:۔ حجاج بن حسان نے کہا کہ ہم انس بن مالک کے پاس گئے۔ پس میری بہن مغیرہ نے مجھے بتایا کہ تو ان دنوں چھوٹا لڑکا تھا (اسی لیے صرف انس کے پاس جایا یاد رہا اور کچھ نہیں) اور تیرے سر پر بالوں کے دو گچھے تھے یا دو چوٹیاں تھیں، پس انس نے تیرا سر چھوا اور تجھے برکت دی اور کہا کہ ان دونوں کو مونڈھ دو یا کاٹ دو کیونکہ یہ یہود کا فیشن ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انس کے سر پر جو حضور کے مس کیے ہوئے بال تھے وہ ان کی خصوصیت تھی اور وہ ان کے ساتھ سر پر دوسرے بال بھی بڑھاتے ہوں گے۔ ورنہ اگر صرف وہی بال رہنے دیتے اور باقی سر منڈوا دیتے تو جائز نہ ہوتا۔

بَابٌ فِي أَخْذِ الشَّارِبِ

(مونچھوں کو کٹوانے کے بیان میں[16])

۴۱۹۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ

ترجمہ:۔ ابوہریرہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچاتے تھے کہ فطرت پانچ چیزیں ہیں، یا یہ فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ ختنہ، موئے زیر ناف کا مونڈھنا، بغل سے نوچنا، ناخن کٹوانا اور مونچھیں کٹوانا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح:۔ فطرت سے مراد دینی سنت ہے۔ بخاری کی روایت میں سنت کا لفظ ہے۔ ختنہ ابوحنیفہ اور مالک کے نزدیک سنت اور شافعی کے ہاں واجب ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ حنفیہ کے نزدیک مذکر و مونث ہر دو کا ختنہ

مسنون ہے۔ مؤنث کی بظر کی تھوڑی سی اوپری جلدی کاٹنا اصحاب حنفیہؒ کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ موئے زیر ناف کا مونڈھنا متفق علیہ سنت ہے۔ بغلوں کے بال اکھاڑنا بھی متفق علیہ سنت ہے۔ اسی طرح ناخن کٹوانا بھی، مونچھ اس قدر کاٹنا مسنون ہے جس سے اوپر کا ہونٹ ننگا ہو جائے۔

۴۱۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ ط

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کے مٹانے اور داڑھی کو بڑھانے کا حکم دیا۔ (مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح:۔ احفاء کا معنی ہے کاٹنے میں مبالغہ کرنا۔ امام مالکؒ نے مونچھوں کو مٹانے کو مثلہ کہا ہے اور فقہائے کوفہ نے انھکوا الشوارب کے لفظ اور مسلم کے لفظ احفوا الشوارب سے استدلال کر کے کہا ہے کہ مونچھیں کاٹنے میں مبالغہ کیا جائے۔ مالک نے کہا کہ احفاء سے مراد اس قدر مونچھیں کاٹ دینا ہے جو ہونٹوں سے لمبی ہوں۔ طحاوی نے کہا کہ شافعی سے اس باب میں کوئی منصوص چیز موجود نہیں اور ان کے اصحاب مزنی اور ربیع جن کو ہم نے دیکھا ہے وہ مونچھیں کاٹنے میں مبالغہ کرتے تھے اور یہ اسی بات کی دلیل ہے کہ یہ چیز انہوں نے شافعی سے لی تھی۔ اشعری نے کہا کہ میں نے احمد بن حنبل کو دیکھا کہ مونچھیں کاٹنے میں شدت اختیار کرتے تھے اور اسی کو سنت کہتے تھے۔ بعض فقہاء نے احادیث کو اس طرح جمع کیا ہے کہ مونچھیں کٹوائی جائیں اور ان کے اطراف کو مٹا دیا جائے۔

اعفاء کا معنی بڑھانا اور لمبا کرنا ہے۔ غزالیؒ نے لکھا ہے کہ داڑھی کی زائد مقدار میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ مٹھی بھر سے زائد کو کاٹنے میں حرج نہیں ہے۔ ابن عمرؓ اور ان کے بعد تابعین کی ایک جماعت ایسا ہی کرتی تھی۔ شعبی، ابن سیرین، حسن اور قتادہ نے اس کو مستحسن جانا ہے۔ غزالی نے کہا ہے کہ داڑھی کا حد سے زیادہ بڑھانا بعض دفعہ شکل صورت کو بگاڑ دیتا ہے۔ نوویؒ نے کہا ہے کہ اسے اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہیے حدیث کا منشاء یہی ہے۔ ترمذی کی حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طول و عرض میں داڑھی کو کاٹ دیتے تھے، ضعیف الاسناد ہے۔ ابرو جب لمبے ہو جائیں تو حسن بصریؒ اور احمد بن حنبلؒ سے ان کا قطع کر دینا ثابت ہے۔ (ابن رسلان)

۴۱۹۹۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا صَدَقَةُ الدَّقِيقِيُّ نَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ وَقَّتَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلْقَ الْعَانَةِ وَتَقْلِيمَ الْأَظْفَارِ وَقَصَّ الشَّارِبِ وَنَتْفَ الْإِبْطِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا مَرَّةً قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ أَنَسٍ لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وُقِّتَ لَنَا ط

ترجمہ:۔ انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے موئے زیرناف کے مونڈھنے، ناخن کاٹنے، مونچھیں کاٹنے اور بغلیں اکھاڑنے کی مدت چالیس دن میں ایک بار ٹھرائی تھی۔ (مسلم، ترمذی)

شرح:۔ مولانا نے فرمایا ہے کہ جو بال اتارنے کا حکم ہے وہ چاہے مونڈھے جائیں، اکھاڑے جائیں، یا نورہ (پاؤڈر وغیرہ) سے زائل کیے جائیں جائز ہے۔ مرد کے لیے مونڈھنا افضل ہے مگر عورت کے لیے نہیں، وہ کسی طرح بھی ازالہ کرے۔ اسی طرح ناخن چاہے کسی طرح بھی اتار دیئے جائیں جائز ہے۔ مرد کے دن کی مدت زیادہ سے زیادہ ہے۔ اس سے کم ہو تو افضل ہے۔ ابوداؤد نے اس کی دوسری روایت بیان کی جو انس سے ہے کہا کہ راوی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں کیا اور کہا "وُقِّتَ لَنَا"، "ہمارے لیے وقت کی حدبندی کر دی گئی"، اور یہ صحیح تر روایت ہے۔

۴۲۰۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ نَا زُهَيْرٌ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ وَقَرَأَهُ عَبْدُ الْمَلِكِ عَلَى أَبِي الزُّبَيْرِ وَرَوَاهُ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نُعْفِي السِّبَالَ إِلَّا فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ الْإِسْتِحْدَادُ حَلْقُ الْعَانَةِ ط

ترجمہ:۔ جابرؓ نے کہا کہ ہم لوگ مونچھوں کے دائیں بائیں اطراف کو بڑھاتے تھے مگر حج اور عمرہ میں نہیں بلکہ ان میں سیال بھی کاٹ کر کم کر دیتے تھے۔ سیال مونچھوں کے دو اطراف ہیں جو دائیں بائیں کو داڑھی کی طرف بڑھتے ہیں) ابوداؤد نے کہا کہ استحداد کا معنی ہے۔ موئے زیر ناف کو مونڈھنا۔

بَابٌ فِي نَتْفِ الشَّيْبِ

(سفید بال اکھاڑنے کا باب)

۴۲۰۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى ح وَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا سُفْيَانُ الْمَعْنَى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشِيبُ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ

قَالَ عَنْ سُفْيَانَ إِلَّا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَالَ فِي حَدِيْثِ يَحْيَى إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً ؂

ترجمہ:۔ عبداللہؓ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" سفید بال مت اکھاڑو جو مسلم حالتِ اسلام میں بوڑھا ہو جائے تو وہ سفیدی اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگی، یہ سفیان کے لفظ ہیں، یحییٰ کی حدیث میں ہے کہ " مگر اللہ اس کے لیے اس سفیدی کے باعث نیکی لکھے گا اور برائی کم کرے گا۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسلم، نے اسے انسؓ سے روایت کیا ہے)

شرح:۔ اس باب میں سر، داڑھی اور مونچھ کا کوئی فرق نہیں ہے۔

بَابٌ فِي الْخِضَابِ

(خضاب کا باب)

۴۲۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبِغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ ؂

ترجمہ:۔ ابوھریرہؓ اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے پس تم ان کی مخالفت کرو۔ (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی، گویا خضاب کا امر فرمایا، لیکن یہ امر بقول نووی استحباب کے لیے ہے نہ کہ وجوب کے لیے۔

۴۲۰۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أُتِيَ بِأَبِيْ قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ ؂

ترجمہ:۔ جابرؓ بن عبداللہ نے کہا کہ فتح مکہ کے دن ابو قحافہ کو لایا گیا اور اس کا سر سفیدی کے باعث ثغامہ کی مانند تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اسے کسی چیز کے ساتھ بدل دو اور سیاہی سے پرہیز کرو۔ (مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

شرح :۔ ابو قحافہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد کی کنیت تھی ۔ انہیں حضورؐ کے پاس بیعت کے لیے لایا گیا تھا ۔ ثغامہ ایک پودے کا نام تھا جس کے پھول اور پھل نہایت سفید ہوتا تھا ۔ سر کی سفیدی کو اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے ۔ سیاہ رنگ کا خضاب کرنے کی ممانعت کے بارے میں اختلاف ہے ۔ غزالی ، بغوی اور دوسرے علماء کا قول ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے ۔ نووی ؒ نے صحیح اسے قرار دیا ہے کہ یہ ممانعت تحریم کے لیے ہے ۔ ابن سعد نے طبقات میں بہت سے صحابہ و تابعین کے متعلق جن میں حضرات حسنؓ و حسینؓ شامل ہیں ، لکھا ہے کہ وہ کالا خضاب کرتے تھے ۔ اسی قسم کی روایات مصنف عبدالرزاق میں بھی موجود ہیں ۔ اس بناء پر کالے خضاب کی ممانعت ابو قحافہ سے خاص ہوگی کیونکہ وہ بہت بوڑھے تھے ۔ ایسا آدمی اگر کالا خضاب لگائے تو اچھا خاصہ مذاق کا سامان بن جاتا ہے ۔ علماء نے جہاد میں کالے خضاب کی صریح اجازت دی ہے ۔ اگلی حدیث میں حناء اور وسمہ کے خضاب کا حکم ہے ۔ انہیں ملا کر خضاب کریں تو رنگ سیاہی مائل سرخ ہوتا ہے ۔ سیاہ خضاب کرنا مکروہ تحریمی ہے سوائے جہاد کے ۔

۴۲۰۴ ۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدَّيْلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحْسَنَ مَا غُيِّرَ بِهِ هٰذَا الشَّيْبُ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ ۔

ترجمہ :۔ ابوذرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " سفید بالوں کی تبدیلی کے لیے بہترین چیز مہندی اور وسمہ ہے (ترمذی ، نسائی ، ابن ماجہ ، ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے) خطابی کا قول ہے کہ شاید دونوں چیزوں کا الگ الگ استعمال مراد ہے (مگر "اس شاید" کی کوئی دلیل نہیں ہے) کیونکہ مہندی کو جب وسمہ کے ساتھ ملا کر لگائیں تو رنگ کالا ہو جاتا ہے (اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کتم وسمہ کے علاوہ کوئی اور چیز ہے ۔
شرح :۔ بخاری کے مطابق ابوبکر صدیقؓ نے حناء اور وسمہ کا خضاب کیا تھا ۔ بظاہر حدیث میں دونوں کو ملا کر استعمال کرنا فرمایا ہے ۔

۴۲۰۵ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِي عُبَيْدَ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ إِيَادٍ نَا إِيَادٌ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ ذُو وَفْرَةٍ بِهَا رَدْعُ حِنَّاءٍ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ ۔

ترجمہ :۔ ابورمثہؓ نے کہا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گیا تو دیکھا کہ آپ کے بال کانوں تک تھے ، ان میں مہندی کا نشان تھا اور آپ پر دو سبز چادریں تھیں ۔ (حضورؐ کے سر اور داڑھی مبارک کے معدودے چند بال سفید ہوئے تھے ، یہ ان کے متعلق ہے کہ انہیں مہندی لگائی گئی تھی)

۴۲۰۶ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبْجَرَ عَنْ إِيَادِ بْنِ رِمْثَةَ فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ فَقَالَ لَهُ أَبِي أَرِنِي هَذَا الَّذِي بِظَهْرِكَ فَإِنِّي رَجُلٌ طَبِيبٌ قَالَ اللّٰهُ الطَّبِيبُ بَلْ أَنْتَ رَجُلٌ رَفِيقٌ طَبِيبُهَا الَّذِي خَلَقَهَا ط

ترجمہ :۔ ابو رمثہ سے وہی روایت جس کی دوسری سند کے مطابق (یوں ہے) کہ آپؐ سے میرے باپ نے کہا کہ مجھے یہ چیز دکھایئے جو آپ کی پشت پر ہے (یعنی مہر نبوت) اس نے شاید اسے کوئی گلٹی یا رسولی سمجھا تھا کیونکہ میں ایک طبیب آدمی ہوں، حضورؐ نے فرمایا " اللہ ہی طبیب ہے (یعنی حقیقی معالج وہی ہے جس کے ہاتھ میں شفاء ہے) بلکہ تو ایک رفیق آدمی ہے (جو مریضوں سے شفقت و لطف سے پیش آتا ہے) اس کا طبیب وہی ہے جس نے اسے پیدا فرمایا۔ ترمذی، نسائی) یعنی تو غلطی سے اسے بیماری سمجھ بیٹھا ہے۔ یہ نشانِ قدرت ہے۔

تشریح :۔ طبیب کا لفظی معنی معالات کا ماہر اور عارف ہے، طبیب کو اس بناء پر یہ نام ملا کہ وہ امراض اور علاج پر نگاہ رکھتا ہے، مگر بیماری اور شفاء دراصل اللہ کے ہاتھ میں ہے لہٰذا حقیقی اور اصلی طبیب وہی ہے۔

۴۲۰۷ ۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ نَا سُفْيَانُ عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَبِي فَقَالَ لِرَجُلٍ أَوْ لِأَبِيهِ مَنْ هَذَا قَالَ ابْنِي قَالَ لَا تَجْنِي عَلَيْهِ وَكَانَ قَدْ لَطَخَ لِحْيَتَهُ بِالْحِنَّاءِ ط

ترجمہ :۔ ابو رمثہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اور میرا باپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ پس حضورؐ نے ایک آدمی سے یا ابو رمثہؓ کے باپ سے فرمایا " یہ کون ہے؟ اس نے کہا " میرا بیٹا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا " تیرے گناہ میں یہ نہیں پکڑا جائے گا۔ اور اس وقت حضورؐ نے اپنی داڑھی پر مہندی لیتھڑی ہوئی تھی (پچھلا حوالہ) ایک روایت میں ہے کہ وہ تیرے گناہ میں اور تو اس کے گناہ میں نہیں پکڑا جائے گا۔ اور مہندی لگانے کا مطلب یہ ہے کہ صرف اتنی جگہ پر لگا رکھی تھی جہاں سفید بال تھے مثلاً کنپٹیاں۔

۴۲۰۸ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ نَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَخْضِبْ وَلٰكِنْ قَدْ خَضَبَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ط

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ نے خضاب لگایا تھا تو انہوں نے کہا کہ نہیں، ہاں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے خضاب لگایا تھا۔ (بخاری، مگر اس میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں ہے ہے۔ مسلم میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور وسمے کا خضاب لگایا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے صرف مہندی کا۔)

شرح:۔ ابورمثہؓ کی حدیث میں حضورؐ کا مہندی رنگانا ثابت ہوا ہے اور اس نے عین اس حالت میں آپؐ کو دیکھا جبکہ مہندی لگی ہوئی تھی۔ مگر انسؓ کی حدیث میں اس کی نفی آگئی ہے۔ حدیث انسؓ کا معنی یا تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری ڈاڑھی پر خضاب نہیں کیا کیونکہ بہت کم سفید تھے، صرف ان سفید بالوں والی جگہ پر مہندی لگائی تھی۔ زیادہ بہتر تاویل یہ ہے کہ حضورؐ نے اکثر اوقات میں خضاب نہیں لگایا، پس کبھی کبھار کیا تھا۔ انسؓ نے جو دیکھا اس کی روایت کی اور وہ ٹھیک ہے۔ واللہ اعلم۔

بَابٌ فِي خِضَابِ الصُّفْرَةِ

زرد خضاب کا باب ۱۹

۴۲۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ أَبُو سُفْيَانَ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ نَا ابْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَيُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ط

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گائے کی صاف کھال کے جوتے پہنا کرتے تھے اور اپنی داڑھی کو ورس اور زعفران کے ساتھ زرد کرتے تھے، اور ابن عمرؓ بھی ایسا کرتا تھا (نسائی)۔ صحیحین کی حدیث میں ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالوں کو رنگتے تھے۔ اور بعض اوقات میں ہے کہ حضورؐ کپڑوں کو زرد رنگ کرتے تھے۔ ورس یمن کی ایک بوٹی کا نام ہے، اس سے زرد رنگ نکلتا ہے، زعفران سے کپڑے رنگنے کی ممانعت احادیث سے ثابت ہے، پس لازماً مراد یہی ہے کہ ڈاڑھی یا سر کے بال رنگتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ سبتی جوتی سے مراد وہ گائے بیل کی کمائی ہوئی اور بال اتری ہوئی کھال کی جوتی ہے۔ سبت کا معنی مونڈھنا اور دور کرنا ہے، اس کے بال دور کیے گئے اس لیے اسے سبتی کہا گیا۔

۴۲۱۰ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ نَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَۃَ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ وَھْبٍ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ مَا اَحْسَنَ ھٰذَا قَالَ فَمَرَّ اٰخَرُ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ مَا اَحْسَنَ ھٰذَا قَالَ فَمَرَّ اٰخَرُ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْکَتَمِ فَقَالَ ھٰذَا اَحْسَنُ مِنْ ھٰذَا فَمَرَّ اٰخَرُ قَدْ خَضَبَ بِالصُّفْرَۃِ فَقَالَ ھٰذَا اَحْسَنُ مِنْ ھٰذَا کُلِّہٖ ط

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ ایک مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا جس نے مہندی کا خضاب لگایا ہوا تھا، حضورؐ نے فرمایا وہ یہ کتنا اچھا ہے! پھر دوسرا گزرا جس نے مہندی اور وسمہ کا خضاب کیا ہوا تھا، حضورؐ نے فرمایا یہ اس سے بہتر ہے۔ پھر تیسرا آدمی گزرا جس نے زرد خضاب کیا ہوا تھا، آپؐ نے فرمایا وہ یہ سب سے اچھا ہے (ابن ماجہ) ان احادیث میں مہندی اور وسمہ کا ذکر اکٹھا آرہا ہے۔ لہٰذا ان دونوں کا اجتماع ہی مراد ہوسکتا ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ دونوں کو ملایا جائے تو سیاہی مائل سرخ رنگ نکلتا ہے بلکہ بقول خطابی سیاہ ہوجاتا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ خِضَابِ السَّوَادِ

(سیاہ خضاب کا باب)

۴۲۱۱ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ تَوْبَۃَ نَا عُبَیْدُ اللّٰہِ عَنْ عَبْدِ الْکَرِیْمِ الْجَزَرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ قَوْمٌ یَخْضِبُوْنَ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ کَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا یُرِیْحُوْنَ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ ط

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آخری زمانے ایک قوم ہوگی جو کالا خضاب کرے گی، کبوتروں کے سینوں کی طرح، وہ جنت کی ہوا نہ پائیں گے۔ (نسائی) اس حدیث سے خالص کالے خضاب کی ممانعت نکلی اور اس کی تاویل وہ ہوئی مشکل ہے جو ابو قحافہؓ والے واقعہ میں گزری۔ یوں کہا جاسکتا

ہے کہ یہ کسی غیر مسلم قوم کا ذکر ہے۔ یا ہے تو مسلمانوں کا مگر کالا خضاب بطور حرمت نہیں بیان ہو رہا ہے بلکہ بطور علامت بیان ہوا ہے۔ مگر بہر حال یہ تاویل ہی ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ یہ بطور فیشن یا بطور لہو ولعب یا کسی باطل غرض سے کرنے والوں کا ذکر ہے، کیونکہ جہاد کی ضرورت سے تو کالا خضاب لگانا اوپر گزر چکا کہ مباح ہے۔ طبقات ابن سعد میں بہت سے صحابہ وتابعین کے متعلق لکھا ہے کہ وہ کالا خضاب کرتے تھے، اب ان میں سے ہر ایک روایت کو تو باطل نہیں ٹھیرا جاسکتا، ماننا پڑے گا کہ اس باب میں روایات متضاد ہو گئی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مہندی اور وسمہ ملا کر لگایا جائے تو ان کا رنگ بھی تقریباً کالا نکل آتا ہے اور ان کا ذکر بلکہ امر تو صحاح میں گزر چکا ہے۔ اس کی مکمل تحقیق اصلاح الرسوم میں دیکھئے۔

بَابُ الْاِنْتِفَاعِ بِالْعَاجِ

(عاج سے نفع اٹھانے کا باب) عاج مراد یا تو ہاتھی دانت ہے جو امام شافعی کے نزدیک ایک قول میں نجس ایک میں طاہر ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک طاہر ہے اور شافعی کا دوسرا قول بھی یہی ہے۔ عاج بحری جانوروں کی ہڈی کو بھی کہتے ہیں بالخصوص بحری کچھوے کی پشت کی ہڈی جس کے کنگن بنتے ہیں، عصب ایک بحری جانور کا دانت ہوتا ہے جس کے منکوں کا ہار پروتے تھے۔

۴۲۱۲ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ حُمَيْدٍ الشَّامِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ الْمُنَبِّهِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ كَانَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِاِنْسَانٍ مِنْ اَهْلِهٖ فَاطِمَةُ وَاَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهَا اِذَا قَدِمَ فَاطِمَةُ فَقَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ لَهٗ وَقَدْ عَلَّقَتْ مِسْحًا اَوْ سِتْرًا عَلٰى بَابِهَا وَحَلَّتِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ قُلْبَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ فَقَدِمَ وَلَمْ يَدْخُلْ فَظَنَّتْ اَنَّمَا مَنَعَهٗ اَنْ يَدْخُلَ مَا رَاٰى فَهَتَكَتِ السِّتْرَ وَفَكَّتِ الْقُلْبَيْنِ عَنِ الصَّبِيَّيْنِ وَقَطَعَتْهُ بَيْنَهُمَا فَانْطَلَقَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا يَبْكِيَانِ فَاَخَذَهُ مِنْهُمَا وَقَالَ يَا ثَوْبَانُ اذْهَبْ بِهٰذَا اِلٰى اٰلِ فُلَانٍ اَهْلِ بَيْتٍ بِالْمَدِيْنَةِ اِنَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ اَكْرَهُ اَنْ يَاْكُلُوْا طَيِّبَاتِهِمْ فِيْ حَيَاتِهِمُ الدُّنْيَا

يَا ثَوْبَانُ اشْتَرِ لِفَاطِمَةَ قِلَادَةً مِنْ عَصَبٍ وَسِوَارَيْنِ مِنْ عَاجٍ آخِرُ كِتَابِ التَّرَجُّلِ ۔

ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ثوبانؓ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر جاتے تو سب سے آخر میں فاطمہؓ سے ملتے اور واپس ہوتے تو سب سے پہلے فاطمہؓ سے ملتے ۔ پس آپ ایک جنگ سے واپس ہوئے تو فاطمہؓ نے اپنے دروازے پر ایک اونی کپڑا یا پردہ لٹکایا اور حسنؓ اور حسینؓ کو چاندی کے کنگن پہنائے ۔ آپ تشریف لائے تو اندر داخل نہ ہوئے، پس فاطمہؓ سمجھ گئیں کہ آپ کس چیز کو دیکھ کر گھر میں داخل نہیں ہوئے ۔ پس انہوں نے وہ پردہ پھاڑ ڈالا اور بچوں کے کنگن بھی ہاتھوں سے نکال دیئے اور ان کے ٹکڑے کر دیئے ۔ وہ دونوں بچے روتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے تو آپ نے وہ ٹوٹے ہوئے ٹکڑے ان سے لے لیے اور فرمایا اے ثوبانؓ ! یہ چاندی مدینہ کے فلاں گھر میں لے جاؤ اور انہیں دے دو ۔ یہ میرے گھر والے ہیں، میں ناپسند کرتا ہوں کہ یہ اپنی پاکیزہ چیزیں دنیوی زندگی میں کھا لیں ۔ اے ثوبانؓ ! فاطمہؓ کے لیے منکوں کا ایک ہار اور عاج کے دو کنگن خرید لاؤ ۔ (معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے اپنے دو کنگن بچوں کو پہنا دیئے تھے اور حضورؐ کی ناپسندیدگی دیکھ کر انہیں توڑ ڈالا تھا ۔ اب ان کے بدلے میں منکوں کا ہار اور عاج کے کنگن منگوائے گئے ۔

(آخر کتاب الترجل)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

اَوَّلُ كِتَابِ الْخَاتَمِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّخَاذِ الْخَاتَمِ

(انگوٹھی بنوانے کا باب)

۴۲۱۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ مُطَرِّفٍ نَا عِيْسٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَكْتُبَ اِلٰى بَعْضِ الْاَعَاجِمِ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُوْنَ كِتَابًا اِلَّا بِخَاتَمٍ فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَهٗ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

ترجمہ:۔ انسؓ بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اہل عجم کو خط لکھوانا چاہا تو آپؐ کو بتایا گیا کہ وہ صرف وہی خط پڑھتے ہیں جس پر مہر ہو۔ پس آپؐ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں محمد رسول اللہؐ کے لفظ کھدوائے، صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری، ترمذی، نسائی، مسلم، ابن ماجہ)

شرح:۔ بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جب آپؐ نے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی کو خط لکھوانے کا ارادہ کیا الخ۔

۴۲۱۴۔ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ بِمَعْنَى حَدِيثِ عِيسَى بْنِ يُونُسَ زَادَ فَكَانَ فِي يَدِهِ حَتَّى قُبِضَ وَفِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى قُبِضَ وَفِي يَدِ عُمَرَ حَتَّى قُبِضَ وَفِي يَدِ عُثْمَانَ فَبَيْنَمَا هُوَ عِنْدَ بِئْرٍ إِذْ سَقَطَ فِي الْبِئْرِ فَأَمَرَ بِهَا فَنُزِحَتْ فَلَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ ط

ترجمہ:۔ انسؓ کی گزشتہ حدیث کی دوسری روایت۔ اس میں یہ لفظ زائد ہیں کہ "وہ انگوٹھی حضورؐ کے ہاتھ میں تھی حتی کہ آپؐ کی وفات ہوگئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی حتی کہ ان کی وفات ہوگئی اور عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی کہ ان کی وفات ہوگئی اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر اس اثناء میں کہ وہ ایک کنویں کے پاس تھے اچانک وہ کنویں میں گر گئی، حضرت عثمانؓ نے حکم دے کر اس کا پانی نکلوایا مگر وہ انگوٹھی نہ مل سکی (آگے آتا ہے کہ وہ اریس نامی کنویں میں گری تھی۔)

۴۲۱۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَا نَا ابْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسٌ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَرِقٍ فَصُّهُ حَبَشِيٌّ ط

ترجمہ:۔ انسؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبشی (طرز کا) تھا (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، (نگینہ حبشی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی بناوٹ حبشی تھی، یا رنگ سیاہ تھا، یا نیچے چاندی اور اوپر حبشی عقیق یا منکے کا نگینہ تھا)

۴۲۱۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ نَا زُهَيْرٌ نَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ كُلُّهُ فَصُّهُ مِنْهُ ط

ترجمہ:۔ انس بن مالک نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی ساری چاندی کی تھی، اس کا نگینہ بھی اسی میں سے تھا (بخاری، ترمذی، نسائی، یعنی نگینہ حبشی انداز کا تھا مگر چاندی کا۔ یا یہ کوئی اور انگوٹھی ہوگی۔

۴۲۱۷۔ حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي بَطْنَ كَفِّهِ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ الذَّهَبِ فَلَمَّا رَآهُمْ قَدِ اتَّخَذُوهَا رَمَى بِهِ وَقَالَ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ لَبِسَ الْخَاتَمَ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ لَبِسَهُ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ ثُمَّ لَبِسَهُ عُثْمَانُ حَتَّى وَقَعَ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ ط

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھا اور اس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کندہ کرایا، تو اور لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ جب حضورؐ نے دیکھا تو آپ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا: میں اسے کبھی نہ پہنوں گا۔ پھر آپؐ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں محمد رسول اللہ کندہ کرایا۔ پھر آپؐ کے بعد وہ انگوٹھی حضرت ابوبکرؓ نے پہنی۔ پھر ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ نے پہنی۔ پھر عثمانؓ نے پہنی حتیٰ کہ وہ اریس نامی کنویں میں گر گئی (بخاری، مسلم)

شرح:۔ اس حدیث سے وضاحت ہوگئی کہ سونے کی انگوٹھی پہلے بنوائی تھی جبکہ سونے کی حرمت نہ آئی تھی۔ جب سونا حرام ہوگیا تو اسے ہاتھ سے اتار دیا۔ پھینکنے کا مطلب یہ نہیں کہ اسے گھورے پر پھینک دیا تھا۔ بلکہ یہ کہ اسے ہاتھ سے اتار دیا اور پھر نہ پہنا۔ اریس کا کنواں قباء کے قریب ایک باغ میں تھا۔ بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ انگوٹھی کے نگینے پر جو محمد رسول اللہ کے الفاظ کندہ تھے یہ اُلٹے ہوں گے تاکہ نقش کرنے میں سیدھے آئیں۔ بعض نے کہا ہے کہ الفاظ سیدھے تھے اور ان کا نقش بھی بطور معجزہ سیدھا آتا تھا۔

۴۲۱۸۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي هَذَا الْخَبَرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَقَالَ لَا يَنْقُشُ أَحَدٌ عَلَى خَاتَمِي هَذَا ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ ط

ترجمہ :۔ ابن عمرؓ سے اسی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ وہ پس اس میں محمدؐ رسول اللہ نقش کرایا اور فرمایا۔ میری اس انگوٹھی جیسی کوئی اور نہ بنائے۔ الخ ۔ (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔ (اس ممانعت کا مطلب یا یہ ہے کہ اور شخص سرے سے انگوٹھی ہی نہ بنائے کیونکہ آپؐ کی انگوٹھی تو ایک شرعی و انتظامی ضرورت کی غرض سے تھی، کسی اور کو یہ حاجت نہ تھی۔ یا یہ مطلب ہے کہ کوئی انگوٹھی پر اس قسم کے الفاظ (مسنون جان کر) کندہ نہ کرائے۔

۴۲۱۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ نَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهَذَا الْخَبَرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عليه وَسَلَّمَ قَالَ فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَاتَّخَذَ عُثْمَانُ خَاتَمًا وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَانَ يَخْتِمُ بِهِ أَوْ يَتَخَتَّمُ بِهِ ط

ترجمہ :۔ ابن عمرؓ کی وہی حدیث ایک اور سند کے ساتھ، اس میں ہے کہ گم ہونے کے بعد لوگوں نے اسے تلاش کیا تو نہ ملی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک اور انگوٹھی بنوائی اور اس میں محمدؐ رسول اللہ کے الفاظ کندہ کروائے ابن عمرؓ نے کہا کہ حضرت عثمانؓ اس کے ساتھ مہر لگاتے تھے یا اسے پہنتے تھے۔ (نسائی)

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْخَاتَمِ

(انگوٹھی ترک کرنے کا باب)

۴۲۲۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لُوَيْنٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ رَأَى فِي يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا فَصَنَعَ النَّاسُ فَلَبِسُوا وَطَرَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَرَحَ النَّاسُ رَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ زِيَادٌ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ وَشُعَيْبٌ وَابْنُ مُسَافِرٍ كُلُّهُمْ قَالَ مِنْ وَرِقٍ ط

ترجمہ :۔ انسؓ بن مالکؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے چاندی کی انگوٹھی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک ہی دن دیکھا۔ پھر لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوائیں اور پہن لیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے نکال پھینکا تو لوگوں نے بھی نکال دیں۔ ابوداؤد نے کہا کہ زہری سے زیاد بن سعد اور شعیب اور ابن مسافر نے روایت کی، سب نے کہا ور

چاندی کی۔ راصل حدیث بخاری، مسلم اور نسائی میں آئی ہے۔

شرح :۔ قرطبی نے کہا کہ ابن شہاب زہری کی اس روایت میں انسؓ سے کی ہے، ابن شہاب نے وہم کیا ہے تمام محدثین اس بات پر متفق ہیں۔ یہ واقعہ سونے کی انگوٹھی میں پیش آیا تھا۔ نووی نے یہ احتمال بیان کیا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی کو اتار دیا اور چاندی کی بنوائی تو شاید لوگوں نے بھی اس کی پیروی میں ایسا ہی کیا ہوگا اور بعد میں خصوصیت کا علم ہوا ہوگا جیسا کہ اوپر بعض احادیث میں گزرا ہے کہ حضورؐ نے اپنی انگوٹھی جیسی انگوٹھی، یا اس جیسا نقش بنوانے سے منع فرمایا تھا) حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ ابوداؤد کی عبارت سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ زہری سے غلطی کو منسوب کرنے کے بجائے کسی راوی پر وہم کا الزام رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر محدثین نے اس میں زہری کی غلطی تسلیم کی ہے کہ اس روایت میں اس نے چاندی کی انگوٹھی کو پھینکنے کا ذکر کیا حالانکہ بہت سی احادیث بتاتی ہیں کہ پھینکی جانے والی انگوٹھی سونے کی تھی نہ کہ چاندی کی۔ ممکن ہے اس روایت میں ایسا اختصار واقع ہوگیا ہو کہ جس سے مطلب خبط ہوگیا ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي خَاتَمِ الذَّهَبِ

(سونے کی انگوٹھی کا باب)

۴۲۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ الرُّكَيْنَ بْنَ الرَّبِيعِ يُحَدِّثُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ أَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ عَشْرَ خِلَالٍ الصُّفْرَةَ يَعْنِي الْخَلُوْقَ وَتَغْيِيْرَ الشَّيْبِ وَجَرَّ الْإِزَارِ وَالتَّخَتُّمَ بِالذَّهَبِ وَالتَّبَرُّجَ بِالزِّيْنَةِ لِغَيْرِ مَحَلِّهَا وَالضَّرْبَ بِالْكِعَابِ وَالرُّقَى إِلَّا بِالْمُعَوِّذَاتِ وَعَقْدَ التَّمَائِمِ وَعَزْلَ الْمَاءِ لِغَيْرِ أَوْ غَيْرِ مَحَلِّهِ أَوْ عَنْ مَحَلِّهِ وَفَسَادَ الصَّبِيِّ غَيْرَ مُحَرِّمِهِ ط

ترجمہ :۔ ابن مسعودؓ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس باتوں کو ناپسند فرماتے تھے زردی یعنی خلوق، سفید بالوں کو تبدیل کرنا۔ ازار کو لٹکانا، سونے کی انگوٹھی پہننا، بے محل زینت کا کھلا اظہار کرنا۔ نرد اور شطرنج کھیلنا، معوذات کے سوا کسی اور چیز سے جھاڑ پھونک کرنا۔ منکے گلے میں لٹکانا، بے مقصد عزل کرنا۔ بچے کو (رضاعت میں) فاسد کرنا، مگر آخری چیز کو حرام نہ ٹھیراتے تھے۔ (نسائی) ابوداؤد نے کہا کہ اس حدیث

کی سند میں اہل بصرہ منفرد ہیں۔ واللہ اعلم)

شرح :۔ ان میں سے ہر چیز کی شرح اپنے اپنے محل پر گزری۔ خلوق وہ مخلوط رنگ دار خوشبو ہے جو عورتوں کے ساتھ مخصوص تھی اس لیے مردوں کو اس کا استعمال مکروہ جانا گیا۔ سفید بالوں کو خالص سیاہ خضاب لگانا ناپسند فرمایا گیا، ازار لٹکانے کی حد گزر چکی ہے کہ ازراہِ تکبر گٹنوں سے نیچے اسے لٹکایا یا سمیٹ پر گھسیٹا جائے سونا پہننا مردوں پر حرام ہے۔ زینت کا ازراہ تکبر و تفاخر بے ضرورت اور بے جواز اظہار عیاش لوگوں کا شیوہ ہے لہٰذا اسے ناپسند فرمایا گیا۔ نرد اور شطرنج مطلقاً مکروہ ہے اور بطور قمار حرام قطعی۔ قرآن وحدیث اور ادعیہ کے علاوہ مشرکانہ غیر مفہوم، عبارتوں سے دم کرنا یا ان کا تعویذ باندھنا حرام ہے۔ تمائم تمیمہ کی جمع ہے اور اہل عرب انہیں حفاظت کا ذریعہ جان کر یا بطور زینت بچوں کے گلے میں ڈال لیتے تھے، یہ منکے ہوتے تھے خراب عقیدے یا نیت سے یہ حرام ہے۔ محض زینت کے لیے مکروہ ہے۔ بے محل عزل سے مراد یہ ہے کہ نطفہ حیات گرانا مطلوب تھا اس کے علاوہ کسی اور جگہ مثلاً زمین پر گرایا جائے، اس کی بعض صورتیں حرام اور بعض مکروہ ہیں۔ دودھ پیتے بچے کی ماں سے جماع کرنا اس لیے مکروہ ہے کہ اگر حمل ہو جائے تو دودھ فاسد ہو جاتا ہے اور بچے کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ اس کی کراہت تنزیہی ہے۔ عورت کے لیے اپنے خاوند کے علاوہ کسی اور کے لیے زینت کرنا اور غیروں کے سامنے جسم کے محاسن ظاہر کرنا، بن ٹھن کر نکلنا وغیرہ سب حرام ہے جیسا کہ اس سے قبل کتاب اللباس کی احادیث کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خَاتَمِ الْحَدِيدِ

(لوہے کی انگوٹھی کا باب)

۴۲۲۲ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ الْمَعْنِيُّ أَنَّ زَيْدَ ابْنَ الْحُبَابِ أَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ السُّلَمِيِّ الْمَرْوَزِيِّ أَبِي طَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ شَبَهٍ فَقَالَ لَهُ مَالِي أَجِدُ مِنْكَ

رِيحَ الْأَصْنَامِ فَطَرَحَهُ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ مَا لِي أَرَى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ أَتَّخِذُهُ قَالَ اتَّخِذْهُ مِنْ وَرِقٍ وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا وَلَمْ يَقُلْ مُحَمَّدٌ عَبْدُ اللهِ ابْنُ مُسْلِمٍ وَلَمْ يَقُلِ الْحَسَنُ السُّلَمِيَّ الْمَرْوَزِيَّ ط

ترجمہ:۔ بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ میں تانبے (یا چھوٹے سونے) کی انگوٹھی تھی۔ حضورؐ نے اس سے فرمایا وہ کیا وجہ ہے کہ میں تجھ سے بتوں کی بدبو پاتا ہوں۔ پس اُس نے وہ انگوٹھی اتار پھینکی۔ پھر آیا تو اس نے لوہے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی تو حضورؐ نے فرمایا۔ کیا سبب ہے کہ میں تجھ پر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں؟ پس اس نے وہ بھی اتار پھینکی اور کہا یا رسول اللہؐ میں کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاندی کی بنوالو مگر ایک مثقال سے کم رکھنا۔ (ترمذی نسائی۔)

شرح:۔ حضورؐ نے لوہے کی انگوٹھی کو اہل جہنم کا زیور فرمایا کیونکہ ان کی زنجیریں اور طوق لوہے کے ہوں گے۔ یا یہ بعض کفار کا فیشن تھا اور کفار جہنمی ہیں۔ حضورؐ نے پیتل کی بدبو کے باعث اسے ناپسند فرمایا تھا۔ رہا تانبے (رگلٹ یا مصنوعی سونے) کا معاملہ، سو اس میں ایک خاص بدبو بھی ہوتی ہے اور بعض بُت اسی دھات کے بنے ہوتے ہوتے تھے۔ مشرکین ھند کے بعض بُت کو بھی ہم نے دیکھا ہے کہ وہ اسی قسم کی دھاتوں سے بنائے گئے ہیں۔ بغوی نے کہا ہے کہ لوہے کی انگوٹھی کی کراہت تنزیہی ہے کیونکہ حضورؐ نے ایک شخص سے کسی عورت کے حق مہر کے بارے میں فرمایا تھا وہ تلاش کرو گو لوہے کی انگوٹھی ہو۔ لیکن بغوی کی دلیل تام نہیں ہے کیونکہ اول تو زیور عورت کے لیے ہوتا ہے اور حضورؐ نے بھی عورت کے حق مہر میں یہ فرمایا تھا۔ علاوہ ازیں لوہے کے زیور نہیں بنا کرتے لہٰذا یہ بات حضورؐ نے تاکید و اصرار کے رنگ میں بطورِ مبالغہ فرمائی تھی۔ اس قسم کے محاورات ہر زبان میں شائع و ذائع ہیں۔ عبداللہ بن مسلم راوی متکلم فیہ ہے۔

۴۲۲۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَزِيَادُ بْنُ يَحْيَى وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالُوا نَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ أَبُو عَتَّابٍ قَالَ نَا أَبُو مَكِينٍ نُوحُ بْنُ رَبِيعَةَ قَالَ حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَيْقِيبِ وَجَدُّهُ مِنْ قِبَلِ أُمِّهِ أَبُو ذُبَابٍ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيدٍ مَلْوِيٌّ عَلَيْهِ فِضَّةٌ

قَالَ فَرُبَمَا كَانَ فِي يَدِي قَالَ وَكَانَ الْمُعَيْقِيبُ عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ:۔ ابو ذباب کے نانا (معیقیبؓ) نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی چڑھی ہوئی تھی۔ معیقیبؓ نے کہا کہ بعض دفعہ وہ میرے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ ابو ذباب نے کہا کہ معیقیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا محافظ و نگران تھا۔ (النسائی)

شرح:۔ یہی وہ انگوٹھی تھی جس کے متعلق انسؓ اور ابن عمرؓ کی احادیث میں گزرا کہ وہ چاندی کی تھی۔ یہ خالص لوہے یا چاندی کی نہ تھی بلکہ لوہے پر چاندی چڑھائی گئی تھی لہٰذا خالص لوہا نہ رہا جس کی کراہت گزشتہ حدیث میں گزری۔ حافظ ابن تیمیہؒ نے معیقیبؓ کے متعلق منہاج السنۃ میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تھا۔ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ۔ "تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں"۔ اس ارشاد کا منشاء شدت تعلق و محبت کا اظہار تھا۔ بعض اور بزرگوں کے متعلق بھی اس قسم کے الفاظ وارد ہیں۔

۴۲۲۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ نَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلِ اللَّهُمَّ اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي وَاذْكُرْ بِالْهِدَايَةِ هِدَايَةَ الطَّرِيقِ وَاذْكُرْ بِالسَّدَادِ تَسْدِيدَكَ السَّهْمَ قَالَ وَنَهَانِي أَنْ أَضَعَ الْخَاتَمَ فِي هٰذِهِ أَوْ فِي هٰذِهِ لِلسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى شَكَّ عَاصِمٌ وَنَهَانِي عَنِ الْقَسِّيَّةِ وَالْمِيثَرَةِ قَالَ أَبُو بُرْدَةَ فَقُلْنَا لِعَلِيٍّ مَا الْقَسِّيَّةُ قَالَ ثِيَابٌ تَأْتِينَا مِنَ الشَّامِ أَوْ مِنْ مِصْرَ مُضَلَّعَةٌ فِيهَا أَمْثَالُ الْأُتْرُجِّ قَالَ وَالْمِيثَرَةُ شَيْءٌ كَانَتْ تَصْنَعُهُ النِّسَاءُ لِبُعُولَتِهِنَّ ط

ترجمہ:۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تو کہہ اے اللہ مجھے ہدایت دے اور مجھے سیدھا رکھ۔" اور ہدایت سے مراد اپنے جی میں راستے کی ہدایت ہے اور سداد سے مراد اپنے جی میں اسی طرح سوچ جس طرح تو تیر کو سیدھا کرتا ہے۔ علیؓ نے کہا اور حضورؐ نے اس بات سے منع فرمایا کہ ایسی انگوٹھی اپنی اس انگلی میں یعنی انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی میں رکھوں، شک عاصم راوی کو ہے، اور حضورؐ نے مجھے قسی اور میثرہ سے منع فرمایا۔ ابو بردہ نے کہا کہ ہم نے علیؓ سے پوچھا کہ قسی کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ شام یا مصر سے

آنے والے کپڑے تھے جن پر نارنگی کی تصویریں بنی ہوئی تھیں اور میثرہ ایک چیز تھی جسے عورتیں اپنے خاوندوں کے لیے بناتی تھیں۔ (بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح:۔ خطابی نے کہا ہدایۃ الطریق کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جنگل اور صحرا کا مسافر بھٹک جانے کے اندیشے کی بناء پر راستے پر چلتا ہے اور اسے چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا اور اس طرح وہ صحیح و سلامت نکل جاتا ہے، اس لیے حضورؐ نے فرمایا کہ جب اللہ سے ہدایت مانگو تو سیدھی راہ پر چلنے کا تصور ذہن میں جماؤ، اور جس طرح سیدھی راہ کو تلاش کرنے اور اس پر چلنے کی کوشش کرتے ہو اس طرح اسلام کی ہدایت پر قائم رہو، اور یہ جو فرمایا کہ سداد سے تیر کو سیدھا کرنا ذہن میں رکھو، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تیر چلانے والا تیر چلاتا ہے تو ہدف پر نشانہ باندھتا تیر کو سیدھا رکھتا اور اسے ٹھیک طور پر چلاتا ہے تاکہ مطلب حاصل ہو سکے۔ وہ دائیں بائیں کو نگاہ نہیں پھیرتا نہ تیر کو ادھر ادھر موڑتا ہے۔ پس سیدھی راہ کی توفیق مانگتے وقت یہ چیزیں ذہن میں رکھو۔ قسّی ریشمین کپڑے ہوتے ہیں۔ اور میاثر عیاش لوگوں کے پرتکلف سامانِ آرائش مثلاً گاؤ تکیے اور قالین وغیرہ ہیں۔ کتاب اللباس میں اس پر بحث ہو چکی ہے

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّخَتُّمِ فِي الْيَمِيْنِ أَوِ الْيَسَارِ

(دائیں یا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا باب)

۴۲۲۵ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ شُرَيْكٍ عَنْ أَبِي نَمِرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَرِيْكٌ وَأَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِيْنِهِ ط

ترجمہ:۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اور دوسرے طریق سے یہ روایت مرسل ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے (ترمذی، نسائی) حاشیے پر لکھا ہے کہ ابوداؤد اس حدیث کو پہلے نہیں پڑھتے تھے، بعد میں پڑھنے لگے تھے (انگوٹھی پہننے کی انگلی دائیں ہاتھ کی چھنگلی ہے۔)

۴۲۲۶۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنِي أَبِي نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَسَارِهِ وَكَانَ فَصُّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ وَأُسَامَةُ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ بِإِسْنَادِهِ فِي يَمِينِهِ ط

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بائیں میں انگوٹھی پہنتے تھے اور اس کا نگینہ اندر کو ہتھیلی کی طرف ہوتا تھا۔ ابوداؤد نے کہا کہ ابن اسحاق اور اسامہ بن زید کی روایت جو نافع سے ہے اس میں دائیں ہاتھ میں پہننے کا ذکر ہے۔

شرح:۔ فتح الودود میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں انگوٹھی پہننا ثابت ہے۔ پس بعض علماء کے نزدیک دونوں صورتیں جائز ہیں مگر دائیں یا افضل ہے۔ بعض نے کہا کہ دائیں میں پہننا منسوخ ہو چکا ہے، مگر یہ بعض ضعیف روایات میں جائز ہے۔ مولانا نے فرمایا ہے کہ علماء احناف نے اہل بدعت، روافض وغیرہم کا شعار ہونے کی وجہ سے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو مکروہ جانا ہے، کیونکہ ہوا پرستوں اور بدعتیوں سے تشبہ جائز نہیں ہے۔

۴۲۲۷۔ حَدَّثَنَا هَنَّادٌ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ فِي يَدِهِ الْيُسْرَى ط

ترجمہ: نافع نے کہا کہ ابن عمرؓ اپنی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

۴۲۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ نَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ رَأَيْتُ عَلَى الصَّلْتِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ خَاتَمًا فِي خِنْصَرِهِ الْيُمْنٰى فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ هٰكَذَا وَجَعَلَ فَصَّهُ عَلٰى ظَهْرِهَا قَالَ وَلَا يَخَالُ ابْنَ عَبَّاسٍ إِلَّا قَدْ كَانَ يَذْكُرُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ كَذٰلِكَ ط

ترجمہ:۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ میں نے صلت بن عبداللہ بن نوفل بن عبدالمطلب کو دائیں ہاتھ کی چھنگلی میں انگوٹھی

پہنے دیکھا تو کہا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے ابن عباس کو اپنی انگوٹھی اسی طرح پہنے ہوئے دیکھا تھا اور اس کا نگینہ اوپر کی طرف رکھا تھا۔ اس نے کہا کہ اس کا خیال ہے کہ ابن عباسؓ ذکر کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگوٹھی اسی طرح پہنتے تھے۔ (ترمذی، اور اس نے بخاری کے حوالے سے بتایا کہ ابن عباسؓ کی حدیث حسن ہے اور ایک نسخے کے مطابق حسن صحیح ہے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ انس بن مالکؓ نے حضورؐ کا بائیں ہاتھ کی چھنگلی میں انگوٹھی پہننا بیان کیا۔ نسائی میں اس قسم کی حدیث ہے)۔ نگینے کے اندر یا باہر کو رکھنے کے متعلق علماء نے کہا کہ باطن کی طرف رکھنے کی حدیث زیادہ صحیح ہے اور زیادہ احادیث میں اس کا ذکر ہے۔ ابن رسلان نے کہا ہے کہ حضورؐ کا نگینہ باطن کی طرف ہوتا تھا مگر بیان جواز کے لیے کبھی کبھی شاید بیرونی جانب بھی رکھا ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْجَلَاجِلِ

(گھنگروؤں کا باب)

۴۲۲۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَا نَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ أَنَّ عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ بْنُ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَوْلَاةً لَهُمْ ذَهَبَتْ بِابْنَةِ الزُّبَيْرِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِي رِجْلِهَا أَجْرَاسٌ فَقَطَعَهَا عُمَرُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانًا

ترجمہ:۔ علی بن سہل بن زبیر نے کہا کہ ان کی (ہماری) ایک لونڈی زبیرؓ کی بیٹی کو عمرؓ بن الخطاب کے پاس لے گئی اور اس کے پاؤں میں گھونگرو تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کاٹ دیا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا تھا کہ ہر گھنٹی کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔ (منذری نے کہا کہ وہ لونڈی مجہولہ ہے)

شرح:۔ حاصل یہ ہے کہ عورت چھوٹی ہو یا بڑی۔ اس کا کوئی ایسا زیور جس سے آواز نکلے وہ جرس کے حکم میں ہے اور ناجائز ہے۔

۴۲۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ نَا رَوْحٌ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ بُنَانَةَ مَوْلَاةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَّانَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَمَا هِيَ عِنْدَهَا إِذْ دُخِلَ عَلَيْهَا بِجَارِيَةٍ وَعَلَيْهَا جَلَاجِلُ يُصَوِّتْنَ فَقَالَتْ لَا تُدْخِلْنَهَا

عَلَيَّ اِلَّا اَنْ تَقْطَعُوْا جَلَاجِلَهَا وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ جَرَسٌ ط

ترجمہ :۔ بنانہ جو عبدالرحمان بن حسان انصاری کی لونڈی تھی، اس کا بیان ہے کہ وہ حضرت عائشہؓ کے پاس تھی کہ ان کے پاس ایک لڑکی لائی گئی جس کو گھونگرو پہنائے گئے تھے اور وہ آواز دیتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا جب تک اس کے گھونگرو نہ کاٹ دو اسے میرے پاس مت لاؤ۔ اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ جس گھر میں گھنٹی ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (مسلم، ترمذی اور سنن ابی داؤد میں ۲۵۵۵ پر کتاب الجہاد میں ایک حدیث گزری ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جس قافلے میں گھنٹی ہو یا کتا ہو اس میں فرشتے ساتھ نہیں ہوتے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ رَبْطِ الْاَسْنَانِ بِالذَّهَبِ

دانتوں کو سونے کے ساتھ باندھنے کا باب

۴۲۳۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ الْمَعْنٰى قَالَا نَا اَبُوالْاَشْهَبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ طَرَفَةَ اَنَّ جَدَّهٗ عَرْفَجَةَ بْنَ اَسْعَدَ قُطِعَ اَنْفُهٗ يَوْمَ الْكُلَابِ فَاتَّخَذَ اَنْفًا مِنْ وَرِقٍ فَاَنْتَنَ عَلَيْهِ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَ اَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ ط

ترجمہ :۔ عبدالرحمان بن طرفہ سے روایت ہے کہ اس کے دادا عرفجہؓ بن اسعد کی ناک یوم الکلاب میں کٹ گئی تھی، پس اس نے چاندی کی ناک بنوائی مگر وہ بدبودار ہو گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا اور اس نے سونے کی ناک بنوالی (ترمذی، نسائی، ترمذی۔ منذری نے کہا ہے کہ راوی حدیث ابوالاشہب کا نام جعفر بن الحارث تھا اور یہ نابینا تھا۔ کئی محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

شرح :۔ یوم الکلاب، کوفہ و بصرہ کے درمیان زمانہ جاہلیت کا ایک مشہور واقعہ ہے۔ اس حدیث میں جب سونے کی ناک کا حکم ہے تو دانتوں کا حکم اس سے بطور قیاس ثابت ہوا۔

۴۲۳۲۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَاَبُوْ عَاصِمٍ قَالَا نَا اَبُوالْاَشْهَبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ اَسْعَدَ بِمَعْنَاهُ قَالَ

يَزِيدُ قُلْتُ لِأَبِي الْأَشْهَبِ أَدْرَكَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ طَرَفَةَ جَدَّهُ عَرْفَجَةَ قَالَ نَعَمْ ؎

ترجمہ:۔ دوسرے طریق سے یہی حدیث۔ اس میں عبدالرحمن بن طرفہ نے عرفجہؓ بن اسعد سے روایت کی ہے۔ یزید (ابن ہارون) نے کہا کہ میں نے ابوالاشہب سے کہا "کیا عبدالرحمان بن طرفہ نے اپنے دادا کو پایا تھا؟ اس نے کہا ہاں"

۴۲۳۳۔ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَبِي الْأَشْهَبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ بِمَعْنَاهُ ؎

ترجمہ:۔ وہی حدیث ایک اور سند سے۔ اس میں عبدالرحمان بن طرفہ نے عرفجہؓ بن اسعد سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الذَّهَبِ لِلنِّسَاءِ

(عورتوں کے لیے سونے کے استعمال کا باب)

۴۲۳۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ عَنْ أَبِيهِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِلْيَةٌ مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ أَهْدَاهَا لَهُ فِيهَا خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ قَالَتْ فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُودٍ مُعْرِضًا عَنْهُ أَوْ بِبَعْضِ أَصَابِعِهِ ثُمَّ دَعَا أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ بِنْتَ ابْنَتِهِ زَيْنَبَ فَقَالَ تَحَلَّيْ بِهٰذَا يَا بُنَيَّةُ ؎

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شاہ نجاشی کی طرف سے زیوروں کا تحفہ آیا۔ اس میں ایک سونے کی انگوٹھی تھی جس کا نگینہ حبشی تھا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیرنے کے انداز میں ایک لکڑی کے ساتھ اسے پکڑا یا بعض انگلیوں کے ساتھ پکڑا، پھر آپؐ نے امامہ بنت ابی العاصؓ کو بلایا، جو آپ کی بیٹی زینبؓ کی بیٹی تھی اور فرمایا "پیاری بیٹی اسے تم پہن لو (ابن ماجہ)

عورتوں کے لیے سونا بطور زیور استعمال کرنا جائز ہے مگر اسے کسی اور استعمال میں لانا، مثلاً سونے کے برتن وغیرہ سودہ مردوں کی طرح ان پر بھی حرام ہے۔

۴۲۳۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ الْبَرَّادِ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُحَلِّقَ حَبِيبَهُ حَلْقَةً مِنْ نَارٍ فَلْيُحَلِّقْهُ حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُطَوِّقَ حَبِيبَهُ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَلْيُطَوِّقْهُ طَوْقًا مِنْ ذَهَبٍ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسَوِّرَ حَبِيبَهُ سِوَارًا مِنْ نَارٍ فَلْيُسَوِّرْهُ سِوَارًا مِنْ ذَهَبٍ وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِالْفِضَّةِ فَالْعَبُوا بِهَا ط

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص چاہے کہ اپنے پیارے کو آگ کی زنجیر پہنائے تو وہ اسے سونے کا حلقہ (کوئی زیور) پہنا دے۔ اور جو چاہے کہ اپنے پیارے کو آگ کا طوق پہنائے تو اسے سونے کا طوق پہنا دے۔ اور جو چاہے کہ اپنے پیارے کو آگ کا کنگن پہنائے تو اسے سونے کا کنگن پہنا دے، لیکن تم پر چاندی لازم ہے اس کے ساتھ کھیلو۔

شرح:۔ چاندی سے کھیلنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے جس قدر چاہو زیور بنوا دو، یعنی عورتوں کے لیے جائز ہیں لیکن یہ ان کے لیے اکثر فتنے فساد کا سبب بھی بنتے ہیں۔ اگر کوئی عورت انہی میں محو ہو کر رہ گئی تو آخرت کی بربادی میں کیا شبہ ہے؟

۴۲۳۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنِ امْرَأَتِهِ عَنْ أُخْتٍ لِحُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ أَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ بِهِ أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تَحَلَّى ذَهَبًا تُظْهِرُهُ إِلَّا عُذِّبَتْ بِهِ ط

ترجمہ:۔ حذیفہؓ کی بہن (فاطمہ یا خولہؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے عورتوں کی جماعت! کیا تمہیں چاندی کے زیور پہننے کو نہیں ملتے؟ تم میں سے جس عورت نے سونا پہنا، اسے دکھاتی پھری تو اس کے باعث اسے عذاب ہوگا۔ (نسائی)

شرح :۔ اس سے ثابت ہوا کہ سونے کا زیور عورت کے لیے فتنے کا موجب ہے۔ اگر اس نے اس پر فخر وغرور کیا، اپنی زینت کا اظہار کرتی رہی اور دوسروں پر بڑائی جتاتی رہی تو یہ باعثِ عذاب ہوگا۔ اگر اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو وہی آگ سے تپا کر لگایا جائے گا۔

۴۲۳۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ نَا يَحْيَى أَنَّ مَحْمُودَ بْنَ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَقَلَّدَتْ قِلَادَةً مِنْ ذَهَبٍ قُلِّدَتْ فِي عُنُقِهَا مِثْلُهُ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ جَعَلَتْ فِي أُذُنِهَا خُرْصًا مِنْ ذَهَبٍ جُعِلَ فِي أُذُنِهَا مِثْلُهُ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط

ترجمہ:۔ اسماء بنت یزید نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جس عورت نے سونے کا ہار پہنا قیامت کے دن اسی کی مانند آگ کا ہار اس کی گردن میں ڈالا جائے گا اور جس عورت نے اپنے کان میں سونے کے حلقے پہنے تو اس کے کان میں قیامت کے دن اسی کی مانند آگ کے حلقے ڈالے جائیں گے (نسائی)

شرح :۔ جب ان کے پہننے سے غرض فقط نمائش اور فخر و ریار ہو یا جب ان کی زکوٰۃ نہ دی جائے تو یہ حکم ہے۔ ورنہ عورتوں کے لیے سونے کا استعمال بروئے احادیث بالاتفاق جائز ہے۔ قرآن نے بھی سورۂ توبہ میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کی یہ سزا بیان فرمائی ہے کہ آگ میں تپا کر وہ سونا چاندی اس کے جسم کو داغنے کے کام میں لایا جائے گا لہٰذا دوسری تاویل ہی صحیح تر ہے۔ واللہ اعلم۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلے یہ حکم تھا مگر بعد میں منسوخ ہو گیا۔

۴۲۳۸۔ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ نَا خَالِدٌ عَنْ مَيْمُونٍ الْقَنَّادِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ رُكُوبِ النِّمَارِ وَعَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا آخِرُ كِتَابِ الْخَاتَمِ ط

بسم الله الرحمن الرحیم

اَوَّلُ كِتَابِ الْفِتَنِ

(اس میں ۷ ابواب اور ۳۹ احادیث ہیں)

ذِكْرُ الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ

(باب فتنوں اور ان کی علامات کا ذکر)

۴۲۳۹ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا فَمَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَالِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَهُ حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ قَدْ عَلِمَهُ أَصْحَابِي هٰؤُلَاءِ وَإِنَّهُ لَيَكُونُ مِنْهُ الشَّيْئُ فَأَذْكُرُهُ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ إِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ إِذَا رَآهُ عَرَفَهُ ط.

ترجمہ:۔ حذیفہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے، پس آپؐ نے وہ کوئی چیز نہ چھوڑی جو قیام کے وقت سے لے کر قیامت تک ہونے والی تھی مگر اسے بیان فرما دیا۔ جس نے اُسے یاد رکھا سو یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا تو بھول گیا۔ آپؐ کے یہ اصحاب اسے جانتے ہیں۔ ان میں سے بعض چیزیں جب پیش آتی ہیں تو میں اسے اس طرح یاد کرتا ہوں جیسے آدمی کسی دوسرے کے چہرے کو یاد رکھتا ہے جبکہ وہ غائب ہو، پھر جب اسے دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔ (بخاری، مسلم) ان چیزوں سے مراد قیامت تک آنے والے فتنے ہیں جن کا ذکر کرنا شرعاً ضروری یا مناسب تھا، نہ کہ ہر ہر جزئی واقعہ۔ اور اتنے وقت میں جن چیزوں کا ذکر ممکن

تھا وہ حضورؐ نے کر دیا۔

۴۲۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَنَا ابْنُ فَرُّوخَ قَالَ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنٌ لِقَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي أَنَسِيَ أَصْحَابِي أَمْ تَنَاسَوْا وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ إِلَى أَنْ تَنْقَضِيَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَعَهُ ثَلَاثَ مِائَةٍ فَصَاعِدًا إِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ وَاسْمِ قَبِيلَتِهِ ؎

ترجمہ:۔ حذیفہؓ بن الیمان نے کہا کہ واللہ میں نہیں جانتا کہ ضروری دوست بھول گئے ہیں یا تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہیں۔ واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے ختم ہونے تک ہر فتنے کے سرغنے کا نام، اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام بھی ہمیں بتا دیا تھا جس کے ساتھ کم وبیش تین سو آدمی ہوں گے۔

۴۲۴۱۔ حَدَّثَنَا هٰرُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ بَدْرِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكُونُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَرْبَعُ فِتَنٍ فِي آخِرِهَا الْفَنَاءُ ؎

ترجمہ:۔ عبداللہؓ (بن مسعود) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اس امت میں چار فتنے ہوں گے ان کے آخر میں فنا ہو گی (اس کی سند میں ایک مجہول شخص ہے۔ ان چار فتنوں سے بہت بڑے بڑے واقعات مراد ہیں اور آخری فتنہ کائنات کی فنا اور قیام قیامت ہے۔)

۴۲۴۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ الْحِمْصِيُّ نَا أَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عُتْبَةَ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِئٍ الْعَنْسِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْفِتَنَ فَأَكْثَرَ فِي ذِكْرِهَا حَتّٰى ذَكَرَ فِتْنَةَ الْأَحْلَاسِ فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا فِتْنَةُ الْأَحْلَاسِ قَالَ هِيَ هَرَبٌ وَحَرْبٌ ثُمَّ فِتْنَةُ السَّرَّاءِ دَخَنُهَا

مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَزْعُمُ أَنَّهُ مِنِّي وَلَيْسَ مِنِّي وَإِنَّمَا أَوْلِيَائِي الْمُتَّقُونَ ثُمَّ يَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلَى رَجُلٍ كَوَرِكٍ عَلَى ضِلَعٍ ثُمَّ فِتْنَةُ الدُّهَيْمَاءِ لَا تَدَعُ أَحَدًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا لَطَمَتْهُ لَطْمَةً فَإِذَا قِيلَ انْقَضَتْ تَمَادَتْ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا حَتَّى يَصِيرَ النَّاسُ إِلَى فُسْطَاطَيْنِ فُسْطَاطُ إِيمَانٍ لَا نِفَاقَ فِيهِ وَفُسْطَاطُ نِفَاقٍ لَا إِيمَانَ فِيهِ فَإِذَا كَانَ ذَاكُمْ فَانْتَظِرُوا الدَّجَّالَ مِنْ يَوْمِهِ أَوْ مِنْ غَدِهِ ۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمر کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپؐ نے فتنوں کا ذکر کیا اور ان کا بہت بیان فرمایا حتیٰ کہ آپؐ نے فتنہ احلاس کا ذکر فرمایا۔ ایک کہنے والے نے کہا یارسول اللہ فتنہ احلاس کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ بھاگنا اور جنگ۔ پھر فتنہ سراء (خوشی اور مسرت کا فتنہ) اس کا ابھارنا میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کے قدموں کے نیچے سے ہوگا جو مجھ سے ہونے کا دعویٰ کرے گا مگر وہ مجھ سے نہیں ہے۔ میرے اولیاء (دوست، پیارے) تو خوف خدا والے ہیں۔ پھر لوگ ایک مرد پر صلح کریں گے (بالاتفاق اس کی بیعت کریں گے) جیسے کہ سُرین پسلی پر ہو۔ پھر ایک بہت بڑا (اندھاہیرا) فتنہ ہوگا وہ اس امت میں سے ہر ایک کو ایک تھپڑ لگائے گا۔ جب کہا جائے گا کہ ختم ہو گیا تو وہ اور پھیل جائے گا۔ آدمی اس میں صبح کو مومن اور شام کو کافر ہوگا، یہاں تک کہ لوگ دو فرقوں میں بٹ جائیں گے، ایک ایمان کا فرقہ جس میں کوئی نفاق نہ ہوگا اور دوسرا نفاق کا فتنہ جس میں کوئی ایمان نہ ہوگا۔ پس جب یہ ہو چکے تو آج یا کل دجال کا انتظار کرو۔

شرح:۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے بقول (ازالۃ الخفاء) فتنوں کے بیان کی زبان کافی حد تک مبہم اور محاوراتی، استعاراتی اور کنایاتی ہوتی ہے اس میں مصلحت تھی۔ احلاس حلس کی جمع ہے۔ حلس اس کپڑے کو کہتے ہیں جسے ایک دفعہ بچھا دیا جائے اور لمبا عرصہ وہیں پڑا رہے۔ یہیں سے خانہ نشین شخص کو حلس بیتہ کہتے ہیں۔ اونٹ کے کجاوے کے نیچے پڑے ہوئے غلیظ اور سیاہ نمدے کو بھی حلس کہتے ہیں۔ یہ فتنہ چونکہ کافی طویل اور ظلمت والا ہوگا اس لیے اس کا یہ نام رکھا گیا۔ حرب (جنگ) کا اصل معنیٰ ہے اہل وعیال اور مال کا ضائع ہو جانا دخن کا معنیٰ دھواں ہے، یعنی وہ فتنہ اس کے قدموں کے نیچے سے تنور کی مانند دھواں اٹھایا گا۔ ورک علی ضلع غیر ثابت اور غیر مستقیم امر کو کہا گیا ہے، جس طرح کہ سُرین پسلی پر نہیں ٹھہر سکتا۔ یعنی وہ شخص حکومت کا نااہل ہوگا۔ دُھیاء کا معنیٰ ہے، شدید اور مُظلم۔ فسطاط کا معنیٰ شہر ہے جہاں لوگ یوں جمع رہتے ہیں جیسے خیمے کے اندر۔

مولانا نے فرمایا کہ فتنۂ احلاس سے مراد حضرت عثمان بن عفان کے دورِ حکومت کے پچھلے حصے سے لے کر حضرت معاویہؓ کی امارت و خلافت تک کا دور ہے جو طویل سے طویل تر ہوتا گیا اور حضرت حسنؓ کی صلح کے باعث فرو ہوا، اور جو اہل بیت میں سے ہونے کے مدعی ایک شخص شریف حسین نے برپا کیا تھا، یہ بقول مولانا ۱۳۳۴ھ میں پیش آیا تھا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ شریف حسین ترکوں کے دور میں ایک رئیس تھا جو ترکوں کے تابع تھا۔ پھر اس نے مسلمانوں کے ساتھ غداری کی اور پہلی جنگ عالمگیر میں انگریزوں سے خفیہ خط و کتابت کر کے ان کے ساتھ مل گیا۔ اس وقت ترک اور انگریز جنگ میں ایک دوسرے کے مدمقابل تھے۔ شریف حسین انگریزوں کی مدد سے اس قابل ہو گیا کہ اس نے مکہ میں موجود ترکوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنا لیا۔ پھر نصرانیوں کی مدد سے حکومت کے تخت پر بیٹھ گیا اور شاہِ حجاز کہلانے لگا۔ وہ تقریباً دس سال تک بادشاہ رہا پھر اس کا معاملہ مضمحل ہو گیا اور لوگوں نے اس کے بیٹے علی بن الحسین کو تخت نشین کر دیا۔ اس کا تسلط قائم نہ ہو سکا اور صحیح معنوں میں کورک علی ضلع ثابت ہوا۔ یہ فتنہ فتنۂ استمار یا فتنۂ السرا کہلا سکتا ہے۔ اس کا سارا تانا بانا پوشیدہ سازش کے تحت تیار ہوا اور ترکوں کو اس وقت پتہ چلا جب کہ معاملہ ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ شریف حسین نے عیسائی حکومتوں سے بے پناہ دولت دے کر بدوؤں میں تقسیم کی اور ان کے دل اور ایمان جیتے تھے۔ معمولی عربوں مثلاً عبیداللہ بن ہومل جیسوں کے پاس بھی ۴۸ ہزار گنی دولت آگئی۔ احمق بدو بہت خوش ہوئے کہ وہ گداسے شاہ بنا دیے گئے ہیں مگر اسلامی اتحاد پارہ پارہ ہو گیا اور کفار کو عربوں کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی کا موقع ملا۔ آخری فتنہ امام مہدی اور دجال کے دور کا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۴۲۴۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ سُبَيْعِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ أَتَيْتُ الْكُوفَةَ فِي زَمَنِ فُتِحَتْ تُسْتَرُ أَجْلُبُ مِنْهَا بِغَالًا فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا صَدْعٌ مِنَ الرِّجَالِ وَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ تَعْرِفُ إِذَا رَأَيْتَهُ أَنَّهُ مِنْ رِجَالِ أَهْلِ الْحِجَازِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا فَتَجَهَّمَنِي الْقَوْمُ وَقَالُوا أَمَا تَعْرِفُ هَذَا هَذَا حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ إِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ فَأَحْدَقَهُ الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقَالَ إِنِّي قَدْ أَرَى الَّذِي تُنْكِرُونَ إِنِّي قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ هَذَا الْخَيْرَ الَّذِي أَعْطَانَا اللّٰهُ تَعَالَى أَيَكُونُ بَعْدَهُ شَرٌّ كَمَا كَانَ قَبْلَهُ

قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا الْعِصْمَةُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ السَّيْفُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ مَاذَا يَكُوْنُ قَالَ اِنْ كَانَ لِلّٰهِ تَعَالٰى خَلِيْفَةٌ فِى الْاَرْضِ فَضَرَبَ ظَهْرَكَ وَاَخَذَ مَالَكَ فَاَطِعْهُ وَاِلَّا فَمُتْ وَاَنْتَ عَاضٌّ بِجِذْلِ شَجَرَةٍ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ مَعَهُ نَهْرٌ وَنَارٌ فَمَنْ وَقَعَ فِىْ نَارِهٖ وَجَبَ اَجْرُهٗ وَحُطَّ وِزْرُهٗ وَمَنْ وَقَعَ فِىْ نَهْرِهٖ وَجَبَ وِزْرُهٗ وَحُطَّ اَجْرُهٗ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ هِىَ قِيَامُ السَّاعَةِ ط

ترجمہ:۔ سبیع بن خالد نے کہا کہ تُستر کی فتح کے زمانے میں میں کوفہ گیا تاکہ وہاں سے خچریں خرید کر لے جاؤں۔ میں مسجد میں داخل ہوا تو آدمیوں کی ایک جماعت تھی جنہیں ایک شخص بیٹھا تھا وہ دیکھنے میں حجازی نظر آتا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے مجھے غصے سے دیکھا اور کہا کیا تو اسے نہیں پہچانتا؟ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی حذیفہ بن الیمان ہے۔ پس حذیفہؓ نے کہا کہ لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق سوال کرتا تھے اور میں آپؐ سے شر کے متعلق سوال کرتا تھا۔ پس لوگوں نے اسے غور سے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا شروع کیا۔ حذیفہؓ نے کہا "میں تمہاری بیگانہ نگاہی کا سبب جانتا ہوں۔ میں نے کہا تھا "یا رسول اللہؐ یہ فرمایئے کہ یہ خیر جو اللہ نے ہمیں عطا فرمائی ہے کیا اس کے بعد شر ہوگی؟ جیسے کہ اس سے پہلے شر تھی۔ حضورؐ نے فرمایا "ہاں ہوگی۔ میں نے کہا "اس سے بچاؤ کیونکر ہوگا؟ فرمایا "تلوار سے۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ پھر کیا ہوگا؟ فرمایا "اگر زمین میں خدا کا کوئی خلیفہ ہوا تو وہ گو تجھے کوڑے لگائے اور تیرا مال چھین لے پھر بھی اس کی اطاعت کرنا۔ ورنہ کسی درخت کے ٹہنے پر دانت جما کر مر جانا۔ میں نے کہا "پھر کیا ہوگا؟ فرمایا پھر دجال نکلے گا جس کے پاس ایک نہر اور آگ ہوگی۔ پس جو اس کی آگ میں گرا اس کا اجر واجب ہوا اور اس کا گناہ دور کر دیا گیا اور جو شخص اس کی نہر میں پڑا اس کا گناہ واجب ہوا اور اس کا اجر ختم کر دیا گیا۔ حذیفہؓ نے کہا کہ میں نے پوچھا پھر کیا ہوگا؟ پھر قیامت قائم ہو جائے گی۔

شرح:۔ تُستر خوزستان کا وہ شہر ہے جسے عوام شوستر کہتے ہیں۔ یہ ایک مضبوط قلعہ بند شہر تھا جسے صحابہؓ نے بڑی مشقت اور جدوجہد سے فتح کیا تھا۔ یہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ابوموسیٰ اشعری نے فتح کیا تھا ۱۷ھ میں۔ اس حدیث میں بیان شدہ پہلا فتنہ جس کا مداوا حضورؐ نے تلوار فرمایا، یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں فتنۂ ارتداد اور کذاب نبیوں کا فتنہ تھا۔ حذیفہؓ کی اس حدیث میں بہت اختصار ہوا ہے کیونکہ فتنۂ ارتداد کے بعد وہ یکایک فتنۂ دجال تک جا پہنچے ہیں۔

۴۲۴۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ

قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ خَالِدٍ الْيَشْكُرِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ قُلْتُ بَعْدَ السَّيْفِ قَالَ بَقِيَّةٌ عَلَى أَقْذَاءٍ وَهُدْنَةٌ عَلَى دَخَنٍ ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ قَالَ وَكَانَ قَتَادَةُ يَضَعُهُ عَلَى الرِّدَّةِ الَّتِي فِي زَمَنِ أَبِي بَكْرٍ عَلَى أَقْذَاءٍ يَقُولُ عَلَى قَذًى وَهُدْنَةٌ يَقُولُ صُلْحٌ عَلَى دَخَنٍ عَلَى ضَغَائِنَ ۔

ترجمہ۔ اوپر کی حدیث کی ایک اور سند ہے۔ اس میں خالد بن خالد لشکری حذیفہؓ سے روایت کرتا ہے۔ حذیفہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ تلوار کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا وہ لوگوں میں نیکی کا بقیہ ہوگا مگر کچھ آمیزش کے ساتھ اور پھر دھوئیں کی ملاوٹ کے باوجود صلح ہوگی۔ پھر پوری حدیث بیان کی ہے۔ معمر نے کہا کہ قتادہ اس حدیث کا محمل حضرت ابوبکرؓ کے دور میں ہونے والے ارتداد کو بناتا تھا۔ اقذاء سے مراد قذی ہے یعنی غبار اور میل کچیل کی آمیزش۔ هدنة کا معنیٰ صلح ہے۔ علی دخن کا معنیٰ ہے عداوتوں اور کدورتوں کے باوجود۔

شرح۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بقیۃ علی اقذاء کے الفاظ کا مصداق واقعہ ارتداد نہیں ہے بلکہ بظاہر کدورتیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہی ہوئی تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو السیف فرمایا ہے اس کا مطلب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ قاتلین عثمانؓ کا صفایا تلوار کے ساتھ ہونا چاہیئے تھا۔ اگر یہ کام ہو جاتا تو مسلمان بے شمار فتنوں، اختلافات اور فرقہ بندیوں سے بچ جاتے کیونکہ یہی سازشی گروہ تھا جو آئندہ سے فتنوں کا مرکز اور بیج بن کر اُمت میں پھیل گیا تھا۔ ان کے خلاف تلوار اٹھانا فتنے کی آگ بجھانا تھا۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ وہ کدورتوں کے باوجود بقیہ نیکی اور دلی میل کے ساتھ صلح سے مراد ہے صلح تھی جو علیؓ اور معاویہؓ کے مابین ہوئی تھی۔ بظاہر تو صلح ہوگئی تھی مگر فریقین کے قلوب ایک دوسرے سے صاف نہیں ہوئے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب

۴۲۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ نَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ أَتَيْنَا الْيَشْكُرِيَّ فِي رَهْطٍ مِنْ بَنِي لَيْثٍ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ فَقُلْنَا بَنُو اللَّيْثِ أَتَيْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ حَدِيثِ حُذَيْفَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ شَرٌّ قَالَ فِتْنَةٌ وَشَرٌّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ بَعْدَ هَذَا الشَّرِّ خَيْرٌ قَالَ يَا حُذَيْفَةُ تَعَلَّمْ كِتَابَ اللهِ وَاتَّبِعْ مَا فِيهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ بَعْدَ هَذَا الشَّرِّ خَيْرٌ قَالَ هُدْنَةٌ عَلَى دَخَنٍ وَجَمَاعَةٌ عَلَى أَقْذَاءٍ فِيهَا أَوْ فِيهِمْ قُلْتُ يَا

رَسُوْلَ اللّٰہِ الْھُدْنَۃُ عَلَی الدَّخَنِ مَا ھِیَ قَالَ لَا تَرْجِعُ قُلُوْبُ اَقْوَامٍ عَلَی الَّذِیْ کَانَتْ عَلَیْہِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ بَعْدَ ھٰذَا الْخَیْرِ شَرٌّ قَالَ فِتْنَۃٌ عَمْیَاءُ صَمَّاءُ عَلَیْھَا دُعَاۃٌ عَلٰی اَبْوَابِ النَّارِ فَاِنْ تَمُتْ یَا حُذَیْفَۃُ اَنْتَ عَاضٌّ عَلٰی جِذْلٍ خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ تَتَّبِعَ اَحَدًا مِنْھُمْ ط

ترجمہ:۔ نصر بن عاصم لیثی نے کہا کہ ہم بنی لیث کی ایک جماعت میں (خالد بن خالد) لیشکری کے پاس گئے۔ اس نے کہا ”یہ کون سی قوم ہے؟ ہم نے کہا کہ ہم بنو لیث ہیں، تیرے پاس حذیفہؓ کی حدیث پوچھنے آئے ہیں۔ پس اس نے یہ حدیث بیان کی ہے حذیفہؓ نے کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہؐ! کیا اس خیر کے بعد شر ہوگی؟ فرمایا ”فتنہ اور شر ہوگی۔ حذیفہؓ نے کہا کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہؐ کیا اس شر کے بعد خیر ہوگی؟ فرمایا ”اے حذیفہؓ اللہ کی کتاب پڑھ اور جو کچھ اس میں ہے اُس کا اتباع کر، تین بار فرمایا۔ حذیفہؓ نے کہا ”میں نے پوچھا یا رسول اللہؐ کیا اس شر کے بعد خیر ہوگی؟ فرمایا ”کدورتوں کے ہوتے ہوئے صلح ہوگی اور میل کچیل کے ساتھ جماعت ہوگی یہ گرد و غبار اس میں یا ان میں ہوگا۔ حذیفہؓ بولا ”یا رسول اللہؐ یہ حد کے باوجود صلح کیا ہوگی؟ فرمایا ”لوگوں کے دل اُس طرح کے نہیں رہیں گے جیسے کہ پہلے تھے۔ حذیفہؓ بولا کہ یا رسول اللہؐ کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہو گی؟ فرمایا ”اندھا بہرا فتنہ ہوگا، اس میں جہنم کے دروازوں پر پکارنے والے ہوں گے۔ پھر اے حذیفہؓ! اگر تو ایک تنے کو دانتوں سے پکڑ کر مر جائے تو تیرے لیے اس کی نسبت بہتر ہوگا کہ تو ان میں سے کسی کا اتباع کرے (ابن ماجہ کتاب الفتن)

شرح:۔ اس روایت میں فتنہ و شر سے مراد وہ فتنے ہیں جو خلافتِ عثمانؓ کے آخری سالوں میں پیش آئے تھے جماعۃ علی اقذاء سے مراد معاہدۂ تحکیم ہے۔ اندھے بہرے فتنے سے مراد وہ فتنہ ہے جو واقعات کربلا کا سبب ہوا یا وہ فتنہ جو عبدالملک بن مروان کے دور میں حجاج بن یوسف نے مچایا اور اس میں عبداللہ بن الزبیرؓ کی شہادت واقع ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب

۴۲۴۶ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ نَا اَبُو التَّیَّاحِ عَنْ صَخْرِ بْنِ بَدْرٍ الْعِجْلِیِّ عَنْ سُبَیْعِ بْنِ خَالِدٍ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ عَنْ حُذَیْفَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ یَوْمَئِذٍ خَلِیْفَۃً فَاھْرُبْ حَتّٰی تَمُوْتَ فَاِنْ تَمُتْ وَاَنْتَ عَاضٌّ وَقَالَ فِیْ اٰخِرِہٖ قَالَ قُلْتُ فَمَا یَکُوْنُ بَعْدَ ذٰلِکَ قَالَ لَوْ اَنَّ

رَجُلًا نَتَجَ فَرَسًا لَمْ تُنْتِجْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ ط

ترجمہ:۔ سبیع بن خالد کی وہی اوپر کی حدیث ایک اور سند کے ساتھ۔ حذیفہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضورؐ نے فرمایا وہ پس اس دن اگر تو کوئی خلیفہ نہ پائے تو بھاگ جا حتی کہ تو مر جائے۔ پھر اگر تو مر جائے اور تو دانتوں سے پکڑے ہوئے ہو الخ اور اس کے آخر میں کہا کہ حذیفہؓ نے سوال کیا وہ اس کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا وہ اگر کوئی شخص گھوڑے کی نسل کشی کرنا چاہے گا تو قیامت کے قائم ہو جانے تک گھوڑی بچہ نہ دے گی۔ (بخاری، مسلم) اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ اندھا بہرا فتنہ قرب قیامت میں ہوگا۔

۲۴۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهٖ وَثَمَرَةَ قَلْبِهٖ فَلْيُطِعْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوْا رَقَبَةَ الْآخَرِ قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ قُلْتُ هٰذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ يَأْمُرُنَا أَنْ نَفْعَلَ وَنَفْعَلَ قَالَ أَطِعْهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَاعْصِهٖ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ ط

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ جس نے کسی امام کی بیعت کی اور اسے اپنے بیعت کا وعدہ دے دیا تو جہاں تک ہو سکے اس کی اطاعت کرے۔ پھر اگر کوئی اور آئے جو اس کے ساتھ نزاع کرتا ہو تو دوسرے کی گردن مار دو۔ عبدالرحمان کا بیان ہے کہ میں نے کہا وہ کیا آپ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا؟ فرمایا وہ میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا میں نے کہا کہ یہ آپ کا چچا زاد معاویہؓ ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم یوں کریں اور یوں کریں۔ عبداللہؓ نے کہا وہ اللہ کی اطاعت میں اس کی اطاعت کر اور اس کی معصیت میں اس کی نافرمانی کر (مسلم، نسائی، ابن ماجہ)۔

شرح:۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب پہلے خلیفہ کی بیعت منعقد ہو چکی ہو اور اس کے بعد کوئی خروج کرے تو دوسرے کو قتل کر دو کیونکہ اس میں سراسر فساد ہے، اور فساد کا مٹانا واجب ہے۔ اس حدیث سے کئی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ کیا حسینؓ نے خروج کیا تھا؟ ظاہر ہے کہ اس کا جواب نفی میں ہے۔ حسینؓ کو کوفہ والوں نے بلایا تھا اور وہ ان کی دعوت پر اہل وعیال سمیت جا رہے تھے، اگر خروج کیا ہوتا تو فوج اور ساز وسامان سے کر نکلتے کوفی غداروں نے بلایا اور خود ہی شہید کر دیا حسینؓ پکارتے رہے کہ مجھے واپس جانے دو، مجھے سرحدی علاقے

میں چلا جانے دو، مجھے خود بات کرنے کے لیے یزید کے پاس جانے دو، مگر کسی نے بات نہ سنی اور بلانے والوں نے خود ہی انہیں قتل کر دیا، اس پر خروج صادق نہیں آتا۔ نیز اس وقت تک حجاز اور عراق یزید کی بیعت سے باہر تھے لہٰذا اس کی بیعت ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی۔ پس یہ حدیث حضرت حسینؓ پر صادق نہیں آتی۔ نسل پرستوں عجمی منافقوں، اور مجوسیوں نے جو ڈرامے تصنیف کیے وہ بعد کی پیداوار ہیں۔ تاریخ کی گواہی وہی ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔

سائل کا سوال بڑا مشکل تھا کہ علیؓ کی بیعت پہلے ہو چکی تھی اور معاویہؓ نے ان کی مخالفت کی ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو یہ یہودیوں اور اہل عجم کی ایک گہری سازش تھی جس کے تحت انہوں نے خلیفہ برحق امام مظلوم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور امت میں فتنہ وفساد اور فرقہ پرستی کی ابتدار کی۔ معاویہؓ واقعۂ تحکیم کے بعد تک بھی مدعیٔ خلافت وامامت نہ تھے۔ وہ فقط حضرت عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اس میں تو کوئی شک وشبہ نہیں کہ قاتلانِ عثمانؓ حضرت علیؓ کے لشکر میں تھے اور ان پر چھائے ہوئے تھے۔ اس سے معاویہؓ کا یہ شبہ قوی ہوا کہ قتلِ عثمانؓ میں علیؓ کا ہاتھ ہے۔ بدقسمتی سے قاتلانِ عثمانؓ کو ایک اور سازش کرنے کا موقع مل گیا اور ان کی گہری چال سے جنگِ جمل واقع ہو گئی۔ اس نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور اختلاف کی خلیج اور وسیع ہو گئی پھر واقعۂ تحکیم کے بعد یہی قاتلانِ عثمانؓ حضرت علیؓ کے لشکر سے باہر نکل کر ان کے مخالف ہو بیٹھے اور خارجی کہلائے۔ خارجیوں نے اس امت کو بڑے بڑے جھٹکے دیے۔ وہ عمروؓ بن عاص، معاویہؓ بن ابی سفیان اور علیؓ بن ابی طالب کے قتل کی سازش میں صرف اس حد تک کامیاب ہوئے کہ علیؓ کو شہید کر ڈالا اور باقی دو حضرات بچ گئے۔ پھر حسنؓ بن علیؓ نے معاویہؓ سے صلح کر کے بیعت کر لی اور یہ فتنہ ایک حد تک وقتی طور پر دب گیا۔ الغرض وہ دوسرے کو قتل کر ڈالو'' کا مصداق معاویہؓ نہیں تھا کیونکہ وہ مدعیٔ خلافت وامامت نہ تھا۔ اگر تاریخ وسیر پر غیر جانبدارانہ گہری نظر ڈالیں تو بہت سے حقائق کا انکشاف ہوتا ہے جو بالعموم پروپیگنڈے اور اندھی عقیدت کے دبیز پردوں میں مستور کر دیے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں یہ حکم کہ وہ دوسرے مدعی کو قتل کر ڈالو، ہر شخص کے لیے نہیں ہے، بلکہ ان کے لیے ہے جو اس پر قادر ہوں۔ عوام اور غیر مسلح لوگ تو ایسا نہیں کر سکتے۔ پس مطلب یہ ہے کہ ایسے حالات پیدا کرو کہ دوسرے کو ہٹایا جائے اور فساد کا دروازہ بند ہو سکے۔ حضرت علیؓ کے بعد حسنؓ بن علیؓ سمیت سب صحابہ حضرت معاویہؓ پر متفق ہو گئے تھے۔ یزید کے دور میں پھر اختلاف رونما ہوا۔ جن لوگوں نے اس کی بیعت کر لی۔ اس خیال سے کی کہ فتنہ وفساد عود نہ کر آئے اور امت پھر ایک بار پہلے حالات سے دوچار نہ ہو۔ متغلب خلیفہ چاہے امام جوری ہو اس کی اطاعت کم از کم جائز تو ضرور ہے۔ ابن عمرؓ جیسے جلیل القدر انسان کی بیعت یزید کی یہی تاویل ہو سکتی ہے۔ ابن الزبیرؓ یزید کے مقابلے میں خلیفہ برحق ہو سکتے تھے مگر افسوس ہے کہ حالات نے اس کے خلاف فیصلہ دیا۔ واللہ غالب علی امرہ۔

۴۲۴۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ أَفْلَحَ مَنْ كَفَّ يَدَهُ ط

ترجمہ:- ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کہ آپؐ نے فرمایا "ایک قریب آجانے والے شر کے باعث عربوں کے لیے بربادی ہے جس نے ہاتھ روکا وہ فلاح پائے گا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح:- شارح طیبی نے کہا کہ اس سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور اس کے بعد کی خانہ جنگیاں ہیں۔ اور خانہ جنگی سے نفرت دلانے کے لیے فرمایا ہے کہ "ہاتھ روکنے والا فلاح پائے گا" عرب کا نام اس لیے لیا گیا کہ مسلمانوں میں غالب تعداد ان کی تھی۔ یا ان واقعات کے بعد عجمی غلبہ ہو جانے والا تھا، چنانچہ یہ ہو کر رہا اور عباسیوں کے دورِ زوال میں تو یہ حال ہو گیا کہ ہر شہر میں ایک امیر المومنین اور منبر تھا

۴۲۴۹ - حَدَّثَنَا قَالَ أَبُو دَاوُدَ حُدِّثْتُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ نَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يُحَاصَرُوا إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى يَكُونَ أَبْعَدَ مَسَالِحِهِمْ سَلَاحُ ط

ترجمہ:- ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہو سکتا ہے کہ مسلمان مدینہ میں محصور ہو جائیں حتیٰ کہ ان کی بعید ترین سرحد سلاح کا مقام ہو گا (اس روایت میں ابوداؤد کا اسناد مجہول ہے۔ حاکم نے المستدرک میں یہ حدیث روایت کی ہے۔ مسالح کا معنیٰ سرحدیں ہے۔ سلاح ایک مقام کا نام ہے جو خیبر کے قریب تھا۔ اس پیشگوئی کے زمانے کی تحدید نہیں کی گئی۔ معلوم نہیں یہ کون سا حادثہ ہو گا۔)

۴۲۵۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَنْبَسَةَ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَلَاحُ قَرِيبٌ مِنْ خَيْبَرَ ط

ترجمہ:- زہری نے کہا کہ سلاح خیبر کے قریب ایک مقام ہے۔

۴۲۵۱ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَا نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ تَعَالَى زَوَى لِيَ الْأَرْضَ أَوْ قَالَ إِنَّ رَبِّي زَوَى لِيَ الْأَرْضَ فَأُرِيتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ مُلْكَ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي تَعَالَى لِأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَلَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ وَإِنَّ رَبِّي قَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ وَلَا أُهْلِكُهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَلَا أُسَلِّطُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِ أَقْطَارِهَا أَوْ قَالَ بِأَقْطَارِهَا حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَيَكُونَ بَعْضُهُمْ يَسْبِي بَعْضًا وَإِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ قَالَ ابْنُ عِيسَى ظَاهِرِينَ ثُمَّ اتَّفَقَا لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ تَعَالَى ط

ترجمہ: ثوبان ؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو پیٹا، یا یہ فرمایا کہ میرے رب نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا، تو میں اس کے مشرق و مغرب کو دیکھا اور میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لیے لپیٹ کر سامنے کی گئی تھی۔ اور مجھے دو خزانے دیئے گئے (سرخ اور سفید)، اور میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ میری اُمت کو عام قحط سے ہلاک نہ کرے اور ان

پیران کے علاوہ کسی دشمن کو مسلط نہ کرے جو ان کی اصل اور جڑ ہی مٹا ڈالے۔ اور میرے پروردگار نے مجھ سے فرمایا "اے محمدؐ! میں جب کوئی فیصلہ کر دیتا ہوں تو وہ رد نہیں کیا جاسکتا، اور میں ان میں عام قحط سے ہلاک نہ کروں گا اور ان سے او پیران کے کسی غیر دشمن کو مسلط نہ کروں گا جو ان کی جڑ بنیاد ہی اکھاڑ دے، اگرچہ دنیا کے سب اطراف کے لوگ ان کے خلاف جمع ہو جائیں، وہ آپس ہی میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو قید کریں گے۔ اور مجھے اپنی امت پر جو خوف ہے وہ گمراہ کرنے والے رہنماؤں کا ہے، اور جب میری امت میں تلوار چل پڑے گی تو قیامت تک اٹھائی نہ جائے گی۔ اور قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ میری امت کے کچھ قبائل مشرکوں سے نہ جاملیں اور میری امت کے کچھ قبائل بتوں کی پوجا نہ کریں۔ اور عنقریب میری امت میں کذاب ہوں گے وہ سب نبوت کے مدعی ہوں گے حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور میری امت کا ایک نہ ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا۔ ابن عیسیٰ نے کہا کہ وہ غالب رہیں گے۔ ان کی مخالفت کرنے والے ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے حتیٰ کہ اللہ کا حکم (قیامت) آجائے۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، بخاری عن المغیرةؓ)

شرح:۔ زمین کو پیٹ کر پیش کیا جانا غالباً حالتِ کشف وادراک میں ہوا تھا کہ اجمالی طور پر ساری زمین کو حضورؐ کے سامنے کر دیا گیا اور جتنے علاقوں پر حضورؐ کی نظر پڑی وہ اہل اسلام کے قبضے میں کسی نہ کسی وقت آئے یا آئیں گے۔ سرخ وسفید خزانوں سے مراد سونا اور چاندی ہے، کہ ان کی کثرت ہوگی اور قیصر وکسریٰ کے خزانے آپ کی امت کے قبضے میں آئیں گے۔ ہلاکت کی نفی سے مراد قوم نوحؑ، قوم ھودؑ، قوم صالحؑ اور قوم شعیبؑ ولوطؑ کی طرح کی ہلاکت ہے کہ ساری کی ساری امت کو مبتلائے عذاب کر کے مٹا دیا جائے۔ ایسا نہیں ہوگا۔ ادھر اُدھر مختلف ممالک اور علاقوں یا مسلم اقوام کا مبتلائے ہلاکت ہونا بعید نہیں ہے۔ لیکن ساری کی ساری امت تباہ نہ ہوگی۔ مسلمانوں پر جس قدر مصائب آئے یا اس وقت آرہے ہیں۔ وہ باہمی خانہ جنگیوں، اندرونی سازشوں اور غداری کا نتیجہ ہیں۔ ساری اسلامی تاریخ اس کی گواہ ہے۔ بغداد کی تباہی ہو یا اندلس کی بربادی، جعفر وصادق کی سازشیں ہوں یا آج کل کی مسلم خانہ جنگیاں، سب اس کی شہادت دیتی ہیں کہ دشمن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا جب تک اندرونی سازش، اختلاف اور غداری نہ ہو۔ اہل بدعت وضلال ہماری اکثر مصیبتوں کا باعث رہے ہیں ادھر آج بھی ہیں۔ نئی نئی فرقہ بازیاں، نئے نئے دعوے، نئی نئی پارٹی بندیاں یہ سب اس حدیث کی منہ بولتی تصویریں اور تفسیریں ہیں۔ جہاں تک جھوٹے نبیوں کا تعلق ہے ہر ملک وقوم میں یہ پیدا ہوتے رہے ہیں۔ ہمارے ہاں کا غلام احمد کذاب بھی اس کا ایک نمونہ ہے۔ مسلمانوں میں ارتداد بُت پرستی، حیوان پرستی، تعزیہ پرستی، گھوڑا پرستی، قبر پرستی، جعلی آستانہ پرستی پیدا ہوئی اور ہوتی چلی جارہی ہے۔ ہر دور میں حق پرست افراد اور جماعت عالم اسلام میں کہیں نہ کہیں سرگرم کار رہی ہیں اور اب بھی ہیں۔ آخری نبی کی

تعلیم، کتاب وسنت اور دین زندہ و پائندہ رہا ہے۔ اب بھی ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی رہے گا۔ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے معجزات ہیں جو حرف بحرف واقع ہوئے ہیں۔

۴۲۵۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ ابْنُ عَوْفٍ وَقَرَأْتُ فِي أَصْلِ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي ضَمْضَمٌ عَنْ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ يَعْنِي الْأَشْعَرِيَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ أَجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثِ خِلَالٍ أَنْ لَا يَدْعُوَ عَلَيْكُمْ نَبِيُّكُمْ فَتَهْلِكُوا جَمِيعًا وَأَنْ لَا يَظْهَرَ أَهْلُ الْبَاطِلِ عَلَى أَهْلِ الْحَقِّ فَإِنْ لَا تَجْتَمِعُوا عَلَى ضَلَالَةٍ ؕ

ترجمہ:۔ ابو مالک اشعری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تین باتوں سے پناہ دی ہے۔ ایک یہ کہ تمہارا نبی تم پر دعا کرے تو تم سب ہلاک ہو جاؤ۔ دوسری یہ کہ اہل باطل اہل حق پر غالب آجائیں۔ تیسری یہ کہ تم سب گمراہی پر جمع ہو جاؤ۔

شرح:۔ یعنی تم اپنے نبی کی بددعا سے ہلاک نہ ہو گے۔ اہل باطل حق والوں کو فنا نہ کر سکیں گے اور ساری امت گمراہی پر متفق نہ ہو گی۔ اہل حق زندہ رہیں گے، حق قائم ودائم رہے گا، ساری فرقہ بازیوں اور اندرونی اختلافات کے باوجود ضلالت اسلام کو مفتوح نہ کر سکے گی اور امت کا کوئی نہ کوئی حصہ حق وصداقت کا علمبردار ضرور رہے گا۔

۴۲۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ نَاجِيَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَدُورُ رَحَى الْإِسْلَامِ بِخَمْسٍ وَثَلَاثِينَ أَوْ سِتٍّ وَثَلَاثِينَ أَوْ سَبْعٍ وَثَلَاثِينَ فَإِنْ يَهْلِكُوا فَسَبِيلُ مَنْ هَلَكَ وَإِنْ يَقُمْ لَهُمْ دِينُهُمْ يَقُمْ لَهُمْ سَبْعِينَ عَامًا قَالَ قُلْتُ أَمِمَّا بَقِيَ أَوْ مِمَّا مَضَى قَالَ مِمَّا مَضَى ؕ

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اسلام کی چکی ۳۵ سال یا ۳۶ سال یا ۳۷ سال چلے گی پھر اگر وہ ہلاک ہو گئے تو اسی طرح ہوں گے جس طرح پہلے ہلاک ہونے والے ہوں گے۔ اور اگر ان کا دین قائم رہا تو ۷۰ سال تک رہے گا۔ ابن مسعود نے کہا کہ میں نے کہا کیا باقی رہنے والے سالوں سے

یا گزشتہ سے؟ تو فرمایا وہ گزشتہ سے۔ ابو داؤد نے کہا کہ جس نے خراش کہا اس نے خطا کی۔

شرح:۔ اس کے دو معنی ہیں "ایک یہ کہ اسلام کی چکی کا دائرہ اتنے عرصے تک قائم رہے گا، یہ خلافت راشدہ کی مدت ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اس سال (یعنی ۳۵ھ یا ۳۶ھ یا ۳۷ھ میں) اسلام کا زوال زوال شروع ہو جائے گا۔ یہ مدت حضورؐ کی ہجرت سے شروع ہوتی ہے اور حضرت عثمانؓ کی شہادت پر ختم ہو جاتی ہے۔ اگلے سال ۳۶ھ میں واقعہ جمل پیش آیا جو اسلامی تاریخ میں نہایت خوف ناک اور اندوھناک واقعہ تھا۔ اس سے اگلے سال ۳۷ھ میں جنگِ صفین کا واقعہ پیش آیا جو جنگ جمل سے بھی خوف ناک تر ہے۔ دوسرے معنی کی رو سے چکی کے پھرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان سالوں میں شدید اور افسوس ناک جنگیں ہوں گی۔ جنگ کو عربی محاورے میں چکی کے چلنے سے تشبیہ دیتے ہیں کیونکہ جس طرح چکی دانوں کو پیس دیتی ہے، اس طرح جنگ بھی لوگوں کو پیس ڈالتی اور فنا کر دیتی ہے۔ خطابی نے دوسرا معنی مراد لیا ہے، مگر اس معنی کی صورت میں حدیث کے لفظ "اگر ان کا دین قائم ہوا الخ" سے مراد حکومت و مملکت ہے۔ نبی اللہ کا معاملہ مستقر اور مضبوط ہونے سے لے کر عباسی خلافت کے خراسان میں ظاہر ہونے اور امویوں کی سلطنت میں ضعف پیدا ہو جانے میں تقریباً ستر سال کا عرصہ تھا۔

اور یہ جو فرمایا کہ اگر وہ ۳۵ھ یا ۳۶ھ یا ۳۷ھ میں ہلاک ہو گئے تو ان کی راہ بھی دیگر ہلاک ہونے والوں جیسی ہو گی۔ یعنی یہ واقعات "قتل عثمانؓ جنگ جمل اور جنگ صفین، امت کی ہلاک کا باعث ہوں گے۔ قومیں یوں ہی ہلاک ہو جاتی ہیں کہ ان میں اختلاف و شقاق رونما ہو جاتے ہیں اور اتحاد و اتفاق پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ حضورؐ نے یہ ارشاد اپنی وفات شریف سے کئی سال پہلے فرمایا تھا۔ ان تین سالوں میں جو یا کا لفظ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ گو ہر واقعہ باعث ہلاکت ہو گا مگر آنے والا واقعہ پہلے سے زیادہ مہلک ہو گا، اور تینوں واقعات کے بعد اسباب ہلاکت پورے ہو جائیں گے۔ سبیل من ہلک کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان تینوں اندوہناک واقعات میں ہلاکت پانے والے ہوں گے در اصل مسلم ہیں، جیسے مسلم کہ ان سے پہلے گزر چکے ہوں گے۔ اور ان واقعات میں جلیل القدر لوگوں کی جانیں ضائع ہو جانے کے باوجود پھر اس کے بعد بھی ستر سال تک ان کی حکومت قائم رہی گی۔ یہ مدت سلطنت اُمویہ کی ہے جو ان کے ساتھ مخالفت و عداوت کا رویہ رکھنے والوں کے نزدیک بھی بطور مملکت و سلطنت آنے والی عباسی حکومت سے زیادہ عظیم الشان اور زیادہ متحد و مضبوط تھی۔ ابن مسعودؓ کے سوال کا منشا یہ تھا کہ ستر سال میں آیا پہلے بیان شدہ سال بھی شامل ہوں گے یا پہلے سالوں کے گزرنے کے بعد از سر ستر کی گنتی شروع ہو گی؟ خطابی کی تحقیق کے مطابق حضورؐ کے جواب کا مطلب یہ ہو گا کہ پہلی مدت کے گزر چکنے کے بعد ستر سال کا حساب از سر نو شروع ہو گا۔ اور یہ مدت ان کی سلطنت و حکومت کی عظمت و رفعت کی ہو گی۔ مطلب یہ کہ عباسی مملکت اپنی شان و شوکت کے باوجود اتنی مضبوط، متحد اور شاندار نہ ہو گی جتنی اُموی سلطنت تھی۔ عباسی سلطنت کے جلد ہی ٹکڑے ہو گئے تھے اور بہت سے خود مختار حاکم، بادشاہ اور سلاطین اٹھ

کھڑے ہوئے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اوپر ہم شاہ ولی اللہؒ کے حوالے سے لکھ چکے ہیں کہ پیش گوئیوں اور فتن کے بیان میں کافی حد تک ابہام و اجمال ہوتا ہے۔

۴۲۵۴۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ عَنْبَسَةُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيُنْقَصُ الْعِلْمُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَيَّةٌ هُوَ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ ۔

ترجمہ:۔ ابوھریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، زمانہ قریب آ لگے گا اور علم گھٹ جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے اور شدید لالچ ڈال دیا جائے گا اور ھرج کی کثرت ہو جائے گی۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ وہ کیا چیز ہے؟ فرمایا قتل قتل (بخاری، مسلم)

شرح:۔ خطابی نے کہا ہے کہ تقاربِ زمان سے مراد لوگوں کی مدتِ عمر کی کمی اور اس میں برکت کا نہ ہونا۔ ایک یہ قول ہے کہ اس سے مراد زمانہ قیامت کا قرب ہے۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ بعض علماء کے نزدیک اس کا معنیٰ یہ ہے کہ شر و فساد اور فتنے میں لوگ ایک دوسرے کے قریب قریب ہوں گے، یعنی فتنہ و فساد بڑھ جائے گا۔ یا مطلب یہ ہے کہ ایام کی مدت بہت کم نظر آئے گی، کیونکہ لوگ اپنی عیش و عشرت اور حصول لذت میں مصروف ہوں گے۔ ان احوال میں وقت گزارنے کا احساس نہیں رہتا۔ سال مہینوں کی طرح، مہینے ہفتوں کی مانند اور ہفتے دنوں کی طرح گزرتے جائیں گے۔ صحیح تر بات بقول مولاناؒ یہ ہے کہ وقت اور زمانے کی برکت اٹھ جائے گی۔ اور موجودہ دورِ سائنس کی سریع تر ایجادات کے باعث وقت اور فاصلہ بہت کم رہ گیا ہے۔ جن علاقوں میں لوگ کہیں مہینوں میں جا کر پہنچتے تھے اب وہ دنوں کا فاصلہ ہو کر رہ گیا ہے۔ علم کی کمی، لالچ اور حرص کی کثرت اور قتل کی کثرت بھی آج کل ہمارا ہر وقت کا مشاہدہ ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ السَّعْيِ فِي الْفِتْنَةِ

(فتنے میں کوشش کرنے سے نہی کا باب۲)

۴۲۵۵۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ نَا وَكِيعٌ عَنْ عُثْمَانَ الشَّحَّامِ قَالَ حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ اَبِي بَكْرَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ يَكُونُ الْمُضْطَجِعُ فِيهَا خَيْرًا مِنَ الْجَالِسِ وَالْجَالِسُ

خَيْرًا مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ خَيْرًا مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي خَيْرًا مِنَ السَّاعِي قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا تَأْمُرُنِي قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ إِبِلٌ فَلْيَلْحَقْ بِإِبِلِهِ وَمَنْ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ فَلْيَلْحَقْ بِغَنَمِهِ وَمَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَلْحَقْ بِأَرْضِهِ قَالَ فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَلْيَعْمِدْ إِلَى سَيْفِهِ فَلْيَضْرِبْ بِحَدِّهِ عَلَى حَرَّةٍ ثُمَّ لِيَنْجُ مَا اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ ۔

ترجمہ:۔ ابوبکرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایک فتنہ ہوگا جس میں لیٹنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا، اور بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا پیدل چلنے والے سے بہتر ہوگا اور پیدل چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ ابوبکرہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا وہ جس کے پاس اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں میں (صحرا اور جنگل میں) چلا جائے، اور جس کے پاس بھیڑ بکریاں ہوں وہ اپنی بھیڑ بکریوں میں چلا جائے۔ اور جس کی زمین ہو وہ اس زمین میں چلا جائے۔ ابوبکرہؓ نے کہا وہ جس کے پاس ان میں سے کوئی چیز نہیں نہ ہو؟ (وہ کیا کرے؟) فرمایا وہ اپنی تلوار کو لے اور اس کی دھار کو کسی پتھر پر مار دے، (اسے توڑ ڈالے، کند کر دے) پھر جس طرح ہو سکے بچاؤ کرے۔
مسلم، بخاری، عن ابی ھریرۃ و مسلم عن ابی ھریرہ)

شرح:۔ فتنے میں سعی کرنے سے مراد یہ ہے کہ اُسے ہوا دیتے، بڑھانے، اُس کے تقاضے پورے کرنے کی کوشش کی جائے۔ جہاں تک اسے دُور کرنے اور مٹانے کا تعلق ہے ظاہر ہے کہ وہ بہر صورت محمود ہے

۴۲۵۶ ۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ نَا مُفَضَّلٌ عَنْ عَيَّاشٍ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَشْجَعِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ دَخَلَ عَلَيَّ بَيْتِي وَبَسَطَ يَدَهُ لِيَقْتُلَنِي قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ كَخَيْرِ ابْنَيْ آدَمَ وَتَلَا يَزِيدُ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي الْآيَةَ ۔

ترجمہ:۔ حسین بن عبدالرحمان اشجعی نے یہ حدیث سعد بن ابی وقاص سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی اس میں ہے کہ سعدؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! بھلا یہ تو فرمایئے کہ اگر قاتل میرے گھر میں آداخل ہو اور اپنا ہاتھ مجھے

قتل کرنے کے لیے پھیلا دے (تو میں کیا کروں ؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم (ہابیل) کی مانند ہو جانا اور آپ نے یہ آیت پڑھی وہ اگر تو نے اپنا ہاتھ میری طرف قتل کرنے کو پھیلایا الخ۔

شرح:۔ آدمؑ کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کا واقعہ سورۃ المائدہ میں مذکور ہے۔ اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہابیل نے قابیل کو قتل کرنے کے لیے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مقتول یا مظلوم کو اپنا دفاع کرنا بھی جائز نہیں ہے؟ بظاہر تو یہی نظر آتا ہے کہ نہیں۔ مگر دلائل کتاب وسنت سے ثابت ہے کہ مظلوم کو دفاع کا حق ہے۔ ہاں! وہ ظالم کی طرح دوسرے کے قتل و نہب اور اسے ضرر رسانی کا ارادہ اس طور پر نہیں کر سکتا جیسا کہ وہ دوسرا کر رہا ہے۔ حضورؐ نے اپنی جان و مال اور عزت کی حفاظت و دفاع میں مارے جانے والے کو شہید فرمایا ہے۔ ممکن ہے اس حدیث میں بطور مبالغہ یہ الفاظ آئے ہوں کہ "ابن آدمؑ کے بہتر فرزند کی مانند ہو جانا۔"

۴۲۵۷۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ نَا أَبِي نَا شِهَابُ بْنُ خِرَاشٍ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ غَزْوَانَ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ رَاشِدٍ الْجَزَرِيِّ عَنْ سَالِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ وَابِصَةَ الْأَسَدِيُّ عَنْ أَبِيهِ وَابِصَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَذَكَرَ بَعْضَ حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ قَتْلَاهَا كُلُّهُمْ فِي النَّارِ قَالَ فِيهِ قُلْتُ مَتَى ذٰلِكَ يَا ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَ تِلْكَ أَيَّامُ الْهَرْجِ حَيْثُ لَا يَأْمَنُ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ الزَّمَانُ قَالَ تَكُفُّ لِسَانَكَ وَيَدَكَ وَتَكُونُ حِلْسًا مِنْ أَحْلَاسِ بَيْتِكَ فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ طَارَ قَلْبِي مَطَارَهُ فَرَكِبْتُ حَتَّى أَتَيْتُ دِمَشْقَ فَلَقِيتُ خُرَيْمَ بْنَ فَاتِكٍ فَحَدَّثْتُهُ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَسَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَدَّثَنِيهِ ابْنُ مَسْعُودٍ ط

ترجمہ:۔ ابن مسعودؓ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، پھر ابن مسعودؓ نے ابوبکرہؓ کی حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا ہے۔ اس میں کہا کہ اس فتنے کے سب مقتول جہنمی ہیں۔ وابصہ نے اس میں کہا کہ میں نے کہا "اے ابن مسعودؓ! یہ کب ہوگا؟ اس نے کہا کہ یہ قتل و غارت کے دن ہوں گے جب کہ آدمی اپنے ہم نشین سے بھی امن میں نہ ہوگا۔ میں نے کہا اگر وہ زمانہ مجھ پر آئے تو پھر آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا

کہ تو اپنی زبان اور ہاتھ کو روک کر رکھے اور اپنے گھر میں خانہ نشین ہو جائے۔ پس جب عثمانؓ کو قتل کیا گیا تو میرا دل مارے خوف اور گھبراہٹ اور قلق کے اڑ گیا، پس میں سوار ہوا حتیٰ کہ دمشق جا پہنچا، پس میں خریم بن فاتک سے ملا اور اس نے یہ حدیث بیان کی۔ پس اس نے قسم کھائی کہ معبودِ اللہ و برحق کی قسم کہ اس نے (خریمؓ نے بھی) یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنی تھی جیسی کہ ابن مسعودؓ نے مجھے (ابوالصعد کو) بتائی تھی۔

شرح: حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ فتنہ اس وقت تک فتنہ ہے جبتک کہ حق و باطل میں تمیز نہ ہو سکے۔ پس جو شخص اس میں حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کرنے کی نیت سے نہیں مارا جاتا، بلکہ اندھا دھند دخل دیتا اور قتل ہوتا ہے، تو وہ فتنے کا مقتول ہے۔ اور ایسے لوگوں کے لیے حضورؐ نے فرمایا ہے کہ وہ اس کے سب مقتول آگ میں ہوں گے۔ لیکن جس پر حق واضح ہو اور وہ اس کی خاطر قتل ہو، ابطالِ باطل پر کمر باندھے ہوئے ہو اور کسی کو قتل کرنا نہیں چاہتا تو وہ فتنے کا مقتول نہ ہوگا۔ ایک ہی واقعہ میں دو قتل ہونے والے کی نیت اور ارادہ اور پھر انجام مختلف ہو سکتا ہے۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ آخر اس فتنے میں عثمانؓ مظلوم بھی تو قتل ہوئے تھے جن کے حق میں حضورؐ کی احادیث میں کئی خصوصی بشارتیں ہیں۔

۴۲۵۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ ثَرْوَانَ عَنْ هُزَيْلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي فَكَسِّرُوا قِسِيَّكُمْ وَقَطِّعُوا أَوْتَارَكُمْ وَاضْرِبُوا سُيُوفَكُمْ بِالْحِجَارَةِ فَإِنْ دُخِلَ عَلَى أَحَدٍ مِنْكُمْ فَلْيَكُنْ كَخَيْرِ ابْنَيْ آدَمَ ط

ترجمہ: ابوموسیٰؓ اشعری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قیامت سے قبل کچھ فتنے ہوں گے جو تاریک رات کے ٹکڑوں کی مانند ہوں گے۔ مرد صبح کو ان میں ایمان دار ہوگا اور شام کو کافر ہوگا۔ اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہوگا۔ ان میں بیٹھا رہنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ پس تم اپنی کمانیں توڑ ڈالو اور اپنے تانت کاٹ دو اور اپنی تلواروں کو پتھر پر دے مارو۔ پس اگر تم میں سے کسی کے گھر میں کوئی گھس آئے تو اسے آدمؑ کے دو بیٹوں سے بہتر (ہابیل) کی مانند ہونا چاہیئے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

شرح :۔ یعنی ان فتنوں میں سے ہر فتنہ کالی رات کے سیاہ حصوں کی طرح تاریک ہوگا حق و باطل میں امتیاز مشکل ہو جائے گا، اضطراب کی فراوانی ہوگی۔ لوگ تذبذب میں ہوں گے، صبح و شام ان کے ایمانوں میں تبدیلی آئے گی۔ امانت و دیانت کا فقدان ہوگا، نیکی بدی کا فرق ناپید ہو جائے گا۔ بدعتیں محیط ہو جائیں گی۔ ہر سمت کفر و شرک کی گھٹا ٹوپ آندھیاں چلیں گی، فرقہ بندی کا زور ہوگا، ہر کاروباری شکم پرست مقتداء و امام بن بیٹھے گا۔ اپنے پرائے اور مومن و کافر کی پہچان مشکل ہو جائے گی۔ ان حالات میں خانہ جنگی اور فرقہ پرستی سے گریز ہی بچاؤ کا کچھ سامان کر سکے گا۔

۴۲۵۹۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ نَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ رَقَبَةَ بْنِ مَصْقَلَةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كُنْتُ اٰخِذًا بِيَدِ ابْنِ عُمَرَ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ اِذْ اَتَى عَلٰى رَأْسٍ مَنْصُوبٍ فَقَالَ شَقِيَ قَاتِلُ هٰذَا فَلَمَّا مَضٰى قَالَ وَمَا اُرٰى هٰذَا اِلَّا قَدْ شَقِيَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ مَشٰى اِلٰى رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِي لِيَقْتُلَهُ فَلْيَقُلْ هٰكَذَا فَالْقَاتِلُ فِي النَّارِ وَالْمَقْتُولُ فِي الْجَنَّةِ قَالَ اَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَوْنٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سُمَيْرٍ اَوْ سُمَيْرَةَ وَرَوَاهُ لَيْثُ بْنُ اَبِي سُلَيْمٍ عَنْ عَوْنٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سُمَيْرَةَ قَالَ اَبُو دَاوُدَ قَالَ لِيَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ يَعْنِي بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ اَبِي عَوَانَةَ وَقَالَ هُوَ فِي كِتَابِي ابْنُ سَبْرَةَ وَقَالُوا سَمُرَةَ وَقَالُوا سُمَيْرَةَ هٰذَا كَلَامُ اَبِي الْوَلِيدِ

ترجمہ :۔ عبدالرحمان بن سمرہ نے کہا کہ میں مدینہ کے راستوں میں سے ایک راستے میں ابن عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ اچانک وہ سولی پر ٹنگے ہوئے ایک سر پر پہنچے تو فرمایا " اس کا قاتل بدبخت ہو گیا جب وہاں سے گزر گئے تو فرمایا " اور میرے خیال میں یہ بھی بدبخت ہی ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص میری امت کے کسی مرد کو قتل کرنے جائے تو وہ گردن جھکا دے، قاتل جہنمی اور مقتول جنتی ہوگا۔ ابو داؤد نے کہا کہ ثوری نے عن عون عبدالرحمان سمیر اور سمیرہ روایت کیا ہے۔ اور لیث بن ابی سلیم نے اسے عن عبدالرحمان بن سمیرہ روایت کیا ابو داؤد نے کہا کہ ابوالولید نے یہ حدیث ابو عوانہ سے روایت کی اور کہا کہ میری کتاب میں یہ نام ابن سبرہ ہے اور راویوں نے اسے سمرہ اور سمیرہ بھی کہا ہے۔ ر دار قطنی نے

نے سمیر روایت کیا ہے)

شرح:۔ یہ نہیں معلوم کہ یہ لاش کس مقتول کی تھی۔ عون المعبود میں جو اسے عبداللہ بن الزبیر کا سر بتایا ہے یہ بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ یہ قصہ مدینہ کا ہے اور ابن زبیر کو حجاج نے مکہ میں شہید کیا تھا۔ پھر ابن زبیر ایک جلیل القدر صحابی اور اپنے وقت کے دیگر مدعیان خلافت کے مقابلے میں ہر لحاظ سے اہل تر تھے۔ ان کے متعلق ابن عمرؓ ایسے کلمات کیونکر بول سکتے تھے؟ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خود تو کسی مسلمان کے قتل میں سعی نہ کرے۔ اور جب دیکھے کہ سر تسلیم خم کیے بغیر چارہ نہیں تو قتل ہونے کے لیے گردن جھکا دے۔ اس سلسلے کا ہر حکم اسی کے خاص حالات کے ساتھ مخصوص ہے، ورنہ جان وجان اور عزت کا دفاع ناجائز نہیں ہے۔

۴۲۶۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنِ الْمُشَعَّثِ ابْنِ طَرِيفٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ فِيهِ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ يَكُونُ الْبَيْتُ فِيهِ بِالْوَصِيفِ يَعْنِي الْقَبْرَ قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ أَوْ قَالَ مَا خَارَ اللهُ لِي وَرَسُولُهُ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ أَوْ قَالَ تَصْبِرُ ثُمَّ قَالَ لِي يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا رَأَيْتَ أَحْجَارَ الزَّيْتِ قَدْ غَرِقَتْ بِالدَّمِ قُلْتُ مَا خَارَ اللهُ لِي وَرَسُولُهُ قَالَ عَلَيْكَ بِمَنْ أَنْتَ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا آخُذُ سَيْفِي فَأَضَعُهُ عَلَى عَاتِقِي قَالَ شَارَكْتَ الْقَوْمَ إِذًا قَالَ قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي قَالَ تَلْزَمُ بَيْتَكَ قَالَ قُلْتُ فَإِنْ دُخِلَ عَلَيَّ بَيْتِي قَالَ فَإِنْ خَشِيتَ أَنْ يَبْهَرَكَ شُعَاعُ السَّيْفِ فَأَلْقِ ثَوْبَكَ عَلَى وَجْهِكَ يَبُوءُ بِإِثْمِكَ وَإِثْمِهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ لَمْ يَذْكُرِ الْمُشَعَّثَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ غَيْرُ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ ۔

ترجمہ:۔ ابوذرؓ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ابوذرؓ!" میں نے کہا "حاضر ہوں یارسول اللہؐ اور سعادت مندی پیش کرتا ہوں۔ پھر ابوذرؓ نے حدیث بیان کی جس میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا "تیرا کیا حال ہوگا جبکہ لوگوں کو موت پہنچے گی جس میں گھر یعنی قبر غلام کے بدلے ملے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ اور اس

کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ یا یوں کہا کہ "اللہ اور رسول کی میرے متعلق کیا پسند ہے؟ فرمایا "تجھ پر صبر لازم ہے"، یا یہ فرمایا کہ تو صبر کرنا۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا "اے ابو ذرؓ! میں نے کہا "حاضر ہوں اور سعادت مندی پیش کرتا ہوں۔ فرمایا "تیرا کیا حال ہوگا جب تو دیکھے گا کہ مقام زیت کے پتھر خون میں ڈوب گئے ہیں میں نے کہا "میرے متعلق جو بھی اللہ اور اس کا رسول فیصلہ فرمائے۔ فرمایا "تو انہی میں رہنا جن میں سے تو ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ کیا میں اپنی تلوار نہ لوں اور اسے اپنے کندھے پر نہ رکھ لوں؟ فرمایا "تب تو تو بھی ان لوگوں کے ساتھ شریک ہوگیا۔ میں نے کہا "پھر مجھے آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا "تو اپنے گھر کو ہی لازم پکڑ۔ میں نے کہا کہ پھر اگر کوئی میرے گھر میں آ داخل ہو تو فرمایا "پھر اگر تو اسی بات سے ڈرے کہ تلوار کی چمک تجھے پریشان کرے گی تو تو اپنا کپڑا اپنے چہرے پر ڈال لے، وہ تجھے قتل کر کے تیرا اور اپنا گناہ اٹھائے گا۔ (ابن ماجہ) ابوداؤد نے کہا کہ مشقت کا ذکر اس حدیث میں حماد بن زید کے علاوہ کسی راوی نے نہیں کیا۔

شرح:۔ یعنی جس طرح غلام کی قیمت کوئی بہت زیادہ نہیں ہوتی اسی طرح ان دنوں میں موت بھی بہت ارزاں ہو جائے گی۔ یا یوں کہیئے کہ موت کا مول بس اتنا ہی رہ جائے گا جتنی کہ گورکن کی مزدوری ہوتی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ قبروں کے لیے بھی جگہ نہ ملے گی، قبر کی خاطر دو گز زمین کا مول بھی غلام جتنا ہو جائے گا۔ یا پھر بیت کا معنی گھر ہی ہے، کہ گھر سنبھالنے والا اور اس کا انتظام کرنے والا لونڈی غلاموں کے سوا کوئی نہ رہ جائے گا۔ یا گھر خالی ہو جائیں گے اور غلاموں کے بدلے بکیں گے۔

علماء کا خیال ہے کہ یہ واقعہ حرّہ کی طرف اشارہ ہے جس میں دس ہزار سے زائد تو مدینہ کے علماء قتل کیے گئے تھے، باقی لوگوں کو اس پر قیاس کر لیا جائے۔ مدینہ منورہ کی حرمت لٹ گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم مدینہ کی حرمت توڑنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

۴۲۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ قَالَ نَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ نَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ كُونُوا أَحْلَاسَ بُيُوتِكُمْ ط

ترجمہ:۔ ابوموسیٰؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارے آگے فتنے ہوں گے جو تاریک رات کے قطعوں کی مانند ہوں گے۔ آدمی ان میں صبح کو مومن اور پچھلے پہر کافر ہوگا۔ ان میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہے اور ان میں چلنے والے دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ لوگوں نے کہا "پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا "اپنے گھروں میں بیٹھے رہو۔

شرح:۔ اس مضمون کی حدیث پہلے ابوموسیٰ کی روایت سے گزر چکی ہے اور اس کی شرح ہو چکی ہے۔ دیکھیے نمبر ۴۲۵۸۔

۴۲۶۲۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِصِّيصِيُّ قَالَ نَا حَجَّاجٌ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ جُبَيْرٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ ايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ وَلَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ فَوَاهًا

ترجمہ:۔ مقدادؓ بن الاسود نے کہا "واللہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا تھا کہ "نیک بخت وہ ہے جسے فتنوں سے بچا لیا گیا، خوش بخت وہ ہے جسے فتنوں سے محفوظ رکھا گیا، اور جو مبتلا ہوا اور صبر کیا تو اس کا کیا کہنا ہے! (یعنی فتنوں سے بچ کر رہنا ہی فوز و فلاح اور سعادت ہے لیکن اگر کسی کو ان میں مبتلا کر ہی دیا گیا تو پھر صبر کرنے والا بہت لائق تحسین ہے۔ واھًا کا معنی اظہار افسوس بھی ہے اس صورت میں معنی یہ ہے کہ فتنے میں مبتلا ہونے والا گو بچ نکلے مگر قابل افسوس ضرور ہوگا۔

بَابٌ فِي كَفِّ اللِّسَانِ

(زبان کو روکنے کا باب)

۴۲۶۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ خَالِدُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتَكُونُ فِتْنَةٌ صَمَّاءُ بَكْمَاءُ عَمْيَاءُ مَنْ أَشْرَفَ لَهَا اسْتَشْرَفَتْ لَهُ وَإِشْرَافُ اللِّسَانِ

فِيهَا كَوُقُوعِ السَّيْفِ ط

ترجمہ:۔ ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عنقریب ایک گونگا بہرا اندھا فتنہ ہوگا۔ جو اس کی طرف جھانکے اور جھکے گا وہ فتنہ اس کی طرف جھک جائے گا۔ اور اس میں زبان کھولنا یا زبان درازی کرنا تلوار کی ضرب کی مانند ہوگا۔ (یعنی جس طرح تلوار کی ضرب مہلک ہوتی ہے وہ فتنہ بھی مہلک ہوگا۔ جتنا کوئی اس میں حصہ لے گا اتنا ہی ملوث ہو جائے گا۔ اسے اندھا بہرا اور گونگا اس لیے فرمایا ہے کہ فتنے کے وقت میں جانے پناہ مشکل ہی سے ملتی ہے۔ اور فتنہ ہر ایک کو سیلاب اور زلزلے کے طرح اپنی لپیٹ میں لینے کی کوشش کرتا ہے۔)

۴۲۶۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ زِيَادٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ قَتْلَاهَا فِي النَّارِ اللِّسَانُ فِيهَا أَشَدُّ مِنْ وُقُوعِ السَّيْفِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ الْأَعْجَمِ ط

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمروؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک ایسا فتنہ برپا ہوگا جو اپنی ہلاکت آفرینی میں سارے عرب کو لپیٹ لے گا۔ اس کے مقتول دوزخی ہوں گے، اس میں زبان کھولنا تلوار کی ضرب کی مانند ہوگا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ نسائی) ابوداؤد نے کہا کہ یہ روایت "ثوری عن لیث عن طاؤس عن الاعجم" بھی آئی ہے۔

شرح:۔ یہ شاید عربوں کی کسی خانہ جنگی کا ذکر ہے جس میں لڑنے والوں کا مقصد دنیا کے سوا اور کچھ نہ ہوگا عرب کافی دیر سے خانہ جنگیوں اور نفس پرستیوں کا شکار ہیں نتیجہ یہ ہے کہ بیت المقدس چھین چکا ہے اور عربیا ممالک کے وسط میں اسرائیل کا ناسور قائم ہو چکا ہے۔

۴۲۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ الطَّبَّاعِ نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ قَالَ زِيَادٌ سِيمِينَ كُوشٍ ط

ترجمہ:۔ اس روایت میں ابوداؤد نے راوی حدیث زیاد کی وضاحت کی ہے کہ یہ وہی ہے جسے سیمین گوش کہا جاتا ہے۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي التَّبَدِّي فِي الْفِتْنَةِ

(فتنہ میں بدویت کی رخصت کا باب)

۴۲۶۶۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمًا يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْمَطَرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ ط

ترجمہ:۔ ابوسعید خدری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عنقریب مسلم کا بہترین مال بھیڑ بکریاں ہوں گی جنہیں لے کر وہ پہاڑوں کی بلندیوں پر چڑھ جائے گا۔ اور بارش ہونے کی جگہوں کو تلاش کرے گا تاکہ فتنوں سے اپنے دین کو بچا کر بھاگ جائے (بخاری نسائی، ابن ماجہ)

شرح:۔ بداوت یا تبدّی کا معنی ہے صحرائی زندگی بسر کرنا۔ عام حالات میں بلا ضرورت آبادیوں سے گریز کرنا اچھا نہیں، مگر اس حدیث میں فتنے کی حالت کا بیان ہے کہ اس وقت اپنا ریوڑ لے کر آبادی سے دور نکل جانے میں ہی عافیت نظر آئے گی۔ جو لوگ بستیوں میں رہ کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے سکیں وہ تو بہت افضل ہیں، مگر ہر شخص ایک جیسا نہیں ہو سکتا۔ عوام کے لیے یہی بہتر ہے کہ ایسے وقت میں لوگوں کے خلاء ملاء سے گریز کریں اور اپنے کام سے کام رکھیں، حلال روزی کمائیں اور یادِ الٰہی میں وقت گزاریں۔

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ

(فتنہ میں قتال سے ممانعت کا باب)

۴۲۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ وَيُونُسَ عَنِ الْأَحْنَفِ ابْنِ قَيْسٍ قَالَ خَرَجْتُ وَأَنَا أُرِيدُ يَعْنِي فِي الْقِتَالِ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرَةَ فَقَالَ

ارْجِعْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا تَوَجَّهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ، قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ قَالَ إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ ط

ترجمہ:۔ احنف بن قیس نے کہا کہ میں قتال کے ارادے سے نکلا تو مجھ سے ابوبکرہؓ ملے اور کہا وہ واپس چلے جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپؐ فرماتے وہ جب دو مسلم اپنی تلواریں لے کر آمنے سامنے ہو جائیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہوں گے۔ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہؐ یہ قاتل تو ہے ہی (یعنی قاتل ہونے کے باعث جہنمی ہے) مگر مقتول کا کیا قصور تھا؟ فرمایا اس نے اپنے ساتھی کے قتل کا ارادہ کیا تھا (بخاری، مسلم، نسائی)

شرح:۔ منذری نے کہا ہے کہ جو صحابہ جنگِ جمل اور صفین میں کسی طرف شامل نہ ہوئے ان کی دلیل یہ حدیث تھی۔ ان جنگوں کے متعلق اہل سنت کا مذہب کفِ لسان ہے، یعنی زبان بند رکھی جائے۔ قاتل و مقتول کو جو جہنمی فرمایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ انہیں سزا دے تو ان کی سزا یہ ہوگی۔ اگر کسی سبب سے سزا کا فیصلہ نہ ہو تو بات دوسری ہے۔ احنف بن قیس حضرت علیؓ کا ساتھ دینے کو جا رہے تھے۔ اب یہاں ایک اشکال ہے کہ حضرت علیؓ خلیفۂ برحق تھے اور دوسری طرف سے حضرات کو غلط فہمی تھی۔ پس یہ بات تو واضح ہے کہ خلیفۂ برحق کی اعانت کرنا ہر مسلم پر واجب تھا۔ پھر ابوبکرہؓ نے اس حدیث سے یہ استدلال کیسے کیا کہ جنگ میں علیؓ کا ساتھ دینا ناجائز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حقیقتِ حال کا انکشاف تو بعد میں ہوا، اس وقت جو صحابہؓ حضرت علیؓ کے خلاف آراء ہوئے ان کا خیال یہ تھا کہ زمانہ فتنے کا ہے اور حضرت علیؓ کا قتلِ عثمانؓ میں ہاتھ ہے۔ فتنے کے وقت میں حقائق مشتبہ ہو جاتے ہیں، ایک سیاہ پردہ لوگوں پر محیط ہو جاتا ہے اور انکشاف بعد میں ہوتا ہے چنانچہ یہ حقیقت بعد میں کھلی کہ علیؓ کا دامن عثمانؓ کے خون سے آلودہ نہیں تھا۔ اس وقت قاتلینِ عثمانؓ کا غلبہ تھا اور انہوں نے لوگوں کے اذہان کو مسموم کر رکھا تھا۔ غلط فہمی کی وجوہات اور بھی تھیں جن کے بیان کا یہ موقع نہیں ہے۔

۴۲۶۸ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ الْحَسَنِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ مُخْتَصَرًا ط

ترجمہ:۔ عبدالرزاقؒ کے طریق سے یہی حدیث مختصر طور پر۔

بَابٌ فِي تَعْظِيمِ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ

(قتلِ مومن کے شدید وعظیم ہونے کا باب)

۴۲۶۹ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ خَالِدِ ابْنِ دِهْقَانَ قَالَ كُنَّا فِي غَزْوَةِ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ بِذُلُقِيَّةَ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ فِلَسْطِينَ مِنْ أَشْرَافِهِمْ وَخِيَارِهِمْ يَعْرِفُونَ ذَالِكَ لَهُ يُقَالُ لَهُ هَانِئُ ابْنُ كُلْثُومِ بْنِ شَرِيكٍ الْكِنَانِيُّ فَسَلَّمَ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ زَكَرِيَّا وَكَانَ يَعْرِفُ لَهُ حَقَّهُ قَالَ لَنَا خَالِدٌ فَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زَكَرِيَّا قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللهُ أَنْ يَغْفِرَهُ إِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا أَوْ مُؤْمِنٌ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَقَالَ هَانِئُ بْنُ كُلْثُومٍ سَمِعْتُ مَحْمُودَ بْنَ الرَّبِيعِ يُحَدِّثُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا قَالَ لَنَا خَالِدٌ ثُمَّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَكَرِيَّا عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ مُعْنِقًا صَالِحًا مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا فَإِذَا أَصَابَ دَمًا حَرَامًا بَلَّحَ وَحَدَّثَ هَانِئُ بْنُ كُلْثُومٍ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سَوَاءً ط

ترجمہ:۔ خالد بن دھقان نے کہا کہ ہم جنگِ قسطنطنیہ میں ذلقیہ کے مقام پر تھے۔ وہاں پر اہل فلسطین کے اشراف اور اچھے لوگوں میں سے، کہ لوگ اسے اسی حیثیت سے پہچانتے تھے، آیا۔ اُسے ھانی بن کلثوم بن شریک کنانی کہتے تھے۔ اس نے آکر عبداللہ بن ابی زکریا کو سلام کہا اور عبداللہ اس کے مقام و منزلت کو جانتا

تھا۔ خالد نے کہا کہ پھر عبداللہ بن ابی زکریا نے کہا کہ میں نے ام الدرداءؓ کو کہتے سنا اس نے کہا کہ میں نے ابو الدرداءؓ کو کہتے سنا کہ بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا وہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو بخش دے سوائے اس شخص کے جو مشرک ہونے کی حالت میں مرا یا جس مومن نے کسی مومن کو عمداً قتل کیا۔ پس ھانی بن کلثوم نے کہا کہ میں نے محمود بن الربیع کو عبادہؓ بن صامت کی طرف سے حدیث بیان کرتے سنا۔ عبادہؓ نے کہا کہ میں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ وہ جس نے کسی مومن کو عمداً بلا سبب قتل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے نفل اور فرض کو قبول نہ کرے گا۔ خالد نے کہا کہ پھر مجھے ابن ابی زکریا نے ام الدرداءؓ کے حوالے سے حدیث سنائی۔ اس نے ابو الدرداءؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن (خدا کی اطاعت میں) برابر ہلکا پھلکا اور صالح رہتا ہے جب تک کہ وہ حرام خون نہ بہائے۔ جب اس نے حرام خون بہا دیا تو وہ بوجھ کے مارے تھک گیا۔ اور ھانی بن کلثوم نے محمود بن الربیع سے اس نے عبادہؓ بن صامت سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالکل اسی طرح روایت کی۔

شرح:۔ اس نے بلا قصاص عمداً قتل کیا۔ اغتبط بھی روایت میں آیا ہے، یعنی وہ اپنے اس فعل قتل پر خوش ہوا۔ صرف کا معنی نفل اور عدل کا معنی فرض ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کی کوئی عبادت قبول نہیں فرماتا۔ مُعنقاً وہ نیکی میں جلدی کرنے والا، ہلکا پھلکا، جس کی پشت پر کوئی بوجھ نہ ہو۔ بَلَّحَ وہ تھک گیا، بوجھ کے مارے عاجز ہو گیا۔ یعنی یہ گناہ اسے عاجز کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کے قتل عمد پر جہنم کے خلود، غضب الٰہی، لعنت خداوندی اور دردناک سزا کی وعید بیان فرمائی۔ (النساء ۹۳) اس قدر سزائیں کفر و شرک کے بعد کسی اور فعل کی نہیں آئیں۔

۴۲۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُبَارَكٍ قَالَ اَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ اَوْ غَيْرُهُ قَالَ قَالَ خَالِدُ بْنُ دِهْقَانَ سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ يَحْيَى الْغَسَّانِيَّ عَنْ قَوْلِهِ اعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ قَالَ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِي الْفِتْنَةِ فَيُقْتَلُ اَحَدُهُمْ فَيَرٰى اَنَّهٗ عَلٰى هُدًى فَلَا يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى يَعْنِيْ مِنْ ذٰلِكَ ط

ترجمہ:۔ خالد بن ولید دھقان نے کہا کہ میں نے یحییٰ بن یحییٰ غسانی سے اِعْتَبَطَ بِقَتْلِهٖ اِعْتَبَطَ بِقَتْلِهٖ کا مطلب پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ جو لوگ فتنے میں قتال کرتے ہیں اور کسی کو قتل کر کے سمجھتے ہیں کہ وہ راہ حق پر ہیں اور اس سے استغفار نہیں کرتے۔ (اس قول کا مطلب یہ ہے کہ قاتل کا گناہ سچی توبہ استغفار سے معاف ہو سکتا ہے کیونکہ توبہ و استغفار سے تو کفر و شرک بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ قتل نفس کی سزائیں سن کر یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی کہ کیا یہ گناہ کفر و شرک سے بھی بڑا ہے؟ اس کا جواب دیا گیا

ہے۔ واللہ اعلم بالصواب)

۴۲۷۱ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا حَمَّادٌ أَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ خَارِجَةَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فِي هٰذَا الْمَكَانِ يَقُولُ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا بَعْدَ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ بِسِتَّةِ أَشْهُرٍ

ترجمہ:۔ خارجہ بن زید (بن ثابت) نے کہا کہ میں نے اس جگہ پر زید بن ثابت کو یہ کہتے سُنا کہ یہ آیت "اور جو کوئی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے وہ اس میں بہت لمبا عرصہ رہے گا۔ الخ۔ النساء ۹۳۔ اس آیت فرقان کے چھ ماہ بعد اتری تھی، یعنی "اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور اس جان کو قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کیا، مگر حق کے ساتھ الخ الفرقان ۶۸۔ (نسائی) گو یا اس کا مطلب یہ ہوا کہ سورۃ الفرقان میں جو قتل حرام پر توبہ کا ذکر آیا ہے وہ سورۃ نساء کی اس آیت کے ساتھ منسوخ ہو گیا تھا۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ نسخ احکام میں ہوتا ہے نہ کہ اخبار میں۔ اور سورۃ الفرقان میں جو توبہ کی قبولیت کا ذکر ہے وہ اخبار میں سے ہے نہ کہ احکام میں سے، پس وہ منسوخ نہیں ہو سکتی۔ سورۃ نساء میں بھی گو توبہ مذکور نہیں ہے مگر مراد ضرور ہے۔ توبہ کے نسخ کا سوال نہیں ہے۔

۴۲۷۲ - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَوْ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَمَّا نَزَلَتِ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ قَالَ مُشْرِكُو أَهْلِ مَكَّةَ قَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ وَدَعَوْنَا مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَأَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ فَهٰذِهِ لِأُولٰئِكَ قَالَ فَأَمَّا الَّتِي فِي النِّسَاءِ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ الْآيَةَ قَالَ الرَّجُلُ إِذَا عَرَفَ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ ثُمَّ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا

فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ فَلَا تَوْبَةَ لَهُ فَذَكَرْتُ هٰذَا لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ اِلَّا مَنْ نَدِمَ ط

ترجمہ۔ سعید بن جبیر نے کہا کہ میں نے ابن عباسؓ سے سوال کیا تھا تو انہوں نے کہا کہ سورۂ الفرقان کی یہ آیت اتری " اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہیں پکارتے اور اس جان کو قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کیا، مگر حق کے ساتھ۔ تو مشرکین مکہ نے کہا " ہم نے وہ جان قتل کی ہے جس کو اللہ نے حرام کیا تھا اور اللہ کے ساتھ دوسرا معبود پکارا ہے اور ہم نے بدکاریاں کی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ قول نازل کیا۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیے تو اللہ برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا۔ پس یہ آیت تو ان مشرکوں کے لیے تھی۔ ابن عباسؓ نے کہا " اور وہ آیت جو سورۂ نساء میں ہے۔ " اور جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا تو اس کا بدلہ جہنم ہے الخ۔ یہ اُس شخص کے لیے ہے جس نے اسلامی احکام کو جان لیا ہو پھر کسی کو مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا تو اس کا بدلہ جہنم ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا اس کے لیے کوئی توبہ نہیں۔ سعید بن جبیر نے کہا کہ میں نے اس کا ذکر مجاہد سے کیا تو اس نے کہا " مگر جو نادم ہو گیا۔ (بخاری، مسلم)

شرح۔ مجاہد کے قول کا مطلب یہ ہے کہ ندامت سے توبہ قبول ہو جاتی ہے اور شاید ابن عباسؓ کا قول تشدید و تغلیظ پر مبنی ہے۔ یا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ایسے شخص کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی۔ یا یہ آیت اس شخص کے ساتھ مخصوص ہے، جو اس فعل کو حلال جانے۔ ورنہ دلائل کتاب و سنت سے ہر شخص کی توبہ قبول نہیں ہے مشرک و کافر تک کی توبہ مقبول ہے تو مسلمان کی کیونکر نہ ہوگی؟ صحاح میں سو قتل کرنے والے کی توبہ قبولیت کا ذکر موجود ہے۔

۴۲۷۳ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ نَا حَجَّاجٌ عَنْ اِبْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَعْلٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ فِي الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ قَالَ اَهْلُ الشِّرْكِ قَالَ وَنَزَلَ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ ط

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے اس قصے میں روایت ہے کہ "وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ" ابن عباسؓ نے کہا کہ اصل شرک کے متعلق اتری۔ اور انہیں کے لیے یہ آیت اتری۔ " اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنے اوپر زیادتی کی ہے۔ الخ الزمر۔ ۵۳ (اس سے آگے فرمایا " اللہ کی رحمت سے مت مایوس ہو۔ اللہ تعالیٰ سب گناہ بخش سکتا ہے۔)

۴۲۷۴ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ نَا سُفْيَانُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا قَالَ مَا نَسَخَهَا شَيْئٌ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ آیت " وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا " الخ کو کسی چیز نے منسوخ نہیں کیا۔ (لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مشرک کی توبہ تو قبول ہے مگر قاتل نفس مومن کی توبہ مقبول نہیں توبہ کی آیات عام ہیں اور ہر شخص کو محیط ہیں۔)

۴۲۷۵ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ نَا اَبُوْ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ قَالَ هِيَ جَزَاؤُهٗ فَاِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنْهُ فَعَلَ ط

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں "اور جو کوئی کسی مومن کو عمداً کو قتل کرے تو اس کی جزاء جہنم ہے"، ابو مجلز نے کہا کہ یہ اس کی جزاء ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ اس سے درگزر کرنا چاہے تو کر دے گا (یعنی اگر توبہ تو بہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما سکتا ہے۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو بھی اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کر سکتا ہے۔ یہ اس کا لطف و کرم ہے۔ اس پر کوئی چیز واجب نہیں اور کوئی اس پر جبر نہیں کر سکتا۔ منذری نے کہا ہے کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مسلم قاتل کی توبہ غیر مقبول ہے اور نساء کی آیت الفرقان کی آیت کی ناسخ ہے۔ اور اس طرح کی روایت زیدؓ بن ثابت سے بھی آئی ہے۔ ابن عباسؓ اور زیدؓ بن ثابت سے اس کے خلاف بھی مروی ہے۔ سنت کی جماعت کا قول یہ ہے کہ قاتل کی توبہ مقبول ہے اور اس کے خلاف جو روایت بعض سنت سے آئی ہیں وہ تشدید و تغلیظ پر مبنی ہیں۔ اخبار میں نسخ نہیں ہوا کرتا اور توبہ کی قبولیت کا اعلان اخبار میں سے ہے لہٰذا منسوخ نہیں ہو سکتا۔

بَابُ مَا يُرْجٰى فِى الْقَتْلِ

(قتل کے بارے میں جو امید ہے اس کا باب)

۴۲۷۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا اَبُو الْاَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ

فِتْنَةً فَعَظَّمَ أَمْرَهَا فَقُلْنَا أَوْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ لَئِنْ أَدْرَكَتْنَا هٰذِهِ لَتُهْلِكَنَّا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا إِنَّ بِحَسْبِكُمُ الْقَتْلُ قَالَ سَعِيدٌ فَرَأَيْتُ إِخْوَانِي قُتِلُوا ط

ترجمہ: سعیدؓ بن زید نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپؐ نے ایک فتنے کا ذکر فرمایا اور اس کے معاملے کی شدت بیان فرمائی۔ ہم نے کہا (یا لوگوں نے کہا) یا رسول اللہ اگر اس فتنے نے ہمیں پا لیا تو ہمیں برباد کر دے گا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہرگز نہیں، تمہارے لیے قتل کافی ہے۔ سعیدؓ نے کہا کہ میں نے اپنے بھائیوں کو قتل ہوتے دیکھا۔

شرح: حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اس میں اولیائے مقتول کے لیے تسلّی ہے کہ مقتول دنیا میں تو قتل ہو گیا مگر اس کی آخرت برباد نہیں ہوئی۔ صحابہؓ کے سوال کا منشاء یہ تھا کہ اگر ہم فتنہ میں قتل ہوئے تو ہماری آخرت برباد ہو گی۔ حضورؐ کے جواب کا مطلب یہ تھا کہ آخرت برباد نہیں ہوئی صرف دنیا میں قتل کی مصیبت میں سے گزرنا پڑا۔ لیکن گزشتہ احادیث کی رو سے یہ بشارت فتنہ میں حصہ لینے والوں کے لیے نہیں ہے۔ اس حدیث میں خود مقتولوں کے لیے بھی تسلّی ہے کہ اگر وہ قتل ناحق کا شکار ہو گئے تو فکر نہ کریں آخرت محفوظ ہے دنیا کا قتل آخرت کے عذاب سے کہیں آسان تر ہے۔ ——— سعیدؓ بن زید جناب عمرؓ کے عم زاد اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔

۴۲۷۷ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ نَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتِي هٰذِهِ أُمَّةٌ مَرْحُومَةٌ لَيْسَ عَلَيْهَا عَذَابٌ فِي الْآخِرَةِ وَعَذَابُهَا فِي الدُّنْيَا الْفِتَنُ وَالزَّلَازِلُ وَالْقَتْلُ آخِرُ كِتَابِ الْفِتَنِ ط

ترجمہ: ابو موسیٰؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری امت مرحوم ہے، اس پر آخرت میں دائمی عذاب نہیں، اس کا عذاب دنیا میں فتنوں، زلزلوں اور قتل کی صورت میں ہوگا (اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے، اس نے اس امت کے لیے احکام کو آسان کر دیا ہے اور ان کے اجر بڑھا دیئے ہیں۔ آخرت کا وہ عذاب جو دوسروں کے لیے ہے، ان کے لیے نہیں ہے) اس حدیث کے ایک راوی مسعودی پر کسی محدثین نے تنقید کی ہے۔ عقیلی نے کہا کہ یہ آخری عمر میں متغیر ہو گیا تھا، اس کی حدیث میں اضطراب ہے۔ ابن حبان نے کہا کہ اسے اختلاط ہو گیا تھا لہٰذا متروک ہونے کا مستحق ہے۔ مگر بخاری نے اس سے استشہاد کیا ہے

آخر کتاب الفتن۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَوَّلُ كِتَابِ الْمَهْدِيِّ

بَابُ الْمَلَاحِمِ

(شدید قتال) سنن ابی داؤد کے نسخوں میں یہاں گڑبڑ ہے۔ حاشیے پر بسم اللہ الخ اوّل کتاب المہدی لکھا ہے، اور اس کا یہ ایک ہی باب ہے۔ لیکن بذل کے نسخے میں اس کے اگلا باب فی ذکر المہدی ہے، اور کتاب الملاحم آگے آتی ہے۔ مصری نسخہ ابی داؤد مع معالم السنن میں یہاں پر کتاب المہدی شروع ہے اور اس کا ایک باب ہے احادیث وہی ہیں جو بذل کے نسخے میں ہیں۔ ملاحم مَلْحَمَۃٌ کی جمع ہے جس کا معنی ہے قتال شدید یہ سے نکلا ہے۔ شدید قتال میں چونکہ مقتولوں کا گوشت ادھر اُدھر بکھر جاتا ہے اس لیے اسے ملحمہ کہا گیا ہے۔

۴۲۷۸۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ إِسْمٰعِيلَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّينُ قَائِمًا حَتّٰى يَكُونَ عَلَيْكُمُ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً كُلُّهُمْ تَجْتَمِعُ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ فَسَمِعْتُ كَلَامًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ أَفْهَمْهُ قُلْتُ لِأَبِي مَا يَقُولُ قَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ ط

ترجمہ: جابر بن سمرہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ "یہ دین ہمیشہ قائم رہیگا۔ جب تک کہ تم پر بارہ خلیفے ہوں گے۔ ہر ایک پر ان میں سے امت اتفاق کرے گی پھر آپ نے کچھ فرمایا۔ جو میں نہیں سمجھا۔ جابر نے کہا میں نے کہا میں نے اپنے باپ سے پوچھا۔ وہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا۔ آپ نے فرمایا۔" وہ سب خلیفہ قریش میں سے ہوں گے۔"

۴۲۷۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا وُهَيْبٌ نَا دَاوُدُ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّينُ عَزِيزًا

إِلَى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيفَةً قَالَ فَكَبَّرَ النَّاسُ فَضَجُّوا ثُمَّ قَالَ كَلِمَةً خَفِيفَةً قُلْتُ لِأَبِي يَا أَبَةِ مَا قَالَ قَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ ۔

ترجمہ:۔ جابر بن سمرہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ "یہ دین بارہ خلفاء تک غالب رہے گا۔ جابرؓ نے کہا کہ اس پر لوگوں نے تکبیر کہی اور بلند آوازیں نکالیں۔ پھر آپؐ نے ایک آہستہ بات فرمائی، میں نے اپنے باپ سے کہا "اباجان آپؐ نے کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ " وہ سب قریش میں سے ہوں گے۔ (مسلم)

شرح:۔ بارہ کے عدد سے نفی کی زیادتی نہیں ہوتی اور خلیفہ کے لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ سب خلفائے راشدین کی سنت پر ہوں گے، پس اگر اس چیز کو پیش نظر رکھیں تو واقعاتی دنیا میں اسی طرح پیش آیا تھا۔ اور اگر خلیفہ سے مراد خلیفہ برحق ہو تو یہ ضروری نہیں کہ یہ بارہ خلفا پے درپے ہوں گے اور پھر بعض نیک نفس بادشاہوں اور سلاطین کو بھی (مثلاً نورالدین زنگی، صلاح الدین ایوبی وغیرہ ہیں) انہی میں شمار کرنا ہوگا کیونکہ لفظ خلیفہ کا معنیٰ حاکم و صاحب اقتدار بھی ہے۔ " يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ الخ۔ لوگوں میں ان خلفاء کی تعیین میں اختلاف ہوا ہے۔ روافض اثنا عشریہ نے ان حضرات کا نام لیا ہے "علیؓ، الحسنؓ، الحسینؓ، علی بن الحسین، ابوجعفر محمد بن الباقر، ابوعبداللہ جعفر صادق موسیٰ بن جعفر الکاظم، علی بن موسیٰ احمد الرضا، محمد بن علیؓ التقی، علی بن محمد النقیؒ، حسن بن علیؓ العسکری، محمد بن الحسن المہدی المنتظر۔ ان کے خیال میں یہ سب حضرات ماموریں اللہ، صاحب، وحی والہام اور معصوم تھے۔ بارہواں امام سرمن رائے کی غار کے ایک تہ خانے میں مخفی ہوگیا تھا۔ اور قرب قیامت میں آکر عدل قائم کرے گا، دشمنان اہل بیت سے انتقام لے گا۔ سارے دشمن دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اور مبتلائے تعذیب ہوں گے ابتدائے اختفاء میں غیبت صغریٰ تھی جس میں بعض سفیر اس سے ملتے اور ہدایات لیتے رہے، پھر غیبت کبریٰ ہوگئی اور کسی کی ملاقات ممکن نہ رہی۔ اس سلسلے میں بعض عجیب وغریب حکایات اور افسانے مشہور ہیں۔ جہاں تک اسماعیلی (باطنی شیعہ) حضرات کا تعلق ہے وہ بارہ کے عدد کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور ان کے دونوں طبقے، آغاخانی اور بوہرہ، حاضر امام کے قائل ہیں۔

اہل سنت وجماعت نے کہا ہے کہ اگر خلیفہ سے مراد محض حاکم وقت اور خلافت کے ساتھ راشدہ کی قید نہ لگائیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ باوجود ذاتی سیرت کے معیاری نہ ہونے کے بارہ کے عدد تک اسلام کی شان وشوکت بڑھے گی اور اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع سے وسیع ہوتا جائے گا۔ اگر معیاری خلفاء ہوں تو وہ حضورؐ کے بعد سے لے کر قیام قیامت تک ہوں گے اور ان میں سے آخری مہدی ہوگا۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہی بات حق ہے۔ اموی اور عباسی (ان میں اندلس کے اموی بھی شامل ہیں) سب سے سب ایسے گزرے

نہ تھے کہ خدا نخواستہ فاسق وفاجر یا خلاف شرع کہلا سکیں۔ ان میں بعض بڑے نیک اور خادم اسلام بھی ہوئے ہیں۔ تفصیل کے لیے قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا مطالعہ مفید ہوگا واللہ اعلم بالصواب۔

۴۲۸۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ نَا زُهَيْرٌ نَا زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ نَا الْأَسْوَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ زَادَ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ أَتَتْهُ قُرَيْشٌ فَقَالُوا ثُمَّ يَكُونُ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يَكُونُ الْهَرَجُ ط

ترجمہ:- جابر بن سمرہ کی گزشتہ حدیث ایک اور سند سے۔ اس میں ہے کہ جب جابر بن سمرہ گھر کو واپس ہوئے تو قریش ان کے پاس آئے اور کہا کہ پھر کیا ہوگا؟ جابرؓ نے کہا کہ پھر قتل کی کثرت ہوگی۔ (مسلم، ترمذی، ان میں جابرؓ سے روایت کرنے والا سماک بن حرب ہے)

بَابٌ فِي ذِكْرِ الْمَهْدِيِّ

۴۲۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَهُمْ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَيَّاشٍ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا زَائِدَةُ ط ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ فِطْرٍ الْمَعْنَى كُلُّهُمْ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ قَالَ زَائِدَةُ لَطَوَّلَ اللهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ حَتَّى يَبْعَثَ رَجُلًا مِنِّي أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي وَاسْمُ أَبِيهِ اسْمَ أَبِي زَادَ فِي حَدِيثِ فِطْرٍ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ لَا تَذْهَبُ أَوْ لَا تَنْقَضِي الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي قَالَ أَبُو دَاوُدَ لَفْظُ عُمَرَ وَأَبِي

بَكْرٍ بِمَعْنَى سُفْيَانَ ط

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر دنیا کا صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دے گا حتیٰ کہ اس میں مجھ سے، یا میرے اہل بیت سے ایک مرد کو اٹھائے گا جس کا نام میرے نام جیسا، اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام جیسا ہوگا، وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم و تعدی سے بھری ہوئی ہوگی۔ سفیان ثوری کی روایت میں ہے کہ وہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ میرے اہل بیت میں ایک مرد عرب کا حاکم نہ ہوے، اس کا نام میرے نام جیسا ہوگا۔ (ترمذی، اور اسے اس نے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ (ابوداؤد نے اس حدیث کی روایت چھ طریقوں سے کی ہے اور کہا ہے کہ راوی عمر اور ابوبکر کے الفاظ سفیان سے ملتے جلتے ہیں۔

شرح:۔ اس حدیث میں مہدی موعود کا نام محمد بن عبداللہ آیا ہے۔ شیعہ اثنا عشریہ نے جسے امام غائب و منتظر و صاحب العصر والزمان قرار دیا ہے اس کا نام ان کے زعم میں محمد بن الحسن العسکری ہے۔ مہدی پر بہت کچھ گفتگو ہوئی ہے۔ علامہ ابن خلدون نے مہدی کی تمام روایات کو ناقابل احتجاج قرار دیا ہے۔ پھر ہر زمانے میں کم وبیش بیشتر ممالک اسلامیہ میں بے شمار مہدی ہوئے ہیں مثلاً مہدی سوڈانی، مہدی جونپوری، قادیان کا نبی کاذب غلام احمد مہدویت و مسیحیت کا بیک وقت مدعی تھا اور اس کے علاوہ بھی درجنوں دعاوی تھے۔ غیر مشہور مہدی بے حد و حساب ہوئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مہدی کی پیش گوئی میں کچھ نہ کچھ صداقت ضرور موجود ہے۔ اور مشرق اوسط کے موجودہ حالات بتلاتے ہیں کہ یہودیت کے فروغ اور پھر آخر کار تباہی کا وقت قریب آلگا ہے۔

۴۲۸۲ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ ثَنَا فِطْرٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَزَّةَ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا يَوْمٌ لَبَعَثَ اللَّهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَمْلَؤُهَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا ط

ترجمہ:۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر زمانے کا صرف ایک دن باقی رہ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو اٹھائے گا جو زمین کو عدل سے بھر دے گا جس طرح کہ وہ جور سے بھر چکی ہوگی۔

۴۲۸۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ ثَنَا

أَبُو الْمَلِيحِ الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ عَنْ زِيَادِ بْنِ بَيَانٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَسَمِعْتُ أَبَا الْمَلِيحِ يُثْنِي عَلَى عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ وَيَذْكُرُ مِنْهُ صَلَاحًا۔

ترجمہ:۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا وہ مہدی میری اولاد سے ہوگا یعنی فاطمہؓ کی اولاد سے۔ (ابن ماجہ) عترت کا لفظ فرمایا ہے جس کا معنیٰ ہے وہ انسان کی صلبی اولاد۔ اور بعض دفعہ اقرباء اور چچا کی اولاد کو بھی عترت کہتے ہیں۔ اور اسی قبیل سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قول تھا جو انہوں نے ثقیفہ کی بحث میں فرمایا تھا کہ وہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت ہیں۔ مہدی کو بعض نے حسنی اور بعض نے حسینی کہا ہے اور ممکن ہے کہ وہ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی ہو۔

۴۲۸۴۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ تَمَّامِ بْنِ بَزِيعٍ نَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَهْدِيُّ مِنِّي أَجْلَى الْجَبْهَةِ أَقْنَى الْأَنْفِ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا وَيَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ۔

ترجمہ:۔ ابوسعیدؓ الخدری نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مہدی مجھ سے ہے چوڑی پیشانی والا، ستواں ناک والا، وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے کہ وہ ظلم وستم سے پُر ہوگی اور اس کی حکومت سات سال ہوگی۔

۴۲۸۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ صَاحِبٍ لَهُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُونُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ هَارِبًا إِلَى مَكَّةَ فَيَأْتِيهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُونَهُ وَهُوَ كَارِهٌ فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ

إِلَيْهِ بَعْثٌ مِنَ الشَّامِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذَلِكَ أَتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُونَهُ ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَخْوَالُهُ كَلْبٌ فَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعْثًا فَيَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ وَذَلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ وَالْخَيْبَةُ لِمَنْ لَمْ يَشْهَدْ غَنِيمَةَ كَلْبٍ فَيَقْسِمُ الْمَالَ وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُلْقِي الْإِسْلَامَ بِجِرَانِهِ إِلَى الْأَرْضِ فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِينَ ثُمَّ يُتَوَفَّى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامٍ تِسْعَ سِنِينَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ سَبْعَ سِنِينَ ط

ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام سلمہؓ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف ہوگا، پس مدینہ والوں سے ایک شخص بھاگ کر مکہ جائے گا، پس مکہ والوں میں سے کچھ لوگ اس کے پاس آئیں گے، وہ اسے باہر نکالیں گے اور رکن و مقام کے درمیان اس کی بیعت کریں گے اور اس کی طرف شام والوں کا ایک لشکر لڑنے آئے گا اور مکہ اور مدینہ کے درمیان سرزمین بیداء میں انہیں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا۔ جب لوگ یہ دیکھیں گے تو شام کے ابدال (عابد لوگ جو یکے بعد دیگرے ہوں گے) اور اہل عراق کے نیکوکار لوگ آئیں گے اور رکن اور مقام کے درمیان اس سے بیعت کریں گے۔ پھر قریش میں سے ایک مرد اٹھے گا جس کے ماموں قبیلہ کلب سے ہوں گے، وہ ایک لشکر مہدی کے لوگوں کی طرف بھیجے گا تو مہدی والے لوگ ان پر غالب آئیں گے اور یہ کلب کا لشکر ہوگا۔ اور اس شخص پر افسوس جو کلب کی غنیمت میں حاضر نہ ہو۔ پس مہدی مال تقسیم کرے گا اور لوگوں میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق عمل کرے گا اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا (نافذ ہو جائے گا) پھر وہ وفات پائے گا (مہدی) اور مسلمان اس پر نماز پڑھیں گے۔ ابوداؤد نے کہا کہ بعض راویوں نے ھشام سے نو سال کی اور بعض نے سات سال کی روایت کی ہے۔ (شاید اصل مدت تو نو سال ہوگی مگر بعض نے دو سال خارج کر دیے کیونکہ وہ حرب و قتال میں گزریں گے۔)

۴۲۸۶ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ تِسْعَ سِنِينَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ غَيْرُ مُعَاذٍ عَنْ هِشَامٍ تِسْعَ

سِنِیْنَ ؕ

ترجمہ:۔ ایک اور طریق سے ہمام نے قتادہ سے یہ روایت کی اور نو سال کہا۔ ابوداؤد نے کہا کہ ھشام سے روایت کرنے والوں میں سے معاذ کے سوا اوروں نے نو سال کا لفظ بولا۔

۴۲۸۷ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ نَا أَبُو الْعَوَّامِ قَالَ نَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَحَدِيثُ مُعَاذٍ أَتَمُّ ؕ

ترجمہ:۔ یہی ایک حدیث ایک اور طریق سے مگر معاذ کی گذشتہ حدیث اتم ہے۔ اس میں عبداللہ بن حارث ام سلمہؓ سے راوی ہے۔

۴۲۸۸ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ الْقِبْطِيَّةِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِصَّةِ جَيْشِ الْخَسْفِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بِمَنْ كَانَ كَارِهًا قَالَ يُخْسَفُ بِهِمْ وَلٰكِنْ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى نِيَّتِهِ ؕ

ترجمہ:۔ عبیداللہ بن القبطیہ حضرت ام سلمہؓ سے روایت کرتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دھنس جانے والے لشکر کے متعلق روایت کرتی ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہؐ جو ناپسند کرنے والا تھا اس کا کیا حال ہوگا؟ حضورؐ نے فرمایا کہ ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا مگر قیامت کے دن وہ اپنی نیت پر اٹھایا جائے گا (مسلم)

۴۲۸۹ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَحُدِّثْتُ عَنْ هَارُونَ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَنَظَرَ إِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ فَقَالَ إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ رَجُلٌ يُسَمَّى بِاسْمِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشْبِهُهُ فِي الْخُلُقِ وَلَا يُشْبِهُهُ فِي الْخَلْقِ ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةً يَمْلَأُ

الْأَرْضَ عَدْلًا۔

ترجمہ:۔ ابواسحاق نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حسن کی طرف دیکھا اور کہا کہ میرا بیٹا سردار ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہی نام رکھا تھا۔ اور عنقریب اس کی پشت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہوگا۔ وہ خلق میں تو حضورؐ کے اخلاقِ فاضلہ کے مشابہ ہوگا مگر ظاہری صورت میں مشابہ نہ ہوگا۔ پھر وہ قصہ بیان کیا کہ" وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔ (یہ روایت منقطع ہے کیونکہ ابواسحاق سبیعی کی روایت علیؓ سے ثابت نہیں ہے۔)

۴۲۹۰۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ طَرِيفٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَاءِ النَّهَرِ يُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ حَرَّاثٌ عَلَى مُقَدِّمَتِهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَنْصُورٌ يُوَطِّئُ أَوْ يُمَكِّنُ لِآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهُ أَوْ قَالَ إِجَابَتُهُ آخِرُ كِتَابِ الْمَهْدِيِّ۔

ترجمہ:۔ ھلال بن عمرو نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماوراء النہر کے علاقے سے (جیسے بخارا، سمرقند وغیرہ) ایک آدمی نکلے گا جسے حارث بن حراث کہیں گے۔ اس کے لشکر کے آگے ایک مرد ہوگا جسے منصور کہا جائے گا وہ آلِ محمدؐ کے لیے زمین ہموار کرے گا جیسی کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کی تھی، ہر مسلم پر اس کی مدد، یا اجابت کہا، واجب ہے۔ (یہ روایت بھی منقطع ہے اور ھارون راوی سے مراد ھارون بن المغیرہ ہے۔ قریش کی اکثریت تو فتح مکہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید مخالف رہی تھی۔ خود حضورؐ کے نہایت قریبی رشتہ دار اسلام کے شدید دشمن تھے۔ ابولہب کا قصہ کون نہیں جانتا۔ آپؐ کے چچاؤں میں سے حمزہؓ اور عباسؓ کے سوا کسی نے اسلام قبول نہیں کیا، اور قریش نے مسلمانوں کو تعذیب کا نشانہ بنائے رکھا تھا کہ ہجرتیں واقع ہوئیں، لہٰذا اس روایت کا مطلب فہم میں نہیں آتا)

آخر کتاب المہدی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوَّلُ كِتَابِ الْمَلَاحِمِ

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي قَرْنِ الْمِائَةِ

(صدی کے قرن کا باب)

۴۲۹۱ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ نَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ اَبِي اَيُّوْبَ عَنْ شَرَاحِيْلَ بْنِ يَزِيْدَ الْمَعَافِرِيِّ عَنْ اَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ فِيْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ نَا ابْنُ شُرَيْحٍ الْاِسْكَنْدَرَانِيُّ لَمْ يَجُزْ بِهِ شَرَاحِيْلُ۔

ترجمہ:- ابوھریرہؓ نے (میرے خیال کے مطابق) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر سوسال کے سر پر وہ لوگ اٹھائے گا جو اس امت کے دین کی تجدید کریں گے۔ ابوداؤد نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن شریح اسکندرانی نے اسے روایت کیا اور شراحیل نے دو راوی ساقط کیے ہیں۔

شرح:- بقول منذری یہ حدیث معضل ہے کیونکہ اسکندرانی گو خود صحیحین کا متفق علیہ ثقہ راوی ہے مگر اس نے اس حدیث کی سند سے دو راویوں کا نام حذف کیا ہے، ایک ابوعلقمہ دوسرا ابوھریرہؓ۔ مولاناؒ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کی تاویل میں بڑا طویل کلام ہوا ہے۔ اور علماء نے اپنے اپنے مسلک کے مطابق بہت سے لوگوں کو مجدد قرار دیا ہے۔ اولیٰ یہ ہے کہ مَن کے لفظ کو عام قرار دیا جائے کیونکہ یہ اسم جنس ہے جو واحد اور جمع پر برابر بولا جاتا ہے۔ مجددین سے صرف فقہا مراد لینا بھی درست نہیں کیونکہ امت کو ان سے بہت فائدہ ہوا مگر اس قسم کے فوائد حکام محدثین، قرآء واعظوں اور زہاد و عباد سے بھی حاصل ہوتے ہیں۔ دین کی حفاظت، قوانین سیاست کو چلانا اور عدل کو عام کرنا حکام کا کام ہے۔ قاری قرآن کے الفاظ، قرأت کے مختلف انداز اور اعراب کو محفوظ رکھتے ہیں۔ محدثین نے احادیث کو محفوظ رکھا جو دلائل شرع اور

اصول احکام ہیں۔ واعظ لوگ نصیحت سے اور لوگوں کو خوفِ خدا پر ابھار کر امت کو نفع دیتے ہیں۔ پس بلاشبہ یہ سب لوگ درجہ بدرجہ تجدید اسلام کا کام کرتے ہیں مگر جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کارِ تجدید کے لیے اٹھاتا ہے ان کے لیے ضروری ہے کہ ان فنون میں سے ہر ایک میں مسلّم و معروف ہوں۔

مولانا فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک، واللہ اعلم بالصواب، مجددین سے مراد اشخاص و اعیان نہیں ہیں بلکہ جماعتیں ہیں، جن میں سے ہر جماعت فنونِ شرعیہ میں سے کسی ایک فن میں تجدید کا کام کرتی ہے۔ تقریر و تحریر اور فیضِ صحبت اور اخلاقِ عالیہ سے اس خاص فن کی نشر و اشاعت اور مقبولیت کا باعث بنتی ہے۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ یہ کارِ تجدید ایک اضافی امر ہے کیونکہ علم تنزل پذیر ہے اور جہل ترقی کرتا جا رہا ہے۔ ایک زمانے کے علماء اور مجددین کا کارِ تجدید اسی زمانے کے احوال و ظروف کے لحاظ سے ہوتا ہے ورنہ متقدمین کے علوم عمل، تقویٰ و طہارت، فقاہت، حفظ و اتقان، زبان و قلم کی تاثیر اور نفع کے لحاظ سے متاخرین کو ان سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ جوں جوں زمانۂ نبوت سے بعد ہوتا گیا علم و عمل زوال پذیر ہوتے گئے، جیسے کہ مرکزِ نور سے جتنی دوری ہو ظلمت و تاریکی اتنی ہی بڑھتی جائے گی۔ مگر ہر دور کے اربابِ علم و عمل اور اصحابِ عزیمت و تجدید کا کارنامہ ان کے اپنے اپنے ادوار کے لحاظ سے دیکھا جاتا ہے۔ پہلوں اور پچھلوں میں مقابلہ ممکن نہیں ہے۔ اس مضمون پر انس رضی اللہ عنہ کی حدیث (بخاری) دلالت کرتی ہے۔ میری امت پر جو بھی زمانہ آئے گا وہ گزشتہ زمانے سے بدتر ہوگا۔ معجم طبرانی میں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ جو سال بھی گزرتا ہے اس میں خیر گھٹتی اور شر بڑھتی جاتی ہے۔ طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو سال بھی آتا ہے لوگ اس میں کوئی نہ کوئی بدعت ایجاد کرتے اور کسی نہ کسی سنت کو مردہ کرتے ہیں حتیٰ کہ سنتوں کو مردہ کر دیا جائے گا اور بدعتوں کو رواج ہو جائے گا۔ یہ جو کچھ اب نظر آ رہا ہے (یعنی علم و عمل) یہ بھی انہی متقدمین کی برکات اور ان کے علم و عمل کا فیضان ہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ مجددین سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ دین کے ہر حصے کی تجدید کرتے ہیں۔ بلکہ وہ کسی ایک نوع یا کسی ایک حصے کو از سرِ نو زندہ و پائندہ اور تر و تازہ کرتے ہیں۔ جتنے بزرگوں کو بھی مجددینِ امت کا لقب دیا گیا ہے، غور سے دیکھیں تو ان کا کارِ تجدید دین کے کسی ایک یا دو گوشوں اور علوم کی ایک نوع تک محدود رہا ہے۔ کتنے محدثین تھے جنہیں فقہ میں کوئی درک نہ تھا۔ کتنے فقیہ تھے جو علوم حدیث کے ماہر نہ تھے۔ بہت سے زہاد و عباد تھے جو اربابِ کرامت تھے مگر علوم شرعیہ میں ان کا کوئی مقام نہ تھا۔ اس طرح کئی ایسے خادمانِ علوم شرعیہ گزرے ہیں جنہوں نے اپنے اپنے دائرے میں حیرت انگیز کام کیا تھا، مگر اس دائرے سے باہر ان کا کوئی کارنامہ نہیں ہے۔ پس مجدد کوئی مامور من اللہ نہیں ہوتا۔ ایک وقت میں مختلف اقطارِ عالم میں کئی کئی مجدد ہو سکتے ہیں۔ پھر صدی کے سر کا بھی یقیناً علم نہیں ہو سکتا کہ اس سے مراد ابتدائے ہے یا انتہائے صدی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ مَلَاحِمِ الرُّوْمِ

(ملاحم روم کا باب)

۴۲۹۲ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ قَالَ مَالَ مَكْحُولٌ وَابْنُ أَبِي زَكَرِيَّا إِلَى خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ وَمِلْتُ مَعَهُمْ فَحَدَّثَنَا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ قَالَ جُبَيْرٌ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى ذِي مِخْبَرٍ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْنَاهُ فَسَأَلَهُ جُبَيْرٌ عَنِ الْهُدْنَةِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَتُصَالِحُونَ الرُّومَ صُلْحًا آمِنًا فَتَغْزُونَ أَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِنْ وَرَائِكُمْ فَتُنْصَرُونَ وَتَغْنَمُونَ وَتَسْلَمُونَ ثُمَّ تَرْجِعُونَ حَتَّى تَنْزِلُوا بِمَرْجٍ ذِي تُلُولٍ فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ النَّصْرَانِيَّةِ الصَّلِيبَ فَيَقُولُ غَلَبَ الصَّلِيبُ فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَدُقُّهُ فَعِنْدَ ذَالِكَ تَغْدِرُ الرُّومُ وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ ۔

ترجمہ:۔ ذو مخبر صحابیؓ نے جبیر بن نفیر کے سوال پر جو مصالحت کے بارے میں تھا، کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا و عنقریب تم روم والوں کے ساتھ ایک امن کا معاہدہ کرو گے اور تم اور وہ مل کر اپنے ایک دشمن سے مقابلہ کرو گے تمہیں فتح ملے گی اور مال غنیمت حاصل کروگے اور سلامت رہو گے۔ پھر تم واپس پھرو گے حتی کہ ایک ٹیلوں والی چراگاہ میں اترو گے، پس عیسائیوں میں سے ایک شخص صلیب اٹھا کر کہے گا کہ صلیب غالب آگئی ہے۔ پس مسلمانوں میں سے ایک مرد غضب ناک ہوگا اور اسے پیس ڈالے گا، سو اس وقت رومی غداری کریں گے اور شدید لڑائی کے لیے جمع ہو جائیں گے۔ (ابن ماجہ)

سنن ابی داؤد کتاب الجہاد حدیث نمبر ۲۷۶۷)

شرح:۔ یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے وہاں یہ مختصر تھی۔ ایک زمانے میں شام، مصر، رقہ، انطاکیہ وغیرہا یہ سب بلاد روم کہلاتے تھے کیونکہ سلطنت روما بہت وسیع تھی، ورنہ قیصروں کی اصل سرزمین اٹلی اور اس کے نواح میں ہے۔ ذو مخبرؓ شاہ نجاشیؓ کا بھتیجا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آلبسا تھا۔ رومی سلطنت کے ساتھ مسلمانوں کے کئی بار معاہدے ہوئے ہیں اور کئی بار ٹوٹے ہیں۔ اجمالاً اس حدیث سے

صرف اتنا معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ کسی ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

۴۲۹۳۔ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيدُ قَالَ نَا أَبُو عَمْرٍو عَنْ حَسَّانِ بْنِ عَطِيَّةَ هَذَا الْحَدِيثَ وَزَادَ فِيهِ وَيَثُورُ الْمُسْلِمُونَ إِلَى أَسْلِحَتِهِمْ فَيَقْتَتِلُونَ فَيُكْرِمُ اللَّهُ تِلْكَ الْعِصَابَةَ بِالشَّهَادَةِ إِلَّا أَنَّ الْوَلِيدَ جَعَلَ الْحَدِيثَ عَنْ جُبَيْرٍ عَنْ ذِي مِخْبَرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ رَوْحٌ وَيَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ وَبِشْرُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ كَمَا قَالَ عِيسَى ؕ

ترجمہ:۔ ابو عمر کے طریق سے ایک اور سند کے ساتھ یہی حدیث۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ دو اور مسلمان اپنے اسلحہ کی طرف ٹوٹ پڑیں گے اور نصاریٰ کو قتل کریں گے اور اس جماعت کو اللہ تعالیٰ شہادت کی عزت دے گا۔

بَابُ فِي أَمَارَاتِ الْمَلَاحِمِ

(ملاحم کی علامات کا باب)

۴۲۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ نَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ يُخَامِرَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ يَثْرِبَ وَخَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ وَخُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ الْقُسْطُنْطِينِيَّةِ وَفَتْحُ قُسْطُنْطِينِيَّةَ خُرُوجُ الدَّجَّالِ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى فَخِذِ الَّذِي حَدَّثَهُ أَوْ مَنْكِبِهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذَا لَحَقٌّ كَمَا أَنَّكَ هَهُنَا أَوْ كَمَا أَنَّكَ قَاعِدٌ يَعْنِي مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ ؕ

ترجمہ:۔ معاذ بن جبل نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت المقدس کی آبادی یثرب کی بربادی ہوگی اور یثرب کی بربادی ایک بڑی جنگ کا ظہور ہوگا۔ اور بڑی جنگ کا ظہور قسطنطنیہ کی فتح ہو

گی اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کا خروج ہوگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس کی ران پر مارا جس سے یہ بیان فرمایا تھا، یا اس کے کندھے پر ہاتھ مارا، پھر فرمایا کہ یہ بات اسی طرح برحق ہے جیسے کہ تو یہاں ہے، یا جیسا کہ تو یہاں بیٹھا ہے یعنی معاذؓ بن جبل۔

شرح:۔ اس حدیث کی سند میں بقول منذری عبدالرحمان بن ثابت بن ثوبان ہے جو ایک صالح شخص تھا بعض نے اس کی توثیق کی ہے اور کئی لوگوں نے اس میں کلام کیا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ واقعات یکے بعد دیگرے پیش آئیں گے، اگرچہ ہر دو واقعات میں کافی فاصلہ ہوگا۔ قسطنطنیہ کی فتح ترک سلطان محمد فاتح کے دور میں واقع ہوئی تھی۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ اس حدیث میں مراد مہدی کا اسے فتح کرنا ہے۔ واللہ اعلم۔

بیت المقدس کی آبادی کا مطلب یہ ہے کہ کفارہ کا اس پر غلبہ ہو جائے گا۔ ہمارے دور میں یہودی اس پر قابض ہو چکے تھے۔ یثرب مدینہ منورہ کا قدیم نام تھا، حضورؐ کی ہجرت کے بعد مدینۃ النبیؐ کہلایا اور مختصراً اسے مدینہ کہنے لگے۔ مدینہ کی بربادی یزید بن معاویہ کے عہد میں واقعۂ حرہ میں بھی ہوئی تھی۔ معلوم نہیں اس حدیث میں کون سی بربادی مراد ہے۔

بَابٌ فِی تَوَاتُرِ الْمَلَاحِمِ

(ملاحم کے متواتر ہونے کا باب)

۴۲۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ سُفْيَانَ الْغَسَّانِيِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُطَيْبٍ السَّكُونِيِّ عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَلْحَمَةُ الْكُبْرٰى وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ وَخُرُوجُ الدَّجَّالِ فِي سَبْعَةِ أَشْهُرٍ

ترجمہ۔ معاذ بن جبل نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بڑی جنگ اور قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کا خروج سات ماہ میں ہوگا (ابن ماجہ، ترمذی۔ ترمذی نے اسے حدیث غریب کہا ہے۔ ابوبکر بن ابی مریم کا نام بکیر یا عبدالسلام ہے۔ امام احمد نے اسے ضعیف اور لاشئی کہا ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ اس کے چوری ہوگئی تھی جس کے باعث اس کی عقل جاتی رہی۔ ابن معین، ابوزرعہ اور ابوحاتم نے اسے ضعیف کہا ہے۔ نسائی اور دارقطنی نے بھی یہی کہا ہے۔ منذری نے کہا ہے کہ اس کی حدیث کا اعتبار نہیں۔

۴۲۹۶۔ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ نَا بَقِيَّةُ عَنْ بُحَيْرٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ وَفَتْحِ الْمَدِينَةِ سِتُّ سِنِينَ وَيَخْرُجُ الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ فِي السَّابِعَةِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عِيسٰى ؕ

ترجمہ:۔ عبداللہؓ بن بسر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو ملحمہ (شدید قتال) اور شہر (قسطنطنیہ کی فتح میں چھ سال کا فاصلہ ہے اور مسیح دجال ساتویں سال نکلے گا۔ ابوداؤد نے کہا کہ عیسیٰ بن یونس کی حدیث سے یہ صحیح تر ہے۔

بَابٌ فِي تَدَاعِي الْأُمَمِ عَلَى الْإِسْلَامِ

(اسلام کے خلاف اقوام عالم کے اجتماع کا باب)۔ تداعی کا لفظ وارد ہے جس کا معنی ہے کہ اقوام عالم مسلمانوں کے خلاف ایکا کریں گی، ایک دوسرے کو بلا کر گٹھ جوڑ کریں گی اور اسلام کے جڑ سے اکھاڑ دینے کی کوشش کریں گی۔

۴۲۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ نَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ نَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ السَّلَامِ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعٰى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلٰى قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللّٰهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ ؕ

ترجمہ:۔ ثوبانؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا عنقریب قومیں تم پر ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے (بھوکے) اپنے طبق (دسترخوان) پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ایک بولنے والا بولا تو کیا ہم اس وقت تھوڑے ہوں گے۔ فرمایا بلکہ تم اس وقت بہت زیادہ ہو گے لیکن تم سیلاب کے کوڑے کرکٹ

اور جھاگ کی طرح ہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے دلوں سے تمہاری ہیبت کو نکال دے گا اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں وھن ڈال دے گا۔ پس ایک کہنے والے نے کہا "یا رسول اللہ یہ وھن کھوکھلا پن کیا چیز ہوگی؟ فرمایا "دنیا کی محبت اور موت کی ناپسندیدگی۔

شرح :۔ جب دلوں میں ایمان کی مضبوطی اور اعضاء میں اعمال کی پختگی نہ رہی تو مسلمان کھوکھلے ہو کر رہ گئے۔ دنیا بھر کی اقوام انہیں اپنا لقمۂ تر بنانے کے لیے ایک متفقہ سمجھوتے کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑیں، جیسا کہ اب ہے۔ ھندو ہمارا دشمن، مغربی ممالک ہمارے ساتھ مذاق اور غداری کرنے والے، یہودی ہمارے ازلی و ابدی دشمن، اشتراکی اور دہریئے ہمیں مٹا ڈالنے اور ہڑپ کر جانے کے درپے ہیں۔ دنیا کے دونوں بڑے بلاک ہمارے خلاف ہیں۔ روس نے افغانستان کو ہڑپ کر لیا ہے اور اس سے پہلے وہ ترکستان کی درجن بھر مسلم ریاستوں کو ہضم کر چکا ہے۔ مغربی ممالک نے دنیا بھر میں اسلامی مقبوضات کا تیا پانچہ کیا اور اب شرق اوسط میں یہودی ان کی شہ پر اور ان کی مدد سے مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی تعداد دنیا بھر میں ایک ارب سے کم نہیں لیکن یہ تعداد بے وزن ہے۔ وہ باہم خانہ جنگی، قتل و غارت، عیش و عشرت میں مگن ہیں اور دنیا انہیں مٹانے کا عزم کیے ہوئے اپنے کام میں مصروف ہے۔ مسلمان مادہ پرست ہو گئے اور موت کو خوفناک سمجھنے لگے تو نتیجہ موت اور ذلت کی صورت میں نکلا۔ یہ حدیث ہم پر لفظ بلفظ صادق آ رہی ہے۔

بَابٌ فِي الْمَعْقِلِ مِنَ الْمَلَاحِمِ

(ملاحم سے پناہ گاہ کا باب)

۲۹۸۳۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ نَا ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَرْطَاةَ قَالَ سَمِعْتُ جُبَيْرَ بْنَ نُفَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوطَةِ إِلَى جَانِبِ مَدِينَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ

ترجمہ :۔ ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دور ملحمہ کے زمانے میں مسلمانوں کا قلعہ غوطہ ہوگا جو دمشق نامی شہر کے ایک جانب واقع ہے اور شام کے بہترین شہروں میں سے ہے۔

شرح :۔ مولاناؒ نے فرمایا غوطہ اس علاقے کا نام ہے جس میں دمشق واقع ہے۔ یہ پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ اس میں درختوں اور نہروں کی کثرت ہے۔ یہ ایک قدرتی قلعہ ہے جو محفوظ مقام پر واقع ہے۔ آب و ہوا

نہایت خوش گوار اور منظر بڑا دلفریب ہے۔

۴۲۹۹ - قَالَ اَبُوْدَاوُدَ حُدِّثْتُ عَنْ اِبْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُوْشِكُ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ یُحَاصَرُوْا اِلَی الْمَدِیْنَةِ حَتّٰی یَکُوْنَ اَبْعَدَ مَسَالِحِهِمْ سِلَاحٌ ط

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عنقریب مسلمانوں کو مدینہ کی طرف محصور کیا جائے گا حتیٰ کہ ان کی بعید ترین سرحد سلاح ہوگا۔ (یہ حدیث کتاب الفتن میں ۴۲۴۹ نمبر پر گزر چکی ہے۔ بحث وہاں دیکھیے۔)

۴۳۰۰ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَنْبَسَةَ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ وَسِلَاحٌ قَرِیْبٌ مِّنْ خَیْبَرَ ط

ترجمہ:۔ زہری نے کہا کہ سلاح کا مقام خیبر کے قریب واقع ہے۔ (دیکھیے کتاب الفتن حدیث نمبر ۴۲۵۰)

بَابُ ارْتِفَاعِ الْفِتْنَةِ مِنَ الْمَلَاحِمِ

(ملاحم میں خانہ جنگی کے اٹھ جانے کا باب)

۴۳۰۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ قَالَ نَا اِسْمٰعِیْلُ ح وَحَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ سَوَّارٍ نَا اِسْمٰعِیْلُ نَا سُلَیْمٰنُ بْنُ سُلَیْمٍ عَنْ یَحْیٰی بْنِ جَابِرٍ الطَّائِیِّ قَالَ هٰرُوْنُ فِیْ حَدِیْثِهٖ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی هٰذِهِ الْاُمَّةِ سَیْفَیْنِ سَیْفًا مِّنْهَا وَسَیْفًا مِّنْ عَدُوِّهَا ط

ترجمہ:۔ عوفؓ بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس امت پر دو تلواریں جمع نہ کرے گا، ایک تلوار خود ان کی (خانہ جنگی) اور ایک تلوار ان کے دشمن کی۔ (اسماعیل بن عیاش اس حدیث

کارروائی متکلم فیہ ہے۔ اس حدیث میں مسلمانوں کا باہم اتحاد و اتفاق کسی نہایت ہی نازک موقع پر مراد ہو تو ہو ورنہ تاریخی واقعات تو یہ بتاتے ہیں کہ اندلس کی تباہی کے وقت، متحدہ ہندوستان کے بہت سے واقعات ہیں۔ اور اب عراق اور ایران کی جنگ میں مسلمان نہایت خطرے میں جبکہ دشمن ان کی دیواروں پر کھڑا ہے۔ آپس میں دست و گریبان رہے ہیں۔ فلسطینیوں کو اُدھر اسرائیل جیسا کمینہ دشمن رگید رہا ہے اور ادھر وہ آپس میں قتل و غارت میں مصروف ہیں۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ) مولانا کا اشارہ یہ بتاتا ہے کہ اس سے مراد وہ وقت ہے جبکہ دنیا کی قومیں متفقہ طور پر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں۔

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنْ تَهْيِيجِ التُّرْكِ وَ الْحَبَشَةِ ؕ

(ترکوں اور حبشیوں کو بھڑکانے سے نہی کا باب)

۴۳۰۲۔ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّمْلِيُّ قَالَ نَا ضَمْرَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي سُكَيْنَةَ رَجُلٍ مِنَ الْمُحَرَّرِينَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ دَعُوا الْحَبَشَةَ مَا وَدَعُوكُمْ وَاتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوكُمْ ؕ

ترجمہ:۔ ایک آزاد شدہ شخص ابوسکینہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جب تک اہل حبشہ تمہیں کچھ نہ کہیں انہیں کچھ نہ کہو اور جب تک ترک تمہیں چھوڑے رکھیں انہیں چھوڑ دو (النسائی) ابن ماجہ)

شرح:۔ محدث علی القاری نے خطابی کے حوالے سے کہا ہے کہ آیت قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً مطلق ہے اور یہ حدیث مقید ہے۔ پس مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا اور حدیث کو آیت کے عموم کا مخصص بنایا جائے گا۔ جیسے کہ مجوس کے حق میں بھی ایسا ہی کیا گیا ہے کہ قرآن کے حکم میں تو جزیہ صرف اہل کتاب کے ساتھ مخصوص تھا مگر حضورؐ نے فرمایا کہ مجوس کے ساتھ بھی وہی سلوک کرو جو اہل کتاب سے کیا جاتا ہے۔ طیبی نے کہا ہے کہ ممکن ہے یہ آیت اس حدیث کی ناسخ ہو کیونکہ حدیث کا تعلق اس وقت سے ہے جبکہ اسلام کمزور تھا۔ رہا یہ کہ بالخصوص ان دو قوموں کو ترک کرنے کا حکم کیوں دیا گیا؟۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حبشہ

وغیرہ کے علاقے اور مسلمانوں کے درمیان جنگل، صحراء اور ریگستان اور سمندر تھے لہٰذا کثرتِ مشقت و تعب کے باعث مسلمانوں کو اس کا مکلف نہ کیا گیا۔ جہاں تک ترکوں کا معاملہ تھا، سو وہ بڑے جنگجو، خونخوار، وحشی اور ظالم تھے۔ ان کا ملک ٹھنڈا تھا اور اس وقت کا اسلامی لشکر جن لوگوں پر مشتمل تھا یعنی عرب، وہ گرم ملک کے باشندے تھے۔ اس بنا پر انہیں یہ حکم نہ دیا گیا کہ ترکوں کے علاقوں میں داخل ہوں (یاد رہے کہ ترک اس وقت مشرک یا لامذہب تھے، بعد میں ان کی کثیر تعداد اسلام لے آئی تھی)۔ یہ تو حکم ہمارے لیے ہے کہ اس قسم کے دشمنوں کو بلا وجہ مت چھیڑو۔ مگر خدانخواستہ جب کوئی دشمن بلا وجہ اسلام میں آگھسے تو پھر جہاد و قتال فرض عین ہو جاتا ہے جبکہ پہلی صورت میں فرض کفایہ ہے۔ حدیث کا حکم رخصت و اباحت کے لیے ہے۔ وجوب و فرضیت کیلئے نہیں اور انہیں ترک کرنے کی حد یہ ہے کہ وہ ہمیں ترک کئے رکھیں۔

بَابٌ فِي قِتَالِ التُّرْكِ

(ترکوں سے قتال کا باب)

۴۳۰۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا يَعْقُوبُ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ عَنْ سُهَيْلٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ التُّرْكَ قَوْمًا وُجُوهُهُمْ كَالْمَجَانِّ الْمُطْرَقَةِ يَلْبَسُونَ الشَّعَرَ

ترجمہ:۔ ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ مسلمان ترکوں سے قتال نہ کریں۔ وہ ایک ایسی قوم ہے کہ جن کے چہرے چوڑی کوٹی ہوئی ڈھالوں کی مانند ہیں، وہ بالوں کا لباس اور جوتے پہنتے ہیں (مسلم، نسائی)

شرح:۔ چنانچہ ترکوں سے قتال ہوا اور انہی کے ایک طبقے تاتاریوں نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی۔ مگر کچھ عرصے کے بعد فاتح مفتوح ہو گئے۔ ترکوں نے اسلام قبول کر لیا اور سینکڑوں برس تک عظمتِ اسلام کے وارث رہے۔

۴۳۰۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَابْنُ السَّرْحِ وَغَيْرُهُمَا قَالُوا نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً قَالَ ابْنُ السَّرْحِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ وَلَا

تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا صِغَارَ الْاَعْيُنِ ذُلْفَ الْاُنُوْفِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ ط

ترجمہ:۔ ابوھریرۃؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم ایک ایسی قوم سے قتال نہ کرو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے، اور قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم ایک قوم سے قتال نہ کرو جو چھوٹی آنکھوں والے چپٹی ناکوں والے ہوں گے گویا کہ ان کے چہرے کوٹی ہوئی چوڑی ڈھالوں کی مانند ہوں گے (بخاری، مسلم، ابن ماجہ، ترمذی)

شرح:۔ بعض وہ سرد علاقوں کے باشندے ہیں۔ گندھے ہوئے اور بٹے ہوئے بالوں کے جوتے پہنتے ہیں (یا بالوں کے موزے استعمال کرتے ہیں) ناک جب چوڑی اور چپٹی ہو تو اسے اذلف کہا جاتا ہے۔ یہ انہی ترکوں اور تاتاریوں کا ذکر ہے۔

۴۳۰۵ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيْسِيُّ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى انا بَشِيْرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثٍ يُقَاتِلُكُمْ قَوْمٌ صِغَارُ الْاَعْيُنِ يَعْنِي التُّرْكَ قَالَ تَسُوْقُوْنَهُمْ ثَلَاثَ مِرَارٍ حَتّٰى تُلْحِقُوْهُمْ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ فَاَمَّا فِي السِّيَاقَةِ الْاُوْلٰى فَيَنْجُوْا مَنْ هَرَبَ مِنْهُمْ وَاَمَّا فِي الثَّانِيَةِ فَيَنْجُوْ بَعْضٌ وَيَهْلِكُ بَعْضٌ وَاَمَّا فِي الثَّالِثَةِ فَيُصْطَلَحُوْنَ اَوْ كَمَا قَالَ ط

ترجمہ:۔ بریدہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں بیان کیا وہ تمہارے ساتھ ایک چھوٹی آنکھوں والی قوم یعنی ترک قتال کریں گے، فرمایا تم انہیں تین بار ہانکو گے حتیٰ کہ انہیں جزیرۂ عرب سے جا ملاؤ گے۔ جہاں تک پہلے بار ہانکنے کا تعلق ہے سو جو ان میں سے بھاگ جائیں گے وہ بچ جائیں گے۔ دوسری بار کچھ بچ جائیں گے اور کچھ ہلاک ہو جائیں گے لیکن تیسری بار وہ ان کا استیصال ہو جائے گا۔ یا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (مسند احمد)

شرح:۔ یہ حدیث مسند احمد بھی ہے مگر اس کا سیاق ابوداؤد کی حدیث سے مختلف ہے۔ اس میں ہے کہ تین بار دھکیلنے والے مسلمان نہیں بلکہ ترک ہوں گے حتیٰ کہ وہ انہیں جزیرہ عرب کے ساتھ ملحق کر دیں گے۔ قرطبی نے امام احمد کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ عون المعبود میں ہے کہ ابوداؤد کی روایت میں کسی راوی کے وہم سے مضمون الٹ ہو گیا ہے۔ فتنہ تاتار اور بغداد کی تباہی سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسند احمد

کی روایت درست ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

بَابُ فِی ذِکْرِ الْبَصْرَةِ بصرہ کے ذکر کا باب

۴۳۰۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ نَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنِي أَبِي نَا سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ قَالَ نَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي بِغَائِطٍ يُسَمُّونَهُ الْبَصْرَةَ عِنْدَ نَهْرٍ يُقَالُ لَهُ دِجْلَةُ تَكُونُ عَلَيْهِ جِسْرٌ يَكْثُرُ أَهْلُهَا وَتَكُونُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُهَاجِرِينَ قَالَ ابْنُ يَحْيَى قَالَ أَبُو مَعْمَرٍ وَيَكُونُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ فَإِذَا كَانَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ جَاءَ بَنُو قَنْطُورَاءَ عِرَاضُ الْوُجُوهِ صِغَارُ الْأَعْيُنِ حَتَّى يَنْزِلُوا عَلَى شَطِّ النَّهْرِ فَيَتَفَرَّقُ أَهْلُهَا ثَلَاثَ فِرَقٍ فِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَالْبَرِّيَّةَ وَهَلَكُوا وَفِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ لِأَنْفُسِهِمْ وَكَفَرُوا وَفِرْقَةٌ يَجْعَلُونَ ذَرَارِيَّهُمْ خَلْفَ ظُهُورِهِمْ وَيُقَاتِلُونَهُمْ وَهُمُ الشُّهَدَاءُ

ترجمہ:۔ ابو بکرہؓ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ ایک ہموار زمین میں اتریں گے جس کا نام وہ بصرہ رکھیں گے جو ایک دریا کے پاس ہے جسے دجلہ کہا جاتا ہے۔ اس پر ایک پل ہوگا۔ اس کے باشندے کثرت سے ہوں گے اور وہ مہاجروں کے بڑے شہروں میں سے ہو جائے گا، ابو معمر راوی نے کہا کہ وہ مسلمانوں کے بڑے بڑے شہروں میں سے ہو جائے گا۔ جب آخری زمان آئے گا تو قنطورا کی اولاد آئے گی جو چوڑے چکلے چہروں والے چھوٹی آنکھوں والے ہوں گے، حتیٰ کہ وہ دریا کے ساحل پر اتریں گے۔ پس وہ اس کے باشندے تین گروہوں میں متفرق ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ تو وہ ہے جو بیلوں کے دم پکڑیں گے اور کھلی زمین میں زراعت کے لیے نکل جائیں اور ہلاک ہو جائیں گے۔ دوسرا فرقہ اپنے لیے کفر وارتداد اختیار کر کے کافر ہو جائے گا۔ تیسرا فرقہ اپنی اولاد کو پس پشت رکھ کر قتال کرے گا۔ وہی شہید ہوں گے

تشریح:۔ قنطورا بقول مولانا ترکوں کے مورث اعلیٰ کا نام ہے۔ بصرہ کے یہ واقعات جو حضورؐ نے بیان فرمائے ہیں ۶۵۶ھ میں اسی طرح پیش آئے تھے۔ فتح الودود میں ہے کہ بصرہ سے یہاں بغداد مراد ہے اور اس

کی دلیل یہ ہے کہ دریائے دجلہ بغداد میں سے بہتا ہے نہ کہ بصرہ میں سے بغداد کے ایک دروازے کا نام باب البصرہ تھا۔ اس حدیث میں بغداد کی تباہی، بعض مسلمانوں کے مرتد ہو جانے، بعض کے دیہات اور جنگلوں میں نکل جانے اور زراعت اختیار کر لینے اور کچھ لوگوں کے ثابت رہ کر شہید ہو جانے کا ذکر ہے۔

۴۳۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّبَّاحِ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ نَا مُوسَى الْحَنَّاطُ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا ذَكَرَهُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا أَنَسُ إِنَّ النَّاسَ يُمَصِّرُونَ أَمْصَارًا وَإِنَّ مِصْرًا مِنْهَا يُقَالُ لَهَا الْبَصْرَةُ أَوِ الْبُصَيْرَةُ فَإِنْ أَنْتَ مَرَرْتَ بِهَا أَوْ دَخَلْتَهَا فَإِيَّاكَ وَسِبَاخَهَا وَكَلَّاءَهَا وَسُوقَهَا وَبَابَ أُمَرَائِهَا وَعَلَيْكَ بِضَوَاحِيهَا فَإِنَّهُ يَكُونُ بِهَا خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَرَجْفٌ وَقَوْمٌ يَبِيتُونَ يُصْبِحُونَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ

ترجمہ:۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "اے انس لوگ کئی شہر بسائیں گے اور ان میں سے ایک کو بصرہ کہا جائے گا یا بصیرہ۔ پس اگر تو وہاں سے گزرے یا اس میں داخل ہو تو یاد رکھنا کہ اس کے کھاری پانی (کلر شور) اور بندرگاہ سے بچنا، اور اس کے بازار اور امراء کے دروازوں سے بچ کر رہنا، اور اس کے اطراف کو اختیار کرنا کیونکہ اس میں خسف اور قذف اور رجف ہوگا اور ایک قوم ایسی ہوگی جو رات کو صحیح سالم ہوں گے مگر صبح کو بندر اور خنزیر ہوں گے۔

شرح:۔ بصرہ باء کی فتح کے ساتھ ہے اور یہ ایک مشہور شہر ہے جو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بسایا تھا۔ اس کی باء کی تین لغات ہیں باء کا ضمہ، باء کا فتحہ اور باء کا کسرہ۔ اسے بصیرہ بھی کہا گیا ہے اور ایک نام تدمر اور ایک اور نام مؤتفکہ بھی ہے۔ یہ شہر حضرت عتبہ بن غزوان نے جناب عمرؓ کے دور خلافت میں بنایا تھا۔ یہ ۱۴ھ کا واقعہ ہے اور لوگ اس میں ۱۸ھ میں بسے تھے۔ کلاء بندرگاہ کو کہتے ہیں اور اس نام کا ایک مقام بھی بصرہ میں موجود تھا۔ اسی طرح ضاحیہ اصل میں تو شہر کی بیرونی جانب یا آبادی کو کہتے ہیں مگر بصرہ میں اس نام کا ایک مقام تھا۔ خسف کا معنی ہے زمین میں دھنسنا، قذف کا معنی ہے پتھر یا اولے برسنا اور رجف کا معنی ہے زلزلہ۔ علامہ ابن الجوزی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے مگر اس کی جو سند بیان کی ہے وہ ابوداؤد کی سند سے مختلف ہے۔ حافظ علائی نے کہا ہے کہ ابوداؤد کی سند میں صرف یہ نقص نکالا جا سکتا ہے کہ راوی کو اس کے اتصال میں شک ہے۔ منذری کے کلام سے بھی یہی معلوم ہے کہ یہ ایک منقطع

سند ہے۔

۴۳۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ صَالِحِ بْنِ دِرْهَمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ انْطَلَقْنَا حَاجِّينَ فَإِذَا رَجُلٌ فَقَالَ لَنَا إِلَى جَنْبِكُمْ قَرْيَةٌ يُقَالُ لَهَا الْأُبُلَّةُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَنْ يَضْمَنُ لِي مِنْكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ لِي فِي مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ أَوْ أَرْبَعًا وَيَقُولُ هَذِهِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ خَلِيلِي أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مِنْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ لَا يَقُومُ مَعَ شُهَدَاءِ بَدْرٍ غَيْرُهُمْ قَالَ أَبُو دَاوُد هَذَا الْمَسْجِدُ مِمَّا يَلِي النَّهَرَ۔

ترجمہ:۔ صالح بن درھم نے کہا کہ ہم لوگ حج کرنے گئے تو ایک شخص کو دیکھا (یہ ابوھریرہ تھے) اس نے ہم سے کہا کہ تمہارے پہلو میں ایک بستی ہے جسے اُبلہ کہا جاتا ہے؟ ہم نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ میرے لیے کون ذمہ داری لیتا ہے کہ مسجد العشار میں دو رکعت یا چار رکعت ادا کرے اور کہے کہ "یہ ابوھریرہ کے لیے ہیں"۔ میں نے اپنے دوست ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسجد العشار سے کچھ شہداء اٹھائے گا جن کے علاوہ اور کوئی شہدائے بدر کے ساتھ کھڑا نہیں ہوگا۔ ابوداؤد نے کہا کہ یہ مسجد نہر فرات کے پاس ہے۔

شرح:۔ اُبلہ کی بستی دریائے دجلہ کے کنارے پر شہر بصرہ کی آبادی سے قبل بھی آباد تھی۔ یہ شاہانِ فارس کے زمانے سے چلی آتی تھی۔ عقیلی نے اس حدیث کو ابراہیم بن صالح اور اس کے باپ صالح بن درھم کے سبب سے غیر محفوظ قرار دیا ہے اور دارقطنی نے ضعیف کہا ہے۔ دیگر بعض ائمہ حدیث اسے لائقِ احتجاج مانتے ہیں۔

بَابُ ذِكْرِ الْحَبَشَةِ

(حبشہ کے ذکر کا باب)

۴۳۰۹۔ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ أَحْمَدَ الْبَغْدَادِيُّ نَا أَبُو عَامِرٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتْرُكُوا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكُوكُمْ

فَإِنَّهُ لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ إِلَّا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ ط

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمروؓ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جب تک حبشہ والے تمہیں نہ چھیڑیں انہیں کچھ نہ کہو کیونکہ کعبہ کا خزانہ ایک چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی ہی نکالے گا۔

شرح:۔ اس خزانے سے مراد کعبۃ اللہ کی نذر کی بعض وہ قیمتی چیزیں ہیں جو کعبہ کی عمارت کے نیچے دفن ہیں۔ اہل حبشہ کی ٹانگیں تپلی اور ٹیڑھی ہوتی ہیں۔ حلبی وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ واقعہ یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی حکومت کے زمانے میں پیش آئے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام سات آٹھ سو آدمیوں کا لشکر اس حبشی کا مقابلہ کرنے کے لیے بھیجیں گے مگر اس کے منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی وہ ہوا چل پڑے گی جس سے ہر مومن کی جان نکل جائے گی اور اس کے بعد شرار الناس رہ جائیں گے جن پر قیامت قائم ہوگی۔

بَابُ أَمَارَاتِ السَّاعَةِ

(علاماتِ قیامت کا باب)

۴۳۱۰ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ قَالَ جَاءَ نَفَرٌ إِلَى مَرْوَانَ بِالْمَدِينَةِ فَسَمِعُوهُ يُحَدِّثُ فِي الْآيَاتِ أَنَّ أَوَّلَهَا الدَّجَّالُ قَالَ فَانْصَرَفْتُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَمْ يَقُلْ شَيْئًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ الْآيَاتِ خُرُوجًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا أَوِ الدَّابَّةُ عَلَى النَّاسِ ضُحًى فَأَيَّتُهُمَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فَالْأُخْرَى عَلَى أَثَرِهَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَكَانَ يَقْرَأُ الْكُتُبَ وَأَظُنُّ أَوَّلَهُمَا خُرُوجًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا ط

ترجمہ:۔ ابوزرعہ نے کہا کہ مروان کے پاس مدینہ میں ایک جماعت آئی اور اسے یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ قیامت کی نشانیوں سے پہلی نشانی دجال ہے۔ ابوزرعہ نے کہا کہ پھر میں عبداللہ بن عمروؓ کے پاس گیا اور اسے مروان کی بیان کردہ حدیث سنائی تو عبداللہؓ نے کہا کہ مروان نے بے اصل بات بیان کی ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ظاہر ہونے میں پہلی نشانی مغرب سے سورج کا طلوع ہوتا ہے یا چاشت کے وقت لوگوں پر دآبہ کا نکلنا۔ ان میں سے جو پہلے ظاہر ہوگئی تو دوسری اس کے بعد جلد ظاہر ہوگی۔ ابوزرعہ نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو تورات و انجیل پڑھا کرتے تھے، سو عبداللہ بن عمروؓ نے کہا کہ ان میں سے ظہور کے لحاظ سے پہلی نشانی

مغرب سے سورج کا طلوع ہونا ہے۔

شرح:- آیاتِ سماویہ میں سے قیامت کی پہلی نشانی مغرب سے سورج کا طلوع ہے۔ جس کے ساتھ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اور آیاتِ ارضیہ میں سے قیامت کی پہلی نشانی خروجِ دجال یا دابۃ الارض کا ظہور ہے۔ خروجِ دجال کے کافی عرصہ بعد مغرب سے طلوعِ آفتاب ہوگا کیونکہ دجال کا قتل عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوگا۔ اور اس وقت تک توبہ کا دروازہ بند نہ ہوگا۔ پس قربِ قیامت پر دلالت کرنے والی چیزیں خروجِ دجال اور نزولِ مسیح وغیرہما ہوں گی اور خود وجودِ قیامت کی دلیل دابّہ کا ظہور اور مغرب سے سورج کا طلوع ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو نے یہ کیوں فرمایا کہ وہ مروان نے بے اصل بات کہی ہے۔ یعنی مروان قربِ قیامت کی بات کر رہا تھا جب کہ عبداللہ نے خود ظہورِ قیامت کا ذکر فرمایا ہے۔

۴۱۲۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَهَنَّادٌ الْمَعْنَى قَالَ مُسَدَّدٌ نَا أَبُو الأَحْوَصِ قَالَ نَا فُرَاتٌ الْقَزَّازُ عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ وَقَالَ هَنَّادٌ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ ابْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ كُنَّا قُعُودًا نَتَحَدَّثُ فِي ظِلِّ غُرْفَةٍ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا السَّاعَةَ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ تَكُونَ أَوْ لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَكُونَ قَبْلَهَا عَشْرُ آيَاتٍ طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ وَخُرُوجُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَالدَّجَّالُ وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَالدُّخَانُ وَثَلاَثُ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذَلِكَ تَخْرُجُ نَارٌ مِنَ الْيَمَنِ مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ

ترجمہ:- ابو الطفیل عامر بن واثلہ نے حذیفہؓ بن اسید غفاری سے روایت کی، حذیفہؓ نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالاخانے (جو مسجد کے اوپر تھا) کے سائے میں بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے۔ پس ہم نے قیامت کا ذکر کیا اور ہماری آوازیں بلند ہو گئیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ قیامت ہرگز رہ یا فرمایا کہ ہرگز قائم نہ ہوگی جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں پوری نہ ہو جائیں، سورج کا مغرب سے طلوع کرنا۔ دابّہ کا نکلنا، یاجوج و ماجوج کا نکلنا، دجال، عیسیٰ بن مریم، دھواں، تین خسف، ایک مغرب میں دوسرا مشرق میں اور تیسرا جزیرہ عرب میں۔ اور ان میں سے آخری نشانی یمن سے عدن کے اندر سے نکلنے والی آگ ہوگی جو لوگوں کو میدانِ حشر کی طرف جمع کرے گی۔

شرح :۔ حذیفہؓ بن اسید غفاری صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان میں شامل ہوئے تھے۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں میں بالا خانے نہیں تھے لہٰذا بالا خانے سے مراد مسجد کا وہ بالاخانہ ہے جس میں حضورؐ قصۂ ایلاء کے وقت فروکش ہوئے تھے۔ اس حدیث میں دس آیات بیان ہوئی ہیں مگر ان کا بیان ترتیبِ وقوع کے لحاظ سے نہیں ہوا۔ ترتیب ان کی یہ ہے۔

۱۔ تینوں خسف ، ۲۔ دجّال کا خروج ۔ ۳۔ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام ۔ ۴۔ یاجوج وماجوج کا خروج۔
۵۔ ارواحِ مومنین کو قبض کرنے والی ہوا ۔ ۶۔ مغرب سے سورج کا طلوع ۔ ۷۔ دابۃ الارض کا خروج۔
مولاناؒ نے فرمایا کہ اس قسم کے معاملات میں حتمی بات نہیں کہی جاسکتی اور توقف بہتر ہے۔ نیز اس ترتیب میں الیق الانسب یہ ہے کہ طلوعِ آفتاب، پھر خروجِ دابہ کا ذکر ہو مگر ہوا کا ذکر ان کے بعد کیا جائے۔ واللہ اعلم

۴۳۱۲ ۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ شُعَیْبٍ الْحَرَّانِیُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَیْلِ عَنْ عُمَارَۃَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِھَا فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰھَا النَّاسُ اٰمَنَ مَنْ عَلَیْھَا فَذَالِکَ حِیْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُھَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِھَا خَیْرًا الْاٰیَۃُ ۔

ترجمہ :۔ ابوھریرہؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا و قیامت قائم نہ ہوگی جبتک کہ آفتاب مغرب سے طلوع نہ کرے۔ پس جب وہ طلوع کر گیا اور لوگ اسے دیکھیں گے تو ساری زمین کے باشندے ایمان لے آئیں گے، مگر یہ وہ وقت ہوگا کہ جو پہلے سے ایمان نہ لاچکا ہوگا، یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی ہوگی اسے اس گھڑی کا ایمان فائدہ نہ دے گا۔ الخ

شرح :۔ بقول علامہ ابن جریر طبری اس آیت میں اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِھَا خَیْرًا کے الفاظ کی تفسیر یہ ہے کہ مغرب سے طلوعِ آفتاب کے بعد جب توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا تو اس کے بعد ایمان لانا شرعاً معتبر نہ ہوگا اور نہ اس کی طرف سے فرائضِ شرعیہ کی بجا آوری ہی قابلِ قبول ہوگی کیونکہ قبولیت ایمان وخیر کا وقت گزر چکا ہوگا۔

بَابُ حَسْرِ الْفُرَاتِ عَنْ کَنْزٍ

دریائے فرات کے ایک خزانہ ننگا کرنے کا باب

۴۳۱۳ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ السَّكُونِيُّ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا ۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ کچھ وقت کے بعد دریائے فرات سونے کا ایک خزانہ ننگا کرے گا، پس جو اس وقت موجود ہو وہ اس میں سے کچھ نہ لے (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ) یہ ایک سونے کا پہاڑ ہوگا جو دریا میں ابھرے گا یا اس سے دریا ہٹ کر بہنے لگے گا۔ چونکہ اس پر قتال اور فتنہ واقع ہوگا لہٰذا حضورؐ نے اسے لینے سے منع فرمادیا۔

۴۳۱۴ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنِي عُقْبَةُ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ ۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دریائے فرات سونے کے ایک پہاڑ سے ہٹ جائے گا۔ الخ (مسلم، ترمذی، بخاری، تعلیقاً) یہ لفظی اختلاف یا تو ابوہریرہؓ کی طرف سے ہے، یا حضورؐ نے دوسری مرتبہ پہاڑ کا لفظ ارشاد فرمایا۔

بَابُ خُرُوجِ الدَّجَّالِ

(خروج دجال کا باب)

۴۳۱۵ ۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ اجْتَمَعَ حُذَيْفَةُ وَأَبُو مَسْعُودٍ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لَأَنَا بِمَا مَعَ الدَّجَّالِ أَعْلَمُ مِنْهُ إِنَّ مَعَهُ بَحْرًا مِنْ مَاءٍ وَنَهَرًا مِنْ نَارٍ فَالَّذِي تَرَوْنَ أَنَّهُ نَارٌ مَاءٌ وَالَّذِي تَرَوْنَ أَنَّهُ مَاءٌ نَارٌ فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ ذَلِكَ فَأَرَادَ الْمَاءَ فَلْيَشْرَبْ مِنَ الَّذِي يَرَى أَنَّهُ نَارٌ فَإِنَّهُ سَيَجِدُهُ مَاءً قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ الْبَدْرِيُّ

هٰكَذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ۔

ترجمہ :۔ ربعی بن حراش نے کہا کہ حذیفہؓ اور ابو مسعودؓ کا اجتماع ہوا تو حذیفہؓ نے کہا کہ جو کچھ دجال کے ساتھ ہوگا میں اس سے زیادہ اس کی حقیقت کو جانتا ہوں ۔ اس کے ساتھ پانی کا ایک سمندر ہوگا اور آگ کا ایک دریا ہوگا ۔ پس جسے تم آگ دیکھو گے وہ دراصل پانی ہوگا اور جسے تم پانی سمجھو گے وہ درحقیقت آگ ہوگی ۔ پس تم میں سے جو اس وقت کو پائے تو اگر پانی پینا چاہے تو اس میں سے پیئے جسے وہ آگ سمجھے گا کیونکہ وہ اسے پانی پائے گا ۔ ابو مسعودؓ بدری نے کہا کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی فرماتے سنا تھا ۔ (بخاری، مسلم)

شرح :۔ اس سے پتہ چلا کہ دجال اپنے پانی اور آگ کی حقیقت کو نہ جانتا ہوگا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی خبر سے حذیفہؓ اور ابو مسعودؓ جانتے تھے کہ معاملہ دراصل برعکس ہوگا ۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یا تو دجال جادوگر ہوگا کہ پانی کو آگ اور اس کے برعکس دکھائے گا ۔ یا اللہ تعالیٰ آگ اور پانی کے باطن کو تبدیل کر دے گا ۔

۴۳۱۶ ۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَا بُعِثَ نَبِيٌّ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الدَّجَّالَ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ اَلَا وَاِنَّهُ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ تَعَالٰى لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوْبًا كَافِرٌ ۔

ترجمہ :۔ انسؓ بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ آپؐ نے فرمایا وہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا مگر اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا تھا جو کانا دجال ہوگا ۔ خبردار وہ کانا ہوگا اور تمہارا بلند پروردگار کانا نہیں ہے ۔ اور اس کی آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہوگا ۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

شرح :۔ دجال کا خروج آخری زمانے میں ہوگا اور اس سے پہلے کئی اور امور ظاہر ہوں گے ۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ اسے عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے ، پس اس حدیث کو اس لحاظ سے مشکل سمجھا گیا ہے کہ پہلی امتوں کو ان کے انبیاء نے دجال سے پھر کیوں ڈرایا تھا ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خروج دجال کے وقت کو پہلے انبیاء سے مخفی رکھا گیا تھا مگر اس کی شدید فتنہ انگیزی سے مطلع فرمایا گیا تھا ۔ بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا "اگر وہ میری زندگی میں ظاہر ہوگیا تو میں خود اس سے نمٹ لوں گا ۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کے خروج کے وقت کی اطلاع نہ دی گئی تھی اور بعد میں جب یہ اطلاع مل گئی تو حضورؐ نے امت کو خبردار کر دیا ۔

۴۳۱۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ ك ف ر ط

ترجمہ:- اوپر کی حدیث میں شعبہ سے روایت ہے کہ دجال کی آنکھوں کے درمیان ک۔ ف۔ ر لکھا ہوگا۔

۴۳۱۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ يَقْرَأُهُ كُلُّ مُسْلِمٍ

ترجمہ:- انسؓ بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث میں یہ لفظ بھی روایت کئے کہ وہ ہر مسلم اس لفظ کو پڑھ لے گا۔ (مسلم)

شرح:- ابن ماجہ نے حدیثِ دجال میں ان لفظوں کا اضافہ کیا ہے کہ وہ کاتب اور غیر کاتب (یعنی پڑھا لکھا اور ان پڑھ ہر مسلمان ان الفاظ کو پڑھ لے گا) نوویؒ نے لکھا ہے کہ محققین کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی طرف سے دجال کے کاذب ہونے کی یہ ایک علامت ہوگی۔ اہل ایمان سے یہ مخفی نہیں رہے گی جبکہ کفار و مشرکین اسے پہچان نہ سکیں گے۔ گویا جن پر دجال کی یہ علامت مخفی ہوگی وہ شقی و بدبخت ہوں گے۔

۴۳۱۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا جَرِيرٌ نَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ أَبِي الدَّهْمَاءِ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيهِ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهُ مِمَّا يَبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ أَوْ لِمَا يَبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ هٰكَذَا قَالَ ط

ترجمہ:- عمرانؓ بن حصین نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جو دجال کے متعلق (اس کے خروج کی خبر) سُنے وہ اس سے دُور رہے، کیونکہ واللہ آدمی اس کے پاس جائے گا اور اپنے آپ کو مومن سمجھے گا مگر اس کے پیدا کردہ شبہات کے باعث (مرتد ہوکر) اس کے پیچھے ہولے گا۔

شرح:- یعنی اس کے پیدا کردہ زبانی شبہات اور اس کی شعبدہ بازیوں کے باعث لوگ اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے، لہٰذا اس کے دُور رہنا ہی بہتر ہوگا۔

۴۳۲۰ - حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ نَا بَقِيَّةُ حَدَّثَنِي بُحَيْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ

عَمْرُو بْنُ الْاَسْوَدِ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ اَبِي اُمَيَّةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّهُ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّي قَدْ حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ لَا تَعْقِلُوْا اِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ رَجُلٌ قَصِيْرٌ اَفْحَجُ جَعْدٌ اَعْوَرُ مَطْمُوْسُ الْعَيْنِ لَيْسَ بِنَاتِئَةٍ وَلَا حَجْرَاءَ فَاِنْ اُلْبِسَ عَلَيْكُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ عَمْرُو بْنُ الْاَسْوَدِ وَلِيَ الْقَضَاءَ۔

ترجمہ:۔ عبادہؓ بن الصامت نے لوگوں کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو میں نے تمہیں دجال کے بارے میں بتایا اور مجھے خوف ہے کہ تم نے بات کو سمجھا نہیں۔ مسیح دجال چھوٹے قد کا لمبے لمبے قدم اٹھانے والا شخص ہوگا، اس کے بال گھونگر یالے ہوں گے، اس کی آنکھ کانی ہوگی، اس کی آنکھ مٹی ہوئی ہوگی اور ابھری ہوئی نہ ہوگی اور نہ گہری ہوگی۔ اس پر اگر تمہیں وہ شبہات ڈال کر غلط فہمی میں مبتلاء کرے تو جان رکھو کہ تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ (نسائی) ابوداؤد نے کہا کہ عمرو بن الاسود راوی قاضی بن گیا تھا۔ یہ اس کے ضعف کی طرف اشارہ نہیں کیونکہ محدثین نے اسے ثقہ کہا ہے)

شرح:۔ دیگر احادیث سے دجال کا بہت موٹا ہونا ثابت ہے۔ انہیں اگر اس حدیث کے ساتھ ملائیں تو یوں سمجھ میں آتا ہے کہ وہ ویسے تو لمبا تڑنگا اور موٹا تازہ شخص ہوگا مگر بہت موٹاپے کے سبب سے دور سے دیکھنے والا اس کا پستہ قد سمجھے گا۔

۴۳۲۱۔ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ الدِّمَشْقِيُّ الْمُؤَذِّنُ نَا الْوَلِيْدُ نَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ اَبِيْهِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِيِّ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنْ يَخْرُجْ وَاَنَا فِيْكُمْ فَاَنَا حَجِيْجُهُ دُوْنَكُمْ وَاِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيْكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيْجُ نَفْسِهِ وَاللّٰهُ خَلِيْفَتِي عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ اَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَاْ عَلَيْهِ بِفَوَاتِحِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ فَاِنَّهَا جِوَارُكُمْ مِنْ فِتْنَتِهِ قُلْنَا وَمَا لُبْثُهُ فِي الْاَرْضِ قَالَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ اَيَّامِهِ كَاَيَّامِكُمْ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي

كَسَنَةٍ أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ لَا اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ ثُمَّ يَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ فَيُدْرِكُهُ عِنْدَ بَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ۔

ترجمہ :- نواسؓ بن سمعان کلابی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا تو فرمایا ، اگر وہ میری زندگی میں خروج کرے تو میں خود اس سے نمٹ لوں گا اور اگر وہ میرے بعد نکلے تو ہر آدمی اپنا خود ذمہ دار ہو گا اور ہر مسلمان کو اللہ اس سے محفوظ رکھے گا ۔ پس جو شخص تم میں سے اسے پائے تو اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے کیونکہ وہ تمہیں اس کے فتنے سے بچانے کا باعث ہوں گی ۔ ہم نے کہا کہ وہ زمین میں کتنی دیر ٹھہرے گا؟ حضورؐ نے فرمایا ، چالیس دن ۔ ایک دن ایک سال جیسا ہو گا ۔ اور ایک دن ایک مہینے جیسا ہو گا اور ایک دن ایک ہفتہ بھر جیسا اور اس کے باقی ایام تمہارے ایام کی مانند ہوں گے ۔ پس ہم نے کہا یا رسول اللہؐ وہ دن جو ایک سال جیسا ہو گا کیا اس میں ہمیں ایک دن رات کی نمازیں کافی ہوں گی ؟ فرمایا ، نہیں بلکہ نمازوں کے فاصلے مقدار کا اندازہ کر لینا ۔ پھر عیسیٰؑ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے ۔ دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس ۔ پس وہ اُسے لُدّ کے دروازے پر پائیں گے اور اسے قتل کر دیں گے ۔ (مسلم ، ترمذی ، ابن ماجہ ، نسائی)

شرح :- دنیا کے جن علاقوں میں واقعی دن رات غیر معمولی طور پر طویل یا قصیر ہوتے ہیں ، مثلاً قطب شمالی اور قطب جنوبی کے بعض مسکون علاقے ان میں تو نمازوں کی ادائیگی کا یہی حساب ہے جو اس حدیث میں فرمایا گیا ہے ۔ مگر دجال کے دنوں کا طول اس کے شعبدے اور نظر بندی سے ہو گا نہ کہ حقیقی لیکن مسلمانوں کو ان دنوں کا طول چونکہ اس قدر معلوم ہو گا اس لیے یہ حکم دیا گیا کہ ” اقدروا لہٗ قدرہٗ ۔ لُدّ فلسطین کی ایک بستی کا نام ہے اور موجودہ زمانے میں اسرائیل کی سلطنت کا ہوائی اڈا اسی مقام پر ہے ۔ اسے انگریزی میں لڈّاہ کہا جاتا ہے ۔

۴۳۲۲ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ نَا ضَمْرَةُ عَنِ السَّيْبَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَذَكَرَ الصَّلَوَاتِ مِثْلَ مَعْنَاهُ ۔

ترجمہ :- ابوامامہؓ باہلی نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی قسم کی روایت کی ہے اور اس میں نمازوں کا ذکر بھی اسی طرح ہے ۔ (ابن ماجہ)

۴۳۲۳۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ نَا هَمَّامٌ نَا قَتَادَةُ نَا سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ عَنْ حَدِيثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ يَرْوِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَكَذَا قَالَ هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ مَنْ حَفِظَ مِنْ خَوَاتِيمِ سُورَةِ الْكَهْفِ وَقَالَ شُعْبَةُ مِنْ آخِرِ الْكَهْفِ ط

ترجمہ:۔ ابوالدرداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا "جو شخص سورۂ کہف کی ابتداء سے دس آیتوں کو حفظ کرے وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ ابوداؤد نے کہا کہ ھشام دستوائی بھی قتادہ سے اس طرح روایت کی ہے مگر اس نے کہا ہے کہ فرمایا "جو شخص سورۂ کہف آواخر سے دس آیتیں حفظ کرے۔ اور شعبہ نے کہا کہ "الکہف کی آخری دس آیات۔ (مسلم، ترمذی۔ نسائی)

شرح:۔ مسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ "جو شخص سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات حفظ کرے الخ اور ایک روایت میں ہے "سورہ کہف کے آخر سے ترمذی کے الفاظ یہ ہیں کہ "جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی تین آیات پڑھے الخ۔ نسائی میں ہے "جو شخص سورۂ کہف کی آخری دس آیات پڑھے۔ اور نسائی ایک روایت یوں ہے۔ "جو سورۂ کہف کی دس آیتیں حفظ کرے۔ شراح حدیث نے کہاہے کہ یہ اس ساری سورت کے خصائص میں سے ہیں۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کو حفظ کرے اور پھر دجال کا وقت پائے تو اس کو اس پر تسلط نہیں ملے گا۔ ان احادیث میں ساری سورۂ کہف کی ترغیب بھی پائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۴۳۲۴۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ نَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ آدَمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ يَعْنِي عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ نَازِلٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَاعْرِفُوهُ رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ إِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُهْلِكُ اللهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ

وَيُهْلِكُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ ۝

ترجمہ:۔ ابو ھریرہؓ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " میرے اور اُس کے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور وہ اترنے والا ہے۔ جب تم اسے دیکھو تو پہچان لینا کہ وہ درمیانے قد کا آدمی ہے۔ اس کا رنگ سُرخی اور سفیدی کی طرف مائل ہے۔ وہ دو زرد کپڑوں میں ملبوس ہوگا، گویا کہ اس کے سر سے پانی ٹپکتا ہوگا اگرچہ اُسے تری نہ پہنچی ہوگی (یعنی یوں نظر آئے گا کہ غسل کر کے نکلا ہے) پس وہ اسلام پر لوگوں کے ساتھ قتال کرے گا۔ صلیب کو توڑ ڈالے گا۔ (صلیب پرستی موقوف کر دے گا اور لوگ صلیب توڑ ڈالیں گے) اور خنزیر کو قتل کرے گا (دنیا سے خنزیر تو ارمٹ جائیں گے) اور وہ جزیہ موقوف کر دے گا (کیونکہ کوئی جزیہ دینے والا نہ رہے گا) اور اللہ تعالیٰ اس کے زمانے میں اسلام کے سوا سب مذاہب وادیان کو ختم کر دے گا۔ اور وہ مسیح دجال کو ہلاک کرے گا۔ پھر وہ چالیس سال تک زمین میں رہے گا، پھر فوت ہوگا تو مسلمان اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

شرح:۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ وہ دجال کو ہلاک کرے گا پھر لوگوں میں سات سال تک زندہ رہیں گے (اور پھر قیامت آجائے گی یعنی اہل ایمان کو قبض کرنے والی ہوا چل پڑے گی) درجات مرقاۃ الصعود میں ہے کہ حافظ ابن کثیر کے بقول ان دو احادیث میں تعارض ہے۔ مسلم میں عیسیٰ علیہ السلام کی مدتِ اقامت سات سال ہے جبکہ ابو ھریرہؓ کی حدیث میں چالیس سال۔ تطابق کی ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی مدتِ اقامت ۳۳ سال کو ۷ سال میں جمع کیا جائے تو ۴۰ سال بن جاتے ہیں۔ لیکن حدیث ابو ھریرہؓ جسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے صحیح ہے۔ طبرانی کی روایت میں بھی مدتِ اقامت ۴۰ سال آئی ہے لہٰذا زیادہ تر احادیث کو ترجیح دی جائے گی اور سات سال کی مدت والی حدیث میں وہ احتمال جو بیان ہوا ہے موجود ہے لہٰذا اسے مرجوح سمجھا جائے گا۔ چالیس برس کی احادیث حضرت عائشہ صدیقہؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی مروی ہیں۔

بَابٌ فِي خَبَرِ الْجَسَّاسَةِ

(جساسہ کی حدیث کا باب)

۴۳۲۵۔ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَّرَ الْعِشَاءَ

الْآخِرَةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ إِنَّهُ حَبَسَنِي حَدِيثٌ كَانَ يُحَدِّثُنِيهِ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ عَنْ رَجُلٍ كَانَ فِي جَزِيرَةٍ مِنْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ فَإِذَا أَنَا بِامْرَأَةٍ تَجُرُّ شَعْرَهَا قَالَ مَا أَنْتِ قَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ اذْهَبْ إِلَى ذَلِكَ الْقَصْرِ فَأَتَيْتُهُ فَإِذَا رَجُلٌ يَجُرُّ شَعْرَهُ مُسَلْسَلٌ فِي الْأَغْلَالِ يَنْزُو فِيمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَقُلْتُ مَنْ أَنْتَ فَقَالَ أَنَا الدَّجَّالُ أَخَرَجَ نَبِيُّ الْأُمِّيِّينَ بَعْدُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَطَاعُوهُ أَمْ عَصَوْهُ قُلْتُ بَلْ أَطَاعُوهُ قَالَ ذَلِكَ خَيْرٌ لَهُمْ۔

ترجمہ: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات کو عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی پھر گھر سے نکلے تو فرمایا مجھے ایک بات نے روکے رکھا جو تمیمؓ داری نے مجھے سنائی ہے۔ وہ سمندر کے جزائر میں سے ایک شخص کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ وہ ایک جزیرے میں تھا کہ اچانک اسے ایک عورت ملی جو اپنے بال گھسیٹ رہی تھی۔ اس نے کہا کہ کیا بات ہے؟ اس عورت نے کہا کہ میں جساسہ (جاسوس) ہوں، تو اس محل کی طرف جا۔ پس میں اس میں گیا تو ایک مرد کو اپنے بال گھسیٹتا ہوا پایا وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور آسمان و زمین کے درمیان کودتا تھا۔ میں نے کہا تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں دجال ہوں، کیا عربوں کا نبی ظاہر ہو گیا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں؟ اس نے کہا کہ لوگوں نے اس کی اطاعت کی ہے یا نافرمانی؟ میں نے کہا کہ اطاعت کی ہے۔ اس نے کہا کہ وہ ان کے لیے بہتر ہے۔

شرح:۔ دوسری روایت میں آرہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع فرما کر ظہر کے وقت یہ واقعہ سنایا۔ پس وہ روایت اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ پہلے دن حضورؐ نے رات گئے تک یہ واقعہ تمیم داری سے سنا اور عشاء کی نماز کے لیے دیر سے تشریف لائے۔ جو لوگ اس وقت حاضر تھے انہیں اس وقت بتا دیا اور باقی لوگوں کو اگلے دن بلوا کر سنایا۔ اس حدیث میں جساسہ کے متعلق یہ آیا ہے کہ وہ ایک بہت لمبے بالوں والی عورت تھی۔ اگلی روایت میں ہے کہ وہ ایک دابہ (جانور) تھا۔ دونوں کو جمع کرنا اس طرح ممکن ہے کہ ہو سکتا ہے دجال کے دو جاسوس ہوں۔ ایک عورت اور ایک دابہ۔ یا چونکہ وہ عورت بہت لمبے بال رکھتی تھی حتیٰ کہ انہیں زمین پر گھسیٹ رہی تھی اور دابہ ہر وہ جاندار ہے جو زمین پر رینگے یا چلے، لہٰذا دوسری حدیث میں اُسے دابہ سے تعبیر فرمایا گیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ جاسوس چیز مختلف صورتیں بدلنے پر قادر ہو کبھی عورت کی صورت میں ظاہر ہوتی اور کبھی جانور کی شکل میں۔ پھر اس حدیث میں ایک اور اشکال بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں

بعض اصحاب نے ابن صیاد یہودی کو دجال کہا تھا اور آپ نے اس سے انکار نہ کیا۔ جابر بن عبداللہ اور ابن عمر کا خیال یہی تھا کہ ابن صیاد دجال تھا۔ بحث آگے آتی ہے۔

۴۳۲۶ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ يَعْقُوبَ نَا عَبْدُ الصَّمَدِ نَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ حُسَيْنًا الْمُعَلِّمَ قَالَ نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ نَا عَامِرُ بْنُ شَرَاحِيلَ الشَّعْبِيُّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مُنَادِيَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِي إِنَّ الصَّلٰوةَ جَامِعَةٌ فَخَرَجْتُ فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَ لِيَلْزَمْ كُلُّ إِنْسَانٍ مُصَلَّاهُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ إِنِّي مَا جَمَعْتُكُمْ لِرَهْبَةٍ وَلَا رَغْبَةٍ وَلٰكِنْ جَمَعْتُكُمْ أَنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا فَجَاءَ فَبَايَعَ وَأَسْلَمَ وَحَدَّثَنِي حَدِيثًا وَافَقَ الَّذِي حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَكِبَ فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامٍ فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ وَأَرْفَؤُا إِلَى جَزِيرَةٍ حِينَ مَغْرِبِ الشَّمْسِ فَجَلَسُوا فِي أَقْرُبِ السَّفِينَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِيرَةَ فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرُ الشَّعْرِ قَالُوا وَيْلَكِ مَا أَنْتِ قَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ انْطَلِقُوا إِلَى هٰذَا الرَّجُلِ فِي هٰذَا الدَّيْرِ فَإِنَّهُ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ قَالَ لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتّٰى دَخَلْنَا الدَّيْرَ فَإِذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَأَشَدُّهُ وَثَاقًا مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَسَأَلَهُمْ عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ وَعَنْ عَيْنِ زُغَرَ وَعَنِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ قَالَ قَالَ إِنِّي أَنَا الْمَسِيحُ وَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوجِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّامِ وَبَحْرِ الْيَمَنِ لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ مَا هُوَ مَرَّتَيْنِ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ مَرَّتَيْنِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ قَالَتْ

حَفِظْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ ط

ترجمہ:- فاطمہؓ بنت قیس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منادی کرنے والے کو اعلان کرتے سنا کہ وہ نماز کے لیے اکٹھے ہو جاؤ (ایسے وقت منادی اسی طرح کی جاتی تھی اور لوگ مسجد میں اکٹھے ہو جاتے تھے) پس میں گھر سے نکلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب حضورؐ نے نماز ختم کر چکے تو آپؐ منبر پر رونق افروز ہوئے اور آپ ہنس رہے تھے۔ فرمایا "سب لوگ اپنی اپنی جائے نماز پر رہیں۔ پھر فرمایا "کیا تم کو معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ لوگوں نے کہا "اللہ اور اس کا رسولؐ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا میں نے تمہیں جنگ کی خبر سنانے یا کچھ بانٹنے کے لیے جمع نہیں کیا، بلکہ اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیمؓ داری ایک عیسائی شخص تھا، پس وہ آیا اور بیعت کر کے مسلم ہو گیا اور اس نے مجھے ایک واقعہ سنایا جو اس حدیث کے موافق ہے جو میں نے تمہیں دجال کے متعلق بتایا ہے۔ اس نے بیان کیا کہ وہ لخم اور جذام کے قبیلوں کے تیس آدمیوں کے ساتھ ایک بحری جہاز میں سوار ہوا۔ ایک ماہ تک سمندری لہریں ان کے ساتھ کھیلتی رہیں اور پھر وہ غروب آفتاب کے وقت ایک جزیرے کے پاس لنگر انداز ہوئے اور جہاز کی چھوٹی کشتیوں پر بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے۔ پس انہیں ایک دابہ ملا جو بہت بالوں والا تھا۔ انہوں نے اس سے کہا "تیرا برا ہو تو کون ہے؟۔ اس نے کہا کہ میں (دجال کی) جاسوس ہوں۔ تم اس شخص کو اس دیر (معبد یا محل) میں جا کر ملو وہ تمہاری خبر کے لیے سراپا شوق ہے۔ تمیم نے کہا کہ جب اس نے ایک مرد کا نام لیا تو ہم اس سے ڈر گئے کہ مبادا یہ کوئی شیطان ہو۔ پس ہم جلدی سے گئے اور دیر میں داخل ہو گئے۔ وہاں ہم نے اتنے بڑے تن و توش کا آدمی دیکھا جو اس سے پہلے نہ دیکھا تھا، اور وہ پوری طرح مضبوطی سے بندھا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ پھر راوی نے دجال کی حدیث بیان کی۔ اور دجال نے اُن سے بیسان (اردن کا ایک شہر) کے نخلستان اور زغر (شام کی سطح مرتفع کا ایک مقام ہے) کے چشمے کے متعلق پوچھا اور یہ بھی پوچھا کہ نبیؐ اُمّی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں تمہیں کیا علم ہے، اور کہنے لگا کہ میں مسیح (دجال) ہوں اور عنقریب مجھے نکلنے کا حکم ملے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شام کے سمندر میں یا یمن کے سمندر میں ہے۔ بلکہ وہ مشرق کی طرف ہے۔ دو مرتبہ فرمایا اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ فرمایا۔ فاطمہؓ نے کہا کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کی تھی۔ اور پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔ (مسلم)

شرح:- بیسان کا شہر وبا زدہ ہے۔ وہاں شدید گرمی پڑتی ہے اور وہاں کے لوگ گھنگریالے بالوں والے ہوتے ہیں اور ان کے رنگ گرمی کے باعث مٹیالے ہیں۔ زغر کا چشمہ خروج دجال کے زمانے میں ابلنے لگے گا اور یہ بھی علامات قیامت میں سے ہے۔

۴۳۲۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صُدْرَانَ نَا الْمُعْتَمِرُ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ مُجَالِدِ ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ أَخْبَرَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ وَكَانَ لَا يَصْعَدُ عَلَيْهِ إِلَّا يَوْمَ جُمُعَةٍ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ ذَكَرَ هٰذِهِ الْقِصَّةَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ ابْنُ صُدْرَانَ بَصْرِيٌّ غَرِقَ فِي الْبَحْرِ مَعَ ابْنِ مِسْوَرٍ لَمْ يَسْلَمْ مِنْهُمْ غَيْرُهُ ؕ

ترجمہ:- فاطمہؓ بنت قیس نے بتایا کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھائی، پھر منبر پر تشریف فرما ئے ہو، اور اس سے پہلے آپؐ صرف بروز جمعہ ہی منبر پر چڑھتے تھے۔ پھر راوی عامر نے یہ قصہ بیان کیا الخ (ابن ماجہ، ترمذی، نسائی) ابوداؤد نے کہا کہ راوی ابن صدران بصری تھا۔ وہ ابن مسعود کے ساتھ سمندر میں ڈوب گیا تھا اور اُس کے سوا (ابن صدران کے سوا) کوئی بھی سلامت باہر نہ نکلا تھا۔

۴۳۲۸ - حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُمَيْعٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ إِنَّهُ بَيْنَمَا أُنَاسٌ يَسِيرُونَ فِي الْبَحْرِ فَنَفِدَ طَعَامُهُمْ فَرُفِعَتْ لَهُمْ جَزِيرَةٌ فَخَرَجُوا يُرِيدُونَ الْخُبْزَ فَلَقِيَتْهُمُ الْجَسَّاسَةُ فَقُلْتُ لِأَبِي سَلَمَةَ وَمَا الْجَسَّاسَةُ قَالَ امْرَأَةٌ تَجُرُّ شَعْرَ جِلْدِهَا وَرَأْسِهَا قَالَتْ فِي هٰذَا الْقَصْرِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَسَأَلَ عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ وَعَنْ عَيْنِ زُغَرَ قَالَ هُوَ الْمَسِيحُ فَقَالَ لِي ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ إِنَّ هٰذَا فِي الْحَدِيثِ شَيْئًا مَا حَفِظْتُهُ قَالَ شَهِدَ جَابِرٌ أَنَّهُ هُوَ ابْنُ صَائِدٍ قُلْتُ فَإِنَّهُ قَدْ مَاتَ قَالَ وَإِنْ مَاتَ قُلْتُ فَإِنَّهُ قَدْ أَسْلَمَ قَالَ وَإِنْ أَسْلَمَ قُلْتُ فَإِنَّهُ قَدْ دَخَلَ الْمَدِينَةَ قَالَ وَإِنْ دَخَلَ الْمَدِينَةَ ؕ

ترجمہ:- جابرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن منبر پر فرمایا کہ اس اثناء میں کہ کچھ لوگ سمندر میں سفر کر رہے تھے کہ ان کا کھانا پانی ختم ہو گیا اور ایک جزیرہ ان کے سامنے آیا تو وہ کھانے کی تلاش

میں باہر نکلے۔ پس انہیں جساسہ ملی۔ ولید راوی نے کہا کہ میں نے ابوسلمہ سے کہا وہ جساسہ کیا چیز تھی؟ اس نے کہا کہ وہ ایک عورت تھی جو اپنے سر اور جسم کے بال گھسیٹتی تھی۔ اس نے کہا کہ اس محل میں الخ پھر راوی نے حدیث بیان کی۔ (اور کہا کہ دجال نے اُن سے) بیسان کے نخلستان کے متعلق پوچھا اور زُغر کے چشمے کے متعلق سوال کیا۔ دجال نے کہا کہ وہ (یعنی خود) المسیح (الدجال) ہے۔ ابن ابی سلمہ نے کہا کہ اس حدیث کا کچھ حصہ میں یاد نہیں رکھ سکا۔ ابوسلمہ نے کہا کہ جابرؓ نے قسم کھائی تھی کہ دجال ابن صائد ہے۔ میں نے کہا (یہ ولید کا قول ہے) کہ وہ تو مر چکا ہے۔ اُس نے کہا وہ اگرچہ مر چکا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ تو اسلام لے آیا تھا۔ اُس نے کہا وہ اگرچہ اسلام لے آیا تھا۔ میں نے کہا کہ وہ تو مدینہ کے اندر رہتا تھا، اُس نے کہا اگرچہ وہ مدینہ کے اندر رہتا تھا!

شرح: جابرؓ کے قول مطابق ابن صیاد کو قبل از قیامت دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اور ابن صیاد کی موت کے متعلق جو یہاں آیا ہے تحقیق یہ ہے کہ وہ مرا نہ تھا بلکہ واقعۂ حرہ میں گم ہو گیا تھا۔ اگر ابن صیاد ہی دجال تھا تو پھر ایک ہی شخصیت کا بیک وقت کئی جگہوں پر موجود ہونا ثابت ہوگا، یا بعض لوگوں کا متعدد مقامات پر متعدد صورتوں میں ظاہر ہونا معلوم ہوگا۔ مزید گفتگو آگے آتی ہے۔

بَابُ خَبَرِ ابْنِ الصَّائِدِ

(ابن الصائد کی خبر کا باب)

۴۳۲۹ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِابْنِ صَائِدٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَهُوَ غُلَامٌ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَائِدٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمَنْتُ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَأْتِيكَ قَالَ يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئَةً وَخَبَأَ لَهُ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ

قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخُّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ ائْذَنْ لِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ يَكُنْ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ يَعْنِي الدَّجَّالَ وَاِنْ لَا يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ فِي قَتْلِهِ ؕ

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی ایک جماعت میں جن میں عمرؓ بن خطاب تھے، ابن الصائد (ابن صیاد) کے پاس سے گزرے اور وہ بنی مغالہ کی بلند عمارتوں کے پاس لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ اس وقت وہ جوانی کے قریب تھا۔ پس اُسے پتہ نہ چل سکا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پشت پر اپنا ہاتھ مارا، پھر فرمایا "کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں؟ ابن عمرؓ نے کہا کہ ابن صائد نے حضورؐ کی طرف دیکھا اور بولا "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اُمیّوں عربوں کے رسولؐ ہیں۔ پھر ابن صیاد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "کیا آپؐ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا "میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا ہوں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا "تیرے پاس کیا آتا ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس ایک سچا اور ایک جھوٹا آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تجھ پر معاملہ گڈمڈ ہو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے تیرے لیے ایک مخفی چیز اپنے دل میں چھپائی ہے، اور آپؐ نے دل میں آیت چھپائی يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ابن صیاد نے کہا کہ وہ دُخ ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دُور ہو جا، تو اپنی قدر سے آگے ہرگز نہ بڑھے گا۔ پس حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر یہ وہی ہے تو تیرا اس پر قبضہ نہیں ہو سکتا، یعنی دجال۔ اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو اس کے قتل میں کوئی بھلائی نہیں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

شرح:۔ منذری کے نزدیک ابوداؤد کی سند کے راوی ثقہ ہیں۔ ابن صیاد یہودی بچہ تھا۔ جادو اور کہانت یہودیوں میں عام تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیز اپنے دل میں چھپائی تھی، یعنی، سورۂ دخان کی آیت، اس کا ذکر غالباً عالم بالا میں ہوا اور وہاں سے کسی شیطان نے اس کا ذکر ذرا سا حصہ زدُخ چرا کر ابن صیاد کے کان میں پھونک دیا۔ شیطان انسان کے رگ و پے میں جاری و ساری ہوتا ہے۔ اس لیے اس بات پر تعجب نہیں ہے کہ ایک آیت کا ذرا سا حصہ ملاءِ اعلیٰ سے چرا لاتا۔ اس وقت مدینہ کے یہود کے ساتھ میثاقِ مدینہ کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلح تھی، لہٰذا بلاتحقیق ابن صیاد کو قتل کر دینا اس صلح و معاہدہ کے

خلاف تھا۔ ابن صیاد میں آنے والے مسیح دجال کی کچھ علامات پائی جاتی تھیں لہٰذا اس کا معاملہ مشتبہ رہا مزید گفتگو آگے آتی ہے۔

۴۳۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ وَاللّٰهِ مَا اَشُكُّ اَنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ ابْنُ صَيَّادٍ ؕ

ترجمہ:۔ نافع نے کہا کہ ابن عمرؓ کہتے تھے وہ واللہ مجھے اس میں شک نہیں کہ مسیح دجال ابن صیاد ہے۔

۴۳۳۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ نَا اَبِي نَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَاَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ اَنَّ ابْنَ صَيَّادٍ الدَّجَّالُ فَقُلْتُ تَحْلِفُ بِاللّٰهِ فَقَالَ اِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؕ

ترجمہ:۔ محمد بن المنکدر نے کہا کہ میں نے جابرؓ بن عبداللہ کو اللہ کی قسم کھاتے دیکھا تھا کہ ابن صیاد دجال ہے۔ میں نے کہا کہ آپ قسم کھاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے دیکھا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہ فرمایا تھا (بخاری، مسلم) بحث آگے دیکھیے۔

۴۳۳۲۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ مُوسٰى قَالَ نَا شَيْبَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ فَقَدْنَا ابْنَ صَيَّادٍ يَوْمَ الْحَرَّةِ ؕ

ترجمہ:۔ جابرؓ نے کہا کہ ہم نے حرہ کے دن ابن صیاد کو گم پایا۔ (حرہ مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے یہاں پر یزید کے لشکر کی لڑائی اہل مدینہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ اور مدینہ والوں پر ایک عظیم آفت ٹوٹ پڑی تھی)

۴۳۳۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسْلِمَةَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلٰثُونَ دَجَّالًا كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ تَعَالٰى ؕ

ترجمہ:۔ ابوھریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قیامت قائم نہ ہوگی جبتک تیس دجال نہ نکلیں، ان میں سے ہر ایک اس بات کا مدعی ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے (امتِ محمدیہ میں بہت سے لوگ مدعیِ نبوت ہوئے ہیں۔ ہمارے ملک میں غلام احمد قادیانی بھی ایک بڑا دجال گزرا ہے جس نے سالہاسال تک اپنی جعل سازیوں اور کذب و افتراء کا جال پھیلائے رکھا۔ انگریزی حکومت نے اس کی پوری سرپرستی کی اور اس خودکاشتہ پودے کی غور و پرداخت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ یہ فتنہ ابھی تک باقی ہے۔ تیس کی تعداد سے مراد غالباً ان دجالوں کے سرغنے اور بہت بڑے بڑے دجال ہیں، ورنہ بعض مدعیانِ نبوت کا جہاں تک سوال ہے ان کی تعداد تو بہت بڑھ چکی ہے۔)

۴۳۳۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ نَا أَبِيْ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلٰثُوْنَ كَذَّابًا دَجَّالًا كُلُّهُمْ يَكْذِبُ عَلَى اللّٰهِ وَعَلٰى رَسُوْلِهٖ ط

ترجمہ:۔ ابوھریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ تیس کذاب و دجال ظاہر نہ ہوں، ان میں سے ہر ایک اللہ اور اس کے رسولؐ پر جھوٹ باندھے گا۔ (کذاب کا معنیٰ ہے نہایت جھوٹا اور دجال کا معنیٰ ہے پرلے درجے کا فریبی اور ملمع ساز۔ اس قسم کے سب لوگوں کا گزارا کذب و افتراء، دغا بازی اور فریب پر چلتا ہے)

۴۳۳۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَالَ عُبَيْدَةُ السَّلْمَانِيُّ بِهٰذَا الْخَبَرِ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ فَقُلْتُ لَهُ أَتَرَى هٰذَا مِنْهُمْ يَعْنِي الْمُخْتَارَ قَالَ عُبَيْدَةُ أَمَا إِنَّهُ مِنَ الرُّؤُوْسِ ط

ترجمہ:۔ وہی گزشتہ حدیث دوسری سند کے ساتھ ابراہیم (نخعی) نے کہا کہ میں عبیدہ سلمانی سے پوچھا۔ کیا تیرے خیال میں یہ شخص یعنی مختار (ابن ابی عبید ثقفی) بھی انہی میں سے ہے؟ تو اس نے کہا وہ یہ تو ان سرغنوں میں سے ہے (مختار ثقفی نے کوفہ میں دجل و فریب کا علم بلند کیا تھا۔ جناب علیؓ کے بارے میں بے سروپا باتیں مشہور کیں اور وحی و الہام کا دعویٰ کیا۔ صحیح حدیث میں قبیلۂ ثقیف کے ایک کذاب اور ایک تباہ کن خونخوار کا ذکر موجود ہے۔ مختار ثقفی اور حجاج بن یوسف ثقفی کو اس حدیث کا مصداق ٹھہرایا گیا ہے۔ پہلا کذاب تھا اور دوسرا مُبِیر (برباد کنندہ) گزشتہ حدیث مسلم میں بروایت جابر بن سمرہؓ مروی ہے۔

شرح: مولانا فرماتے ہیں کہ ابن صیاد اور دجال میں بہت اشکال اور اشتباہ پایا جاتا ہے۔ سبب اس کا یہ ہے کہ ابن صیاد یہود مدینہ میں سے تھا، انہی میں پیدا ہوا اور نشو و نما پائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ملے اور گفتگو فرمائی۔ اس کی گفتگو سے اس کی بدفطرتی اور خبث باطن کا اظہار ہوتا ہے، پھر اس کے بعد وہ مسلمان ہوگیا اور مدینہ میں رہا۔ ابن عمرؓ کے ساتھ اس کا واقعہ پیش آیا، باہم گفتگو ہوئی اور ابن عمرؓ نے اسے اپنا ڈنڈا مارا۔ وہ غضب ناک ہوکر اس قدر پھول گیا کہ ساری گلی بھر گئی۔ پھر ابن عمرؓ حضرت حفصہؓ کے ہاں گئے اور حضرت حفصہؓ نے انہیں ابن صیاد سے تعرض کرنے سے منع فرمایا اور یاد دلایا کہ اس کا قول ہے کہ اسے لوگوں کے برخلاف بھڑکانے والی پہلی چیز غصہ ہوگا۔ اس کے بعد اس کی موت میں اختلاف پڑا۔ ابوسعید خدری کو ابن صیاد کے ساتھ مکہ تک کے سفر کا اتفاق ہوا تھا۔ ابوسعیدؓ نے کہا کہ قریب تھا کہ میں اسے معذور سمجھوں۔ ابوسعیدؓ نے فرمایا کہ میں اسے پہچانتا ہوں، اس کی جائے پیدائش کو بھی جانتا ہوں اور یہ بھی کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟ علامہ خطابیؒ کا قول ہے کہ ابن صیاد کے متعلق لوگوں میں اختلاف واقع ہوگیا تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ اپنے اقوال دعاوی سے تائب ہوکر مدینہ میں مقیم رہا تھا مدینہ میں اس کی وفات ہوئی اور اس کی نماز جنازہ کے وقت اس کا چہرہ کھول دیا گیا تھا کہ گواہ رہو۔ ابوداؤد نے سند صحیح سے روایت کی ہے کہ جابرؓ نے کہا کہ ہم نے ابن صیاد کو حرہ کی جنگ میں گم پایا تھا۔ پھر تمیم داری کی حدیث اس بات کی صراحت کرتی ہے کہ ابن صیاد دجال نہ تھا، وہ تو اس وقت مدینہ میں تھا جب کہ اس حدیث کے مطابق دجال ایک دور دراز کے سمندری جزیرے میں زنجیروں میں مقید دیکھا گیا اور اس نے جہاز کے مسافروں سے بعض سوالات بھی کیے۔ تمیم داری کی حدیث صحیح ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم کی بات کو قبول فرمایا اور اس قدر اہمیت دی کہ لوگوں کو خاص طور پر جمع فرما کر اس قصے کو برسر منبر بیان فرمایا۔ اور اس خطبے میں یہ بھی تھا کہ تمیم داری کی بعض باتیں ان باتوں کے موافق ہیں جو حضورؐ پہلے ہی لوگوں کو بتا چکے تھے۔ یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے اور ابوداؤد کے علاوہ بعض دیگر صحاح میں بھی آئی ہے۔ اس کے پیش نظر یہ ممکن نہیں کہ ابن صیاد کو دجال کہا جائے، یعنی وہ دجال اکبر جو آخری زمانے میں خروج کرے گا۔ ہاں بقول امام نوویؒ وہ دجالوں میں سے ایک دجال ضرور تھا۔ صحیح حدیث میں حضورؐ نے اس امت میں تیس مدعیان نبوت و وحی کو دجال و کذاب کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بذریعہ وحی نہ بتائی گئی تھی کہ آنے والا عظیم دجال یہی ابن صیاد ہے۔ ہاں البتہ دجال کی کچھ صفات آپ کو بتائی گئی تھیں اور حیرت انگیز طور پر ان میں سے کچھ چیزیں ابن صیاد میں موجود تھیں جو اشتباہ کا سبب تھیں۔ ابن عمرؓ اور جابرؓ اسی سبب سے حلف اٹھا کر ابن صیاد کو دجال کہتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے جب حضورؐ سے ابن صیاد کے قتل کی اجازت مانگی تھی تو آپ نے اس سے یہ کہہ کر منع فرمایا تھا کہ اگر یہ دجال نہیں تو اس کے قتل سے کچھ حاصل نہیں۔ اگر یہ وہی ہے تو اس کا قاتل کوئی اور (عیسیٰؑ ابن مریم)

ہے۔ حافظ ابن حجر نے یہ احتمال بیان کیا ہے کہ اصل دجال تو وہی تھا جسے تمیم داری نے ایک جزیرے میں مقید دیکھا تھا، مگر ابن صیاد کوئی شیطان صفت انسان تھا جو دجال کی شکل وصورت میں بعینہٖ اس وقت مدینہ میں موجود تھا اور بعد میں مخفی ہوگیا۔ واللہ اعلم بالصواب)

بَابُ الْاَمْرِ وَالنَّهْيِ

(امر و نہی کا باب)

۴۳۳۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ نَا يُونُسُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ فَيَقُوْلُ يَا هٰذَا اتَّقِ اللّٰهَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ فَاِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَكَ ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ فَلَا يَمْنَعُهُ ذٰلِكَ اَنْ يَكُوْنَ اَكِيْلَهُ وَشَرِيْبَهُ وَقَعِيْدَهُ فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ ضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ عَلٰى بَعْضٍ ثُمَّ قَالَ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ اِلٰى فَاسِقُوْنَ ثُمَّ قَالَ كَلَّا وَاللّٰهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَتَأْخُذُنَّ عَلٰى يَدَيِ الظَّالِمِ وَلَتَأْطُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا اَوْ لَتَقْصُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا ۔

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ پہلے پہل بنی اسرائیل میں جو نقص واقع ہوا تھا وہ یہ تھا کہ ایک شخص دوسرے سے ملتا تو کہتا اے شخص خدا سے ڈر اور اپنے اس کام کو چھوڑ دے کیونکہ یہ تیرے لیے حلال نہیں ہے پھر دوسرے دن اس سے ملتا تو اس کی برائی اس کے ساتھ کھانے پینے اور اٹھنے بیٹھنے سے نہیں روکتی جب انہوں نے یہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کے دل ایک جیسے کر دیئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کہ ارشاد الٰہی ہے) "وہ بنی اسرائیل کے کافروں پر داؤدؑ اور عیسیٰ بن مریمؑ کی زبان سے لعنت کی گئی ..... فاسقون تک۔ پھر حضورؐ نے فرمایا وہ ہرگز الیامت کرنا، واللہ تمہیں بالضرور نیکی کا حکم دینا ہوگا، برائی سے منع کرنا ہوگا۔ ظالم کے ہاتھ پکڑنے ہوں گے اور اسے ظلم سے روک کر حق کی طرف لانا ہوگا اور حق کی پابندی اس سے کرانی ہوگی۔ (ترمذی، ابن ماجہ۔ ابن ماجہ نے اسے مرسلاً بھی روایت کیا ہے۔)

شرح:۔ اس حدیث کی رُو سے جب نیکی دب جائے اور بدی ابھر کر غالب آجائے تو ساری قوم مبتلائے عذاب ہو جاتی ہے ۔ بنی اسرائیل پر ان کے نبیوں نے لعنت اُسی وقت کی جب ان میں بدی غالب آگئی اور نیکی مغلوب ہوگئی تھی ۔ بدی کا چلن ہو جائے تو نیک لوگوں کے دل بھی اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں ۔ اور وہ عزت ِحق سے خالی ہو جاتے ہیں ۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر مسلم پر اس کی حیثیت اور مقام کے مطابق ضروری ہے بعض احوال میں واجب، بعض میں مندوب و مستحب ۔ مگر علمائے حق پر یہ فریضہ سب سے زیادہ عائد ہوتا ہے اور حکام وقت کا فرض ہے کہ قانون کے زور سے نیکی کو پھیلائیں اور بدی کو مٹائیں ۔

۴۳۳۷۔ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ نَا أَبُو شِهَابٍ الْحَنَّاطُ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ زَادَ أَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللّٰهُ بِقُلُوبِ بَعْضِكُمْ عَلَى بَعْضٍ ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ ۔ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمٍ الْأَفْطَسِ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَوَاهُ خَالِدٌ الطَّحَّانُ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ

ترجمہ:۔ ابن مسعودؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر کی حدیث کی مانند روایت کی (یہ اس حدیث کی دوسری سند ہے) اس میں یہ اضافہ ہے کہ وہ یا اللہ تعالیٰ تم سب کے دل ایک جیسے کر دے گا پھر تم پر بھی اسی طرح اُن پر لعنت کی ۔ ابوداؤد نے اسی حدیث کی مزید دو سندوں سے روایت کی ۔

۴۳۳۸۔ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ أَنَا هُشَيْمٌ الْمَعْنَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ أَنْ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ هَذِهِ الْآيَةَ وَتَضَعُونَهَا عَلَى غَيْرِ مَوَاضِعِهَا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ قَالَ عَنْ خَالِدٍ وَإِنَّا سَمِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ وَقَالَ عَمْرٌو عَنْ هُشَيْمٍ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي

ثُمَّ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُغَيِّرُوْا ثُمَّ لَا يُغَيِّرُوْا اِلَّا يُوْشِكُ اَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ
قَالَ اَبُوْدَاوُدَ وَرَوَاهُ كَمَا قَالَ خَالِدٌ اَبُوْاُسَامَةَ وَجَمَاعَةٌ قَالَ شُعْبَةُ فِيْهِ
مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ هُمْ اَكْثَرُ مِمَّنْ يَعْمَلُهُ ط

ترجمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اور اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو اور اس کا غلط اور بے محل مطلب لیتے ہو (تم پر اپنی جانوں کی ذمہ داری (اور بچاؤ) واجب ہے جب تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے تو کوئی گمراہ ہونے والا تمہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ خالد کی روایت میں ہے کہ اور ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ لوگ جب ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں (اسے ظلم سے باز نہ رکھیں) تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عذاب عام میں مبتلا کر دے۔ عمرو کی روایت میں ہے کہ وہ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ جس قوم میں گناہ ہوتے ہیں اور وہ لوگ انہیں مٹانے پر قادر ہوں مگر نہ مٹائیں تو اللہ تعالیٰ عنقریب ان پر عذاب عام نازل فرمادے گا (ترمذی، نسائی) ابوداؤد نے کہا کہ ابواسامہ اور محدثین کی ایک جماعت نے خالد جیسی روایت کی ہے اور شعبہ نے اس حدیث میں یہ لفظ بولے ہیں کہ جب گناہ کرنے والوں کی تعداد کثیر ہو جائے۔ الخ۔

شرح:۔ یعنی اگر روکنے والے زیادہ ہوں اور گناہ کرنے والوں کی تعداد کم ہو تو بآسانی اس گناہ سے روکا جاسکتا ہے، لیکن جب روکنے والوں کی تعداد کم ہو اور گناہ کرنے والوں کی زیادہ تو روکنے کی قوت بہت کم ہوگی۔ مسند احمد کی روایت میں شعبہ کے الفاظ مروی نہیں ہیں اگرچہ وہ روایت شعبہ سے ہی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب منع کرنے والوں کی قوت کمزور پڑ جائے اور گناہ کرنے والے زیادہ تعداد میں ہوں یا کسی اور وجہ سے ان کا غلبہ ہو جائے اور نافرمانی برسرعام بے روک ٹوک ہونے لگے تو عذاب خداوندی کا خدشہ شدید ہوتا ہے۔

۴۳۳۹ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا اَبُو الْاَحْوَصِ نَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنِ ابْنِ جَرِيْرٍ عَنْ جَرِيْرٍ
قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُوْنُ فِيْ قَوْمٍ يُعْمَلُ
فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُغَيِّرُوْا عَلَيْهِ فَلَا يُغَيِّرُوْا اِلَّا اَصَابَهُمُ اللّٰهُ
بِعِقَابٍ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَمُوْتُوْا ط

ترجمہ:۔ جریرؓ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا وہ جو آدمی کسی قوم میں ہو، ان میں وہ گناہوں پر عمل کرتا ہو، وہ اسے باز رکھنے اور گناہ مٹانے کی قدرت رکھتے ہوں مگر ایسا نہ کریں تو اللہ تعالیٰ

اُن کی موت سے قبل ان پر عذاب نازل کرے گا۔ جریر بن عبداللہ سے روایت کرنے والا ان کا بیٹا شاہد منذر ہے جس کی حدیث مسلم نے لی ہے۔

۴۳۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَا نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ رَاٰى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ اَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهٖ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ وَقَطَعَ هَنَّادٌ بَقِيَّةَ الْحَدِيْثِ وَمَرَّ فِيْهِ ابْنُ الْعَلَاءِ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهٖ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ ط

ترجمہ:۔ ابوسعید خدری نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا جو تم میں سے کوئی برا کام دیکھے اور اسے اپنے ہاتھ سے بدلنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے اور ہناد نے باقی حدیث قطع کر دی، پھر اگر اسے یہ طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے اسے مٹائے، اگر زبان سے مٹانے کی قوت نہ ہو تو اپنے دل سے مٹائے اور یہ ضعیف ترین ایمان ہے (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ میں یہ حدیث ۱۱۴۱ نمبر پر گزر چکی ہے)

شرح:۔ یعنی برائی کے خلاف عمل کے متعلق ایمان کے تین درجے ہیں۔ اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ بزور اسے مٹایا جائے۔ اوسط درجہ یہ ہے کہ زبان سے اس کے خلاف آواز بلند کی جائے اور ضعیف ترین درجہ یہ ہے کہ اسے دل سے برا سمجھا جائے۔ اس کے بعد ایمان کا اور کوئی درجہ نہیں ہے۔

۴۳۵ - حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ الْعَتَكِيُّ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ اَبِيْ حَكِيْمٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ جَارِيَةَ اللَّخْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اُمَيَّةَ الشَّعْبَانِيُّ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ فَقُلْتُ يَا اَبَا ثَعْلَبَةَ كَيْفَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ قَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْهَا خَبِيْرًا سَاَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰى اِذَا رَاَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًى مُتَّبَعًا

وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ فَعَلَيْكَ يَعْنِي بِنَفْسِكَ وَدَعْ عَنْكَ الْعَوَامَّ فَإِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامًا الصَّبْرُ فِيهِنَّ مِثْلُ قَبْضٍ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيهِنَّ مِثْلُ أَجْرِ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِهِ قَالَ وَزَادَنِي غَيْرُهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْهُمْ قَالَ أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْكُمْ۔

ترجمہ:۔ ابوامیہ شعبانی نے کہا کہ میں نے ابوثعلبہ خشنی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اے ابوثعلبہ! اس آیت کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں "عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ" الخ۔ ابوثعلبہؓ نے کہا کہ واللہ میں نے اس کے متعلق جاننے والے سے پوچھا تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا آپؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ بلکہ تم نیکی کا حکم دو اور ایک دوسرے کو برائی سے باز رکھو۔ حتیٰ کہ جب تو دیکھے کہ شدید حرص کی اطاعت کی جاتی ہے اور خواہش نفس کے پیچھے چلا جاتا ہے اور دنیا کو ترجیح دی جاتی ہے اور ہر رائے والا اپنی رائے کو ہی اچھا جانتا ہے تو پھر تو اپنے آپ پر توجہ کر اور عوام کو چھوڑ دے، کیونکہ بعد میں تمہیں ایسے ایام سے سابقہ پڑے گا کہ ان میں صبر کرنا اتنا مشکل ہوگا جتنا کہ انگارہ پکڑنا مشکل ہوتا ہے۔ ان لوگوں میں عمل کرنے والے کا اجر ان پچاس آدمیوں جیسا ہوگا جو اس جیسا عمل کریں۔ راوی عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ عتبہ کے علاوہ اوروں نے مجھے اتنی حدیث زیادہ بتائی کہ وہ ابوثعلبہؓ نے کہا۔ یارسول اللہؐ ان میں سے پچاس شخصوں جتنا اجر ہوگا؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ تم میں سے پچاس آدمیوں جیسا اجر ہوگا۔ (ترمذی، ابن ماجہ نسائی)

شرح:۔ جب لوگوں پر بخل و حرص اس قدر غالب ہو کہ اسی کے تقاضے پر عمل کرنے لگیں، ہر شخص اپنی خواہشات نفس کا پابند ہو کر رہ جائے، ہر بات میں دنیا کو ترجیح دینے لگیں اور ہر ایرا غیرا اپنی رائے کو ہی سب سے بہتر سمجھنے لگے تو ایسے لوگوں کی اصلاح کی توقع نہیں رہتی۔ اس قسم کے لوگوں کو نیکی کا حکم دینا اور بدی سے منع کرنا بے کار ہوگا۔ پس اس قسم کے حالات میں عوام سے صرف نظر کرنا اور اپنی ہی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جانا بہتر ہے۔ گو ان حالات میں بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے والے مجاہد و غازی ہوں گے مگر رخصت ضرور ہے کہ لوگوں سے منہ پھیر کر اپنی ہی طرف توجہ کی جائے۔ یہ ان احوال و مقامات کے بارے میں فرمایا ہے جب کہ احکام شرع پر جمے رہنا ہاتھ میں انگارہ تھامے رہنے کے مترادف ہو جائے گا۔ یعنی بڑی ہمت اور جرأت کا کام ہوگا۔ جن پچاس اشخاص کا ذکر فرمایا ہے ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان حالات سے دوچار نہیں ہوئے جن سے کہ وہ احکام شرع پر عمل پیرا ہونے والا دوچار تھا۔ اور اعمال سے مراد وہ اعمال ہیں جن کا کرنا شاق گزرے گا۔

۴۳۴۲۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ أَنَّ عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنَ حَازِمٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ بِكُمْ وَبِزَمَانٍ أَوْ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ زَمَانٌ يُغَرْبَلُ النَّاسُ فِيهِ غَرْبَلَةً تَبْقَى حُثَالَةٌ مِنَ النَّاسِ قَدْ مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ وَأَمَانَاتُهُمْ وَاخْتَلَفُوا فَكَانُوا هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَقَالُوا كَيْفَ بِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ تَأْخُذُونَ مَا تَعْرِفُونَ وَتَذَرُونَ مَا تُنْكِرُونَ وَتُقْبِلُونَ عَلَى أَمْرِ خَاصَّتِكُمْ وَتَذَرُونَ أَمْرَ عَامَّتِكُمْ ۔

ترجمہ:۔ عبداللہؓ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ اس زمانے میں تمہارا کیا حال ہوگا، یا فرمایا کہ عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کو اس میں چھانا جائے گا۔ اچھے لوگ چلے جائیں گے اور ردی و رذیل لوگ باقی رہ جائیں گے جن کے عہد فاسد ہو جائیں گے، امانتیں باطل ہو جائیں گی اور ان میں اختلاف پڑ جائے گا اور وہ یوں ہو جائیں گے، اور حضورؐ نے اپنی انگلیوں کو انگلیوں میں ڈال کر دکھایا کہ یوں مل جل جائیں گے۔ پس لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہؐ! ہم اس زمانے میں کیا کریں گے؟ ارشاد فرمایا کہ جن چیزوں کو تم بطورِ نیکی پہچانو گے انہیں لیے رہنا اور جن چیزوں کو بطورِ برائی جانتے ہو گے انہیں چھوڑ دینا اور خاص طور پر اپنی اصلاح کی فکر کرنا اور عوام کو ان کے حال پر چھوڑ دینا (نسائی) (ابن ماجہ) خلاصہ یہ کہ جب کسی نصیحت کرنے والے کی بات نہ سُنی جائے، ہر شخص اپنے نفس کا بندہ ہو کر رہ جائے، یہ کسی کی زبان اور عہد و پیمان کا اعتبار نہ رہے تو دوسروں کو سمجھانا بیکار سا عمل ہو جائے گا، لہٰذا ایسے احوال میں اپنی اصلاح پر توجہ مرکوز کرنا ضروری ہوگا، لوگوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دینا انسب ہوگا۔

۴۳۴۳۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ ثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ أَبِي الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْعَاصِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ ذَكَرَ الْفِتْنَةَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ النَّاسَ قَدْ مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ وَخَفَّتْ أَمَانَاتُهُمْ وَكَانُوا هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ قَالَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ كَيْفَ

أَفْعَلُ عِنْدَ ذَالِكَ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ قَالَ الْزَمْ بَيْتَكَ وَامْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَخُذْ بِمَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ وَعَلَيْكَ بِأَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ وَدَعْ عَنْكَ أَمْرَ الْعَامَّةِ ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہا کہ اس اثناء میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے تھے آپ نے فتنے کا ذکر فرمایا اور کہا کہ جب تم دیکھو کہ لوگوں کے عہد و پیمان فاسد ہو گئے ہیں، ان کی امانتیں کم ہو گئی ہیں اور وہ یوں ہو گئے ہیں (آپ نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈالیں (یعنی نیک و بد مل جل گئے ہیں، اچھے برے کی تمیز ختم ہو گئی ہے) عبداللہ نے کہا کہ میں حضورؐ کے سامنے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، اس وقت میں کیا کروں؟ فرمایا وہ اپنے گھر کو لازم پکڑ، اپنی زبان بند رکھ، معروف کو اختیار کر اور منکر کو ترک کر اور تجھے لازم ہوگا کہ خاص کر اپنی ذات کا دھیان رکھے اور عوام کے معاملے کو ترک کر دے۔ (نسائی)

تشریح: یہ فتنے کے دور کے احکام ہیں۔ ان میں ہر شخص سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ میدانِ معرکہ میں کھڑا ہو کر دین کی خاطر لڑے گا۔

۴۳۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ نَا يَزِيْدُ يَعْنِي ابْنَ هَارُوْنَ أَنَا إِسْرَائِيْلُ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ أَوْ أَمِيْرٍ جَائِرٍ ؕ

ترجمہ:۔ ابوسعید خدری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ افضل جہاد یہ ہے کہ ظالم حاکم کے سامنے، یا ظالم امیر کے سامنے انصاف کی بات کہی جائے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

تشریح:۔ امام خطابی نے کہا ہے کہ میدانِ جہاد و قتال میں اتنا خطرہ نہیں ہوتا جتنا کہ ظالم حاکم کے سامنے حق بات کہنے میں ہوتا ہے۔ وجہ یہ کہ جنگ و جدل میں اگر جان و مال کا خطرہ ہے تو فتح و نصرت اور مالِ غنیمت کی امید بھی ہوتی ہے۔ لیکن ظالم حاکم کلمۂ حق کو کبھی برداشت نہیں کرتا، وہ اپنے سامنے کسی کا بولنا اور کلمۂ حق کہنے کی جرأت کرنا کبھی ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہیں کرتا۔ پس اس کی طرف سے ضرر کا اندیشہ قوی تر ہوتا ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظالم حاکم کے سامنے کلمہ حق کہنے کو افضل الجہاد فرمایا ہے۔

تاریخ نے یہی بتایا ہے کہ سچی بات کہنے والوں کو کبھی برداشت نہیں کیا گیا اور مبتلائے تعذیب و آلام کیا گیا ہے۔

۴۳۴۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا أَبُو بَكْرٍ نَا مُغِيرَةُ بْنُ زِيَادٍ الْمَوْصِلِيُّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ عَنِ الْعُرْسِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيئَةُ فِي الْأَرْضِ كَانَ مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا وَقَالَ مَرَّةً أَنْكَرَهَا كَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَ كَانَ مَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا ط

ترجمہ :- العُرسؓ بن عمیرہ کندی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جب زمین میں برائی کی جائے تو جو شخص وہاں موجود ہوا اور اسے ناپسند کرے، اور ایک بار فرمایا کہ اس کا انکار کرے تو وہ اس کی مانند ہوگا جو وہاں سے غائب تھا۔ اور جو وہاں سے غائب ہو لیکن اسے پسند کرے تو وہ اس شخص کی مانند ہے جو سامنے موجود ہو۔ (کیونکہ اعمال میں تو اصل حیثیت دل کی نیت کی ہے)

۴۳۴۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ قَالَ مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا ط

ترجمہ :- اوپر کی حدیث ایک سند سے مرسلاً بھی راوی ہے، جس میں عدی بن عدی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ جو وہاں موجود تھا اور اسے ناپسند کیا تو وہ یوں ہے جیسے کہ وہاں سے غائب رہا۔

۴۳۴۷ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَا نَا شُعْبَةُ وَهٰذَا لَفْظُهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَقَالَ سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنْ يَهْلِكَ النَّاسُ حَتَّى يَعْذِرُوا أَوْ يُعْذِرُوا مِنْ أَنْفُسِهِمْ ط

ترجمہ :- ابوالبختری نے کہا کہ مجھے اس نے خبر دی جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، سلیمان کی روایت

جس ہے وہ مجھ کو نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک مرد نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ لوگ ہرگز ہلاک نہ ہوں گے حتیٰ کہ ان میں نافرمانیوں کی کثرت ہو جائے، یا یہ فرمایا کہ ان کا عذر دور کر دیا جائے۔

شرح :- ابوالبختری ثقہ راوی ہے لہٰذا جب وہ کسی ایسے صحابی سے روایت کرتا ہے جو مبہم ہے تو یہ مُضر نہیں۔ خطابی نے معالم السنن میں ابو عبید سے حتیٰ یعذروا کا وہ معنیٰ نقل کیا ہے جو اوپر بیان ہوا، یعنی ان میں گناہوں کی کثرت ہو جائے۔ عذر دور کر دیئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبرؑ کی تعلیم واضح طور پر ان تک پہنچ جائے۔ یا یہ کہ جب کسی قوم پر عذاب نازل ہوتا ہے تو وہ دوسروں کے لیے اور بعد والوں کے لیے عبرت و نکال بن جاتی ہے۔

بَابُ قِيَامِ السَّاعَةِ

(قیامت قائم ہونے کا باب)

۴۳۴۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ سُلَيْمَانَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ فَإِنَّ عَلٰى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَهَلَ النَّاسُ فِي مَقَالَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ مِمَّا يَتَحَدَّثُونَ عَنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْخَرِمَ ذٰلِكَ الْقَرْنُ ۔

ترجمہ :- عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کے آخر میں ہمیں ایک رات عشاء کی نماز پڑھائی جب سلام کہا تو کھڑے ہوئے اور فرمایا دیکھو! آج کی رات سے لے کر ایک سو سال تک زمین پر موجود لوگوں میں کوئی زندہ باقی نہ رہے گا۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ لوگ سو سال کے بارے میں یہ جو باتیں بیان کرتے ہیں یہ غلط ہیں۔ آپؐ نے یہ فرمایا تھا کہ جو لوگ آج زمین پر موجود ہیں وہ باقی نہ رہیں گے، یعنی یہ صدی ختم ہو جائے گی (اور اس وقت کے لوگ باقی نہ رہیں گے) بخاری، مسلم، نسائی

صحیح مسلم میں بقول خطابی مروی ہے کہ ابو الطفیل عامر بن واثلہ صحابہ میں سے فوت ہونے والا اور آخری شخص تھا اور اس کی وفات سنہ ھ میں واقع ہوئی تھی۔

شرح :۔ ابن عمرؓ کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے سمجھا کہ شاید حضورؐ کا مطلب یہ تھا کہ ایک صدی کے اختتام پر قیامت آجائے گی، حالانکہ حضورؐ نے جو کچھ فرمایا وہ یہ تھا کہ آج کے زندہ لوگوں میں سے سو سال کے بعد کوئی موجود نہ ہوگا۔ بعض لوگوں نے ابو الطفیلؓ کا سن وفات سنہ ھ بتایا ہے۔ حضورؐ نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا تھا جبکہ ہجرت پر دس برس گزر چکے تھے، اگر سن وفات سنہ ھ ہو تب بھی حضور کے ارشاد کی صداقت واضح ہے۔ جو لوگ اس رات کے بعد پیدا ہوئے تھے ان کی زندگی کا اس میں کوئی ذکر نہیں ہے اور حضورؐ نے یہ بات اس لیے فرمائی تاکہ لوگ فانی دنیا میں دل لگانا چھوڑ کر آخرت کی طرف متوجہ ہوں۔

۴۳۴۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ سَهْلٍ نَا حَجَّاجُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُعْجِزَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ مِنْ نِصْفِ يَوْمٍ ط

ترجمہ :۔ ابو ثعلبہؓ خشنی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ اس امت کو نصف دن سے ہرگز عاجز نہ کرے گا۔ رمولانا نے فرمایا کہ نصف یوم سے مراد پانچ سو سال ہیں۔ مطلب یہ کہ امت کم از کم اتنی مدت ضرور باقی رہے گی۔ یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ اس کی سلطنت اور شان و شوکت اتنی مدت ضرور رہے گی۔ زیادہ کی اس میں نفی نہیں ہے۔)

۴۳۵۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ نَا أَبُو الْمُغِيرَةِ نَا صَفْوَانُ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا تَعْجِزَ أُمَّتِي عِنْدَ رَبِّهَا أَنْ يُؤَخِّرَهُمْ نِصْفَ يَوْمٍ قِيلَ لِسَعْدٍ وَكَمْ نِصْفُ يَوْمٍ قَالَ خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ آخِرُ كِتَابِ الْمَلَاحِمِ ط

ترجمہ :۔ سعد بن ابی وقاص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کہ حضورؐ نے فرمایا وہ مجھے امید ہے کہ میری امت اپنے رب کے سامنے اتنی عاجز نہ ہوگی کہ وہ اسے نصف یوم تک زندہ نہ رکھے۔ سعدؓ سے کہا گیا کہ نصف دن سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا " پانچ سو سال (قرآن کی یہ آیت اس کی دلیل ہے کہ۔

وہ تیرے رب کے پاس ایک دن تمہاری گنتی کے ہزار برس کے برابر ہے !")

کتاب الملاحم تمام ہوئی ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَوَّلُ كِتَابِ الْحُدُوْدِ

بَابُ الْحُكْمِ فِيْمَنِ ارْتَدَّ

(مرتد کے حکم کا باب)

۱۳۵۱- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ نَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ عَلِيًّا اَحْرَقَ نَاسًا ارْتَدُّوْا عَنِ الْاِسْلَامِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَمْ اَكُنْ لِاُحْرِقَهُمْ بِالنَّارِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَكُنْتُ قَاتِلَهُمْ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَلِيًّا فَقَالَ وَيْحَ ابْنِ عَبَّاسٍ ؕ

ترجمہ:۔ عکرمہ سے روایت ہے کہ علیؓ نے کچھ لوگوں کو جلا دیا جو کہ اسلام سے مرتد ہو گئے تھے ۔ ابن عباس کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا وہ میں ہوتا تو انہیں آگ میں نہ جلاتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب سے کسی کو عذاب مت دو، اور میں انہیں قتل کر دیتا اور یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق ہوتی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "وہ جو اپنا دین تبدیل کرلے اسے قتل کر دو۔" پھر جب حضرت علیؓ کو یہ خبر ملی تو انہوں نے کہا وہ ہائے رے ابن عباسؓ (بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح:۔ حضرت علیؓ کا یہ قول از راہ مدح و تعجب تھا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ قول اظہار انکار کے لیے ہو کہ ابن عباسؓ نے حضورؐ کے قول سے اس کا ظاہر مراد لیا ہے ۔ ویح کا لفظ ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے رحمت، استحباب، مدح، دعا، انکار، بددعا۔ علیؓ کی رائے میں حضورؐ کا ارشاد از راہ تغلیظ تھا، اور

یہ قول بھی مذکور ہے کہ ابن عباسؓ نے سچ کہا ہے۔ سنن ابی داؤد کے نسخے میں ویح ابن عباسؓ کے بجائے ویح ام ابن عباس کا لفظ روایت ہوا ہے۔ اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ مرتد مرد کی مانند مرتدہ عورت کا قتل بھی واجب (یا کم از کم جائز ہے)۔ لیکن حنفیہ نے اسے مرد کے ساتھ مخصوص کیا ہے کیونکہ حدیث میں عورتوں کے قتل کی ممانعت آئی ہے۔ اور جمہور کے نزدیک یہ ممانعت اس اصلی کافر عورت (غیر مرتدہ) کے بارے میں ہے جو میدانِ جنگ میں قتال نہ کرے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے یہ نہی اس وقت فرمائی تھی جب کہ آپؐ نے ایک مقتول عورت کو دیکھا تھا۔ ابن عباسؓ جو راوی حدیث ہیں ان کے نزدیک مرتدہ کا قتل جائز تھا۔ اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ایک مرتد عورت کو قتل کیا تھا۔ اس وقت صحابہ بکثرت موجود تھے مگر کسی نے نکیر نہ کی۔

اور حضرت معاذؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کی طرف روانہ کرتے وقت فرمایا تھا کہ جو کوئی اسلام سے مرتد ہو جائے (مرد ہو یا عورت) اسے اسلام کی دعوت دو، قبول کرلے تو بہتر ورنہ اس کی گردن اڑا دو، اور جو عورت اسلام سے مرتد ہو جائے اسے اسلام کی دعوت دو، قبول کرے تو بہتر ورنہ اسے بہر صورت توبہ کراؤ۔ زیلعی نے اسے طبرانی کے حوالے سے درج کیا ہے۔ مولانا نے فرمایا ہے کہ حافظ ابن حجر نے جو حدیث درج کی ہے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔

فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے ابو مظفر اسفرائینی کے حوالے سے کہا ہے کہ حضرت علیؓ نے جن لوگوں کو جلایا تھا یہ رافضیوں کا ایک گروہ تھا جنہوں نے حضرت علیؓ کی خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ یہ سبائی فرقہ کے لوگ تھے جو عبداللہ بن سبا (سابق یہودی اور پھر منافق بدعتی) کے ساتھی تھے۔ حضرت علیؓ نے انہیں مسجد میں بلا کر ان کا قول سنا تھا اور کہا تھا کہ تمہارا بُرا ہو میں تمہاری مانند ایک بندہ ہوں، کھاتا ہوں پیتا ہوں، اطاعت پر اللہ تعالیٰ سے ثواب کی توقع اور نافرمانی پر سزا کا خوف رکھتا ہوں۔ تم اللہ کا خوف کرو اور اس بات سے توبہ کرو۔ تین دن تک علیؓ نے ان پر اسلام پیش کیا اور باز نہ آنے کی صورت میں شدید ترین سزا کی دھمکی دی۔ جب وہ باز نہ آئے تو مسجد اور قصر کے درمیان گہری خندق کھدوا کر اس میں آگ جلوائی اور آخری بار اُن لوگوں پر اسلام پیش کر کے اور ان کا انکار سُن کر انہیں خندق میں ڈلوا کر جلا دیا۔

۴۳۵۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ اَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ اَلثَّيِّبُ الزَّانِيْ وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ لِدِيْنِهِ الْمُفَارِقُ

لِلْجَمَاعَةِ ۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مسلمان آدمی کا خون حلال نہیں جو اللہ کی واحدنیت اور میری رسالت کی شہادت دیتا ہو، مگر تین صورتوں میں سے ایک میں ۱۔ شادی شدہ زانی ۲۔ جان کے بدلے جان ۳۔ اور اپنے دین کو ترک کرنے والا، مسلمانوں کی جماعت سے جدا ہو جانے والا شخص (بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح:۔ حنفیہ نے مرتد عورت کے بارے میں کہا ہے کہ اسے قتل نہ کیا جائے بلکہ توبہ یا موت تک محبوس رکھا جائے۔ ان کی دلیل گذشتہ حدیث کی شرح میں گزری ہے۔ اگر کہا جائے کہ باغی جس میں یہ تینوں اسباب نہ ہوں اس سے قتال کیوں کیا جاتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قتل اور قتال میں فرق ہے۔ اس حدیث میں قتل کا ذکر ہے قتال کا نہیں۔ قتال کا ذکر خود قرآن کی آیت محاربین میں موجود ہے۔ اس حدیث میں جماعت سے مراد اہل اسلام کی جماعت ہے۔

۴۳۵۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْبَاهِلِيُّ نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا فِي إِحْدَى ثَلَاثٍ رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ فَإِنَّهُ يُرْجَمُ وَرَجُلٌ خَرَجَ مُحَارِبًا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّهُ يُقْتَلُ أَوْ يُصْلَبُ أَوْ يُنْفَى مِنَ الْأَرْضِ أَوْ يَقْتُلُ نَفْسًا فَيُقْتَلُ بِهَا ۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کوئی مسلم جو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کی شہادت دے اس کا خون صرف تین صورتوں میں سے کسی ایک میں حلال ہے وہ ۱۔ شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرنے والا جو سنگسار کیا جائے گا، دوسرا وہ شخص جو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کے لیے نکلے تو اسے قتل کیا جائے گا یا سولی دی جائے گی یا جلا وطن کیا جائے گا۔ ۳۔ وہ شخص جو کسی جان کو قتل کرے گا تو اس کے قصاص میں مارا جائے گا (نسائی)

شرح:۔ باغی جب کسی کو قتل کرے تو قابو میں آنے کے بعد قتل کیا جائے گا، جب قتل بھی کرے اور مال بھی لوٹے تو اسے صلیب دی جائے گی۔ اور جب ان میں سے کوئی فعل نہ کرے بلکہ لفظ خوف و ہراس پھیلائے تو اسے جلا وطن کیا جائے گا۔ بعض کے نزدیک نفی کا معنی حبس و قید ہے۔ اس حدیث میں تیسرا شخص محارب

بیان ہوا ہے اور مرتد کا اس میں ذکر نہیں آیا جو گزشتہ حدیث میں مذکور ہے ۔ علماء کا باغی و محارب سے متعلق اختلاف ہے کہ وہ کون سا محارب ہے، جس پر "اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرنا" صادق آتا ہے۔ عطاء خراسانی اور قتادہ نے کہا کہ اس سے مراد ڈاکو ہے جو راستوں یا جنگلوں میں لوگوں کا مال زبردستی لوٹ لے۔ اوزاعی نے کہا کہ جو شخص علی الاعلان چوری کرے خواہ شہر میں یا اس سے باہر وہ محارب ہے، امام مالکؒ نے کہا کہ جو شخص مسلمانوں کے خلاف شہر میں یا باہر ہتھیار اٹھائے وہ محارب ہے بشرطیکہ اس کا باعث کوئی باہمی عداوت یا وقتی اشتعال نہ ہو۔ شافعیؒ کا قول بھی اس کے قریب ہے۔ ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب نے کہا ہے کہ شہروں میں علی الاعلان گڑبڑ مچانے والا محارب نہیں ہے۔ اور ان کے نزدیک قطع طریق (ڈاکہ اور حرابہ) چار قسم کا ہے "پہلی یہ کہ محارب صرف مال چھینے دوسری یہ کہ فقط قتل کرے، تیسری یہ کہ مال بھی چھینے اور قتل بھی کرے۔ چوتھی یہ کہ صرف خوف و ہراس پھیلائے۔ پہلی صورت میں مخالف اطراف سے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے۔ دوسری صورت میں اسے قتل کریں گے۔ تیسری صورت میں اسے صلیب پر مارا جائے گا اور چوتھی صورت میں اسے جلاوطن کیا جائے گا۔ کچھ اور علماء کے نزدیک امام کو ان چار سزاؤں میں سے کسی ایک کا اختیار ہے، یا مختلف جرائم کی صورت میں مختلف سزائیں دی جائیں گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۴۳۵۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ مُسَدَّدٌ نَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ نَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ نَا أَبُو بُرْدَةَ قَالَ أَبُو مُوسَى أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِي فَكِلَاهُمَا سَأَلَ الْعَمَلَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاكِتٌ فَقَالَ مَا تَقُولُ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَطْلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ قَالَ وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ قَالَ لَنْ نَسْتَعْمِلَ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ وَلَكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ فَبَعَثَهُ عَلَى الْيَمَنِ ثُمَّ أَتْبَعَهُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ مُعَاذٌ قَالَ انْزِلْ وَأَلْقَى لَهُ وِسَادَةً فَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوثَقٌ قَالَ مَا هَذَا قَالَ هَذَا كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ رَاجَعَ دِينَهُ دِينَ السُّوءِ قَالَ لَا أَجْلِسُ

حَتّٰی یُقْتَلَ قَضَاءُ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ قَالَ اِجْلِسْ نَعَمْ قَالَ لَا اَجْلِسُ حَتّٰی یُقْتَلَ قَضَاءُ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَاَمَرَ بِہٖ فَقُتِلَ ثُمَّ تَذَاکَرَا قِیَامَ اللَّیْلِ فَقَالَ اَحَدُھُمَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ اَمَّا اَنَا فَاَنَامُ وَاَقُوْمُ وَاَقُوْمُ وَاَنَامُ وَاَرْجُوْ فِیْ نَوْمَتِیْ مَا اَرْجُوْ فِیْ قَوْمَتِیْ۔

ترجمہ۔ ابوموسیٰ اشعری نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میرے دائیں بائیں دو اشعری شخص تھے۔ ان دونوں نے کسی عہدے کا مطالبہ کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا وہ اے ابوموسیٰؓ تو کیا کہتا ہے؟ یا آپؐ نے نام لے کر عبداللہ بن قیس فرمایا۔ میں نے کہا وہ اسی خدا کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ان دونوں نے اپنے دل کی بات پر مجھے مطلع نہ کیا تھا اور نہ مجھے یہ معلوم تھا کہ یہ دونوں عمل طلب کریں گے۔ ابوموسیٰؓ نے کہا کہ گویا میں اب بھی (چشم تصور میں) آپؐ کی مسواک کی طرف دیکھتا ہوں جو آپؐ کے ہونٹ کے نیچے تھی اور بلند ہو چکی تھی (گویا حضورؐ ان کے سوال پر متاسف تھے)۔ حضورؐ نے فرمایا وہ ہم ہرگز مقرر نہ کریں گے، یا فرمایا کہ ہم مقرر نہیں کرتے اپنے عمل پر ان لوگوں کو جو اس کا ارادہ کریں۔ لیکن اے موسیٰؓ، یا فرمایا اے عبداللہ بن قیسؓ، تو جا۔ پھر حضورؐ نے اسے یمن کی طرف بھیجا اور اس کے پیچھے معاذؓ بن جبل کو روانہ فرمایا۔ ابوموسیٰؓ نے جب معاذؓ یمن میں ان کے پاس پہنچے تو ابوموسیٰؓ نے کہا وہ سواری سے اترو اور ان کے لیے ایک گدا ڈال دیا۔ اور ابوموسیٰؓ کے پاس ایک آدمی بندھا ہوا تھا۔ معاذؓ نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ ابوموسیٰؓ نے کہا کہ یہ شخص یہودی تھا پھر اسلام لایا اور پھر اپنے دین کی طرف لوٹ گیا جو ایک برا مذہب ہے۔ معاذؓ نے کہا میں اس وقت تک نہ بیٹھوں گا جب تک کہ اسے قتل نہ کر دیا جائے۔ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا فیصلہ ہے ابوموسیٰ نے کہا بیٹھ جائیے ہاں اسے قتل کیا جائے گا۔ معاذ نے کہا کہ میں نہ بیٹھوں گا جب تک اسے اللہ اور اس کے رسولؐ فیصلے کے مطابق قتل نہ کر دیا جائے۔ تین بار یہی گفتگو رہی۔ پھر ابوموسیٰؓ نے حکم دیا اور اسے قتل کیا گیا۔ پھر دونوں حضرات نے نماز تہجد کا باہم ذکر کیا۔ پس ان میں سے ایک یعنی معاذؓ بن جبل نے کہا کہ جہاں تک میرا تعلق ہے میں سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور مجھے اپنی نیند میں بھی اجر کی امید ہے جیسی کہ نماز میں اجر کی امید ہے۔ (بخاری، مسلم، نسائی) استراحت جب اس نیت سے ہو کہ اس کے ذریعے سے دین کے کاموں پر قوت ملے گی تو وہ بھی باعث اجر و ثواب ہے۔ مسلم کی نماز، قربانی، زندگی اور موت سب اللہ کی خاطر ہوتی ہے۔

۴۳۵۵۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ نَا الْحِمَّانِیُّ یَعْنِیْ عَبْدَ الْحَمِیْدِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ یَحْیٰی وَبُرَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَدِمَ عَلَيَّ مُعَاذٌ وَأَنَا بِالْيَمَنِ وَرَجُلٌ كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ فَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ فَلَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ قَالَ لَا أَنْزِلُ عَنْ دَابَّتِي حَتَّى يُقْتَلَ فَقُتِلَ قَالَ أَحَدُهُمَا وَكَانَ قَدِ اسْتُتِيبَ قَبْلَ ذَلِكَ ؎

ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب میں یمن میں تھا تو معاذؓ میرے پاس آئے۔ اور ایک شخص جو پہلے یہودی تھا اور پھر اسلام لا کر مرتد ہو گیا تھا۔ (وہاں موجود تھا) جب معاذؓ آئے تو کہا میں اس وقت تک سواری سے نہیں اتروں گا جبتک کہ اسے قتل نہ کر دیا جائے، پس اسے قتل کر دیا گیا۔ راوی حدیث طلحہ بن یحییٰ اور برید بن عبداللہ میں سے ایک نے کہا کہ اس مرتد کے سامنے اس سے پہلے اسلام پیش کر کے توبہ کا مطالبہ کیا جا چکا تھا۔

۴۳۵۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا حَفْصٌ نَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فَأُتِيَ أَبُو مُوسَى بِرَجُلٍ قَدِ ارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ فَدَعَاهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا فَجَاءَ مُعَاذٌ فَدَعَاهُ فَأَبَى فَضَرَبَ عُنُقَهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ لَمْ يَذْكُرِ الِاسْتِتَابَةَ وَرَوَاهُ ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الِاسْتِتَابَةَ ؎

ترجمہ:۔ ابوبردہ (ابن ابی موسیٰؓ) اسی قصے کی روایت میں کہا کہ ابوموسیٰؓ کے پاس ایک شخص لایا گیا تھا۔ پس ابوموسیٰؓ نے اسے بیس دن یا اس کے قریب اسلام کی دعوت دی، پھر آئے تو اسے پھر بلایا اور اس نے اسلام لانے سے انکار کیا، پس ابوموسیٰؓ نے اس کی گردن اڑا دی۔ ابوداؤد نے کہا کہ اس حدیث کی دو اور روایتوں میں توبہ کرانے کا ذکر نہیں ہے۔ (ہر روایت میں ہر چیز کا ذکر ضروری نہیں ہوتا!)

۴۳۵۷ - حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ نَا أَبِي نَا الْمَسْعُودِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فَلَمْ يَنْزِلْ حَتَّى ضُرِبَ عُنُقُهُ وَمَا اسْتَتَابَهُ ؎

ترجمہ:۔ اس حدیث کی ایک اور روایت میں ہے کہ معاذؓ سواری سے نہ اترے حتیٰ کہ اس مرتد کی گردن اڑا دی گئی اور اس وقت اس کے سامنے توبہ پیش نہ کی گئی (کیونکہ وہ کئی بار پیش کی جا چکی تھی، یا یوں کہیے کہ معاذؓ نے اس سے توبہ نہ کرائی اور پہلی کوشش کو کافی جانا)

۴۳۵۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ نَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ يَكْتُبُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَزَلَّهُ الشَّيْطَانُ فَلَحِقَ بِالْكُفَّارِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْتَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَاسْتَجَارَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَأَجَارَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ عبداللہ بن سعد ابی سرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا، پس شیطان نے اُسے پھسلایا تو وہ (مرتد ہوکر) کفار سے جا ملا۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دے دیا تو عثمانؓ بن عفان نے اس کے لیے (حضورؐ سے) پناہ طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے پناہ دے دی۔ (النسائی) آگے دیکھیے۔

۴۳۵۹ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُفَضَّلِ نَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ زَعَمَ السُّدِّيُّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ اخْتَبَأَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَجَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَايِعْ عَبْدَ اللَّهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا كُلَّ ذَلِكَ يَأْبَى فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حِينَ رَآنِي كَفَفْتُ يَدَيَّ عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلُهُ فَقَالُوا مَا نَدْرِي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا فِي نَفْسِكَ أَلَا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ قَالَ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ الْأَعْيُنِ ۔

ترجمہ:۔ سعدؓ (بن ابی وقاص) نے کہا کہ جب فتح مکہ کا واقعہ پیش آیا تو عبداللہ بن سعد بن ابی سرح حضرت عثمانؓ بن عفان کے پاس چھپ گیا عثمانؓ اسے لے کر آئے اور اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا کر دیا اور کہا یارسول اللہؐ عبداللہ سے بیعت لیجیے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور اس کی طرف دیکھا۔ تین مرتبہ یہی ہوا کہ آپؐ نے بیعت نہیں لی۔ پھر تین بار کے بعد آپؐ نے اس سے بیعت لے

لی۔ پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ورکیا تم میں کوئی بھلا آدمی ایسا نہ تھا کہ اس کی طرف اٹھتا، جب اس نے مجھے دیکھا کہ میں نے اپنے ہاتھ سمیٹ لیے ہیں تو اسے قتل کر ڈالتا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ کے دل کی بات کو ہم نہیں جانتے، آپؐ نے ہماری طرف اپنی آنکھ سے اشارہ کیوں نہ کیا؟ حضورؐ نے فرمایا کہ کسی نبی کے لیے مناسب نہیں ہوتا کہ اس کی خیانت کار آنکھ ہو (نسائی، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۶۸۳)

شرح:۔ اس حدیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ جس شخص کے قتل کا حکم دیا جا چکا ہوتا تھا اس کی توبہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں آپ کی رضاء پر موقوف ہوتی تھی۔ جب حضورؐ نے بار بار اس کی بیعت سے انکار فرمایا تو اس وقت اگر کوئی شخص اسے قتل کر دیتا تو اس کا خون ضائع ہو جاتا اور اس کے صرف زبانی لائے ہوئے اسلام کا کوئی اعتبار نہ ہوتا۔

۴۳۶۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ إِلَى الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ ط

ترجمہ:۔ جریرؓ (بن عبداللہ البجلی) نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب غلام شرک (اہل شرک) کی طرف بھاگ جائے تو اس کا خون حلال ہو گیا۔ (مسلم، نسائی) بظاہر مشرکوں سے جا ملنے والا غلام مرتد ہو جاتا ہے اس لیے اس کا خون حلال ہے ورنہ اگر دلائل سے ثابت ہو جائے کہ وہ مرتد نہیں ہوا تو اسے قتل نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری صورت میں حدیث کے الفاظ تغلیظ و تشدید پر محمول ہوں گے۔

بَابُ الْحُكْمِ فِيمَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے کے حکم کا باب)

۴۳۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى الْخُتَّلِيُّ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عُثْمَانَ الشَّحَّامِ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ نَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمٰى كَانَتْ

لَهُ أُمُّ وَلَدٍ تَشْتِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ فَيَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي وَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ قَالَ فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَشْتِمُهُ فَأَخَذَ الْمِغْوَلَ فَوَضَعَهُ فِي بَطْنِهَا وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا فَوَقَعَ بَيْنَ رِجْلَيْهَا طِفْلٌ فَلَطَخَتْ مَا هُنَاكَ بِالدَّمِ فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ أَنْشُدُ اللهَ رَجُلًا فَعَلَ مَا فَعَلَ لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ فَقَامَ الْأَعْمَى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلْزَلُ حَتَّى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا صَاحِبُهَا كَانَتْ تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ فَأَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي وَأَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ وَلِي مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ وَكَانَتْ بِي رَفِيقَةً فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ فَأَخَذْتُ الْمِغْوَلَ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ

ترجمہ: عکرمہ نے کہا کہ ابن عباسؓ نے ہمیں یہ بات سنائی کہ ایک نابینا شخص کی اُمّ ولد تھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور بُرا بھلا کہتی تھی۔ وہ اسے اس فعل سے روکتا تھا مگر وہ باز نہ آتی، وہ اسے ڈانٹتا تب بھی اثر قبول نہ کرتی تھی۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بکواس کرنے لگی اور گالیاں دینے لگی۔ پس اس نے ایک چھرا لیا، اس عورت کے پیٹ میں رکھا اور اس پر بوجھ ڈال دیا۔ پس اس کو قتل کر دیا۔ پس اس کی ٹانگوں کے درمیان بچہ گر گیا اور اس عورت کے خون سے بچھونا اور فرش وغیرہ تھڑ گیا جب صبح ہوئی تو یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کی گئی۔ آپؐ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا جس شخص نے یہ فعل کیا ہے میں اسے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اٹھ کھڑا ہو میرا اُس پر حق ہے۔ پس وہ نابینا اٹھ کھڑا ہوا، وہ لوگوں کی گردنیں پھاندرہا تھا اور کانپ رہا تھا، حتیٰ کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آبیٹھا اور بولا وہ یارسول اللہؐ! میں ہوں جس نے یہ کام کیا ہے۔ یہ آپؐ کو گالیاں دیتی اور بکواس کرتی تھی۔ میں اسے روکتا تھا، مگر باز نہیں آتی تھی، اور اسے ڈانٹتا تھا لیکن ڈانٹ کا اثر قبول نہ کرتی تھی، میرے اس سے بطن سے دو لڑکے ہیں جو موتیوں کی مانند ہیں، اور اس کا سلوک مجھ سے اچھا تھا۔ گزشتہ رات کا ذکر ہے کہ وہ آپؐ کو گالیاں دینے لگی اور آپؐ کے متعلق نازیبا الفاظ کہنے لگی۔ پس میں نے چھرا پکڑا، اس کے پیٹ کے درمیان

میں رکھا اور اس پر بوجھ ڈال دیا حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگو! گواہ رہو کہ اس کا خون ضائع ہے۔ (نسائی)

شرح:۔ علامہ شوکانی نے کہا ہے کہ ابن عباسؓ کی حدیث اور شعبی کی آئندہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کو قتل کر دیا جائے گا۔ ابن المنذر نے اس بات پر علماء کا اتفاق نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صریحاً گالی دینے والے کا قتل واجب ہے۔ شافعی ائمہ میں سے ابوبکر فارسی نے کتاب الاجماع میں کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شخص ایسی گالی دے جو صریحاً قذف ہو تو وہ اجماعاً کافر ہے، اگر وہ تائب بھی ہو جائے تو قتل ساقط نہیں ہوتا کیونکہ اس کے قذف کی سزا قتل ہے تو توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔ خطابی نے کہا ہے اگر وہ شخص مسلم ہو تو اس کا واحد قتل واجب ہے۔ ابن بطال نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا اگر ذمی یا یہودی ہو تو اسے قتل کر دیا جائے گا الا یہ کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ مسلمان اگر یہ فعل کرے تو اس سے توبہ نہ کرائی جائے گی اور اسے قتل کر دیا جائے گا یہی کوفہ کے فقہا کا مذہب ہے۔ اس مسئلہ میں ایک مفصل اور شافی کتاب حافظ ابن تیمیہ نے ہے۔ الصارم المسلول علی رأس شاتم الرسول ؐ۔

۴۳۶۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مُغِيرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللهِ دَمَهَا

ترجمہ:۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور آپ کو برا بھلا کہتی تھی۔ پس ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹا حتیٰ کہ وہ مرگئی، پس رسول اللہ صلی اللہ نے اس کا خون باطل قرار دیا۔

۴۳۶۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ يُونُسَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَنُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ نَا أُسَامَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ فَتَغَيَّظَ عَلَى رَجُلٍ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ فَقُلْتُ

تَأْذَنُ لِي يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ فَأَذْهَبَتْ كَلِمَتِي غَضَبَهُ فَقَامَ فَدَخَلَ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ مَا الَّذِي قُلْتَ آنِفًا قُلْتُ ائْذَنْ لِي أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ أَكُنْتَ فَاعِلًا لَوْ أَمَرْتُكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا كَانَتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهَذَا لَفْظُ يَزِيدَ ط

ترجمہ:۔ ابوبرزہؓ نے کہا کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، پس وہ ایک شخص پر غضب ناک ہوئے پس اس شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت سست کہا۔ میں نے کہا دو اے رسول اللہؐ کے نائب کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اس کی گردن مار دوں؟ پس میری بات نے ان کا غصہ فرو کر دیا اور آپ اُٹھ کر گھر میں داخل ہو گئے۔ پھر مجھے پیغام بھیجا، پھر فرمایا دو وہ کیا بات تھی جو تو نے ابھی کہی تھی؟ میں نے کہا کہ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ فرمایا دو اگر میں تجھے حکم دیتا تو کیا تو ایسا ہی کرتا؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا نہیں، واللہ یہ چیز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کسی کے لیے نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کہ یہ لفظ یزید بن زریع راوی کا ہے۔ (نسائی)

شرح:۔ اس حدیث سے پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ آپؐ کے بعد کسی اور کو گالی دینا اور بُرا بھلا کہنا موجب قتل نہیں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا واجب القتل ہے۔ احمد بن حنبلؒ کا قول اس حدیث کی شرح میں بالکل اسی طرح کا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحَارَبَةِ

(محاربہ کا باب)

۴۳۶۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ قَوْمًا مِنْ عُكْلٍ أَوْ قَالَ مِنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَانْطَلَقُوا فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرُهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

اٰثَارِهِمْ فَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتّٰى جِيءَ بِهِمْ فَاَمَرَ بِهِمْ فَقُطِعَتْ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ وَسُمِرَ اَعْيُنُهُمْ وَاُلْقُوْا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَلَا يُسْقَوْنَ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ فَهٰؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط

ترجمہ:۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ عُکل کے کچھ لوگ، یا یہ کہا کہ عُرینہ کے لوگ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہیں مدینہ کی آب و ہوا پسند نہ آئی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے شیر دار اونٹنیوں کا حکم دیا اور اُن سے فرمایا کہ ان کے بول اور دُودھ پئیں، پس وہ (چراگاہ میں) گئے جب تندرست ہو گئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا اور جانوروں کو ہانک کر لے گئے۔ صبح سویرے ان کی یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تعاقب میں لوگوں کو بھیجا۔ ابھی دن زیادہ بلند نہ ہوا تھا کہ انہیں لایا گیا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور ان کی آنکھوں میں (گرم) سلائیاں پھیری گئیں اور انہیں حرّہ میں ڈال دیا گیا، وہ پانی مانگتے تھے مگر انہیں پانی نہیں دیا جاتا تھا۔ ابو قلابہ نے کہا کہ یہ ایک قوم تھی جس نے چوری کی اور قتل کیا اور ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا اور اللہ اور اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محاربہ کیا تھا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعۂ وحی پتہ چلا تھا کہ ان لوگوں کی بیماری کو اونٹنیوں کے دودھ اور بول کے ذریعے سے دور کیا جا سکتا ہے لہٰذا بطورِ دوا اس کا حکم فرمایا۔ مزید بحث کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا یہ ان کے افعال کی سزا میں تھا انہوں نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کے ساتھ کیا تھا وہی سزا انہیں دی گئی۔ ان کا جرم بغاوت تھا جو بڑی سے بڑی سزا کا مستوجب ہوتا ہے۔

۴۳۶۵ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ بِاِسْنَادِهٖ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فِيْهِ فَاَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَاُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ وَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَمَا حَسَمَهُمْ ط

ترجمہ:۔ یہی حدیث دوسری سند کے ساتھ۔ اس میں یہ لفظ ہیں کہ (پس حضورؐ نے حکم دیا تو سلائیاں تپائی گئیں اور انہیں ان کی آنکھوں میں پھیرا گیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور خون بند کرنے کے لیے انہیں داغا نہیں

گیا کیونکہ مقصد ان کا قتل تھا۔ جب کسی مجرم کی سزا کے بعد اس کی زندگی کو بچانا مدنظر ہو تو اسے داغ دیا جاتا ہے تاکہ خون بند ہو جائے)

۴۳۶۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ أَنَا ح وَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فِيهِ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَلَبِهِمْ قَافَةً فَأُتِيَ بِهِمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي ذَلِكَ إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا الْآيَةَ ؕ

ترجمہ:۔ انسؓ بن مالک ؓ سے یہی حدیث ایک اور سند کے ساتھ۔ اس میں انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھوج لگانے والوں کو ان مجرموں کے تعاقب میں روانہ فرمایا۔ اور انہیں لایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت اتاری "بے شک ان لوگوں کا بدلہ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ جنگ کریں اور زمین میں فساد پھیلاتے پھریں الخ"۔ (یعنی آیت محاربہ یا حرابہ اسی قصے کے بعد اُتری تھی۔ ہم نے اس پر بداتیہ المجتہد کی تشریح میں کچھ کلام کیا ہے جسے دیکھ لینا مفید ہوگا)

۴۳۶۷ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ نَا حَمَّادٌ أَنَا ثَابِتٌ وَقَتَادَةُ وَحُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ قَالَ أَنَسٌ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمْ يَكْدِمُ الْأَرْضَ فِيهِ عَطَشًا حَتَّى مَاتُوا

ترجمہ:۔ انسؓ بن مالک کی حدیث ایک اور سند کے ساتھ۔ انسؓ نے کہا کہ میں نے ان میں سے ایک کو دیکھا کہ پیاس کے سبب سے اپنے منہ کے ساتھ زمین کو کاٹ رہا تھا۔ حتیٰ کہ وہ مر گئے۔ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔ ابو داؤد نے کہا اس روایت میں "مِنْ خِلَافٍ" کا ذکر نہیں ہے۔ (یعنی ہاتھ پاؤں کو مخالف اطراف سے کاٹنے کا ذکر نہیں ہے) شعبہ اور سلام بن مسکین کی روایت میں بھی مِنْ خِلَافٍ کا لفظ نہیں آیا۔ ابو داؤد نے کہا کہ میں نے حماد بن سلمہ کی روایت کے سوا کسی اور حدیث میں یہ نہیں پایا کہ وہ پس ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے۔ حماد نے یہ لفظ بولے ہیں کہ وہ ان کے ہاتھ پاؤں کو مخالف اطراف سے کاٹا۔ اور حدیث کے شروع میں کہا کہ دو وہ اونٹ بھگا لے گئے اور اسلام سے مرتد ہو گئے تھے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ نَحْوَهُ زَادَ ثُمَّ نَهَى عَنِ الْمُثْلَةِ ؕ

ترجمہ:۔ انس بن مالک کی وہی گزشتہ حدیث ایک اور سند کے ساتھ۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُثلہ کرنے (اعضاء کاٹنے اور چہرہ بگاڑنے) سے منع فرما دیا تھا۔ (نسائی)

شرح:۔ علامہ ابن جریر طبری نے تفسیر میں کہا ہے کہ عرنیین کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے منسوخ ہونے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک اس آیت اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الخ نے مُثلہ کو منسوخ کیا ہے کیونکہ اس آیت میں محاربین کی چار سزائیں بیان کر دی گئی ہیں اور مُثلہ ان میں سے نہیں ہے۔ ان حضرات کے نزدیک یہ آیت دراصل تنبیہ کے لیے نازل ہوئی تھی کہ عرینہ والوں کو جو سزائیں دی گئیں تھیں وہ ٹھیک نہیں۔ دوسرے علماء کے نزدیک جو کچھ عرینہ والوں نے کیا تھا، اس قسم کے افعال کرنے والوں کے لیے وہ احکام دائماً ثابت و باقی ہیں جن کا حکم حضورؐ نے ان کے متعلق دیا تھا۔ یہ آیت محاربین اور فتنہ فساد برپا کرنے والوں کے لیے نازل ہوئی تھی۔ عرینہ والوں نے حرابہ اور فساد کے علاوہ بھی بہت کچھ کیا تھا جس کی سزا نہیں دی گئی، مثلاً وہ مرتد ہوئے، انہوں نے چوری کی، ڈاکہ ڈالا، قتل کیا اور چوروں کی مانند بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھروائی نہ تھی، صرف اس کا ارادہ کیا تھا کہ یہ آیت نازل ہو گئی۔

۴۳۶۸ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَحْمَدُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ نَاسًا اَغَارُوْا عَلٰى اِبِلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوْهَا وَارْتَدُّوْا عَنِ الْاِسْلَامِ وَقَتَلُوْا رَاعِيَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا فَبَعَثَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَاُخِذُوْا فَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ قَالَ وَنَزَلَتْ فِيْهِمْ اٰيَةُ الْمُحَارَبَةِ وَهُمُ الَّذِيْنَ اَخْبَرَ عَنْهُمْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْحَجَّاجَ حِيْنَ سَاَلَهٗ۔

:۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر ڈاکہ ڈالا اور انہیں ہانک کر لے گئے۔ اور اسلام سے مرتد ہو گئے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مومن چرواہے کو بھی قتل کیا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تعاقب میں لوگوں کو بھیجا۔ وہ مرتد ڈاکو پکڑے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوائے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیں پھروا دیں۔ عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ آیت محاربہ انہی کے بارے میں اتری۔ اور یہی وہ لوگ تھے جن کے متعلق انس بن مالک

نے حجاج بن یوسف ثقفی کو اس کے سوال پر بتایا تھا۔ (نسائی)

شرح:۔ حجاج بن یوسف ثقفی بڑا خون خوار اور ظالم حاکم تھا جس نے ہزارہا انسانوں کو ذرا سی باتوں پر قتل کرا یا تھا۔ ابو مسلم خراسانی نے قتل و غارت اور فتنہ و فساد کا بازار گرم کر کے بنی عباس کی سلطنت کی بنیاد رکھی تھی تو حجاج بن یوسف ثقفی بنی امیہ کی سلطنت کو ظلم و ستم اور قتل و غضب کے ذریعے سے استوار کرنے والا شخص تھا۔ شاید اپنے مظالم کے لیے وجہ جواز پیدا کرنے کی نیت سے اُس نے انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا کہ شدید سے شدید تر سزا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو دی تھی وہ کیا ہے؟

۴۳۶۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَطَعَ الَّذِينَ سَرَقُوا لِقَاحَهُ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ بِالنَّارِ عَاتَبَهُ اللَّهُ فِي ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا الْآيَةَ ط

ترجمہ:۔ ابو الزناد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں قطع کیے جنہوں نے آپ کی شیر دار اونٹنیاں چرائی تھیں اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروائیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس معاملے میں عتاب فرمایا اور یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں ان کی جزاء یہ ہے کہ انہیں خوب قتل کیا جائے یا صلیب دی جائے۔ الخ۔ (نسائی، مسلم)

شرح:۔ یہ مرسل روایت ہے اور طبری نے تفسیر میں جن علماء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا نزول دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان احکام کی منسوخی کے لیے ہوا تھا جن کی رُو سے حضور نے عرنیہ والوں کو شدید سزا دی تھی، ان کا استدلال شاید ابو الزناد کی اس مرسل حدیث سے ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ اگر یہ قول صحیح ہے تو عتاب کا باعث یہ ہوگا کہ حضور نے وحی کا انتظار کیے بغیر فیصلہ کرنے اور اپنے ذاتی اجتہاد سے حکم دینے میں عجلت اختیار فرمائی تھی۔ واللہ اعلم۔

۴۳۷۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ نَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ أَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ كَانَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الْحُدُودُ يَعْنِي حَدِيثَ أَنَسٍ

ترجمہ:۔ محمد بن سیرین نے کہا ہے کہ انس کی حدیث کا قصہ حدود کے نزول سے پہلے کا ہے (ابن سیرین کے اس قول کو اگر تسلیم کیا جائے تو جن علماء سے نسخ کا قول منقول ہے وہ ایک حد تک درست ثابت ہوگا۔

۴۳۷۱۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ يَزِيْدَ النَّحْوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْا اَوْ يُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ اِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِي الْمُشْرِكِيْنَ فَمَنْ تَابَ مِنْهُمْ قَبْلَ اَنْ يُّقْدَرَ عَلَيْهِ لَمْ يَمْنَعْهُ ذٰلِكَ اَنْ يُّقَامَ فِيْهِ الْحَدُّ الَّذِيْ اَصَابَ ۔

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا وہ ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں، یہ ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا سُولی دی جائے یا مخالف طرفوں سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں یا انہیں زمین سے جلاوطن کیا جائے الیٰ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک۔ یہ آیت مشرکین کے بارے میں اتری تھی۔ پس پکڑے جانے سے پہلے جو شخص ان میں سے تائب ہو جائے تو جو جرم وہ کر چکا تھا اس کی حد قائم کیے جانے سے اس کی توبہ مانع نہیں ہوگی (نسائی)

شرح:۔ حضرت شاہ محمد اسحاق نے فرمایا ہے کہ شاید ابن عباسؓ کا یہی مذہب تھا۔ منذری نے کہا کہ اس حدیث کی سند میں علی بن حسین بن واقد راوی متکلم فیہ ہے۔ حضرت گنگوہیؒ رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ مشرک جب اسلام قبول کرے تو حقوق اللہ معاف ہو جاتے ہیں مگر حقوق العباد معاف نہیں ہوتے اور مقتول کے ولی اور مال کے مالک کو مطالبے کا حق ہوتا ہے۔ پس اس تاویل کی رو سے ابن عباسؓ کا قول جمہور کے مذہب کے خلاف نہیں ہے۔

بَابٌ فِي الْحَدِّ يُشْفَعُ فِيْهِ

(حد کے بارے میں سفارش کا باب)

۴۳۷۲۔ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ خَالِدِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ ح وَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الثَّقَفِيُّ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُّكَلِّمُ فِيْهَا يَعْنِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا وَمَنْ يَّجْتَرِئُ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ

حِبُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أُسَامَةُ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ تَعَالَى ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ فَقَالَ إِنَّمَا هَلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو مخزومیہ عورت کے معاملے میں پریشانی ہوئی جس نے کہ چوری کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون بات کرے گا؟ انہوں نے آپس میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اسامہؓ بن زید کے سوا کون اس کی جرأت کرسکتا ہے؟ پس اسامہ نے آپ سے بات کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اسامہ! کیا تو اللہ کی حدوں میں سے ایک حد میں سفارش کرتا ہے؟ پھر خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ "تم سے پہلے لوگ صرف اس لیے ہلاک ہوئے تھے کہ ان میں سے جب کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے تھے۔ اور خدا کی قسم اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح:۔ اس حدیث سے غلط اور ناجائز سفارش کی شدید مذمت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عدم مساوات خدائی احکام میں چھوٹے بڑے کا لحاظ، حدود اللہ کو معطل کرنے کے بہانے سوچنا، غلط سفارش، یہ ایسی بیماریاں ہیں جو قوموں کی اجتماعی زندگی کا ستیاناس کر دیتی ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ذاتی انس و محبت خدائی احکام میں حائل نہیں ہوسکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ سے جو لگاؤ تھا وہ پوشیدہ نہیں۔ اسامہؓ بن زید آپؐ کی گود میں پلے تھے اور محبوب رسولؐ کہلاتے تھے، لیکن جب وہ حکم خداوندی میں حائل ہونے کی غلطی کرنے لگے تو حضورؐ نے شدت سے ڈانٹ دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی دختر نیک اختر فاطمہؓ سے جو محبت تھی وہ سب پر واضح ہے مگر خدائی حدود میں حضورؐ نے فرمایا کہ اس کا بھی لحاظ نہیں کرسکتا۔ آج کے مسلم معاشروں میں جو رشوت، سفارش اور خوشامد کا چلن ہے اس نے ہماری قومی زندگی کو کھوکھلا کرکے رکھ دیا ہے۔ ہمیں اس حدیث سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

۴۳۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ امْرَأَةٌ مَخْزُومِيَّةٌ

تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَطْعِ يَدِهَا وَقَصَّ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ قَالَ فَقَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهَا قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَى ابْنُ وَهْبٍ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ فِيهِ كَمَا قَالَ اللَّيْثُ إِنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ وَرَوَاهُ اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ قَالَ اسْتَعَارَتِ امْرَأَةٌ وَرَوَاهُ مَسْعُودُ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا الْخَبَرِ قَالَ سَرَقَتْ قَطِيفَةً مِنْ بَيْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فَعَاذَتْ بِزَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک مخزومی عورت چیزیں مستعار لیتی تھی اور واپسی سے انکار کر دیتی تھی، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اور معمر نے لیث کی گزشتہ حدیث کی مانند حدیث بیان کی، اس نے کہا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ (مسلم) ابو داؤد نے کہا کہ ابن وھب نے اس حدیث کو یونس سے اور اُس نے زہری سے روایت کیا ہے، اور اس میں کہا ہے کہ (جیسا کہ لیث نے کہا) ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چوری کی، یہ فتح مکہ کے زمانے کا واقعہ ہے۔ اور اسے لیث نے بھی یونس سے اور اس نے ابن شہاب سے اُس کی سند کے ساتھ روایت کیا۔ لیث نے کہا کہ ایک عورت نے سامان مستعار لیا۔ اور اسے مسعود بن الاسود نے اس حدیث کی مانند نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے، اس نے کہا کہ اس عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سے ایک چادر چوری کی۔ ابو داؤد نے کہا کہ ابو الزبیر نے جابرؓ سے اس حدیث کو روایت کیا کہ ایک عورت نے چوری کی پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینبؓ کے پاس پناہ گیر ہوئی۔

شرح: ابو داؤد کی اس تعلیق کے بعض حصے بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ میں مروی ہیں اور تعلیق کا آخری حصہ مسلم، اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ ابن سعد نے کہا ہے کہ بعض اہل مدینہ اور اہل مکہ کی روایت کے مطابق یہ عورت جس نے چوری کی تھی اور حضورؐ نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا تھا۔ اُم عمرو بنت سفیان بن عبد الاسد تھی۔ یہ لوگوں سے زیور ادھار لیتی اور پھر مکر جاتی تھی۔ اتفاق سے اس نے چوری بھی کر ڈالی اور حضورؐ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ مرقات الصعود میں ہے کہ اس کا نام فاطمہ بنت اسود تھا۔ اصابہ میں ہے کہ فاطمہ بنت ابی۔

الاسود تھا۔ بعض نے فاطمہ بنت اسود ابن عبدالاسد کہا ہے۔ ابوداؤد نے حسن مسعود بن الاسود سے تعلیق میں ایک روایت نقل کی ہے۔ یہ مہاجرین میں سے تھے اور بیعت رضوان میں شامل تھے۔ جابرؓ کی روایت میں ذکر ہے کہ اس عورت نے زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پناہ لی تھی، حضرت زینبؓ نے اس کی جرأت نہ کی اور پھر لوگوں نے اسامہؓ بن زید سے سفارش کروائی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب

۴۳۷۵۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ قَالَا نَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ زَيْدٍ نَسَبَهُ جَعْفَرٌ إِلَى سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقِيلُوا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ إِلَّا الْحُدُودَ ط

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ اچھے لوگوں کی لغزشیں معاف کردو، مگر حدود معاف نہیں۔ (نسائی)، عبدالملک بن زید بقول امام ابی حاتم ضعیف ہے۔

شرح:۔ حدیث میں ذوی الھیئات کا لفظ ہے جس کا معنی امام شافعیؒ نے یہ بیان کیا ہے کہ بظاہر جو لوگ اچھے بھلے ہوں اور ان کا کردار مشکوک نہ ہو وہ ذوالھیئۃ کہلاتے ہیں۔ بیضاوی نے کہا کہ ان سے مراد اچھے اخلاق و کردار کے لوگ ہیں۔ یعنی ایسے لوگوں سے اگر لغزش ہو جائے، چھوٹی موٹی غلطی کر جائیں تو معاف کردو، مگر حدود معاف نہیں ہو سکتیں۔ حافظ سراج الدین قزوینی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے مگر حافظ ابن حجر نے اس کا مفصل رد کیا ہے۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس سند سے منکر ہے۔ منذری نے کہا کہ عبدالملک ضعیف ہے۔ نسائی نے اسے جس سند سے روایت کیا ہے۔ اس میں ایک راوی عطاف ضعیف ہے۔ نسائی نے ایک اور طریق سے اسے روایت کیا ہے مگر اس کے وصل وارسال میں اختلاف ہے۔ کثرت طرق واسانید سے یہ حدیث قوی ہو جاتی ہے۔

بَابُ الْعَفْوِ عَنِ الْحُدُودِ مَا لَمْ تَبْلُغِ السُّلْطَانَ ط

(حدود کی معافی کا باب جب تک کہ وہ حاکم تک نہ پہنچیں)

۴۳۷۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ،

يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَافُوا الْحُدُودَ فِيمَا بَيْنَكُمْ فَمَا بَلَغَنِي مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ ؎

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حدود کو آپس میں معاف کر لیا کرو، جو حد مجھ تک آ پہنچی تو وہ واجب ہو گئی (نسائی) جب حدود کا معاملہ صاحب اقتدار حاکم تک پہنچ گیا تو اس میں تجاوز یا عفو کا سوال نہیں رہتا۔ جب حاکم شرع کے ہاں حد کا مقدمہ ثابت ہو گیا تو سزا واجب ہو گئی۔

بَابُ السَّتْرِ عَلَى أَهْلِ الْحُدُودِ

(اہلِ حدود پر ستر کا باب)

۴۳۷۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ نُعَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ مَاعِزًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَرَّ عِنْدَهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ وَقَالَ لِهَزَّالٍ لَوْ سَتَرْتَهُ بِثَوْبِكَ لَكَانَ خَيْرًا لَكَ ؎

ترجمہ:۔ نعیم بن ہزال اسلمی نے روایت کی ہے کہ ماعزؓ (اسلمی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے پاس چار مرتبہ (زنا کا) کا اعتراف کیا تو حضورؐ نے اس کے رجم کا حکم دیا اور ہزال سے فرمایا کہ اگر تو اُسے اپنے کپڑے سے ڈھانک دیتا تو تیرے لیے بہتر ہوگا (نسائی) ہزالؓ نے اسے کہا تھا کہ جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے فعل کا اعتراف کرے، اس لیے حضورؐ نے ہزال سے یہ فرمایا۔ یعنی یہ معاملہ اگر مشکوک رہے یا شرعی شہادت یا اعتراف کے باعث شہادت نہ پائے تو گنہگار اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوتا ہے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے، توبہ قبول فرما لیتا ہے اور معاف کر دیتا ہے۔ جب بات باہر نکل گئی تو حیثیت دوسری ہو گئی۔

۴۳۷۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ نَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ أَنَّ هَزَّالًا أَمَرَ مَاعِزًا أَنْ يَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُخْبِرَهُ ؎

ترجمہ:۔ ابن المنکدر سے روایت ہے کہ ہزالؓ نے ماعزؓ کو حکم دیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر

آپ کو بتائے

بَابٌ فِي صَاحِبِ الْحَدِّ يَجِيءُ فَيُقِرُّ

(اس صاحب حد کا باب جو آکر اعتراف کرے)

۴۳۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ نَا الْفِرْيَابِيُّ نَا إِسْرَائِيلُ نَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً خَرَجَتْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُرِيدُ الصَّلٰوةَ فَتَلَقَّاهَا رَجُلٌ فَتَجَلَّلَهَا فَقَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا فَصَاحَتْ وَانْطَلَقَ وَمَرَّ عَلَيْهَا رَجُلٌ فَقَالَتْ إِنَّ ذَاكَ فَعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا وَمَرَّتْ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَتْ إِنَّ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا فَانْطَلَقُوا فَأَخَذُوا الرَّجُلَ الَّذِي ظَنَّتْ أَنَّهُ وَقَعَ عَلَيْهَا فَأَتَوْهَا بِهِ فَقَالَتْ نَعَمْ هُوَ هٰذَا فَأَتَوْا بِهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَمَرَ بِهِ قَامَ صَاحِبُهَا الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا صَاحِبُهَا فَقَالَ لَهَا اذْهَبِي فَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَكِ وَقَالَ لِلرَّجُلِ قَوْلًا حَسَنًا فَقَالُوا لِلرَّجُلِ الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا ارْجُمْهُ فَقَالَ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ أَيْضًا عَنْ سِمَاكٍ ؕ

ترجمہ:- وائلؓ بن حجر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت نماز کے لیے نکلی تو ایک مرد اس سے ملا اور اس پر غالب آگیا اور اس سے اپنی حاجت پوری کر لی۔ پس وہ چیخی چلائی تو وہ آدمی چلا گیا اور ایک اور مرد وہاں سے گزرا (لوگ جمع ہو گئے تھے) وہ کہنے لگی کہ ایک شخص نے مجھ سے فلاں فلاں فعل (برا کام) کیا ہے۔ اور مہاجرین کی ایک جماعت گزری تو وہ بولی کہ اس آدمی نے مجھ سے بدفعلی کی ہے۔ پس وہ گئے اور انہوں نے اس (دوسرے) مرد کو پکڑ لیا جس کے متعلق اس عورت کا گمان تھا کہ اس نے اس سے زنا کیا ہے۔ وہ اس مرد کو پکڑ کر اس کے پاس لائے تو وہ بولی کہ ہاں یہی وہ شخص ہے۔ پس وہ اسے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے رجم کا حکم دیا تو وہ اصل سر واقعہ کھڑا ہوا جس نے یہ کام کیا تھا۔ وہ بولا یا رسول اللہؐ میں ہوں اس کے ساتھ یہ کام کرنے والا۔ پس حضورؐ نے اس عورت سے فرمایا کہ تو جا، اللہ نے تجھے بخش دیا ہے۔ (کیونکہ وہ تو بے چاری مجبور تھی) اور اس بری الذمہ شخص کے لیے آپ نے دل جوئی کی اچھی بات فرمائی۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اس زنا کرنے والے کے رجم کا حکم دیجیے۔ تو حضورؐ نے فرمایا (یعنی اس کے رجم کے بعد) وہ اس شخص نے ایسی توبہ کی ہے (یعنی زنا کا اعتراف کر کے، ایک بے گناہ کی جان بچا کر اور اپنے آپ کو سزا کے لیے پیش کر کے) کہ اگر اہل مدینہ ایسی توبہ کریں تو ان سے قبول کر لی جائے (یعنی سب کے گناہوں کے لیے کافی ہو جائے) ترمذی، ابن ماجہ۔

شرح: خطابی نے کہا کہ علقمہ ابن وائل نے اپنے باپ وائلؓ سے سماع کیا تھا۔ اور وہ عبد الجبار سے بڑا تھا جسے باپ سے سماع حاصل نہ ہوا (عبد الجبار کے سماع یا عدم سماع پر بحث کتاب الصلوٰۃ میں مفصل گزر چکی ہے) ترمذی نے یہ حدیث عبد الجبار سے بھی روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ اس کی سند متصل نہیں ہے۔ یہ یہ حدیث ابن ماجہ میں بھی ہے۔ ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کے رجم کے حکم دیا تھا جسے پکڑ کر لایا گیا تھا۔ لیکن بظاہر یہ مسئلہ مشکل نظر آتا ہے کیونکہ رجم کا حکم یا تو شہادت کے بعد ہو سکتا تھا یا اعتراف کے بعد، اور اس آدمی کے متعلق یہ دونوں باتیں مفقود تھیں۔ محض اس عورت کے دعویٰ پر حد جاری نہیں ہو سکتی تھی، بلکہ اس کے برعکس وہ اگر شہادت بہم نہ پہنچا سکتی تو اس پر حد قذف جاری ہونی چاہیے تھی۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ شاید فلما امر بہ کا مطلب یہ ہو کہ جب حضورؐ اس شخص کے رجم کا حکم دینے والے تھے۔ راوی نے اپنے خیال کے مطابق ظاہری حالات پر نظر رکھ کر یہ کہہ دیا کہ فلما امر بہ۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ بظاہر اس کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ نے اسے وہاں سے نکال دینے اور دور کر دینے کا حکم دیا ہوگا کیونکہ وہ سخت پریشان، خستہ حال اور مخبوط الحواس ہو چکا تھا، اور حیران تھا کہ میں خواہ مخواہ کس مصیبت میں آ پھنسا ہوں۔ سبب اس ساری گفتگو کا یہ ہے کہ حد شکوک و شبہات سے ساقط ہو جاتی ہے اور اس وقت تک نافذ و جاری نہیں ہو سکتی جب تک حسب قواعد کتاب و سنت شرعی شہادت یا اعتراف موجود نہ ہو۔

بَابٌ فِي التَّلْقِينِ فِي الْحَدِّ

(حد میں تلقین کا باب) تلقین سے مراد ملزم یا مجرم کے سامنے ایسے کلمات بولنا ہے جن کو سمجھ کر وہ اعتراف سے منکر ہو جائے، یہ مستحب ہے، کیونکہ حدود میں جب شبہ آ جائے تو حد ساقط ہو جاتی ہے اور انسانی جان کا معاملہ بڑا اہم ہے۔

۴۳۸۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي

طَلْحَةَ عَنِ الْمُنْذِرِ مَوْلَى أَبِي ذَرٍّ عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ الْمَخْزُومِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلِصٍّ قَدِ اعْتَرَفَ اعْتِرَافًا وَلَمْ يُوجَدْ مَعَهُ مَتَاعٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ قَالَ بَلَى فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَأَمَرَ بِهِ فَقُطِعَ وَجِيءَ بِهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرِ اللهَ وَتُبْ إِلَيْهِ فَقَالَ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ ثَلَاثًا قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: ابوامیہؓ مخزومی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور کو لایا گیا جس نے چوری کا اعتراف کیا تھا مگر اس سے چوری کا مال نہیں نکلا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو میرا گمان ہے کہ تو نے چوری نہیں کی تھی! اس نے کہا کیوں نہیں (یعنی ضرور کی تھی) حضورؐ نے دو تین مرتبہ یہی کلام دہرایا۔ پھر قطع کا حکم دیا اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا اور اسے لایا گیا تو حضورؐ نے فرمایا دو اللہ سے بخشش مانگ اور توبہ کر۔ اس نے کہا دو میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں اور اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔ حضورؐ نے تین مرتبہ دعا فرمائی یہ اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما (نسائی، ابن ماجہ) ابوداؤد نے اسحاق بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ابوامیہؓ ایک انصاری تھا۔ اس نے حضورؐ سے یہ روایت کی۔

شرح: اس حدیث سے پتہ چلا کہ حد سے گناہ ساقط نہیں ہوتا۔ حد تو ایک انتظامی وقانونی چیز ہے جس کا مقصد معاشرے کی اصلاح، برائی کا انسداد اور نظم ونسق کی اقامت ہے۔ اگر سزائیں اور تعزیرات نہ ہوں۔ تو دنیا میں اندھیر مچ جائے۔ یوں اللہ تعالیٰ قادر کریم اور غفور رحیم ہے، چاہے تو اس کو کافی جان کر معاف فرما دے، مگر یہ شرعی ضابطہ نہیں کہ حد گناہ کا کفارہ ہے۔ کفارہ توبہ واستغفار ہے جس کا حکم اس حدیث کی رو سے حضورؐ نے اس شخص کو دیا جس پر حد قائم ہو چکی تھی، اور جب اس نے توبہ واستغفار کیا تو حضورؐ نے بھی اس کے لیے تین بار قبولیت توبہ کی دعا فرمائی۔ محقق ابن الہمامؒ نے فتح القدیر میں کہا ہے کہ چور کے لفظ ایک بار اقرار سے قطع ید واجب ہو جاتا ہے، ابوحنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ، محمد بن الحسن اور اکثر علمائے امت کا یہی مذہب ہے۔ ابو یوسفؒ، احمدؒ، ابن ابی لیلیٰؒ، زفر بن الحذیل اور ابن شبرمہؒ نے دو مرتبہ کے اقرار کو واجب کہا ہے۔ بلکہ ابو یوسفؒ سے تو یہ بھی مروی ہے کہ دو مرتبہ کا اقرار دو مجلسوں میں ہونا ضروری ہے۔ ان حضرات کی دلیل یہ حدیث ہے جو ابوامیہؓ مخزومی سے مروی ہے جس میں دو یا تین مرتبہ اقرار کا ذکر ہے۔ اور طحاویؒ نے ایک

روایت حضرت علیؓ تک سند بیان کی ہے کہ ان کے پاس ایک شخص نے دو بار چوری کا اقرار کیا تو علیؓ نے کہا کہ تو نے اپنے خلاف دو بار شہادت دے دی ہے۔ پھر اس کا ہاتھ قطع کر کے اس کی گردن میں لٹکا دیا۔ عقلی دلیل ان حضرات کی یہ ہے کہ انہوں نے اقرار کو شہادت کے عدد (دو) پر قیاس کیا ہے۔ اور اس کی نظیر زنا کا اعتراف ہے کہ اس میں شہادت کا عدد چار ہے لہٰذا اعتراف کا عدد بھی چار معتبر قرار دیا گیا۔ ابوحنیفہؒ کی دلیل یہی حدیث ہے جسے طحاوی نے ابوھریرہؓ سے روایت کیا ہے، اس میں ایک ہی مرتبہ اقرار مروی ہے جس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قطع ید اور داغنے اور پھر آپؐ کے پاس واپس لانے کا حکم دیا تھا۔ جہاں تک عقلی دلیل کا تعلق ہے تو ان کا قول حد قذف اور قصاص کے معاملے سے معارض ہے قصاص گو حد نہیں لیکن عقوبت ہونے کے لحاظ سے اسے بھی حد ہی کے معنیٰ میں شمار کیا جاتا ہے۔ قصاص اور حد قذف میں ایک ہی بار کا اعتراف کافی ہے۔ اعتراف ایک بار کا ہو یا کئی بار کا، رجوع سے باطل ہو جاتا ہے۔ ہاں! مالی معاملات میں اعتراف کے بعد رجوع باطل ہو گا کیونکہ مقدار اس کی تکذیب کر دے گا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَعْتَرِفُ بِحَدٍّ وَلَا يُسَمِّيهِ

(اس شخص کا باب جو کسی حد اعتراف کرے اور اس کا نام نہ لے)

۴۳۸۱ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ نَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ قَالَ تَوَضَّأْتَ حِينَ أَقْبَلْتَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ صَلَّيْتَ مَعَنَا حِينَ صَلَّيْنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ عَفَا عَنْكَ ط

ترجمہ:۔ ابوامامہؓ نے حدیث بیان کی کہ ایک مرد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا۔ یا رسول اللہ میں نے حد کا ارتکاب کیا ہے (مگر یہ نہ بتایا کہ کون سی حد کا ارتکاب کیا ہے) آپؐ مجھ پر حد قائم کریں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جب تو آیا تھا تو تو نے وضوء کیا تھا؟ اس نے کہا کہ ہاں! فرمایا اور کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے جب کہ ہم نے پڑھی تھی؟ اس نے کہا کہ ہاں! حضورؐ نے فرمایا جا! اللہ نے تجھے معاف فرما دیا ہے (مسلم)

اور نسائی۔ بخاری اور مسلم نے یہ حدیث ابن مسعودؓ سے بھی روایت کی ہے۔

شرح:۔ مرقات الصعود میں ہے کہ اس شخص نے یہ نہیں بتایا کہ اس نے کون سا فعل کیا تھا۔ آیا اس پر حد واجب بھی تھی یا نہیں۔ شاید اس نے کسی گناہ صغیرہ کا ارتکاب کیا تھا اور اپنی نیک دلی اور شدید قسم کے خوف خدا کے باعث اسے قابل حد سمجھا تھا۔ خطابی نے نووی سے اور علماء کی ایک جماعت سے تیقن کے ساتھ نقل کیا ہے کہ وہ گناہ صغیرہ تھا کیونکہ حضورؐ کے قول کے مطابق وہ وضوء اور نماز سے معاف ہوگیا تھا۔ وضوء اور نماز کے ساتھ معاف ہونے والے گناہ دوسری صحیح احادیث کی رُو سے صغائر ہوتے ہیں نہ کہ کبائر۔ بالغرض اس نے کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہو تو اس کی ندامت، پشیمانی اور اعتراف توبہ کی دلیل تھی جس سے وہ گناہ معاف ہوگیا تھا۔ حضورؐ نے اس سے کرید کر نہیں پوچھا کیونکہ حدود شبہات و شکوک سے ساقط ہو جاتی ہیں، یا آپؐ کو بذریعہ وحی اس کی سچی توبہ یا گناہ کے صغیرہ ہونے کا علم ہوگیا تھا۔ (واللہ اعلم)

بَابٌ فِي الِامْتِحَانِ بِالضَّرْبِ

(جرم کی تفتیش کے لیے مارپیٹ سے امتحان لینے کا باب)

۴۳۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ نَا بَقِيَّةُ نَا صَفْوَانُ نَا أَزْهَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَرَازِيُّ أَنَّ قَوْمًا مِنَ الْكَلَاعِيِّينَ سُرِقَ لَهُمْ مَتَاعٌ فَاتَّهَمُوا أُنَاسًا مِنَ الْحَاكَةِ فَأَتَوُا النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَبَسَهُمْ أَيَّامًا ثُمَّ خَلَّى سَبِيلَهُمْ فَأَتَوُا النُّعْمَانَ فَقَالُوا خَلَّيْتَ سَبِيلَهُمْ بِغَيْرِ ضَرْبٍ وَلَا امْتِحَانٍ فَقَالَ النُّعْمَانُ مَا شِئْتُمْ إِنْ شِئْتُمْ أَنْ أَضْرِبَهُمْ فَإِنْ خَرَجَ مَتَاعُكُمْ فَذَاكَ وَإِلَّا أَخَذْتُ مِنْ ظُهُورِكُمْ مِثْلَ مَا أَخَذْتُ مِنْ ظُهُورِهِمْ فَقَالُوا هَذَا حُكْمُكَ فَقَالَ هَذَا حُكْمُ اللهِ وَحُكْمُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ:۔ ازہر بن عبداللہ حرازی نے بیان کیا کہ کلاعی قوم کے کچھ لوگوں کا سامان چرایا گیا تو انہوں نے کچھ کپڑا بننے والوں پر تہمت لگائی اور نعمانؓ بن بشیر کے پاس آئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی تھا اور کوفہ کا حاکم تھا) پس نعمانؓ نے انہیں کچھ دن تک بند رکھا پھر چھوڑ دیا۔ وہ لوگ پھر نعمانؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ نے انہیں جانچے بغیر اور مارپیٹ کے بغیر چھوڑ دیا ہے۔ نعمانؓ بن بشیر نے کہا دو صورتوں میں سے

تم جو چاہو اختیار کرلو۔ اگر چاہو تو میں انہیں پیٹوں۔ سو اگر تمہارا سامان نکل آیا تو بہت بہتر، ورنہ میں تمہاری پشت پر بھی اسی طرح کوڑے برساؤں گا جس طرح ان کی پشت پر برساؤں گا۔ انہوں نے کہا کہ کیا آپ کا فیصلہ ہے؟ نعمانؓ نے کہا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (النسائی)

شرح:۔ ازھر بن عبداللہ حرازی پر محدثین نے کلام کیا ہے کہ وہ ایک بدمذہب شخص تھا، اس نے انسؓ بن مالک اور علیؓ بن ابی طالب کو گالیاں دی تھیں۔ لیکن یہ کلام اس کے مذہب میں ہے ورنہ عجلی نے اسے ثقہ کہا ہے۔ اس حدیث سے ملزم کی مارپیٹ کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ ابوداؤد کے ایک نسخے کی یہ عبارت حیرت انگیز ہے کہ "نعمانؓ نے اس قول کے ساتھ مدعی فریق کو ڈرایا تھا۔ (یعنی یہ کہ اگر مارپیٹ کے بعد بھی مدعا علیہم سے سامان برآمد نہ ہوا تو میں اسی قدر تمہیں پیٹوں گا) یعنی ضرب صرف اعتراف کے لئے واجب ہے" سوال یہ ہے کہ ملزم کے اعتراف کے بعد ضرب کا کیا سوال رہ جاتا ہے؟ اعتراف کے بعد تو حد نافذ ہوگی۔

بَابُ مَا يُقْطَعُ فِيهِ السَّارِقُ

(باب: چور کا ہاتھ کتنے مال میں کاٹا جاتا ہے؟)

۴۳۸۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْطَعُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ¼ دینار یا اس سے زیادہ میں ہاتھ کاٹتے تھے (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، گفتگو آگے آتی ہے۔

۴۳۸۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَوَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَا نَا ح وَنَا ابْنُ السَّرْحِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ الْقَطْعُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "چور کا ہاتھ ¼ دینار یا اس سے زائد میں کاٹا جاتا ہے۔ (بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی۔ بحث آگے دیکھیے۔

۴۳۸۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ نَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ ۔

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال میں ہاتھ قطع کیا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی (بخاری، مسلم، نسائی)

۴۳۸۶ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ اَنَّ نَافِعًا مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ يَدَ رَجُلٍ سَرَقَ تُرْسًا مِنْ صُفَّةِ النِّسَاءِ ثَمَنُهُ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ ۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کا ہاتھ کاٹا تھا جس نے عورتوں کی نماز صفہ سے ایک ڈھال چرائی تھی جس کی قیمت تین درہم تھی۔ (مسلم۔ نسائی میں بھی اس مطلب کی حدیث آئی ہے

۴۳۸۷ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَبِي السَّرِيِّ الْعَسْقَلَانِيُّ وَهٰذَا لَفْظُهُ وَهُوَ اَتَمُّ قَالَا نَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَطَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ رَجُلٍ فِيْ مِجَنٍّ قِيْمَتُهُ دِيْنَارٌ اَوْ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَسَعْدَانُ بْنُ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ اِسْحٰقَ بِاِسْنَادِهٖ ۔

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کا ہاتھ ایک ڈھال چرانے پر کاٹا تھا جس کی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی ابوداؤد نے کہا کہ اسے محمد بن سلمہ اور سعدان بن یحییٰ نے ابن اسحاق سے اس کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

شرح:۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کتنے مال کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ یہ مقدار تین درہم یا ¼ دینار ہے۔ پھر ان کا اس مسئلہ میں اختلاف ہوا کہ سونے چاندی کے علاوہ دوسری اشیاء کی قیمت کاہے سے لگائی جائے گی۔ مالکؒ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ جب ¼ دینار اور تین درہم کا تبادلہ مختلف ہو تو معیار درہم ہوں گے نہ کہ ¼ دینار۔ شافعی نے کہا کہ چیزوں کی قیمت لگانے میں اصل معیار سونا ہے

کیونکہ زمین کی تمام دھاتوں (جواہر الارض) میں وہی اصل ہے، لہٰذا جب تین درہم کا صرف (تبادلہ) ۱/۴ دینار نہ ہو تو اس مقدار (تین درہم) میں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب، ائمہ اہل بیت اور تمام فقہائے عراق کا مذہب یہ ہے کہ قطع کو واجب کرنے والا نصاب دس درہم ہے۔ اس سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جا سکتا۔ قاضی عیاض نے نقل کیا ہے کہ ابراہیم نخعی کے نزدیک ۴۰ دینار یا ۴۰ درہم سے کم میں قطع جائز نہیں ہے۔ چوتھا مذہب حسن بصریؒ کا ہے کہ دو درہم میں قطع واجب ہے۔ ابن المنذر نے ابو ہریرہؓ اور ابو سعیدؓ سے پانچواں مذہب یہ نقل کیا ہے کہ قطع کا نصاب چار درہم ہے۔ ابن المنذر نے ابن الباقر سے چھٹا مذہب یہ نقل کیا ہے کہ قطع کا نصاب تین دینار ہے۔ ساتواں مذہب البحر میں الناصر اور نخعی سے مروی ہے کہ نصاب قطع پانچ درہم ہے۔ اور یہ ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ اور حسن بصری سے بھی مروی ہے آٹھواں مذہب یہ ہے کہ قطع کا نصاب ایک دینار یا اس کی قیمت کو پہنچنے والی چیز ہے۔ ابن المنذر نے نخعی سے اور ابن حزم نے ایک گروہ سے نقل کیا ہے۔ نواں مذہب یہ ہے کہ سونا ہو یا کوئی اور چیز کم ہو یا زیادہ اس کا نصاب قطع ۱/۴ دینار ہے یہ ابن حزم اور ابن عبد البر کا مذہب ہے۔ دسواں مذہب یہ ہے کہ قلیل یا کثیر ہر چیز کی چوری میں قطع واجب ہے۔ یہ البحر میں حسن بصری سے مروی ہے اور داؤد ظاہریؒ اور خوارج کا مذہب ہے۔ گیارہواں یہ کہ نصاب قطع کم از کم ایک درہم ہے، البحر میں یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اور ربیعہ الرائی کا یہی مذہب ہے۔ یہ مذاہب نیل الاوطار میں بیان ہوئے ہیں۔ فتح الباری میں ان کی تعداد بیس آئی ہے مگر بعض کو انہی مذکورہ مذاہب میں ضم کیا جا سکتا ہے لہٰذا وہ مستقل مذاہب نہیں۔ جمہور کا استدلال ابو داؤد کی اس باب کی پہلی احادیث سے ہے اور ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا استدلال اس باب کی آخری حدیث سے ہے یعنی ابن عباسؓ کی حدیث۔ طحاوی نے ایمن الحبشی کی حدیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ کم از کم نصاب قطع ڈھال کی قیمت ہے۔ اور ام ایمنؓ کی روایت میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ڈھال سے کم قیمت کی اشیاء میں قطع نہیں ہے اور ڈھال کی قیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک دینار یا دس درہم تھی۔ اور چونکہ ڈھال کی قیمت میں اختلاف ہوا ہے لہٰذا تقاضائے احتیاط دس درہم ماننا ہی مناسب ہوا کیونکہ اس مقدار پر تو سب کا اتفاق ہے۔

طحاوی نے کہا کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث میں جو ڈھال کی قیمت ۱/۴ دینار آئی ہے، یہ اندازہ خود ان کا اپنا ہے۔ اس احتمال کی بناء پر اسے نصاب قطع بنانا انسب نہیں ہے۔ حدود و تعزیرات کا معاملہ احتیاط پر مبنی ہے اور شبہات سے وہ ساقط ہو جاتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری حدیث جس میں انہوں نے حضورؐ کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ قطع ید کا نصاب ۱/۴ دینار یا اس سے زائد قیمت ہے، تو اس کا یہ جواب ہے کہ حضرت عائشہؓ سے اس حدیث کی روایت میں اختلاف ہے۔ ابن عیینہ عن الزہری عن عمرۃ عن عائشہؓ کی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل نقل ہوا ہے نہ کہ قول۔ اور ہم بتا چکے ہیں کہ ۱/۴ دینار کا اندازہ ڈھال کی قیمت

میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا ہو گا نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم۔ اس روایت میں یونس نے ابن عیینہ کی مخالفت کی ہے اور سفیان کا علم و ورع اور حدیث و فقہ میں جو مقام ہے وہ ظاہر و باہر ہے حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث مخرمہ بن بکیر عن ابیہ عن سلیمان بن یسار عن عمرہ عن عائشہؓ بھی مروی ہے مگر مخرمہ نے اپنے والد سے کچھ نہیں سنا لہٰذا اس روایت پر مدار نہیں رکھا جا سکتا۔

امام کاسانی نے البدائع میں امام محمد بن الحسن الشیبانی کی روایت سے استدلال کیا ہے جو عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ) کے طریق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ڈھال کی قیمت سے کم میں قطع نہ تھا اور یہ اس قیمت ۱۲ درہم کے برابر تھی۔ اور عمرو بن شعیب الخ کے طریق سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد بھی مروی ہے کہ دس درہم سے کم میں قطع نہیں۔ اور ابن مسعودؓ کی روایت سے حضورؐ کا قول مروی ہے کہ قطع ید کا نصاب ایک دینار یا دس درہم ہے۔ اور ابن عباسؓ کی روایت میں بھی ڈھال کی قیمت، جو نصاب قطع تھی، دس درہم آتی ہے۔ ام ایمنؓ کی روایت میں بھی ڈھال کی قیمت دس درہم آئی ہے۔ امام محمد بن الحسن نے الجامع الصغیر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک کپڑے میں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا جس کی قیمت دس درہم تھی۔ حضرت عثمانؓ وہاں سے گزرے اور انہوں نے کہا کہ اس کی قیمت آٹھ درہم ہے۔ تو اجماع ہو چکا ہے اور کم میں اختلاف ہے لہٰذا اسی کو معیار نصاب بنایا جائے گا کیونکہ معاملہ انسانی جان کا ہے اور حدود میں شبہات سے ان کا ساقط ہو جانا متفق علیہ ہے۔

میں گزارش کرتا ہوں کہ حدیث کی اکثر و بیشتر روایات اس پر متفق ہیں کہ حضورؐ کے عہد میں ڈھال کی قیمت کو معیارِ قطع ٹھہرایا گیا تھا۔ اختلاف اگر ہے تو اس قیمت کے تعین میں ہے اور یہ قیمت روایات میں تین درہم آئی ہے اور بعض میں دس درہم، بلکہ ایک روایت میں تو مقدار ۱۲ درہم بھی ہے۔ حدود و تعزیرات کا باب احتیاط پر مبنی ہے لہٰذا حنفیہ نے دس درہم کو اختیار کیا اور اس مسئلہ میں دوسری روایات کو نہیں لیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ مَا لَا قَطْعَ فِيهِ

(باب ۱۲: کن چیزوں میں قطع نہیں)

۴۳۸۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ أَنَّ عَبْدًا سَرَقَ وَدِيًّا مِنْ حَائِطِ رَجُلٍ فَغَرَسَهُ فِي حَائِطِ سَيِّدِهِ فَخَرَجَ صَاحِبُ الْوَدِيِّ يَلْتَمِسُ وَدِيَّهُ فَوَجَدَهُ فَاسْتَعْدَى

عَلَى الْعَبْدِ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ فَسَجَنَ مَرْوَانُ الْعَبْدَ وَأَرَادَ قَطْعَ يَدِهِ فَانْطَلَقَ سَيِّدُ الْعَبْدِ إِلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنَّ مَرْوَانَ أَخَذَ غُلَامِي وَهُوَ يُرِيدُ قَطْعَ يَدِهِ وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ تَمْشِيَ مَعِي إِلَيْهِ فَتُخْبِرَهُ بِالَّذِي سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَشَى مَعَهُ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ حَتَّى أَتَى مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فَقَالَ لَهُ رَافِعٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ فَأَمَرَ مَرْوَانُ بِالْعَبْدِ فَأُرْسِلَ قَالَ أَبُو دَاوُد الْكَثَرُ الْجُمَّارُ ط

ترجمہ: محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت کہ ایک غلام نے کسی شخص کے باغ سے کھجور کے پودے چرائے اور انہیں اپنے آقا کے باغ میں لگا دیا۔ پودوں کا مالک ان کی تلاش میں نکلا اور انہیں پا لیا۔ اس نے حاکم مدینہ مروان بن الحکم کے پاس اس غلام کے خلاف دعویٰ دائر کیا۔ مروان نے غلام کو قید کر دیا اور اس کا ہاتھ کاٹنے کا ارادہ کیا۔ غلام کا آقا رافع بن خدیج کے پاس گیا اور اس سے یہ مسئلہ پوچھا، رافعؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ لٹکے ہوئے پھل میں کھجور کے درخت رکی گوند میں کوئی قطع نہیں ہے تو اس آدمی نے کہا کہ مروان نے میرے غلام کو پکڑ لیا ہے اور میں اس کا ہاتھ کاٹنا چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ اس کے پاس چلیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث اسے سنائیں۔ پس رافعؓ بن خدیج گئے اور مروان کے پاس جا کر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ فرمایا ہو درخت پر کے پھل اور کھجور کے پودے رکی گوند میں قطع نہیں ہے۔ مروان نے اس غلام کی رہائی کا حکم دے دیا۔ ابوداؤد نے کہا کہ کثر کا معنیٰ جمار ہے۔

نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح: کثر کا معنیٰ جمار ہے جو دراصل تو کھجور کے گودے کی گوند کو کہا جاتا ہے جو اس کے گابھے میں ہوتی ہے مگر مراد اس سے پودا ہے۔ یہ حدیث مسند احمد میں بھی مروی ہے۔ حافظ ابن عبدالبر نے اس حدیث کو منقطع کہا ہے کیونکہ محمد بن یحییٰ کا سماع رافعؓ بن خدیج سے (اس حدیث میں) نہیں ہوا، بلکہ وہ ایک واقعہ بیان کرتا ہے۔ لیکن ابن عیینہ نے اس حدیث کو محمد بن یحییٰ سے اس نے اپنے چچا سے اور اس نے رافعؓ سے روایت کیا ہے اور یہ سند متصل ہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ حدیث کا لفظ ثمر اور کثر ہے مگر رافعؓ نے ازراہ قیاس کھجور کے پودے کو بھی اسی حکم میں داخل کیا ہے۔ بقول طحاوی اس حدیث کے کئی شواہد موجود ہیں اور امت نے اسے قبول کر لیا ہے لہٰذا اس کی سند پر گفتگو کرنا درست نہیں۔

۴۳۸۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ نَا حَمَّادٌ نَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ فَجَلَدَهُ مَرْوَانُ جَلَدَاتٍ وَخَلّٰى سَبِيلَهُ ۔

ترجمہ:۔ یہی حدیث دوسری سند سے۔ اس میں راوی نے کہا کہ مروان نے اسے چند کوڑے لگائے اور چھوڑ دیا (یہ کوڑے تعزیر و تادیب کے طور پر لگائے گئے تھے۔)

۴۳۹۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا اللَّيْثُ عَنْ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ فَقَالَ مَنْ أَصَابَ بِفِيهِ مِنْ ذِي حَاجَةٍ غَيْرَ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْءٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوبَةُ وَمَنْ سَرَقَ مِنْهُ شَيْئًا بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِينُ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ ۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضورؐ سے لٹکتے پھل کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ جو حاجت مند اسے لے کر کھالے مگر کپڑے وغیرہ میں نہ چھپائے تو اس پر کچھ نہیں۔ اور جو پھل لے کر باہر نکلے (باغ سے یا کچھے لٹکانے کی جگہ سے) تو اس پر دوگنا تاوان ہے اور جو اسے محفوظ جگہ میں پہنچ جانے کے بعد چرالے اور اس کی قیمت ڈھال کی قیمت تک پہنچ جائے تو اس پر قطع ہے۔ اور جو اس سے کم چرائے تو اس پر دوگنا تاوان ہے اور سزا (تعزیر) ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ جرین کا معنیٰ جوخان ہے (یعنی جہاں پھل سکھانے کے لیے محفوظ کئے جاتے یا جمع کیے جاتے ہیں۔ یہ حدیث نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی آئی ہے۔

تشریح:۔ درخت کے لٹکے ہوئے پھل یا نیچے گرے پڑے پھل کو اٹھا کر کھا لینے کا رواج بالعموم موجود رہا ہے۔ پس اگر کسی ضرورت مند نے کھا لیا تو حرج نہیں بلکہ وہ مالک کی طرف سے صدقہ شمار ہوگا، کپڑے وغیرہ میں لے جانا زائد از حاجت ہے، مگر چونکہ اس صورت میں حرز (حفاظت) نہیں ہوتی لہٰذا اس پر قطع نہیں آتا ہاں تعزیر و تاوان وغیرہ جائز ہے۔ مالی تاوان ابتداء میں تھا پھر منسوخ ہوگیا تھا لہٰذا اب صرف ضمان ہے یعنی جس قدر لیا گیا اتنا یا اس کی قیمت واپس دینا، سب فقہاء کے نزدیک چوری کے لیے حرز و حفاظت شرط ہے۔ اگر کسی کا سامان راستے پر پڑا ہو، حفاظت میں نہ ہو تو اس پر قطع نہیں۔

بَابُ الْقَطْعِ فِي الْخُلْسَةِ وَ الْخِيَانَةِ

(جھپٹ لینے اور بدیانتی میں قطع کا باب ۱۳)

۴۳۹۱۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُنْتَهِبِ قَطْعٌ وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً مَشْهُورَةً فَلَيْسَ مِنَّا وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْخَائِنِ قَطْعٌ ط

ترجمہ: جابرؓ بن عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھیننے والے پر قطع نہیں ہے۔ اور جس نے برسرعام کوئی چیز چھینی وہ ہم میں سے نہیں۔ اور اسی سند کے ساتھ جابرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کیا کہ خائن پر قطع نہیں ہے۔

شرح: خلسہ (جھپٹا مار کر چھیننا) اور خیانت میں قطع اس لیے نہیں کہ یہ گو بڑے جرائم ہیں مگر سرقہ کی تعریف میں نہیں آتے۔ سرقہ کی تعریف یہ ہے کہ کسی کی حرز (محفوظ جگہ) میں سے خفیہ طور پر کوئی چیز نکال لے جانا۔ قطع ید از روئے نص صرف سرقہ میں ہے۔ خیانت اور خلسہ میں تعزیر اور تاوان ہو سکتی ہے۔ یہاں یہ بھی واضح ہو گیا کہ فاطمہ مخزومیہ کا ہاتھ بددیانتی کے باعث نہیں بلکہ سرقہ میں کاٹا گیا تھا جیسا کہ روایات ثابت ہے۔

۴۳۹۲۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَا عَلَى الْمُخْتَلِسِ قَطْعٌ قَالَ أَبُو دَاوُدَ هَذَانِ الْحَدِيثَانِ لَمْ يَسْمَعْهُمَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ وَبَلَغَنِي عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا سَمِعَهُمَا ابْنُ جُرَيْجٍ مِنْ يَاسِينَ الزَّيَّاتِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَقَدْ رَوَاهُمَا الْمُغِيرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ: ایک اور طریق سے وہی حدیث۔ جابرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی حدیث روایت کی اور اس

میں یہ اضافہ ہے کہ دو جھپٹ لینے والے پر قطع نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کہ یہ دو حدیثیں ابن جریج نے ابوالزبیر سے نہیں سُنیں۔ اور مجھے احمد بن حنبل سے خبر ملی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ابن جریج نے یہ حدیثیں یاسین زیات سے سُنی تھیں۔ ابوداؤد نے کہا کہ ان حدیثوں کو مغیرہ بن مسلم نے ابوالزبیر سے اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

شرح: یہ حدیث ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے جابرؓ سے سنداً روایت کی ہے۔ مغیرہ بن مسلم پر محدثین نے کچھ کلام کیا ہے مگر ابن معین، ابوداؤد طیالسی نے اسے صالح الحدیث اور صدوق کہا ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ ترمذی نے ایک جگہ ابن جریج عن ابی الزبیر کی حدیث کو صحیح کہا ہے جس سے اس سند کا اتصال ثابت ہوتا ہے۔ یاسین زیات پر البتہ شدید تنقید ہوئی ہے اور اس کی حدیث کو موضوع تک کہا گیا ہے۔

بَابُ فِيمَنْ سَرَقَ مِنْ حِرْزٍ

(محفوظ جگہ سے چرانے کے بیان میں)

۴۳۹۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ طَلْحَةَ نَا أَسْبَاطُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ أُخْتِ صَفْوَانَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ عَلَى خَمِيصَةٍ لِي ثَمَنُ ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا فَجَاءَ رَجُلٌ فَاخْتَلَسَهَا مِنِّي فَأُخِذَ الرَّجُلُ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهِ لِيُقْطَعَ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَتَقْطَعُهُ مِنْ أَجْلِ ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا أَنَا أَبِيعُهُ وَأُنْسِئُهُ ثَمَنَهَا قَالَ فَهَلَّا كَانَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ زَائِدَةُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جُعَيْدِ بْنِ حُجَيْرٍ قَالَ نَامَ صَفْوَانُ رَوَاهُ طَاوُسٌ وَمُجَاهِدٌ أَنَّهُ كَانَ نَائِمًا فَجَاءَ سَارِقٌ فَسَرَقَ خَمِيصَةً مِنْ تَحْتِ رَأْسِهِ وَرَوَاهُ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَاسْتَلَّهُ مِنْ تَحْتِ رَأْسِهِ فَاسْتَيْقَظَ فَصَاحَ بِهِ فَأُخِذَ وَرَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ فَنَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِدَاءَهُ فَجَاءَ سَارِقٌ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَأُخِذَ السَّارِقُ فَجِيءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ:- صفوانؓ بن امیہ نے کہا کہ میں مسجد میں سویا ہوا تھا اور مجھ پر ایک کالی منقش چادر تھی جس کی قیمت تیس درہم تھی۔ پس ایک شخص آیا اور اس نے وہ چادر مجھ سے چھین لی۔ صفوان نے اس آدمی کو پکڑا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا۔ پس حضورؐ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو میں نے کہا کہ آپؐ تیس درہم کے لیے اس کا ہاتھ کٹوائیں گے؟ میں یہ چادر اس کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں اور قیمت اس پر اوہار مانتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ کام تو نے اسے میرے پاس لانے سے قبل کیوں نہ کیا تھا؟ (نسائی، ابن ماجہ) ابوداؤد نے کہا کہ اسے زائدہ نے سماک سے روایت کیا ہے کہ صفوان سویا ہوا تھا۔ اور طاؤس اور مجاہد نے روایت کیا کہ صفوان سویا ہوا تھا کہ ایک چور آیا اور اس کے سر کے نیچے سے ایک کالی جھالر دار چادر چرالی۔ ابوسلمہ کی روایت میں ہے کہ چور نے اسے اس کے سر کے نیچے سے سرکایا۔ پس وہ جاگ پڑا اور زور سے چلّایا تو چور پکڑا گیا۔ زہری کی روایت میں ہے کہ صفوان مسجد میں چادر کو سرہانے رکھ کر سو گیا ایک چور آیا اور اس کی چادر لے لی۔ اس نے چور کو پکڑا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا۔

تشریح:- یہ چادر صفوان کے قبضے (حرز) میں تھی اور روایات کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ راویوں نے کہیں خلسہ، کہیں سرقہ، کہیں اخذ کا لفظ بولا ہے۔ اس چور کا فعل سرقہ کی تعریف میں آتا ہے۔ تشویش اس امر پر ہے کہ نصاب شہادت کا ذکر اس حدیث میں نہیں آیا۔ غالباً حدیث مختصر ہوگئی ہے۔

بَابٌ فِي الْقَطْعِ فِي الْعَارِيَةِ إِذَا جُحِدَتْ

(عاریت لے کر مکر جانے میں قطع کا باب)

۴۳۹۴۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُخَلَّدُ بْنُ خَالِدٍ الْمَعْنَى قَالَا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ قَالَ مُخَلَّدٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ امْرَأَةً مَخْزُومِيَّةً كَانَتْ تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُطِعَتْ يَدُهَا قَالَ أَبُودَاوُدَ رَوَاهُ جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ زَادَ فِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ هَلْ مِنِ امْرَأَةٍ تَائِبَةٍ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَتِلْكَ شَاهِدَةٌ فَلَمْ تَقُمْ وَلَمْ تَتَكَلَّمْ قَالَ أَبُودَاوُدَ رَوَاهُ ابْنُ غَنْجٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ فِيهِ فَشَهِدَ عَلَيْهَا ط

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک مخزومی عورت لوگوں سے چیزیں مستعار لے کر مکر جاتی تھی، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ ابوداؤد نے کہا کہ اسے جویریہ نے نافع عن ابن عمر یا صفیہ بنت ابی عبید سے روایت کیا ہے۔ اور اس میں یہ لفظ زائد ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور تین بار فرمایا وہ کیا ہے کوئی عورت جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے سامنے توبہ کرے؟ اور وہ (مخزومی عورت) موجود تھی مگر نہ اٹھی اور نہ بولی۔ ابوداؤد نے کہا کہ ابن غنج نے اسے نافع سے، اس نے صفیہ بنت ابی عبید سے روایت کیا ہے۔ اس میں راوی نے کہا کہ اس عورت کے برخلاف چوری کی شہادت دی گئی۔ (اس سے قبل حضرت عائشہؓ کی حدیث گزر چکی ہے کہ اس عورت نے چوری کی تھی جس کے سبب اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ یہ اس کی دوسری بری عادت تھی کہ لوگوں سے چیزیں مستعار لے کر مکر جاتی تھی۔ بلکہ حدیث ۴۳۹۴ میں تو یہاں تک گزرا ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے ایک چادر چرائی تھی۔)

۴۳۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ نَا أَبُو صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ كَانَ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَعَارَتِ امْرَأَةٌ يَعْنِي حُلِيًّا عَلَى أَلْسِنَةِ أُنَاسٍ يُعْرَفُونَ وَلَا تُعْرَفُ هِيَ فَبَاعَتْهُ فَأُخِذَتْ فَأُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِقَطْعِ يَدِهَا وَهِيَ الَّتِي شَفَعَ فِيهَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ فِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ ط

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اس عورت نے مشہور و معروف لوگوں کا نام لے کر زیور ادھار لیا اور وہ خود غیر معروف تھی۔ پھر اس نے وہ زیور بیچ ڈالا۔ پس اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپؐ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اور یہ وہی عورت تھی جس کے متعلق اسامہؓ بن زید نے سفارش کی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو کچھ فرمایا تھا (نسائی)

شرح:۔ حضورؐ کے اس خطبے سے ہی ظاہر ہے کہ اس عورت نے چوری کی تھی کیونکہ حضورؐ نے اس میں یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر فاطمہؓ بنت رسول اللہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کا مال ناجائز طریقوں سے ہڑپ کر لینا اس کا شیوہ تھا۔ اس نے زیور وغیرہ مستعار لے کر واپسی سے انکار بھی کیا تھا اور چوری بھی کی تھی۔

۴۳۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتِ

امْرَأَةٌ مَخْزُومِيَّةٌ تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَطْعِ يَدِهَا وَقَصَّ نَحْوَ حَدِيثِ قُتَيْبَةَ عَنِ اللَّيْثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ زَادَ فَقَالَ فَقَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهَا۔

ترجمہ:۔ یہی حدیث ایک اور طریق سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ایک مخزومی عورت سامان مستعار لیتی اور مکر جاتی تھی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ قطع کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔ یہی حدیث سنن ابی داؤد میں نمبر ۴۳۷۳ پر گزری۔ وہاں ملاحظہ کی جائے اور شرح کو بھی۔

بَابُ فِي الْمَجْنُونِ يَسْرِقُ أَوْ يُصِيبُ حَدًّا

(مجنون جب چوری کرے یا حد کا مستوجب ہو تو اس کا باب)

۴۳۹۷۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الْمُبْتَلَى حَتَّى يَبْرَأَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَكْبُرَ۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے (ان کے افعال و اعمال لکھنے میں نہیں آتے کیونکہ وہ مکلف نہیں) سونے والا جب تک بیدار نہ ہو، جنون میں مبتلا شخص جب تک تندرست نہ ہو جائے اور بچہ جب تک بڑا (بالغ) نہ ہو جائے۔ (ابن ماجہ، نسائی)

شرح:۔ پس ان اشخاص سے اگر کوئی ایسا فعل سرزد ہو جو حد کا مستوجب ہو تو انہیں مواخذہ نہیں نہ ان پر گناہ ہے یہ تو حقوق اللہ کے باب میں ہے جہاں تک حقوق العباد کا معاملہ ہے تو ان کے مال میں ضمان آئے گی۔ یعنی جب کسی کا نقصان کر دیں، کپڑا پھاڑ دیں، کوئی چیز جلا دیں کسی کو تھپڑ دے ماریں وغیرہ)

۴۳۹۸۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُتِيَ عُمَرُ بِمَجْنُونَةٍ قَدْ زَنَتْ فَاسْتَشَارَ فِيهَا أُنَاسًا فَأَمَرَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْ تُرْجَمَ فَمَرَّ بِهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ مَا شَأْنُ هَذِهِ قَالُوا مَجْنُونَةُ بَنِي فُلَانٍ زَنَتْ فَأَمَرَ بِهَا عُمَرُ رَضِيَ اللهُ

عَنْهُ اَنْ تُرْجَمَ قَالَ فَقَالَ ارْجِعُوْا بِهَا ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يَبْرَأَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَعْقِلَ قَالَ بَلٰى قَالَ فَمَا بَالُ هٰذِهِ تُرْجَمُ قَالَ لَا شَيْءَ قَالَ فَاَرْسِلْهَا قَالَ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ ط

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک مجنون عورت لائی گئی اور اس کے متعلق انہوں نے لوگوں سے مشورہ لیا، پھر حضرت عمرؓ نے اس کے رجم کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ وہاں سے گزرے تو پوچھا کہ اس عورت کا معاملہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ فلاں قبیلے کی مجنون عورت ہے جس نے زنا کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے رجم کا حکم دیا ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ حضرت علیؓ نے کہا "اسے واپس لے چلو۔ پھر وہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہا "اے امیرالمومنین کیا آپ کو معلوم نہیں کہ تین اشخاص سے قلم اٹھا لیا گیا ہے (یعنی وہ غیر مکلّف ہیں) مجنون سے حتیٰ کہ وہ شفایاب ہو جائے، اور سونے والے سے جب تک کہ وہ بیدار ہو اور بچے سے جب تک کہ وہ عاقل (بالغ) ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "کیوں نہیں؟ اس پر حضرت علیؓ نے کہا کہ پھر کیا وجہ ہے کہ اس عورت کو رجم کیا جائے؟ انہوں نے کہا "کوئی وجہ نہیں۔ علیؓ نے کہا کہ پھر اسے جانے دیجیے (راوی نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے اسے چھوڑ دیا) ابن عباسؓ نے کہا کہ پھر حضرت عمرؓ بار بار تکبیر کہنے لگے (یعنی حیرت و استعجاب سے)

شرح:۔ علامہ خطابی نے کہا کہ مجنون دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو دائمی یا طویل جنون کا شکار ہوں۔ دوسرے وہ جو کبھی کبھی ہوش میں بھی آ جائیں۔ یہ عورت دوسری قسم کی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس کے متعلق یہ سوچا کہ اس سے زنا کا ارتکاب حالتِ افاقہ میں ہوا تھا لہٰذا رجم واجب ہے۔ حضرت علیؓ کی رائے یہ تھی کہ ممکن ہے زنا حالت جنون میں ہوا ہو، اور حد شبہ سے ساقط ہو جاتی ہے۔ اور شاید واقع میں یہی ہوا ہو کہ زنا حالت جنون میں ہوا تھا لہٰذا علیؓ کی رائے پر حضرت عمرؓ نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔ اور بار بار تکبیر کہنے کا سبب یہ تھا کہ میرا پہلا فیصلہ غلط تھا کم از کم اس میں غفلت شامل تھی، گو وہ فیصلہ صحابہ کے مشورے سے ہوا تھا۔ یہ حضرت عمرؓ کی سلامتِ طبع اور ورع و احتیاط کی دلیل ہے۔

۴۳۹۹۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى نَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ نَحْوَهُ وَقَالَ اَيْضًا حَتّٰى يَعْقِلَ وَقَالَ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ قَالَ فَجَعَلَ عُمَرُ يُكَبِّرُ ط

ترجمہ:۔ اعمش سے دوسرے طریق کے ساتھ یہی حدیث۔ اس میں بھی بچے کے لیے یَعْقِلُ کا لفظ اور مجنون کے بارے میں یُفِیْق کا لفظ ہے اور اس میں بھی حضرت عمرؓ کے تکبیر کہنے کا ذکر نام کی صراحت کے ساتھ ہے۔ نسائی

عن ابن عباسؓ

۴۴۰۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ اَبِي ظَبْيَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمَعْنَى عُثْمَانَ قَالَ وَمَا تَذْكُرُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ الْمَغْلُوبِ عَلَى عَقْلِهِ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَحْتَلِمَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَخَلّٰى عَنْهَا سَبِيلَهَا

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گزرے الخ عثمان کی گزشتہ حدیث کی مانند۔ اس میں ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا ”کیا آپ کو یاد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا“ تین آدمیوں کو غیر مکلف ٹھہرایا گیا ہے۔ پہلا وہ مجنون جس کی عقل مغلوب ہو۔ دوسرا سونے والا حتی کہ بیدار ہو۔ تیسرا بچہ حتی کہ بالغ ہو جائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تو نے سچ بولا۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ پھر حضرت عمرؓ نے اس عورت کو رہا کر دیا۔ (نسائی) اس حدیث کی بنا پر خطابی نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے اس عورت کو دائمی مغلوب العقل مجنون نہیں سمجھا اور یہ جانا کہ اس نے زنا کا ارتکاب حالتِ افاقہ میں ہوا تھا۔ حضرت علیؓ کو کسی طرح سے معلوم تھا کہ زنا حالتِ جنون میں ہوا ہے۔

۴۴۰۱ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ ح وَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ نَا جَرِيرٌ الْمَعْنٰى عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِي ظَبْيَانَ قَالَ هَنَّادٌ الْجَنْبِيُّ قَالَ اُتِيَ عُمَرُ بِامْرَاَةٍ قَدْ فَجَرَتْ فَاَمَرَ بِرَجْمِهَا فَمَرَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَخَذَهَا فَخَلّٰى سَبِيلَهَا فَاُخْبِرَ فَقَالَ ادْعُوا لِي عَلِيًّا فَجَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثَةٍ عَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَبْلُغَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الْمَعْتُوهِ حَتّٰى يَبْرَاَ وَاِنَّ هٰذِهِ مَعْتُوهَةُ بَنِي فُلَانٍ لَعَلَّ الَّذِي اَتَاهَا اَتَاهَا وَهِيَ فِي بَلَائِهَا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ لَا اَدْرِي فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَنَا لَا اَدْرِي

ترجمہ:۔ ابوظبیان جنبی سے کہا کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے بدکاری کی تھی، پس حضرت عمرؓ نے اس کے رجم کا حکم دیا (یا تو انہیں یہ نہ معلوم تھا کہ اس پر جنون کے دورے پڑتے ہیں، یا انہوں نے سمجھا کہ بدکاری عالم ہوش و حواس میں ہوئی ہے!) پس حضرت علیؓ وہاں سے گزرے اور اس عورت کو پکڑ کر رہا کر دیا۔ حضرت عمرؓ کو پتہ چلا تو فرمایا کہ علیؓ کو میرے پاس بلاؤ۔ پس حضرت علیؓ آگئے اور کہا اے امیر المومنین! آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ تین اشخاص سے قلم اٹھا لیا گیا ہے۔ بچے سے حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے، سونے والے سے حتیٰ کہ وہ بیدار ہو اور مجنون کے حتیٰ کہ وہ تندرست ہو جائے۔ یہ عورت فلاں قبیلے کی مجنون عورت ہے، شاید جس نے اس سے زنا کیا تھا وہ اس کے جنون کے دورے میں کیا ہو۔ ابن السرح نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ زنا کس حالت میں ہوا (یا مجھے معلوم نہیں کہ اس پر جنون کے دورے پڑتے ہیں) حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں (النسائی) کہ زنا کس حالت میں ہوا تھا، مگر شک و شبہہ کے باعث حد ساقط ہے!

شرح:۔ اس حدیث کے مضمون میں گزشتہ حدیث کی نسبت تھوڑا سا اختلاف ہے جو شاید کسی راوی کے بیان سے ہوا ہے۔

۴۴۰۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَادَ فِيهِ وَالْخَرِفِ ط

ترجمہ:۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (وہ) تین آدمی غیر مکلف ہیں (۱) سونے والا جب تک کہ بیدار ہو) بچہ جب تک کہ بالغ ہو اور مجنون جب تک کہ ہوش میں آجائے (ابن ماجہ) ابوداؤد نے کہا کہ ابن جریج کی روایت میں مدہت زیادہ عمر ہو جانے کے باعث بے عقل ہو جانے والا اور بوڑھا جس کی بے عقلی طویل اور دائمی ہوتی ہے جب تک کہ اسے موت نہ آجائے)

بَابٌ فِي الْغُلَامِ يُصِيبُ الْحَدَّ

(نابالغ لڑکے کا باب جو مستوجب حد ہو)

۴۴۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ حَدَّثَنِي عَطِيَّةُ الْقُرَظِيُّ قَالَ كُنْتُ مِنْ سَبْيِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَكَانُوا يَنْظُرُونَ فَمَنْ أَنْبَتَ الشَّعْرَ قُتِلَ وَمَنْ لَمْ يُنْبِتْ لَمْ يُقْتَلْ فَكُنْتُ فِيمَنْ لَمْ يُنْبِتْ۔

ترجمہ:۔ عطیہؓ قرظی نے کہا کہ بنی قریظہ میں سے قید ہونے والوں میں تھا۔ اور بنو قریظہ کے مردوں کو دیکھتے تھے، جس کے بال زیرناف اُگ آئے ہوتے اسے قتل کیا جاتا اور جس کے بال نہ اُگے ہوتے اسے قتل نہ کیا جاتا تھا۔ اور میں ان میں سے تھا جس کے بال نہ اُگے تھے (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی)

شرح:۔ بلوغ دراصل احتلام سے ہوتا ہے، مگر ضرورت کے وقت دوسری بعض علامات کو بھی فیصلے کا مدار بنایا جا سکتا ہے۔ ان لوگوں سے اگر پوچھا جاتا تو قتل کے خوف سے بہت سے لوگ جن کے بلوغ اور عدم بلوغ میں شبہ ہوتا، مکر جاتے، اس سبب سے موئے زیرناف کو مدار قرار دیا گیا۔

۴۴۰۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فَكَشَفُوا عَانَتِي فَوَجَدُوهَا لَمْ تُنْبِتْ فَجَعَلُونِي فِي السَّبْيِ۔

ترجمہ:۔ یہی حدیث ابو عوانہ کے طریق سے، اس میں ہے کہ انہوں نے کھول کر دیکھا تو میرے موئے زیرناف اُگے ہوئے نہ تھے لہٰذا مجھے قیدیوں میں شامل کیا (جو بچوں اور عورتوں پر مشتمل تھے) (الحوالۂ سابقہ)

۴۴۰۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْهُ وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَهُ۔

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ان میں جنگ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا مگر آپ نے (قتال میں شامل کرنے کے لیے) قبول نہ فرمایا اور اس وقت ان کی عمر ۱۴ سال تھی۔ پھر جنگ خندق میں انہیں پیش کیا گیا جبکہ عمر ۱۵ سال تھی تو آپ نے اجازت دے دی (بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ) مطلب یہ ہے کہ ابن عمرؓ کی عمر اس وقت ۱۵ برس ہو چکی تھی اور سولھویں میں داخل تھے۔

شرح:۔ عمر کے لحاظ سے نابالغ اور بالغ میں یہی حدِ فاصل ہے۔ جمہور فقہاء اور ابو یوسف و محمد کا یہی قول ہے، مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک بلوغت کی عمر سالوں کے حساب سے ۱۸ سال ہے۔ یہ حدیث کتاب الخراج والامارہ میں نمبر ۲۹۵۷ پر گزر رہی، کچھ بحث وہاں ہو چکی ہے۔ جنگ خندق کے بارے میں اہل تاریخ اور محدثین میں

جو اختلاف ہے اس کا ذکر بھی وہیں ہو چکا ہے۔ اسے ایک بار دیکھ لیا جائے تو مناسب ہوگا۔

۴۴۰۶۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ نَافِعٌ حَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا لَحَدٌّ بَيْنَ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ ؕ

ترجمہ:۔ نافع نے کہا کہ میں نے یہ حدیث عمرؒ بن عبدالعزیز سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ صغیر و کبیر کے درمیان یہی حد ہے (دراصل بلوغت کا اصل معیار احتلام ہے مگر ظاہر ہے کہ فوج میں بھرتی کرتے وقت، عدالت میں شہادت دیتے وقت یا اس قسم کے اور بے شمار مواقع پر کون پوچھتا پھرے گا کہ اے شخص تجھے احتلام ہوا ہے یا نہیں؟ اور پھر بلوغت میں آب و ہوا، خاندانی احوال، اشخاص کے اختلاف اور ممالک کے اختلاف کا بھی دخل ہے۔ مگر قانونی معاملات میں عمر کو ہی معیار بنانا ہوتا ہے۔ یہیں سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ ائمہ فقہا میں اس مسئلے میں اختلاف کا اصل منشاء کیا ہے؟)

بَابُ السَّارِقِ يَسْرِقُ فِي الْغَزْوِ أَيُقْطَعُ

باب: جب چور غزوہ میں چوری کرے تو کیا اس کا قطع ہے یا نہیں؟)

۴۴۰۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ عَنْ شُيَيْمِ بْنِ بَيْتَانَ وَيَزِيْدُ بْنُ صُبْحٍ الْأَصْبَحِيِّ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ كُنَّا مَعَ بُسْرِ بْنِ أَرْطَاةَ فِي الْبَحْرِ فَأُتِيَ بِسَارِقٍ يُقَالُ لَهُ مِصْدَرٌ قَدْ سَرَقَ بُخْتِيَّةً فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُقْطَعُ الْأَيْدِي فِي السَّفَرِ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَقَطَعْتُهُ ؕ

ترجمہ:۔ جنادہ ابن ابی امیہ نے کہا کہ ہم سمندر میں (بحری جنگ میں یا جنگ کے سفر میں) بسرؓ بن ارطاۃ کے ساتھ تھے۔ پس ایک چور کو لایا گیا جسے مصدر کہتے تھے اور اس نے ایک خراسانی اونٹنی چرائی تھی۔ پس بسرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا تھا کہ جنگی سفر میں ہاتھ نہیں کاٹے جاتے، اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ (ترمذی، نسائی)

شرح:۔ اصحاب حدیث کے درمیان بسر بن ارطاۃ کے صحابی ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ اس پر اتفاق ہے کہ اس نے بچپن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ فتح الودود میں ہے کہ اس حدیث کے ظاہر کو اوزاعی نے لیا ہے لیکن جمہور فقہاء اس کے قائل نہیں ہیں۔ بعض نے غزو سے مراد مال غنیمت لیا ہے کہ سارق چونکہ مال غنیمت میں حصہ دار ہے لہٰذا اس میں چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ اس کی یہ تاویل بھی کی گئی ہے کہ اگر اس شخص کے دار الکفر میں بھاگ جانے کا اندیشہ ہو تو ہاتھ نہ کاٹا جائے گا اور یہ تاویل انسب ہے۔ بعض نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے (غالباً بسرؓ کی صحابیت میں اختلاف کے باعث)

بَابٌ فِي قَطْعِ النَّبَّاشِ

(کفن چور کے قطع کا باب)

۴۴۰۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنِ الْمُشَعَّثِ بْنِ طَرِيفٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ يَكُونُ الْبَيْتُ فِيهِ بِالْوَصِيفِ يَعْنِي الْقَبْرَ قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ أَوْ مَا خَارَ اللهُ لِي وَرَسُولُهُ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ أَوْ قَالَ تَصْبِرُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ يُقْطَعُ النَّبَّاشُ لِأَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْمَيِّتِ بَيْتَهُ ط

ترجمہ:۔ ابوذرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں اور سعادت مندی پیش کرتا ہوں۔ فرمایا: تیرا کیا حال ہوگا جب لوگوں کو موت پہنچے گی اس میں گھر یعنی قبر غلام کی قیمت کے بدلے ہوگا۔ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں یا یہ کہا وہ اللہ اور رسولؐ میرے لیے جو پسند کریں (وہی کروں گا) حضورؐ نے فرمایا کہ تجھ پر صبر لازم ہے یا فرمایا کہ تو صبر کرے۔ ابوداؤد نے کہا کہ حماد بن ابی سلیمان نے کہا: کفن چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ میت پر اس کے گھر داخل ہوا ہے (ابن ماجہ، ابوداؤد نمبر ۴۴۰۶)

شرح:۔ اس حدیث پر پہلے ۴۲۶۱ کے عدد میں بحث ہو چکی ہے۔ کفن چور پر قطع لازم ہونے کی دلیل یہ دی گئی ہے کہ اس حدیث میں قبر کو گھر فرمایا گیا ہے۔ مگر یہ ایک محاوراتی مجازی کلام ہے۔ ظاہر ہے کہ قبر میں حرز (حفاظت) کا سوال خارج از بحث ہے۔ یوں بھی دنیا میں جس گھر کا کوئی نگران اور محافظ نہ ہو اسے حرز

نہیں کہا جاسکتا۔ اس بناء پر ابو حنیفہؒ کا مذہب اس مسئلے میں یہ ہے کہ کفن چور پر قطع نہیں۔ تعزیر ہو تو ہو۔

بَابُ السَّارِقِ يَسْرِقُ مِرَارًا

(بار بار چوری کرنے والے کا باب)

۴۴۰۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُقَيْلٍ الْهِلَالِيُّ نَا جَدِّي عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جِيْئَ بِسَارِقٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا سَرَقَ فَقَالَ اقْطَعُوْهُ قَالَ فَقُطِعَ ثُمَّ جِيْئَ بِهِ الثَّانِيَةَ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا سَرَقَ فَقَالَ اقْطَعُوْهُ ثُمَّ جِيْئَ بِهِ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا سَرَقَ قَالَ اقْطَعُوْا ثُمَّ أُتِيَ بِهِ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا سَرَقَ قَالَ اقْطَعُوْهُ فَأُتِيَ بِهِ الْخَامِسَةَ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ قَالَ جَابِرٌ فَانْطَلَقْنَا بِهِ فَقَتَلْنَاهُ ثُمَّ اجْتَرَرْنَاهُ فَأَلْقَيْنَاهُ فِي بِئْرٍ وَرَمَيْنَا عَلَيْهِ الْحِجَارَةَ ۔

ترجمہ:۔ جابرؓ بن عبداللہ نے کہا کہ ایک چور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپؐ نے فرمایا اسے قتل کر دو۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ قَالَ فَقُطِعَ ثُمَّ جِيْئَ بِهِ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا سَرَقَ قَالَ اقْطَعُوْا

شرح:۔ حافظ ابن القیمؒ نے زاد المعاد میں کہا ہے کہ اس فیصلے کے بارے میں لوگوں میں اختلاف پڑا ہے۔ نسائی وغیرہ اس حدیث کو ضعیف کہتے ہیں۔ کچھ اور لوگوں نے اس حدیث کو حسن کہا ہے ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ حکم اس آدمی کے ساتھ خاص تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل میں ہی مصلحت دیکھی تھی۔ ایک تیسرا گروہ اس کا قائل ہے اس کا کہنا یہ ہے کہ سارق جب پانچ بار چوری کرے تو پانچویں مرتبہ میں اسے قتل کیا جائے گا۔ مالکیہ میں سے ابو المصعب کا یہی مذہب ہے نسائی کی روایت میں پہلی مرتبہ اس شخص کا (دایاں ہاتھ) دوسری بار اس کا پاؤں کاٹنے کا ذکر ہے پھر اس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہا کے عہد میں چوری کی تو اس کا ہاتھ اور پاؤں کاٹا گیا۔ پھر اس نے پانچویں بار چوری کی تو ابو بکر رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا خوب علم تھا جبکہ آپ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔ پھر اسے قریش کے جوانوں کے سپرد کیا جن میں عبداللہ بن زبیر بھی تھے۔ وہ امارت کو پسند کرتے تھے، انہوں نے لوگوں سے کہا کہ مجھے اپنا امیر بنالو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پس وہ ضرب لگاتے تو دوسرے بھی ضرب لگاتے تھے۔ حتی کہ اسے قتل کر دیا۔ نسائی نے کہا ہے۔ کہ اس باب میں میں نے کوئی صحیح حدیث نہیں دیکھی۔ شراب پینے والے کے متعلق

جو چوتھی بار قتل کا ذکر آیا ہے۔ سو علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ یہ حکم بالاجماع متروک ہے۔ اور ترمذی وغیرہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اسے منسوخ بھی کہا گیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی بار اسے قتل نہیں کیا تھا۔ احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ آپ نے یہ حدیث کیوں ترک کی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہا کی حدیث کے باعث جس میں ہے کہ مسلمان کا خون صرف تین باتوں میں لینا جائز ہے۔ ابن القیم نے کہا کہ اس کا قتل تعزیراً تھا نہ کہ بطور حد۔ تعزیر میں مصلحت دیکھی گئی اگر اس صورت میں شکل یہ ہے کہ تعزیر حد سے بڑھ گئی ہے۔ فتح الودود میں ہے کہ اس کا قتل شاید ارتداد کے باعث تھا۔ ورنہ یہ حدیث دلائل شرع اور دیگر احکام کے خلاف آئی ہے۔ یہی سبب تھا کہ اسے مار کر گھسیٹا گیا۔ اور ایک برباد کنویں میں پھینک کر اوپر پتھر ڈال دیئے گئے۔ ظاہر ہے کہ کسی مسلمان کی لاش سے یہ سلوک نہیں کیا جاتا۔

خطابی نے کہا کہ میرے علم میں کوئی ایسا فقیہ نہیں جو سارق کے خون کو حلال جانتا ہو۔ خواہ وہ بار بار سرقہ کرے بعض فقہاء کے مذہب پر اس حدیث کی تاویل کی جاسکتی ہے کہ وہ شخص مفسدین فی الارض میں سے تھا۔ لہذا اسے شدید سزا دی گئی۔ اور مفسد کی تعزیر میں امام جو چاہے سزا دے سکتا ہے۔ اور اس پر یہ بات دلالت کرتی ہے۔ کہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ جتنی بار اسے حضورؐ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اتنی بار ہی اس کے قتل کا حکم دیا۔ اور پھر لوگوں کی مراجعت سے ہٹ کر قطع کا حکم دیتے رہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح ہے تو یہ ایک خاص واقعہ تھا اور حضورؐ نے یہ حکم وحی الہی سے دیا۔ جو اسی کے ساتھ خاص تھا۔ اور لوگوں کا اس میں اختلاف ہے کہ پہلی بار تو دایاں ہاتھ اور دوسری چوری پر بایاں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ مگر تیسری بار کیا قطع ہوگا۔ مالک، شافعی اور اسحاق نے کہا کہ دوسری بار بایاں پاؤں تیسری بار بایاں ہاتھ اور چوتھی بار دایاں پاؤں کاٹا جائے گا۔ قتادہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ شعبی، نخعی، حماد بن ابی سلیمان، اوزاعی، احمد بن حنبل نے کہا کہ پہلی چوری پر دایاں ہاتھ دوسری پر بایاں ہاتھ کاٹیں گے۔ اور اس کے بعد بھی چوری کرے تو اسے قطع نہیں کریں گے۔ بلکہ محبوس کر دیں گے۔ حنفیہ کا مذہب اس باب میں یہ ہے کہ قطع کے حکم کو قائم کرنے کا اصل محل صرف دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں ہے پہلی چوری پر دایاں ہاتھ، دوسری پر بایاں پاؤں کاٹا جائے گا۔ اس کے بعد اس پر قطع نہیں ہے، بلکہ تاوان، تعزیر اور حبس ہے

واللہ اعلم

بَابٌ فِي السَّارِقِ تُعَلَّقُ يَدُهُ فِي عُنُقِهِ

چور کا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دینے کا باب نمبر۲۰

۴۴۱۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ نَا حَجَّاجٌ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ قَالَ سَأَلْنَا فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ عَنْ تَعْلِيقِ الْيَدِ

فِی الْعُنُقِ لِلسَّارِقِ أَمِنَ السُّنَّةِ هُوَ قَالَ أُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ يَدُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَعُلِّقَتْ فِي عُنُقِهِ ط

ترجمہ:۔ عبدالرحمن بن محیریز نے کہا کہ ہم نے فضالہ بن عبید سے چور کا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکانے کے متعلق پوچھا کہ آیا یہ سنت ہے۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور کو لایا گیا پس اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ اور اس کی گردن میں لٹکا دیا گیا (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) نسائی نے کہا کہ اس کا راوی حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے۔

شرح:۔ شوکانی نے کہا ہے کہ ہاتھ کاٹ کر گردن میں ڈالنا مشروع ہے کیونکہ اس میں زجر و تنبیہ اور عبرت ہے۔ یہ تاویل درست ہے اگر حدیث صحیح ہوتی، مگر یہ ثابت نہیں ہے۔

بَابُ بَيْعِ الْمَمْلُوكِ إِذَا سَرَقَ

چور غلام کی بیع کا باب نمبر ۲۱

۴۴۱۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابْنَ إِسْمٰعِيلَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَرَقَ الْمَمْلُوكُ فَبِعْهُ وَلَوْ بِنَشٍّ ط

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب غلام چوری کرے تو اسے بیچ دو خواہ بیس درہم پر ہو (نسائی، ابن ماجہ) نسائی نے کہا کہ عمر بن ابی سلمہ حدیث میں قوی نہیں تھا۔

شرح:۔ یہ بھی گویا ایک قسم کی تعزیر ہے کہ یہ غلام کوڑی کا نہیں، اس میں اس کی تذلیل و تحقیر بھی ہے۔

بَابٌ فِي الرَّجْمِ

رجم کا باب نمبر ۲۲

۴۴۱۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ

شَهِدُوْا فَأَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا وَذَكَرَ الرَّجُلَ بَعْدَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ جَمَعَهُمَا فَقَالَ وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَإِنْ تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوْا عَنْهُمَا فَنُسِخَ ذٰلِكَ بِاٰيَةِ الْجَلْدِ فَقَالَ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ؕ

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ ! وَاللَّاتِيْ يَأْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَائِكُمْ الخ : تمہاری جو عورتیں بدکاری کریں ان پر اپنے میں سے چار گواہ ٹھہراؤ۔ اگر وہ گواہی دیں تو انہیں گھروں میں روکو حتّٰی کہ انہیں موت آ جائے یا اللہ ان کے لیے کوئی اور راہ مقرر کرے"۔ ابنِ عباسؓ نے کہا کہ عورت کے بعد مرد کا ذکر فرمایا، پھر ان دونوں کا اکٹھا ذکر کیا اور فرمایا وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا مِنْكُمْ الخ : اور جو دو مرد و عورت تم میں سے یہ بدکاری کریں تو انہیں اذیت دو۔ پھر اگر وہ توبہ کریں اور اپنی اصلاح کریں تو ان سے درگزر کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے جلاً (کوڑے مارنے) کی آیت کے ساتھ منسوخ فرمایا اور فرمایا "زانی عورت اور زانی مرد، ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ"۔

شرح:۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ پہلی آیت کے بعد مرد کا انفراداً ذکر کسی آیت میں نہیں۔ ابن عباسؓ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ مرد کا ذکر ضمناً آیا ہے نہ کہ صراحۃً۔ سو کوڑے کا حکم اس آیت میں غیر شادی شدہ لوگوں کے لیے ہے جیسا کہ سنت میں اس کی صراحت موجود ہے۔ رجم حضورؐ سے اور آپ کے راشد خلفاء سے ثابت ہوا ہے جس کا کسی طور پر انکار ممکن نہیں۔ اور حدیث میں اس مضمون پر ایک منسوخ التلاوت آیت بھی ثابت ہوئی ہے۔

۴۱۳۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ نَا مُوْسٰى عَنْ شِبْلٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ السَّبِيْلُ الْحَدُّ ؕ

ترجمہ:۔ مجاہد نے کہا کہ (آیت قرآنی میں : أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا) سبیل سے مراد حد ہے۔ (یعنی ان عورتوں کو موت تک بند رکھو یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے سزا کا تقرر فرمائے گا۔ جو سورہ نور میں نازل ہوئی)

۴۱۴۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوْا عَنِّيْ خُذُوْا عَنِّيْ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا اَلثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَرَمْيٌ بِالْحِجَارَةِ وَالْبِكْرُ بِالْبِكْرِ

جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ ط

ترجمہ:- عبادہؓ بن صامت نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ سے لے لو، مجھ سے لے لو، اللہ تعالیٰ ان عورتوں کے لیئے راہ مقرر فرمادی ہے۔ شادی شدہ اگر شادی شدہ سے ملوث ہو تو سو کوڑے اور پتھراؤ کرنا ہے (رجم) اور دو کنوارے یہ فعل کریں تو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی)

شرح:- حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے۔ کہ احمدؒ، اسحاقؒ اور داؤدؒ کا یہ مذہب ہے۔ کہ شادی شدہ زانی کو کوڑے لگائے جائیں اور شہر بدر کیا جائے۔ جمہور کا قول یہ ہے، اور احمد کی ایک روایت بھی یہی ہے۔ کہ دونوں سزاؤں کو جمع نہ کیا جائے۔ اور انہوں نے کہا ہے۔ کہ عبادہ کی روایت جس میں دونوں سزاؤں کا ذکر ہے۔ منسوخ ہے۔ اس کی ناسخ ماعزؓ اسلمی کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رجم کا حکم دیا۔ مگر جلد (کوڑے مارنا) کا اس میں کوئی ذکر نہیں آیا۔ اس طرح بقول امام شافعی شروع میں جو زانیوں کے حبس کا حکم تھا۔ مگر وہ جلد کے ساتھ منسوخ ہوا اور اسی طرح ثیب کے لیئے جلا ساقط ہے اور صرف رجم کا حکم ہے۔ ماعزؓ کے واقعہ کے ناسخ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ عبادہؓ کی حدیث جس کی ناسخ ہے۔ جو پہلے مشروع ہوا تھا۔ اور پھر بکر کے لیئے جلد کا اور ثیب کے لیئے رجم کا حکم نازل ہوا۔ ماعزؓ کے قصہ میں صرف رجم کا حکم ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ثیب کے حق میں صرف رجم باقی رہا ہے، رجم کے ساتھ جلد نہیں ہے۔ اسی طرح غامدیہ اور جھنیہ اور دو یہودیوں کے واقعات میں بھی صرف رجم کا حکم ہے۔ اور ان میں جلد مذکور نہیں ہوا پس حدیث عبادہ میں جلاوطنی کی سزا منسوخ ہے۔ اور ثیب کے لیئے صرف رجم باقی ہے (اور اسی طرح بکر کے لیئے صرف جلد ہے جلاوطنی نہیں۔ یوں اگر امام بطور تعزیر و عبرت کسی کو جلا وطن کر دے تو الگ بات ہے!)

ابن المنذر نے کہا ہے کہ بعض لوگوں نے امام شافعیؒ کا یہ کہہ کر معارضہ کیا ہے کہ جلد کتاب اللہ کے ساتھ ثابت ہے۔ اور رجم سنت کے ساتھ ثابت ہوا ہے جیسا کہ حضرت علیؓ کا قول ہے۔ اور علیؓ نے دونوں سزائیں جمع کی تھیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ماعزؓ کا قصہ مختلف سندوں کے ساتھ مروی ہوا ہے، کسی میں یہ نہیں آتا کہ اسے رجم کے ساتھ جلد کی سزا بھی ملی تھی۔ اسی طرح غامدیہ اور جھنیہ کے واقعات میں بھی صرف رجم کا ذکر ہے۔ حضورؐ کا یہی حکم ان واقعات میں ثابت ہوا ہے۔ کہ اسے لے جاؤ اور رجم کرو۔ پس ان قصوں میں جلد کا ذکر نہ ہونا اس بات کی صریح دلیل ہے کہ صرف رجم کیا گیا تھا۔ اور جلد کو اس کے ساتھ جمع نہیں کیا گیا۔ اور جب اس کا وقوع نہیں ہوا تو وہ واجب بھی نہ تھا۔ جہاں تک کنوارے زانیوں کا تعلق ہے، جمہور کا مسلک یہ ہے کہ انہیں جلد کے ساتھ ساتھ جلا وطن (محبوس) بھی کیا جائے گا۔ حنفیہ کے نزدیک ان کی سزا بھی فقط جلد ہے۔ اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک نفی (جلاوطنی یا حبس برائے ایک سال) حد میں شامل نہیں ہے اور جمہور کے نزدیک شامل ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ فقہائے کوفہ کے

علاوہ سب کے نزدیک کنوارے زانیوں کے لیئے جلد کے ساتھ ساتھ نفی کا حکم بھی ثابت ہے۔ اور فقہائے کوفہ میں سے بھی ابو یوسف اور ابن ابی لیلیٰ جمہور کے ساتھ ہیں طحاوی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ نفی منسوخ ہے پھر تعزیب (جلاوطنی یا نفی) کے قائلین میں اختلاف ہے شافعی، ثوری، داؤد اور طبری کے نزدیک یہ حکم سب کنوارے زانیوں کا ہے شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ غلام کو جلاوطن نہیں کیا جاتا۔ مالک اور اوزاعی کے نزدیک عورتیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ اور یہ حکم صرف آزاد مرد کے لیئے ہے۔ اسحاق کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور احمد سے اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں۔ آزادی کی شرط اس لیے ہے۔ کہ غلام کی جلاوطنی میں مالک کا نقصان ہے حالانکہ سزا صرف مجرم کو ملنی چاہیئے یہی سبب ہے کہ غلام پر حج اور جہاد کا فریضہ نہیں ہے

لیکن ابن المنذر نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین کے عمل سے غلام کے لیئے بھی جلا ثابت ہے پھر مسافت میں اختلاف پڑا ہے کہ اسے اس کے گھر سے کتنی دور بھیجا جائے بعض کے قول میں یہ چیز امام کی رائے پر منحصر ہے۔ دوسروں نے کہا کہ قصر کی مسافت تک اور بعض نے تین دن رات کی مسافت بتائی ہے۔ بعض نے کہا کہ ایک صوبے سے دوسرے میں بھیج دیا جائے۔ کچھ اور اقوال بھی ہیں۔ مالکیہ کے نزدیک جلاوطنی کے ساتھ ایک ہی جگہ پر محبوس رکھنا بھی شرط ہے۔

حنفیہ کی طرف سے امام طحاوی نے کہا ہے کہ جلد اور جلاوطنی کا حکم عام ہے جو آزاد اور غلام سب کو شامل ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زانیہ لونڈی کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اسے کوڑے لگاؤ۔ پھر بھی کرے تو کوڑے لگاؤ۔ پھر اسے بیچ ڈالو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: اپنے غلاموں پر حدود قائم کرو۔ پس حضور نے لونڈی کے لیئے جب جلد کا حکم دیا تو اس کے ساتھ جلاوطنی کا حکم نہیں دیا اور جلد کا حکم آزاد اور غلام کے لیئے عام ہے۔ اس سے ہمیں پتہ چل گیا۔ کہ لونڈی کے لیے جلاوطنی نہیں۔ اور اسی طرح مرد پر بھی نہیں۔ اور جلاوطنی حد کا حصہ نہیں ہے۔ ورنہ کسی صورت میں متروک نہ ہوتی۔ اس سے ثابت ہوا کہ بطور تعزیر ہے۔ اور حد دراصل صرف جلد ہے۔ امام جب مصلحت دیکھے تو بطور زجر و تنبیہ یا بطور عبرت و نکال جلاوطن کر دے۔ البدائع میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں زانیوں کی جو سزا بیان فرمائی ہے۔ وہ جلاوطنی سے خالی ہے پس جلاوطنی کو حد نہیں سمجھا جا سکتا ورنہ کتاب اللہ پر اضافہ لازم آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ اُن کے قتل کی جزاء ہے۔ جزاء وہ ہوتی ہے جس سے کفایت واقع ہو جائے۔ علاوہ ازیں بار ہا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جسے جلاوطن کیا جائے وہ اپنے ذات برادری کے لوگوں سے دور ہونے کے باعث اور بھی برائی کی طرف جھک جائے، کیونکہ گھر میں تو اس پر بہت سی پابندیاں ہوتی ہیں۔ جو باہر نہیں ہوتیں۔ پس جلاوطنی صرف بطور تعزیر ہے۔ جو حسب مصلحت ہوتی ہے ورنہ حضرت عمرؓ کے دور میں ایک شخص کو جلاوطن کیا گیا تو وہ رومی سلطنت میں جا داخل ہوا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: اس کے بعد کبھی کسی کو جلاوطن نہ کیا جائے گا۔ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ جلاوطنی ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ واللہ اعلم

۴۴۱۵ - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَا أَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَسَنِ بِإِسْنَادِ يَحْيَى وَمَعْنَاهُ قَالَ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ ط

ترجمہ: حسن بصری اوپر کی حدیث کی مانند مروی ہے، اس میں ہے کہ: ایک سو کوڑے اور رجم (یعنی پتھر مارنے کے بجائے رجم کا لفظ آیا ہے۔)

۴۴۱۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ نَا الرَّبِيعُ بْنُ رَوْحِ بْنِ خَلِيلٍ نَا مُحَمَّدُ ابْنُ خَالِدٍ يَعْنِي الْوَهْبِيَّ نَا الْفَضْلُ بْنُ دَلْهَمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ نَاسٌ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ يَا أَبَا ثَابِتٍ قَدْ نَزَلَتِ الْحُدُودُ وَلَوْ أَنَّكَ وَجَدْتَ مَعَ امْرَأَتِكَ رَجُلًا كَيْفَ كُنْتَ صَانِعًا قَالَ كُنْتُ ضَارِبَهُمَا بِالسَّيْفِ حَتَّى يَسْكُتَا فَأَنَا أَذْهَبُ وَأَجْمَعُ أَرْبَعَةَ شُهَدَاءَ فَإِلَى ذَلِكَ قَدْ قَضَى الْحَاجَةَ - فَانْطَلَقُوا فَاجْتَمَعُوا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ تَرَ إِلَى أَبِي ثَابِتٍ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَى بِالسَّيْفِ شَاهِدًا ثُمَّ قَالَ لَا لَا أَخَافُ أَنْ يَتَتَابَعَ السَّكْرَانُ وَالْغَيْرَانُ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَى وَكِيعٌ أَوَّلَ هَذَا الْحَدِيثِ الخ ط

ترجمہ: یہی حدیث عن الحسن عن سلمہ بن المحبق عن عبادہؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہے۔ اور مضمون وہی ہے پھر کچھ لوگوں نے سعد بن عبادہؓ سے کہا کہ اے ابوثابت! حدود نازل ہو چکی ہیں۔ اور اگر تو اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو پائے تو آپ کیا کرے گا؟ سعد نے کہا کہ میں تو ان دونوں کو تلوار کے ساتھ مار دوں گا۔ حتیٰ کہ ابدی نیند سو جائیں۔ اور یہ بات کہ میں جاؤں اور چار گواہ لاؤں اور اس وقت تک بدکاری فعل ہو جائے گا کیسے ہو سکتا ہے؟ پھر لوگ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ابوثابت نے یوں

اور یوں کہا ہے ؛ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (یہ تو ٹھیک ہے کہ) تلوار ہی کافی گواہ ہے۔ پھر فرمایا نہیں نہیں (مجھے ڈر ہے کہ اس معاملے میں نشہ میں بدمست آدمی بھی غیرت مند کی مانند الیسا کرنے لگے۔ ابوداؤد نے کہا کہ اس حدیث کا پہلا حصہ وکیع نے روایت کیا ہے اور اس میں فضل بن دلہم راوی ہے۔ اور اس کی سند کا متن دوسرا ہے کہ وہ ایک آدمی کسی کی لونڈی سے ملوث ہوگیا الخ ابوداؤد نے کہا کہ فضل بن دلہم حافظ نہ تھا، وہ واسط میں ایک قصاب تھا۔

شرح :۔ یہ حدیث بذل المجہود کے نسخے کے حاشیے پر درج ہے، ہم نے اسے متن کا حصہ بنا دیا ہے۔

۴۴۱۷ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ نَا هُشَيْمٌ نَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عُمَرَ يَعْنِي ابْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ فَقَالَ اِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتٰبَ فَكَانَ فِيْمَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةُ الرَّجْمِ فَقَرَأْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا وَرَجَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا مِنْ بَعْدِهٖ وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ طَالَ بِالنَّاسِ الزَّمَانُ اَنْ يَّقُوْلَ قَائِلٌ مَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِيْ كِتَابِ اللهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ اَنْزَلَهَا اللهُ فَالرَّجْمُ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ اِذَا كَانَ مُحْصَنًا اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ اَوْ كَانَ حَمْلٌ اَوِ اعْتِرَافٌ وَاَيْمُ اللهِ لَوْلَا اَنْ يَّقُوْلَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِيْ كِتَابِ اللهِ لَكَتَبْتُهَا

ترجمہ :۔ عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ عمرؓ بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا وہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور آپؐ پر کتاب اتاری۔ حضورؐ پر اتارے جانے والے احکام و آیات میں آیت رجم بھی تھی۔ پس ہم نے اُسے پڑھا اور یاد کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور آپؐ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔ اور مجھے خوف ہے کہ جب زیادہ عرصہ گزر جائے تو لوگوں میں سے کوئی کہنے والا کہے گا۔ ہم اللہ کی کتاب میں آیت رجم کو نہیں پاتے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ ایک فریضہ کے ترک کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں پس رجم شادی شدہ مردوں اور عورتوں میں سے جو زنا کریں ان پر برحق (ثابت شدہ) ہے جبکہ شہادت قائم ہو جائے یا حمل ہو یا اعتراف ہو۔ اور خدا کی قسم اگر لوگوں کے اس قول کا خوف نہ ہو کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں اضافہ کر دیا ہے تو میں اس آیت کو لکھ دوں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح :۔ جس آیت کا حوالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیا ہے۔ وہ یہ ہے "اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا

فَارْجُمُوْهُمَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ یہ آیت منسوخ التلاوت ہے مگر منسوخ الحکم نہیں ہے اور دلیل اس کی سنتِ متواترہ ہے۔ حضرت عمرؓ کے خطبے کے آخری فقرے سے وضاحت ہو جاتی ہے کہ منسوخ التلاوت ہونے کے باعث اس کا کتاب اللہ میں درج ہونا جائز نہیں تھا کیونکہ یہ متواتر قرآن پر اضافہ ہوتا۔ البدائع میں رجم کے لیے حسن احصان کی شرط ہے اس کی کچھ تفصیل آئی ہے کہ وہ یہ سات ہیں۔ عقل، بلوغ، آزادی، اسلام، نکاحِ صحیح، اس ضمن میں مرد و عورت میں امتیاز کا نہ ہونا (یعنی زوجین میں یہ صفات ضروری ہیں) اور ساتویں شرط دخول ہے، یعنی نکاحِ صحیح کے بعد زوجین کی خلوتِ صحیحہ شرط ہے۔

نیل الاوطار میں شوکانی نے کہا ہے۔ کہ جن لوگوں نے بے خاوند حاملہ یا بے آقا لونڈی کے حاملہ ہونے پر بشرطیکہ وہ محصن ہو چکی ہو۔ رجم کا حکم دیا ہے۔ یا کنواری حاملہ کے کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہا کے اس خطبے سے استدلال کیا ہے۔ مالک اور ان کے اصحاب کا یہی مذہب ہے۔ اکراہ کی صورت یا کوئی اور شبہ ہو تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ اگر وہ غریب الوطن ہو۔ اور دعوی کرے کہ اس کا خاوند یا آقا موجود ہے۔ تو حد نہیں آتی جمہور کا مذہب یہ ہے کہ صرف حمل سے حد نہیں آتی جب کہ شہادت یا اعتراف نہ ہو۔ اور انہوں نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے جنھیں شبہات کے باعث حد کا ساقط ہونا مروی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس باب میں اثبات مسئلہ صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہا کے قول سے ثابت نہیں ہوتا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہا کے خطبہ کا صحابہ کے میں ہونا اور کسی کا انکار نہ کرا جماع کی دلیل نہیں ہے۔ سبب یہ کہ اجتہادی مسائل میں انکار کا ثبوت ضروری نہیں ہوتا اور اس عبارت کا قولِ عمر رضی اللہ عنہا ہونا ثابت ہے۔ یہ کتاب اللہ کا حصہ نہیں ہے جسے انہوں نے خطبے کے شروع میں بیان فرمایا ہے۔ واللہ اعلم

بَابُ رَجْمِ مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ الْاَسْلَمِيِّ

ماعز بن مالک اسلمی کے رجم کا باب (باب کا یہ عنوان بذل المجہود کے نسخے کے حاشیے پر آیا ہے۔

۴۴۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْاَنْبَارِيُّ نَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ نُعَيْمِ بْنِ هَزَّالٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كَانَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ يَتِيمًا فِي حِجْرِ اَبِي فَاَصَابَ جَارِيَةً مِنَ الْحَيِّ فَقَالَ لَهُ اَبِي اِئْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبِرْهُ بِمَا صَنَعْتَ لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ لَكَ وَاِنَّمَا يُرِيدُ بِذٰلِكَ رَجَاءَ اَنْ يَكُونَ لَهُ مَخْرَجًا قَالَ فَاَتَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي زَنَيْتُ فَاَقِمْ عَلَيَّ

كِتَابَ اللهِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَعَادَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللهِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَعَادَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللهِ حَتَّى قَالَهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ قَدْ قُلْتَهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَبِمَنْ قَالَ بِفُلَانَةٍ قَالَ هَلْ ضَاجَعْتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ قَالَ هَلْ بَاشَرْتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ جَامَعْتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ فَأُخْرِجَ بِهِ إِلَى الْحَرَّةِ فَلَمَّا رُجِمَ فَوَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ فَجَزِعَ فَخَرَجَ يَشْتَدُّ فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُنَيْسٍ وَقَدْ عَجَزَ أَصْحَابُهُ فَنَزَعَ لَهُ بِوَظِيفِ بَعِيرٍ فَرَمَاهُ بِهِ فَقَتَلَهُ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ هَلَّا تَرَكْتُمُوهُ لَعَلَّهُ أَنْ يَتُوبَ فَيَتُوبَ اللهُ عَلَيْهِ

ترجمہ:۔ نعیم بن ھزال نے کہا کہ ماعز بن مالک میرے باپ (ھزالؓ) کی گود کا پروردہ یتیم تھا۔ اس نے قبیلے کی ایک لونڈی سے زنا کیا۔ میرے باپ نے اسی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ کو اس قصّے کی خبر دو شاید آپ تیرے لیے استغفار کریں۔ میرے باپ کو امید تھی۔ کہ شاید ماعزؓ کے لیے خلاصی کی کوئی راہ نکل آئے۔ نعیم نے کہا کہ ماعزؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا، یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ مجھ پر اللہ کی کتاب کا حکم قائم کریں۔ حضورؐ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ وہ پھر لوٹ کر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے آپ مجھ پر اللہ کی کتاب کو قائم کریں۔ آپؐ نے پھر اعراض فرمایا۔ اس نے پھر کہا یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے۔ مجھ پر اللہ کی کتاب کا حکم قائم کریں۔ حتیٰ کہ اس نے چار مرتبہ یہی کہا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تو نے چار مرتبہ یہی کہا ہے، سو کس کے ساتھ زنا کیا ہے؟ اس نے کہا، فلاں عورت کے ساتھ۔ آپؐ نے فرمایا کیا تو نے اس سے ہم آغوشی کی ہے؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا کیا تو نے اس سے مباشرت کی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کیا تو نے اس سے جماع کیا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ ہاں۔ نعیم نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رجم کا حکم دیا تو اسے حرّہ کی طرف باہر نکالا گیا۔ جب پتھراؤ ہوا اور اس نے پتھروں کی شدّت پائی تو گھبرا گیا۔ اور نکل بھاگا۔ پس اُسے عبداللہ بن انیس ملا اور اس کے ساتھی اسے پانے سے عاجز آ چکے تھے۔ اور اونٹ کی کُھری کھینچ کر دے ماری اور اسے قتل کر دیا۔ پھر عبداللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ کو یہ قصہ بتایا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا، تم نے اسے کیوں نہ چھوڑ دیا، شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا۔

شرح :۔ اس حدیث سے بقول علامہ شوکانی (نیل الاوطار) ان حضرات نے استدلال کیا ہے جن کے نزدیک اعتراف زنا میں بھی یہ شرط ہے کہ وہ چار مرتبہ ہو۔ اگر اس تعداد سے کم ہو تو حد ثابت نہیں ہوتی۔ یہ قول ائمہ اہل بیت، ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب، ابن ابی لیلیٰ، احمد بن حنبل، اسحاق، الحسن بن صالح کا ہے۔ حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما حسن بصری، مالک، حماد، ابوثور، لیث اور شافعی کے نزدیک ایک بار کا اعتراف کافی ہے۔ اور یہی روایت داؤد ظاہری سے بھی ہے۔ چونکہ حدود کا معاملہ بڑا اہم اور شدید ہے۔ اور شک کا فائدہ دیگر ملزم کو بری کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے حضورؐ نے مفاجعتم مباشرت اور جماع کے الفاظ بولے تاکہ اس کا اعتراف بالکل وضاحت وصراحت سے ثابت ہو جائے، مبادا وہ زنا کا مفہوم کسی اور چیز کو سمجھتا ہو۔ اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ اعتراف کرنے والا جب رجوع کرلے تو اسے شک کا فائدہ مل سکتا ہے اور حد قائم نہ کی جائیگی۔ یہی مذہب حنفی، شافعی، فقہاء ائمہ اہل بیت اور احمد بن حنبل کا ہے۔ اور مالک سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ ابن ابی لیلیٰ، ابوثور، مالک ایک روایت میں، اور شافعی ایک روایت میں کہتے ہیں۔ کہ پورے اعتراف کے بعد رجوع غیر مقبول ہے۔ ہاں! اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ زنا کا ثبوت اگر شہادت سے ہو تو ملزم کا بھاگ کھڑا ہونا اسے بچا نہیں سکتا۔

۴۴۱۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ قَالَ ذَكَرْتُ لِعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قِصَّةَ مَاعِزِ ابْنِ مَالِكٍ فَقَالَ لِي حَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ حَدَّثَنِي ذَلِكَ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا تَرَكْتُمُوهُ مَنْ شِئْتُمْ مِنْ رِجَالِ أَسْلَمَ مِمَّنْ لَا أَتَّهِمُ قَالَ وَلَمْ أَعْرِفْ هَذَا الْحَدِيثَ قَالَ فَجِئْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَقُلْتُ إِنَّ رِجَالًا مِنْ أَسْلَمَ يُحَدِّثُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُمْ حِينَ ذَكَرُوا لَهُ جَزَعَ مَاعِزٍ مِنَ الْحِجَارَةِ حِينَ أَصَابَتْهُ أَلَا تَرَكْتُمُوهُ وَمَا أَعْرِفُ الْحَدِيثَ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهَذَا الْحَدِيثِ كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَ الرَّجُلَ إِنَّا لَمَّا خَرَجْنَا بِهِ فَرَجَمْنَاهُ فَوَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ صَرَخَ بِنَا يَا قَوْمُ رُدُّونِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ قَوْمِي قَتَلُونِي وَغَرُّونِي مِنْ نَفْسِي وَأَخْبَرُونِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ قَاتِلِي فَلَمْ نَنْزِعْ

عَنْهُ حَتّٰى قَتَلْنَاهُ فَلَمَّا رَجَعْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَخْبَرْنَاهُ قَالَ فَهَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ وَجِئْتُمُوْنِىْ بِهٖ لِيَسْتَثْبِتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ فَاَمَّا لِتَرْكِ حَدٍّ فَلَا قَالَ فَعَرَفْتُ وَجْهَ الْحَدِيْثِ ط

ترجمہ: حسن بن محمد بن علیؓ (محمد سے مراد ابن الحنفیہ ہیں) نے کہا کہ حضورؐ کا یہ ارشاد! تم نے اسے کیوں نہ چھوڑ دیا۔ الخ قبیلہ اسلم کے کچھ ثقہ لوگوں نے مجھے بتایا تھا۔ کہ یہ ان کا اپنا قول ہے۔ حدیث کا حصہ نہیں۔ پس میں جابرؓ بن عبداللہ کے پاس گیا اور کہا کہ قبیلہ اسلم کے کچھ لوگ کہتے ہیں۔ کہ جب ماعزؓ پتھروں کی شدت سے بھاگا (اور لوگوں نے تعاقب کر کے اسے مار ڈالا) تو حضورؐ نے فرمایا تھا۔ کہ تم نے اسے کیوں نہ ترک کر دیا، اور میں اسے حدیث میں سے نہیں جانتا۔ تو جابرؓ نے کہا! اے میرے بھتیجے! میں اس حدیث کو سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں۔ جنہوں نے اسی مرد کو رجم کیا تھا۔ جب اس کو رجم کئے گئے۔ اور اس نے پتھر تکلیف اور چبھن کو محسوس کیا تو وہ چلایا! اے میری قوم! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کرتے۔ میری قوم نے قتل کیا ہے اور مجھے دھوکا دیا ہے اور مجھے یہ بتایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قتل کرائیں گے۔ پس ہم نے اس سے ہاتھ نہ روکے حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا۔ پس جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے اور آپؐ کو خبر دی تو فرمایا! تم نے اسے کیوں نہ چھوڑ دیا اور میرے پاس کیوں نہ لے آئے۔ تاکہ اللہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اچھی طرح دریافت کرتے (دوسرے نسخے کے مطابق: تاکہ اللہ کا رسول اس سے توبہ کا مطالبہ کرتا) اور یہ جو کہا گیا ہے کہ حد کو ترک کرنے کے لئے حضورؐ نے یہ فرمایا تھا۔ سو یہ بات نہیں تھی۔ حسن بن محمد نے کہا کہ اس طرح میں نے اس حدیث کو اچھی طرح سمجھ لیا۔ (نسائیؒ، اور اس کا کچھ حصہ بخاریؒ، مسلمؒ، ترمذیؒ میں بھی آیا ہے۔)

شرح: حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ حسن بن محمد بن علیؓ کو یہ بات سمجھ میں نہ آئی تھی۔ کہ اعتراف جب حاکم کے اوپر ہو چکا تھا۔ تو حاکم کے بغیر اس سے رجوع کی صورت میں حد ساقط کرنے کا فیصلہ کون کر سکتا تھا۔ پس جابرؓ کے بیان سے ان کی تسلی ہو گئی اور انہوں نے حدیث کا صحیح مطلب سمجھ لیا۔

۴۴۲۰ - حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ نَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ نَا خَالِدٌ يَعْنِى الْحَذَّاءَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ اَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنَّهٗ زَنٰى فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَاَعَادَ عَلَيْهِ مِرَارًا فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَسَاَلَ قَوْمَهٗ اَمَجْنُوْنٌ هُوَ قَالُوْا لَيْسَ بِهٖ بَاْسٌ فَقَالَ اَفَعَلْتَ بِهَا قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهٖ

اَنْ يُرْجَمَ فَانْطُلِقَ بِهٖ فَرُجِمَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ ط

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ ماعزؓ بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اس نے (یعنی خود ماعزؓ نے) زنا کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اس نے کئی بار اپنی بات دہرائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا۔ پھر آپؐ نے اس کی قوم سے پوچھا کہ کیا وہ مجنوں ہے؟ انہوں نے کہا کہ اسے کوئی بیماری نہیں حضورؐ نے فرمایا کیا تو نے اسی عورت کے ساتھ وہ کام کیا؟ اس نے کہا کہ ہاں! پھر حضورؐ اس کے رجم کا حکم دیا۔ پس اسے لیجایا گیا۔ اور رجم کیا گیا۔ اور حضورؐ نے اس پر نماز نہ پڑھی (نسائی نے اسے مرسلاً بیان کیا ہے۔

شرح:۔ ماعزؓ اسلمی کی نماز جنازہ میں اختلاف ہے۔ بعض روایت میں ہے کہ حضورؐ نے نماز پڑھی اور بعض میں اس کی نفی ہے پس یا تو مثبت کو نافی پر مقدم کیا جائے گا۔ کہ حضورؐ نے پہلے اس کی نماز سے انکار فرمایا اور حکم دیا کہ اپنے دوست پر نماز پڑھ لو۔ (جیسا کہ بعض مقروض میتوں پر بھی یہی حکم دیا تھا۔ پھر یا تو وحی سے یا اجتہاد سے خود نماز پڑھائی ہوگی۔ امام مالکؒ نے محدود (جس پر حد قائم ہوئی ہو) کی نماز جنازہ کو مکروہ کہا ہے۔ احمد بن حنبل نے کہا کہ امام اور اہل فضیلت نہ پڑھیں اور دوسرے لوگ پڑھیں۔ امام ابوحنیفہ اور شافعی نے کہا کہ ہر محدود پر اور ہر فاسق پر جو اہل قبلہ ہو، اسلامی عقاید پر ایمان رکھتا ہو۔ نماز جنازہ پڑھی جائے۔

۴۲۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَيْتُ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ جِيْئَ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ قَصِيْرًا اَعْضَلَ لَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ اَنَّهٗ قَدْ زَنٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَعَلَّكَ قَبَّلْتَهَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ اِنَّهٗ قَدْ زَنَى الْاٰخِرُ قَالَ فَرَجَمَهٗ ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ اَلَا كُلَّمَا نَفَرْنَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَلَفَ اَحَدُهُمْ لَهٗ نَبِيْبٌ كَنَبِيْبِ التَّيْسِ يَمْنَحُ اِحْدَاهُنَّ الْكُثْبَةَ اَمَا اِنَّ اللّٰهَ اِنْ يُمْكِنِّيْ مِنْ اَحَدٍ مِنْهُمْ اِلَّا نَكَّلْتُهٗ عَنْهُنَّ ط

ترجمہ:۔ جابرؓ بن سمرہ نے کہا کہ جب ماعزؓ بن مالک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو میں نے اسے دیکھا تھا۔ وہ ایک چھوٹے قد کا گٹھا ہوا شخص تھا۔ اس پر چادر نہ تھی پس اس نے اپنے آپ پر چار مرتبہ شہادت دی کہ اس نے زنا کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تو نے اس نے بوسہ لیا ہوگا۔ اس نے کہا نہیں بلکہ اس بے توفیق شخص نے زنا کیا ہے۔ جابرؓ بن سمرہ نے کہا کہ پھر آپؐ نے اسے رجم کرایا۔ پھر خطبہ

دیا اور فرمایا کہ سنو! جب کبھی ہم اللہ کی راہ میں سفر کو نکلتے ہیں۔ تو ان میں سے کوئی نہ کوئی پیچھے رہ جاتا ہے جو سانڈ بکرے کی سی آواز نکالتا ہے۔ اور ان عورتوں میں سے کسی کو ایک پیالہ دودھ یا ایک جوڑا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے جس کو بھی میرے قبضے میں دے گا میں اسے ان عورتوں سے ہٹا دونگا۔ (مسلم، نسائی)

شرح :- یہ خطبہ بطور تنبیہ و زجر دیا گیا تھا تاکہ عورتوں کو تاکنے والے اور ان کے پیچھے جانے والے اپنے فعل سے باز آجائیں۔

۴۴۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ قَالَ فَرَدَّهُ مَرَّتَيْنِ قَالَ سِمَاكٌ فَحَدَّثْتُ بِهِ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ إِنَّهُ رَدَّهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ ط

ترجمہ :- سماک بن حرب نے کہا کہ میں نے جابر بن سمرہ سے یہ حدیث سنی الخ اور پہلی حدیث اتم ہے اس میں کہا کہ حضورؐ نے اسے دو مرتبہ رد فرمایا سماک نے کہا کہ پھر میں نے یہ حدیث سعید بن جبیر کو سنائی تو اس نے کہا کہ حضورؐ نے اسے چار دفعہ رد فرمایا تھا۔

۴۴۲۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَنِيِّ بْنُ أَبِي عُقَيْلٍ الْمِصْرِيُّ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ شُعْبَةُ فَسَأَلْتُ سِمَاكًا عَنِ الْكُثْبَةِ فَقَالَ اللَّبَنُ الْقَلِيلُ ط

ترجمہ :- شعبہ نے کہا کہ میں نے سماک سے کثبہ کا معنیٰ پوچھا (جو اس حدیث میں آیا ہے) تو اس نے کہا: تھوڑا سا دودھ

۴۴۲۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ أَحَقٌّ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ قَالَ وَمَا بَلَغَكَ عَنِّي قَالَ بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ وَقَعْتَ عَلٰى جَارِيَةِ بَنِي فُلَانٍ قَالَ نَعَمْ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ قَالَ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ ط

ترجمہ :- ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعز بن مالک سے فرمایا کیا جو خبر تیرے متعلق مجھے پہنچی ہے۔ وہ ٹھیک ہے؟ اس نے کہا کہ آپ کو میرے متعلق کیا خبر پہنچی ہے۔؟ حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو نے بنی فلاں کی لونڈی سے زنا کیا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ پس اس نے چار مرتبہ یہ شہادت دی۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ پھر حضورؐ کے حکم سے رجم کیا گیا۔ (مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح :۔ مشہور روایت میں زیادہ تر یہی آیا ہے ۔ کہ ماعزؓ ہزال کے مشورے (یا حکم) سے از خود حضورؐ کی خدمت میں آیا اور واقعہ بیان کیا تھا۔ بلکہ یہ بھی کہ حضورؐ بار بار اعراض فرماتے اور وہ بار بار اصرار کرتا رہا حتیٰ کہ چار مرتبہ اعتراف کر چکا تو پھر حضورؐ نے اس کی عقل اور کیفیت زنا اور اس کی ماہیت اور مزنیہ کے نام وغیرہ کے متعلق دریافت فرمایا اور جب پوری طرح وضاحت و صراحت ہوگئی۔ تو پھر آپؐ نے اس کے رجم کا حکم دیا۔ یہ روایت بظاہر ان تمام روایات کے خلاف ہے۔ طیبی نے شرح مشکوٰۃ میں کہا ہے۔ کہ اس روایت میں دراصل راویوں نے اختصار کر دیا ہے۔ مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا ہے کہ ان احادیث کو جمع کرنا مشکل نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ حضورؐ نے جب وہ شخص حاضر ہوا تو اسی سے دریافت فرمایا ہو اور اس نے کہا ہو کہ اس کے بیان کے لیے میں حاضر ہوا ہوں اور پھر آپؐ کے اعراض اور اس کے اصرار کا قصہ پیش آیا ہو۔

۴۴۲۵۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ اَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ اَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا مَرَّتَيْنِ فَطَرَدَهٗ ثُمَّ جَاءَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا مَرَّتَيْنِ فَقَالَ شَهِدْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ اِذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ ؕ

ترجمہ :۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ ماعز بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور دوبارہ زنا کا اعتراف کیا تو آپؐ نے اسے ڈانٹ کر ہٹا دیا۔ وہ پھر سامنے آیا اور دوبار زنا کا اعتراف کیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تو نے اپنے برخلاف چار مرتبہ گواہی دی ہے اسے لے جاؤ اور رجم کرو۔

۴۴۲۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا جَرِيْرٌ حَدَّثَنِيْ يَعْلٰى عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ قَالَا نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ نَا اَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ يَعْلٰى يَعْنِي ابْنَ حَكِيْمٍ يُحَدِّثُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ اَوْ غَمَزْتَ اَوْ نَظَرْتَ قَالَ لَا قَالَ اَفَنِكْتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ اَمَرَ بِرَجْمِهٖ وَلَمْ يَذْكُرْ مُوْسٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهٰذَا لَفْظُ وَهْبٍ ؕ

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعزؓ بن مالک سے کہا کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا۔ یا چھوڑا ہوگا یا آنکھ وغیرہ سے اشارہ کیا ہوگا یا اس کی شرم گاہ کو دیکھا ہوگا۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ کیا پھر تو نے اس سے جماع کیا تھا؟ اس نے کہا ہاں پھر اس وقت حضورؐ نے اس کے رجم کا حکم دیا۔ موسیٰ کی روایت مرسل ہے اور الفاظِ حدیث وھب راوی کے ہیں۔

۴۴۲۷۔ حَدَّثَنَا الحسن بن علي نا عبد الرزاق عن ابن جريج أخبرني أبو الزبير أن عبد الرحمن بن الصامت ابن عم أبي هريرة أخبره أنه سمع أبا هريرة يقول جاء الأسلمي إلى نبي الله صلى الله عليه وسلم فشهد على نفسه أنه أصاب امرأة حراما أربع مرات كل ذلك يعرض عنه النبي صلى الله عليه وسلم فأقبل في الخامسة فقال أنكتها قال نعم قال حتى غاب ذلك منك في ذلك منها قال نعم قال كما يغيب المرود في المكحلة والرشاء في البئر قال نعم قال هل تدري ما الزنا قال نعم أتيت منها حراما ما يأتي الرجل من امرأته حلالا قال وما تريد بهذا القول قال أريد أن تطهرني فأمر به فرجم فسمع نبي الله صلى الله عليه وسلم رجلين من أصحابه يقول أحدهما لصاحبه انظر إلى هذا الذي ستر الله عليه فلم تدعه نفسه حتى رجم رجم الكلب فسكت عنهما ثم سار ساعة حتى مر بجيفة حمار شائل برجله فقال أين فلان وفلان فقالا نحن ذان يا رسول الله فقال انزلا فكلا من جيفة هذا الحمار فقالا يا نبي الله من يأكل من هذا قال فما نلتما من عرض أخيكما آنفا أشد من أكل منه والذي نفسي بيده إنه الآن لفي أنهار الجنة ينغمس فيها ط

ترجمہ:۔ ابوھریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ اسلمی (ماعزؓ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور چار مرتبہ شہادت دی۔ کہ اس نے ایک عورت سے فعل حرام کیا ہے۔ ہر بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اعراض فرماتے رہے۔ پانچویں بار آپؐ نے اس کی طرف

منہ کیا اور فرمایا: کیا تو نے اس سے جماع کیا ہے۔؟ اس نے کہا کہ ہاں! فرمایا حتیٰ کہ تیری وہ چیز اس کی اس چیز میں غائب ہوگئی تھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا جس طرح کہ سلائی سرمہ دانی میں غائب ہو جاتی ہے؟ یا ڈول کی رسی کنویں میں غائب ہو جاتی ہے؟ اس نے کہا ہاں؟ آپؐ نے فرمایا: تجھے معلوم ہے۔ کہ زنا کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! میں نے اس عورت سے وہ فعل حرام طور پر کیا ہے جو مرد اپنی عورت سے حلال طور پر کرتا ہے آپؐ نے فرمایا کہ اس قول سے تیری مراد کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میری مراد یہ ہے کہ آپ مجھے پاک کریں پس حضورؐ نے اس کے رجم کا حکم دیا ہے اور اسے رجم کیا گیا پھر حضورؐ نے اپنے اصحاب میں سے دو آدمیوں کو یہ بات چیت کرتے سنا: اس کی طرف دیکھ جس پر اللہ نے پردہ ڈالا تھا۔ مگر اس نے اپنے آپ کو نہ چھوڑا حتیٰ کہ کتے کی مانند پتھروں سے مارا گیا پس آپ خاموش رہے اور کچھ دیر چلتے رہے حتیٰ کہ ایک گدھے کی لاش پر گزرے جس کی ٹانگ (پھول جانے کے باعث) بلند ہو چکی تھی پس حضورؐ نے فرمایا کہ فلاں شخص کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا یارسول اللہ ہم یہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اترو اور اس گدھے کی لاش میں سے گوشت کھاؤ۔ انہوں نے کہا: اے نبی اللہ! اس میں سے کون کھا سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی جو تم نے ابھی غیبت کی ہے۔ وہ اس کے کھانے سے شدید تر ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ اب جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔ (نسائی)

شرح:۔ اس حدیث کی تفصیلات باقی روایات کی نسبت زیادہ تر ہیں۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ سب حضرات یا تو سوار تھے اور یا پھر گدھے کی لاش کسی گڑھے وغیرہ میں تھی جس میں اترنے کا حکم دیا۔ اس حدیث سے غیبت کے معاملے کی شدت بھی واضح ہو گئی۔

۴۴۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَسْلَمَ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَاءِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ اعْتَرَفَ فَاَعْرَضَ عَنْهُ حَتّٰى شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا قَالَ اُحْصِنْتَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ فِي الْمُصَلّٰى فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَاُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ ط

ترجمہ: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور زنا کا اعتراف کیا تو حضورؐ نے اس سے اعراض کیا، پھر اس نے اعتراف کیا تو حضورؐ نے اعراض فرمایا، حتیٰ کہ اس نے اپنے اوپر چار مرتبہ شہادت دی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا تجھے جنون ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں حضورؐ نے فرمایا: کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ جابرؓ نے کہا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے حکم دیا تو اسے عیدگاہ میں رجم کیا گیا پس جب پتھروں نے اسے قلق پہنچایا تو بھاگ اٹھا پھر اسے پا لیا گیا اور رجم کیا گیا حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے خیر کے کلمات فرمائے اور اس پر نماز نہیں پڑھی (بخاری، مسلم، ترمذی، النسائی)

شرح: مصلّیٰ سے مراد وہ جگہ ہے جہاں بیرون شہر نماز جنازہ اور عید پڑھی جاتی تھی۔ دوسری روایت میں بقیع الغرقد کا لفظ ہے۔ اور بعض کے نزدیک اس سے مراد عیدگاہ کے قریب ہے۔ پیچھے بعض روایات میں حرہ کا لفظ آیا ہے۔ ان احادیث میں اختلاف نہیں ہے۔ ان جگہوں کا محل وقوع ایک ہی یا قریب قریب تھا۔ مصلّیٰ سے مراد مسجد نہیں ہے بلکہ اس کے قریب یا متصل کی جگہ ہے۔ نماز جنازہ پر بحث اوپر گزری ہے۔

۴۴۲۹ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا أَبُو عَاصِمٍ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ ابْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ وَزَادَ وَاخْتَلَفُوا فَقَالَ بَعْضُهُمْ رُبِطَ إِلَى شَجَرَةٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَقَفَ۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے حدیث نمبر ۴۴۲۷ کی مانند مروی ہے۔ اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ راویوں کا اختلاف ہے بعض نے کہا کہ ماعزؓ کو ایک درخت کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ اور بعض نے کہا کہ اسے کھڑا کیا گیا تھا۔ (یہ روایت دراصل بذل کے حاشیے پر ہے۔ اور اس کا تعلق حدیث ابی ہریرہ نمبر ۴۴۲۷ کے ساتھ ہے۔

۴۴۳۰ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ح وَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا وَهَذَا لَفْظُهُ عَنْ دَاوُدَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ لَمَّا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجْمِ مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ خَرَجْنَا بِهِ إِلَى الْبَقِيعِ فَوَاللَّهِ مَا أَوْثَقْنَاهُ وَلَا حَفَرْنَا لَهُ وَلَكِنَّهُ قَامَ لَنَا قَالَ أَبُو كَامِلٍ فَرَمَيْنَاهُ بِالْعِظَامِ وَالْمَدَرِ وَالْخَزَفِ فَاشْتَدَّ وَاشْتَدَدْنَا خَلْفَهُ حَتَّى أَتَى عَرْضَ الْحَرَّةِ فَانْتَصَبَ لَنَا فَرَمَيْنَاهُ بِجَلَامِيدِ الْحَرَّةِ حَتَّى سَكَتَ قَالَ فَمَا اسْتَغْفَرَ لَهُ وَلَا سَبَّهُ ط

ترجمہ:۔ ابو سعیدؓ نے کہا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعز بن مالک کیلئے رجم کا حکم دیا تو ہم اسے لیکر بقیع کی طرف گئے پس واللہ ہم نے نہ تو اسے باندھا اور نہ اس کے لیے گڑھا کھودا لیکن وہ ہمارے سامنے کھڑا رہا۔ ابو کامل نے کہا کہ ابو سعیدؓ نے کہا پس ہم نے اسے ہڈیوں اور ڈھیلوں اور ٹھیکریوں سے رجم کیا پس وہ بھاگا تو ہم اس کے پیچھے بھاگے حتیٰ کہ وہ حرہ کے ایک طرف پہنچ تو کھڑا ہو گیا پس ہم نے اسے حرہ کے سخت پتھروں سے مارا حتیٰ کہ وہ ٹھنڈا (خاموش) ہو گیا۔ ابو سعیدؓ نے کہا کہ حضورؐ نے نہ تو اس کے لیے استغفار کیا اور نہ اسے سخت سست کہا (مسلم، نسائی)

شرح:۔ مولانا نے فرمایا کہ حضورؐ نے اس کے لیے استغفار اس لیے نہ کیا کہ لوگ اس فعل پر دلیر نہ ہو جائیں اور برا بھلا اس لیے نہ کہا کہ کسی کی موت کے بعد ایسا کرنا جائز نہیں ہے مگر اس سے صراحۃً نماز جنازہ کی نفی نہیں ہوتی۔

۴۴۳۱ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ نَا إِسْمٰعِيلُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ قَالَ ذَهَبُوا يَسُبُّونَهُ فَنَهَاهُمْ قَالَ ذَهَبُوا يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ فَنَهَاهُمْ قَالَ هُوَ رَجُلٌ أَصَابَ ذَنْبًا حَسِيبُهُ اللّٰهُ ۔

ترجمہ:۔ ابو نضرہ نے کہا کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا الخ گزشتہ حدیث کی مانند مگر پوری حدیث نہیں ہے۔ راوی نے کہا کہ لوگ اسے گالیاں دینے لگے۔ تو آپؐ نے انہیں منع فرمایا پھر راوی نے کہا کہ لوگ استغفار کرنے لگے تو حضورؐ نے منع فرمایا۔ فرمایا کہ وہ ایک مرد تھا جس نے ایک گناہ کیا تھا۔ اور اس کا حساب کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ (منذری نے کہا کہ یہ مرسل ہے۔ اور اس میں دلیل ہے کہ حد گناہ کا کفارہ نہیں ہے۔ ورنہ اسے برا بھلا کہنے سے تو خیر رو کا گیا ہی تھا مگر یہ نہ فرمایا جاتا کہ اس کا حساب لینے والا اللہ ہے۔

۴۴۳۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ نَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى بْنِ الْحَارِثِ نَا أَبِي عَنْ غَيْلَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَنْكَهَ مَاعِزًا ۔

ترجمہ:۔ بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ نے ماعز کا منہ سونگھا تھا (کہ مبادا نشے کی حالت میں ہو۔ اس حالت کا اعتراف غیر معتبر ہے) یہ حدیث مسلم میں بھی ہے۔

۴۴۳۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْأَهْوَازِيُّ نَا أَبُو أَحْمَدَ نَا بَشِيرُ بْنُ مُهَاجِرٍ

حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَحَدَّثُ اَنَّ الْغَامِدِيَّةَ وَمَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ لَوْ رَجَعَا بَعْدَ اعْتِرَافِهِمَا اَوْ قَالَ لَوْ لَمْ يَرْجِعَا بَعْدَ اعْتِرَافِهِمَا لَمْ يَطْلُبْهُمَا وَاِنَّمَا رَجَمَهُمَا عِنْدَ الرَّابِعَةِ ط

ترجمہ:۔ بریدہؓ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب باہم گفتگو کرتے تھے۔ کہ غامدی عورت (جس کے اعتراف پر اسے رجم کیا گیا تھا۔) اور ماعز بن مالک اگر اپنے اعتراف کے بعد رجوع کر لیتے، اور کہا کہ اگر ایک مرتبہ کے اعتراف کے بعد پھر لوٹ کر (کئی بار) اعتراف نہ کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں نہ بلواتے رجم تو انہیں چوتھی مرتبہ کے اعتراف پر کرایا گیا تھا۔ (یعنی اگر وہ اعتراف کر کے پھر پلٹ جاتے تو بھی رجم نہ ہوتا اور اگر صرف ایک بار اعتراف ہوتا تو بھی رجم نہ ہوتا۔ یہ تو چار کا عدد پورا ہونے پر ہوا تھا)

۴۳۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ صَبِيْحٍ قَالَ عَبْدَةُ اَنَا حَرَمِيُّ بْنُ حَفْصٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُلَاثَةَ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عُمَرَ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَنَّ خَالِدَ بْنَ اللَّجْلَاجِ حَدَّثَهُ اَنَّ اللَّجْلَاجَ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ كَانَ قَاعِدًا يَعْتَمِلُ فِي السُّوْقِ فَمَرَّتْ اِمْرَاَةٌ تَحْمِلُ صَبِيًّا فَثَارَ النَّاسُ مَعَهَا وَثُرْتُ فِيْمَنْ ثَارَ وَانْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ مَنْ اَبُوْ هٰذَا مَعَكِ فَسَكَتَتْ فَقَالَ شَابٌّ حَذْوَهَا اَنَا اَبُوْهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَاَقْبَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ مَنْ اَبُوْ هٰذَا مَعَكِ فَقَالَ الْفَتٰى اَنَا اَبُوْهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بَعْضِ مَنْ حَوْلَهُ يَسْاَلُهُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا مَا عَلِمْنَا اِلَّا خَيْرًا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحْصِنْتَ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ قَالَ فَخَرَجْنَا بِهِ فَحَفَرْنَا لَهُ حَتّٰى اَمْكَنَّا ثُمَّ رَمَيْنَاهُ بِالْحِجَارَةِ حَتّٰى هَدَاَ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْاَلُ عَنِ الْمَرْجُوْمِ فَانْطَلَقْنَا بِهِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا هٰذَا جَاءَ يَسْاَلُ عَنِ

الْخَبِيْثِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُوَ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ فَاِذَا هُوَ اَبُوْهُ فَاَعَنَّاهُ عَلٰى غُسْلِهِ وَتَكْفِيْنِهِ وَدَفْنِهِ وَمَا اَدْرِيْ قَالَ وَالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ اَمْ لَا وَهٰذَا حَدِيْثُ عَبْدَةَ وَهُوَ اَتَمُّ

ترجمہ:۔ لجلاج نے بتایا کہ وہ بازار میں بیٹھا کام کر رہا تھا۔ کہ ایک عورت ایک بچے کو اٹھائے ہوئے گزری اور لوگ اس کے ساتھ چلے اور میں بھی چلنے والوں میں تھا۔ اور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپؐ اس عورت سے فرماتے تھے۔ یہ بچہ تیرے پاس ہے اس کا باپ کون ہے؟ وہ خاموش رہی تو ایک جوان اس کے پاس تھا۔ بولا: یا رسول اللہ میں اس کا باپ ہوں پھر حضورؐ اس عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: یہ لڑکا جو تیرے پاس ہے اس کا باپ کون ہے؟ پھر وہ جوان بولا: یا رسول اللہ میں اس کا باپ ہوں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ارد گرد والوں سے انکی طرف نگاہ اٹھا کر پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم خیر کے سوا کچھ نہیں جانتے (یعنی اس مرد کو جنون نہیں ہے) پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ پس حضورؐ کے حکم سے اُسے رجم کیا گیا۔ بریدہ نے کہا کہ ہم اسے لیکر باہر نکلے اور اس کے لیے گڑھا کھودا۔ حتیٰ کہ ہم اس کے رجم پر قادر ہوئے تو اس پر پتھر پھینکے حتیٰ کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر ایک شخص اس رجم شدہ کے متعلق پوچھتا ہوا آیا۔ تو ہم اس کو لیکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کہا کہ یہ شخص اس خبیث کے متعلق پوچھنے آیا ہے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔ پس وہ شخص اس کا باپ نکلا تو ہم نے اس کے غسل اور کفن دفن میں اس کی مدد کی۔ (اور کسی راوی کا قول ہے کہ مجھے معلوم نہیں میرے استاد نے نماز کا ذکر کیا تھا یا نہیں۔ اور یہ عبدہ کی روایت ہے۔ جو دوسرے راوی کی روایت سے تمام تر ہے۔ (اصل حدیث نسائی میں بھی مروی ہے)

شرح:۔ اس حدیث کے راوی محمد بن عبداللہ بن علاثہ پر بعض محدثین نے کڑی تنقید کی ہے۔ اور اسے موضوعات کا راوی اور متروک تک کہا ہے۔ حضورؐ کا یہ ارشاد کہ وہ اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی پاکیزہ تر ہے شاید وحی کے ذریعے سے فرمایا گیا ہو۔

۴۴۳۵۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ نَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ ح وَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الْاَنْطَاكِيُّ نَا الْوَلِيْدُ جَمِيْعًا قَالَا نَا مُحَمَّدٌ وَقَالَ هِشَامٌ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الشُّعَيْثِيُّ عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِيِّ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ هٰذَا الْحَدِيْثِ

ترجمہ:۔ الجلاج کی گزشتہ حدیث مختصراً ایک اور سند کے ساتھ۔

۴۴۳۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ح وَنَا ابْنُ السَّرْحِ الْمَعْنَى أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا زَنَى بِامْرَأَةٍ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجُلِدَ الْحَدَّ ثُمَّ أُخْبِرَ أَنَّهُ مُحْصَنٌ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ ط

ترجمہ:۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور اسے کوڑے لگائے گئے۔ پھر آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ شادی شدہ ہے۔ تو آپؐ نے اس کے رجم کا حکم دیا اور اسے رجم کیا گیا۔

شرح:۔ پہلے جب اسے حد لگائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے احصان کا علم نہ تھا جن فقہاء کے نزدیک جلد اور رجم دونوں جمع ہو سکتے ہیں ان کے قول پر تو اس حدیث میں اشکال نہیں ہے۔ لیکن جنہوں نے کہا ہے کہ دو حدوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا ان کے مذہب پر اس حدیث میں سخت اشکال ہے کیونکہ یہ بھی مسلم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاء پر قائم نہیں رکھا جاتا تھا اور فوراً اطلاع دی جاتی تھی کہ فلاں لغزش یا خلافِ اولیٰ کام ہوا ہے اس کی اصلاح کر لی جائے۔

۴۴۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَبُو يَحْيَى الْبَزَّازُ قَالَ أَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا زَنَى بِامْرَأَةٍ فَلَمْ يُعْلَمْ بِإِحْصَانِهِ فَجُلِدَ ثُمَّ عُلِمَ بِإِحْصَانِهِ فَرُجِمَ ط

ترجمہ:۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا اور اسی مرد کا محصن ہونا معلوم نہ تھا۔ لہٰذا اسے کوڑے لگوائے گئے۔ پھر اس کے احصان کا علم ہوا تو اسے رجم کرایا گیا۔

بَابٌ فِي الْمَرْأَةِ الَّتِي أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجْمِهَا مِنْ جُهَيْنَةَ ط

(جہینہ کی اس عورت کا باب جس کے رجم کا حضورؐ نے حکم دیا تھا)

۴۴۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ هِشَامًا الدَّسْتَوَائِيَّ وَأَبَانَ بْنَ يَزِيدَ

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ الْمَعْنَى عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ امْرَأَةً قَالَ فِي حَدِيثِ أَبَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّهَا زَنَتْ وَهِيَ حُبْلَى فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيًّا لَهَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسِنْ إِلَيْهَا فَإِذَا وَضَعَتْ فَجِئْ بِهَا فَلَمَّا أَنْ وَضَعَتْ جَاءَ بِهَا فَأَمَرَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ أَمَرَهُمْ فَصَلَّوْا عَلَيْهَا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ تُصَلِّي عَلَيْهَا وَقَدْ زَنَتْ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لَمْ يَقُلْ عَنْ أَبَانَ فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا

ترجمہ: عمران بن حصین سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ اس نے زنا کیا ہے اور وہ حاملہ ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ایک ولی کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کر اور جب یہ بچہ جن لے تو اسے میرے پاس لا۔ جب اس نے بچہ جنا تو ولی اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس کے کپڑوں کو اس پر باندھ دیا گیا (مبادا عریاں ہو جائے) پھر حکم دیا تو اسے رجم کیا گیا۔ پھر آپ نے لوگوں کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا اور لوگوں نے اس پر نماز پڑھی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ اس نے زنا کیا تھا پھر بھی ہم اس پر نماز پڑھیں؟ پس حضورؐ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہل مدینہ میں سے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دی جائے تو ان کے لیے کافی ہو جائے اور کیا تو نے اس سے افضل کسی کو پایا ہے کہ اس نے اپنی جان ہار دی ہے۔ (وہ خادم ہوگئی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پاک ہونے کو حاضر ہو گئی تھی پس اس نے سچی توبہ کر لی تھی) ابان کی روایت میں کپڑوں کو باندھنے کا ذکر نہیں ہے۔ مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ

۴۳۸ الف۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ نَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا يَعْنِي فَشُدَّتْ۔

ترجمہ:۔ ایک اور سند سے اوزاعی کی روایت میں کپڑوں کو باندھنے کا ذکر ہے۔

۴۴۳۹ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ نَا عِيسَى عَنْ بَشِيرِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ امْرَاَةً يَعْنِي مِنْ غَامِدٍ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّي قَدْ فَجَرْتُ فَقَالَ ارْجِعِي فَرَجَعَتْ فَلَمَّا اَنْ كَانَ الْغَدُ اَتَتْهُ فَقَالَتْ لَعَلَّكَ اَنْ تَرُدَّنِي كَمَا رَدَدْتَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّي لَحُبْلَى فَقَالَ لَهَا ارْجِعِي فَرَجَعَتْ فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ اَتَتْهُ فَقَالَ لَهَا ارْجِعِي حَتَّى تَلِدِي فَرَجَعَتْ فَلَمَّا وَلَدَتْ اَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فَقَالَتْ هٰذَا قَدْ وَلَدْتُهُ فَقَالَ ارْجِعِي فَاَرْضِعِيهِ حَتَّى تَفْطِمِيهِ فَجَاءَتْ بِهِ وَقَدْ فَطَمَتْهُ وَفِي يَدِهِ شَيْءٌ يَاْكُلُهُ فَاَمَرَ بِالصَّبِيِّ فَدُفِعَ اِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَاَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا وَاَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ وَكَانَ خَالِدٌ فِيمَنْ يَرْجُمُهَا فَرَجَمَهَا بِحَجَرٍ فَوَقَعَتْ قَطْرَةٌ مِنْ دَمِهَا عَلَى وَجْنَتِهِ فَسَبَّهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا خَالِدُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ وَاَمَرَ بِهَا فَصُلِّيَ عَلَيْهَا فَدُفِنَتْ ۔

ترجمہ:۔ بریدہؓ سے روایت ہے کہ غامد (قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ) کی ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی کہ میں نے فجور یعنی زنا کیا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو واپس چلی جا، وہ لوٹ گئی۔ دوسرا دن ہوا تو وہ پھر آگئی اور کہنے لگی شاید آپ مجھے اس طرح بار بار لوٹانا چاہتے ہیں جس طرح آپ نے ماعز بن مالک کو رد کیا تھا۔ (اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ) واللہ میں زنا سے حاملہ ہوں۔ آپ نے فرمایا تو واپس چلی جا۔ وہ چلی گئی۔ اور اگلے دن پھر آگئی تو آپ نے فرمایا، تو واپس جا جب تک کہ بچہ نہ جن لے۔ پس وہ گئی اور جب بچہ جن لیا تو اسے لیکر آئی اور بولی کہ میں نے اس کو جنم دیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا تو واپس جا، اسے دودھ پلا حتیٰ کہ تو اس کا دودھ چھڑوا لے۔ پھر وہ اسے لیکر آئی اور وہ اس کا دودھ چھڑا چکی تھی۔ اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جسے وہ کھا رہا تھا پس حضورؐ نے بچے کے متعلق حکم دیا اور اسے ایک مسلم مرد کے سپرد کر دیا گیا پھر آپ نے حکم دیا تو اس عورت کے لیے ایک گڑھا کھودا گیا۔ اور رجم کا حکم دیا گیا پس اسے رجم کیا گیا۔ خالدؓ رجم کرنے والوں میں شامل تھے۔ انہوں نے اسے پتھر مارا تو اس کے خون کا قطرہ ان کے گال پر پڑا۔ خالدؓ نے اسے گالی دی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جا اے خالد! مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اس نے

ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ناجائز چنگی محصول لینے والا بھی ویسی توبہ کرے تو اسے بخش دیا جائے یہ حضورؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا اور اسے دفن کیا گیا۔ (مسلم، نسائی)

شرح:۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال تعلیم نے جو حساس معاشرہ قائم کیا تھا یہ عورت اس کی ایک مثال ہے۔ گنہ گار ہے۔ بھول چوک اور خطا ہو جاتی ہے مگر اس کے بعد ایک مومن کا جو حال پشیمانی کے باعث ہو جاتا ہے۔ اس حدیث پر ذرا سا غور کر لینے سے وہ کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔ اپنے آپ کو بخوشی موت اور تعذیب کے لیے پیش کرنا اور وہ بھی عورت ذات کا، واقعی یہ ایک عظیم کردار ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ گنہ گار سے نفرت نہیں بلکہ گناہ سے ہونی چاہیئے۔ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ناجائز محصول چنگی لینا کتنا بڑا جرم ہے۔

۴۴۴۴۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ زَكَرِيَّا أَبِي عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ شَيْخًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَمَ امْرَأَةً فَحَفَرَ لَهَا إِلَى الثُّنْدُوَةِ وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ فَهَّمَنِي أَبُو رَجُلٍ عَنْ عُثْمَانَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ الْغَسَّانِيُّ جُهَيْنَةُ وَغَامِدٌ وَبَارِقٌ وَاحِدٌ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَحُدِّثْتُ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ نَا زَكَرِيَّا بْنُ سُلَيْمٍ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ زَادَ ثُمَّ رَمَاهَا بِحَصَاةٍ مِثْلَ الْحِمَّصَةِ ثُمَّ قَالَ ارْمُوا وَاتَّقُوا الْوَجْهَ فَلَمَّا طَفِئَتْ أَخْرَجَهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا وَقَالَ فِي التَّوْبَةِ نَحْوَ حَدِيثِ بُرَيْدَةَ ط

ترجمہ:۔ ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو رجم کرایا اور اس کے لیے چھاتی تک گڑھا کھودوایا۔ ابوداؤد نے کہا کہ غسانی کی طرف سے ابن ابی بکرہ کا لفظ مجھے ایک شخص نے سمجھایا جسے میں اپنے استاد سے اچھی طرح سن نہ سکا تھا۔ ابوداؤد نے کہا کہ غسانی (ابوبکر بن عبداللہ) نے کہا کہ جہینہ، غامد اور بارق ایک ہی چیز کے نام ہیں۔ ابوداؤد نے کہا کہ مجھے عبدالصمد بن عبدالوارث کے متعلق بتایا گیا کہ ذکریا بن سلیم نے اپنی سند کے ساتھ اوپر کی حدیث کی مانند روایت کی اور یہ لفظ زیادہ کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چنے کے برابر ایک کنکری پھینکی پھر فرمایا کہ پتھر مارو مگر چہرے کو بچاؤ۔ پھر جب وہ عورت مر گئی تو اسے گڑھے سے نکلوایا اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور توبہ کے متعلق بریدہؓ کی حدیث جیسا لفظ بولا۔ (یعنی اس حدیث کے راوی نے)

شرح:۔ یہ جسے ابوداؤد نے عبدالصمد سے روایت کیا ہے نسائی میں بھی ہے۔ اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے

۴۴۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ الْآخَرُ وَكَانَ أَفْقَهَهُمَا أَجَلْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا وَالْعَسِيفُ الْأَجِيرُ فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِي ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ إِلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَّبَهُ عَامًا وَأَمَرَ أُنَيْسًا الْأَسْلَمِيَّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ فَإِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا ط

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ اور زیدؓ بن خالد جہنی دونوں نے خبر دی ہے۔ کہ دو آدمی اپنا جھگڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ پس ایک نے کہا یا رسول اللہ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمایئے۔ دوسرا جو ان دونوں میں زیادہ سمجھدار تھا۔ بولا، ہاں یا رسول اللہ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمایئے۔ اور مجھے بولنے کی اجازت دیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہو۔ اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس شخص کا ملازم تھا اور اس نے اس کی عورت سے زنا کیا ہے پس لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر رجم ہے پس میں نے اس کے فدیئے میں سو بکریاں اور اپنی ایک لونڈی دی۔ پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے ہیں۔ اور ایک سال کی جلاوطنی، اور رجم اس کی عورت پر ہے۔ (کیونکہ وہ شادی شدہ تھی اور لڑکا کنوارا تھا) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے ساتھ فیصلہ کرتا ہوں۔ تیری بکریاں اور تیری لونڈی تجھ پر لوٹائی جاتی ہے (کیونکہ وہ حد کا کفارہ نہیں تھا) اور حضورؐ نے اس کے بیٹے کو سو کوڑے لگوائے اور

ایک سال کی جلاوطنی دے دی۔ اور انیسؓ اسلمی کو حکم دیا کہ دوسرے کی بیوی کے پاس جائیے پس اگر وہ اعتراف کر لے تو اسے رجم کر دے۔ پس اس نے اعتراف کر لیا تو انیسؓ نے اسے رجم کر دیا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح:۔ اس حدیث میں یہ اشکال ہے کہ زنا کا اعتراف کرنے والے کو حتی الوسع بچانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ وہ اعتراف سے مکر جائے یا کوئی اور شک وشبہ پیش آ جائے جس سے کہ حد ساقط ہو سکے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انیسؓ کو اس شخص کی عورت کے پاس اعتراف کرانے کو کیوں بھیجا تھا؟ اس کا جواب مولاناؒ نے یہ دیا ہے کہ لڑکے والے نے حضورؐ کی مجلس میں اس عورت پر قذف کیا تھا۔ اب اگر وہ اعتراف نہ کرتی تو اس شخص کو قذف کی حد لگائی جاتی لہٰذا اس بات کی صفائی اس عورت سے ہو سکتی تھی۔ اور اس سبب سے انیسؓ کو اس سے دریافت کرنے کو بھیجا گیا۔ حافظ ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ اس مقدمہ کے فریقین، لڑکے، عورت اور ان اہل علم کا نام معلوم نہیں ہو سکا جن کا ذکر اس حدیث میں کیا ہے۔

بَابٌ فِي رَجْمِ الْيَهُودِيَّيْنِ

(دو یہودیوں کے رجم کا باب)

۴۴۴۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الزِّنَا قَالُوا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُونَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوهَا فَجَعَلَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ ثُمَّ جَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَهَا فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنِي عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ ۔

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بیان کیا کہ ان میں سے ایک

مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم تورات میں زنا کے متعلق کیا پاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم انہیں رسوا کرتے ہیں۔ (منہ کالا کرکے گدھے پر الٹے رخ سوار کرکے پھراتے ہیں وغیرہ) اور انہیں کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ پس عبداللہ بن سلام نے کہا تم نے جھوٹ کہا ہے، تورات میں رجم کا حکم ہے۔ پس وہ تورات کو لائے۔ اور اسے کھولا اور ان میں سے ایک نے آیتِ رجم پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ اور اس سے اگلی پچھلی آیتیں پڑھنے لگا۔ عبداللہ بن سلام نے کہا اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔ اس نے ہاتھ اٹھایا تو اس میں آیت رجم تھی پس انھوں نے کہا اے محمد اس نے (عبداللہ بن سلام نے) سچ کہا ہے۔ اس میں آیت رجم موجود ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ اور ان دونوں کو رجم کیا گیا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میں نے مرد کو دیکھا کہ وہ پتھروں سے عورت کو بچانے کی خاطر اس پر جھک رہا تھا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح: ابن العربی نے کہا ہے کہ اس یہودی عورت کا نام بسُرہ تھا مگر مرد کا نام نہیں لیا۔ اس مقدمے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے جانے کا سبب یہ تھا کہ یہودی ازراہِ شرارت اختلافی مقدمات حضورؐ کے پاس لاتے تھے۔ ورنہ انہیں خود معلوم تھا۔ کہ تورات کا حکم اس میں کیا ہے۔ اور وہ اپنے شخصی معاملات میں از روئے معاہدہ آزاد تھے۔ روایات میں ہے کہ اس موقع پر انہوں نے باہم گفتگو کی کہ آؤ اس نبی کے پاس چلیں کیونکہ یہ تخفیف کے احکام لائے ہیں۔ مطلب ان کا یہ تھا۔ کہ اگر آپ رجم کے سوا کوئی اور فیصلہ فرمائیں تو مان لیں گے اور خدا کے ہاں یہ جواب دینگے کہ یہ حکم ہمیں اس نبی اُمّی نے دیا تھا۔ حضورؐ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ کہ وہ لوگ حاضر ہوئے اور مقدمہ پیش کیا۔ اسلامی احکام میں زنا کی سزا رجم اس صورت میں ہے جب کہ بقولِ حافظ ابن حجر مالکیہ اور اکثر حنفیہ اور امام مالک کے استاد ربیعہ کے نزدیک احصان ثابت ہو جائے۔ اور احصان کے لیے اُن کے نزدیک اسلام شرط ہے۔ پھر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہودیوں کے غیر مسلم ہونے کے باوجود حضورؐ نے انہیں رجم کا حکم کیوں کر دیا؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر الزام قائم کرنے اور انہیں تورات کی تحریف و تبدیل کا مجرم ثابت کرنے کے لیے یہ حکم دیا تھا۔ کیونکہ تورات میں محصن زانی کی سزا رجم تھی۔ (اور اب تک موجود ہے) بس ان پر ان کی اپنی کتاب کا حکم نافذ کیا گیا تھا۔ یوں بھی ابتدا میں آپؐ اس امر پر مامور تھے۔ کہ جن معاملات میں آپؐ پر وحی نازل نہ ہوئی ہو اور سابق کتابوں کا حکم معلوم ہو جائے۔ تو اس پر عمل کریں۔ بعد میں جب اسلامی احکام نازل ہوئے۔ تو وہ پہلی صورت جاتی رہی۔ پس یہودیوں کا رجم اس حکم کی بنا پر تھا۔ بعد میں یہ حکم قرآنی آیات نے اس طرح منسوخ کیا کہ خود اسلامی شرع نازل ہوئی،

الغرض اس کے بعد محصن اور غیر محصن میں تفریق سورۂ نور کے احکام میں کی گئی۔ واللہ اعلم بالصواب

۴۴۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ مَرَّ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِيَهُودِيٍّ مُحَمَّمٍ فَدَعَاهُمْ فَقَالَ هٰكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي قَالُوا نَعَمْ فَدَعَا رَجُلاً مِنْ عُلَمَائِهِمْ قَالَ لَهُ نَشَدْتُكَ بِاللّٰهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوسٰى هٰكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي فِي كِتَابِكُمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا وَلَوْ لَا أَنَّكَ نَشَدْتَنِي بِهٰذَا لَمْ أُخْبِرْكَ نَجِدُ حَدَّ الزَّانِي فِي كِتَابِنَا الرَّجْمَ وَلٰكِنَّهُ كَثُرَ فِي أَشْرَافِنَا فَكُنَّا إِذَا أَخَذْنَا الرَّجُلَ الشَّرِيفَ تَرَكْنَاهُ وَإِذَا أَخَذْنَا الضَّعِيفَ أَقَمْنَا عَلَيْهِ الْحَدَّ فَقُلْنَا تَعَالَوْا فَنَجْتَمِعُ عَلٰى شَيْءٍ نُقِيمُهُ عَلَى الشَّرِيفِ وَالْوَضِيعِ فَاجْتَمَعْنَا عَلَى التَّحْمِيمِ وَالْجَلْدِ وَتَرَكْنَا الرَّجْمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا أَمْرَكَ إِذْ أَمَاتُوهُ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ إِلٰى قَوْلِهِ إِنْ أُوتِيتُمْ هٰذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا إِلٰى قَوْلِهِ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرُونَ فِي الْيَهُودِ إِلٰى قَوْلِهِ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ قَالَ هِيَ فِي الْكُفَّارِ كُلُّهَا يَعْنِي هٰذِهِ الْآيَةَ ط

ترجمہ:- براء بن عازب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے یہودی گزرے جنہوں نے ایک شخص کا منہ کالا کر رکھا تھا۔ آپ نے یہودیوں کو بلا کر پوچھا کہ کیا تم زانی کی یہی سزا (تورات میں) پاتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں پس حضور نے ان کے علماء میں سے ایک شخص کو بلایا اور فرمایا کہ میں تجھے اس خدا کی قسم دیتا ہوں، جس نے موسیٰ پر تورات اتاری کہا تم اپنی کتاب میں زانی کی سزا پاتے ہو؟ اس نے کہا کہ اللہ جانتا ہے کہ ایسا نہیں۔ اور اگر آپ مجھے یہ قسم نہ دیتے تو میں آپ کو نہ بتاتا۔ ہم زانی کی سزا اپنی کتاب میں رجم پاتے ہیں۔ لیکن زنا کی ہمارے اشراف میں کثرت ہو گئی تھی۔ پس جب ہم کسی شریف آدمی کو پکڑتے تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کسی ضعیف کو پکڑتے تو اس پر حد قائم کرتے تھے۔ پھر ہم نے کہا کہ آؤ ہم کسی ایسی سزا پر متفق ہو جائیں جسے شریف اور گھٹیا سب پر قائم کر سکیں۔ پس ہم منہ کالا کرنے اور کوڑے لگانے پر جمع ہوئے اور رجم کو ترک کر دیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے تیرا حکم زندہ کیا جب کہ ان لوگوں نے اسے

مردہ کردیا تھا پس آپؐ نے حکم دیا اور اسے رجم کیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: اے رسول! تمہیں وہ لوگ غم میں نہ ڈالیں۔ جو کفر میں تنگ و دو کرتے ہیں۔ الخ یہود نے کہا کہ: اگر تمہیں یہ حکم ملے تو اسے لے لو اور اگر یہ نہ ملے تو پرہیز کرو" الخ "اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم پر فیصلہ نہ کریں پس وہ کافر ہیں" یعنی یہودیں "اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم پر فیصلہ نہ کریں وہ ظالم ہیں" یعنی یہودیں سے "اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم پر فیصلہ نہ کریں وہ نافرمان ہیں" الخ نے کہا کہ یہ آیت سب کفار کے بارے میں ہے۔ (مسلم، ابن ماجہ)

شرح:۔ امام ابن جریر طبری نے: يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ، الخ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس امر میں اختلاف ہوا کہ اس آیت میں کون لوگ مراد ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ آیت ابولبابہ بن عبدالمنذر کے متعلق نازل ہوئی تھی جس نے بنو قریظہ کے محاصرے کے موقع پر جب یہود نے سعد بن معاذ کو ثالث تسلیم کرلیا تھا۔ تو کہا تھا کہ "ثالثی قبول نہ کرو ورنہ ذبح ہو جاؤ گے۔ بعض کے نزدیک یہ ایک یہودی کے متعلق اتری تھی جس نے ایک مسلم سے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرلے کہ فلاں مقتول جو میں نے قتل کیا تھا۔ اس کا فیصلہ کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ عبداللہ بن صوریا یہودی اسلام کے بعد مرتد ہو گیا تھا۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ اور بعض نے اسے منافقین کے بارے میں نازل ہونا بتایا ہے۔ طبری نے کہا کہ میرے نزدیک سب سے بہتر قول یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے متعلق اتری تھی۔ اور ممکن ہے کہ اس کے حکم میں ابن صوریا اور لوگ بھی داخل ہوں۔ لیکن ابوہریرہؓ اور براء بن عازب کی روایات اس باب میں ثابت تر ہیں۔ انہیں بعض یہود کا ذکر ہے جنہوں نے زبانی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی تصدیق کی تھی، مگر دل سے کافر تھے زبانی تصدیق کا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے تنازعات اور مسائل آپؐ کے پاس لا کر دل پسند فیصلہ لینا چاہتے تھے۔ ابن جریر طبری نے آیات وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ الفاسقون الظالمون کے متعلق لکھا ہے کہ یہ یہود کے متعلق ہیں۔ جن کے پاس وہ کتاب کسی نہ کسی شکل میں موجود تھی۔ جسے وہ منزل من اللہ جانتے تھے۔ مگر فیصلے اس کے خلاف کرتے تھے، انہوں نے زنا کے باب میں احکام رجم کو چھپا لیا تھا۔ حالانکہ رجم کا حکم اس وقت بھی اس میں موجود تھا (اور اب بھی موجود ہے) انہوں نے قصاص اور دیت کے احکام میں بھی شریف و وضیع میں فرق کرلیا تھا۔ اور اس آیت میں کفر سے مراد بعض کے نزدیک تحریف تورات ہے۔ بعض کے نزدیک کافرون سے مراد وہ مسلم ہیں۔ جو دعوائے اسلام کر کے بھی حکم کتاب کو نہ مانیں۔ ظالمون سے مراد یہودی اور فاسقون سے نصاریٰ ہیں۔ بعض نے کہا کہ آیات کا نزول تو اہل کتاب کے متعلق تھا۔ مگر ان کے حکم میں سب لوگ داخل ہیں۔ جو ان پر عمل پیرا نہ کرنے والے ہیں۔ طبری نے کہا کہ میرے نزدیک ان آیات سے مراد اہل کتاب ہیں اور ان کا ماقبل و مابعد یہی ظاہر کرتا ہے۔

۴۴۴۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ نَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي هِشَامٌ

بْنُ سَعْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَتَى نَفَرٌ مِنْ يَهُودَ فَدَعَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْقُفِّ فَأَتَاهُمْ فِي بَيْتِ الْمِدْرَاسِ فَقَالُوا يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ رَجُلاً مِنَّا زَنَى بِامْرَأَةٍ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ فَوَضَعُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِسَادَةً فَجَلَسَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ ائْتُونِي بِالتَّوْرَاةِ فَأُتِيَ بِهَا فَنَزَعَ الْوِسَادَةَ مِنْ تَحْتِهِ وَوَضَعَ التَّوْرَاةَ عَلَيْهَا وَقَالَ آمَنْتُ بِكِ وَبِمَنْ أَنْزَلَكِ ثُمَّ قَالَ ائْتُونِي بِأَعْلَمِكُمْ فَأُتِيَ بِفَتًى شَابٍّ ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ الرَّجْمِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ ط

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ یہودیوں کی ایک جماعت آئی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قف کی طرف بلایا (مدینہ کی ایک وادی کا نام ہے) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس بیت المدراس میں تشریف لے گئے تو انہوں نے کہا، اے ابوالقاسم! ہم میں سے ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے، پس آپ انہیں فیصلہ فرمائیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (تعظیم وتالیف قلب کی خاطر) ایک گدا رکھا اور آپ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر فرمایا میرے پاس تورات لاؤ، (وہ لائے) تو آپؐ نے تکیہ نیچے سے نکالا اور اسے تکیے پر رکھا اور فرمایا، میرے پاس اپنا سب سے بڑا عالم لاؤ۔ پس ایک نوجوان کو لایا گیا۔ پھر ابن وھب نے رجم کا قصہ بیان کیا جیسا کہ مالک کی حدیث میں ہے۔

۴۴۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ نَا رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ ح وَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا عَنْبَسَةُ نَا يُونُسُ قَالَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ سَمِعْتُ رَجُلاً مِنْ مُزَيْنَةَ مِمَّنْ يَتَّبِعُ الْعِلْمَ وَيَعِيهِ ثُمَّ اتَّفَقَا وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهَذَا حَدِيثُ مَعْمَرٍ وَهُوَ أَتَمُّ قَالَ زَنَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ وَامْرَأَةٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اذْهَبُوا بِنَا إِلَى هَذَا النَّبِيِّ فَإِنَّهُ نَبِيٌّ بُعِثَ بِالتَّخْفِيفِ فَإِنْ أَفْتَانَا بِفُتْيَا دُونَ الرَّجْمِ قَبِلْنَاهَا وَاحْتَجَجْنَا بِهَا عِنْدَ اللَّهِ قُلْنَا فُتْيَا نَبِيٍّ مِنْ أَنْبِيَائِكَ قَالَ فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ

فِي أَصْحَابِهِ فَقَالُوا يَا أَبَا الْقَاسِمِ مَا تَرَى فِي رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا فَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ كَلِمَةً حَتَّى أَتَى بَيْتَ مِدْرَاسِهِمْ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أُحْصِنَ قَالُوا يُحَمَّمُ وَيُجَبَّهُ وَيُجْلَدُ وَالتَّجْبِيهُ أَنْ يُحْمَلَ الزَّانِيَانِ عَلَى حِمَارٍ وَيُقَابَلُ أَقْفِيَتُهُمَا وَيُطَافُ بِهِمَا قَالَ وَسَكَتَ شَابٌّ مِنْهُمْ فَلَمَّا رَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَتَ أَلَظَّ بِهِ النِّشْدَةَ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنَّا نَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ الرَّجْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا أَوَّلُ مَا ارْتَخَصْتُمْ أَمْرَ اللَّهِ. قَالَ زَنَى ذُو قَرَابَةٍ مِنْ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِنَا فَأَخَّرَ عَنْهُ الرَّجْمَ ثُمَّ زَنَى رَجُلٌ فِي أُسْرَةٍ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ رَجْمَهُ فَحَالَ قَوْمُهُ دُونَهُ وَقَالُوا لَا يُرْجَمُ صَاحِبُنَا حَتَّى تَجِيءَ بِصَاحِبِكَ فَتَرْجُمَهُ فَاصْطَلَحُوا عَلَى هَذِهِ الْعُقُوبَةِ بَيْنَهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أَحْكُمُ بِمَا فِي التَّوْرَاةِ فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَبَلَغَنَا أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِمْ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ.

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ یہود کے ایک مرد وعورت نے زنا کیا پس ان میں سے بعض نے کہا کہ چلو اس نبی کے پاس چلیں کیونکہ وہ ایک ایسا نبی ہے جو تخفیف کے احکام لایا ہے۔ اگر وہ ہمیں رجم سے کم کا فتویٰ دے تو اسے قبول کر لیں گے۔ اور اللہ کے ہاں دلیل پیش کریں گے۔ کہ یہ تیرے ایک نبی کا فتویٰ تھا۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ وہ آئے جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے اندر اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے۔ پس وہ بولے اے ابوالقاسم آپ کا ایک مرد وعورت کے متعلق کیا خیال ہے۔ جنہوں نے زنا کیا ہے، حضورؐ نے ان سے کچھ نہ کہا حتیٰ کہ ان کے بیت المدراس میں تشریف لے گئے۔ دروازے پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے موسیٰؑ پر تورات اتاری تھی۔ کہ تم تورات میں محصن زانی کی کیا سزا پاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ اس کا منہ

کالا کیا جائے، کوڑے لگائے جائیں اور زانی مرد و عورت کو دوسرے کی طرف پشت کرکے سوار کرایا جائے اور پھرایا جائے ابوہریرہؓ نے کہا کہ ایک جوان خاموش تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے خاموش دیکھا تو باصرار اسے قسم دلائی وہ بولا، اللہ گواہ ہے کہ جب آپ نے ہمیں قسم دلائی ہے تو ہم تورات میں رجم پاتے ہیں۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے پہل تم نے اللہ کے حکم میں از خود رخصت کب بنا لی تھی۔ اس نے کہا کہ ہمارے ایک بادشاہ کے رشتہ دار نے زنا کیا تو اس سے رجم کو ہٹا دیا گیا پھر ایک اور شخص نے زنا کیا جس کی برادری مضبوط تھی۔ بادشاہ نے اسے رجم کرنا چاہا تو اس کی قوم سزا میں حائل ہو گئی اور انہوں نے کہا کہ ہمارے آدمی کو رجم نہیں کیا جا سکتا جب تک تو اپنے رشتہ دار کو لا کر رجم نہ کرے۔ پھر وہ سب اس ہلکی سزا پر متفق ہو گئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں وہی فیصلہ کرتا ہوں جو تورات میں ہے، پس حضورؐ نے ان کے رجم کا دیا اور انہیں رجم کر دیا گیا۔ زھری نے کہا کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ یہ آیت ان میں اتری تھی۔ إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا الخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان نبیوں میں داخل ہیں۔

شرح: مولاناؒ نے فرمایا ہے کہ حضرت گنگوہی کی تقریر میں آیا ہے۔ ان روایات میں اختلاف ہے پہلی روایت میں صراحت ہے کہ یہود اپنا فیصلہ خود کرنے سے قبل حضورؐ کی خدمت میں آئے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پہلے سوال کیا تھا کہ ان کے نزدیک اس مسئلہ کا حکم تورات میں کیا ہے۔ تیسری روایت میں صراحت ہے کہ یہود نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قف میں بلایا تھا۔ چوتھی روایت میں ہے کہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں تشریف لائے تھے۔ ان روایات کو واقعات کے تعدد پر محمول کرنا ممکن نہیں کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ ابن صوریا تورات میں رجم کے ثبوت کے بعد دوسری تیسری اور چوتھی بار پھر انکار کر جاتا، حالانکہ یہ بات ثابت ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو کی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قسم دے کر جواب مانگا تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہود نے آپس میں مشورہ کیا تھا کہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں اور آپ سے فتویٰ پوچھیں، شاید آپ ان کے لیے کوئی آسان راہ نکال دیں اور تورات کا حکم جو ان پر واجب تھا اسے ترک کرنے کا بہانہ نکل آئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی سہولت دیکھی تھی۔ جب وہ آئے اور فتویٰ پوچھا تو آپؐ نے انہیں تعزیراً رجم کا حکم دیا کیونکہ آپؐ کو معلوم تھا کہ انہیں بدکاری پھیلی ہوئی ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہاں سے بھی جواب ملا ہے۔ اور کوئی تخفیف نہیں ہوئی تو انہوں نے وہی آسان سزا دی جو پہلے دیتے تھے۔ اتفاق یہ ہوا کہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے "تماشے" کو بچشم خود دیکھ لیا۔ اور آپ کو پتہ چل گیا کہ یہ وہی شخص ہے جس کے متعلق انہوں نے فتویٰ پوچھا تھا۔ پس آپؐ نے یہود کو بلایا اور دریافت کیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ پھر آپؐ کے دل میں خیال آیا اور خود ان کے ہاں تشریف لے گئے یا اس

یا رہبود نے خود حضورؐ کو بلایا، حدیث کے ہر راوی نے اس سارے قصے کا کوئی ایک یا دو حصے روایت کر دیئے ہیں۔ اور بظاہر ان احادیث میں جو اختلاف نظر آتا ہے وہ حقیقی اختلاف نہیں ہے۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ اہل ذمہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار تھا کہ ان میں فیصلہ کریں یا نہ کریں۔ اور یہ فیصلہ جو فرمایا اس کا تعلق ان کے شخصی معاملات سے تھا۔ جسے آج کل "پرسنل" کہتے ہیں۔ اور یہ فیصلہ حضورؐ نے ان کے مطالبے پر کیا تھا۔ ورنہ شخصی معاملات میں انہیں از خود فیصلہ کرنے کی آزادی تھی۔ جہاں تک ملکی قانون کا تعلق ہے اس کی پابندی ہر فرد رعیت پر قانونًا فرض ہوتی ہے۔ اور جن لوگوں نے ان روایات سے یہ استدلال کیا ہے کہ اسلام کا ہونا احصان کی شرط نہیں ہے۔ ان کا استدلال باطل ہے۔ کیونکہ حضورؐ کا یہ فیصلہ تعزیرًا تھا۔ اور احصان کے لیئے اسلام شرط خود احادیث سے ثابت ہے۔ اور ان روایات میں ان یہودیوں کے متعلق جو احصان کا لفظ آیا ہے۔ اس سے مراد مطلق نکاح ہے یا یہ کہ اس سے مراد "احصان عند الیہود" ہے۔ اور بعض احادیث میں احصان کا لفظ لونڈی کے لیئے بھی وارد ہوا ہے۔ حالانکہ احصان میں حریت بھی شرط ہے اور لونڈی غلام کو رجم نہیں کیا جاتا۔ اور یہ مسئلہ اجماعی ہے۔ اس مسئلہ میں کچھ بحث اوپر ابن حجر کے حوالے سے گزری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

۴۴۶۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى أَبُو الْأَصْبَغِ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ يُحَدِّثُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ زَنَى رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ وَقَدْ أُحْصِنَا حِينَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَقَدْ كَانَ الرَّجْمُ مَكْتُوبًا عَلَيْهِمْ فِي التَّوْرَاةِ فَتَرَكُوهُ وَأَخَذُوا بِالتَّجْبِيَةِ يُضْرَبُ مِائَةً بِحَبْلٍ مُطْلًى بِقَارٍ وَيُحْمَلُ عَلَى حِمَارٍ وَوَجْهُهُ مِمَّا يَلِي دُبُرَ الْحِمَارِ فَاجْتَمَعَ أَحْبَارٌ مِنْ أَحْبَارِهِمْ فَبَعَثُوا قَوْمًا آخَرِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا سَلُوهُ عَنْ حَدِّ الزَّانِي وَسَاقَ الْحَدِيثَ قَالَ فِيهِ لَمْ يَكُونُوا مِنْ أَهْلِ دِينِهِ فَيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ فَخُيِّرَ فِي ذَلِكَ قَالَ فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ ط

ترجمہ:- ابو ہریرہ نے کہا کہ یہود میں سے ایک مرد عورت نے زنا کیا اور وہ دونوں شادی شدہ تھے جب کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔ اور تورات میں ان پر رجم فرض تھا۔ پس انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اور اس کے بجائے تجبیہ کو اختیار کیا یعنی روغن قاز سے سمٹری ہوئی۔ رسی کے ساتھ سو کوڑے لگانا اور گدھے پر الٹا سوار کرنا کہ سوار کی پشت گدھے کے منہ کی طرف ہوتی۔ پس ان کے کچھ عالم جمع ہوئے اور کچھ اور لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی طرف بھیجا اور کہا کہ آپ سے زانی کی حد کو دریافت کرو الخ اور اس میں راوی نے کہا کہ وہ لوگ آپ کے دین پر نہ تھے۔ کہ آپ انہیں فیصلہ کرتے (معاملہ پرسنل لا کا تھا۔ جو از روئے معاہدہ خود ان کے اختیار میں تھا۔) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں (من جانب اللہ) اختیار دیا گیا۔ اللہ تعالی نے فرمایا: اگر وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ ان میں فیصلہ کریں یا ان سے اعراض کریں۔ (اس روایت میں سعید بن المسیب کو حدیث سنانے والا شخص مجہول ہے)

شرح: اہل ذمہ جب اپنا مرافعہ ہمارے پاس لائیں تو فیصلہ کرنے یا نہ کرنے میں اختلاف ہے۔ فقہائے حجاز اور عراق کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ امام کو اختیار ہے جیسی مصلحت دیکھے کرے۔ انہوں نے کہا کہ یہ آیت محکم ہے اور اس کو کسی آیت نے منسوخ نہیں کیا، مالک اور شافعی کا ایک قول میں یہی مذھب ہے۔ دوسرے فقہاء کا مذھب یہ ہے۔ کہ جب وہ مرافعہ لیکر آئیں تو ان میں حسب حکم خداوندی فیصلہ کرنا واجب ہے، اور آیت: اِنِ احْکُمْ بَیْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ ۔ نے پہلی تخییر کو منسوخ کر دیا تھا۔ ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کا اور ایک قول میں شافعیؒ کا بھی یہی مذھب ہے۔

۴۴۴۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ نَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ مُجَالِدٌ أَنَا عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ جَاءَتِ الْيَهُودُ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنْهُمْ زَنَيَا فَقَالَ ائْتُونِي بِأَعْلَمِ رَجُلَيْنِ مِنْكُمْ فَأَتَوْهُ بِابْنَيْ صُورِيَا فَنَشَدَهُمَا كَيْفَ تَجِدَانِ أَمْرَ هَذَيْنِ فِي التَّوْرَاةِ قَالاَ نَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ إِذَا شَهِدَ أَرْبَعَةٌ أَنَّهُمْ رَأَوْا ذَكَرَهُ فِي فَرْجِهَا مِثْلَ الْمِيلِ فِي الْمُكْحُلَةِ رُجِمَا قَالَ فَمَا يَمْنَعُكُمَا أَنْ تَرْجُمُوهُمَا قَالاَ ذَهَبَ سُلْطَانُنَا فَكَرِهْنَا الْقَتْلَ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّهُودِ فَجَاءُوا بِأَرْبَعَةٍ فَشَهِدُوا أَنَّهُمْ رَأَوْا ذَكَرَهُ فِي فَرْجِهَا مِثْلَ الْمِيلِ فِي الْمُكْحُلَةِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجْمِهِمَا ۔

ترجمہ:۔ جابر بن عبداللہ نے کہا کہ یہودی اپنے میں سے ایک مرد و عورت کو جنہوں نے زنا کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے میں دو سب سے بڑے عالموں کو میرے پاس لاؤ پس وہ صوریا کے دو بیٹوں کو لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قسم دی۔ کہ وہ تورات میں ان دونوں کا کیا حکم پاتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم تورات میں پاتے ہیں۔ جب چار شخص گواہی دیں کہ انہوں نے مرد کے ذکر کو عورت کی فرج میں اس طرح دیکھا جس طرح سلائی سرمہ دانی میں ہوتی ہے۔ تو ان کو رجم کیا جائے حضور نے فرمایا کہ پھر تمہیں کیا چیز روکتی ہے کہ انہیں رجم کرو؟ انہوں نے کہا کہ ہماری سلطنت جاتی رہی۔ تو ہم نے قتل کو ناپسند کیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہوں کو بلایا پس وہ چار گواہ لائے تو انہوں نے شہادت دی کہ انہوں نے مرد کے آلۂ تناسل کو عورت کے اندام نہانی میں یوں دیکھا جیسے سلائی سرمہ دانی میں ہوتی ہے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رجم کا حکم دیا (ابن ماجہ)

شرح:۔ اس حدیث میں کچھ مزید تفصیلات وارد ہوئی ہیں جو دیگر روایات میں نہیں آئیں۔

۴۴۴۸۔ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ هُشَيْمٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَالشَّعْبِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ لَمْ يَذْكُرْ فَدَعَا بِالشُّهُودِ فَشَهِدُوا

ترجمہ:۔ ابراہیم اور شعبی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر کی حدیث کی مانند روایت کی ہے (یہ مرسل ہے)

۴۴۴۹۔ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ هُشَيْمٍ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ بِنَحْوٍ مِنْهُ

ترجمہ:۔ ابن شبرمہ نے شعبی سے اُسی طرح کی روایت کی ہے۔ (ان دونوں مرسل روایات میں گواہوں کو بلوانے اور ان کے گواہی دینے کا ذکر نہیں آیا ہے)

۴۴۵۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِصِّيصِيُّ ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ إِنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ رَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ وَامْرَأَةً زَنَيَا

ترجمہ:۔ ابو الزبیر نے جابر بن عبداللہ سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی مرد اور ایک عورت کو رجم کرایا جنہوں نے زنا کیا تھا۔ (یہ حدیث بذل کے نسخے کے حاشیے پر ہے)

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَزْنِي بِحَرِيمِهِ

(اس مرد کا باب جو اپنی محرم سے زنا کرے)

۴۴۵۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ نَا مُطَرِّفٌ عَنْ أَبِي الْجَهْمِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَطُوفُ عَلَى إِبِلٍ لِي ضَلَّتْ إِذْ أَقْبَلَ رَكْبٌ أَوْ فَوَارِسُ مَعَهُمْ لِوَاءٌ فَجَعَلَ الْأَعْرَابُ يُطِيفُونَ بِي لِمَنْزِلَتِي مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَوْا قُبَّةً فَاسْتَخْرَجُوا مِنْهَا رَجُلًا فَضَرَبُوا عُنُقَهُ فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَذَكَرُوا أَنَّهُ أَعْرَسَ بِامْرَأَةِ أَبِيهِ ۔

ترجمہ :- براء بن عازب نے کہا کہ اس اثناء میں کہ میں اپنا گم شدہ اونٹ تلاش کرتا پھرتا تھا کہ اچانک ایک شتر سوار یا گھوڑ سوار جماعت آئی، ان کے پاس ایک جھنڈا تھا۔ پس بدو میرے گرد گھومتے پھرتے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں میرا ایک مقام تھا۔ وہ ایک قبے میں گئے اور اس سے ایک مرد کو نکالا اور اس کی گردن اڑا دی۔ پس میں نے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ اس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا (ابن ماجہ، ترمذی، نسائی) زمانہ جاہلیت یہ ہوتا تھا کہ باپ کی منکوحہ کو اس کے بعد گھر ڈال لیتے تھے۔ یہ شخص اس فعل کو حلال جان کر مرتد ہو گیا تھا اس لیے اس کی گردن اڑا دی گئی۔)

۴۴۵۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ قُسَيْطٍ الرَّقِّيُّ نَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقِيتُ عَمِّي وَمَعَهُ رَايَةٌ فَقُلْتُ لَهُ أَيْنَ تُرِيدُ فَقَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةَ أَبِيهِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ وَآخُذَ مَالَهُ ۔

ترجمہ :- براءؓ نے کہا میں اپنے چچا سے ملا جس کے پاس ایک جھنڈا تھا۔ میں نے کہا کہ آپ کہاں جاتے ہیں؟ اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کیا ہے حضورؐ نے حکم دیا ہے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں اور اس کا مال لے لوں۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

تشریح :- حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی تقریر میں ہے کہ اس شخص کو حنفیہ کے نزدیک شدید ترین تعزیر ہوتی ہے مگر حد نہیں کیونکہ

شبہ موجود ہے اور مال سے لینا بھی شاید بطور تعزیر بعد میں منسوخ ہو گئی تھی۔ منذری نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس حدیث میں اختلاف ہے۔ اوپر کی حدیث کی روایت براءؓ سے ہے اور اس کی اُس کے چچا سے۔ اور براءؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ علم بردار براءؓ کا خالو ابوبردہ بن نیار تھا۔ ھشیم کی حدیث میں اس کا نام حارث بن عمروؓ آیا ہے۔ خطابی نے کہا کہ حسن بصری کے نزدیک محرمات سے نکاح کرنے والے پر حد واجب ہے اور مالک اور شافعی کا یہی قول ہے۔ احمد بن حنبل نے کہا کہ اسے قتل کیا جائے اور مال ضبط کر لیا جائے۔ یہی مذہب اسحاق بن راہویہ کا ہے۔ سفیان نے کہا کہ جب نکاح گواہوں کی موجودگی میں ہو تو حد ساقط ہے۔ ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر تعزیر ہے اور صاحبین کے نزدیک حد ہے۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَزْنِي بِجَارِيَةِ امْرَأَتِهِ

(اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کرنے والے کا باب ۲۶)

۴۴۵۳ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا أَبَانُ نَا قَتَادَةُ عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ أَنَّ رَجُلاً يُقَالُ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُنَيْنٍ وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ فَرُفِعَ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ وَهُوَ أَمِيرٌ عَلَى الْكُوفَةِ فَقَالَ لَأَقْضِيَنَّ فِيكَ بِقَضِيَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَكَ جَلَدْتُكَ مِائَةً وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَكَ رَجَمْتُكَ بِالْحِجَارَةِ فَوَجَدُوهُ قَدْ أَحَلَّتْهَا فَجَلَدَهُ مِائَةً قَالَ قَتَادَةُ كَتَبْتُ إِلَى حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ بِهٰذَا ط

ترجمہ:۔ نعمان بن بشیر کے پاس جب وہ کوفہ کے امیر تھے ایک شخص عبدالرحمان بن حنین کا مقدمہ آیا کہ اس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کیا تھا۔ نعمانؓ نے کہا کہ میں تیرا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق کروں گا۔ اگر عورت نے لونڈی تیرے لیے حلال کر دی تھی تو میں تجھے سو کوڑے لگاؤں گا اور اگر اس نے تیرے لیے حلال نہ کی تھی تو بس تجھے پتھروں سے رجم کروں گا۔ پس انہوں نے پایا کہ اس کی بیوی نے لونڈی کو اس پر حلال کر دیا تھا، سو نعمانؓ نے اسے سو کوڑے لگائے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی۔ ترمذی نے اس حدیث میں اضطراب بتایا ہے) قتادہ نے کہا کہ میں نے حبیب بن سالم سے بذریعہ خط یہ حدیث پوچھی اور اس نے لکھ کر بھیجی تھی۔

شرح:۔ حلال کرنے سے مراد ھبہ یا تملیک نہیں بلکہ اس کی وطی کو حلال ٹھہرانا ہے۔ اس صورت میں شبہ کے باعث تعزیر دی گئی ورنہ وہ مرد محصن تھا اور زنا کی اصل سزا اس کے لیے رجم تھی۔

۴۴۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ قَالَ إِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَهُ جُلِدَ مِائَةً وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَهُ رَجَمْتُهُ ۔

ترجمہ:۔ نعمانؓ بن بشیر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں روایت کی جو اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کرے حضورؐ نے فرمایا کہ اگر عورت نے لونڈی اس کے لیے (وطی کی خاطر) مباح کی ہو تو سو کوڑے لگائے جائیں اور اگر اس نے مباح نہیں کیا تھا تو اسے رجم کیا جائے گا۔

۴۴۵۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي رَجُلٍ وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ إِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فَهِيَ حُرَّةٌ وَعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا وَإِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِيَ لَهُ وَعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَمَنْصُورُ بْنُ زَاذَانَ وَسَلَّامٌ عَنِ الْحَسَنِ هَذَا الْحَدِيثَ بِمَعْنَاهُ لَمْ يَذْكُرْ يُونُسُ وَمَنْصُورٌ قَبِيصَةَ ۔

ترجمہ:۔ سلمہؓ بن المحبق سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کیا تو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ اگر اس نے یہ فعل زبردستی سے کیا تھا لونڈی آزاد ہے اور مرد کے ذمہ اس کی مالکہ کے لیے اس کی مثل لونڈی واجب ہے۔ اور اگر لونڈی کی رضامندی سے یہ فعل ہوا تھا تو وہ لونڈی اس مرد کی ہے اور اس کے ذمہ مالکہ کے لیے ویسی ہی لونڈی واجب ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ اس حدیث کو اسی معنی میں یونس بن عبید نے اور عمرو بن دینار نے اور منصور بن زاذان نے اور سلام نے حسن سے روایت کیا ہے۔ اور یونس اور منصور نے قبیصہ کا ذکر نہیں کیا۔ (اسے نسائی نے بھی روایت کیا ہے)

شرح:۔ خطابی نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے اور کسی کے نزدیک بھی اس پر عمل نہیں ہے۔ اور اس میں کئی چیزیں خلافِ

اصولِ شرع ہیں مثلاً حیوان (زندگی والی چیزیں) میں مثل واجب کرنا، زنا کے ذریعے سے ملک حاصل کرنا، زانی سے حد کو ساقط کرنا، مال میں سزا واجب کرنا، اور یہ تمام امور منکر ہیں، فقہاء میں سے کسی کے مذہب پر بھی پورے نہیں اترتے۔ اگر اس حدیث کی کوئی اصل ہے تو پھر اسے منسوخ کہا جائے گا قبیصہ بن حریث راوی حدیث مجہول ہے اور اس کی روایت سے حجت قائم نہیں ہوسکتی۔ اور حسن جس سے بھی حدیث سنتے اسے بیان کرنے سے گریز نہ کرتے تھے۔ حسن کے ساتھی اشعث سے روایت ہے کہ یہ حدیث حدود نازل ہونے سے قبل کی ہے۔ بیہقی نے سنن میں کہا ہے کہ تمام فقہائے امصار کا اس حدیث کو ترک کر دینا اس کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔ مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث میں دو چیزوں کا ذکر ہے ایک سزا کا اور دوسرے ضمان کا۔ پس پہلے تو سزا نافذ ہوگی اور ضمان بعد میں ہوگی۔ یعنی ان کا سوال سزا کے بعد پیدا ہوگا۔

۴۴۵۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ نَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ وَإِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِيَ وَمِثْلُهَا مِنْ مَالِهِ لِسَيِّدَتِهَا۔

ترجمہ: حسن نے سلمہؓ بن محبق سے روایت کی اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر کی حدیث کی مانند روایت کی۔ لیکن اس کے لفظ یہ ہیں۔ اگر لونڈی نے بخوشی یہ فعل کرایا ہے تو وہ اور اس کی مانند اس شخص کے مال میں سے اس کی مالکہ کو دلوائی جائے گی۔

بَابُ فِيمَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ

(قوم لوطؑ کا فعل کرنے والے کا باب)

۴۴۵۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ النُّفَيْلِيُّ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مِثْلَهُ وَرَوَاهُ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ وَرَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ ط

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو تم قوم لوطؑ کا فعل کرتے پاؤ تو فاعل و مفعول کو قتل کر دو۔ ابوداؤد نے کہا کہ ابن عباسؓ کی یہ مرفوع روایت کئی طریقوں سے آئی ہے (اصل حدیث ترمذی ابن ماجہ، نسائی میں موجود ہے) اگلی روایت میں ہے کہ یہ حدیث عمرو بن ابی عمرو ضعیف ہے۔ اب اگلی حدیث دیکھیے۔ حاشیے پر ہے کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے۔

۴۴۵۷۔الف: حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ رَاهَوَيْهِ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ خُثَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ وَمُجَاهِدًا يُحَدِّثَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْبِكْرِ يُوجَدُ عَلَى اللُّوطِيَّةِ قَالَ يُرْجَمُ

ترجمہ:۔ سعید بن جبیر اور مجاہد دونوں ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جو کنوارہ شخص قوم لوط کا فعل کرے اسے رجم کیا جائے ابوداؤد نے کہا کہ عاصم کی حدیث (جو جانور سے فعلِ بد کے بارے میں ہے) عمرو بن ابی عمرو کی حدیث کو ضعیف کرتی ہے۔ اصل حدیث نسائی نے بھی روایت کی ہے۔

شرح:۔ منذری نے کہا ہے کہ ابوداؤد کا قول اس باب سے متعلق نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق آئندہ باب سے ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے اس کے برخلاف اس کا قول کا مطلب یہ بتایا ہے کہ آئندہ باب میں ابن عباسؓ کا جو قول مذکور ہے کہ جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے والے پر حد نہیں ہے (تعزیر کا ہونا ایک دوسرا مسئلہ ہے)۔ اس طرح لواطت کرنے والے پر بھی حد نہیں ہے۔ تعزیر کے طور پر امام جو سزا مناسب سمجھے تجویز کر سکتا ہے اور لوطی اور جانور سے بدفعلی کرنے کی شدید سے شدید سزا بطورِ تعزیر ہو سکتی ہے نہ کہ شرع کی مقرر کردہ حد کے طور پر۔ دونوں شخص ایسے محل میں قضائے شہوت کرتے ہیں جو اس کا محل نہیں ہے۔

بَابٌ فِي مَنْ أَتَى بَهِيمَةً

(جانور سے بدفعلی کرنے والے کا باب[۲۵])

۴۴۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتَى بَهِيمَةً فَاقْتُلُوهُ وَاقْتُلُوهَا مَعَهُ قَالَ قُلْتُ لَهُ مَا شَأْنُ الْبَهِيمَةِ قَالَ مَا أَرَاهُ قَالَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ

لَوْ كَلَ لَحْمُهَا وَقَدْ عَمِلَ بِهَا ذَالِكَ الْعَمَلُ ط

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جانور سے بدفعلی کرے اسے قتل کردو اور اس جانور کو بھی اس کے ساتھ قتل کرو۔ عکرمہ نے کہا کہ میں ابن عباسؓ سے کہا کہ جانور کا قتل کیوں؟ ابن عباسؓ نے کہا کہ میرے خیال میں اس کا سبب یہ ہے کہ جس جانور کے ساتھ یہ فعل ہوا ہو اس کے گوشت کو آپ نے مکروہ جانا۔ (اصل حدیث نسائی، ترمذی، ابن ماجہ میں ہے۔)

شرح:۔ آئمہ اربعہ کا مذہب اس مسئلہ میں یہ ہے کہ ایسے شخص کو تعزیر دی جائے گی مگر قتل نہ کیا جائے گا۔ اور یہ حدیث زجر و توبیخ اور تنبیہ کے طور پر آئی ہے۔ جانور کو قتل کرنے کا باعث ایک یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس حیوان سے کوئی انسان بصورتِ حیوان یا حیوان بصورت انسان پیدا نہ ہو جائے۔ بعض نے زیادہ شدت اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ جانور کو قتل کرکے جلا دیا جائے۔ یہ جانور زندہ رہے تو لوگوں میں مستقل فحاشی کا چلتا پھرتا اشتہار ہوگا اور اس سے انسان کی تذلیل و تحقیر ہوتی رہے گی۔

۴۴۵۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أَنَّ شَرِيكًا وَأَبَا الْأَحْوَصِ وَأَبَا بَكْرِ بْنَ عَيَّاشٍ حَدَّثُوهُمْ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي رَزِينٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ عَلَى الَّذِي يَأْتِي الْبَهِيمَةَ حَدٌّ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَكَذَا قَالَ الْحَكَمُ أَرَى أَنْ يُجْلَدَ وَلَا يُبْلَغَ بِهِ الْحَدَّ وَقَالَ الْحَسَنُ هُوَ بِمَنْزِلَةِ الزَّانِي قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَحَدِيثُ عَاصِمٍ يُضَعِّفُ حَدِيثَ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو ط

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے والے پر کوئی (مقرر شدہ شرعی) حد نہیں ہے) ابوداؤد نے کہا کہ عطاء نے بھی یہی کہا ہے اور الحکم کا قول ہے کہ میری رائے میں اسے کوڑے لگائے جائیں مگر حد سے کم۔ اور الحسن نے کہا کہ وہ زانی کی ہی مانند ہے۔ حاشیئے پر ہے کہ ابوداؤد نے کہا عاصم کی روایت (یعنی زیرِ نظر روایت) عمرو بن ابی عمرو کی حدیث (گزشتہ) کی تضعیف کرتی ہے۔

شرح:۔ مطلب یہ کہ ابوداؤد کے نزدیک بھی ابن عباسؓ کا فتویٰ صحیح ہے اوپر والی حدیث ضعیف ہے۔ اوپر گزر چکا ہے کہ ائمہ اربعہ کا عمل اس حدیث عمرو بن ابی عمرو پر نہیں ہے۔

بَابُ إِذَا أَقَرَّ الرَّجُلُ بِالزِّنَا وَلَمْ تُقِرَّ الْمَرْأَةُ ط

(باب ۲۱۔ جب مرد زنا کا اقرار کرے اور عورت نہ کرے)

۴۴۶۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ نَا عَبْدُ السَّلَامِ ابْنُ حَفْصٍ نَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا أَتَاهُ فَأَقَرَّ عِنْدَهُ أَنَّهُ زَنَى بِامْرَأَةٍ سَمَّاهَا لَهُ فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَرْأَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْكَرَتْ أَنْ تَكُونَ زَنَتْ فَجَلَدَهُ الْحَدَّ وَتَرَكَهَا ط

ترجمہ:۔ سہل بن سعدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ ایک مرد آپ کے پاس آیا اور اس نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں عورت سے (جس کا نام لیا تھا) زنا کیا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کی طرف کوئی آدمی بھیجا اور اس نے عورت سے اس بارے میں سوال کیا۔ اس عورت نے زنا سے انکار کیا۔ پس حضورؐ نے مرد کو حد لگوائی اور عورت کو ترک کر دیا۔

شرح:۔ چونکہ اس مقدمہ میں فیصلہ اعتراف پر ہے لہٰذا عورت کو سزا نہیں دی گئی۔ مرد نے چونکہ اعتراف کیا تھا اس سبب سے اسے حد لگوائی گئی۔ وہ عورت اگر اس مرد پر قذف کا دعویٰ کرتی تو اسے حد قذف بھی لگوائی جاتی۔ مگر حدیث اس سے خاموش ہے۔

۴۴۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ نَا مُوسَى بْنُ هَارُونَ الْبُرْدِيُّ نَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ فَيَّاضٍ الْأَنْبَارِيِّ عَنْ خَلَّادِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَكْرِ بْنِ لَيْثٍ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فَأَقَرَّ أَنَّهُ زَنَى بِامْرَأَةٍ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَجَلَدَهُ مِائَةً وَكَانَ بِكْرًا ثُمَّ سَأَلَهُ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمَرْأَةِ فَقَالَتْ كَذَبَ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَجَلَدَهُ حَدَّ

الْفِرْيَةِ ؕ

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بنی بکر بن لیث کا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے چار بار اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے، وہ کنوارا تھا، حضورؐ نے اسے سو درے لگوائے۔ پھر آپؐ نے اس سے پوچھا کہ اس عورت کے خلاف تیرے پاس کیا دلیل (شہادت) ہے۔ عورت نے کہا واللہ یا رسول اللہ اس نے جھوٹ کہا ہے۔ پس حضورؐ نے اُسے بہتان کی حد اسی درے بھی لگوائے (نسائی)، اور نسائی نے اسے حدیث منکر کہا ہے۔

شرح:۔ ابن المدینی نے اس کی سند کو مجہول کہا ہے۔ قاسم بن فیاض انباری پر شدید تنقید ہوئی ہے اور محدثین نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا تھا۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ مَا دُونَ الْجِمَاعِ فَيَتُوبُ قَبْلَ اَنْ يَاْخُذَهُ الْاِمَامُ

(باب جو آدمی جماع کے علاوہ عورت سے اور سب کچھ کرے مگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرے)

۴۴۶۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ نَا اَبُو الْاَحْوَصِ نَا سِمَاكٌ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ قَالَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّي عَالَجْتُ امْرَاَةً مِنْ اَقْصَى الْمَدِينَةِ فَاَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُونَ اَنْ اَمَسَّهَا فَاَنَا هٰذَا فَاَقِمْ عَلَيَّ مَا شِئْتَ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْكَ لَوْ سَتَرْتَ عَلَى نَفْسِكَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَاَتْبَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَدَعَاهُ فَتَلَا عَلَيْهِ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ اِلَى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَلَهُ خَاصَّةً اَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً فَقَالَ بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً ؕ

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ ایک مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے مدینہ کی پرلی طرف ایک عورت کو پکڑا اور اس کے ساتھ جماع کے علاوہ سب کچھ کیا۔ اب میں یہ ہوں آپ مجھ پر جو حد چاہئیں قائم فرمائیں حضرت عمرؓ نے کہا کہ اللہ نے تجھ پر پردہ ڈال دیا تھا تو اگر اپنے اوپر پردہ ڈالتا تو بہتر ہوتا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس مرد کو کوئی جواب نہ دیا تو وہ چلا گیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیچھے آدمی بھیج کر اُسے بلوایا اور اس کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی "دن کے دونوں اطراف میں اور رات کی گھڑیوں میں نماز قائم رکھ الخ۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہؐ یہ اسی کے لیے خاص ہے یہ سب لوگوں کے لیے عام ہے۔ آپؐ نے فرمایا سب لوگوں کے لیے یہی حکم ہے۔ (بخاری مختصراً۔ مسلم، ترمذی، نسائی)

تشریح:۔ گناہ جب موجب حد سے کم ہو تو خداوند تعالیٰ کے حضور توبہ کرنے سے معاف ہو جاتا ہے۔ ابوداؤد کے عنوان باب کا مطلب بھی یہی ہے۔ اس شخص کی توجہ کی علامت اس کی ندامت اور پشیمانی تھی، پس اس نے اگر بعض کبائر مثلاً غیر عورت کو مس کرنا، بوس وکنار وغیرہ کا ارتکاب کیا تھا تو توبہ سے معاف ہو گیا۔

بَابٌ فِي الْأَمَةِ تَزْنِي وَلَمْ تُحْصَنْ

(غیر محصن لونڈی کے زنا کا باب)

۴۴۶۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَبِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا أَدْرِي فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ وَالضَّفِيرُ الْحَبْلُ

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ اور زیدؓ بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر محصن لونڈی کے متعلق پوچھا گیا کہ اگر وہ زنا کرے تو کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر وہ زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ، پھر اگر زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ، پھر اگر زنا کرے تو اُسے کوڑے لگاؤ، پھر بھی اگر زنا کرے تو اسے بیچ ڈالو چاہے ایک رسی کے عوض۔ ابن شہاب نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ تیسری بار یا چوتھی بار یہ فرمایا۔ اور ضفیر کا معنی رسی ہے بخاری نے کتاب البیوع

میں اسے تعلیقاً روایت کیا۔ مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

شرح:۔ آخر میں جو بیع کا حکم ہے یہ استحباب کے لیے ہے کہ وہ ایک کوڑی مول کی نہیں، اس کا بیچ ڈالنا ہی اولی ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ حکم وجوبی تھا مگر بعد میں منسوخ ہوگیا تھا۔ لونڈی کے احصان کے متعلق اختلاف ہے کہ وہ کس طرح ہوگا۔ بعض کے نزدیک اس کا نکاح ہی احصان ہے۔ جب وہ خاوند کے بغیر ہو اور زنا کرے تو اسے تادیب کی جائے گی اور حد نہ لگائی جائے گی۔ ایک گروہ نے کہا کہ اس کا اسلام ہی اس کا احصان ہے، پس جب وہ مسلمہ ہو تو زنا کی صورت میں ۵۰ کوڑے سزا ہے، خواہ اس کا خاوند ہو یا نہ ہو۔ یہی روایت حضرت عمرؓ سے ہے اور علیؓ، ابن مسعودؓ، انسؓ اور ابن عمرؓ کا قول ہے۔ مالکؒ، شعبیؒ، لیثؒ، اوزاعیؒ اور کوفہ کے فقہا کا یہی مذہب ہے۔ اور یہی قول شافعیؒ کا ہے۔

۴۴۶۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا زَنَتْ أَمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيَحُدَّهَا وَلَا يُعَيِّرْهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ فَإِنْ عَادَتْ فِي الرَّابِعَةِ فَلْيَجْلِدْهَا وَلْيَبِعْهَا بِضَفِيرٍ أَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی لونڈی زنا کرے تو اسے حد لگائے اور اُسے (فقط) عار ہی نہ دلائے۔ تین بار فرمایا۔ اور اگر وہ چوتھی بار بھی یہی کام کرے تو اُسے کوڑے لگائے اور اسے بیچ ڈالے خواہ ایک رسی کے عوض یا بالوں کی رسی کے عوض ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

شرح:۔ اس حدیث سے امام شافعیؒ نے استدلال کیا ہے کہ آقا اپنے لونڈی غلام پر حد جاری کرسکتا ہے۔ حنفیہ نے کہا کہ اس حدیث کا منشاء یہ ہے کہ وہ حد جاری کرنے کا باعث بنے، یعنی حد جاری کرائے۔ ان کا استدلال اس حدیث سے ہے جو ابومسعودؓ، ابن عباسؓ اور ابن الزبیرؓ سے مرفوعاً وموقوفاً مروی ہے کہ وہ چار چیزوں کی ذمہ داری حکام پر ہے۔ حد، صدقات، جمعہ کی اقامت، اور فئی۔ اور اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ حد اللہ کا حق ہے لہٰذا اسے صرف اس کا نائب ہی جاری کرسکتا ہے۔

۴۴۶۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ فِي كُلِّ مَرَّةٍ فَلْيَضْرِبْهَا كِتَابَ اللّٰهِ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا وَقَالَ فِي الرَّابِعَةِ فَإِنْ عَادَتْ فَلْيَضْرِبْهَا كِتَابَ اللّٰهِ ثُمَّ لِيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ

ترجمہ:- یہی حدیث محمد بن اسحاق کے طریق سے مروی ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ حضورؐ تے ہر بار فرمایا وہ پس اسے اللہ کی لکھی ہوئی سزا دے اور بُرا بھلا نہ کہے۔ اور چوتھی بار فرمایا کہ اگر پھر بھی باز نہ آئے اور یہی کام کرے تو اس پر اللہ کا حکم جاری کرے تو اس پر اللہ کا حکم جاری کرے پھر اُسے بیچ ڈالے خواہ بالوں کی رسی کے عوض۔

بَابٌ فِي إِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَى الْمَرِيضِ

(مریض پر حد قائم کرنے کا باب)

۴۴۶۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ اشْتَكَى رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتَّى أُضْنِيَ فَعَادَ جِلْدَةً عَلَى عَظْمٍ فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ جَارِيَةٌ لِبَعْضِهِمْ فَهَشَّ لَهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رِجَالُ قَوْمِهِ يَعُودُونَهُ أَخْبَرَهُمْ بِذَلِكَ فَقَالَ اسْتَفْتُوا لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي قَدْ وَقَعْتُ عَلَى جَارِيَةٍ دَخَلَتْ عَلَيَّ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا مَا رَأَيْنَا بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ مِنَ الضُّرِّ مِثْلَ الَّذِي هُوَ بِهِ لَوْ حَمَلْنَاهُ إِلَيْكَ لَتَفَسَّخَتْ عِظَامُهُ وَمَا هُوَ إِلَّا جِلْدٌ عَلَى عَظْمٍ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْخُذُوا لَهُ مِائَةَ شِمْرَاخٍ فَيَضْرِبُوهُ بِهَا ضَرْبَةً وَاحِدَةً ۔

ترجمہ:- ابو امامہ بن سہل بن حنیف نے بتایا کہ اُسے بعض انصاری صحابہ نے بتایا کہ ان میں سے ایک شخص بیمار ہو گیا حتیٰ کہ بہت کمزور ہو گیا اور ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا جس پر کھال ہو۔ پس کسی شخص کی لونڈی اس کے پاس گئی تو ہشاش بشاش ہو گیا اور اس لونڈی سے بدفعلی کر ڈالی۔ جب اس کی قوم کے لوگ عیادت کے لیے گئے تو انہیں اس نے یہ واقعہ بتایا اور کہا کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھو کیونکہ میں نے اس لونڈی سے زنا کیا ہے جو یہاں میرے پاس

آئی تھی۔ پس لوگوں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کی اور کہا کہ ہم نے اتنی سخت بیماری کسی اور میں نہیں دیکھی جتنی کہ اس میں ہے۔ اگر ہم اسے اٹھا کر لائیں تو اس کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں، وہ تو بس ہڈی پر کھال ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ اس کے لیے سو شاخیں لیں اور اسے ایک ہی بار ماریں۔

شرح:۔ شافعی نے ظاہر حدیث کے مطابق کہا ہے کہ اس قسم کے آدمی کو اگر ایک ایسی شاخ ماری جائے جس کی سو چھوٹی شاخیں ہوں اور ان میں سے ہر ایک اس کے جسم پر لگ جائے تو کافی ہے۔ مالک اور حنفیہ نے کہا کہ یہ کوئی حد نہیں، حد تو صرف ایک ہی ہے جسے سب جانتے ہیں اور اس میں تندرست اور بیمار سب برابر ہیں۔ اگر یہ جائز ہو تو حاملہ عورت کو وضع حمل کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسے اسی قسم کی حد لگائی جائے۔ حالانکہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔

۴۴۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا إِسْرَائِيلُ نَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ فَجَرَتْ جَارِيَةٌ لِآلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عَلِيُّ انْطَلِقْ فَأَقِمْ عَلَيْهَا الْحَدَّ فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا بِهَا دَمٌ يَسِيلُ لَمْ يَنْقَطِعْ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ يَا عَلِيُّ أَفَرَغْتَ فَقُلْتُ أَتَيْتُهَا وَدَمُهَا يَسِيلُ فَقَالَ دَعْهَا حَتَّى يَنْقَطِعَ دَمُهَا ثُمَّ أَقِمْ عَلَيْهَا الْحَدَّ وَأَقِيمُوا الْحُدُودَ عَلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَكَذَلِكَ رَوَاهُ أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى فَقَالَ فِيهِ قَالَ لَا تَضْرِبْهَا حَتَّى تَضَعَ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ ط

ترجمہ:۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لونڈی نے بدکاری کی تو حضورؐ نے فرمایا اے علیؓ! جاؤ۔ اس پر حد قائم کرو۔ پس میں گیا تو دیکھا کہ اس کا خون بہ رہا تھا، بند نہیں ہوا تھا۔ پس میں حضورؐ کے پاس آیا تو آپؐ نے فرمایا "اے علیؓ! تو فارغ ہو گیا ہے؟ میں نے کہا کہ جب میں گیا تو اس کا خون بہہ رہا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا۔" اس کا خون بند ہونے دو پھر اس پر حد قائم کرو۔ اور اپنے لونڈی غلاموں پر حدیں قائم کرو۔ (النسائی) ابوداؤد نے کہا کہ اسے ابوالاحوص نے عبدالاعلیٰ سے روایت کیا۔ اور شعبہ نے اسے عبدالاعلیٰ سے روایت کیا اور اس میں کہا "اسے مت مارو حتیٰ کہ وہ بچہ جن لے، اور پہلی روایت ہی صحیح تر ہے (تلقین کو نسائی، مسلم، ترمذی نے روایت کیا ہے)

خون بہنے سے مراد یہ ہے کہ اس نے بچہ جنا تھا اور نفاس کا خون جاری تھا، جیسا کہ مسلم میں ہے۔ پہلے شاید اسے حد اسی لیے نہ ماری گئی کہ حاملہ تھی۔

بَابُ فِي حَدِّ الْقَاذِفِ

(قاذف کی حد کا باب)

۴۴۶۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ وَمَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْمِسْمَعِيُّ وَهَذَا حَدِيثُهُ أَنَّ ابْنَ أَبِي عَدِيٍّ حَدَّثَهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَ عُذْرِي قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذَلِكَ وَتَلَا تَعْنِي الْقُرْآنَ فَلَمَّا نَزَلَ مِنَ الْمِنْبَرِ أَمَرَ بِالرَّجُلَيْنِ وَالْمَرْأَةِ فَضُرِبُوا حَدَّهُمْ ۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب میری برأت نازل ہوئی (یعنی واقعہ افک میں!) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور اس کا ذکر فرمایا اور قرآن کی تلاوت کی، پس جب منبر سے نیچے اترے تو دو مردوں اور ایک عورت کے لیے حد (قذف) لگائے جانے کا حکم دیا تو ان کی حد لگائی گئی۔ (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی) اگلی حدیث میں ذرا وضاحت آ رہی ہے۔

۴۴۶۹۔ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَائِشَةَ قَالَ فَأَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَأَةٍ مِمَّنْ تَكَلَّمَ بِالْفَاحِشَةِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَمِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ قَالَ النُّفَيْلِيُّ وَيَقُولُونَ الْمَرْأَةُ حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ ۔

ترجمہ:۔ محمد بن اسحق سے یہ حدیث ایک اور سند سے مروی ہے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام نہیں آیا۔ (یعنی روایت ام المؤمنین سے نہیں) راوی نے کہا کہ دو مرد اور ایک عورت جنہوں نے اس برائی میں کلام کیا تھا، انہیں حد لگانے کا حکم دیا۔ مرد تو حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ تھے، نفیلی راوی نے کہا کہ کہتے ہیں عورت حمنہ بنت جحش تھی۔

تشریح:۔ عبداللہ بن ابی سلول جس کا اس واقعہ میں بڑا ہاتھ تھا اسے حد لگانے کا ان روایات میں ذکر نہیں ہے، لیکن کچھ اور روایات میں یہ ذکر موجود ہے، مثلاً حاکم کی روایت میں عبداللہ بن ابی کا ذکر محدودین میں آیا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا

ہے کہ ابن ابی قصۃ الافک کو شہرت دینے والا اور اپنی ہوشیاری سے دوسرے لوگوں کو اس میں لگانے والا تھا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ سعید بن جبیر کے مرسل میں صراحۃً اس کا ذکر موجود ہے کہ اسے حد لگائی گئی تھی۔ پس اگر حد لگانے جانے کو ثابت مانا جائے تو بعض روایات اس پر دلالت کرتی ہیں، لیکن اگر کہا جائے کہ صحاح میں صراحۃً کہیں اس کا ذکر نہیں تو پھر بات وہ ہے جو قاضی عیاض نے کہی ہے کہ عبداللہ بن ابی نے صراحۃً قذف نہ کیا تھا لہٰذا اسے حد نہ لگائی گئی جن لوگوں نے اس کی حکمت یہ بتائی ہے کہ اسے حد نہ لگائے جانے کا سبب یہ تھا کہ اس سے فتنے کا خدشہ تھا، یہ بات دل کو نہیں لگتی۔

بَابُ فِي الْحَدِّ فِي الْخَمْرِ

(حدِ خمر کا باب)

۴۴۷۰۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَهٰذَا حَدِيثُهُ قَالَا نَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ رُكَانَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقِتْ فِي الْخَمْرِ حَدًّا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شَرِبَ رَجُلٌ فَسَكِرَ فَلُقِيَ يَمِيلُ فِي الْفَجِّ فَانْطُلِقَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا حَاذٰى بِدَارِ الْعَبَّاسِ انْفَلَتَ فَدَخَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ فَالْتَزَمَهُ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ وَقَالَ أَفَعَلَهَا وَلَمْ يَأْمُرْ فِيهِ بِشَيْءٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهٰذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ حَدِيثُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ هٰذَا۔

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خمر میں کوئی معین حد نہیں ٹھہرائی تھی۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ ایک آدمی نے شراب پی اور اسے نشہ آگیا۔ پھر وہ راستے میں جھومتا ہوا لوگوں کو ملا اور اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا گیا۔ پس جب وہ عباسؓ کے گھر کے سامنے گیا تو لوگوں سے اپنے آپ کو چھڑا کر عباسؓ کے پاس چلا گیا اور انہیں چمٹ گیا، پس یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کی گئی تو آپؐ ہنس پڑے اور فرمایا وہ کیا اس نے ایسا کیا ہے؟ اور اس کے بارے میں کوئی حکم نہ دیا۔ ابوداؤد نے کہا کہ الحسن بن علی کی یہ حدیث ایسی ہے کہ اس کے راوی صرف مدنی لوگ ہیں۔

شرح:۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ ابن عباسؓ کا مطلب یہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب خور کی سرے سے

کوئی حد مقرر نہیں کی تھی، بلکہ مراد یہ ہے کہ اس کی کوئی معین مقدار مقرر نہیں کی تھی، بلکہ چالیس سے اسی تک ضربیں لگوائے تھے۔ شوکانی نے کہا ہے کہ اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو کہتے ہیں کہ شراب خوری کی حد واجب نہیں ہے اور نہ مقرر کی گئی ہے، وہ فقط ایک تعزیر ہے۔ مگر اس حد کے وجوب پر صحابہ کا اجماع واقع ہو گیا تھا۔ حدیث ابن عباس کا تعلق یا تو حد کے مشروع ہونے سے پہلے کے وقت سے ہے۔ اور اولیٰ یہ ہے کہ اس حدیث کے متعلق یہ کہا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص پر حد اس لیے قائم نہ فرمائی کہ آپ کے پاس نہ اس شخص نے اعتراف کیا تھا، نہ اس کے خلاف شہادت شرعی سے یہ ثابت ہوا تھا کہ اس نے شراب پی ہے۔ پس اس حدیث میں فقط یہ دلیل ہے کہ جب تک امام کے پاس شہادت نہ ہو یا اعتراف نہ ہو اس پر حد قائم کرنا واجب نہیں ہوتا۔ حدود کا معاملہ چونکہ پردہ پوشی اور حتی الوسع ملزم کو شک کا فائدہ دینے پر ہے۔

۴۴۷۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا أَبُو ضَمْرَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فَقَالَ اضْرِبُوهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَخْزَاكَ اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُولُوا هَكَذَا لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپ نے فرمایا "اسے مارو۔ ابوہریرہ نے کہا کہ ہم میں سے بعض ہاتھوں سے مارتے تھے، بعض اپنے کپڑے کے ساتھ مارتے تھے۔ جب وہ چلا گیا تو لوگوں میں سے ایک نے کہا کہ اللہ تجھے رسوا کرے۔ پس رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یوں مت کہو اور اس کے برخلاف شیطان کی مدد مت کرو (بخاری) یعنی مبادا اس شخص میں مایوسی یا چڑ پیدا ہو جائے اور وہ اپنے اس فعل سے تائب نہ ہو۔ یہ بھی اس باب سے ہے جس کا ہم نے کہیں اوپر ذکر کیا تھا کہ نفرت گناہ سے ہونی چاہیئے گناہ گار سے نہیں۔

۴۴۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ أَبِي نَاجِيَةَ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ وَابْنُ لَهِيعَةَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ فِيهِ بَعْدَ الضَّرْبِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ

بَكِّتُوْهُ فَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِ يَقُوْلُوْنَ مَا اتَّقَيْتَ اللّٰهَ مَا خَشِيْتَ اللّٰهَ وَمَا اسْتَحْيَيْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَرْسَلُوْهُ وَقَالَ فِيْ اٰخِرِهٖ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَبَعْضُهُمْ يَزِيْدُ الْكَلِمَةَ وَنَحْوَهَا ط

ترجمہ:۔ حیوہ بن شریح اور یزید بن الہاد کے طریق سے اوپر کی حدیث کی دوسری سند۔ اس میں ابوہریرہ کا قول ہے کہ مارپیٹ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ وہ اسے زجر و توبیخ کرو۔ لوگ اس کی طرف منہ کر کے کہنے لگے وہ تو نے اللہ کا خوف نہ کیا تو نے اللہ کا تقویٰ اختیار نہ کیا، تو اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ شرمایا۔ پھر انہوں نے اُسے چھوڑ دیا۔ حدیث کے آخر میں ہے کہ فرمایا وہ بلکہ تم یہ کہو کہ اے اللہ اسپر رحم فرما اور بعض راوی ایک آدھ لفظ کا اس میں اضافہ کرتے ہیں۔

۴۴۷۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ نَا هِشَامٌ ح وَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ الْمَعْنٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَدَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ اَبُوْبَكْرٍ اَرْبَعِيْنَ فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ دَعَا النَّاسَ فَقَالَ لَهُمْ اِنَّ النَّاسَ قَدْ دَنَوْا مِنَ الرِّيْفِ قَالَ مُسَدَّدٌ مِنَ الْقُرٰى وَالرِّيْفِ فَمَا تَرَوْنَ فِيْ حَدِّ الْخَمْرِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ نَرٰى اَنْ تَجْعَلَهُ كَاَخَفِّ الْحُدُوْدِ وَجَلَدَ فِيْهِ ثَمَانِيْنَ قَالَ اَبُوْدَاؤدَ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ضَرَبَ بِجَرِيْدَتَيْنِ نَحْوَ الْاَرْبَعِيْنَ ط

ترجمہ:۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شراب خوری میں کھجور کی شاخوں اور جوتوں کے ساتھ حد لگائی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے لگائے، پس جب حضرت عمرؓ کا وقت آیا تو انہوں نے لوگوں کو بلا کر ان سے کہا کہ لوگ زرخیز زمینوں کے قریب چلے گئے ہیں، مسدد کی روایت ہے کہ وہ بستیوں اور سرسبز زمینوں کے قریب چلے گئے ہیں۔ اب بتاؤ کہ شراب خوری کی حد میں تمہارا کیا خیال ہے؟ پس عبدالرحمان بن عوف نے کہا کہ ہمارا خیال یہ ہے آپ اسے سب سے ہلکی حد کی مانند قرار دے دیں۔ پس حضرت عمرؓ نے اس میں اسی کوڑے لگائے۔ ابوداؤد نے کہا کہ اس روایت کو ابن ابی عروبہ نے قتادہ سے اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کھجور کی شاخوں اور جوتوں کے ساتھ چالیس ضربیں لگوائیں۔ اور شعبہ نے قتادہ سے انس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کھجور کی دو شاخوں کے ساتھ چالیس کے قریب ضربیں لگوائیں۔ (بخاری مختصراً۔ ابن ماجہ۔)

شرح:۔ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ سبز زرخیز زمینوں میں پھلوں کی کثرت ہوتی ہے۔ لوگ ان زمینوں پر جا بسے ہیں۔ انگور کی پیدائش بکثرت ہے۔ لوگوں نے عیش و عشرت اختیار کر لی ہے اور شراب خوری بڑھ

گئی ہے ۔ اس حدیث میں عبدالرحمان بن عوف کا اور اگلی میں علیؓ بن ابی طالب کا قول مذکور ہے کہ اسی درے حد سکر کی جائے ۔ یہ دونوں کی رائے ہو گی جس پر عمل کیا گیا۔

۴۴۸۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمَعْنَى قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ نَا عَبْدُ اللهِ الدَّانَاجُ حَدَّثَنِي حُضَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ الرَّقَاشِيُّ هُوَ أَبُو سَاسَانَ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَأُتِيَ بِالْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ فَشَهِدَ عَلَيْهِ حُمْرَانُ وَرَجُلٌ آخَرُ شَهِدَ أَحَدُهُمَا أَنَّهُ رَآهُ شَرِبَهَا يَعْنِي الْخَمْرَ وَشَهِدَ الْآخَرُ أَنَّهُ رَآهُ يَتَقَيَّاهَا فَقَالَ عُثْمَانُ إِنَّهُ لَمْ يَتَقَيَّأْهَا حَتَّى شَرِبَهَا فَقَالَ لِعَلِيٍّ أَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَقَالَ عَلِيٌّ لِلْحَسَنِ أَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَقَالَ الْحَسَنُ وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَّهَا فَقَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَأَخَذَ السَّوْطَ فَجَلَدَهُ وَعَلِيٌّ يَعُدُّ فَلَمَّا بَلَغَ أَرْبَعِينَ قَالَ حَسْبُكَ جَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ أَحْسِبُهُ قَالَ وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ وَعُمَرُ ثَمَانِينَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ وَهَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ ط

ترجمہ: ابوساسان حضین بن منذر رقاشی نے کہا میں حضرت عثمانؓ بن عفان کے پاس موجود تھا دراںحالیکہ ولید بن عقبہ کو لایا گیا پس حمران نے اور ایک اور آدمی نے اس کے خلاف گواہی دی ۔ ان میں سے ایک کی گواہی یہ تھی کہ اس نے ولید کو شراب پیتے دیکھا تھا اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے اسے شراب قے کرتے دیکھا تھا۔ پس حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اس نے شراب پی تھی تبھی تو اس کی قے کی ۔ پس انہوں نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اس پر حد قائم کیجیے، حضرت علیؓ نے حسینؓ سے کہا کہ اس پر حد قائم کرو، حسنؓ نے کہا کہ وہ جس نے خلافت کے منافع کی ذمہ داری لی ہے اسی کو اس کی شدائد بھی جھیلنے دیجیے ۔ پھر حضرت علیؓ نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اس پر حدّ قائم کرو پس ابن جعفر نے کوڑا پکڑا اور اسے کوڑے لگائے اور حضرت علیؓ شمار کر رہے تھے ۔ جب وہ چالیس پر پہنچا تو فرمایا بس کافی ہے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے لگوائے ، اور راوی کہتا ہے کہ میرے خیال میں یہ بھی کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے لگوائے اور حضرت عمرؓ نے اسی کوڑے لگوائے اور سب سنت ہے ، اور یہ مجھے زیادہ پسند ہے ۔

شرح: وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَّهَا بقولِ خطابی ایک ضرب المثل ہے جس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ سزا دینا حاکم کا کام ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ الحسنؓ نے چونکہ بظاہر حضرت علیؓ کے حکم سے روگردانی کر کے عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں سوئے ادب کا اظہار کیا تھا اس لیے حضرت علیؓ نے ان کی بات کو ناپسند کرتے ہوئے عبداللہؓ بن جعفر کو حد مارنے کا حکم دے دیا۔ امام نوویؒ نے کہا کہ اسی قصے میں بخاری کی روایت میں مذکور ہے حضرت علیؓ نے ولید بن عقبہ کو اسی درّے لگوائے تھے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ حضرت علیؓ کا معروف مذہب حدِ خمر میں اسی درّے لگانا ہے۔ اور ان کا قول مشہور ہے کہ شراب کم ہو یا زیادہ اس کی سزا اسی درّے ہے۔ حضرت علیؓ نے اور بعض لوگوں کو بھی اسی درّے ہی لگائے تھے۔ اور مشورے کے وقت عبدالرحمٰن بن عوف کے علاوہ حضرت علیؓ کی رائے اور دلیل پر ہی اسی درّوں پر اتفاق ہوا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس روایت کو ترجیح حاصل ہے جس میں ولید بن عقبہ کو اسی درّے لگوانے کا ذکر ہے۔ ابوداؤد کی روایت میں جو چالیس کا ذکر ہے اسے اس اسی والی روایت کے مطابق اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ جس کوڑے سے سزا دی گئی اس کے دو سر تھے اس لیے ایک کوڑا دو شمار ہوتا تھا۔ اور یہ قول کہ وہ یہ مجھے زیادہ پسند ہے، اس سے مراد حضرت عمرؓ کا قول ہے جس کے مطابق اسی درّے ہی حدِ خمر ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۴۴۷۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنِ الدَّانَاجِ عَنْ حُضَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ جَلَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ وَأَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ وَكَمَّلَهَا عُمَرُ ثَمَانِينَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ الْأَصْمَعِيُّ وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَّهَا وَلِّ شَدِيدَهَا مَنْ تَوَلَّى هَيِّنَهَا ط

ترجمہ: حضرت علیؓ نے کہا کہ خمر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس چالیس کوڑے لگوائے اور حضرت عمرؓ نے انہیں اسی کے عدد میں مکمل کر دیا، اور سب سنت ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ اصمعی نے کہا وہ وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَّهَا۔ کا معنی یہ ہے کہ جس نے اس کے آسان کام سنبھالے ہیں اسی کو مشکل بھی سنبھالنے دو۔

بَابُ إِذَا تَتَابَعَ فِي شُرْبِ الْخَمْرِ ط

(باب ۳۵۔ جب شراب بار بار پیئے)

۴۴۷۶ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ نَا أَبَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

ذَکْوَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبُوا الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُمْ ثُمَّ إِنْ شَرِبُوا فَاجْلِدُوهُمْ ثُمَّ إِنْ شَرِبُوا فَاجْلِدُوهُمْ ثُمَّ إِنْ شَرِبُوا فَاقْتُلُوهُمْ ط

ترجمہ:- معاویہ بن ابی سفیان نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وہ شراب پیئں تو انہیں کوڑے مارو، پھر اگر پیئں تو انھیں کوڑے مارو، پھر اگر پیئں تو انھیں کوڑے مارو، پھر اگر پیئں تو انھیں قتل کر دو (ترمذی، ابن ماجہ)

شرح:- بقول علامہ خطابی یہ امر کہ فَاقْتُلُوهُمْ بطور ردع و زجر و تنبیہ ہے۔ امر کا صیغہ بارہا انہی معانی کے لیے آتا ہے۔ امام شافعیؒ نے قتل کو منسوخ قرار دیا ہے۔ خطابی نے کہا کہ یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے قتل واجب تھا مگر پھر اجماع امت سے منسوخ ہو گیا۔ منذری کے نزدیک ایک قلیل طائفہ کے سوا امت کے اجماع سے یہ حدیث منسوخ ہے۔ اس پر بہت سی احادیث دلالت کرتی ہیں کہ شراب خمر خواہ کتنی بار ہو اس میں قتل نہیں ہے۔

۴۴۷۷ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْمَعْنَى قَالَ وَأَحْسَبُهُ قَالَ فِي الْخَامِسَةِ إِنْ شَرِبَهَا فَاقْتُلُوهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَكَذَا فِي حَدِيثِ أَبِي غُطَيْفٍ فِي الْخَامِسَةِ ط

ترجمہ:- ابن عمرؓ سے اسی مطلب کی حدیث مروی ہے مگر اس میں قتل کا حکم پانچویں بار پر ہے۔ اس کی دوسری روایت میں بھی پانچویں بار میں یہ حکم ہے۔ (راوی ابو غطیف محدثین کے ہاں ضعیف اور بعض کے نزدیک مجہول ہے۔ اور یہ روایت راوی کے گمان پر ہے کہ راوی نے کہا دو میرا گمان ہے کہ پانچویں بار میں آپؐ نے قتل کا حکم دیا۔ اس قسم کے اہم احکام گمان پر مبنی نہیں ہو سکتے۔ باب السرقہ میں حافظ ابن القیم کا قول گزر چکا ہے کہ یہ حکم اگر ثابت ہو تو بھی بطور زجر و توبیخ ہے نہ کہ بطور حد شرعی۔

۴۴۷۸ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الْأَنْطَاكِيُّ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ الْوَاسِطِيُّ نَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ ثُمَّ إِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ ثُمَّ إِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوهُ

قَالَ اَبُوْدَاوُدَ وَكَذَا حَدِيْثُ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوْهُ وَكَذَا حَدِيْثُ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ شَرِبُوا الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوْهُ وَكَذَا حَدِيْثُ ابْنِ اَبِيْ نُعْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذٰلِكَ حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشَّرِيْدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ حَدِيْثِ الْجَدَلِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِنْ عَادَ فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ ؕ

ترجمہ:۔ ابوھریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب کوئی نشہ میں ہو تو اسے کوڑے لاؤ، پھر نشہ آور چیز پیئے تو کوڑے لگاؤ پھر اگر نشہ میں آئے تو کوڑے لگاؤ اور چوتھی مرتبہ اگر پھر اعادہ کرے تو اسے قتل کر دو۔ ابن ماجہ، نسائی۔ ابوداؤد نے کہا کہ عمر بن ابی سلمہ عن ابیہ عن ابی ھریرہؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ہے کہ "جب شراب پیئے تو اسے کوڑے لگاؤ، پھر اگر چوتھی مرتبہ اعادہ کرے تو اسے قتل کر دو۔ اسی طرح سہیل عن ابی صالح عن ابی ھریرہؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے اس میں ہے۔ اگر وہ لوگ چوتھی بار پئیں تو انہیں قتل کر دو۔ اور اسی طرح ابن ابی نعیم کی حدیث ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اس طرح عبداللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شریدؓ کی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اسی طرح ہے۔ اور جدلی کی حدیث معاویہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ "اگر تیسری یا چوتھی بار اعادہ کرے تو اسے قتل کر دو۔

٩٧٤٤ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ نَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنَا عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ فَاُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فَجَلَدَهُ ثُمَّ اُتِيَ بِهٖ فَجَلَدَهُ ثُمَّ اُتِيَ بِهٖ فَجَلَدَهُ ثُمَّ اُتِيَ بِهٖ فَجَلَدَهُ وَرَفَعَ الْقَتْلَ فَكَانَتْ رُخْصَةً قَالَ سُفْيَانُ حَدَّثَ الزُّهْرِيُّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَعِنْدَهُ مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ وَمَخُوْلُ بْنُ رَاشِدٍ

قَالَ لَهُمَا كُونَا وَافِدَي أَهْلِ الْعِرَاقِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ ط

ترجمہ: قبیصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جو شراب پیئے اسے کوڑے لگاؤ، پھر پیئے تو کوڑے لگاؤ، پھر اگر پیئے تو کوڑے لگاؤ، پھر اگر تیسری یا چوتھی بار میں پیئے تو اسے قتل کر دو۔ پس ایک آدمی کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ تو آپ نے اسے کوڑے مارے پھر لایا گیا تو آپ نے اسے کوڑے لگائے پھر اسے لایا گیا تو کوڑے لگائے پھر لایا گیا تو کوڑے لگائے اور قتل کو رفع کر دیا پس یہ ایک رخصت تھی۔ سفیان نے کہا کہ زہری نے یہ حدیث روایت کی اور اس کے پاس منصور بن معتمر اور محول بن راشد تھے، پس ان دونوں سے کہا کہ وہ تم دونوں اس حدیث کے ساتھ اہل عراق کے وافدین جاؤ۔

شرح: پیچھے ابوداؤد نے جو سندیں حدیث قتل بیان کیں، ان میں اختلاف یہ تھا کہ چوتھی مرتبہ میں قتل ہے یا پانچویں میں۔ اور اسی روایت کو ان سب کے بعد میں یہ بتانے کے لیے درج کیا ہے کہ قتل کا حکم منسوخ ہے۔ زہری کا قول کا مطلب یہ تھا کہ عراق میں خارجیوں نے سر اٹھار کھا تھا اور ان کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتکب کبیرہ کو قتل نہیں کروایا تو آپ کے نزدیک وہ مسلم تھا۔ اتنی دفعہ شراب خوری پر بھی حضورؐ نے اسے بباعث ارتداد قتل نہیں کرایا، پس خوارج کا مذہب بے سروپا ٹھہرا۔ اس حدیث کو وہاں لے جاؤ اور انھیں سناؤ۔

۴۴۸۰ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ نَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَا أَدِي أَوْ مَا كُنْتُ أَدِي مَنْ أَقَمْتُ عَلَيْهِ حَدًّا إِلَّا شَارِبَ الْخَمْرِ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسُنَّ فِيهِ شَيْئًا إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ قُلْنَاهُ نَحْنُ د

ترجمہ: حضرت علیؓ نے کہا کہ میں دیت نہیں دیتا، یا یہ فرمایا کہ میں دیت دینے والا نہیں، اس شخص کی جس پر حد قائم کرتا، سوائے شراب پینے والے کے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی متعین سنت نہیں ٹھیرائی، یہ ایک ایسی چیز ہے جسے ہم نے کہا تھا (بخاری، مسلم، ابن ماجہ)

شرح: یعنی اگر شرابی کو حد لگائی جائے اور مر جائے تو میں اس کے سوا کسی کا خون بہا نہ دیتا (یعنی اوروں کو حد لگانے سے اگر وہ مر جاتیں تو!) اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف نہیں ہے کہ اگر حد مارتے سے ملزم مر جائے تو اس کا خون بہا نہیں ہوتا۔ تعزیر سے مر جانے والے میں اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ نے اس کی دیت امام کے ذمہ

واجب ٹھہراتی ہے اور کفارہ بھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دیت بیت المال پر ہے۔ مگر جمہور علماء کے نزدیک اس میں کوئی دیت نہیں آتی۔ حضرت علیؓ کے قول کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب خمر میں کوئی حد ہی ثابت نہیں اس سے قبل خود ان کی روایات گزر چکی ہیں، اور یہ بحث اوپر گزر گئی۔ علامہ ابن حزم ظاہری نے اس حدیث کو کذاب قرار دیا ہے حالانکہ یہ صحیحین میں آچکی ہے۔ ابن حزم نے کہا کہ اس کا راوی عمیر بن سعید نخعی مجہول ہے۔ سب جانتے ہیں کہ ابن حزم میں شدت پائی جاتی ہے۔ جو بعض دفعہ انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔

۴۴۸۱ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآنَ وَهُوَ فِي الرِّحَالِ يَلْتَمِسُ رَحْلَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَالِكَ إِذْ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَقَالَ لِلنَّاسِ اضْرِبُوهُ فَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِالنِّعَالِ وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِالْعَصَا وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِالْمِيتَخَةِ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ الْجَرِيدَةُ الرَّطْبَةُ ثُمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُرَابًا مِنَ الْأَرْضِ فَرَمَى بِهِ فِي وَجْهِهِ ط

ترجمہ:۔ عبدالرحمان بن ازھر نے کہا کہ گویا میں اب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا ہوں درانحالیکہ آپ ڈیروں میں خالد بن ولید کا ڈیرہ تلاش کر رہے تھے۔ آپؐ اسی حالت میں تھے کہ آپ کے پاس ایک مرد لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ پس حضورؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ اسے پیٹو۔ بعضوں نے جوتوں سے پیٹا اور بعض نے ڈنڈے سے اور بعض وہ بھی تھے جنہوں نے اس کو کھجور کی چھڑیاں ماریں، ابن وھب راوی نے کہا کہ کھجور کی تر شاخ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے کچھ مٹی لی اور اس کے چہرے پر پھینک دی (یونسائی)، یہ مٹی پھینکنا اُس شخص کی توبیخ کے لیے تھا۔

۴۴۸۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ قَالَ وَجَدْتُ فِي كِتَابِ خَالِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ عُقَيْلٍ إِنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَزْهَرِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَارِبٍ وَهُوَ بِحُنَيْنٍ فَحَثَى فِي وَجْهِهِ التُّرَابَ ثُمَّ أَمَرَ أَصْحَابَهُ فَضَرَبُوهُ بِنِعَالِهِمْ

وَمَا كَانَ فِي أَيْدِيهِمْ حَتَّى قَالَ لَهُمُ ارْفَعُوا فَرَفَعُوا فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَدَ أَبُو بَكْرٍ فِي الْخَمْرِ أَرْبَعِينَ ثُمَّ جَلَدَ عُمَرُ أَرْبَعِينَ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ ثُمَّ جَلَدَ ثَمَانِينَ فِي آخِرِ خِلَافَتِهِ ثُمَّ جَلَدَ عُثْمَانُ الْحَدَّيْنِ كِلَيْهِمَا ثَمَانِينَ وَأَرْبَعِينَ ثُمَّ أَثْبَتَ مُعَاوِيَةُ الْحَدَّ ثَمَانِينَ ط

عبدالرحمان بن ازہر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شرابی لایا گیا تو آپؐ نے اس کے چہرے پر مٹی پھینکی پھر اپنے اصحاب کو حکم دیا تو انہوں نے اس کو اپنے جوتوں سے اور جو کچھ بھی ان کے ہاتھوں میں تھا اس کے ساتھ پیٹا، حتیٰ کہ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ اب مارنے سے ہاتھ اٹھا لو تو انہوں نے ہاتھ روک لیے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات واقع ہو گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے خمر میں چالیس کوڑے لگائے، پھر حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے ابتدائی سالوں میں چالیس اور بعد میں اسی دُرّے لگائے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے دونوں حدیں یعنی اسی بھی اور چالیس بھی لگائیں۔ پھر معاویہؓ نے حد کو اسی دُرّے قائم کیا (یعنی اپنی امارت کے زمانے میں ضرورت وقت کا لحاظ رکھتے ہوئے ایسا کیا) اس مسئلے پر بحث پہلے گزر چکی ہے۔

بَابٌ فِي إِقَامَةِ الْحَدِّ فِي الْمَسْجِدِ ط

(مسجد میں حد قائم کرنے کا باب ۲۶)

۴۳۸۳ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ نَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ الْفَتْحِ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ يَتَخَلَّلُ النَّاسَ يَسْأَلُ عَنْ مَنْزِلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَأُتِيَ بِشَارِبٍ فَأَمَرَهُمْ فَضَرَبُوهُ بِمَا فِي أَيْدِيهِمْ وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِالسَّوْطِ وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِعَصًا وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِنَعْلِهِ وَحَثَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ فَلَمَّا كَانَ أَبُو بَكْرٍ أُتِيَ بِشَارِبٍ فَسَأَلَهُمْ

عَنْ ضَرْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي ضَرَبَ فَحَزَرُوهُ أَرْبَعِينَ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ كَتَبَ إِلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ أَنَّ النَّاسَ قَدِ انْهَمَكُوا فِي الشُّرْبِ وَتَحَاقَرُوا الْحَدَّ وَالْعُقُوبَةَ قَالَ هُمْ عِنْدَكَ الْمُهَاجِرُونَ الْأَوَّلُونَ فَسَأَلَهُمْ فَأَجْمَعُوا عَلَى أَنْ يُضْرَبَ ثَمَانِينَ قَالَ وَقَالَ عَلِيٌّ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا شَرِبَ افْتَرَى فَأَرَى أَنْ تَجْعَلَهُ كَحَدِّ الْفِرْيَةِ۔

ترجمہ:۔ عبدالرحمانؓ بن ازھر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کی صبح کو دیکھا اور میں اس وقت نوجوان لڑکا تھا، حضورؐ ادھر ادھر اندر گھومتے اور خالدؓ بن ولید کا ڈیرہ پوچھ رہے تھے۔ پس ایک شرابی کو لایا گیا۔ حضورؐ نے لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے اسے ان چیزوں کے ساتھ پیٹا جو ان کے ہاتھوں میں تھیں۔ پس بعض نے اسے کوڑے سے پیٹا، اور بعض نے ڈنڈے سے اور بعض نے جوتے سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مٹی پھینکی۔ پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو ایک شرابی کو لایا گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں سے شرابی کی سزا جو حضورؐ نے دی تھی دریافت کی۔ لوگوں نے اس کا اندازہ چالیس کوڑے لگایا۔ پھر جب حضرت عمرؓ کا وقت آیا تو خالدؓ بن الولید نے انہیں لکھا کہ لوگ شراب پینے میں منہمک ہو گئے ہیں اور انہوں نے اس کا اندازہ چالیس کوڑے لگایا۔ پھر جب حضرت عمرؓ نے مہاجرین اولین سے پوچھا اور مشورہ کیا تو وہ اسی کوڑوں پر جمع ہو گئے۔ عبدالرحمانؓ نے کہا کہ علیؓ نے کہا "آدمی جب شراب پی لے تو بہتان لگاتا ہے، پس میری رائے یہ ہے کہ آپ اسے حدِ قذف کی مانند کر دیں۔ ابوداؤد نے کہا کہ عقیل بن خالد نے اس حدیث میں زھری اور ابن الازھری کے درمیان عبداللہ بن عبدالرحمان بن الازھر کو داخل کیا جو اپنے والد سے روایت کرتا ہے، (یہ حدیث بذل المجہود کے حاشیے پر درج ہے۔ ہم نے محض فائدے کی خاطر اسے متن میں داخل کیا ہے)

۴۴۸۴۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ نَا صَدَقَةُ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ نَا الشُّعَيْثِيُّ عَنْ زُفَرَ بْنِ وَثِيمَةَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسْتَقَادَ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ الْأَشْعَارُ وَأَنْ تُقَامَ فِيهِ الْحُدُودُ۔

ترجمہ:۔ حکیمؓ بن حزام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں قصاص لینے، اشعار پڑھنے اور حدود قائم کرنے سے منع فرمایا تھا۔ (قصاص کی صورت میں مسجد کے آلودہ ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ اشعار سے مراد عام اشعار ہیں جن کا اس وقت عربوں میں رواج تھا اور جن میں کوئی دینی بات یا اللہ کا ذکر نہ ہو۔ حدود قائم کرنے میں بھی مسجد کی اہانت کا

خدشہ ہوتا ہے)

بَابٌ فِي ضَرْبِ الْوَجْهِ فِي الْحَدِّ

(حد میں چہرے پر ضرب لگانے کا باب)

۴۴۸۵ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَّقِ الْوَجْهَ ۔

ترجمہ:۔ ابوھریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی مارے تو چہرے سے (پر مارنے سے) پرہیز کرے۔ (یہ حکم حد اور غیر حد سب پر مشتمل ہے۔ پیچھے صراحۃً حد میں چہرے کو بچانے کا حکم احادیث میں گزر چکا ہے۔)

بَابٌ فِي التَّعْزِيرِ

(تعزیر کا باب)

۴۴۸۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ ۔

ترجمہ:۔ ابوبردہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ اللہ کی حدوں میں سے کسی حد کے سوا دس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے جائیں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) بحث آگے آتی ہے۔

۴۴۸۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ أَنَّ

أَنَا هُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بُرْدَةَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ

ترجمہ:۔ جابرؓ بن عبداللہ نے بتایا کہ اس نے ابو بردہؓ (بن نیار) انصاری کو کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الخ۔ اسی حدیث کے معنی ہیں (بخاری، مسلم، نسائی)

شرح:۔ امام خطابی نے کہا ہے کہ تعزیر کی مقدار میں علماء کے اقوال میں اختلاف ہے اور شاید ان کے نزدیک جرائم کی مقدار اور شدت وغیرہ کے اختلاف کے باعث یہ اختلاف واقع ہوا ہے جس کے سبب سے انہوں نے تادیب میں کمی بیشی بنائی ہے۔ احمد بن حنبل کہا کرتے تھے کہ آدمی اپنے غلام کو ترکِ صلوٰۃ اور معصیت پر مارے مگر دس کوڑوں سے زائد نہ مارے۔ اسحاق بن راہویہ کا قول بھی یہی ہے۔ شعبی نے ایک سے لے کر تیس کوڑوں کی تعزیر بتائی ہے۔ شافعی نے کہا کہ تعزیر میں چالیس کوڑوں کی مقدار تک نہ پہنچنا چاہیئے۔ ابو حنیفہ اور محمد بن الحسن کا بھی قول ہے۔ ابو یوسف نے کہا کہ تعزیر جرم اور گناہ کی برائی کی مقدار پر ہے اور حاکم جو مناسب جانے اس کے ذریعے سے زجر کرے مگر اس کی مقدار اسی کوڑے سے کم ہونی چاہیئے۔ ابن ابی لیلیٰ سے پچاس کوڑوں تک کی مقدار مروی ہے۔ مالک بن انس نے کہا کہ تعزیر کی مقدار جرم کی برائی کے مطابق ہو، اگر کسی کا جرم قذف سے بڑا ہو تو اسے سو کوڑے لگائے جائیں گے۔ علماء نے کہا ہے کہ حسب بیان لمعات ابو بردہؓ کی حدیث ابن عباسؓ کی حدیث سے منسوخ ہو گئی تھی، اور صحابہؓ سے ثابت ہے کہ وہ دس کوڑوں سے تجاوز کرتے تھے۔ مالک کے اصحاب نے کہا ہے کہ ابو بردہؓ کی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص تھی۔

۴۴۸۸ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَّقِ الْوَجْهَ (آخِرُ كِتَابِ الْحُدُودِ)

ترجمہ:۔ ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مارے تو چہرے سے بچے۔ (یہ روایت پہلے بھی گزر چکی ہے)

(آخر کتاب الحدود)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوَّلُ كِتَابِ الدِّيَاتِ

بَابُ النَّفْسِ بِالنَّفْسِ

(باب ا نفس کے بدلے نفس)

۴۴۸۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ قُرَيْظَةُ وَالنَّضِيرُ وَكَانَ النَّضِيرُ أَشْرَفَ مِنْ قُرَيْظَةَ فَكَانَ إِذَا قَتَلَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْظَةَ رَجُلًا مِنَ النَّضِيرِ قُتِلَ بِهِ وَإِذَا قَتَلَ رَجُلًا مِنَ النَّضِيرِ رَجُلًا مِنْ قُرَيْظَةَ فُودِيَ بِمِائَةِ وَسْقٍ مِنْ تَمْرٍ فَلَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ رَجُلٌ مِنَ النَّضِيرِ رَجُلًا مِنْ قُرَيْظَةَ فَقَالُوا ادْفَعُوهُ إِلَيْنَا نَقْتُلْهُ فَقَالُوا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَوْهُ فَنَزَلَتْ وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَالْقِسْطُ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ ثُمَّ نَزَلَتْ

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ط

(ترجمہ) ابن عباس نے کہا کہ (مدینہ کے دو یہودی قبیلے) بنو قریظہ اور بنو نضیر تھے۔ اور بنو نضیر بنو قریظہ سے اعلیٰ تھے، پس جب قریظہ کا کوئی شخص نضیر کے کسی شخص کو قتل کر دیتا تو اسکے بدلے میں قتل کیا جاتا اور جب بنو نضیر میں کوئی آدمی قریظہ کے کسی شخص کو قتل کر دیتا تو کھجور کے سو وسق بطور خون بہا دے دیتا۔ پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو بنو نضیر میں ایک آدمی نے بنو قریظہ کا ایک شخص مار ڈالا تو انہوں نے کہا کہ اسے ہمارے سپرد کرو تاکہ ہم اسے قتل کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کرینگے پس یہودی آپ کے پاس آئے تو یہ آیت اتری "اور اگر تو ان کے درمیان فیصلہ کرے تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کر" اور انصاف یہ تھا کہ جان کے بدلے جان ہو۔ پھر یہ آیت اتری سو کیا یہ لوگ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ ابو داؤد نے کہا کہ قریظہ اور نضیر سب ہارونی پیغمبر علیہ السلام کی اولاد سے تھے (نسائی)

شرح: انسانوں میں رنگ، خون اور نسل کا امتیاز ایک قدیم بیماری ہے۔ اس پر بڑی بڑی بے انصافیاں اور مظالم مبنی رہے ہیں۔ یہ اس کی ایک مثال ہے۔

بَابٌ لَا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجَرِيرَةِ أَبِيهِ وَأَخِيهِ

(باب۲۔ آدمی کو اپنے باپ یا بھائی کے جرم میں نہ پکڑا جائے)

۴۴۹۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ نَا عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ إِيَادٍ حَدَّثَنَا إِيَادٌ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي ابْنُكَ هٰذَا قَالَ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ حَقًّا قَالَ أَشْهَدُ بِهِ قَالَ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا مِنْ ثَبْتِ شَبَهِي فِي أَبِي وَمِنْ حَلْفِ أَبِي عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ أَمَا إِنَّهُ لَا يَجْنِي عَلَيْكَ وَلَا تَجْنِي عَلَيْهِ وَقَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ط

(ترجمہ) ابو رمثہ نے کہا میں اپنے باپ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ سے کہا کیا یہ تیرا بیٹا ہے؟ اس نے کہا ہاں رب کعبہ کی قسم۔ حضورؐ نے فرمایا، سچ مچ؟ اس نے کہا میں اس کی شہادت دیتا ہوں ابو رمثہ نے کہا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری اپنے باپ سے مشابہت اور اس کی میرے متعلق قسم سے ہنس پڑے۔

پھر فرمایا: سنو! اس کا جرم تجھ پر اور تیرا جرم اس پر نہیں آئے گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائیگی۔ (نسائی، ترمذی، ابن ماجہ) یہ حدیث اس سے پہلے کتاب اللباس میں گزر چکی ہے

شرح: زمانۂ جاہلیت میں رواج تھا کہ مجرم کے بدلے اس کے باپ یا بھائی کو بھی مواخذہ کرتے تھے۔ اسلام نے اسے باطل ٹھہرادیا۔

بَابُ الْإِمَامِ يَأْمُرُ بِالْعَفْوِ فِي الدَّمِ

باب۳ امام خون کے مقدمے میں معافی کا حکم دے

۴۴۹۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ فُضَيْلٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي الْعَوْجَاءِ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أُصِيبَ بِقَتْلٍ أَوْ خَبْلٍ فَإِنَّهُ يَخْتَارُ إِحْدَى ثَلٰثٍ إِمَّا أَنْ يَقْتَصَّ وَإِمَّا أَنْ يَعْفُوَ وَإِمَّا أَنْ يَأْخُذَ الدِّيَةَ فَإِنْ أَرَادَ الرَّابِعَةَ فَخُذُوا عَلٰى يَدَيْهِ وَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ط

ترجمہ: ابوشریح خزاعی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو قتل یا عضو کاٹنے کی مصیبت پہنچائی گئی۔ تو وہ تین باتوں میں سے ایک کو اختیار کرلے: یا قصاص لے، یا معاف کردے اور یا دیت لے لے۔ اگر وہ چوتھی چیز کا ارادہ کرے تو اس کے ہاتھ پکڑ لو اور جو اس کے بعد بھی تعدی کرے تو اس کے لیے دردناک سزا ہے (ابن ماجہ)

شرح: بعض لوگ دیت کیلئے بھی قتل کردیتے تھے۔ اور بعض دفعہ یہ امکان بھی ہوتا ہے کہ معاف کردینے کے بعد بھی قاتل یا اس کے رشتہ داروں کو قتل کردیا جائے۔ آیت میں تعدی سے یہی مراد ہے۔ حافظ ابن حجر نے بھی کہا ہے کہ اس آیت میں عذاب کی تفسیر میں اختلاف پڑا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کا تعلق آخرت سے ہے۔ جہاں تک دنیا کا سوال ہے، پہلے قتل کرنے والے کو دردناک سزا ملے گی یعنی قصاص یہ جمہور کا قول ہے۔ خون بہا لینے کے بعد بھی جو قتل کردے تو عکرمہ، قتادہ اور سدی نے کہا ہے کہ اس قاتل کا قتل حکمی ہے اور اس میں دیت نہیں۔ اسمیں جابر کی ایک مرفوع حدیث بھی ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا جو دیت کے بعد قتل کرے میں اسے معاف نہ کروں گا۔ اس حدیث الباب سے نے یہ استدلال کیا ہے کہ قصاص لینے اور دیت لینے نہ لینے کا ولی کو اختیار ہے یہی جمہور کا قول ہے لیکن مالک، ثوری اور ابوحنیفہ نے کہا دیت کے معاملے میں اختیار قاتل کو ہے۔ طحاوی نے کہا ہے کہ ان کی دلیل انسؓ کی حدیث ہے جو انکی پھوپھی ربیع کے طویل قصے میں وارد ہوئی ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب (حکم قصاص ہے) سو اس حدیث میں حضورؐ نے قصاص کا فیصلہ فرمایا اور کسی کو اختیار نہ فرمایا اور اگر ولی کو اختیار ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں

بتا دیتے اور ان کی دلیل یہ بھی ہے کہ فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ولی مقتول اگر قاتل سے کہے کہ میں اس پر راضی ہوں کہ تو مجھے اتنی رقم دیدے اور شرط یہ ہے کہ میں تجھے قتل نہیں کرونگا تو قاتل کو اس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور اس سے زبردستی دیت نہیں لیجا سکتی۔ اس مسئلے میں اصولی اختلاف یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک قصاص عین واجب ہے کیونکہ اللہ تعالٰے کا قول ہے كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الخ آیت قصاص کو لازمی طور پر فرض قرار دیتی ہے اور امام کے مذہب کو باطل ٹھہراتی ہے اس کی رُو سے مقتول کا ولی قاتل سے اسکی رضا کے بغیر دیت نہیں لے سکتا۔ اگر قاتل مر جائے یا مقتول کا ولی معاف کردے تو موجب ساقط ہو جائے گا۔ اور امام شافعی کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں پہلا یہ کہ قصاص فرض عین نہیں ہے بلکہ دو چیزوں میں سے ایک غیر معین طور پر واجب ہے یا قصاص یا دیت۔ اور تعین کا اختیار مقتول کے ولی کو ہے وہ اگر چاہے تو قصاص لے لے اور چاہے تو دیت کو اختیار کرلے۔ اس میں قاتل کی رضا کا کوئی سوال نہیں۔ اس قول کی بناء پر اگر قاتل مر جائے تو دیت کا مال تعین ہو جائیگا اور جب ولی معاف کردے تو موجب ساقط ہو جائے گا۔

۴۴۹۲ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِي عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفِعَ إِلَيْهِ شَيْءٌ فِيهِ قِصَاصٌ إِلَّا أَمَرَ فِيهِ بِالْعَفْوِ ط

ترجمہ: انسؓ بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو مقدمہ قصاص کا آتا آپ اس میں معاف کرنے کا حکم دیتے تھے (نسائی، ابن ماجہ)

شرح: امر سے مراد اس حدیث میں ترغیب ہے ایجاب نہیں۔ یعنی آپؐ قصاص کے مقدمہ میں بطور مشورہ اور اصلاح عفو کی ترغیب دیتے تھے۔

۴۴۹۳ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُتِلَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُفِعَ ذَالِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهُ إِلَى وَلِيِّ الْمَقْتُولِ فَقَالَ الْقَاتِلُ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ مَا أَرَدْتُ قَتْلَهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْوَلِيِّ أَمَا إِنَّهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا ثُمَّ قَتَلْتَهُ دَخَلْتَ النَّارَ قَالَ فَخَلَّى سَبِيلَهُ قَالَ فَكَانَ مَكْتُوفًا بِنِسْعَةٍ فَخَرَجَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ فَسُمِّيَ ذَا النِّسْعَةِ ط

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک مرد قتل کر دیا گیا۔ پس یہ مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ کے پاس لے جایا گیا تو آپؐ نے مقتول کے ولی کے حوالہ قاتل کر دیا (تاکہ اسے قتل کردے) پس قاتل نے کہا یا رسول اللہ، واللہ میں نے اسے ارادۃً قتل نہیں کیا۔ ابو ہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ولی سے کہا کہ اگر یہ سچا ہے اور تو اسے

قتل کردے گا تو تو جہنمی ہوگا۔ ابو ہریرہ نے کہا ولی نے اسے رہا کر دیا۔ ابو ہریرہ کہتا ہے کہ قاتل چمڑے کی ڈوری کے ساتھ باندھا گیا تھا پس رہائی کے بعد اپنی ڈوری کو گھسیٹتا ہوا نکلا تو اس کا نام ذوالنسعہ ڈوری والا پڑ گیا۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) یہاں بھی آپ نے جو کچھ فرمایا بطور ترغیب تھا۔

۴۴۹۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْجُشَمِيُّ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَوْفٍ نَا حَمْزَةُ أَبُو عُمَرَ الْعَائِذِيُّ حَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِي وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جِيءَ بِرَجُلٍ قَاتِلٍ فِي عُنُقِهِ النِّسْعَةُ قَالَ فَدَعَا وَلِيَّ الْمَقْتُولِ فَقَالَ أَتَعْفُو قَالَ لَا قَالَ أَفَتَأْخُذُ الدِّيَةَ قَالَ لَا قَالَ أَفَتَقْتُلُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ بِهِ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ أَتَعْفُو قَالَ لَا قَالَ أَفَتَأْخُذُ الدِّيَةَ قَالَ لَا قَالَ أَفَتَقْتُلُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ بِهِ فَلَمَّا كَانَ فِي الرَّابِعَةِ قَالَ أَمَا إِنَّكَ إِنْ عَفَوْتَ عَنْهُ يَبُوءُ بِإِثْمِهِ وَإِثْمِ صَاحِبِهِ قَالَ فَعَفَا عَنْهُ قَالَ فَأَنَا رَأَيْتُهُ يَجُرُّ النِّسْعَةَ۔

ترجمہ: وائل بن حجر نے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ایک قاتل مرد کو لایا گیا جس کی گردن میں چمڑے کا رسہ تھا۔ وائل بن حجر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے ولی کو بلایا اور فرمایا کیا تو اسے معاف کرتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کیا تو دیت لے گا اس نے کہا نہیں۔ فرمایا: کیا تو (قاتل کو قتل کرے گا؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ اسے لے جاؤ (یعنی قتل کے لئے) جب وہ منہ پھیر کر گیا تو فرمایا کیا تو اسے معاف کرتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا: کیا تو دیت لے گا؟ اس کہا نہیں۔ فرمایا: کیا تو قتل کرے گا؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا اسے لے جاؤ۔ پھر جب چوتھی بار ہوئی تو فرمایا اگر تو اسے معاف کر دے تو قاتل پر اپنا گناہ بھی اور مقتول کا گناہ بھی ہوگا۔ وائل بن حجر نے کہا کہ مقتول کے ولی نے اسے معاف کر دیا۔ وائل نے کہا کہ میں نے اسے رسہ گھسیٹتے ہوئے دیکھا تھا۔ (مسلم، نسائی) یعنی قاتل نے اگر مقتول کو ظلماً قتل کیا تھا تو اس کے ذمہ قتل کا گناہ بھی ہوا اور مظلوم مقتول کے گناہوں کا بوجھ بھی اسی پر پڑا۔

۴۴۹۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي جَامِعُ بْنُ مَطَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ۔

ترجمہ: اسی حدیث کی روایت دوسری سند کے ساتھ۔

۴۴۹۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا مَعَ عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ وَكَانَ فِي الدَّارِ مَدْخَلٌ مَنْ دَخَلَهُ سَمِعَ كَلَامَهُ مَنْ عَلَى الْبَلَاطِ قَدْ خَلَهُ عُثْمَانُ فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَهُوَ

مُتَغَيِّرٌ لَوْنُهُ فَقَالَ اِنَّهُمْ لَيَتَوَعَّدُونَنِي بِالْقَتْلِ اٰنِفًا قَالَ قُلْنَا يَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ وَلِمَ يَقْتُلُونَنِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ. رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامٍ اَوْ زَنَا بَعْدَ اِحْصَانٍ اَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ فَيُقْتَلُ وَاللّٰهِ مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا اِسْلَامٍ قَطُّ وَلَا اَحْبَبْتُ اَنَّ لِي بِدِينِي بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِيَ اللّٰهُ وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا فَبِمَ يَقْتُلُونَنِي. قَالَ اَبُو دَاوُدَ عُثْمَانُ وَاَبُو بَكْرٍ تَرَكَا الْخَمْرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ط

ترجمہ: امامہ بن سہل نے کہا کہ ہم حضرت عثمان کے ساتھ جبکہ وہ گھر میں محصور تھے۔ ہم اسی جگہ تھے کہ وہاں کے پلاٹ والوں کی بات سنی جاسکتی تھی۔ پس حضرت عثمان گھر میں داخل ہوئے اور پھر وہ ہماری طرف آئے تو ان کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا وہ لوگ مجھے ابھی قتل کی دھمکی دیتے ہیں۔ ہم نے کہا اے امیرالمؤمنین اللہ ان کی طرف سے آپ کو کافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ تین میں ایک چیز کے سوا کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ایک وہ جو اسلام کے بعد کافر ہو جائے، دوسرا وہ جس نے شادی شدہ ہو کر زنا کیا ہو، تیسرا وہ جس نے بلاوجہ کسی جان کو قتل کیا تو اسے قتل کیا جائے۔ سو واللہ! میں نے نہ جاہلیت میں زنا کیا نہ اسلام میں، بالکل ایسا نہیں کیا۔ اور جب سے اللہ نے مجھے ہدایت بخشی ہے میں نے اپنے دین کے بدلے کسی چیز کو پسند نہیں کیا۔ اور میں نے کسی جان کو بھی قتل نہیں کیا۔ پس وہ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں؟ (مسلم، نسائی) ابوداود نے کہا کہ عثمان اور ابوبکر رضی اللہ عنہما نے زمانہ جاہلیت میں بھی شراب کو ترک کر رکھا تھا۔ یہ حدیث ابن داسہ کی روایت ہے بذل المجہود کے حاشیے پر درج ہے۔ ابوالقاسم لؤلؤی نے اسے روایت نہیں کیا۔ اس مضمون کی بعض احادیث پیچھے گزر چکی ہیں۔

۴۴۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ نَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ الْحَجَّاجِ نَا يَزِيدُ ابْنُ عَطَاءٍ الْوَاسِطِيُّ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَبَشِيٍّ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا قَتَلَ ابْنَ اَخِي قَالَ كَيْفَ قَتَلْتَهُ قَالَ ضَرَبْتُ رَاْسَهُ بِالْفَاْسِ وَلَمْ اُرِدْ قَتْلَهُ قَالَ هَلْ لَكَ مَالٌ تُؤَدِّي دِيَتَهُ قَالَ لَا قَالَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ اَرْسَلْتُكَ تَسْاَلُ النَّاسَ تَجْمَعُ دِيَتَهُ قَالَ لَا قَالَ فَمَوَالِيكَ يُعْطُونَكَ قَالَ لَا قَالَ لِلرَّجُلِ خُذْهُ فَخَرَجَ بِهِ لِيَقْتُلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهُ اِنْ قَتَلَهُ كَانَ

مِثْلَهُ فَبَلَغَ بِهِ الرَّجُلُ حَيْثُ يَسْمَعُ قَوْلَهُ فَقَالَ هُوَذَا فَمُرْ فِيهِ بِمَا شِئْتَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبُوءُ بِإِثْمِ صَاحِبِهِ وَإِثْمِهِ فَيَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ قَالَ فَأَرْسَلَهُ ط

ترجمہ: وائل بن حجر نے کہا کہ ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک حبشی کو لایا اور کہا کہ اس نے میرے بھتیجے کو قتل کیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا، تو نے اسے کیونکہ قتل کیا تھا؟ وہ بولا کہ میں نے اس کے سر پر کلہاڑی ماری مگر اس کے قتل کا ارادہ نہ تھا۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تیرے پاس دیت دینے کو کچھ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا: اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو کیا لوگوں سے سوال کرکے مقتول کی دیت ادا کرے گا؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ پھر تیرے آقا کیا تیری دیت ادا کردیں گے؟ اس نے کہا کہ نہیں، حضورؐ نے اس شخص سے فرمایا کہ اسے پکڑ لو وہ اسے لیکر قتل کرنے کے لیے نکلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے اسے قتل کیا تو یہ بھی اس کی مانند ہوگا۔ حضورؐ نے یہ بات اتنی آواز سے کہی کہ مقتول کا ولی سن سکے۔ اس نے کہا: وہ یہ ہے آپ جو چاہیں اس کے متعلق حکم دیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے چھوڑ دو کہ یہ اپنا گناہ اور اپنے ساتھی (مقتول کا گناہ) اٹھائے اور جہنمی ہو جائے۔ وائلؓ نے کہا کہ اس پر اس مقتول کے ولی نے اس قاتل کو رہا کر دیا (مسلم، نسائی)

شرح: مسلم میں ہے کہ قاتل نے حضورؐ کے سوال پر کہا کہ میں اور وہ (مقتول) ایک درخت کے پتے اتار رہے تھے۔ اس نے مجھے گالی دیں اور غصہ دلایا تو میں نے اس کی گردن پر کلہاڑی مار کر اسے قتل کردیا الخ

۴۴۹۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ زِيَادَ بْنَ ضُمَيْرَةَ الضَّمْرِيَّ ح وَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ بْنَ سَعْدِ بْنِ ضُمَيْرَةَ السُّلَمِيَّ وَهَذَا حَدِيثُ وَهْبٍ وَهُوَ أَتَمُّ يُحَدِّثُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مُوسَى وَجَدِّهِ وَكَانَا شَهِدَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ حُنَيْنًا ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى حَدِيثِ وَهْبٍ أَنَّ مُحَلِّمَ ابْنَ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيَّ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ أَشْجَعَ فِي الْإِسْلَامِ وَذَلِكَ أَوَّلُ غِيَرٍ قَضَى بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمَ عُيَيْنَةُ فِي قَتْلِ الْأَشْجَعِيِّ لِأَنَّهُ مِنْ غَطَفَانَ وَتَكَلَّمَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ دُونَ مُحَلِّمٍ لِأَنَّهُ مِنْ خِنْدِفَ فَارْتَفَعَتِ

الْأَصْوَاتُ وَكَثُرَتِ الْخُصُومَةُ وَاللَّغَطُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عُيَيْنَةُ أَلَا تَقْبَلُ الْغِيَرَ فَقَالَ عُيَيْنَةُ لَا وَاللَّهِ حَتَّى أُدْخِلَ عَلَى نِسَائِهِ مِنَ الْحَرْبِ وَالْحُزْنِ مَا أَدْخَلَ عَلَى نِسَائِي قَالَ ثُمَّ ارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ وَكَثُرَتِ الْخُصُومَةُ وَاللَّغَطُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عُيَيْنَةُ أَلَا تَقْبَلُ الْغِيَرَ فَقَالَ عُيَيْنَةُ مِثْلَ ذَلِكَ أَيْضًا إِلَى أَنْ قَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي لَيْثٍ يُقَالُ لَهُ مُكَيْتِلٌ عَلَيْهِ شِكَّةٌ وَفِي يَدِهِ دَرَقَةٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَمْ أَجِدْ لِمَا فَعَلَ هَذَا فِي غُرَّةِ الْإِسْلَامِ مَثَلًا إِلَّا غَنَمًا وَرَدَتْ فَرُمِيَ أَوَّلُهَا فَنَفَرَ آخِرُهَا اسْنُنِ الْيَوْمَ وَغَيِّرْ غَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُونَ فِي فَوْرِنَا وَخَمْسُونَ إِذَا رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ وَذَلِكَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَمُحَلِّمٌ رَجُلٌ طَوِيلٌ آدَمُ وَهُوَ فِي طَرَفِ النَّاسِ فَلَمْ يَزَالُوا حَتَّى تَخَلَّصَ فَجَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَيْنَاهُ تَدْمَعَانِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ فَعَلْتُ الَّذِي بَلَغَكَ وَإِنِّي أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ فَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَتَلْتَهُ بِسِلَاحِكَ فِي غُرَّةِ الْإِسْلَامِ اللَّهُمَّ لَا تَغْفِرْ لِمُحَلِّمٍ بِصَوْتٍ عَالٍ زَادَ أَبُو سَلَمَةَ فَقَامَ وَإِنَّهُ لَيَتَلَقَّى دُمُوعَهُ بِطَرَفِ رِدَائِهِ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ فَزَعَمَ قَوْمُهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَغْفَرَ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ ط

ترجمہ: زیاد بن سعد بن ضمیرہ سلمی اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتا ہے جو دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ حنین میں شامل تھے کہ محلّم بن جثامہ لیثی نے اسلامی عہد میں قبیلہ اشجع کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، اور یہ پہلی دیت تھی جس کا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ پس عیینہ حصن نے اشجعی کے قتل میں گفتگو کی کیونکہ وہ غطفان میں تھا اور اقرع بن حابس محلّم کی طرف سے اسکے دفاع میں بات کی پس آوازیں بلند ہوئیں جھگڑا اور شور زیادہ ہو گیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: اے عیینہ کیا تو دیت قبول نہیں کرتا؟ عیینہ نے کہا واللہ نہیں حتیٰ کہ اس کی عورتوں پر بھی جنگ اور غم کی وہی مصیبت داخل نہ ہو جو اس نے میری عورتوں داخل کی ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر آوازیں بلند ہوئیں جھگڑا اور شور بڑھ گیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عیینہ کیا تو دیت قبول نہیں کرتا؟ عیینہ نے دوسری بار بھی وہی پہلی بات کہی یہاں تک کہ بنی لیث میں سے ایک مرد اٹھا جسے مکیتل کہا جاتا تھا اور وہ اس پر اسلحہ سجا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ڈھال تھی تو وہ کہنے لگا اے اللہ کے رسول! اس شخص نے ابتدائے اسلام میں جو کچھ کیا ہے میں اس کی مثال اسکے سوا اور نہیں پاتا کہ بھیڑ بکریاں پانی پر وارد ہوئیں تو پہلی بکری کو تیر مارا گیا اور پچھلی بھی بھاگ اٹھیں۔ آج آپ ایک طریقہ بتائیں اور کل اسے تبدیل کر دیں۔ پس حضورؐ نے فرمایا کہ پچاس اونٹ ابھی فوری طور پر اور پچاس اسوقت جب ہم مدینہ میں واپس لوٹیں گے۔ اور یہ قصہ آپ کے بعض سفروں میں پیش آیا تھا۔ اور محلم ایک لمبا گندم گوں آدمی تھا اور وہ لوگوں کی ایک طرف میں تھا۔ پس لوگ برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرے رہے حتیٰ کہ وہ حضور تک پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور اس کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ پس وہ بولا: یارسولؐ آپ کو جو خبر ملی میں نے وہ کام کیا ہے اور اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں، یارسول اللہ آپ میرے لئے استغفار کریں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے ابتدائے اسلام میں اس کو اپنے ہتھیار سے قتل کیا، اے اللہ محلم کو نہ بخش، یہ بلند آواز سے فرمایا۔ ابوسلمہ راوی نے یہ اضافہ کیا کہ پھر وہ اٹھا اور اپنے آنسوؤں کو اپنی چادر سے پونچھ رہا تھا۔ ابن اسحاق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے استغفار کیا تھا۔ (ابن ماجہ مختصراً)

شرح : مکیتل جس نے ضرب المثل بیان کی تھی اس کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح پہلی بھیڑ بکری کو تیر مار کر بھگا دیں تو پچھلی خود بخود بھاگ جاتی ہے اسی طرح اگر محلم کو قتل نہ کیا گیا اور دیت قبول کی گئی (دی گئی) تو لوگ اسلام سے متنفر ہو جائیں گے کیونکہ یہ قصہ لڑائی کے ابتدائے اسلام میں پیش آیا ہے۔ دوسری ضرب المثل کا معنیٰ یہ تھا کہ آپ نے دیت آج دلوادی اور بعد میں کسی قاتل سے قصاص لیا تو یہ پہلی سنت کو تبدیل کرنے کے مترادف ہوگا اور بعد میں اس سے نقصان پہنچے گا۔ خطابی نے اس کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے کہ اگر آپ نے آج قصاص نہ لیا تو پھر بعد میں آپ کو قصاص کا حکم ہی بدلنا پڑے گا۔ کیونکہ اگر کسی کے قتل کا حکم دیں گے تو نافذ نہیں ہو سکے گا۔ یہ شخص گویا قصاص کی ضرورت پر زور دے رہا تھا۔ اور اپنے خیال کے مطابق اس کی مصلحت بیان کر رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فصاحت و بلاغت کی طرف توجہ نہ دی اور دیت کا فیصلہ فرما دیا۔

بَابُ وَلِيِّ الْعَمْدِ يَأْخُذُ الدِّيَةَ

باب: قتل عمد کا ولی دیت لے لے

۴۴۹۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ نَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا شُرَيْحٍ الْكَعْبِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّكُمْ مَعْشَرَ خُزَاعَةَ قَتَلْتُمْ هَذَا الْقَتِيلَ مِنْ هُذَيْلٍ وَإِنِّي عَاقِلُهُ، فَمَنْ قُتِلَ لَهُ بَعْدَ مَقَالَتِي هَذِهِ قَتِيلٌ فَأَهْلُهُ بَيْنَ

خِيَرَتَيْنِ اَنْ يَاْخُذُوا الْعَقْلَ اَوْ يَقْتُلُوا ـ

ترجمہ: ابوشریح کعبی کہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خزاعہ کی جماعت تم نے هذیل میں سے اس مقتول کو قتل کیا ہے اور میں اس کی دیت ادا کرنے والا ہوں۔ میری اس بات کے بعد جس کا کوئی قتیل قتل کیا جائے تو اس کے گھر والے دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کر سکتے ہیں یا تو دیت لے لیں یا قتل کریں۔ (ترمذی) ابوشریح کعبی وہی خزاعی صحابی ہیں جن کی روایات گزر چکی ہیں۔ انھیں ابوشریح خزاعی بھی کہا جاتا ہے۔

۴۵۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ نَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ح وَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْدَاوُدَ نَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ نَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ اِمَّا اَنْ يُّوْدٰى وَاِمَّا اَنْ يُّقَادَ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ اَبُوْشَاهٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُكْتُبْ لِيْ قَالَ الْعَبَّاسُ اُكْتُبُوْا لِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُكْتُبُوْا لِاَبِيْ شَاهٍ وَهٰذَا لَفْظُ حَدِيْثِ اَحْمَدَ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ اُكْتُبُوْا لِيْ يَعْنِيْ خُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ

ترجمہ: ابوہریرہ نے کہا کہ جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ دینے کو) کھڑے اور فرمایا: جس کا کوئی قتیل قتل ہو جائے وہ ان دو چیزوں میں ایک کو اختیار کر سکتا ہے۔ یا تو اسے دیت دی جائے اور یا قصاص دلوایا جائے۔ پس اہل یمن میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا جسے ابوشاہ کہا جاتا تھا۔ (اس نے کہا مجھے یارسول اللہ لکھوا دیجئے) عباس راوی نے جمع کے صیغے سے کہا: لوگو مجھے لکھوا دو۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوشاہ کو لکھ دو۔ یہ احمد بن ابراہیم کی روایت کے لفظ ہیں۔ ابوداؤد نے کہا کہ ابوشاہ مطلب یہ تھا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ لکھ دو۔ (بخاری، مسلم، نسائی، عن ابن عباس) (ابن ماجہ) ترمذی، اور یہ حدیث سنن ابی داؤد میں ۲۰۱۷ نمبر پر گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ قَتَلَ بَعْدَ اَخْذِ الدِّيَةِ

(دیت لینے کے بعد قتل کرنیوالے کا باب ۵)

۴۵۰۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا مَطَرٌ الْوَرَّاقُ وَ أَحْسَبُهُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أُعْفِي مَنْ قَتَلَ بَعْدَ أَخْذِ الدِّيَةِ ط

ترجمہ: جابر بن عبداللہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اس شخص کو خدا معاف نہ کرے جو دیت لینے کے بعد قتل کرے حسن کا سماع جابر بن عبداللہ سے ثابت نہیں ہوا الخ یہ حدیث منقطع ہے۔ راوی مطر الوراقؒ کو کئی محدثین نے ضعیف کہا ہے۔ یہ حدیث الحسن سے مرسلاً بھی مروی ہے۔

بَابُ فِيمَنْ سَقَى رَجُلًا سُمًّا أَوْ أَطْعَمَهُ فَمَاتَ أَيُقَادُ مِنْهُ

باب ۶ جو کسی کو زہر پلائے یا کھانے میں کھلائے اور وہ مر جائے تو کیا اس سے قصاص لیا جائے گا

۴۵۰۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ نَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ امْرَأَةً يَهُودِيَّةً أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُومَةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَجِيءَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ أَرَدْتُ لِأَقْتُلَكَ فَقَالَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُسَلِّطَكِ عَلَى ذَلِكَ أَوْ قَالَ عَلَيَّ قَالَ فَقَالُوا أَلَا نَقْتُلُهَا قَالَ لَا فَمَا زِلْتُ أَعْرِفُهَا فِي لَهَوَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زہریلی بکری لائی اور آپ نے اس میں سے کچھ کھایا پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے اس سے اس کے متعلق پوچھا تو وہ بولی کہ میں نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تجھے اس کام پر مسلط کرنے والا نہ تھا یا یہ فرمایا کہ اللہ تجھے مجھ پر مسلط کرنے والا نہ تھا۔ حضرت انس نے کہا کہ لوگوں نے کہا کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ انسؓ نے کہا میں اس زہر کے اثر کو برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلق میں پہنچانتا رہا۔ (بخاری، مسلم) بحث آگے آتی ہے۔

۴۵۰۳ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَمْرِو

ابْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَمَنْ قَتَلَ مُتَعَمِّدًا دُفِعَ إِلَى أَوْلِيَاءِ الْمَقْتُولِ فَإِنْ شَاءُوا قَتَلُوا وَإِنْ شَاءُوا أَخَذُوا الدِّيَةَ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا کسی مومن کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے اور جس نے جان بوجھ کر قتل کیا اسے مقتول کے اولیاء کے سپرد کر دیا جائے وہ چاہے تو اسے قتل کر دے چاہے دیت لے لیں (ترمذی، ابن ماجہ)

۴۵۰۴ ۔ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ نَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ ح وَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ نَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ نَا عَبَّادٌ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ قَالَ هَارُونُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْيَهُودِ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً مَسْمُومَةً قَالَ فَمَا عَرَضَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ هَذِهِ أُخْتُ مَرْحَبٍ الْيَهُودِيَّةُ الَّتِي سَمَّتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہریلی بکری ہدیہ کی۔ ابوہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تعرض نہیں کیا۔ ابوداؤد نے کہا کہ یہ یہودی عورت مرحب کی بہن تھی جس نے رسولؐ کو زہر دیا تھا (منذری کا قول ہے کہ یہ مرحب کی بھتیجی تھی اس کا نام زینب بنت الحارث تھا۔ زہری نے کہا کہ وہ مسلمان ہو گئی تھی)

۴۵۰۵ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ كَانَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ يُحَدِّثُ أَنَّ يَهُودِيَّةً مِنْ أَهْلِ خَيْبَرَ سَمَّتْ شَاةً مَصْلِيَّةً ثُمَّ أَهْدَتْهَا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذِّرَاعَ فَأَكَلَ مِنْهَا وَأَكَلَ رَهْطٌ مِنْ أَصْحَابِهِ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ وَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَهُودِيَّةِ فَدَعَاهَا

فَقَالَ لَهَا أَسَمَمْتِ هٰذِهِ الشَّاةَ قَالَتِ الْيَهُودِيَّةُ مَنْ أَخْبَرَكَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي هٰذِهِ فِي يَدِي الذِّرَاعُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَمَا أَرَدْتِ إِلَى ذٰلِكَ قَالَتْ قُلْتُ إِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَمْ يَضُرَّهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا اسْتَرَحْنَا مِنْهُ فَعَفَا عَنْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُعَاقِبْهَا وَتُوُفِّيَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ الَّذِينَ أَكَلُوا مِنَ الشَّاةِ وَاحْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كَاهِلِهِ مِنْ أَجْلِ الَّذِي أَكَلَ مِنَ الشَّاةِ حَجَمَهُ أَبُو هِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشَّفْرَةِ وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِي بَيَاضَةَ مِنَ الْأَنْصَارِ ط

ترجمہ: جابر بن عبداللہ بیان کرتے تھے کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے ایک بھونی ہوئی بکری میں زہر ملایا اور پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بکری کا) دست پکڑا اور اس میں سے کچھ کھایا اور آپ کے اصحاب میں سے بھی کچھ لوگوں نے کھایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اپنے ہاتھ اٹھا لو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی عورت کو بلا بھیجا اور اس سے فرمایا کہ کیا تو نے اس بکری میں زہر ملایا تھا؟ یہودی عورت نے کہا کہ تجھے کس نے بتایا؟ حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے اس دست نے بتایا ہے جو زیر ہاتھ میں ہے۔ اس عورت نے کہا ہاں (میں نے زہر ملایا تھا) حضورؐ نے فرمایا کہ اس سے تمہاری کیا غرض تھی؟ وہ بولی کہ میں نے یہ کہا: اگر یہ نبی ہے تو اسے کوئی ضرر نہ دے گا اور اگر یہ نبی نہیں تو ہم اس سے فلاح پالیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کر دیا اور سزا نہ دی اور آپ کے بعض اصحاب جنہوں نے اس بکری کا گوشت کھایا تھا وہ وفات پا گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کا گوشت کھانے کی وجہ سے دونوں کندھوں کے درمیان حجامت کرائی۔ ابو ھند نے آپؐ کو سینگ اور چھری کے ساتھ سینگی لگائی اور وہ قبیلہ انصار میں سے بنی بیاضہ کا غلام تھا۔

اس حدیث میں اس یہودی عورت کو معاف کر دینے کا ذکر ہے یہ مولانا نے فرمایا کہ اس وقت حضور نے اسے معاف فرما دیا تھا۔ اگلی حدیث میں آتا ہے کہ اسے قتل کروایا گیا تھا۔ بحث ذرا آگے دیکھئے۔

۴۵۰۶۔ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ نَا خَالِدٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْدَتْ لَهُ يَهُودِيَّةٌ بِخَيْبَرَ بِشَاةٍ مَصْلِيَّةٍ نَحْوَ حَدِيثِ جَابِرٍ قَالَ فَمَاتَ بِشْرُ بْنُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ الْأَنْصَارِيُّ فَأَرْسَلَ إِلَى الْيَهُودِيَّةِ مَا حَمَلَكِ عَلَى الَّذِي صَنَعْتِ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ جَابِرٍ فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُتِلَتْ

وَلَمْ یَذْکُرْ اَمْرَ الْحِجَامَۃِ ط

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر میں ایک یہودی عورت نے ایک بھُنی ہوئی بکری کا ہدیہ دیا۔ یہ حدیث بھی جابرؓ کی حدیث کی مانند ہے۔ ابوہریرہ نے کہا کہ پھر بشر بن براء بن معرور انصاری (اس زہر کے باعث) فوت ہو گئے۔ پس حضورؐ نے اس یہودی عورت کو پیغام بھیج کر بلایا (اور فرمایا کہ) یہ کام جو تو نے کیا ہے کیوں کیا ہے؟ پھر ابوہریرہ نے جابر کی حدیث کی مانند ذکر کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے قتل کیا گیا۔ اور حجامت کے معاملے کا ذکر اس حدیث میں نہیں ہے۔

شرح: علامہ خطابی نے کہا کہ جو شخص کسی کے کھانے میں زہر ملا دے اور وہ اسے کھا لے تو اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ مالک بن انس نے کہا کہ زہر دینے والے پر قصاص ہے۔ شافعی نے اپنے دو قولوں میں سے ایک میں اس پر قصاص واجب کیا ہے۔ مگر یہ اس صورت میں ہے جبکہ زہر ملا کر اس نے وہ کھانا کھلایا ہو یا پانی وغیرہ پلایا ہو۔ اگر اُسنے زہر کھانے میں ملا کر رکھ دیا اور کھانے یا پلانے کو نہیں کہا (یا نہیں دیا) اور وہ شخص اسے کھا کر یا پی کر مر گیا تو اس پر قصاص نہیں۔ خطابی نے کہا در اصل اگر مباشرت اور سبب جمع ہو جائیں تو مباشرت کا حکم سبب پر مقدم ہوگا، جیسا کہ کنویں اور اس میں گرنے والے کے معاملے میں ہے۔ لیکن جب اس نے کسی کو زہر پینے پر مجبور کر دیا ہو اس پر قصاص ہے۔ اور ابوحنیفہ نے کہا کہ اگر اس نے دوسرے کو زہر پلا دیا اور وہ مر گیا تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر اس کے منہ میں ڈالا تو اس کے عاقلہ پر دیت ہے۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ حنفیہ کا مذہب اس مسئلہ میں وہ ہے جو البدائع میں ہے کہ اگر کسی کو زہر کھلایا اور وہ مر گیا تو اگر کھانے والے نے خود وہ کھایا ہو تو کھلانے والے پر ذمہ داری نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے اپنے اختیار سے کھایا۔ لیکن کھلانے والے کو تعزیر دی جائے گی۔ اگر اس کے منہ میں زہر ڈالا ہو تو اس پر دیت ہے۔ خطابی نے کہا ہے کہ یہودی عورت کی حدیث میں روایات مختلف ہیں۔ ابوسلمہ کی حدیث متصل نہیں ہے جابرؓ کی حدیث کچھ زیادہ متصل نہیں ہے کیونکہ زہری نے جابر سے کچھ نہیں سنا۔ پھر اس حدیث میں زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اس یہودی عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بکری کا ہدیہ دیا اور اسے حضورؐ کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ کے اصحاب اس وقت آپ کے مہمان تھے، اور اس یہودی عورت نے وہ گوشت آپؐ کے سامنے نہیں رکھا تھا۔ پس قصاص اس میں ساقط تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

بذل المجہود کے حاشیے پر یہ حدیث (وھب بن بقیہ کی) جسمیں راوی صحابی ابوہریرہ ہیں ابن الاعرابی کی روایت سے ذرا تفصیل کے ساتھ آئی ہے اس میں اس یہودی عورت کے قتل کا ذکر ہے۔ اور حضور کے مرض الوفات میں اس زہر کے اثر کو محسوس کرنے کا بیان ہے۔ ابن داسہ کی روایت مختصر ہے۔

بَابُ مَنْ قَتَلَ عَبْدَہٗ اَوْ مَثَّلَ بِہٖ اَیُقَادُ مِنْہُ

باب جو اپنے غلام کو قتل یا اس کا مثلہ کرے اس سے قصاص لیا جائے

۵۰۷م۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ ط

ترجمہ: سمرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے غلام کو قتل کرے ہم اسے قتل کریں اور جو اس کے کان یا ناک یا ہونٹ کاٹے ہم اسکے اعضاء کاٹیں گے (ترمذی، نسائی) مولانا نے فرمایا کہ یہ تشدید و تغلیظ پر محمول ہے اگر ایسا ہوا ہو تو وہ تعزیر پر محمول ہوگا۔

۵۰۸م۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَصَى عَبْدَهُ خَصَيْنَاهُ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَحَمَّادٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ هِشَامٍ مِثْلَ حَدِيثِ مُعَاذٍ ط

ترجمہ: قتادہ نے اپنی سند کے ساتھ اوپر کی مانند بیان کیا۔ اسمیں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا: جو اپنے اپنے غلام کو خصی کرے ہم اسے خصی کریں گے۔ پھر شعبہ اور حماد جیسی حدیث بیان کی۔ ابوداؤد طیالسی نے اس کو ھشام سے حدیث معاذ کی مانند روایت کیا (نسائی)

۵۰۹م۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا ابْنُ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِ شُعْبَةَ مِثْلَهُ زَادَ ثُمَّ إِنَّ الْحَسَنَ نَسِيَ هَذَا الْحَدِيثَ فَكَانَ يَقُولُ لَا يُقْتَلُ حُرٌّ بِعَبْدٍ ط

ترجمہ: اسی حدیث کی ایک اور سند میں ہے کہ پھر حسن اسی حدیث کو بھول گیا۔ اور کہتا تھا کہ آزاد کو غلام کے بدلے میں نہیں مارا جائے۔

شرح: علامہ خطابی نے کہا ہے کہ ممکن ہے حسن کو یہ حدیث نہ بھولی ہو مگر وہ اس کی تاویل کرتا ہو کہ حکم ایجابی نہیں ہے۔ بلکہ ایک قسم کی زجر ہے تاکہ لوگ باز رہیں اور غلاموں کے ساتھ یہ سلوک نہ کریں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ پانچویں بار شراب پینے والے کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے قتل کردو۔ مگر خود آپؐ نے قتل نہیں کیا تھا۔ حالانکہ شراب پینے والے نے پانچویں بار بھی پی تھی۔ بعض نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ اس شخص کے متعلق ہے جو پہلے کسی کا غلام تھا پھر آزاد ہوگیا۔ لہٰذہ آزادی کے باعث اس کے عیال کی مانند ہوگا، سو وہ شخص جب اسے قتل کردے گا تو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ یہ اسی طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم میں سے جو لوگ مرجائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں الخ یعنی وہ جو

کبھی ان کی بیویاں تھیں۔ سو اس کو غلام اس کی پہلی حالت کے باعث کہا گیا ہے اپنے غلام یا کسی اور کے غلام کے قاتل کے متعلق لوگوں کا اختلاف ہے کہ اس پر کیا واجب ہوتا ہے۔ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قصاص نہیں لیا جائے گا یہی روایت ابن الزبیر سے ہے اور الحسن، عطاء، عکرمہ، عمر بن عبد العزیز، مالک، شافعی اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ ابن المسیب، شعبی، نخعی اور قتادہ کا قول ہے کہ آزاد اور غلام کے درمیان قصاص نص سے ثابت ہے اور یہی قول حنفیہ کا ہے۔ مگر یہ حکم اس کا ہے جو کسی دوسرے کے غلام کو قتل کرے۔ ثوری نے کہا ہے کہ غلام اپنا ہو یا کسی اور کا، جب قتل کیا تو قصاص ہوگا۔ بعض اہل علم کا قول ہے کہ سمرہؓ کی حدیث منسوخ ہے اور چونکہ اعضاء کاٹتے ہیں بالاتفاق غلام کا قصاص نہیں ہے۔ لہٰذہ قتل میں بھی نہیں۔ اگر یہ قصاص ثابت ہوتا تو دونوں میں ہوتا نہیں تو دونوں میں نہیں۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا ہے کہ قتادہ کا یہ گمان ہے کہ حسن کو یہ حدیث بھول گئی تھی۔ انھیں حدیث نہیں بھولی بلکہ معلوم تھا کہ یہ قتل تعزیرًا اور سیاسۃً تھا۔ اور آقا کو اپنے غلام کے قتل میں قصاصًا قتل نہیں کیا جانا اس بنا پر حفص کے قول میں غلام سے مراد آقا کا اپنا غلام ہے۔

۴۵۱۰ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَا يُقَادُ الْحُرُّ بِالْعَبْدِ ط

ترجمہ: ایک اور طریق سے قتادہ کی روایت حسن سے ہے، کہ اپنے غلام کا قصاص نہیں لیا جاتا۔ (مطلب اوپر گزرا ہے)

۴۵۱۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ تَسْنِيمٍ الْعَتَكِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَنَا سَوَّارٌ أَبُو حَمْزَةَ نَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مُسْتَصْرِخٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَارِيَةٌ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ وَيْحَكَ مَا لَكَ فَقَالَ شَرًّا أَبْصَرَ لِسَيِّدِهِ جَارِيَةً لَهُ فَغَارَ فَجَبَّ مَذَاكِيرَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ بِالرَّجُلِ فَطُلِبَ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ أَنْتَ حُرٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلَى مَنْ نُصْرَتِي قَالَ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَوْ قَالَ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ ط

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ ایک آدمی چیختا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ اس کی ایک لونڈی.... (آگے شدت تکلیف سے کچھ کہہ نہ سکا) حضورؐ نے فرمایا: ارے تیرا بھلا ہو تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا مجھے شر پہنچی ہے۔ اس نے یعنی خود بیان کرنے والے نے) اپنے آقا کی ایک لونڈی کو دیکھا، آقا کو اس پر غیرت آئی اور اس نے اس کے مذاکیر (پیشاب گاہ مع فوطوں کے) کاٹ دیئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو میرے پاس لاؤ اس نے اسے تلاش کیا مگر نہ پایا۔ بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جا تو آزاد ہے۔ اس نے کہا یا رسول میری مدد کس کے ذمے ہے؟ فرمایا ہر مسلم کے ذمہ یا فرمایا ہر مومن پر۔ ابو داؤد نے کہا کہ یہ غلام جو آزاد ہوا ہے اس کا نام روح بن دینار تھا اور جس نے اس کے مذاکیر کاٹے تھے وہ ابو روح زنباع تھا۔ (ابن ماجہ)

شرح ۔ ابن ماجہ کی ایک حدیث میں تو یہی منقول مگر دوسری میں ہے کہ آقا نے اسے خصی کر دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مثلہ کے سبب سے غلام کو آزاد کر دیا۔ مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی نے لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک غلام کے اطراف کی حیثیت اموال جیسی ہے یہ حدیث قصاص نہیں بناتی، ابوحنیفہ یا قاضی، انتقام اور سیاست کے لیے جب اس قسم کے تصرفات کرے تو جائز ہے۔ مسند احمد کی روایت میں اس شخص کا نام ابو روح زنباع آیا ہے۔ ابن مندہ کی روایت میں غلام کا نام سندر آیا ہے۔ ابن ماجہ کی روایت جو خود زنباع سے آئی ہے اس میں ضعف پایا جاتا ہے۔

بَابُ الْقَسَامَةِ

قسامت کا باب ۸

اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ قسامت اگر مصدر ہے تو قسم اور حلف کے معنی میں ہے۔ قسم کھانے والی جماعت ہو تو اسے بھی قسامت کہتے ہیں۔ جب مقتول کا قاتل معلوم نہ ہو تو مدعی یا مدعا علیہ یا اہل محلہ کو جو قسم دی جاتی ہے اسے قسامت کہتے ہیں۔

۴۵۱۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْمَعْنَى قَالَا أَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ مُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ انْطَلَقَا قِبَلَ خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ فَاتَّهَمُوا الْيَهُودَ فَجَاءَ أَخُوهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَابْنَا عَمِّهِ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فِي أَمْرِ أَخِيهِ وَهُوَ أَصْغَرُهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكُبْرَ الْكُبْرَ أَوْ قَالَ لِيَبْدَإِ الْأَكْبَرُ فَتَكَلَّمَا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْسِمُ خَمْسُونَ مِنْكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَيُدْفَعُ بِرُمَّتِهِ فَقَالُوا أَمْرٌ لَمْ نَشْهَدْهُ فَكَيْفَ نَحْلِفُ قَالَ فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ قَالَ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِهِ قَالَ سَهْلٌ دَخَلْتُ مِرْبَدًا لَهُمْ يَوْمًا فَرَكَضَتْنِي نَاقَةٌ مِنْ تِلْكَ الْإِبِلِ رَكْضَةً بِرِجْلِهَا قَالَ حَمَّادٌ

هٰذَا أَوْ نَحْوَهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ وَمَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَتَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ أَوْ قَاتِلِكُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ بِشْرٌ دَمًا وَقَالَ غَيْرُهُ عَنْ يَحْيَى كَمَا قَالَ حَمَّادٌ وَرَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى فَبَدَأَ بِقَوْلِهِ تُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا يَحْلِفُونَ وَلَمْ يَذْكُرِ الِاسْتِحْقَاقَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ هٰذَا وَهْمٌ مِنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ط

ترجمہ: سہل بن ابی حثمہ سے اور رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ محیصہ بن مسعود اور عبداللہ بن سہل خیبر کی طرف گئے اور کھجوروں کے باغوں میں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ عبداللہ بن سہل کو قتل کر دیا گیا اور انکے ورثاء نے یہود کو متہم کیا (کہ وہی قاتل ہیں) پس اس کا بھائی عبدالرحمن بن سہل اور اس کے دو چچازاد حویصہؓ اور محیصہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ عبدالرحمن نے اپنے بھائی کے متعلق گفتگو کی، اور وہ ان سب سے چھوٹا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑے کو بات کرنے دو، بڑے کو بات کرنے دو یا فرمایا: کہ بڑے کو بات شروع کرنی چاہیئے۔ پھر انہوں نے اپنے ساتھی (عبداللہ) کے متعلق بات کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے پچاس آدمی یہود میں سے کسی (کے قاتل ہونے) پر قسم کھائیں تو اسے ان کے سپرد کر دیا جائے گا۔ وہ بولے کہ یہ ایسا معاملہ تھا کہ ہم اس میں موجود نہ تھے تو قسم کیونکر کھائیں؟ آپؐ نے فرمایا: پھر یہود میں سے پچاس آدمی قسمیں اٹھائیں تو وہ تم سے بری ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ ایک کافر قوم ہے۔ (انکی قسم کا کیا اعتبار؟) راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے عبداللہ کی دیت ادا کر دی۔ سہل نے کہا کہ میں ایک دن ان کے باڑے میں داخل ہوا تو ان اونٹوں میں سے ایک اونٹنی نے مجھے لات ماری حماد نے کہا کہ حدیث کا لفظ یہ ہے یا اس کی مانند۔ ابوداؤد نے کہا کہ اسے بشیر بن مفضل اور مالک نے یحیٰی بن سعید سے روایت کیا ہے۔ اس میں راوی نے کہا کہ حضور نے فرمایا: کیا تم پچاس قسمیں کھا کر اپنے ساتھی کے حقدار ہونا چاہتے ہو؟ یا اپنے قاتل کا لفظ فرمایا اور بشیر نے خون کا لفظ نہیں بیان کیا۔ دوسرے راویوں نے یحیٰی سے روایت کر کے اس طرح کہا جس طرح حماد نے کہا ہے۔ اور ابن عیینہ نے اسے یحیٰی سے روایت کیا، اور ابن عیینہ نے حضور کا یہ قول پہلے بیان کیا ہے: یہود تم میں سے پچاس قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے اور استحقاق کا ذکر نہیں کیا۔ ابوداؤد نے کہا کہ یہ ابن عیینہ کا وہم ہے (اصل حدیث بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی میں بھی ہے)۔

۴۵۱۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هُوَ وَرِجَالٌ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأَتَى مُحَيِّصَةُ فَأَخْبَرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَ

طُرِحَ فِي فَقِيرٍ أَوْ عَيْنٍ فَأَتَى يَهُودَ فَقَالَ أَنْتُمْ وَاللَّهِ قَتَلْتُمُوهُ قَالُوا وَاللَّهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَأَقْبَلَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ ذَالِكَ ثُمَّ أَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبِّرْ كَبِّرْ يُرِيدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِمَّا أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ تُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَالِكَ فَكَتَبُوا إِنَّا وَاللَّهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ قَالُوا لَا قَالَ فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ قَالُوا لَيْسُوا مُسْلِمِينَ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتَّى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ لَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ

ترجمہ: سہل بن ابی حثمہ اور اس کی قوم کے کچھ بڑے لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ بن سہل اور محیّصہؓ کی آنے والی مشقت اور تکلیف کے باعث خیبر کی طرف گئے۔ پھر محیّصہؓ کو خبر ملی کہ عبداللہ بن سہل قتل ہو گیا ہے اور اسے ایک گڑھے میں یا چشمے میں پھینک دیا گیا ہے۔ وہ یہودیوں کے پاس گیا اور کہا کہ واللہ تم نے اسے قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا واللہ ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ پس وہ واپس آیا اور اپنی قوم کے پاس آ کر ان سے اس کا ذکر کیا۔ پھر وہ اور اس کا بڑا بھائی حُوَیّصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ محیّصہ نے بات کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے کو بات کرنے دو، بڑے کو بات کرنے دو۔ اور محیّصہ ہی خیبر گیا تھا۔ پھر حُوَیّصہ نے کلام کیا اور اس کے بعد محیّصہ نے گفتگو کی۔ پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا تو وہ تمہارے آدمی کی دیت دیں یا پھر جنگ کا اعلان کریں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو لکھوایا تو انہوں نے جواب دیا کہ واللہ ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حویّصہ اور محیّصہ اور عبدالرحمان بن سہل سے فرمایا کیا تم قسم کھانے اور مقتول کے خون کے حقدار بننے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں (قسمیں نہیں کھاتے) فرمایا کہ پھر یہودی تمہارے لیے قسمیں کھائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ غیر مسلم ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے دیت اسکی ادا کر دی۔ اور حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹنیاں ان کے پاس بھیجیں تھیں کہ ان کے گھر داخل کی گئیں۔ سہل نے کہا کہ انہی میں سے ایک

سرخ اونٹ نے مجھے لات ماری تھی۔ (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۱۶۳۸) ــــ

۴۵۱۴ ـ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ وَكَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَا نَا ح وَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ أَنَا الْوَلِيدُ عَنْ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَتَلَ بِالْقَسَامَةِ رَجُلًا مِنْ بَنِي نَصْرِ بْنِ مَالِكٍ بِبَحْرَةِ الرُّغَاءِ عَلَى شَطِّ لِيَّةِ الْبَحْرَةِ قَالَ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ مِنْهُمْ وَهَذَا لَفْظُ مَحْمُودٍ بِبَحْرَةٍ أَقَامَهُ مَحْمُودٌ وَحْدَهُ عَلَى شَطِّ لِيَّةِ الْبَحْرَةِ ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو ابن العاص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے قسامت کے ساتھ بنی نصر بن مالک میں سے ایک آدمی کو بحرۃ الرغا میں قتل کیا جبکہ لیۃ البحرہ مقام پر تھے۔ راوی نے کہا کہ قاتل اور مقتول انہیں سے تھے۔

بَابٌ فِي تَرْكِ الْقَوَدِ بِالْقَسَامَةِ!

قسامت کے ساتھ قصاص ترک کرنے کا باب

۴۵۱۵ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ الزَّعْفَرَانِيُّ نَا أَبُو نُعَيْمٍ نَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ زَعَمَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَفَرًا مِنْ قَوْمِهِ انْطَلَقُوا إِلَى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوا فِيهَا فَوَجَدُوا أَحَدَهُمْ قَتِيلًا فَقَالُوا لِلَّذِينَ وَجَدُوهُ عِنْدَهُمْ قَتَلْتُمْ صَاحِبَنَا فَقَالُوا مَا قَتَلْنَاهُ وَلَا عَلِمْنَا قَاتِلًا فَانْطَلَقْنَا إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ لَهُمْ تَأْتُونِي بِالْبَيِّنَةِ عَلَى مَنْ قَتَلَ قَالُوا مَا لَنَا بَيِّنَةٌ قَالَ فَيَحْلِفُونَ لَكُمْ قَالُوا لَا نَرْضَى بِأَيْمَانِ الْيَهُودِ فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبْطِلَ دَمَهُ فَوَدَاهُ مِائَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ ؕ

ترجمہ: سہل رضی اللہ عنہ بن ابی سعد حثمہ انصاری نے بتایا کہ ان کی قوم کے کچھ لوگ خیبر کی طرف گئے اور وہاں بکھر گئے۔ پھر انہوں نے اپنے میں سے ایک کو مقتول پایا۔ آس پاس کے لوگوں سے انہوں نے کہا کہ تم نے ہمارا ساتھی مارا ہے انہوں نے کہا کہ نہ ہم نے مارا ہے

نہ ہمیں قاتل کی خبر ہے۔ پھر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ سہل نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس گواہ لاؤ کہ اسے فلاں شخص نے مارا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس گواہ نہیں ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا پھر یہودی تمہارے لیے قسمیں کھائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہودیوں کی قسموں پر راضی نہیں ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے خون کو ضائع کرنا پسند فرمایا تو صدقہ کے اونٹوں میں سو اونٹ اس کی دیت ادا کردی (بخاری، مسلم، نسائی) کتاب الزکوٰۃ میں اس حدیث پر بحث گزر چکی ہے کہ حضورؐ نے صدقہ کے اونٹوں میں سے سو اونٹ بطور قرض کیلئے دیت ادا کی تھی۔ اور بعد میں یہ اونٹ صدقہ کے فنڈ میں واپس کر دیئے تھے۔

۴۵۱۶۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ رَاشِدٍ اَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ نَا عَبَايَةُ بْنُ رِفَاعَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ اَصْبَحَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ مَقْتُوْلًا بِخَيْبَرَ فَانْطَلَقَ اَوْلِيَاؤُهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَكُمْ شَاهِدَانِ يَشْهَدَانِ عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ يَكُنْ ثَمَّ اَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّمَا هُمْ يَهُوْدُ وَقَدْ يَجْتَرِءُوْنَ عَلٰى اَعْظَمَ مِنْ هٰذَا قَالَ فَاخْتَارُوْا مِنْهُمْ خَمْسِيْنَ فَاسْتَحْلِفُوْهُمْ فَاَبَوْا فَوَدَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهٖ

ترجمہ: رافع بن خدیج نے کہا کہ انصار میں سے ایک مرد خیبر میں صبح کو مقتول پایا گیا۔ پس اس کے اولیاء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس دو گواہ ہیں جو تمہارے آدمی کے قتل کی گواہی دیں؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ وہاں پر کوئی مسلمان موجود نہ تھا، اور خیبر والے تو یہودی ہیں وہ اس سے بڑے کاموں کی بھی جرات کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم انہیں سے پچاس آدمیوں کو چن لو پھر انہیں قسم دلاؤ۔ انہوں نے اس سے انکار کر دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دیت اپنے پاس سے ادا کر دی۔

شرح: احادیث میں اختلاف ہے کہ جب اس قسم کے واقعہ میں مدعی کے پاس بینہ (شہادت) موجود نہ ہو تو قسم کا کیا طریقہ ہوگا۔ آیا پہلے قسم کھا کر اپنے مقتول کے خون کے حقدار بن جائیں گے جیسا کہ اس باب کی پہلی اور دوسری حدیث میں صراحت ہے۔ یا کیا مدعی جب شہادت پیش نہیں کر سکتا تو مدعا علیہ کے پچاس شخص قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے یا نہیں۔ ہمارے خیال میں بعض احادیث میں اختلاف ہے۔ اس مضمون کی تمام احادیث کو پیش نظر رکھ کر ہی فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ قسم کھانے کا طریقہ کیا ہے اور پہلے قسم کا مطالبہ کس سے ہوگا۔ مزید بحث آگے دیکھئے۔

۴۵۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ نَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

ابْنِ بُجَيْدٍ قَالَ إِنَّ سَهْلًا وَاللهِ أَوْهَمَ الْحَدِيثَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى الْيَهُودِ أَنَّهُ قَدْ وُجِدَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ قَتِيلٌ فَدُوهُ فَكَتَبُوا يَحْلِفُونَ بِاللهِ خَمْسِينَ يَمِينًا مَا قَتَلْنَاهُ وَمَا عَلِمْنَا قَاتِلًا قَالَ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ مِائَةَ نَاقَةٍ ط

ترجمہ: عبدالرحمان بن بجید نے کہا کہ واللہ سہل کو اس حدیث میں وہم ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے یہود کو لکھا تھا کہ تمہارے درمیان ایک مقتول پایا گیا ہے پس تم اس کی دیت ادا کرو۔ پس انہوں نے لکھا کہ ہم میں سے پچاس آدمی قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے اسے قتل نہیں کیا اور ہمیں کسی قاتل کا علم بھی نہیں راوی نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے اسکی دیت سو اونٹنی ادا کر دی۔

شرح: منذری نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند میں محمد بن اسحاق متکلم فیہ ہے۔ امام شافعی نے کہا ہے کہ مجھے نہیں معلوم عبدالرحمن بن بجید نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے یا نہیں، دوسری صورت میں یہ مرسل ہے اور ہم مرسل کو نہیں مانتے۔ سہل کی حدیث مرفوع متصل ہے لہٰذا میں نے اسے لیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ عبدالرحمن بن بجید بقول ابی بکر بن داؤد صحابی تھا۔ ابن ابی حاتم نے کہا کہ اس کی روایت اپنی دادی کے واسطے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ وہ صحابی تھا۔ پھر اس نے اسے ثقات تابعین میں شمار کیا ہے۔ امام بغوی نے کہا ہے مجھے اس کا صحابی ہونا نامعلوم ہے۔ حافظ ابن عبدالبر نے کہا کہ وہ صحابی ہے مگر اس کا سماع نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہوا۔ اور اس کے صحابی ہونے میں کلام ہے۔ سہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں آٹھ برس کا تھا۔ اور ابن بجید اس سے ایک سال چھوٹا تھا۔ یہ حدیث اگر ثابت ہے تو اس میں پچھلی تمام روایات کے برعکس یہود کے قسامت پر راضی ہو جانے اور حضور کو اس بارے میں لکھنے کا ذکر آیا ہے۔ مزید بحث آگے دیکھئے۔

۴۵۱۸۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رِجَالٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْيَهُودِ وَبَدَأَ بِهِمْ يَحْلِفُ مِنْكُمْ خَمْسُونَ رَجُلًا فَأَبَوْا فَقَالَ لِلْأَنْصَارِ اسْتَحِقُّوا فَقَالُوا نَحْلِفُ عَلَى الْغَيْبِ يَا رَسُولَ اللهِ فَجَعَلَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيَةً عَلَى يَهُودَ لِأَنَّهُ وُجِدَ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ ط

ترجمہ: سلیمان بن یسار نے کئی انصاری مردوں سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے فرمایا اور ان سے بات

شروع فرمائی کہ تم میں سے پچاس مرد قسم کھائیں انہوں نے انکار کیا۔ پھر آپؐ نے انصار سے فرمایا کہ (تم قسمیں کھا کر اپنے آدمی کے خون کے) حقدار بن جاؤ۔ انہوں نے کہا، یا رسول اللہ! کیا ہم ان دیکھی بات پر قسم کھائیں؟ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ دیت یہود پر ہے کیونکہ مقتول ان میں ملا تھا۔

شرح: پچھلی روایات اس حدیث میں ہے کہ دیت کا فیصلہ یہود کے برخلاف ہوا تھا (یہ وضاحت نہیں کہ پھر کیا ہوا؟ کیونکہ دیت تو حضور نے خود ادا فرمائی تھی) نسائی کی روایت میں ہے کہ مقتول کی دیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیائے مقتول پر تقسیم فرمایا اور نصف دیت اپنے پاس سے ادا فرما کر ان کی مدد فرمائی۔ مولانا نے فرمایا میں نے یہ بحث نقل مذاہب کے ساتھ اور احادیث کے اختلافات کو دور کرنا کسی کتاب میں ایسا نہیں پایا جیسا کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر میں آیا ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک پچاس اولیائے مقتول قسمیں کھالیں تو قصاص کے حقدار ہیں بشرطیکہ اس وقت کوئی شک وشبہ کی دلیل) موجود ہو۔ بشرط دیگر شافعیہ کا مذہب اس باب میں حنفیہ کی مانند ہے۔ حنفیہ کے نزدیک مقتول کے ولی پر بینہ کا قائم کرنا واجب ہے اگر یہ نہ ہو تو جن لوگوں پر تہمت ہے قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے قتل نہیں کیا اور نہ ہمیں کسی قاتل کا علم ہے۔ اگر بینہ قائم ہو جائے تو قصاص واجب ہے۔ اگر شہادت نہیں ہے اور متہم فریق قسم کھانے کا بھی منکر ہے تو دیت واجب ہے۔ اگر وہ قسم کھالیں تو شافعیہ کے نزدیک بری ہیں اور حنفیہ کے نزدیک ہر صورت ان پر دیت پڑے گی۔ روایات کے مجموعے سے یہی ثابت کیونکہ شہادت مدعی کے ذمہ ہے اور حلف منکر پر ہے اور مقتول کے اولیاء پر قسم واجب کرنے کا کوئی مطلب نہیں ہے۔ شہادت کا ذکر بہت سی روایات میں آیا ہے اور جن میں نہیں آیا وہ بھی انہیں پر محمول ہیں کیونکہ واقعہ ایک ہی تھا پس اسی صورت پر عمل کیا جائے گا جو اصول کے موافق ہیں۔ یہود کی قسم میں بھی اختلاف ہے۔ روایات کو جمع کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہود نے قسمیں لکھی تھیں مگر حلف اٹھانے کے لیے حاضر نہیں ہوئے اور نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قسم کا مطالبہ کیا اور جو قسم انہوں نے لکھی تھی اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس وجہ سے کہ قسم مجلس قضاء میں حاکم کے سامنے ہونی چاہیئے۔ یہ صورت نہیں پائی گئی۔ پس جس نے ان کی قسم کا ذکر کیا اس کی مراد ان کے خط سے تھی، اور جس نے نفی کی تو اس بات کی نفی کی کہ مجلس قضاء میں حاضر ہو کر انہوں نے حلف نہیں اٹھایا۔ روایات میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ دیت کس نے ادا کی تھی؟ اور اصل بات یہ ہے کہ یہود کے خلاف کچھ بھی ثابت نہ ہو سکا تھا کیونکہ شہادت موجود نہ تھی اور وہ قسم کھانے کو تیار تھے مگر اولیائے مقتول انکی قسم کو قبول نہ کرتے تھے کہ وہ ایک جھوٹی اور کافر قوم ہے۔ یہود ڈرتے تھے کہ اس قصے کا انجام اچھا نہ ہوگا لہٰذا انہوں نے قسم پر بھی آمادگی ظاہر کی اور کچھ مال بھی خرچ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وہ مال قبول فرمایا کیونکہ حالات وہ تھے جو اوپر بیان ہوئے۔ پھر آپؐ نے کچھ مال اور اسمیں ملا کر دیت پوری کر دی۔ چونکہ یہود سے حسب قاعدہ پوری دیت ادا نہ لی گئی تھی لہٰذا کچھ راویوں نے اس کا سرے سے انکار کر دیا ہے۔ اور جنہوں نے اثبات کیا انکی مراد یہی تھی کہ انہوں نے کچھ مال بھیجا تھا۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ واقعہ فتح خیبر سے پہلے کا ہے۔ جیسا کہ حدیث کی عبارت بتاتی ہے کہ حضور نے انہیں جنگ کی دھمکی بھیجی تھی۔ وہاں اس وقت قوموں کا باہمی معاہدہ کسی نہ کسی تک موجود تھا۔ حضورؐ نے اس معاملے کو زیادہ نہیں چھیڑا تھا مبادا اسی وقت جنگ چھڑ جائے اور یہ خلاف مصلحت تھا۔ واللہ اعلم۔

بَابُ اَیْقَادُ مِنَ الْقَاتِلِ بِحَجَرٍ اَوْ بِمِثْلِ مَا قَتَلَ

قاتل سے قصاص لینے کا باب ۱۰

۴۵۱۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ اَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ جَارِيَةً وُجِدَتْ قَدْ رُضَّ رَاْسُهَا بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا اَفُلَانٌ اَفُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ فَاَوْمَتْ بِرَاْسِهَا فَاُخِذَ الْيَهُودِيُّ فَاعْتَرَفَ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُرَضَّ رَاْسُهُ بِالْحِجَارَةِ ط

ترجمہ: انس سے روایت ہے کہ ایک لونڈی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچلا گیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ یہ کس نے کیا؟ کیا فلاں نے؟ کیا فلاں نے؟ حتیٰ کہ اس یہودی کا نام لیا گیا (جس کا یہ فعل تھا) تو اس نے اپنے سر کا اشارہ (اثبات میں) کیا پس اس یہودی کو پکڑا گیا تو اس نے اعتراف کر لیا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کا سر پتھروں کے ساتھ کچلا جائے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

۴۵۲۰ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ يَهُودِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً مِنَ الْاَنْصَارِ عَلٰى حُلِيٍّ لَهَا ثُمَّ اَلْقَاهَا فِي قَلِيبٍ وَرَضَخَ رَاْسَهَا بِالْحِجَارَةِ فَاُخِذَ فَاُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِهِ اَنْ يُرْجَمَ حَتّٰى يَمُوتَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ وَقَالَ اَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ اَيُّوبَ نَحْوَهُ ط

ترجمہ: حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے انصار کی لونڈی کو (یا لڑکی کو) اس کے زیور کی خاطر قتل کیا۔ پھر اسے ایک غیر آباد کنوئیں میں ڈال دیا اور اس کا سر پتھروں سے کچل دیا۔ پس اسے پکڑا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پتھر برسانے کا حکم دیا حتیٰ کہ وہ مر جائے۔ پس اس پر پتھراؤ کیا گیا حتیٰ کہ وہ مر گیا (مسلم، نسائی) ابو داؤد نے کہا کہ اسے ابن جریج نے بھی ایوب سے اسی طرح روایت کیا (اور اس میں اس لڑکی سے پوچھے جانے اور یہودی کے اعتراف کا ذکر نہیں ہے۔

۴۵۲۱ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ جَدِّهِ أَنَسٍ أَنَّ جَارِيَةً كَانَ عَلَيْهَا أَوْضَاحٌ لَهَا فَرَضَخَ رَأْسَهَا يَهُودِيٌّ بِحَجَرٍ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ لَهَا مَنْ قَتَلَكِ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَقَالَتْ لَا بِرَأْسِهَا قَالَ مَنْ قَتَلَكِ فُلَانٌ قَتَلَكِ قَالَتْ لَا بِرَأْسِهَا قَالَ فُلَانٌ قَتَلَكِ قَالَتْ نَعَمْ بِرَأْسِهَا فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُتِلَ بَيْنَ حَجَرَيْنِ۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی کے جسم پر کچھ چاندی کے زیور تھے۔ ایک یہودی کے اس کا سر پتھر سے کچل دیا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور اس میں کچھ جان باقی تھی۔ آپؐ نے اس سے فرمایا کہ تجھے کس نے قتل کیا؟ فلاں نے قتل کیا؟ اس نے سر کے اشارے سے نفی میں جواب دیا۔ حضورؐ نے فرمایا تجھے کس نے قتل کیا؟ فلاں نے قتل کیا؟ اس نے پھر سر کے اشارے سے نفی میں جواب دیا۔ آپؐ نے فرمایا، تجھے کس نے قتل کیا؟ فلاں نے قتل کیا؟ اس نے سر کے اشارے سے ہاں میں جواب دیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کو دو پتھروں کے درمیان قتل کیا گیا۔ (بخاری مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: ان پچھلی دو روایتوں میں یہود کے اعتراف کا ذکر نہیں ہے اور اس کا ذکر قتادہ نے (پہلی روایت میں کیا ہے۔ ما مالکیہ کا دعویٰ ہے کہ قتادہ کا یہ اضافہ غیر مقبول ہے۔ حافظ ابن حجر نے اس دعویٰ کو فاسد کہا ہے۔ کیونکہ قتادہ حافظ ہے جس کا اضافہ مقبول ہے۔ دوسروں (ابو قعدہ اور ہشام بن زید) نے اس کی نفی نہیں کی لہٰذا ان میں تعارض نہیں ہے۔ اور نسخ صرف احتمال سے ثابت نہیں ہوتا۔ حاشیئے پر لکھا ہے کہ علماء میں قصاص کی صفت میں اختلاف ہے۔ مالک نے کہا کہ قاتل کو اسی طرح مارا جائے جس طرح اس نے قتل کیا تھا۔ شافعی، احمد، اسحاق، ابو ثور اور ابن المنذر کا یہی قول ہے۔ شافعی نے یہاں تک کہا کہ اگر کسی کو جلا کر مارا گیا تو اسے بھی جلایا جائے۔ ابراہیم نخعی، عامر شعبی، حسن بصری، سفیان ثوری، ابو حنیفہ اور انکے اصحاب نے کہا کہ قاتل کو ہر حال میں تلوار کے ساتھ قتل کیا جائے انکی دلیل طحاوی کی وہ روایت ہے جو اس نے اپنی سند سے نعمان (بن بشیر) سے اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا، کہ قصاص صرف تلوار سے لیا جائے۔ ابو داؤد طیالسی نے اپنی روایت یہ نقل کیا ہے کہ قصاص صرف لوہے سے لیا جائے۔ اس حدیث انسؓ کا انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ جب مثلہ منسوخ ہوا جو عرینہ والوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔) تو اس حکم کے ساتھ یہ حدیث بھی منسوخ ہوگئی۔

بَابُ أَيُقَادُ الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ

باب ا کیا کافر کا قصاص مسلمان سے لیا جائے

۴۵۲۲ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ نَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِي عَرُوْبَةَ نَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ انْطَلَقْتُ اَنَا وَالْاَشْتَرُ اِلٰى عَلِيٍّ فَقُلْنَا هَلْ عَهِدَ اِلَيْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً فَقَالَ لَا اِلَّا مَا فِيْ كِتَابِيْ هٰذَا قَالَ مُسَدَّدٌ قَالَ فَاَخْرَجَ كِتَابًا قَالَ اَحْمَدُ كِتَابًا مِنْ قِرَابِ سَيْفِهِ فَاِذَا فِيْهِ اَلْمُؤْمِنُوْنَ تَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ وَيَسْعٰى بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ اَلَا لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُوْ عَهْدٍ فِيْ عَهْدِهِ مَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا فَعَلٰى نَفْسِهِ وَمَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ قَالَ مُسَدَّدٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ فَاَخْرَجَ كِتَابًا

ترجمہ: قیس بن عباد نے کہا کہ میں اور اشتر (نخعی) حضرت علیؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ کیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کوئی ایسی وصیت فرمائی تھی جو عام اور لوگوں کو نہیں فرمائی؟ حضرت علی نے کہا نہیں۔ مگر جو میری اس کتاب میں ہے۔ مسدد راوی حدیث نے کہا کہ علی نے کتاب نکالی، احمد نے کہا: اپنی تلوار کے تھیلے سے نکالی۔ اس میں یہ لکھا تھا۔ ایمان والوں کے خون برابر ہیں اور وہ اپنے علاوہ دوسروں کے خلاف تعاون کرتے ہیں، اور ان کی ذمہ داری کی کوشش ادنیٰ لوگ بھی کرتے ہیں۔ خبردار کوئی مؤمن کسی کافر کے عوض نہ مارا جائے اور کسی عہد والے کو اس کے معاہدے میں قتل نہ کیا جائے۔ جو کوئی بدعت نکالے یا کسی بدعتی کو پناہ دے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت۔ مسدد نے ابن ابی عروبہ سے بھی یہ لفظ روایت کیا کہ: پس انہوں نے ایک کتاب نکالی (نسائی نے اسے ابوجحیفہ سوائی عن علی کی روایت سے بھی بیان کیا ہے بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) آگے دیکھئے۔

۴۵۲۳ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ نَا هُشَيْمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ عَلِيٍّ زَادَ فِيْهِ وَيُجِيْرُ عَلَيْهِمْ اَقْصَاهُمْ وَيَرُدُّ مُشِدُّهُمْ عَلٰى مُضْعِفِهِمْ وَمُتَسَرِّيْهِمْ عَلٰى قَاعِدِهِمْ ط

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر حدیث علی کی طرح کیا اور یہ اضافہ کیا کہ بعید ترین آدمی بھی ان پر پناہ دے سکتا ہے۔ اور طاقتور ضعیف کا اور غازی بیٹھنے والے کا دفاع کرتا ہے۔ (ابن ماجہ)

کتاب الجہاد میں یہ حدیث گزر چکی ہے اور اس پر مفصل گفتگو بھی دیکھئے کتاب الجہاد، باب السریۃ ترد علی اہل العسکر

بَابٌ فِیْ مَنْ وَجَدَ مَعَ أَهْلِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ

باب۱۲ جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے تو اسے کیا قتل کر دے؟

۴۵۲۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ الْحَوْطِيُّ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَجِدُ مَعَ أَهْلِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا قَالَ سَعْدٌ بَلَى وَالَّذِي أَكْرَمَكَ بِالْحَقِّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَعُوا إِلَى مَا يَقُولُ سَيِّدُكُمْ قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ إِلَى مَا يَقُولُ سَعْدٌ ۔

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ کیا جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے تو کیا قتل کر دے اس کو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ سعد نے کہا جس ذات نے آپ کو حق کے ساتھ عزت بخشی ایسا کیوں نہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو سعد کیا کہتا ہے (مسلم، ابن ماجہ)

شرح: سعد نے حضور کی بات کو رد نہیں کیا بلکہ بہت نرم لفظوں میں اس شخص کی اندرونی کیفیت کا اظہار کیا جس کے ساتھ یہ حادثہ گزرے اور وہ غیظ و غضب کا شکار ہو۔ اس حدیث کی ایک روایت میں یہ لفظ آئے ہیں کہ: سنو! تمہارا سردار کیا کہتا ہے۔ یعنی یہ اسکی غیرت وحمیت کی ایک طرح سے تعریف بھی تھی اور اسے ایک ہلکی سی تنبیہ بھی کہ غیرت وحمیت اپنی جگہ پر رکھیں اللہ و رسول کا حکم فائق ہے اور اسی میں بے شمار مصلحتیں ہیں۔ پیچھے ایک جگہ اسی مضمون کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ قتل کی اجازت اس لیے نہیں کہ لوگ حدود کو پامال نہ کریں، اس لیے نہیں کہ قتل و غارت کا بازار گرم نہ ہو جائے۔ یوں بھی قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا کسی طور روا نہیں ہے۔

۴۵۲۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ لَوْ وَجَدْتُ مَعَ امْرَأَتِي رَجُلًا أُمْهِلُهُ حَتَّى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ

قَالَ نَعَمْ ط

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سعد بن عبادہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یہ تو فرمایئے کہ اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو پاؤں تو اسے مہلت دیدوں حتیٰ کہ چار گواہ لاؤں؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں (مسلم، نسائی) کیونکہ اسی طرح معاشرے میں احق وقانون کی حکومت قائم ہو اور رہ سکتی ہے۔ دوسری صورت میں لاقانونی کا شدید اندیشہ ہے۔

بَابُ ۱۳ الْعَامِلِ يُصَابُ عَلَى يَدَيْهِ خَطَأً

باب ۱۳: جب عامل کے ہاتھوں خطاءً کسی کو تکلیف ہو

۴۵۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُفْيَانَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا جَهْمِ بْنَ حُذَيْفَةَ مُصَدِّقًا فَلَاجَّهُ رَجُلٌ فِي صَدَقَتِهِ فَضَرَبَهُ أَبُو جَهْمٍ فَشَجَّهُ فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا الْقَوَدَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ كَذَا وَكَذَا فَلَمْ يَرْضَوْا فَقَالَ لَكُمْ كَذَا وَكَذَا فَلَمْ يَرْضَوْا فَقَالَ لَكُمْ كَذَا وَكَذَا فَرَضُوا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي خَاطِبٌ الْعَشِيَّةَ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ فَقَالُوا نَعَمْ فَخَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ هٰؤُلَاءِ اللَّيْثِيِّينَ أَتَوْنِي يُرِيدُونَ الْقَوَدَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِمْ كَذَا وَكَذَا فَرَضُوا أَرَضِيتُمْ قَالُوا لَا فَهَمَّ الْمُهَاجِرُونَ بِهِمْ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكُفُّوا عَنْهُمْ فَكَفُّوا ثُمَّ دَعَاهُمْ فَزَادَهُمْ فَقَالَ أَرَضِيتُمْ فَقَالُوا نَعَمْ فَقَالَ إِنِّي خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ فَقَالُوا نَعَمْ فَخَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَرَضِيتُمْ قَالُوا نَعَمْ ط

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہم بن حذیفہ کو تحصیل دار بنا کر بھیجا تو ایک شخص نے صدقہ کے بارے میں جھگڑا کیا، پس ابوجہم نے اسے پیٹا اور زخمی کر دیا۔ وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصاص! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تمہیں اتنا اور اتنا مال دیا جائے گا مگر وہ راضی نہ ہوئے پھر فرمایا! تمہیں اتنا اور اتنا مال دیں گے تو بھی وہ راضی نہ ہوئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا تمہیں اتنا اور اتنا مال دیں گے تو وہ راضی ہو گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پچھلے پہر لوگوں کو خطبہ دونگا اور انہیں تمہاری رضا بتاؤں گا تو انہوں نے کہا ہاں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرمایا اور کہا کہ یہ بنی لیث کے لوگ آئے تھے اور یہ شکایت کی تھی کہ ہمیں قصاص دلوایئے تو میں نے ان پر اس قدر مال کی پیشکش کی تو وہ راضی ہو گئے۔ وہ بولے کہ نہیں۔ پس مہاجرین نے انہیں سزا دینے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں باز رہنے کا حکم دیا تو وہ باز رہے پھر حضورؐ نے انہیں بلایا اور مال میں اضافہ فرمایا پھر فرمایا کیا تم راضی ہو تو انہوں نے کہا ہاں (ہم راضی ہیں) فرمایا کہ میں لوگوں سے خطاب کر کے انہیں تمہاری رضا کی خبر دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ تم راضی ہو وہ بولے ہاں (نسائی، ابن ماجہ)

شرح: قصاص کے بجائے خون بہا قبول کر لینے کی ترغیب مستحب ہے۔ لیکن یہ صرف ترغیب ہوتی ہے جبر نہیں چونکہ حکومت کے ایک کارکن کا معاملہ تھا اور دوسری طرف تقاضائے عدل بھی ہونا تھا۔ لہٰذا ان مدعیان قصاص کو بہر صورت راضی کیا گیا۔ وہ لوگ ایک بار راضی ہو کر پھر مکر گئے تھے، مہاجرین کے تاؤ میں آنے کا باعث یہی امر تھا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا پہلو نکلتا تھا اور ان کی بدعہدی واضح ہو چکی تھی۔

بَابُ الْقَوَدِ بِغَيْرِ حَدِيدٍ

لوہے کے بغیر قصاص لینے کا باب

۴۵۲۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ جَارِيَةً وُجِدَتْ قَدْ رُضَّ رَأْسُهَا بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هَذَا أَفُلاَنٌ أَفُلاَنٌ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فَأُخِذَ الْيَهُودِيُّ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ ط

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی پائی گئی جس کا سر دو پتھروں کے درمیان کچلا گیا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ یہ ظلم کس نے کیا؟ کیا فلاں نے؟ کیا فلاں نے؟ حتیٰ کہ اس یہودی کا نام لیا گیا تو سر سے اشارہ کیا۔ پس یہودی کو پکڑا گیا اور اس نے اعتراف کر لیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کا سر پتھروں کے ساتھ کچلا جائے (یہ حدیث اور اس کی روایات کا اضطراب اوپر ۴۵۲۱ میں گزر چکا ہے۔ وہاں بتایا گیا ہے کہ جب عرنیین کے واقعہ کے بعد مثلہ منسوخ ہوا

تو یہ حدیث منسوخ ہوگئی جوکہ زیر بحث ہے۔ مراجعت کی جائے۔)

بَابُ الْقَوَدِ مِنَ الضَّرْبَةِ وَ قَصِّ الْاَمِيْرِ مِنْ نَفْسِهٖ

چوٹ کے قصاص اور امیر سے قصاص لینے کا باب

۴۵۲۸۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ مُسَافِعٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ قَسْمًا اَقْبَلَ رَجُلٌ فَاَكَبَّ عَلَيْهِ فَطَعَنَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُرْجُوْنٍ كَانَ مَعَهُ فَجُرِحَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَالَ فَاسْتَقِدْ قَالَ بَلْ عَفَوْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ط

ترجمہ: ابوسعیدؓ خدری نے کہا کہ اس اثنا میں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مال بانٹ رہے تھے ایک آدمی اور آپؐ پر جھک گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی شاخ کے ساتھ کچھ کچوکا دیا جو آپ کے ہاتھ میں تھی، اور اس کے چہرے پر زخم لگا دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: آ اور مجھ سے قصاص لے لے، اس نے کہا یا رسول اللہ بلکہ میں نے معاف کیا (نسائی)

شرح: سبحان اللہ! ورع، تقویٰ، عدل وانصاف اور احترام آدمیت کی اس سے بڑی مثال پیش کی جاسکتی ہے؟

۴۵۲۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ اَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِي نَضْرَةَ عَنْ اَبِي فِرَاسٍ قَالَ خَطَبَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِنِّي لَمْ اَبْعَثْ عُمَّالِي لِيَضْرِبُوْا اَبْشَارَكُمْ وَلَا لِيَاْخُذُوْا اَمْوَالَكُمْ فَمَنْ فُعِلَ بِهٖ ذٰلِكَ فَلْيَرْفَعْهُ اِلَيَّ اُقِصُّهُ مِنْهُ وَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَصَّ مِنْ نَفْسِهٖ ط

ترجمہ: ابو فراس نے کہا کہ ہمیں حضرت عمر بن الخطاب نے خطبہ دیا تو فرمایا: میں اپنے کارکن (اعضائے حکومت) نہیں بھیجتا کہ تمہارے جسموں اور کھالوں کو پیٹیں اور نہ اس لیے کہ تمہارے مال لے لیں۔ سو جس کسی پر زیادتی ہو وہ میرے پاس شکایت کرے میں اس کو قصاص لونگا۔ عمرو ابن العاص نے کہا کہ اگر کوئی آدمی اپنی رعیت میں سے کسی کی تادیب کرے تو کیا آپ اس سے بھی قصاص لیں گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: ہاں مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں اس سے قصاص لونگا۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آپ سے قصاص دلوایا تھا۔ (نسائی)

شرح: عمال و ملازمینِ حکومت کے لیے یہ ضابطہ اخلاق ہے۔ اگر اس کی پابندی ہو تو عدل و انصاف اپنے عروج پر ہوگا۔

بَابُ[16] عَفْوِ النِّسَاءِ عَنِ الدَّمِ

عورتوں کی طرف سے خون کی معافی کا باب[16]

۴۵۲۰۔ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ نَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ حُصَيْنًا أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ يُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ عَلَى الْمُقْتَتِلِينَ أَنْ يَنْحَجِزُوا الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ وَإِنْ كَانَتِ امْرَأَةً قَالَ أَبُو دَاوُدَ يَنْحَجِزُوا يَكُفُّوا عَنِ الْقَوَدِ ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: لڑنے والوں کو قصاص سے باز رہنا چاہیئے جبکہ کوئی قریب ترین پھر اس کے بعد قریب معاف کر دے اگر وہ عورت ہی ہو۔ ابو داؤد نے کہا کہ ینحجزوا کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ قصاص سے درگزر کریں (نسائی)

شرح: امام خطابی نے کہا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی قتل ہو جائے۔ اس کے کچھ وارث ہوں، مرد بھی اور عورتیں بھی، ان میں سے جو بھی قصاص معاف کر دے خواہ وہ عورت ہی کیوں نہ ہو، قصاص ساقط ہو جائے گا۔ اور اب دیت لازم ہوگی۔ اَلْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ سے مراد اَلْأَقْرَبُ فَالْأَقْرَبُ ہے۔ خطابی نے کہا کہ ہو سکتا ہے اس حدیث میں مقتتلین سے یہ مراد ہو کہ مقتول کے اولیاء تو قصاص طلب کریں اور قاتل قصاص سے باز رہیں تو ان کے درمیان جنگ و قتال قائم ہو جائے لہٰذا انہیں "جھگڑا کرنیوالے" اس معنیٰ کے لحاظ سے قرار دیا گیا ہے۔ عورتوں کی معافی میں اختلاف ہے۔ اکثر اہل علم کے نزدیک انکی معافی بھی مردوں کی معافی کی طرح جائز ہے۔ اوزاعی اور ابن شبرمہ کے نزدیک عورت کو معافی کا اختیار نہیں۔ حسن اور ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ خاوند اور بیوی کو خون کی معافی کا حق نہیں ہے۔

بَابُ مَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيَّا بَيْنَ قَوْمٍ

اندھا دھند لڑائی میں مقتول کا باب!

۴۵۳۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ نَا حَمَّادٌ ح وَنَا ابْنُ السَّرْحِ نَا سُفْيَانُ وَهَذَا حَدِيثُهُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ قَالَ مَنْ قُتِلَ وَقَالَ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيَّا فِي رَمْيٍ يَكُونُ بَيْنَهُمْ بِحِجَارَةٍ أَوْ ضَرْبٍ بِالسِّيَاطِ أَوْ ضَرْبٍ بِعَصًا فَهُوَ خَطَأٌ وَعَقْلُهُ عَقْلُ الْخَطَاءِ وَمَنْ قُتِلَ عَمْدًا فَهُوَ قَوَدٌ وَقَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ قَوَدُ يَدٍ ثُمَّ اتَّفَقَا وَمَنْ حَالَ دُونَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَغَضَبُهُ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَ حَدِيثُ سُفْيَانَ أَتَمُّ ۔

ترجمہ: طاؤس نے کہا کہ جو مقتول ہوا، اور دوسری سند کے راوی ابن عبید نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اندھی لڑائی میں مارا جائے (کہ قاتل کا پتہ چل سکے) کہ فریقین کے درمیان سنگ باری ہو یا کوڑوں کی جنگ ہو یا ڈنڈا مار کر مارا جائے تو یہ قتل خطاء اور اس کی دیت قتل خطا کی دیت ہے۔ اور جسے عمدًا قتل کیا جائے اس میں قصاص ہے، ابن عبید نے قود ید کا لفظ بولا ہے۔ اور جو شخص قصاص میں حائل ہو تو اس پر اللہ کی لعنت اور غضب ہے۔ اس سے کوئی نفل یا فرض قبول نہ ہو گا۔ سفیان کی حدیث تمام تر ہے۔ (ابن ماجہ نے اس حدیث کو مرفوعًا بیان کیا ہے)

شرح: اس حدیث کی روایت ابن عبید سے مرسل ہے اور ابن السرح سے طاؤس پر موقوف ہے۔ ابن ماجہ میں یہ مرفوع ہے۔ اندھا دھند لڑائی یا مقابلہ یہ ہے جس میں قاتل معلوم نہ ہو سکے۔ اس کا حکم قتل خطا جیسا ہے کہ دیت ہے قصاص نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے قصاص کو زندگی کا سبب قرار دیا ہے اس لیے حضورؐ نے اس میں حائل ہونیوالے پر لعنت فرمائی۔

۴۵۳۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي غَالِبٍ نَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ كَثِيرٍ نَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ سُفْيَانَ ۔

ترجمہ: طاؤس نے ابن عباس سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الخ پھر راوی نے سفیان کی حدیث جیسی حدیث بیان کی (نسائی)

بَابُ ۱۸ الدِّيَةِ كَمْ هِيَ

دیت کی مقدار کا باب ۱۸

۴۵۳۳ ـ حَدَّثَنَا هٰرُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ نَا أَبِي مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى أَنَّ مَنْ قُتِلَ خَطَأً فَدِيَتُهٗ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ ثَلَاثُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَثَلَاثُونَ بِنْتَ لَبُونٍ وَثَلَاثُونَ حِقَّةً وَعَشَرَةٌ بَنِي لَبُونٍ ذَكَرٍ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ قتل خطا میں مارے جانے والے کی دیت ایک صد اونٹ ہے، تیس بنت مخاض، تیس بنت لبون، تیس حقے اور دس بنی لبون (نسائی)

شرح: ابو سلیمان خطابی نے معالم السنن میں کہا ہے کہ میرے علم کے مطابق فقہاء میں سے کسی نے بھی اس حدیث پر فتویٰ نہیں دیا۔ اکثر علماء کے نزدیک قتل خطا کی دیت پانچ حصوں میں تقسیم ہے۔ حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ اور ثوری کا یہی مذہب ہے، صرف یہ اختلاف ہے کہ کوئی قسم میں سے بیس بیس اونٹ مذکر یا مؤنث ہوں گے پس فقہائے حنفیہ اور احمد بن حنبل نے کہا کہ بیس مذکر بنی مخاض، بیس مونث بنت مخاض، پانچ مؤنث بنت لبون، پانچ حقے اور پانچ جذعے ہیں۔ یہ قول عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ مالک اور شافعی کے اصحاب نے کہا کہ بیس حقے، بیس جذعے، بیس بنت لبون، بیس بنت مخاض اور بیس بنی لبون ہیں۔ علماء کی ایک جماعت سے یہ مروی ہے کہ قتل خطا کی دیت چار حصوں میں ہے۔ یہ حضرات شعبی، نخعی اور حسن بصری ہیں اور یہی اسحاق بن راہویہ کا مذہب ہے مگر انھوں نے کہا کہ پچیس جذعے، پچیس حقے، پچیس بنت لبون اور پچیس بنت مخاض ہیں اور یہ روایت علی بن ابی طالب سے بھی آئی ہے۔ حضرت گنگوہی نے فرمایا ہے کہ دیت میں روایات کا اختلاف ہے۔ احناف نے ابن مسعودؓ سے روایت اختیار کی ہے۔ اول اس لیے کہ وہ فقیہ تھے اور فقیہ کی روایت دوسروں سے بہتر ہوتی ہے۔ دوسرے اس لیے کہ دوسرے حضرات کی روایات میں تعارض ہے۔ حالانکہ وہ ایک ہی راوی سے مروی ہے۔ تیسرے اس لیے کہ روایتِ عبداللہ بن مسعود کا مقتضیٰ دوسرے روایات کے مقتضیٰ سے زیادہ ہلکا ہے اور اس قسم کے مسائل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تخفیف پسند فرماتے تھے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ مختلف علاقوں اور اوقات و احوال میں اونٹ

کی قیمت میں اختلاف بھی ان روایات کے اختلاف کا سبب ہو سکتا ہے۔

۴۵۴۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُثْمَانَ نَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَتْ قِيمَةُ الدِّيَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانَ مِائَةِ دِينَارٍ أَوْ ثَمَانِيَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وَدِيَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ يَوْمَئِذٍ النِّصْفُ مِنْ دِيَةِ الْمُسْلِمِينَ قَالَ فَكَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ حَتَّى اسْتُخْلِفَ عُمَرُ فَقَامَ خَطِيبًا فَقَالَ أَلَا إِنَّ الْإِبِلَ قَدْ غَلَتْ قَالَ فَفَرَضَهَا عُمَرُ عَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفَ دِينَارٍ وَعَلَى أَهْلِ الْوَرِقِ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَعَلَى أَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَيْ بَقَرَةٍ وَعَلَى أَهْلِ الشَّاءِ أَلْفَيْ شَاةٍ وَعَلَى أَهْلِ الْحُلَلِ مِائَتَيْ حُلَّةٍ قَالَ وَتَرَكَ دِيَةَ أَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَرْفَعْهَا فِيمَا رَفَعَ مِنَ الدِّيَةِ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہا کہ دیت کی قیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آٹھ سو دینار تھی۔ یا آٹھ ہزار درہم تھی۔ اور اہل کتاب کی دیت اس وقت مسلمانوں کی دیت سے نصف تھی۔ عبداللہ نے کہا حضرت عمرؓ کی خلافت تک یہی رہا۔ حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: اونٹ گراں ہو گئے ہیں۔ پس حضرت عمرؓ نے سونے والوں پر ہزار دینار، چاندی والوں پر بارہ ہزار درہم، گائے والوں پر دو سو گائیں، بھیڑ/بکری والوں پر دو ہزار بکریاں، کپڑے کے جوڑوں والوں پر دو سو جوڑے ٹھہرائے۔ عبداللہ نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے ذمیوں کی دیت کی قیمت نہ بڑھائی۔

شرح: مولانا محمد یحیٰی نے حضرت گنگوہی سے نقل کیا ہے کہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ذمہ کی دیت بھی مسلمانوں کی طرح مقرر فرما دی تھی۔ درہم کا حساب وزن کے اعتبار سے ہوتا تھا۔ لہٰذا دس ہزار اور بارہ ہزار میں وزن کا فرق ہے اور کوئی اختلاف نہیں۔ پہلے کو وزن سبعہ اور دوسرے کو وزن ستہ کہتے تھے۔

۴۵۴۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي الدِّيَةِ عَلَى أَهْلِ الْإِبِلِ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَعَلَى أَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَيْ بَقَرَةٍ وَعَلَى أَهْلِ الشَّاءِ أَلْفَيْ شَاةٍ وَعَلَى أَهْلِ الْحُلَلِ مِائَتَيْ حُلَّةٍ وَعَلَى أَهْلِ الْقَمْحِ

شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ مُحَمَّدٌ ط

ترجمہ: عطاء بن ابی رباح سے (مرسلاً) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ والوں پر سو اونٹ، گائے والوں پر سو گائے (بھینسیں) بکریاں والوں پر دو ہزار بکریاں اور حُلّے (جوڑے) والوں پر دو سو جوڑے دینے کا فیصلہ فرمایا۔ گندم والوں پر کوئی ایسی چیز تھی جو محمد بن اسحاق راوی کو یاد نہیں رہی۔

۴۵۳۶ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَرَأْتُ عَلَى سَعِيدِ بْنِ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيِّ قَالَ ثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ ذَكَرَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ مُوسَى وَقَالَ وَعَلَى أَهْلِ الطَّعَامِ شَيْئًا لَا أَحْفَظُهُ ط

ترجمہ: جابرؓ بن عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا الخ اوپر کی حدیث کی مانند، مگر اسی روایت میں گندم کی بجائے طعام کا لفظ بولا (یعنی محمد بن اسحاق راوی حدیث نے)، اس کی سند میں انقطاع ہے۔

۴۵۳۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ خِشْفِ بْنِ مَالِكٍ الطَّائِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دِيَةِ الْخَطَاءِ عِشْرُونَ حِقَّةً وَعِشْرُونَ جَذَعَةً وَعِشْرُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَعِشْرُونَ بِنْتَ لَبُونٍ وَعِشْرُونَ بَنِي مَخَاضٍ ذُكُرٍ ط

ترجمہ: عبداللہؓ بن مسعود نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قتلِ خطاء کی دیت میں بیس حقّے، بیس جذعے، بیس بنت مخاض، بیس بنت لبون اور بیس مذکر بنی لبون ہیں۔ (نسائی) ابو داؤد نے اسے عبداللہؓ کا قول قرار دیا ہے۔ خشف بن مالک طائی راوی حدیث پر بعض محدثین نے تنقید کی ہے۔

۴۵۳۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ نَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَدِيٍّ قُتِلَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيَتَهُ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ لَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عَبَّاسٍ ط

ترجمہ: ابن عباس سے روایت ہے کہ بنی عدی کا ایک شخص قتل ہوگیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی دیت بارہ ہزار (درہم) ٹھہرائی۔ ابوداؤد نے کہا کہ ابن عیینہ نے اسے مرسلاً روایت کیا ہے۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

بَابُ ۱۹ دِيَةِ الْخَطَأِ شِبْهِ الْعَمْدِ

قتل شبہ عمد کی دیت کا باب ۱۹

۴۵۳۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ الْمَعْنَى قَالَا نَا حَمَّادٌ عَنْ خَالِدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمَ الْفَتْحِ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ صَدَقَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ إِلَى هٰهُنَا حَفِظْتُهُ مِنْ مُسَدَّدٍ ثُمَّ اتَّفَقَا أَلَا إِنَّ كُلَّ مَأْثُرَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تُذْكَرُ وَتُدْعَى مِنْ دَمٍ أَوْ مَالٍ تَحْتَ قَدَمَيَّ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ سِقَايَةِ الْحَاجِّ وَسِدَانَةِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ أَلَا إِنَّ دِيَةَ الْخَطَأِ شِبْهِ الْعَمْدِ مَا كَانَ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا وَحَدِيثُ مُسَدَّدٍ أَتَمُّ ط

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن خطبہ دیا۔ پس تین بار آپ نے تکبیر کہی پھر فرمایا: اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد کی اور لشکروں کو تنہا شکست دی۔ یہاں تک حدیث مجھے مسدد سے یاد ہے، پھر دونوں متفق ہوئے۔ فرمایا: خبردار ہر فخر کی چیز جو زمانہ جاہلیت میں تھی اس کا ذکر ہوتا اور دعویٰ کیا جاتا مثلاً خون یا مال وہ میرے قدموں میں ہے۔ سوائے حاجیوں کو پانی پلانے کے اور خدا کے گھر کی خدمت کے۔ پھر فرمایا کہ سن لو: قتل خطاء جو عمداً کے مشابہ ہو جو کوڑے اور ڈنڈے کے ساتھ ہو اس کی دیت سو اونٹ ہے۔ انہیں میں سے چالیس وہ ہیں جن کی اولاد ان کے پیٹ میں ہو اور مسدد کی حدیث تمام تر ہے۔

(نسائی، ابن ماجہ، بخاری فی التاریخ الکبیر، سنن دار قطنی)

شرح: حاجیوں کو پانی پلانا اور بیت اللہ کی خدمت کو بطور نیکی اور فخر و مباہات باقی رکھا گیا، اور یہ کام جن کے پاس تھے انہیں کے حصے میں رہیں گے۔ سقایہ بنی ہاشم میں اور سدانہ بنی شیبہ میں ہے کہ ضرب تو عمداً لگائے مگر دھار دار آلے سے نہ ہو، نہ ہی ایسی چیز کے ساتھ جو سلاح قائم مقام ہو۔ ابو یوسف، محمد بن الحسن اور شافعی کا قول یہ ہے کہ کسی بڑے پتھر یا بڑی

لکڑی سے مارنا عمد ہے اور کسی ایسی چیز سے مارنا جس سے مقتول مر نہ سکے (یعنی غالبًا) وہ شبہ عمد ہے اور اس میں خطاء کا معنی یہ ہے کہ آلۂ قتل موجود نہیں لہٰذا قصد قتل نہیں سمجھا جاتا۔ اس پر خطائے شبہ عمد ہے۔ خطابی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں قتل شبہ عمد کا ثبوت بھی ملتا ہے، حالانکہ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ قتل یا عمد محض ہوتا ہے یا خطائے محض اور قتل شبہ عمد کی دیت مغلظہ ہے جو عاقلہ پر آئے گی۔ شبہ عمد کی دیت میں اختلاف ہے۔ اس حدیث کے ظاہر کے مطابق عطاء، شافعی اور محمد بن حسن کا مذہب ہے۔ ابوحنیفہ، ابویوسف، احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ کے نزدیک یہ دیت چار حصوں پر تقسیم ہے۔ ابوثور نے کہا کہ شبہ عمد کی دیت پانچ حصوں میں ہے۔ مالک بن انس نے کہا ہے کہ کتاب اللہ میں یا عمد ہے یا خطاء، شبہ عمد کو ہم نہیں جانتے۔ اور ممکن ہے کہ شافعی نے قتل عمد کی دیت کے تین حصے اس حدیث کے باعث کیے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قتل عمد میں کوئی بھی حدیث واضح نہیں ہے اور قتل عمد کی دیت مغلظ ہوتی ہے لہٰذا شبہ عمد میں بھی دیت کا یہی حال ہوگا۔ شافعی کے نزدیک یہ دیت عاقلہ پر ہے کیونکہ اس کے اندر خطاء کی مشابہت موجود ہے۔

مولاناؒ نے فرمایا کہ خطابی کے بیان کے مطابق امام شافعی کے نزدیک شبہ عمد میں سو اونٹ واجب ہیں: تیس جذعے، تیس حقے اور چالیس حاملہ اونٹنیاں جنکی اولاد ان کے پیٹ میں ہو۔ مالک اور احمد بن حنبل نے کہا کہ دیت کے چار حصے ہونگے ۲۵ بنت مخاض، ۲۵ بنت لبون، ۲۵ حقے اور ۲۵ جذعے ہونگے اور ابن مسعودؓ کے شبہ عمد میں سو اونٹ چار حصوں میں آئے ہیں اور انہیں احناف نے شمار کیا ہے اور بقول خطابی ابوحنیفہ نے بھی اسے اختیار کیا ہے۔

۴۵۴۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ مَكَّةَ عَلَى دَرَجَةِ الْبَيْتِ أَوِ الْكَعْبَةِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ كَذَا رَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو مِثْلَ حَدِيثِ خَالِدٍ وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ السَّدُوسِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ: عبداللہؓ بن عمر سے اس معنی کی حدیث مروی ہے۔ اس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کے دن یا فتح مکہ کے دن بیت اللہ کی یا کعبہ کی سیڑھی پر خطبہ دیا۔ ابوداؤد نے کہا کہ اسی طرح ابن عیینہ عن علی بن زید کے طریق بھی ہیں کہ قاسم بن ربیعہ نے ابن عمر سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور ایوب سختیانی نے بھی اسی طرح قاسم بن ربیعہ سے روایت کی مگر عبداللہ بن عمرو سے ہے خالد کی گزشتہ حدیث کی مانند، اور حماد بن سلمہ نے اپنی سند سے یہ روایت عبداللہ

عمروسے کی اور زید بن ثابت اور ابو موسیٰ اشعری کا مذہب اسی حدیث کے مطابق ہے (علی بن زید کی تعلیق جو ابوداؤد نے بیان کی ہے، محدثین علی بن زید کو ناقابل حجت مانتے ہیں۔ القاسم بن ربیعہ کی حدیث جو عبداللہ بن عمرو سے ہے یہ نسائی، ابن ماجہ میں بھی ہے۔

شرح: زید بن ثابت اور ابوموسیٰ اشعری کا مذہب جو ابوداؤد نے بتایا ہے، یہی شافعی اور محمد بن الحسن کا قول بھی ہے اور حدیث عمر کا بھی یہی ہے۔

۴۵۴۱ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَضٰى عُمَرُ فِيْ شِبْهِ الْعَمَدِ ثَلَاثِيْنَ حِقَّةً وَثَلَاثِيْنَ جَذَعَةً وَاَرْبَعِيْنَ خَلِفَةً مَا بَيْنَ ثَنِيَّةٍ اِلٰى بَازِلِ عَامِهَا ؏

ترجمہ: مجاہد نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شبہ عمد میں تیس حقے، تیس جذعے اور چالیس خلفے (حاملہ اونٹنیاں چھ سالہ سے لیکر نو سالہ تک ٹھہرائے۔ (یہ روایت منقطع ہے۔ کیونکہ مجاہد کا حضرت عمر سے سماع نہیں کیا)

۴۵۴۲ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ شِبْهِ الْعَمَدِ اَثْلَاثٌ ثَلَاثٌ وَثَلٰثُوْنَ حِقَّةً وَثَلَاثٌ وَثَلَاثُوْنَ جَذَعَةً وَاَرْبَعٌ وَثَلٰثُوْنَ ثَنِيَّةً اِلٰى بَازِلِ عَامِهَا كُلُّهَا خَلِفَةٌ ؏

ترجمہ: حضرت علیؓ نے شبہ عمد میں کہا کہ اسکی دیت تین قسم سے ہے ۳۳ حقے، ۳۳ جذعے اور ۳۴ حاملہ اونٹنیاں چھ سالہ سے نو سالہ تک۔ (ظاہر ہے کہ یہ تقسیم پچھلی تمام روایات کے خلاف نظر آتی ہے)

۴۵۴۳ - حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ قَالَ عَلِيٌّ فِي الْخَطَاءِ اَرْبَاعًا خَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ حِقَّةً وَخَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ جَذَعَةً وَخَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ بَنَاتِ لَبُوْنٍ وَخَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ بَنَاتِ مَخَاضٍ ؏

ترجمہ: حضرت علی نے قتل خطاء میں چار اقسام میں تقسیم کی: ۲۵ حقے، ۲۵ جذعے، ۲۵ بنت لبون، ۲۵ بنت مخاض (منذری کے بقول علی سے روایت کرنیوالے عاصم بن ضمرہ پر محدثین نے تنقید کی ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ ابن المدینی عجلی اور نسائی نے اسکی توثیق کی ہے)

۴۵۴۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ عَنْ أَبِي عِيَاضٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فِي الْمُغَلَّظَةِ أَرْبَعُوْنَ جَذَعَةً خَلِفَةً وَثَلٰثُوْنَ بَنَاتِ لَبُوْنٍ وَفِي الْخَطَاءِ ثَلٰثُوْنَ حِقَّةً وَثَلٰثُوْنَ بَنَاتِ لَبُوْنٍ وَعِشْرُوْنَ بَنِيْ لَبُوْنٍ وَعِشْرُوْنَ بَنَاتِ مَخَاضٍ ط

ترجمہ: حضرت عثمانؓ بن عفان اور زید بن ثابت سے مغلظہ دیت (یعنی شبہ عمد کی) ۴۰ حاملہ جذعے، ۳۰ حقّے اور ۳۰ بنت لبون ہیں اور قتل خطاء میں: ۳۰ حقے، ۳۰ بنت لبون، ۲۰ ابن لبون، ۲۰ بنت مخاض ہیں۔

۴۵۴۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ نَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فِي الدِّيَةِ الْمُغَلَّظَةِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً قَالَ أَبُوْدَاوُدَ قَالَ أَبُوْعُبَيْدٍ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ إِذَا دَخَلَتِ النَّاقَةُ فِي السَّنَةِ الرَّابِعَةِ فَهُوَ حِقٌّ وَالْأُنْثٰى حِقَّةٌ لِأَنَّهُ يَسْتَحِقُّ أَنْ يُرْكَبَ عَلَيْهِ وَيُحْمَلَ فَإِذَا دَخَلَتْ فِي الْخَامِسَةِ فَهُوَ جَذَعٌ وَجَذَعَةٌ فَإِذَا دَخَلَ فِي السَّادِسَةِ وَأَلْقٰى ثَنِيَّتَهُ فَهُوَ ثَنِيٌّ وَإِذَا دَخَلَ فِي السَّابِعَةِ فَهُوَ رَبَاعٌ وَرَبَاعِيَةٌ فَإِذَا دَخَلَ فِي الثَّامِنَةِ وَأَلْقَى السِّنَّ الَّذِيْ بَعْدَ الرَّبَاعِيَةِ فَهُوَ سَدِيْسٌ وَسَدَسٌ فَإِذَا دَخَلَ فِي التَّاسِعَةِ وَفَطَرَ نَابَهُ وَطَلَعَ فَهُوَ بَازِلٌ وَإِذَا دَخَلَ فِي الْعَاشِرَةِ فَهُوَ مُخْلِفٌ ثُمَّ لَيْسَ لَهُ اسْمٌ وَلٰكِنْ يُقَالُ بَازِلُ عَامٍ وَبَازِلُ عَامَيْنِ وَمُخْلِفُ عَامٍ وَمُخْلِفُ عَامَيْنِ إِلٰى مَا زَادَ وَقَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ بِنْتُ مَخَاضٍ لِسَنَةٍ وَبِنْتُ لَبُوْنٍ لِسَنَتَيْنِ وَحِقَّةٌ لِثَلٰثٍ وَجَذَعَةٌ لِأَرْبَعٍ وَثَنِيٌّ لِخَمْسٍ وَرَبَاعٌ لِسِتٍّ وَسَدِيْسٌ لِسَبْعٍ وَبَازِلٌ لِثَمَانٍ قَالَ أَبُوْدَاوُدَ قَالَ أَبُوْحَاتِمٍ وَالْأَصْمَعِيُّ وَالْجُذُوْعَةُ

.... وَقَتٌّ وَلَيْسَ بِسِنٍّ قَالَ أَبُو حَاتِمٍ فَإِذَا أَلْقَى رَبَاعِيَتَهُ فَهُوَ رَبَاعٌ وَقَالَ أَبُو عُبَيْدٍ إِذَا أُلْقِحَتْ فَهِيَ خَلِفَةٌ فَلَا تَزَالُ خَلِفَةً إِلَى عَشَرَةِ أَشْهُرٍ فَإِذَا بَلَغَتْ عَشَرَةَ أَشْهُرٍ فَهِيَ عُشَرَاءُ وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ إِذَا أَلْقَى ثَنِيَّتَهُ فَهُوَ ثَنِيٌّ وَإِذَا أَلْقَى رَبَاعِيَتَهُ فَهُوَ رَبَاعٌ ط

ترجمہ: سعید بن مسیب نے زید بن ثابت سے دیت مغلظہ میں بالکل اوپر کی روایت کی مانند روایت کی۔ ابوداؤد نے ابوعبید سے کئی لغت کے علماء سے نقل کیا ہے کہ جب اونٹنی چوتھے سال میں داخل ہو تو مذکر کو حِق اور مؤنث کو حقہ کہتے ہیں کیونکہ وہ سواری اور بوجھ لادنے کے لائق ہوتے ہیں۔ جب پانچویں سال میں داخل ہو تو وہ جذعہ اور جذع ہے۔ جب چھٹے سال میں ہو اور اگلے دانت گرادے تو وہ ثنی ہے۔ جب ساتویں سال میں داخل ہو تو وہ رَباع ہے اور مؤنث رَباعیہ ہے۔ جب وہ آٹھویں سال میں داخل ہو اور رباعیہ کے بعد والا دانت گرادے تو سدیس یا سدس ہے۔ جب نویں سال میں داخل ہو تو پچھلے دانت نکلنے پر وہ بازل ہے۔ جب دسویں سال ہو تو وہ مخلف ہے اور دو سالہ مخلف کہلاتا ہے۔ اسی طرح تین سالہ وغیرہ۔ نضر بن شمیل نے کہا کہ بنت مخاض ایک سالہ ہوتی ہے اور بنت لبون دو سالہ، حقہ تین سال، جذعہ چار سالہ، ثنی پانچ سالہ، رباع پانچ سالہ، سدیس سات سالہ، بازل آٹھ سالہ۔ ابوداؤد نے کہا کہ ابوحاتم اور اصمعی کا قول ہے کہ جذوعہ وقت کا نام ہے۔ اونٹوں کی عمر کا نام نہیں۔ ابوحاتم نے کہا کہ جب وہ اپنا رَباعیہ والا دانت گرادے تو وہ رَباع ہے۔ اور ابوعبید نے کہا کہ حاملہ اونٹنی خلفہ ہے وہ دس ماہ تک خلفہ رہتی ہے۔ جب وہ دس ماہ تک پہنچے تو عشراء کہلاتی ہے۔ ابوحاتم نے کہا کہ جب وہ اپنی ثنیہ گرادے تو ثنی ہے اور رباعیہ گرادے تو رباع ہے۔ (ابوداؤد کی یہ تفسیر کتاب الزکوٰۃ میں بھی گزری ہے)

بَابُ ۲۰ دِيَاتِ الْأَعْضَاءِ

اعضاء کی دیتوں کا باب ۲۰

۴۵۷ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا عَبْدَةُ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ نَا سَعِيدُ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ غَالِبٍ التَّمَّارِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ مَسْرُوقِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَصَابِعُ سَوَاءٌ عَشْرٌ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ ط

ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: انگلیاں (چھوٹی بڑی) برابر ہیں اور ان کی دیت دس دس اونٹ ہے (نسائی، ابن ماجہ)

۴۵۴۸ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ نَا شُعْبَةُ عَنْ غَالِبٍ التَّمَّارِ عَنْ مَسْرُوْقِ بْنِ اَوْسٍ عَنِ الْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَصَابِعُ سَوَاءٌ قُلْتُ عَشْرٌ عَشْرٌ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ غَالِبٍ قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوْقَ بْنَ اَوْسٍ وَرَوَاهُ اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ غَالِبُ التَّمَّارُ بِاِسْنَادِ اَبِي الْوَلِيْدِ وَرَوَاهُ حَنْظَلَةُ بْنُ اَبِيْ صَفِيَّةَ عَنْ غَالِبٍ بِاِسْنَادِ اِسْمٰعِيْلَ ط

ترجمہ: اشعریؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا: انگلیاں مساوی ہیں۔ میں نے کہا کہ سب میں دس دس اونٹ ہیں؟ فرمایا کہ ہاں! ابوداؤد نے اس حدیث کے تین طریق اور بھی بیان کئے، ایک محمد بن جعفر سے دوسرا اسماعیل سے اور تیسرا حنظلہ سے۔ روایات کے الفاظ تحدیث میں کچھ اختلاف ہے اور حنظلہ پر بہت تنقید ہوئی ہے۔

۴۵۴۹ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيٰى ح وَنَا ابْنُ مُعَاذٍ نَا اَبِيْ ح وَنَا نَصْرُ ابْنُ عَلِيٍّ اَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ سَوَاءٌ قَالَ يَعْنِي الْاِبْهَامَ وَالْخِنْصَرَ ط

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اور یہ یعنی انگوٹھا اور چھنگلی برابر ہیں (بخاری ترمذی، نسائی)

۴۵۵۰ ۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ نَا عَبْدُالصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنِيْ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَصَابِعُ سَوَاءٌ وَالْاَسْنَانُ سَوَاءٌ الثَّنِيَّةُ وَالضِّرْسُ سَوَاءٌ هٰذِهٖ ... وَهٰذِهٖ سَوَاءٌ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ رَوَاهُ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ عَنْ شُعْبَةَ بِمَعْنٰى ... عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ وَحَدَّثَنَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنِ النَّضْرِ ط

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انگلیاں برابر ہیں اور دانت برابر ہیں۔ اگلا دانت اور ڈاڑھ برابر ہیں۔ ابوداؤد نے کہا کہ نضر ابن شمیل نے بھی عبدالصمد کی اوپر والی حدیث کی مانند روایت کی اور یہ روایت ہمیں دارمی کے واسطے سے نضر سے ملی۔ (اصل حدیث ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی ہے۔

۴۵۵۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ نَا أَبُو حَمْزَةَ عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَسْنَانُ سَوَاءٌ وَالْأَصَابِعُ سَوَاءٌ ۔

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دانت برابر ہیں، انگلیاں برابر ہیں۔

۴۵۵۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبَانٍ نَا أَبُو تُمَيْلَةَ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ سَوَاءً ۔

ترجمہ: ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کو برابر ٹھہرایا۔ (ابن ماجہ نسائی)

۴۵۵۳ - حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ نَا هَمَّامٌ نَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ فِي الْأَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں فرمایا: جبکہ آپؐ نے اپنی پشت کعبہ سے لگا رکھی تھی۔ کہ انگلیوں میں دس دس اونٹ ہیں۔ (نسائی)

۴۵۵۴ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ أَبُو خَيْثَمَةَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ نَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْأَسْنَانِ خَمْسٌ خَمْسٌ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی کہ آپ نے فرمایا: دانتوں میں پانچ پانچ اونٹ ہیں۔ (یہ اوپر کی تمام احادیث کے خلاف ہے۔ شاید اس میں اوقات و احوال یا اونٹوں کی قیمتوں کا لحاظ ہے)

۴۵۵۵ قَالَ أَبُو دَاوُد وَجَدْتُ فِي كِتَابِي عَنْ شَيْبَانَ وَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْهُ فَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرٍ صَاحِبٌ لَنَا ثِقَةٌ قَالَ نَا شَيْبَانُ نَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ رَاشِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَوِّمُ دِيَةَ الْخَطَإِ عَلَى أَهْلِ الْقُرَى أَرْبَعَمِائَةِ دِينَارٍ أَوْ عِدْلَهَا مِنَ الْوَرِقِ وَيُقَوِّمُهَا عَلَى أَثْمَانِ الْإِبِلِ فَإِذَا غَلَتْ رَفَعَ فِي قِيمَتِهَا وَإِذَا هَاجَتْ رَخُصًا نَقَصَ مِنْ قِيمَتِهَا وَبَلَغَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ أَرْبَعِمِائَةِ دِينَارٍ إِلَى ثَمَانِمِائَةِ دِينَارٍ أَوْ عِدْلَهَا مِنَ الْوَرِقِ ثَمَانِيَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ قَالَ وَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَيْ بَقَرَةٍ وَمَنْ كَانَ دِيَةُ عَقْلِهِ فِي الشَّاءِ فَأَلْفَيْ شَاةٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَقْلَ مِيرَاثٌ بَيْنَ وَرَثَةِ الْقَتِيلِ عَلَى قَرَابَتِهِمْ فَمَا فَضَلَ فَلِلْعَصَبَةِ قَالَ وَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَنْفِ إِذَا جُدِعَ الدِّيَةَ الْكَامِلَةَ وَإِنْ جُدِعَتْ ثَنْدُوَتُهُ فَنِصْفُ الْعَقْلِ خَمْسُونَ مِنَ الْإِبِلِ أَوْ عِدْلُهَا مِنَ الذَّهَبِ أَوِ الْوَرِقِ أَوْ مِائَةُ بَقَرَةٍ أَوْ أَلْفُ شَاةٍ وَفِي الْيَدِ إِذَا قُطِعَتْ نِصْفُ الْعَقْلِ وَفِي الرِّجْلِ نِصْفُ الْعَقْلِ وَفِي الْمَأْمُومَةِ ثُلُثُ الْعَقْلِ ثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ مِنَ الْإِبِلِ وَثُلُثٌ أَوْ قِيمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ أَوِ الْبَقَرِ أَوِ الشَّاءِ وَالْجَائِفَةُ مِثْلُ ذَلِكَ وَفِي الْأَصَابِعِ فِي كُلِّ أُصْبُعٍ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي الْأَسْنَانِ فِي كُلِّ سِنٍّ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ وَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَقْلَ الْمَرْأَةِ بَيْنَ عَصَبَتِهَا مَنْ كَانُوا لَا يَرِثُونَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا مَا فَضَلَ عَنْ وَرَثَتِهَا فَإِنْ قُتِلَتْ فَعَقْلُهَا بَيْنَ وَرَثَتِهَا وَهُمْ يَقْتُلُونَ قَاتِلَهُمْ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لِلْقَاتِلِ شَيْءٌ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَارِثٌ فَوَارِثُهُ أَقْرَبُ النَّاسِ إِلَيْهِ وَلَا يَرِثُ الْقَاتِلُ

شَيْئًا قَالَ مُحَمَّدٌ هٰذَا كُلُّهُ حَدَّثَنِي بِهِ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسٰى عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل خطاء کی دیت کی قیمت دیہاتیوں پر چار سو دینار یا چاندی سے اس کا عوض و بدل مقرر فرماتے تھے اور اسے اونٹوں کی قیمت کے لحاظ سے مقرر فرماتے تھے۔ جب اونٹ گراں ہوتے تو ان کی قیمت چڑھ جاتی تھی، اور جب اونٹ سستے ہو جاتے تو ان کی قیمتیں گر جاتیں اور یہ قیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چار سو دینار سے آٹھ سو دینار تک پہنچی تھی، اور چاندی سے اس کا بدل آٹھ ہزار درہم تھا۔ عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گائے بھینس والوں پر دو سو گائیں مقرر فرمائی اور جس کے جرم کی دیت بکریوں کے حساب سے تھی تو دو ہزار بکری مقرر فرمائی۔ عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خونبہا مقتول کے وارثوں کی میراث ہے۔ ان کی قرابت کے اعتبار سے اور جو ان سے بچ جائے وہ عصبہ کے لیے ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناک میں جبکہ اسے کاٹ دیا جائے، پوری دیت مقرر فرمائی اور اگر ناک کا سر کاٹ دیا گیا تو نصف دیت یعنی پچاس اونٹ یا ان کا بدل سونے یا چاندی سے یا ایک سو گائیں یا ایک ہزار بھیڑ بکری، اور جب ہاتھ کاٹ دیا جائے تو اس میں نصف دیت ہے۔ اور دماغ کی جھلی تک پہنچنے والے زخم میں دیت کا ⅓ لیں $33\frac{1}{3}$ اونٹ یا سونے چاندی، گائے بھینس یا بھیڑ، بکری ان کا بدل، اور پیٹ کے اندر پہنچنے والے زخم کا بھی یہی حکم ہے۔ اور انگلیوں میں سے ہر انگلی میں دس اونٹ ہیں، اور دانتوں میں سے ہر دانت میں پانچ اونٹ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ عورت کی دیت جو وارثوں سے بچ جائے وہ اس کے عصبہ کی ہے، اور اگر عورت قتل کی جائے تو اس کی دیت اس کے وارثوں میں تقسیم ہوگی اور وہی قاتل کو قتل کریں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قاتل کے لیے وراثت میں سے کچھ نہیں۔ اگر مقتول کا وارث کوئی نہ ہو تو اس کا وارث وہ ہے جو عصبات میں سے اس کا قریب ترین ہو، اور قاتل بالکل وارث نہیں۔ محمد بن راشد نے کہا کہ یہ سب سلیمان بن موسیٰ نے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ (نسائی، ابن ماجہ)

شرح: دیت میں اصل اونٹ کو ٹھہرایا گیا ہے ہر جگہ اور ہر زمانے میں اسی کی قیمت کو معیار بنایا جائے گا۔ حنفیہ کے نزدیک قتل خطاء کی دیت اخماس کے حساب سے ہے یعنی پانچ حصوں میں۔ بیس دو سالہ مونث، بیس تین سالہ مونث، بیس دو سالہ مذکر، بیس چار سالہ اور بیس پانچ سالہ اور یہی قول ابن مسعود کا ہے۔ سونے میں سے ایک ہزار دینار، چاندی میں سے دس ہزار درہم، اور حنفیہ کے نزدیک دیت صرف ان تین اصناف میں سے ثابت ہے۔ صاحبین کے نزدیک گایوں میں دو سو، بھیڑ بکریوں میں سے دو ہزار اور جوڑوں میں سے دو سو حلے، ہر حلہ دو کپڑوں کا ہے۔ ہاتھ کی ایک انگلی میں دس اونٹ اور پوری پانچ انگلیوں میں نصف دیت ہے۔ اگر انگلیوں کو ہتھیلی سمیت کاٹا تو بھی یہی ہے کیونکہ کف انگلیوں کے تابع ہے، اور حدیث میں ہے کہ دونوں ہاتھوں میں پوری دیت ہے۔ اگر اس کے ساتھ بازو کا کچھ حصہ بھی کاٹ دے تو دیت نصف اور ایک عادل شخص کا فیصلہ ہوگا۔

۴۵۵۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ الْعَامِلِيُّ أَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ رَاشِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَقْلُ شِبْهِ الْعَمْدِ مُغَلَّظٌ مِثْلُ عَقْلِ الْعَمْدِ وَلَا يُقْتَلُ صَاحِبُهُ قَالَ وَزَادَنَا خَلِيلٌ عَنِ ابْنِ رَاشِدٍ وَذَالِكَ أَنْ يَنْزُوَ الشَّيْطَانُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَكُونَ دِمَاءٌ فِي عِمِّيَّا فِي غَيْرِ ضَغِينَةٍ وَلَا حَمْلِ سِلَاحٍ ط

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، شبہ عمد کی دیت مغلظ ہے جو قتل عمد کی مانند ہے۔ مگر شبہ عمد کے قاتل کو قتل نہ کیا جائے۔ محمد بن بکار نے اضافہ کیا ہے کہ خلیل نے ابن راشد سے روایت کی کہ یہ اس طرح ہوگا کہ شیطان لوگوں کے درمیان چھلانگ لگائے اور اندھا دھند قتل ہو جائیں مگر عداوت اور ہتھیار کے بغیر۔

۴۵۵۷ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُمْ قَالَ نَا حُسَيْنٌ يَعْنِي الْمُعَلِّمَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمَوَاضِحِ خَمْسٌ ط

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہڈی کو ننگا کرنے والے زخموں پر پانچ اونٹ ہیں۔ (نسائی، ترمذی)

شرح: آجکل بھی زخموں کی مختلف اقسام اور درجے کیے جاتے ہیں اور انہیں ڈاکٹری اصطلاحات میں الگ الگ بیان کیا جاتا ہے۔ موضحہ وہ زخم ہے جس سے ہڈی ننگی ہو جائے۔

۴۵۵۸ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ السُّلَمِيُّ نَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ نَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَيْنِ الْقَائِمَةِ السَّادَّةِ لِمَكَانِهَا بِثُلُثِ الدِّيَةِ ط

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہا کہ جو آنکھ اپنی جگہ پر قائم و ثابت ہو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت کے تہائی کا فیصلہ کیا تھا (نسائی) یعنی آنکھ قائم ہو اور بظاہر اپنے محل میں درست ہو مگر اس کی روشنی زائل ہو جائے۔ اب یہ آنکھ بصارت کے لحاظ سے بیکار ہو مگر صرف زینت و جمال کا کام دے۔

بَابُ ۲۱ دِيَةِ الْجَنِينِ

جنین کی دیت کا باب ۲۱

۴۵۵۹ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ نَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ هُذَيْلٍ فَضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِعَمُودٍ فَقَتَلَتْهَا وَ جَنِينَهَا فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ كَيْفَ نَدِي مَنْ لَا صَاحَ وَلَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَقَالَ أَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ وَقَضَى فِيهِ بِغُرَّةٍ وَجَعَلَهُ عَلَى عَاقِلَةِ الْمَرْأَةِ ط

ترجمہ: مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ دو عورتیں ھذیل کے ایک مرد کے نکاح میں تھیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری کو چوٹ دے ماری اور اسے قتل کر دیا۔ پس یہ جھگڑا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو دونوں مردوں میں سے ایک نے کہا: یہ اس کی دیت ہم کیسے ادا کریں جو نہ چلایا نہ اس نے کھایا پیا اور نہ پیدائش کے وقت رویا۔ پس حضورؐ نے فرمایا: کیا تو بدوؤں کی مانند ہم وزن باتیں کرتا ہے۔ اور آپؐ نے اس میں ایک غلام کا فیصلہ فرمایا اور اسے عورت کے عاقلہ (قریبی رشتہ داروں میں ٹھہرایا) مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

شرح: اس حدیث میں مقتول عورت کا ذکر نہیں آیا اور آئندہ حدیث میں وہ مذکور ہے۔ حدیث میں مروی ہے کہ غلام کی قیمت پانچ سو درہم ہو۔

۴۵۶۰ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَزَادَ قَالَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيَةَ الْمَقْتُولَةِ عَلَى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَغُرَّةً لِمَا فِي بَطْنِهَا قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَكَذَلِكَ رَوَاهُ الْحَكَمُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ ط

ترجمہ: یہ حدیث دوسرے طریق سے ہے مگر ہے وہی اوپر والی۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ مغیرہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول عورت کی دیت قاتل عورت کے عصبہ پر ڈالی اور اس کے پیٹ کے بچے کیلئے تاوان مقرر فرمایا۔ ابوداؤد نے کہا کہ اسی طرح الحکم نے مجاہد سے اس نے مغیرہ سے روایت کی۔

۴۵۶۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَارُونُ بْنُ عَبَّادٍ الْأَزْدِيُّ الْمَعْنَى قَالَا نَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ عُمَرَ اسْتَشَارَ النَّاسَ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِيهَا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ فَقَالَ ائْتِنِي بِمَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ فَأَتَاهُ بِمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ زَادَ هَارُونُ فَشَهِدَ لَهُ يَعْنِي ضَرْبَ الرَّجُلِ بَطْنَ امْرَأَتِهِ ط

ترجمہ: المسورؓ بن مخرمہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے عورت کا حمل گرانے کی سزا میں مشورہ کیا تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا۔ جبکہ آپؐ نے اس کے متعلق ایک غلام یا لونڈی کا فیصلہ فرمایا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس شخص کو لاؤ جو تمہارے ساتھ گواہی دے تو مغیرہ، محمد بن مسلم کو لائے۔ ہارون راوی نے یہ اضافہ کیا کہ محمد بن مسلمہ نے مغیرہ کی گواہی دی۔ مراد یہاں یہ ہے کہ آدمی اپنی عورت کے پیٹ پر چوٹ لگائے (مسلم، ابن ماجہ) ابوداؤد نے املاص کی لغوی شرح بیان کی ہے: قبل از وقت بچہ گرا دینا۔

شرح: غرۃ کا لفظی معنیٰ ہے چہرے کی سفیدی اور مراد اس سے یہاں ایک انسان کا سارا جسم ہے، جیسا کہ رقبہ کا اصل معنیٰ تو گردن ہے مگر مراد اس سے غلام ہے پس کا غرۃ کا معنیٰ ہے ایک شخص، پھر غلام یا لونڈی کا لفظ اس کی وضاحت کے لیے ہے کہ مذکر و مؤنث اس معاملے میں برابر ہیں۔ اس لونڈی یا غلام کی قیمت دیت کا بیسواں حصہ ہوئی ہے اس مسئلے پر فقہاء کا اجماع ہے۔

۴۵۶۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ بَلَغَنِي عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ إِنَّمَا سُمِّيَ إِمْلَاصًا لِأَنَّ الْمَرْأَةَ تُزْلِقُهُ قَبْلَ وَقْتِ الْوِلَادَةِ وَكَذَلِكَ كُلُّ مَا زَلِقَ مِنَ الْيَدِ وَغَيْرِهِ فَقَدْ مَلِصَ ط

ترجمہ: دوسری سند سے بھی روایت۔ اس کے آخر میں ابوداؤد نے کہا ہے کہ املاص کا معنی عورت کا بچے کو قبل از وقت ولادت گرا دینا ہے۔

۴۵۶۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ الْمِصِّيصِيُّ نَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ سَأَلَ عَنْ قَضِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ فَقَامَ إِلَيْهِ حَمَلُ ابْنُ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ فَقَالَ كُنْتُ بَيْنَ امْرَأَتَيْنِ فَضَرَبَتْ إِحْدٰهُمَا بِمِسْطَحٍ فَقَتَلَتْهَا وَجَنِينَهَا فَقَضٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنِينِهَا بِغُرَّةٍ وَأَنْ تُقْتَلَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ الْمِسْطَحُ هُوَ الصَّوْبَجُ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ الْمِسْطَحُ عُودٌ مِنْ أَعْوَادِ الْخِبَاءِ ؕ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے حضرت عمرؓ سے روایت کی کہ انہوں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے قصے میں کیا فیصلہ فرمایا تھا۔ پس حمل بن مالکؓ بن نابغہ اٹھا اور کہا کہ میں ان دونوں عورتوں کے درمیان تھا۔ پس ایک نے دوسری کو خیمے کی چوب ماری اور اس کو اور اس کے پیٹ کے بچے کو قتل کر دیا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کے بچے میں تو ایک غلام کا فیصلہ فرمایا، اور اس عورت کے قتل کا حکم دیا (ابن ماجہ، نسائی) ابوداؤد نے کہا کہ بقول نضر بن شمیل مسطح کا معنیٰ بیلن ہے، یعنی جس کے ساتھ روٹی بیل کر پکاتے ہیں۔ ابوعبید نے نے کہا کہ مسطح خیمے کی چوب ہے۔

شرح: عورت کو قتل کرائے جانے کا ذکر صرف اسی حدیث میں آیا ہے۔ ابن دینار نے اسمیں شک کا اظہار کیا ہے۔ اگر یہ حدیث ثابت ہے تو حنفیہ میں سے ابو یوسف اور محمد بن الحسن نے اس قتل کو عمد شمار کیا ہے، اور قتل عمد میں قصاص ہوتا ہے۔ شافعی کا بھی یہی مذہب ہے کہ اس میں قصاص ہے۔

۴۵۶۴ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَامَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرْ وَأَنْ تُقْتَلَ زَادَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَوْ لَمْ أَسْمَعْ بِهٰذَا لَقَضَيْنَا بِغَيْرِ هٰذَا ؕ

ترجمہ: طاؤس نے کہا کہ حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے ہوئے الخ پچھلی حدیث کے معنیٰ ہیں اور اس میں عورت کے قتل کے حکم کا ذکر نہیں اور لونڈی کا ذکر ہے۔ راوی نے کہا پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا: اللہ اکبر، اگر یہ میں نہ سنتا تو ہم دوسرا فیصلہ کر ڈالتے (نسائی) یہ روایت منقطع ہے کیونکہ طاؤس کا سماع حضرت عمرؓ سے نہیں ہوا۔

۴۵۶۵ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّمَّارُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ طَلْحَةَ حَدَّثَهُمْ قَالَ نَا أَسْبَاطٌ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قِصَّةِ حَمَلِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَأَسْقَطَتْ غُلَامًا قَدْ نَبَتَ شَعْرُهُ مَيِّتًا وَمَاتَتِ الْمَرْأَةُ فَقَضٰى عَلَى الْعَاقِلَةِ الدِّيَةَ فَقَالَ عَمُّهَا إِنَّهَا قَدْ أَسْقَطَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ غُلَامًا نَبَتَ شَعْرُهُ فَقَالَ أَبُو الْقَاتِلَةِ إِنَّهُ كَاذِبٌ إِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا اسْتَهَلَّ وَلَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ فَمِثْلُهُ يُطَلُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسَجْعُ الْجَاهِلِيَّةِ وَكَهَانَتُهَا أَدِّ فِي الصَّبِيِّ غُرَّةً قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ اسْمُ إِحْدَاهُمَا مُلَيْكَةَ وَالْأُخْرٰى أُمَّ غُطَيْفٍ ۔

ترجمہ: ابن عباسؓ نے حمل بن مالک کے قصے میں کہا ہے کہ: اس عورت نے ایک لڑکا گرادیا جو مردہ تھا اور اس کے بال اُگے ہوئے تھے اور وہ عورت مرگئی پس حضورؐ نے عاقلہ (اقرباء) پر دیت کا فیصلہ فرمایا اس عورت کا چچا بولا، یا نبی اللہ اس نے ایک لڑکا گرادیا ہے جس کے بال اُگے ہوئے تھے۔ پس قاتل عورت کے باپ نے کہا کہ یہ جھوٹا ہے۔ اس نے واللہ! آواز نہیں نکالی اور نہ پیا اور نہ کھایا، تو اس جیسا تو باطل (بے دیت) ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا جاہلیت کا سجع اور کہانت ہے؟ اس بچے کا ایک لونڈی غلام ادا کر۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ ان میں سے ایک کا نام ملیکہ اور دوسری کا نام ام غطیف تھا۔

۴۵۶۶ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابْنُ زِيَادٍ نَا مُجَالِدٌ حَدَّثَنِي الشَّعْبِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ قَتَلَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا زَوْجٌ وَوَلَدٌ قَالَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيَةَ الْمَقْتُولَةِ عَلٰى عَاقِلَةِ الْقَاتِلَةِ وَبَرَّأَ زَوْجَهَا وَوَلَدَهَا قَالَ فَقَالَ عَاقِلَةُ الْمَقْتُولَةِ مِيرَاثُهَا لَنَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مِيرَاثُهَا لِزَوْجِهَا وَوَلَدِهَا ۔

ترجمہ: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ قبیلہ ھذیل کی دو عورتیں تھیں جن میں سے ایک نے دوسری کو قتل کر دیا اور ان میں سے ہر ایک کا خاوند اور بچے تھے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول عورت کی دیت کو قاتل عورت کے عاقلہ پر ڈال دی۔ اور اس کے خاوند اور اولاد کو اس سے بری ٹھہرا دیا جابر نے کہا کہ مقتولہ کے عاقلہ نے کہا کہ اس کی میراث

ہمارے لیے ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی میراث اس کے خاوند اور اولاد کے لیے ہے۔ (نہ کہ تمہارے لئے) (ابن ماجہ مختصراً)

۴۵۶۷۔ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ وَابْنُ السَّرْحِ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا فَاخْتَصَمُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ وَقَضَى بِدِيَةِ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَعَهُمْ فَقَالَ حَمَلُ بْنُ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ الْهُذَلِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَغْرَمُ دِيَةَ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ مِنْ أَجْلِ سَجْعِهِ الَّذِي سَجَعَ ط

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے کہا کہ ھذیل کی دو عورتیں لڑ پڑیں، ایک نے دوسری کو پتھر مارا اور اسے قتل کر دیا، پس وہ مقدمہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ اس کے پیٹ کے بچے کی ایک غلام یا لونڈی ہے، اور اس عورت کی دیت کا فیصلہ اس کے عاقلہ پر فرمایا اور اس کا وارث اس کے بیٹے اور دیگر ورثاء کو ٹھہرایا۔ اس پر حمل بن مالک بن نابغہ ھذلی نے کہا کہ یا رسول اللہ میں اس کی دیت کی ذمہ داری کیونکر اٹھاؤں جس نے نہ پیا نہ کھایا، نہ بولا نہ آواز نکالی، اس تو باطل ہوتا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شخص تو کاہنوں کا بھائی ہے۔ یہ اس کا ہم وزن کلام کے باعث فرمایا جو اس نے کیا تھا۔ (اس سجع کو اس لیے بُرا سمجھا گیا کہ یہ شرع کے مقابلے میں تھا۔ ورنہ صرف سجع تو ناجائز نہیں) (بخاری، مسلم، ابن ماجہ) ان روایات میں بعض فرعی و معمولی اختلافات میں جو شاید راویوں کے تصرف کے باعث ہیں۔

۴۵۶۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قُضِيَ عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى عَصَبَتِهَا ط

ترجمہ: اس قصہ میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ پھر وہ عورت جس کے خلاف جنین کی دیت) غلام ادا کرنے کا فیصلہ ہوا تھا وفات پا گئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ اس کی میراث اسکی اولاد کی ہے اور اسکی دیت اس کے عصبات پر ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح: حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ اس عورت کے عاقلہ نے ابھی دیت ادا نہیں کی تھی کہ وہ مرگئی، کیونکہ دیگر تمام روایات کے خلاف ہے۔ کسی اور روایت میں یہ نہیں آیا۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح پہلے دیت اس کے عاقلہ کو ادا کرنے کا حکم دیا گیا تھا اسی طرح اب اس کی موت پر اسکی میراث اس کے وارثوں کو دیئے جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ یہاں پر واؤ حرف دو فقروں یا احکام کو جمع کرنے کے لئے آئی ہے نہ کہ ترتیب کے لیے۔ یہاں پر دیت کا ذکر محض اتفاقی اور بطور تنبیہ ہے۔

۴۵۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ نَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى نَا يُوسُفُ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً فَاسْقَطَتْ فَرُفِعَ ذَالِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ فِي وَلَدِهَا خَمْسَ مِائَةِ شَاةٍ وَنَهَى عَنِ الْحَذْفِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ كَذَالِكَ الْحَدِيثُ خَمْسُ مِائَةِ شَاةٍ وَالصَّوَابُ مِائَةُ شَاةٍ ط

ترجمہ: بریدہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے دوسری کو کوئی چیز پھینک کر دے ماری اور اس نے حمل گرا دیا۔ اس مقدمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا گیا پس آپؐ نے اس کے بیٹے میں پانچ صد بکری کا حکم دیا اور اس دن پتھر یا ڈنڈا وغیرہ کسی کی طرف پھینکنے سے منع فرمایا۔ ابوداؤد نے کہا کہ اس حدیث میں پانچ سو بکریوں کا ذکر ہے اور درست ایک سو بکری ہے۔ (مولانا نے فرمایا کہ شاید حدیث میں تو پانچسو درھم کا لفظ ہوگا۔ مگر کسی راوی نے درہم کی بجائے شاۃ کا لفظ بول دیا۔ (بخاری نے اسے ابن مغفل سے روایت کیا ہے، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، نسائی نے اسے بریدہؓ سے بھی روایت کیا ہے)

۴۵۷۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ نَا عِيسَى عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنِينِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ أَوْ فَرَسٍ أَوْ بَغْلٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ لَمْ يَذْكُرْ فَرَسًا وَلَا بَغْلًا ط

ترجمہ: ابوہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کے بچے میں ایک لونڈی غلام کا فیصلہ فرمایا یا گھوڑے یا خچر کا۔

ابو داؤد نے کہا کہ حدیث کے دوسرے راویوں نے گھوڑے یا خچر کا ذکر نہیں کیا۔ (خطابی نے کہا کہ اس روایت میں عیسی بن یونس نے وہم کیا ہے، اور کبھی کبھی غلطی کر جاتا تھا۔ بیہقی نے کہا کہ گھوڑے اور خچر کا ذکر غیر محفوظ ہے۔ یہ ایک ضعیف روایت میں وارد ہے۔

۴۵۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْعَوَقِيُّ قَالَ نَا شَرِيكٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَجَابِرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ الْغُرَّةُ خَمْسُ مِائَةٍ يَعْنِي دِرْهَمٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَالَ رَبِيعَةُ خَمْسُونَ دِينَارًا ؕ

ترجمہ: شعبی نے کہا کہ غرہ پانچ صد درہم کا ہوتا ہے۔ ربیعہ نے کہا کہ پچاس دینار کا ہوتا ہے۔ (دونوں میں کوئی اختلاف نہیں)

بَابٌ ۲۲ فِي دِيَةِ الْمُكَاتَبِ

مکاتب کی دیت کا باب ۲۲

۴۵۷۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ نَا حَجَّاجٌ الصَّوَّافُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دِيَةِ الْمُكَاتَبِ يُقْتَلُ يُؤَدِّي مَا أَدَّى مِنْ مُكَاتَبَتِهِ دِيَةَ الْحُرِّ وَمَا بَقِيَ دِيَةَ الْمَمْلُوكِ ؕ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتول مکاتب کی دیت میں یہ فیصلہ فرمایا کہ اس نے جتنا مال اپنی مکاتبت میں سے ادا کیا تھا اتنی حقدار کے حساب سے تو اس کی دیت آزاد شخص کی دیت ہوگی اور جتنا مال (بدل کتابت) اس کے ذمہ رہ گیا ہو اس کے حساب سے غلام کی دیت دی جائے (نسائی مسندًا مرسلاً)

شرح: یعنی مثلاً اگر وہ نصف بدل کتابت ادا کر چکا تھا تو اس کی دیت آزاد جیسی ہوگی اور نصف غلام جیسی۔

۴۵۷۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَصَابَ الْمُكَاتَبُ حَدًّا أَوْ وَرِثَ مِيرَاثًا يَرِثُ عَلَى قَدْرِ مَا عَتَقَ مِنْهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ

وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَرْسَلَهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَاِسْمٰعِيلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَهُ اِسْمٰعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَوْلَ عِكْرِمَةَ ط

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مکاتب کسی حد کو پہنچے یا کسی میراث کا وارث ہو تو اس مقدار کے مطابق ہوگا جتنا وہ آزاد ہو چکا ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ اسے دھیب نے عن ایوب عن عکرمہ عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے (یعنی مسند مرفوع حدیث کے طور پر) اور حماد بن زید اور اسماعیل نے عن ایوب عن عکرمہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (مرسلاً) روایت کیا ہے، اور اسماعیل بن علیہ نے اسے عکرمہ کا قول قرار دیا ہے۔

(اصل حدیث ترمذی اور نسائی میں بھی ہے۔)

شرح: خطابی نے کہا کہ عام فقہاء کا اس مسئلے پر اجماع ہے کہ مکاتب کو کسی جرم میں اسوقت تک غلام ہی شمار کیا جائے گا جب تک کہ اس کے ذمہ ایک درھم بھی ہو۔ ابراہیم نخعی کا قول اسکے خلاف ہے، اور اسی طرح حضرت علی سے بھی مروی ہے، اور جب حدیث صحیح ہو تو اس پر عمل واجب ہے بشرطیکہ وہ منسوخ نہ ہو یا اپنے سے اولیٰ تر حدیث کے معارض نہ ہو۔ مولانا نے فرمایا کہ حدیث "مکاتب اسوقت تک غلام ہے جبتک کہ اس کے ذمہ ایک درھم بھی باقی ہو" اس حدیث زیر نظر سے اولیٰ ہے۔ خطابی کے کلام سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ امت نے اس مذکور حدیث کو قبول کرلیا ہے، اور عام فقہاء نے اس پر عمل کیا ہے۔ حدیث زیر نظر اس کے خلاف ہے لہٰذا اسے ترجیح حاصل ہے۔ حضرت گنگوہی نے اس حدیث کو اس حدیث کے ساتھ جمع کیا ہے کہ اس کا مطلب یوں لیا جائے گا "جب مکاتب نے اپنا بدل کتابت ادا کردیا ہو تو اس کی دیت آزاد آدمی جیسی ہوگی، اور جب اس کے ذمہ کچھ بدلِ کتابت باقی ہو تو اس کی دیت غلام جیسی ہوگی" اسی طرح وراثت کے متعلق جو اس حدیث میں ہے اس کا بھی یہی مطلب لیں گے، اور ایسا کرنا ضروری ہے تاکہ یہ روایت اپنے سے اولیٰ کے خلاف نہ پڑے۔ واللہ اعلم

بَابٌ ۲۳ فِي دِيَةِ الذِّمِّيِّ

ذمی کی دیت کا باب ۲۳

۴۵۷۴ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دِيَةُ الْمُعَاهِدِ نِصْفُ دِيَةِ الْحُرِّ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ وَرَوَاهُ اُسَامَةُ بْنُ يَزِيدَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ

مسئلہ ط

ترجمہ: عبداللہؓ بن عمرو بن عاص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا، معاہد کی دیت آزاد کی دیت سے نصف ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ اسامہ بن زید اور عبدالرحمن بن الحارث نے بھی یہ حدیث عن عمرو بن شعیب الخ اسی طرح روایت کی ہے۔ (اصل حدیث ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں بھی ہے)

شرح: علامہ خطابی نے کہا ہے کہ اہل کتاب کی دیت میں کوئی چیز اس سے واضح تر نہیں ہے۔ اور عمر بن عبدالعزیز، عروہ بن زبیر، مالک ابن شبرمہ کا یہی مذہب ہے۔ احمد بن حنبل نے کہا کہ یہ دیت قتل خطاء کی ہے اور جب قتل عمداً ہو تو قصاص نہ ہوگا بلکہ دگنی دیت یعنی بارہ ہزار درھم ہوگی۔ حنفیہ اور سفیان ثوری نے کہا کہ ذمی کی دیت بھی مسلم کی دیت کی مانند ہے۔ اور شعبی، نخعی اور مجاہد کا یہی قول ہے، اور حضرت عمرؓ اور عبداللہؓ بن مسعود سے بھی یہی مروی۔ شافعی اور اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ ذمی کی دیت مسلم کی دیت کا ⅓ ہے اور یہ ابن المسیب، حسین، عکرمہ کا قول ہے اور حضرت عمرؓ کے پہلے قول کے برخلاف ان سے دوسرا قول یہ بھی مروی ہے اور اسی طرح عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

مولانا نے فرمایا کہ حضرت گنگوہی کی تقریر میں رسول اللہ کی یہ حدیث آئی ہے کہ: ان کے خون (یعنی ذمیوں کے) ہمارے جیسے ہیں۔" ابوداؤد کی مراسیل میں سعد بن المسیب کی ایک مرسل حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہر عہد والے کی دیت اس کے عہد میں ایک ہزار دینار ہے" امام شافعی نے بھی اسے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ ترمذی نے ابن عباسؓ سے مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو عامریوں کی دیت مسلمانوں کی دیت جیسی دلوائی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کر چکے تھے۔ اس حدیث کے راوی سعید المرزبان پر تنقید ہوئی ہے اور بخاری اسے مقارب الحدیث کہا ہے، یعنی اسکی حدیث قبول کی جاسکتی ہے۔

بَابٌ ۲۴ فِي الرَّجُلِ يُقَاتِلُ الرَّجُلَ فَيَدْفَعُهُ عَنْ نَفْسِهِ ط

اپنی جان کا دفاع کرنے والے کا باب ۲۴

۴۵۷۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَاتَلَ أَجِيرٌ لِي رَجُلًا فَعَضَّ يَدَهُ فَانْتَزَعَهَا فَنَدَرَتْ ثَنِيَّتُهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَهَا وَقَالَ أَتُرِيدُ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ فِي فِيكَ تَقْضِمُهَا كَالْفَحْلِ قَالَ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَهْدَرَهَا وَقَالَ بَعُدَتْ سِنُّهُ ط

ترجمہ: یعلیٰ بن امیہ نے کہا کہ میرے ایک مزدور نے ایک مرد کے ساتھ لڑائی کی، پس اس کے ہاتھ کو کاٹا (دانتوں سے) تو اس نے اپنا ہاتھ چھڑایا (یعنی مزدور نے اس کے منہ سے جھٹکے کے ساتھ ہاتھ نکالا) تو اس کا اگلا دانت ٹوٹ کر گر گیا۔ وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپؐ نے اسے باطل ٹھہرایا اور فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں رکھتا تاکہ تو اسے سانڈ کی مانند چبا ڈالتا؟ عطاء یا ابن جریج راوی نے کہا کہ ابن ابی ملیکہ نے مجھے اپنے دادا سے خبر دی کہ حضرت ابوبکرؓ نے اسے باطل ٹھہرایا اور فرمایا: اس کا دانت دور ہو جائے (یہ بددعا رہتی) بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ۔

تشریح: فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس قصے میں روایات کا اختلاف ہے۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ یعلیٰ بن امیہ ایک آدمی سے لڑا اور ان میں سے ایک نے دوسرے کے ہاتھ پر کاٹا۔ نسائی کی روایت میں شعبہ سے اسی سند کے ساتھ یہ مروی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ بنی تمیم نے ایک آدمی نے دوسرے سے قتال کیا پس اس کے ہاتھ کو کاٹا۔ ایک روایت ہے کہ میں نے ایک مزدور کو کام کے لیے لیا، اس نے ایک شخص سے قتال کیا اور ایک نے دوسرے کو کاٹا۔ پس معلوم ہوکہ وہ دو مبہم آدمی یعلیٰ اور اس کا مزدور تھا۔ اور یعلیٰ نے اپنے آپ کو مبہم رکھا ہے۔ حافظ نے کہا کہ کاٹنے والا کون تھا اور کس کے ہاتھ پر کاٹا گیا؟ تو عطاء نے کہا کہ مجھے صفوان بن یعلیٰ نے کہا تھا مگر میں بھول گیا۔ اس سے تو یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ بات ہمیشہ سے عطاء کو بھولی رہی، مسلم اور نسائی کی عطاء کی روایت میں ہے کہ یعلیٰ کے ایک مزدور کے بازو پر ایک شخص نے کاٹا، ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ: میرے مزدور نے ایک شخص سے لڑائی کی اور دوسرے نے اسے کاٹ کھایا۔ ایک روایت میں ہے کہ ہم غزوۂ تبوک میں نکلے اور ہمارے ساتھ ہمارا ایک ساتھی تھا جس نے ایک مسلمان سے لڑائی کی اور اس شخص نے اس کے بازو پر کاٹا۔ نسائی کی ایک روایت کے یہ لفظ ہیں کہ کاٹنے والا تمیمی تھا اور یعلیٰ کا تعلق بنی تمیم سے تھا۔ مگر اس کے مزدور کے متعلق یہ صراحت نہیں ہے کہ وہ تمیمی تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے ایک شخص کے ساتھ لڑائی کی اور اس شخص نے اس کے بازو پر کاٹا اور اسے درد پہنچایا۔ اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ کاٹنے والا یعلیٰ بن امیہ خود تھا، اور شاید اس کے اپنے آپ کو مبہم رکھنے میں یہی راز ہے، اور کسی طریق میں یہ نہیں آیا کہ کاٹنے والا مزدور تھا۔ نووی نے کہا کہ پہلی روایت میں یہ ہے کہ جسے کاٹا گیا تھا وہ یعلیٰ تھا۔ دوسری اور تیسری روایت میں یہ ہے کہ جسے کاٹا گیا وہ یعلیٰ اجیر تھا۔ نووی نے کہا کہ ممکن ہے یہ دو واقعات ہوں جو یعلیٰؓ اور اسکے اجیر میں پیش آئے۔ حارث نے کہا کہ ہمارے استاد نے کہا ہے کہ مسلم کی کسی روایت یا کتب حدیث کی کسی اور روایت میں یہ نہیں آیا کہ یعلیٰ کو کاٹا گیا تھا، نہ صراحۃً نہ اشارۃً، پس اس سے واضح ہو گیا کہ دوسرے کو کاٹنے والا یعلیٰ تھا۔

۴۵۷۶۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ نَا هُشَيْمٌ نَا حَجَّاجٌ وَعَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ بِهٰذَا زَادَ ثُمَّ قَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَاضِّ إِنْ شِئْتَ أَنْ تُمَكِّنَهُ مِنْ يَدِكَ فَيَعَضَّهَا ثُمَّ تَنْزِعُهَا مِنْ فِيهِ وَأَبْطَلَ دِيَةَ أَسْنَانِهِ ط

ترجمہ: یعلیٰ بن امیہؓ سے عطاء نے روایت کی، اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹنے والے سے فرمایا: اگر تو چاہے تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دیدے پھر اس کے منہ سے اس کو چھڑا، اور حضورؐ نے اس کے دانتوں

کی دیت باطل فرمادی۔

بَابٌ ۲۵ فِيمَنْ تَطَبَّبَ وَلَا يُعْلَمُ مِنْهُ طِبٌّ فَأَعْنَتَ

علم کے بغیر طبیب بن جانے والے کا باب ۲۵

۴۵۷۷۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الْأَنْطَاكِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ مُسْلِمٍ أَخْبَرَهُمْ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَطَبَّبَ وَلَا يُعْلَمُ مِنْهُ طِبٌّ فَهُوَ ضَامِنٌ قَالَ نَصْرٌ حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ هَذَا لَمْ يَرْوِهِ إِلَّا الْوَلِيدُ لَا نَدْرِي أَصَحِيحٌ هُوَ أَمْ لَا ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمروؓ بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی کا علاج کیا حالانکہ وہ طبیب نہ تھا تو وہ ضامن ہے۔(نسائی، ابن ماجہ) ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث ولید کے سوا کسی نے روایت نہیں کی، ہمیں اس کی صحت یا عدم صحت کا کوئی علم نہیں۔

شرح: خطابی نے کہا ہے کہ مجھے اس مسئلے میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا کہ معالج جب تعدی کرے اور مریض ضائع ہو جائے تو معالج ضامن ہوگا، اور جو شخص کوئی ایسا علم یا عمل ظاہر یا استعمال کرے جسے وہ جانتا نہیں تو وہ تعدی کرنیوالا ہے۔ ایسے شخص کے فعل سے جب ہلاکت پیدا ہو تو وہ ضامن ہے اور اس پر دیت آتی ہے۔ قصاص اسلئے نہیں کہ وہ مریض کی اجازت کے بغیر ہاتھ نہیں ڈالتا۔ عامۂ فقہاء کے قول میں طبیب کا جرم اس کے عاقلہ پر ہے۔

۴۵۷۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا حَفْصٌ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَنِي بَعْضُ الْوَفْدِ الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَى أَبِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا طَبِيبٍ تَطَبَّبَ عَلَى قَوْمٍ لَا يُعْرَفُ لَهُ تَطَبُّبٌ قَبْلَ ذَلِكَ فَأَعْنَتَ فَهُوَ ضَامِنٌ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ بِالنَّعْتِ إِنَّمَا هُوَ قَطْعُ الْعُرُوقِ وَالْبَطُّ وَالْكَيُّ ۔

ترجمہ: عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ میرے والد کے آنیوالے وفد میں سے بعض لوگوں نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کا طبیب ہونا اس سے قبل معلوم و معروف نہ ہو اور وہ علاج میں تعدی کرے تو وہ ضامن ہے۔ عبدالعزیز نے کہا کہ یہ حکم صرف زبانی بتانے میں نہیں بلکہ رگ کاٹنے، چیر پھاڑ کرنے اور داغ لگانے میں ہے (یعنی اگر کسی کو زبانی دوا بتائے یا لکھ کر بھیجے اور مریض اسے استعمال کرکے ہلاک ہو جائے تو اس کا حکم یہ نہیں ہے بلکہ جب علاج کرنے والا اپنے ہاتھ سے کوئی عمل کرے۔ مثلاً رگ کاٹ دے، جلد پھاڑ دے، داغ لگائے، اپنے ہاتھ سے دوائی مریض کو پلائے، ٹیکہ لگائے تو ان صورتوں میں ہونے والے نقصان کا وہ طبیب ضامن ہے، اور یہ ضمانت نیم حکیم خطرہ جان پر ہے نہ اصلی طبیب پر)

بَابُ ۲۶ الْقِصَاصِ مِنَ السِّنِّ

دانت کے قصاص کا باب ۲۶

۴۵۷۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ أُخْتُ أَنَسِ بْنِ النَّضْرِ ثَنِيَّةَ امْرَأَةٍ فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضَى بِكِتَابِ اللهِ الْقِصَاصَ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا الْيَوْمَ قَالَ يَا أَنَسُ كِتَابُ اللهِ الْقِصَاصُ فَرَضُوا بِالْأَرْشِ أَخَذُوهُ فَعَجِبَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ قِيلَ لَهُ كَيْفَ يُقْتَصُّ مِنَ السِّنِّ قَالَ تُبْرَدُ ۔

ترجمہ: انس بن مالک نے کہا کہ انس بن نضر کی بہن نے ایک عورت کا اگلا دانت توڑ دیا۔ وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے کتاب اللہ کے مطابق قصاص کا فیصلہ فرمایا تو انس بن نضر نے کہا: اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، آج اس کا دانت نہ توڑا جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ اے انس: قصاص تو اللہ کا حکم ہے۔ پھر وہ لوگ دیت دینے پر راضی ہو گئے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعجب ہوا اور آپ نے فرمایا: کہ بعض بندگان خدا ایسے ہیں کہ اگر اللہ کے نام پر قسم کھائیں تو اللہ پوری کر دیتا ہے۔ ابوداؤد نے کہا میں نے احمد بن حنبل سے سنا، ان سے کہا گیا کہ دانت کا قصاص کیونکر لیا جائے گا؟ تو انھوں نے کہا کہ اسے ریتی سے توڑا جائے۔ (مولانا محمد یحییٰ مرحوم نے لکھا ہے کہ یہ صورت دانت توڑنے کی سزا کی ہے۔ دانت اکھاڑنے میں ریتی استعمال کرنے کی ضرورت نہیں) آج کل تو یہ دونوں کام بڑے آسان ہیں۔

بَابٌ ۲۷ فِی الدَّابَّةِ تَنْفَحُ بِرِجْلِهَا

جانور کے لات مارنے کا باب ۲۷

۴۵۸۰ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِی شَیْبَةَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ یَزِیْدَ نَا سُفْیَانُ بْنُ حُسَیْنٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الرِّجْلُ جُبَارٌ۔

ترجمہ ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، جانور کے پاؤں مارنے کی کوئی سزا نہیں (نسائی) ابوداؤد نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جانور پر کوئی سوار ہو اور جانور کسی اور شخص کو لات مار دے۔

شرح ۔ خطابی نے کہا ہے کہ لوگوں نے اس حدیث میں کلام کیا ہے بعض کے نزدیک یہ غیر محفوظ ہے کیونکہ ایک راوی سفیان بن حسین کا حافظہ درست ہونا معروف ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا اصل حدیث یوں ہے۔ العجماءُ جُبَارٌ۔ اگر حدیث زیر نظر صحیح ہے تو اس پر قول واجب ہے اور حنفیہ نے اس پر عمل کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ جانور اگر پچھلی ٹانگوں کے کسی کو مار دے تو سوار ذمہ دار نہیں اور اگر ہاتھوں (اگلی ٹانگوں) کے مارے تو سوار ضامن ہے کیونکہ وہ آگے سے رُکنے اِدھر اُدھر پھیرنے اور اس پر کنٹرول کرنے پر بخوبی قادر ہے۔ شافعی نے کہا کہ اگلی اور پچھلی ٹانگوں میں کوئی فرق نہیں اور ہر صورت میں ضامن ہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب جانور پر کوئی سوار نہ ہو۔ یا سوار ہو تو اس کے پاؤں کے اڑنے والا کوئی کنکر، پتھر کسی کو جا لگے۔ یا کوئی اسے اس حالت میں کچھ کاٹے اور وہ لات مار دے تو ان سب صورتوں میں جانور کے مالک پر کچھ نہیں آتا۔

بَابٌ ۲۸ اَلْعَجْمَاءُ وَالْمَعْدِنُ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ

باب ۲۸ جانور، کان اور کنواں جبار ہے

۴۵۸۱ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَاَبِی سَلَمَةَ سَمِعَا اَبَا هُرَیْرَةَ یُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَفِی الرِّکَازِ الْخُمُسُ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ وَالْعَجْمَاءُ الْمُنْفَلِتَةُ الَّتِیْ لَا تَکُوْنُ مَعَهَا اَحَدٌ وَتَکُوْنُ بِالنَّهَارِ وَلَا تَکُوْنُ بِاللَّیْلِ۔

ترجمہ: ابوھریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کرتے تھے کہ آپؐ نے فرمایا: جانور کا زخمی کرنا ضائع ہے۔ معدن ضائع ہے، کنواں ضائع ہے اور گڑے ہوئے خزانے میں خمس ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ عجماء سے مراد وہ چھوٹا ہوا جانور ہے جس کے ساتھ کوئی نہ ہو اور وہ دن کو ہو رات کو نہ ہو۔ (اصل حدیث بخاری، مسلم، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ اور ترمذی میں ہے۔

شرح: جب کسی نے کان کھودی اور کوئی اس میں گر کر مر گیا تو کھودنے والے پر کوئی ضمان نہیں، اور جب کسی نے اپنی ملکیت میں کنواں کھودا تو اس کا حکم بھی یہی ہے۔

بَابٌ ٢٩ فِي النَّارِ تَعَدَّى

اس آگ کا باب ۲۹ جو تجاوز کرے

۴۵۸۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ح وَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيسِيُّ نَا زَيْدُ بْنُ الْمُبَارَكِ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ الصَّنْعَانِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنَّارُ جُبَارٌ ط

ترجمہ: ابوھریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگ ہدر رہے (نسائی، ابن ماجہ)

شرح: یعنی جب کوئی شخص اپنے گھر یا حویلی یا ملکیت میں آگ جلائے اور اس کی چنگاریاں ہوا سے اڑ کر کہیں جا پہنچیں اور وہاں آگ لگا دیں تو آگ جلانے والے پر کوئی ضمان نہیں۔ لیکن جس نے جان بوجھ کر چلتی ہوا یا آندھی میں آگ جلا دی اور اس سے دوسری جگہ آگ جا لگی تو اس پر ضمان آئے گی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آگ ایسے طریقے سے یا ایسے انداز سے جلانی چاہیئے جس سے کہ دوسری جگہوں یا مکانوں وغیرہ میں آگ لگ جانے کا خطرہ نہ ہو۔

بَابٌ ٣٠ جِنَايَةِ الْعَبْدِ يَكُوْنُ لِلْفُقَرَآءِ

فقراء کے غلام کے جرم کا باب ۳۰

۴۵۸۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ

قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ غُلَامًا لِأُنَاسٍ فُقَرَاءَ قَطَعَ أُذُنَ غُلَامٍ لِأُنَاسٍ أَغْنِيَاءَ فَأَتَى أَهْلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا أُنَاسٌ فُقَرَاءُ فَلَمْ يَجْعَلْ عَلَيْهِ شَيْئًا ط

ترجمہ: عمران بن حُصین سے روایت ہے کہ کچھ فقیر لوگوں کے لڑکے نے غنی لوگوں کے ایک غلام کا کان قطع کر دیا۔ پس اس کے مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: یا رسول اللہ ہم محتاج لوگ ہیں۔ پس حضورؐ نے ان پر کوئی ضمان مقرر نہ فرمائی۔

شرح: حدیث میں غلامًا کا لفظ ہے جس کا ترجمہ "نابالغ لڑکا" ہے نہ کہ غلام، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ناداری و مفلسی کا عذر پیش کیا تھا، حالانکہ اگر غلامًا سے عبد (غلام) ہوتا تو ان لوگوں کا دعویٰ درست نہ تھا کیونکہ اگر فرض کر و ان کے پاس کچھ نہ تھا تو یہ غلام تو تھا؟ پھر یہ کہنا کیونکر درست ہے کہ وہ نادار تھے؟ امام ابوداؤدؒ نے جو غلام کے لفظ کا ترجمہ "عبد" کیا ہے وہ نادرست ہے۔

بَابُ ۳۱ فِيمَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيَّا بَيْنَ قَوْمٍ

باب ۳۱ جو شخص کسی قوم کے درمیان اندھا دھند لڑائی میں مارا جائے

۴۵۸۳ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيَّا أَوْ رِمِّيَّا تَكُونُ بَيْنَهُمْ بِحَجَرٍ أَوْ بِسَوْطٍ فَعَقْلُهُ عَقْلُ خَطَإٍ وَمَنْ قُتِلَ عَمْدًا فَقَوَدُ يَدَيْهِ فَمَنْ حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ آخِرُ كِتَابِ الدِّيَاتِ ط

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ جو شخص اندھا دھند لڑائی میں مارا گیا جو لوگوں میں ہوئی یا ان کے درمیان جو پتھروں کی بارش ہوئی یا کوڑوں کی جنگ میں مارا گیا (اور متعین مارنے والا کا علم نہ ہو سکا) تو اس کی دیت قتل خطا

کی دیت ہے، اور جو عمداً قتل ہوا تو قصاص ہے یا دیت عمد ہے، اور جو اس کے درمیان حائل ہوا تو اس پر اللہ، فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہو گی (یہ حدیث اور اس کی تشریح اسی عنوان کے باب میں پہلے گزر چکی ہے)
کتاب الدیات ختم ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوَّلُ كِتَابِ السُّنَّةِ

بَابٌ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ

(سنت کے تشریحی معنی کا بیان)

۴۵۸۵ - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلَى إِحْدَى أَوْ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَتَفَرَّقَتِ النَّصَارَى عَلَى إِحْدَى أَوْ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً.

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودی ۷۱ یا ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے تھے، اور عیسائی ۷۱ یا ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی (ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی نے با اختلاف الفاظ اور زیادہ تفصیل سے حضرت عبداللہ بن عمرو سے بھی روایت کیا ہے۔

شرح: اس افتراق و اختلاف سے مراد مذموم اختلاف ہے جو اصولِ دین میں واقع ہوا۔ فرعی اختلاف مذموم نہیں بلکہ امت کے حق میں رحمت ہے۔ کیونکہ فروع میں جن فرقوں کا اختلاف ہے وہ اصولِ دین میں بالکل متفق و متحد ہیں اور ایک دوسرے کی تفسیق و تضلیل نہیں کرتے۔ اصول میں جن کا اختلاف ہے وہ ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں۔ ان فرقوں کی تاریخ و تفصیل کے لیے ابن حزم کی الفصل اور شہرستانی کی الملل والنحل کا مطالعہ مفید رہے گا۔ اگر ہر چھوٹے بڑے اختلاف کی بناء پر شمار کریں تو فرقوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچے گی۔ اصول کی بنائے تعداد اسی قدر ہے کیونکہ کئی فرقے مل کر ایک شمار ہو سکتے ہیں۔

۴۵۸۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَا نَا أَبُو الْمُغِيْرَةِ نَا

صَفْوَانُ ح وَثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ نَحْوَهُ حَدَّثَنِي اَزْهَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَرَازِيُّ عَنْ اَبِي عَامِرٍ الْهَوْزَنِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ اَنَّهُ قَامَ فَقَالَ اَلَا اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِينَا فَقَالَ اَلَا اِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوا عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَاِنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰى ثَلٰثٍ وَسَبْعِينَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ زَادَ ابْنُ يَحْيٰى وَعَمْرٌو فِي حَدِيثَيْهِمَا وَاِنَّهُ سَيَخْرُجُ فِي اُمَّتِي اَقْوَامٌ تَجَارٰى بِهِمْ تِلْكَ الْاَهْوَاءُ كَمَا يَتَجَارَى الْكَلْبُ لِصَاحِبِهِ وَقَالَ عَمْرٌو وَالْكَلْبُ بِصَاحِبِهِ لَا يَبْقٰى مِنْهُ عِرْقٌ وَلَا مَفْصِلٌ اِلَّا دَخَلَهُ ۔

ترجمہ: معاویہؓ بن ابی سفیان خطبہ کے لئے اٹھے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے تھے اور فرمایا تھا کہ تم سے پہلے اہل کتاب ۷۲ ملتوں میں بٹ گئے تھے اور یہ ملت (اسلامیہ) ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی ۷۲ جہنمی ہوں گے اور ایک جنتی، اور وہ جماعت ہے۔ ابن یحیٰی اور عمرو نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے: میری امت میں سے کچھ قومیں ایسی نکلیں گی کہ گمراہیوں اور خواہشات نفس ان کے رگ و پے میں اس طرح سما جائے گی جیسے کہ سگ گزیدہ میں جنون سما جاتا ہے، اسکی کوئی رگ یا جوڑ ایسا نہیں ہوتا جس میں داخل نہ ہو جائے۔

شرح: اس حدیث میں لفظ کلب سے مراد کتے کا جنون ہے، پھر جسے وہ کاٹ دے اس کو بھی یہی جنون لاحق ہوجاتا ہے اور وہ پانی نہیں پی سکتا حتی کہ پیاسا ہی مرجاتا ہے۔ بدعات کا یہ پھیلاؤ اور بدعتی فرقوں کا فتنہ کافی عرصے سے اس امت کے ٹکڑے کررہا ہے اور آج کل یہ غیر معمولی طور پر زوروں پر ہے۔ جنتی گروہ کا نام آپؐ نے "الجماعت" فرمایا ہے۔ اگلی حدیثوں میں اس کی مزید وضاحت آئے گی۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجِدَالِ وَاتِّبَاعِ الْمُتَشَابِهِ مِنَ الْقُرْاٰنِ

جدال سے اور متشابہات قرآن سے نہی کا باب ۲

۴۵۸۷ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ نَا يَزِيدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ

عَنِ الْقٰسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ اِلٰى اُولِي الْاَلْبَابِ قَالَتْ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ ط

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی "وہی اللہ ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری اس کی بعض آیات محکم ہیں الخ اُولِي الْاَلْبَابِ تک فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم قرآن کے متشابہات کا پیچھا کرنے والوں کو دیکھو تو وہی لوگ ہیں جن کا اللہ نے نام لیا ہے، تم ان سے بچو (بخاری، مسلم، ترمذی)

شرح: جو لوگ حق سے ہٹے ہوئے ہیں اور انکے دلوں میں کجی ہے وہ قرآن کی ان آیات کے پیچھے پڑتے اور ان میں بحث و مباحثہ کرتے ہیں جن کے الفاظ میں تاویلات کا احتمال ہے اور ان کے کئی معانی ہو سکتے ہیں ان کی غرض اپنی باطل پرستی اور کج بحثی کو تقویت دینا ہوتی ہے مثلاً جن آیات میں اللہ تعالیٰ کے لیے ید، ساق، وجہ کے الفاظ وارد ہیں۔ خالق کی صفات مخلوق جیسی نہیں ہو سکتیں، مگر گمراہ فرقوں مثلاً جہمیہ، کرامیہ، معتزلہ، روافض، خوارج، باطنیہ، وغیرھم نے فلسفہ یونان اور دیگر اقوام کے خیالات و افکار سے متاثر ہو کر صفات الٰہی کو تو بالکل معدوم سمجھا یا انکی رکیک تاویلیں کیں، اور جس طرح نصاریٰ نے کلمۃ اللہ اور روح اللہ سے شرکیہ معانی نکال کر مخلوق کو خدا کا بیٹا یا خدائی میں شریک ٹھہرایا تھا۔ اسی طرح ان بدعتی قوموں نے نئے نئے عقاید گھڑ لیے اور ضلالت کے گڑھوں میں جا گرے۔ جو چیزیں ہماری گرفت سے بالاتر ہیں مثلاً غیبی حقائق، عذاب قبر، جنت، دوزخ، حقیقت وحی وغیرہ ان پر جدل و مناظرہ کرنا بدعت ہے۔ قرآن کی محکم آیات جن میں اوامر و نواہی اور حلت و حرمت کے احکام ہیں، متشابہات کو ان کے تابع رکھنا لازم ہے۔ متشابہات کی پیروی کرنیوالوں سے پرہیز کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ جبری، قدری، جہمی، معتزلی وغیرھم نے قرآن کو اپنی ناقص عقل کا تقاضا بنایا تھا، اور ان میں سے ہر ایک اپنی من مانی تاویل کرتا ہے۔ اس سے امت میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔

بَابُ مُجَانَبَةِ اَهْلِ الْاَهْوَاۗءِ وَبُغْضِهِمْ ط

ہوا پرستوں سے پرہیز اور ان سے بغض کا باب ۳

۴۵۸۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ نَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ الْحُبُّ

فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ ط

ترجمہ: ابوذرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ فضیلت والا عمل اللہ کی خاطر محبت کرنا اور اللہ کی خاطر عداوت رکھنا ہے۔ (اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے)

شرح: مطلب یہ ہے کہ مومن کی محبت اور عداوت کا معیار دین خداوندی ہے۔ کسی سے محبت ہو تو اسی کے باعث اور بغض ہو تو اسی کے باعث۔ اللہ والوں سے محبت ہو اور جو اس کے دین کے نافرمان یا منکر ہوں ان سے بغض رکھا جائے۔ خطابی نے کہا ہے کہ تین دن تک اہل ایمان سے ناراضگی کی تو اجازت ہے وہ ذاتی معاملات میں ہے۔ دینی تقاضوں کے باعث اگر اہل بدعت و ھوا سے پرہیز ہوگا تو اس زیر نظر حدیث کے مطابق ہے۔

۴۵۸۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ وَذَكَرَ ابْنُ السَّرْحِ قِصَّةَ تَخَلُّفِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ قَالَ وَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ حَتَّى إِذَا طَالَ عَلَيَّ تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ ثُمَّ سَاقَ خَبَرَ تَنْزِيلِ تَوْبَتِهِ ط

ترجمہ: ابن السرح راوی حدیث نے حضرت کعبؓ بن مالک کے جنگ تبوک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جانے کا قصہ بیان کیا۔ اس میں کعبؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تینوں (کعب، مرارہ بن ربیع، ہلال بن امیہ) کے کلام سے مسلمانوں کو روک دیا۔ یہانتک کہ جب یہ معاملہ لمبا ہوگیا تو میں نے اپنے چچازاد بھائی ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پھاندی اور اسے سلام کہا مگر واللہ انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا پھر راوی نے ان کی توبہ کا نزول بیان کیا (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی۔ سنن ابی داؤد میں یہ حدیث نمبر ۲۲۰۲ پر گزر چکی ہے)

شرح: یہ ایک طویل حدیث کا مختصر ٹکڑا ہے جس سے ابوداؤد نے یہ ثابت کیا ہے کہ شرعی مصلحت کی بناء پر جب کسی گنہ گار مسلم سے ترک کلام و سلام کا حکم دیا گیا تو اہل بدعت و ھواء سے قطع تعلق تو بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگیا۔

بَابُ تَرْكِ السَّلَامِ عَلَى أَهْلِ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ

بدعتیوں کو سلام نہ کرنے کا باب ۴

۴۵۹۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ أَنَا عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى أَهْلِي وَقَدْ تَشَقَّقَتْ يَدَايَ فَخَلَّقُونِي بِزَعْفَرَانٍ فَغَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ اذْهَبْ فَاغْسِلْ هَذَا عَنْكَ ۔

ترجمہ: عمار بن یاسرؓ نے کہا کہ میں اپنے اہل خانہ میں آیا، میرے ہاتھ پھٹ گئے تھے۔ گھر والوں نے مجھے زعفران کا لیپ دیا میں صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور سلام کہا۔ آپ نے سلام کا جواب نہ دیا اور فرمایا: جا اور یہ اپنے سے دھو ڈال۔ (یہ حدیث اوپر کتاب الترجل باب الخلوق للرجال میں ذرا تفصیل سے گزری ہے۔ حضورؐ نے بطور زجر و تنبیہ سلام کا جواب نہ دیا تھا، اس سے یہ استدلال ہو سکتا ہے کہ اہل بدعت سے سلام کو ترک کر دیا جائے حتیٰ کہ وہ اپنی بدعات سے باز آجائیں۔

۴۵۹۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ سُمَيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ اعْتَلَّ بَعِيرٌ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ وَعِنْدَ زَيْنَبَ فَضْلُ ظَهْرٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِزَيْنَبَ أَعْطِيهَا بَعِيرًا فَقَالَتْ أَنَا أُعْطِي تِلْكَ الْيَهُودِيَّةَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَهَا ذَا الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمَ وَبَعْضَ صَفَرٍ ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صفیہ بنت حییؓ (ام المومنین) کا اونٹ بیمار ہو گیا اور زینبؓ (ام المومنین) کے پاس فالتو سواری موجود تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب سے فرمایا کہ اسے (صفیہ کو) ایک اونٹ دیدو۔ زینب نے کہا کیا میں اس یہودی عورت کو دوں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوئے۔ اور ذوالحجہ، محرم اور ماہ صفر کا کچھ حصہ ان سے کلام نہیں فرمایا (یہ ترک تعلق بھی بطور زجر و تنبیہ اور تربیت کی خاطر تھا۔ پس اہل اھواء سے ترک کلام بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجِدَالِ فِي الْقُرْآنِ

قرآن میں جدال سے نہی کا باب ۵

۴۵۹۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا يَزِيدُ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمِرَاءُ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ ـ

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔

شرح: امام خطابی نے کہا ہے کہ بعض کے نزدیک "اَلْمِرَاء" سے مراد شک و شبہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ اور بعض نے کہا ہے المراء سے مراد وہ جھگڑا ہے جو شکوک و شبہات پیدا کرے، اور بعض نے کہا اس سے مراد قرآن کی قرآءت میں جھگڑا ہے۔ یعنی ایک شخص اپنی قرآءت کو مُنَزَّل مِنَ اللہ کہے اور دوسرا اس کا انکار کر دے۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد اُن آیات میں جدال و تشکیک ہے جن میں قدر اور وعد و وعید کا ذکر ہے۔ بدعتی فرقوں مثلاً قدریہ، جبریہ، جہمیہ، معتزلہ وغیرہم نے ان آیات کو اپنی تاویلوں کا تختۂ مشق بنایا تھا۔ اور شدید قسم کی فرقہ بندی پیدا ہوئی تھی۔ جہاں تک حلت و حرمت کی آیات اور دیگر آیات کا تعلق ہے، ان میں صحابہ اور سلف صالحین میں گفتگو اور بحث و مناظرہ ہوا ہے۔ پس آیات متشابہات میں جھگڑنا کفر اس معنی کے لحاظ سے ہے کہ اس کا نتیجہ کفر ہوتا ہے۔ اہل کلام و جدل نے ان آیات میں تنازع کر کے امت میں اختلافات پیدا کیے ہیں لہٰذا اس لیے منع فرمایا گیا۔

بَابٌ فِي لُزُومِ السُّنَّةِ

سنت کو لازم رکھنے کا باب ۶

۴۵۹۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ نَا أَبُو عَمْرِو بْنُ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ حَرِيزِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَوْفٍ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ

كَرِبَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلَى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ أَلَا لَا يَحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ الْأَهْلِيُّ وَلَا كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ وَلَا لُقَطَةُ مُعَاهِدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا صَاحِبُهَا وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرُوهُ فَإِنْ لَمْ يَقْرُوهُ فَلَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ ط

ترجمہ: مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! مجھے کتاب اور اسکے ساتھ اس کی مثل دی گئی ہے۔ خبردار ہو سکتا ہے کہ ایک شکم سیر آدمی اپنی چارپائی (یا تخت) پر بیٹھا ہوا از راہ نخوت و تکبر کہے کہ: لوگو! اس قرآن کو لازم پکڑو، اس میں جس چیز کو حلال پاؤ اسے حلال جانو اور اس میں جس چیز کو حرام پاؤ اسے حرام جانو۔ خبردار! تمہارے لیے گھریلو گدھا حلال نہیں اور نہ درندوں میں سے ہر کچلی والا (شکاری) جانور اور نہ کسی عہد والے کا لقطہ مگر یہ کہ اس کا مالک اس سے مستغنی ہو، اور جو شخص کسی قوم پر اترے تو اس پر ان کی مہمان نوازی واجب ہے۔ اگر وہ مہمان نوازی نہ کریں تو وہ ان کے مال میں سے اتنا لے سکتا ہے جتنا کہ اس کی مہمان نوازی کا حق تھا (ترمذی، ابن ماجہ)

شرح: کتاب اللہ میں اختصار و اجمال ہے اس کی شرح و تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باذن اللہ وحی غیر متلو کے ذریعے سے فرمائی جس کو حدیث کہا جاتا ہے۔ ثابت شدہ سنت کا حکم بھی کتاب کی مانند ہے۔ خوارج، روافض، معتزلہ، جبریہ، قدریہ وغیرھم گمراہ فرقوں نے قرآن کو اپنی ضلالتوں کی بحث و تمحیص کی آماجگاہ بنایا اور نتیجہ سوائے مزید انتشار اور فرقہ بازی کے اور کچھ نہ نکلا۔ ان گمراہ فرقوں نے اکثر قرآن پر بات کی ہے اور سنت کا انکار کیا ہے۔ تخت پر بیٹھ کر سنت کا انکار کرنیوالوں سے مراد مغرور اور متکبر لوگ ہیں جو شکم سیر ہو کر ڈکارتے اور خواہشات نفس کو قرآن کا نام دیتے ہیں۔ جس شخص کو اپنی ضیافت حاصل کرنے کی اجازت دی گئی ہے اس سے مراد وہ مضطر ہے جو اور کچھ نہ پائے۔ اس پر کتاب الزکوۃ وغیرہ میں بحث ہو چکی ہے۔ زمینی اور فضائی یا سمندری درندوں کا واضح ذکر قرآن میں نہیں ہے، انہیں سنت نے حرام کیا ہے۔

۴۵۹۴- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيَّ عَائِذَ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ عُمَيْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ

لَا يَجْلِسُ مَجْلِسًا لِلذِّكْرِ حِينَ يَجْلِسُ إِلَّا قَالَ اللّٰهُ حَكَمٌ قِسْطٌ هَلَكَ الْمُرْتَابُونَ قَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يَوْمًا إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ فِتَنًا يَكْثُرُ فِيهَا الْمَالُ وَيُفْتَحُ فِيهَا الْقُرْآنُ حَتَّى يَأْخُذَهُ الْمُؤْمِنُ وَالْمُنَافِقُ وَالرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ وَالصَّغِيرُ وَالْكَبِيرُ وَالْعَبْدُ وَالْحُرُّ فَيُوشِكُ قَائِلٌ أَنْ يَقُولَ مَا لِلنَّاسِ لَا يَتَّبِعُونِي وَقَدْ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ مَا هُمْ بِمُتَّبِعِيَّ حَتَّى أَبْتَدِعَ لَهُمْ غَيْرَهُ فَإِيَّاكُمْ وَمَا ابْتُدِعَ فَإِنَّ مَا ابْتُدِعَ ضَلَالَةٌ وَأُحَذِّرُكُمْ زَيْغَةَ الْحَكِيمِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَقُولُ كَلِمَةَ الضَّلَالَةِ عَلَى لِسَانِ الْحَكِيمِ وَقَدْ يَقُولُ الْمُنَافِقُ كَلِمَةَ الْحَقِّ قَالَ قُلْتُ لِمُعَاذٍ مَا يُدْرِينِي رَحِمَكَ اللّٰهُ أَنَّ الْحَكِيمَ قَدْ يَقُولُ كَلِمَةَ الضَّلَالَةِ وَأَنَّ الْمُنَافِقَ قَدْ يَقُولُ كَلِمَةَ الْحَقِّ قَالَ بَلَى اجْتَنِبْ مِنْ كَلَامِ الْحَكِيمِ الْمُشْتَهِرَاتِ الَّتِي يُقَالُ لَهَا مَا هَذِهِ وَلَا يُثْنِيَنَّكَ ذَلِكَ عَنْهُ فَإِنَّهُ لَعَلَّهُ أَنْ يُرَاجِعَ وَتَلَقَّ الْحَقَّ إِذَا سَمِعْتَهُ فَإِنَّ عَلَى الْحَقِّ نُورًا قَالَ أَبُو دَاوُد وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ لَا يُنْبِئَنَّكَ ذَلِكَ عَنْهُ مَكَانَ يُثْنِيَنَّكَ وَقَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي هَذَا الْمُشَبِّهَاتِ مَكَانَ الْمُشْتَهِرَاتِ وَقَالَ لَا يُثْنِيَنَّكَ وَقَالَ كَمَا قَالَ عُقَيْلٌ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ بَلَى مَا تَشَابَهَ عَلَيْكَ مِنْ قَوْلِ الْحَكِيمِ حَتَّى تَقُولَ مَا أَرَادَ بِهَذِهِ الْكَلِمَةِ

ترجمہ: معاذ بن جبل کے شاگردوں میں یزید بن عمیرہ نے بتایا کہ معاذ جب کسی ذکر (وعظ) کی مجلس میں بیٹھتے تو کہتے: اللہ تعالیٰ عادل حاکم ہے، شک وشبہ کرنے والے ہلاک ہو گئے، ایک دن معاذ بن جبل نے کہا کہ تمہارے آگے فتنے آئینگے جن میں مال کثرت سے ہوگا، اور قرآن کھولا جائے گا اسے مومن ومنافق، مرد وعورت، چھوٹا بڑا، غلام اور آزاد حاصل کرے گا (یعنی اس کے الفاظ کا علم عام ہوگا) پس ممکن ہے کہ کوئی کہنے والا کہے، لوگ میرا اتباع کیوں نہیں کرتے، حالانکہ میں نے قرآن پڑھا ہے وہ میرا اتباع کرنے والے نہیں جبتک کہ میں انکے لیے کوئی اور چیز قرآن کے سوا نہ نکالوں۔ پس تم بدعتوں سے بچ کر رہو کیونکہ

بدعت گمراہی ہے، اور میں تمہیں دانا شخص کی کج روی سے ڈراتا ہوں کیونکہ شیطان کبھی گمراہی کا حکم دانا شخص کی زبان سے ادا کراتا ہے اور بعض دفعہ منافق بھی حق بات کہتا ہے۔ یزید بن عمیرہ نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے مجھے کیونکر پتہ چلے گا کہ حکیم آدمی بھی کبھی ضلالت کا حکم کہتا ہے اور منافق کبھی حق کی بات کہتا ہے؟ معاذؓ نے کہا: کیوں نہیں؟ حکیم کی باتوں میں سے ان شہرت یافتہ باتوں سے بچ جنکے متعلق کہا جائے کہ یہ کیا باتیں ہیں؟ (یعنی علماء ان کا انکار اور رد کریں) اور یہ باتیں تجھے اس سے پھیر نہ دیں کیونکہ ممکن ہے وہ رجوع کرے، اور حق کو جب تو سُنے تو اسے حاصل کرلے کیونکہ حق میں روشنی ہوتی ہے۔ ابو داؤد نے کہا کہ معمر نے اس حدیث میں زہری سے لایُثْنِیَنَّکَ کے بجائے لایُنْئِیَنَّکَ روایت کیا، اور صالح بن کیسان نے زہری المشتہرات کی بجائے المشبہات روایت کیا اور لایُثْنِیَنَّکَ کہا اور ابن اسحاق نے زہری سے یہ روایت کی:

مَاتَشَابَهَ عَلَيْكَ مِنْ قَوْلِ الْحَكِيمِ حَتّٰى تَقُولَ مَا أَرَادَ بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ (یہ حدیث معاذؓ بن جبل پر موقوف ہے)

ترجمہ اس آخری فقرے کا یہ ہے کہ مشتبہات سے وہ باتیں مراد ہیں جو تو حکیم (عالم و دانا شخص) سے سنے اور ان کا معنی تیری سمجھ میں نہ آئے۔

شرح: حضرت معاذؓ کا مطلب یہ ہے کہ بدعت ایجاد کرنیوالے شہرت پسند اور جاہ طلب لوگ ہوتے ہیں جو لوگوں کو اپنا متبع دیکھنا اور بنانا چاہتے ہیں۔ ورنہ اگر وہ جاہ پسند نہ ہوتے تو کوئی حق کا اتباع کرتا یا نہ کرتا، وہ اپنا کام کرتے جاتے اور محض لوگوں کو پیچھے لگانے کے لیے بدعات ایجاد نہ کرتے۔

۴۵۹۵ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ كَتَبَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُهُ عَنِ الْقَدَرِ ح وَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ نَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ دُلَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يُحَدِّثُنَا عَنِ النَّضْرِ ح وَأَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ قَبِيصَةَ قَالَ نَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ أَبِي الصَّلْتِ وَهٰذَا لَفْظُ حَدِيثِ ابْنِ كَثِيرٍ وَمَعْنَاهُمْ قَالَ كَتَبَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُهُ عَنِ الْقَدَرِ فَكَتَبَ أَمَّا بَعْدُ أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالِاقْتِصَادِ فِي أَمْرِهِ وَاتِّبَاعِ سُنَّةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرْكِ مَا أَحْدَثَ الْمُحْدِثُونَ بَعْدَ مَا جَرَتْ بِهِ سُنَّتُهُ وَكُفُوا مُؤْنَتَهُ فَعَلَيْكَ بِلُزُومِ السُّنَّةِ فَإِنَّهَا لَكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ عِصْمَةٌ ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّهُ لَمْ يَبْتَدِعِ النَّاسُ بِدْعَةً إِلَّا قَدْ مَضَى قَبْلَهَا مَا هُوَ دَلِيلٌ عَلَيْهَا وَعِبْرَةٌ فِيهَا فَإِنَّ السُّنَّةَ إِنَّمَا سَنَّهَا مَنْ قَدْ عَلِمَ مَا فِي خِلَافِهَا وَ

لم يقل ابن كثير من قد علم من الخطأ والزلل والحمق والتعمق
فارض لنفسك ما رضي به القوم لأنفسهم فإنهم على علم وقفوا
وببصر نافذ كفوا ولهم على كشف الأمور كانوا أقوى وبفضل
ما كانوا فيه أولى فإن كان الهدى ما أنتم عليه لقد
سبقتموهم إليه ولئن قلتم إنما حدث بعدهم ما أحدثه إلا
من اتبع غير سبيلهم ورغب بنفسه عنهم فإنهم هم السابقون
فقد تكلموا فيه بما يكفي ووصفوا منه ما يشفي فما دونهم من
مقصر وما فوقهم من محسر وقد قصر قوم دونهم فجفوا وطمح عنهم أقوام
فغلوا وإنهم بين ذلك لعلى هدى مستقيم كتبت تسأل عن الإقرار
بالقدر فعلى الخبير بإذن الله وقعت ما أعلم ما أحدث الناس من
محدثة ولا ابتدعوا من بدعة هي أبين أثرا ولا أثبت أمرا من
الإقرار بالقدر لقد كان ذكره في الجاهلية الجهلاء يتكلمون
به في كلامهم وفي شعرهم يعزون به أنفسهم على ما فاتهم ثم
لم يزده الإسلام بعد إلا شدة ولقد ذكره رسول الله صلى الله عليه
وسلم في غير حديث ولا حديثين وقد سمعه منه المسلمون فتكلموا
به في حياته وبعد وفاته يقينا وتسليما لربهم وتضعيفا لأنفسهم
أن يكون شيء لم يحط به علمه ولم يحصه كتابه ولم يمض
فيه قدره وإنه مع ذلك لفي محكم كتابه منه اقتبسوه ومنه
تعلموه ولئن قلتم لم أنزل الله آية كذا ولم قال كذا
لقد قرءوا منه ما قرأتم وعلموا من تأويله ما جهلتم وقالوا بعد ذلك

كُلُّهُ بِكِتَابٍ وَقَدَرٍ وَمَا يُقَدَّرُ يَكُنْ وَمَا شَاءَ اللهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ وَلَا نَمْلِكُ لِأَنْفُسِنَا نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ثُمَّ رَغِبُوا بَعْدَ ذَالِكَ وَرَهَبُوا ط

ترجمہ: کسی شخص نے عمرؒ بن عبدالعزیز سے لکھ کر پوچھا کہ مسئلہ قدر کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ: حمد و صلوٰۃ کے بعد میں تجھے خوف خدا اور اسکے معاملے میں اعتدال کی وصیت کرتا ہوں، اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اتباع کا حکم دیتا ہوں، اور آپؐ کی سنت کے جاری ہونے اور خدا و رسول کی طرف سے دین کی وضاحت ہو جانے کے بعد جو کچھ بدعت ایجاد کرنے والوں نے نئی چیزیں ایجاد کر لی ہیں اسے ترک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تجھ پر لازم ہے کہ سنت کو اختیار کرے کیونکہ وہ بحکم خداوندی تیرے سچاؤ کا سبب ہے۔ پھر تجھے معلوم ہو کہ لوگوں نے جو کچھ بدعت نکالی اس کے خلاف اس سے قبل دلیل موجود ہے یا اس کے باطل ہونے پر عبرت موجود ہے، کیونکہ سنت جس نے جاری کی تھی اسے معلوم تھا کہ اسکے خلاف کیا کچھ ہے۔ یعنی بدعت میں خطاء ہے، پھسلن ہے، حماقت ہے اور تکلف ہے۔ پس تو اپنے لیے وہی پسند کر جو صحابہؓ نے اپنے لیے پسند کیا تھا کیونکہ وہ علم پر قائم ہوئے تھے اور گہری نظر سے ان کو بدعات سے محفوظ رکھا گیا تھا، اور وہ یقیناً گہرے مسائل کو کھولنے پر زیادہ قوی تھے، اور علم و بصیرت انہیں وافر تھے، اور اگر ہدایت وہ ہے جس پر تم کاربند ہو تو پھر اسکی طرف ان لوگوں سے آگے گزر گئے ہو، اور اگر تم کہو کہ یہ چیز تو انکے بعد پیدا ہوئی، سو جس نے بدعت نکالی وہ انکی راہ کے علاوہ دوسری راہ پر چلا اور اپنے آپکو ان سے الگ کر لیا۔ کیونکہ سبقت لیجانے والے وہی ہیں اور انہوں نے اس میں کافی گفتگو کی ہے اور اسکا وہ وصف بیان کیا ہے جو شافی ہے۔ ان سے ورے کوئی تفریط نہیں اور ان سے پرے کوئی افراط نہیں۔ کچھ لوگوں نے ان سے ورے تفریط کی تو اعتدال سے نکل گئے، اور کچھ لوگ ان سے اوپر گئے تو حد کو پھاندر گئے اور وہ (صحابہؓ و سلف صالحین) اور افراط و تفریط کے درمیان ہدایت پر تھے۔

تو نے تقدیر کے اقرار کے متعلق سوال لکھا ہے، سو تو نے بحکم خداوندی ایک خبر رکھنے والے سے دریافت کیا ہے۔ لوگوں نے کوئی بدعت نہیں نکالی اور کوئی نئی بات ایجاد نہیں کی جس کا اثر اور جس کا معاملہ زیادہ ثابت ہو جتنا کہ قدر کا اقرار ضروری ہے۔ اس کا ذکر زمانہ جاہلیت میں تھا جسے وہ اپنے کلام اور اشعار میں بیان کرتے تھے، اور فوت شدہ چیزوں پر اس کے ذکر سے اپنے آپ کو تسلی دیتے تھے۔ پھر اسلام نے اسکی شدت کو اور بڑھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی احادیث میں اس کا ذکر کیا ہے۔ مسلمانوں نے آپؐ سے ذکر سنا، پھر آپکی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد اس میں از راہ یقین اور اپنے رب کے لیے تسلیم اور اپنے آپ کو اس کے آگے ضعیف ثابت کرنے کے نقطہ نگاہ سے گفتگو کی، اور اپنے کو انہوں نے اس چیز سے کمزور جانا کہ اللہ تعالےٰ کو ایسا جانیں کہ کوئی چیز اس کے علم سے باہر ہے اور اس کی کتاب نے اسکا احاطہ نہیں کیا اور اسکی تقدیر اس میں نہیں چلی اور اس کے باوجود وہ اسکی محکم کتاب میں ہے، اسی سے انہوں نے اسی کو لیا اور اسی سے سیکھا۔

اور اگر تم یہ کہو کہ اللہ تعالےٰ نے فلاں آیت کیوں نازل کی اور فلاں بات کیوں کہی؟ تو انہوں نے اس سے وہ کچھ پڑھا جو تم نے پڑھا اور اسکے جس مطلب سے تم جاہل رہے وہ انہوں نے پالیا اور اس کے بعد انہوں نے کہا کہ یہ سب کچھ کتاب میں اور تقدیر میں ہے، اور شقاوت لکھی گئی ہے اور جو چیز مقدر ہو وہ ہو جاتی ہے، اور جو کچھ چاہے ہوتا ہے اور جو نہ چاہے نہیں ہوتا اور ہم اپنے لیے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ پھر اس کے بعد انہوں نے رغبت کی اور خدا سے ڈرے (یعنی وہ جانتے تھے کہ سب کچھ اللہ کے علم و ارادے اور قدرت سے ہوتا ہے۔ مگر وہ نیک اعمال میں رغبت کرتے اور برے اعمال سے ڈرتے تھے۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ انسان اینٹ پتھر اور روڑا نہیں ہے۔

اسے ارادہ و اختیار بھی ہے۔ وہ سب کچھ اپنے اختیار و ارادہ سے کرتا ہے، لہٰذا اپنے افعال و اعمال کو کسی اور پر تو نہیں تھوپا جاسکتا۔

۴۵۹۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ نَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ لِابْنِ عُمَرَ صَدِيقٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يُكَاتِبُهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِ ابْنُ عُمَرَ أَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَكَلَّمْتَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقَدَرِ فَإِيَّاكَ أَنْ تَكْتُبَ إِلَيَّ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ يُكَذِّبُونَ بِالْقَدَرِ ۔

ترجمہ: اہل شام میں ابن عمرؓ کا ایک دوست تھا جو ان سے خط و کتابت کرتا تھا۔ پس عبداللہ بن عمرؓ نے اسے لکھا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تو نے تقدیر میں کچھ کلام کیا ہے، سو خبردار! آئندہ مجھے کچھ نہ لکھنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ عنقریب میری امت میں ایسے کچھ لوگ پیدا ہونگے جو تقدیر کی تکذیب کریں گے۔

۴۵۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْجَرَّاحِ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ قَالَ قُلْتُ لِلْحَسَنِ يَا أَبَا سَعِيدٍ أَخْبِرْنِي عَنْ آدَمَ أَلِلسَّمَاءِ خُلِقَ أَمْ لِلْأَرْضِ قَالَ لَا بَلْ لِلْأَرْضِ قُلْتُ أَرَأَيْتَ لَوِ اعْتَصَمَ فَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الشَّجَرَةِ قَالَ لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنْهُ بُدٌّ قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ قَالَ إِنَّ الشَّيَاطِينَ لَا يَفْتِنُونَ بِضَلَالَتِهِمْ إِلَّا مَنْ أَوْجَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَحِيمَ ۔

ترجمہ: خالد الحذاءؒ نے کہا کہ میں نے الحسن (بصری) سے کہا: اے ابوسعید! مجھے بتائیے کہ کیا آدمؑ آسمان کے لیے پیدا کیے گئے تھے یا زمین کے لئے؟ انہوں نے کہا کہ زمین کیلئے۔ میں نے کہا کہ یہ بتائیے کہ اگر وہ بچے رہتے اور اس درخت کا پھل نہ کھاتے تو؟ الحسنؒ نے کہا کہ اسکے بغیر اس کے لیے چارہ ہی نہ تھا۔ میں نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق بتائیے: تم اس پر فتنہ گر نہیں ہو مگر وہ جو دوزخ میں پڑنے والا ہے۔ حسن نے کہا کہ شیاطین اپنی ضلالت کے ساتھ صرف اسی کو گمراہ کرتے ہیں جو جہنم میں پڑنے والا ہے۔

تشریح: حسن بصریؒ کے متعلق بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ وہ قدری ہیں (یعنی منکر تقدیر ہیں) سبب اس کا یہ تھا کہ ان کے بعض شاگرد قدریہ کی طرف مائل ہو گئے تھے، اور بعض دفعہ لوگوں کو انکی گفتگو سے بھی یہ شبہ پڑتا تھا۔ اُس دور میں یہ مسائل

نئے نئے پھیل رہے تھے۔ حسن کا جواب عین اہل حق کے عقیدے کے مطابق تھا۔

۴۵۹۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ نَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنِ الْحَسَنِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَلِذَلِكَ خَلَقَهُمْ قَالَ خَلَقَ هَؤُلَاءِ لِهَذِهِ وَهَؤُلَاءِ لِهَذِهِ ۔

ترجمہ: خالد الحذاء نے حسن سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا: اور اسی لیے انہیں پیدا کیا، یہ مطلب ہے کہ ان کو اس کے لیے (جنّت کے لیے) اور ان کو اُس کیلئے (یعنی جہنّم کے لیے) پیدا کیا (مگر انسان اپنے عقیدے اور عمل سے ان میں سے کسی کا مستحق بنے گا۔ جبر نہیں ہے بلکہ جبر اور قدر کے وسط میں ہے۔

۴۵۹۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ نَا إِسْمَاعِيلُ أَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ قَالَ قُلْتُ لِلْحَسَنِ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ قَالَ إِلَّا مَنْ أَوْجَبَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ أَنَّهُ يَصْلَى الْجَحِيمَ ۔

ترجمہ: خالد الحذاء نے کہا کہ میں نے حسن سے اس آیت کا معنیٰ پوچھا: اور تم اسے فتنے میں ڈالنے والے نہیں ہو مگر وہ جو دوزخ میں پڑنے والا ہے۔ تو حسن نے کہا: مگر وہ کہ جس پر اللہ نے واجب کر دیا کہ وہ دوزخ میں پڑے گا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے جنتی اور دوزخی موجود ہیں۔ مگر یہ علم جبر نہیں ہے۔ ہر شخص اپنی مرضی اور ارادے سے ہی سب کچھ کرتا ہے۔

۴۶۰۰۔ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ قَالَ كَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ لَأَنْ يَسْقُطَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَقُولَ الْأَمْرُ بِيَدِي ۔

ترجمہ: حمید الطویل سے روایت ہے کہ حسنؒ کہتے تھے: کسی کو آسمان سے زمین پر گرا دیا جائے تو یہ میرے نزدیک اس سے پسندیدہ تر ہے کہ وہ کہے: معاملہ میرے ہاتھ میں ہے۔ (یعنی انسان پورا آزاد مختار نہیں ہے)۔

۴۶۰۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ نَا حَمَّادٌ نَا حُمَيْدٌ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا الْحَسَنُ مَكَّةَ فَكَلَّمَنِي فُقَهَاءُ أَهْلِ مَكَّةَ أَنْ أُكَلِّمَهُ فِي أَنْ يَجْلِسَ لَهُمْ يَوْمًا يَعِظُهُمْ فِيهِ فَقَالَ نَعَمْ فَاجْتَمَعُوا فَخَطَبَهُمْ فَمَا رَأَيْتُ أَخْطَبَ مِنْهُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا سَعِيدٍ مَنْ خَلَقَ الشَّيْطَانَ فَقَالَ

سُبْحَانَ اللّٰهِ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ خَلَقَ اللّٰهُ الشَّيْطَانَ وَخَلَقَ الْخَيْرَ وَخَلَقَ الشَّرَّ ـ ـ ـ ـ ـ قَالَ الرَّجُلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ كَيْفَ يَكْذِبُوْنَ عَلٰى هٰذَا الشَّيْخِ ؕ

ترجمہ: حمید نے کہا کہ الحسن ہمارے پاس مکہ میں آئے تو) کے فقہا نے مجھ سے کہا کہ ابن الحسن سے بات کروں کہ وہ ایک دن انکے لیے بیٹھیں تاکہ انہیں پند و نصیحت کریں۔ حسن نے کہا کہ ہاں۔ پس وہ جمع ہوئے اور حسن نے ان سے خطاب کیا، میں نے اس سے بڑا خطیب نہیں دیکھا۔ ایک آدمی بولا: اے ابو سعید! شیطان کو کس نے پیدا کیا؟ حسن نے کہا، سبحان اللہ! کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے؟ اللہ نے شیطان کو پیدا کیا اور خیر کو بھی پیدا کیا ہے اور شر کو بھی پیدا کیا۔ وہ شخص بولا: اللہ انہیں قتل کرے! اس بزرگ کے متعلق کس طرح جھوٹ بولتے ہیں (یعنی بعض مخالفین انہیں اعتزال اور قدریت کا الزام دیتے تھے)

۴۶۰۲ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ قَالَ اَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنِ الْحَسَنِ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِيْ قُلُوبِ الْمُجْرِمِيْنَ قَالَ الشِّرْكُ ؕ

ترجمہ: حمید الطویل نے حسن سے روایت کی کہ آیت "اسی طرح ہم مجرموں کے دلوں میں پرو دیتے ہیں" کا معنی ہے کہ شرک کو (ان کے دلوں میں جما دیتے ہیں)

۴۶۰۳ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ اَنَا سُفْيَانُ عَنْ رَجُلٍ قَدْ سَمَّاهُ غَيْرُ ابْنِ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُبَيْدٍ الصِّيدِ عَنِ الْحَسَنِ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ قَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْاِيْمَانِ ؕ

ترجمہ: حسن نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ: حائل کر دیا گیا ان کے درمیان اور ان کی خواہشات کے درمیان۔ ان کے اور ایمان کے درمیان حائل کر دیا گیا۔

۴۶۰۴ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ نَا سُلَيْمَانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ كُنْتُ اَسِيْرُ بِالشَّامِ فَنَادَانِيْ رَجُلٌ مِنْ خَلْفِيْ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا رَجَاءُ بْنُ حَيْوَةَ فَقَالَ يَا اَبَا عَوْنٍ مَا هٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُوْنَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قُلْتُ اِنَّهُمْ يَكْذِبُوْنَ عَلَى الْحَسَنِ كَثِيْرًا ؕ

ترجمہ: ابن عون نے کہا کہ میں شام میں جا رہا تھا کہ ایک شخص نے مجھے پیچھے سے پکارا، میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ رجاء بن حیوہ

تھا اس نے کہا: اے ابوعون! یہ کیا ہے جو لوگ الحسن کے متعلق ذکر کرتے ہیں؟ میں نے کہا کہ لوگ حسن کے بارے میں بہت جھوٹ بولتے ہیں۔ (لوگ کذب و افتراء سے الحسن پر انکار تقدیر کی تہمت رکھتے تھے!)

۴۶۰۵ - حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ سَمِعْتُ اَيُّوْبَ يَقُوْلُ كَذَبَ عَلَى الْحَسَنِ ضَرْبَانِ مِنَ النَّاسِ قَوْمٌ اَلْقَدَرُ رَأْيُهُمْ وَهُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُنَفِّقُوْا بِذَالِكَ رَأْيَهُمْ وَقَوْمٌ لَهُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ شَنَآنٌ وَبُغْضٌ يَقُوْلُوْنَ اَلَيْسَ مِنْ قَوْلِهِ كَذَا اَلَيْسَ مِنْ قَوْلِهِ كَذَا ط

ترجمہ: ایوبؒ (سختیانی) نے کہا کہ دو قسم کے لوگوں نے حسنؒ پر جھوٹ بولا ہے۔ ایک قسم ان لوگوں کی ہے کہ تقدیر کا انکار ان کا عقیدہ ہے، اور وہ چاہتے ہیں کہ اسی طرح (حسن کا نام لیکر) اپنا عقیدہ مقبول عام بنائیں۔ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جن کے دلوں میں اسکی دشمنی ہے۔ وہ کہتے ہیں کیا وہ یہ نہیں کہتا؟ کیا وہ یہ نہیں کہتا؟

۴۶۰۶ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى اَنَّ يَحْيَى بْنَ كَثِيْرٍ الْعَنْبَرِيَّ حَدَّثَهُمْ قَالَ كَانَ قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ يَقُوْلُ لَنَا يَا فِتْيَانُ لَا تُغْلَبُوْا عَلَى الْحَسَنِ فَاِنَّهُ كَانَ رَأْيُهُ السُّنَّةَ وَالصَّوَابَ ط

ترجمہ: قرہ بن خالدؒ کہتے تھے: اے جوانو! حسن کے متعلق قدری تم پر غالب نہ آجائیں کیونکہ اسکی رائے سنت و صواب تھی۔

۴۶۰۷ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُؤَمَّلُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ لَوْ عَلِمْنَا اَنَّ كَلِمَةَ الْحَسَنِ تَبْلُغُ مَا بَلَغَتْ لَكَتَبْنَا بِرُجُوْعِهٖ كِتَابًا وَاَشْهَدْنَا عَلَيْهِ شُهُوْدًا وَلٰكِنَّا قُلْنَا كَلِمَةٌ خَرَجَتْ لَا تُحْمَلُ ط

ترجمہ: ابن عونؒ نے کہا کہ اگر ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ حسنؒ کی بات اس حد تک پہنچ جائے گی جہانتک وہ پہنچ چکی ہے تو ہم اس کے رجوع کے متعلق ایک نوشتہ لکھتے اور اس پر گواہیاں دلواتے، لیکن ہم نے کہا کہ یہ ایک بات تھی جو حسن کی زبان سے نکل گئی تھی اور وہ دُور تک نہ لیجائی جائے گی۔

تشریح: حسن بصریؒ کی زبان سے بعض دفعہ ایسے کلمات نکلتے کہ لوگ ان کا غلط معنی لے کر دور دور تک پہنچا دیتے تھے اور اہل بدعت و اھواء اس سے ناجائز فائدہ حاصل کرتے تھے۔ ان کے متعلق یہ مشہور کیا گیا کہ وہ قدری اور معتزلی ہیں حالانکہ یہ سراسر غلط تھا۔

۴۶۰۸۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ قَالَ قَالَ لِیَ الْحَسَنُ مَا اَنَا بِعَائِدٍ اِلٰی شَیْءٍ مِّنْهُ اَبَدًا ط

ترجمہ: ایوب نے کہا کہ حسن نے مجھ سے کہا: میں پھر کبھی ایسی بات نہ کہوں گا (یعنی جس سے اشتباہ پیدا ہوا اور لوگوں میں شہرت پھیلے کہ حسن کا تعلق قدریہ کے ساتھ ہے۔

۴۶۰۹۔ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا عُثْمَانُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ الْبَتِّیِّ قَالَ مَا فَسَّرَ الْحَسَنُ اٰیَةً قَطُّ اِلَّا عَنِ الْاِثْبَاتِ ط

ترجمہ: عثمان بتی نے کہا کہ الحسن نے کبھی کسی آیت کی تفسیر کی تو اس میں قدر کا اثبات تھا (اگر اثبات پڑھا جائے تو مطلب یہ ہے کہ حسن کی روایت تفسیر میں ہمیشہ حق پرستوں سے ہوتی تھی۔

۴۶۱۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ نَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِی الزُّهْرِیِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْظَمَ الْمُسْلِمِیْنَ فِی الْمُسْلِمِیْنَ جُرْمًا مَنْ سَاَلَ عَنْ اَمْرٍ لَمْ یُحَرَّمْ فَحُرِّمَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ اَجْلِ مَسْاَلَتِهٖ ط

ترجمہ: سعدؓ (بن ابی وقاص) نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ مسلمان ہے جس کسی ایسی چیز کا سوال کیا جو حرام نہ تھی مگر اس کے سوال کے باعث ان پر حرام کر دی گئی (یہ حدیث بذل المجہود کے حاشیے پر درج ہے۔ بظاہر اس کا باب کے عنوان سے کوئی تعلق نہیں ہے مگر تاویل کے ساتھ اسے مطابق کیا جا سکتا ہے۔ بے ضرورت سوال کرنا اور بلا سبب کھود کرید کرنا کتاب و سنت کے احکام کے خلاف ہے) یہ حدیث بخاری اور مسلم میں بھی ہے۔

۴۶۱۱۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَیْلِیُّ قَالَا نَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِی النَّضْرِ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اُلْفِیَنَّ اَحَدَکُمْ مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیْکَتِهٖ یَاْتِیْهِ الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِیْ مِمَّا اَمَرْتُ بِهٖ اَوْ نَهَیْتُ عَنْهُ فَیَقُوْلُ لَا نَدْرِیْ مَا وَجَدْنَا فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ ط

ترجمہ: ابو رافعؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم میں سے کسی کو اسکی چار پائی پر تکیے کا سہارا لگائے ہوئے نہ پاؤں کہ اس کے پاس میرا کوئی حکم یا نہی پہنچے تو وہ کہے: ہم نہیں جانتے، جو کچھ ہم نے کتاب اللہ میں پایا اس کا اتباع کرینگے (ترمذی، ابن ماجہ) یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ یہاں اسے اس لئے لایا گیا ہے کہ اس میں لزوم سنت کا حکم ہے۔

۴۶۱۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ح وَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْزُومِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَنَعَ أَمْرًا عَلَى غَيْرِ أَمْرِنَا فَهُوَ رَدٌّ ط

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ہمارے امر (دین) میں جس نے ایسی چیز نکالی جو اس میں نہیں تو وہ چیز مردود ہے۔ ابن عیسیٰ راوی نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایسا کام کیا جو ہمارے امر (دین) کے بغیر ہے تو وہ امر مردود ہے (بخاری، مسلم، ابن ماجہ)

شرح: جو کام دین نہیں اسے دین بنا لینا بدعت ہے اور بدعت مردود ہے۔ دین میں نئی بات نکالنا گویا بالفاظ دیگر شارع اور نبی بننا ہے۔ شارع فقط اللہ تعالیٰ ہے یا اس کے حکم اور وحی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دین مکمل ہو چکا اور وحی کا دروازہ بند ہو گیا۔ نئی بات نکالنے والا اس بند دروازے کو کھولنے کا مدعی ہے۔

۴۶۱۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ نَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو السُّلَمِيُّ وَحُجْرُ بْنُ حُجْرٍ قَالَا أَتَيْنَا الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ وَهُوَ مِمَّنْ نَزَلَ فِيهِ وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْنَا وَقُلْنَا أَتَيْنَاكَ زَائِرِينَ وَعَائِدِينَ وَمُقْتَبِسِينَ فَقَالَ الْعِرْبَاضُ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَأَنَّ هٰذِهِ مَوْعِظَةُ

مُوَدِّعٍ فَمَا ذَا تَعْهَدُ عَلَيْنَا فَقَالَ أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ط

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عمرو سلمی اور حجر بن حجر نے کہا کہ ہم عرباض بن ساریہ کے پاس گئے، اور وہ ان حضرات میں سے تھے جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی: اور ان لوگوں پر بھی کوئی حرج نہیں کہ جو تمہارے پاس آئے کہ تم انہیں سواریاں دیں، تم نے کہا میرے پاس تمہارے لئے سواریاں نہیں الخ پس ہم نے عرباضؓ کو سلام کیا اور کہا کہ ہم آپ کے پاس زیارت کرنے، عبادت کرنے اور فائدہ حاصل کرنے آئے ہیں۔ پس عرباضؓ نے کہا کہ ایک دن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (فجر کی) نماز پڑھائی پھر اپنا چہرہ ہماری طرف کیا اور ہم کو ایک ایسا مؤثر وعظ کیا جس سے آنکھیں برس پڑیں اور دل لرز گئے۔ پس ایک شخص بولا: یا رسول اللہ گویا یہ رخصت کرنیوالے کی پند و نصیحت ہے، پس آپؐ ہم سے کیا عہد لیتے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ میں تم کو خدا کے خوف (اور سننے اور ماننے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو (جو تم پہ کتاب وسنت کے مطابق حکومت کرے) کیونکہ جو میرے بعد زندہ رہینگے وہ بہت اختلاف دیکھیں گے، پس تم پر میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے، اسے تھام لو اور ڈاڑھوں سے مضبوط پکڑ لو، اور خبردار! نئی باتوں سے بچ کر رہنا کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے

شرح: یہ لوگ عرباضؓ بن ساریہؓ کی بیمار پرسی کے لیے آئے تھے۔ عرباضؓ کے پاس جنگ تبوک میں شامل جہاد ہونے کے لئے سواری نہ تھی، اور انہوں نے اور لوگوں کے ساتھ، حضور سے سواری مانگی تھی، اور جب نہ مل سکی تو روتے ہوئے واپس گئے تھے۔ اس حدیث میں حضور نے رہتی دنیا تک کے لیے مسلمانوں کو حق و ہدایت کا ایک معیار عطا فرمایا ہے کہ: میرے طریقے اور میرے خلفائے راشدین کو تھامے رہو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔ خلفائے راشدین اہل حق کے اجماع سے یہ ہیں: ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم۔ ایک حدیث میں فرمایا: میرے بعد ابوبکر، عمر کی پیروی کرنا۔ اور ایک بڑھیا سے فرمایا کہ: اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آنا۔ پس ان حضرات کی سنت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی سنت ہے اور اس کا اتباع واجب ہے۔ ہر وہ چیز جو اصول دین پر قائم نہیں، انکی عبارت یا قیاس کے خلاف ہے وہ بدعت ہے جس سے پرہیز کا حکم دیا گیا ہے۔ ہر بات جس کا فیصلہ خلفائے راشدین کے عہد میں ہو گیا وہ اصولِ دین میں داخل ہے۔ اجماعِ امت کے حجتِ شرعیہ ہونیکی صاف دلیل بھی اس حدیث میں موجود ہے۔

۴۶۱۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ عَتِيقٍ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ط

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! تکلف کرنیوالے (بلا ضرورت دینی عقاید کی کھود کرید کرنے والے) ہلاک ہوگئے۔ تین بار فرمایا (مسلم)

شرح: دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لیے سوال کرنا، عمل کی خاطر مسائل دریافت کرنا اور دین کی خاطر دین کی گہرائیوں میں اترنا محمود ہے۔ مگر محض بحث و تحیص کے لئے، شغل کے طور پر، شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے جو چیزیں انسانی عقل سے بالاتر ہیں انہیں زیر بحث لانے کے لئے، مباحثہ و مذاکرہ کرنا فعل حرام ہے۔ زنادقہ و متبدعین نے یہی کام کیا تھا اور دین کو اپنی ذاتی اغراض، گروہی مزعومات اور فرقہ ورانہ مناظرات کا اکھاڑہ بنا کے رکھ دیا تھا، اس حدیث میں یہی لوگ مراد ہیں

بَابُ مَنْ دَعَا إِلَى لُزُومِ السُّنَّةِ

(سنت کی طرف بلانے والے کا باب)

۴۶۱۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ نَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہدایت کی طرف بلایا تو اس کا اجر اتنا ہوگا جتنا کہ اس کا اتباع کرنے والوں کا ہوگا، وہ ان کے ثواب میں سے کچھ کم نہ کرے گا، اور جس نے گمراہی کی طرف دعوت دی تو اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا کہ اس کی پیروی کرنیوالوں کو ہوگا، وہ انکے گناہوں میں کوئی کمی نہ کرے گا (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی اسے حدیث حسن صحیح کہا ہے۔

شرح: نیکی یا بدی کی طرف دعوت دینے کا باعث جس قدر لوگ اس کے پیرو ہونگے یہ شخص ان کی ہدایت یا ضلالت کا سبب بننے کے باعث ان سب کے برابر اجر یا گناہ کا مستوجب ہوگا۔ گویا یہ اس کا اپنا ہی اجر یا وزر ہوگا، اور دلیل اسکی خود اسی حدیث میں موجود ہے کہ وہ اپنے متبعین کی نیکی یا بدی کے اجر و وزر میں کمی نہ کرے گا۔ پس یہ مضمون آیت قرآنی وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى کے خلاف نہیں ہے۔

۴۶۱۶ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ

فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ أَمْرٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ عَلَى النَّاسِ مِنْ مَسْأَلَتِهِ ط

ترجمہ: سعدؓ بن ابی وقاص) نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ شخص ہے جس نے کسی ایسی چیز کے متعلق سوال کیا جو حرام نہ تھی مگر اس کے سوال کے باعث حرام کردی گئی (بخاری، مسلم) یہ حدیث ہم نے اوپر ۴۶۱۰ نمبر پر بھی بذل المجہود کے حاشیے سے نقل کی ہے۔ اس کا تعلق بلا ضرورت محض تکلفاً سوال کرنے سے ہے، جیساکہ یہودیوں نے گائے کے متعلق بلا ضرورت محض حکم کو ٹالنے اور وقت گزارنے کی خاطر پے در پے بیکار سوال کیے تھے۔ ضرورت کا سوال، عمل کی نیت سے استفہام، تفقہ فی الدین کے لئے تحقیق اس میں داخل نہیں ہے۔

بَابٌ فِي التَّفْضِيلِ

تفضیل کا باب ۸

بدعتی فرقوں نے صحابہ رسولؐ کو جو دین کے اولین علم بردار تھے اپنی قیل وقال بلکہ سب وشتم کا نشانہ بنایا ہے۔ اس سلسلے میں اول نمبر روافض کا اور دوسرا نواصب وخوارج اور بعض معتزلہ کا ہے۔ ان کا مسلک کتاب وسنت کی تصریحات کے قطعی خلاف ہے۔ کتاب وسنت حضرات صحابہ، بالخصوص مہاجرین اولین اور انصار کی مدح وثنا سے لبریز ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں جگہ جگہ دین حق کے سچے متبعین قرار دیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حق خود بھی پہچانا اور امت کو بھی ان کا حق پہچاننے اور ان سے خلوص ومحبت رکھنے کا حکم دیا ہے۔ یہاں سے امام ابوداؤد پہلے ان اہل بدعت میں سے روافض کے رد پر احادیث پیش کر رہے ہیں اور اہل حق کے عقاید کی توضیح کر رہے ہیں۔

۴۶۱۷ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَقُولُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ ط

ترجمہ: ابن عمرؓ نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کہا کرتے تھے کہ ہم ابوبکرؓ کے برابر کسی کو نہیں ٹھہراتے، پھر عمرؓ پھر عثمانؓ، پھر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو باہم فضیلت دیئے بغیر چھوڑ دیتے تھے۔ (بخاری، ترمذی)

شرح: اہل سنت وجماعت کا مذہب تفضیل میں یہ ہے کہ وہ ترتیب خلافت راشدہ کے مطابق ہے، یعنی پہلے ابوبکرؓ، پھر عمرؓ، پھر عثمانؓ پھر علیؓ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اس قول سے حضرت علیؓ کی فضیلت میں کوئی نقص نہیں آتا، بلکہ ابن عمرؓ اور دیگر سب اصحاب علیؓ کے فضائل و مآثر کے شرح صدر کے ساتھ قائل رہے ہیں۔ ابن عمرؓ اس حدیث میں غالباً بڑی عمر کے ان اصحاب کا نام لے رہے ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاملات میں مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ جمہور سلف کا عقیدہ یہ ہے کہ عثمانؓ فضل وشرف میں علیؓ پر مقدم تھے، اور اکثر اہل کوفہ

حضرت علی کی حضرت عثمان پر تقدیم کے قائل تھے۔ سفیان ثوری سے اوّل اوّل حضرت علی کی تفضیل منقول ہے مگر آخری قول ان کا وہی ہے جو جمہور اہل سنت کا ہے۔ تقدیم میں بعض متأخرین کا قول یہ ہے کہ صحابیت کے لحاظ سے ابوبکر مقدم تھے اور قرابت کے لحاظ سے علیؓ۔ جب روافض و خوارج نے اس معاملے میں غلو کی پالیسی کو اپنا لیا تو بعض متأخرین نے کہا کہ ہم صحابہ میں کسی کو کسی پر مقدم نہیں کرتے مگر یہ بات تواتر سے ثابت ہو چکی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں فضیلت و خیریت کے تمام وجوہ و ابواب جمع ہو گئے تھے، اور ان کے روح و قلب کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو قریبی تعلق تھا وہ کسی اور کو نصیب نہ ہوا۔ وہ علم، امانت، حکمت، غیرت دینی حب رسولؐ، فدویت، جان نثاری میں تمام صحابہ سے فائق تھے اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر تمام صحابہ کا اجماع ہے۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ، کاش میں ابوبکر کے سینے پر ایک بال ہوتا! ابوبکر نے احیائے اسلام کا اور فتنے کو مٹانے کا جو کارنامہ انجام دیا، مدّعیان نبوت مرتدین اور منکرین زکوٰۃ کے مقابلے میں جس عزم و محبت کے لیے اور فتنوں کو جس انداز میں ٹھنڈا کیا، امت ان کے اس احسان کا بدلہ کبھی ادا نہیں کر سکتی۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے ممنون احسان ہونے کا برسر ممبر اعلان فرمایا تھا۔

۴۶۱۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ ثَنَا عَنْبَسَةُ ثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ نَقُولُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ أَفْضَلُ أُمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ ؕ

ترجمہ: ابن عمرؓ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر ہیں، پھر عثمان ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب سے راضی ہوا (اگلی حدیث میں یہی مضمون خود حضرت علی سے آتا ہے۔

۴۶۱۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا جَامِعُ بْنُ أَبِي رَاشِدٍ ثَنَا أَبُو يَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ قَالَ ثُمَّ خَشِيتُ أَنْ أَقُولَ ثُمَّ مَنْ فَيَقُولُ عُثْمَانُ فَقُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ يَا أَبَةِ قَالَ مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ؕ

ترجمہ: محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد (جناب علی) سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر شخص کون ہے؟ انہوں نے کہا: ابوبکر۔ پھر میں نے کہا ان کے بعد کون؟ فرمایا پھر عمرؓ۔ محمد بن الحنفیہ کہتے ہیں کہ مجھے خدشہ تھا کہ اگر میں یہ پوچھوں گا کہ پھر کون؟ تو وہ جواب دیں گے، پھر عثمان، اسلیے میں نے (سبقت کرکے) کہا کہ پھر اباجان آپ؟ اس پر علیؓ نے فرمایا کہ، میں تو مسلمانوں میں ایک مرد ہوں! (بخاری، ابن ماجہ)

شرح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبی وصہری قرابت، اسلامی خدمات، علم وفضل اور بے شمار فضائل کے باوجود جناب علیؓ کی دیانت، امانت اور صدق وصفا کی واضح دلیل ہے کہ حضرات صحابہ کے فضائل و مآثر کا دھڑلے سے اعتراف و اعلان فرماتے ہیں۔ ابن الحنفیہ کا قول ہے: کہ مجھے خطرہ ہوا کہ پھر وہ حضرت عثمان کا نام لینگے۔ ظاہر کر رہا ہے کہ سلف صالحین حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ پر بلحاظ فضیلت مقدم کیا جاتا تھا۔ محمد بن الحنفیہ جناب علیؓ کے بہت فاضل، عابد وزاہد اور بہادر فرزند تھے۔ وہ فتنہ ارتداد میں آنے والی ایک لونڈی کے بطن سے تھے۔ اس کا نام خیرہ یا برکہ بتایا گیا ہے۔ کچھ اور نام بھی منقول ہیں۔

۴۶۲۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ ثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي الْفِرْيَابِيَّ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ مَنْ زَعَمَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ أَحَقَّ بِالْوِلَايَةِ مِنْهُمَا فَقَدْ خَطَّأَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ وَمَا أُرَاهُ يَرْتَفِعُ لَهُ مَعَ هٰذَا عَمَلٌ إِلَى السَّمَاءِ ط

ترجمہ: سفیان ثوری نے کہا کہ، جس نے کہا کہ علیؓ ولایت (خلافت) کے ابوبکرؓ وعمرؓ سے زیادہ مستحق تھے تو اس نے ابوبکر وعمر اور سب مہاجرین وانصار کو خطا کار ٹھہرایا، اور اس بدعقیدگی کے ہوتے ہوئے میں نہیں سمجھتا کہ اس کا کوئی عمل مقبول ہو (کیونکہ وہ اہل حق کے عقیدے کے منحرف ہے اور اہل بدعت وضلالت میں اس کا شمار ہے)

۴۶۲۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ ثَنَا قَبِيصَةُ ثَنَا عَبَّادُ بْنُ السَّمَّاكِ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ الْخُلَفَاءُ خَمْسَةٌ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ط

ترجمہ: سفیانؒ کہتے تھے کہ خلفاء پانچ ہیں، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم (یعنی سفیان کے وقت تک یہ پانچ خلفائے راشدین ہو چکے تھے۔ بعد میں اور بھی ہو سکتے ہیں)

بَابٌ ۹ فِي الْخُلَفَاءِ

خلفاء کا باب ۹

۴۶۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ مُحَمَّدٌ كَتَبْتُهُ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أَرَى اللَّيْلَةَ ظُلَّةً يَنْطِفُ مِنْهَا السَّمْنُ وَالْعَسَلُ فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ بِأَيْدِيهِمْ فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَأَرَى سَبَبًا وَاصِلًا مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَأَرَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ بِهِ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ فَعَلَا بِهِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ بِأَبِي وَأُمِّي لَتَدَعَنِّي فَلَأُعَبِّرَنَّهَا فَقَالَ اعْبُرْهَا فَقَالَ أَمَّا الظُّلَّةُ فَظُلَّةُ الْإِسْلَامِ وَأَمَّا مَا يَنْطِفُ مِنَ السَّمْنِ وَالْعَسَلِ فَهُوَ الْقُرْآنُ لِينُهُ وَحَلَاوَتُهُ وَأَمَّا الْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ فَهُوَ الْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ مِنْهُ وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَهُوَ الْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللَّهُ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ بَعْدَكَ رَجُلٌ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ فَيَنْقَطِعُ ثُمَّ يُوصَلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ أَيْ رَسُولَ اللَّهِ لَتُحَدِّثَنِّي أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ فَقَالَ أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا فَقَالَ أَقْسَمْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَتُحَدِّثَنِّي مَا الَّذِي أَخْطَأْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْسِمْ ؕ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ ابو ھریرہؓ حدیث بیان کرتے تھے کہ ایک مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا: میں نے آج رات ایک بادل دیکھا جس میں سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا اور میں نے لوگوں کو دیکھا کہ اسے اپنے ہاتھوں میں لیتے تھے۔ بعض نے زیادہ لیا اور بعض نے کم، اور میں نے ایک رسی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی دیکھی پھر یا رسول اللہ میں نے آپکو دیکھا کہ آپ نے وہ رسی پکڑی اور اس کے ساتھ اوپر چڑھے، پھر ایک اور آدمی نے پکڑی اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا، پھر ایک اور آدمی نے وہ پکڑی اور اوپر چڑھ گیا، پھر ایک اور آدمی نے پکڑی تو وہ کٹ گئی اور پھر جڑ گئی تو وہ اوپر چڑھ گیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھے اس کی تعبیر کرنے دیجئے۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ وہ بادل اسلام کا بادل ہے اور اسمیں سے جو گھی اور شہد ٹپکتا ہے وہ قرآن ہے، اسکی نرمی اور مٹھاس، اور اس سے زیادہ اور کم لینے والے قرآن میں سے زیادہ اور کم لینے والے ہیں، اور وہ رسی جو

آسمان سے لیکر زمین تک جڑی ہوئی ہے، وہ حق ہے جس پر آپؐ ہیں، آپؐ اسے پکڑیں گے اور اللہ آپؐ کو اوپر اٹھائے گا پھر اسے ایک اور آدمی لے گا اور اوپر چلا جائیگا۔ پھر اسے ایک اور آدمی پکڑے گا اور اس کے ساتھ اوپر چلا جائیگا، پھر ایک اور آدمی اسے پکڑے گا تو ٹوٹ جائے گی پھر جڑ جائے گی اور وہ اس کے ساتھ اوپر چڑھ جائے گا۔ یا رسول اللہ فرمائیے کہ میں نے ٹھیک تعبیر کی ہے یا غلط۔ حضورؐ نے فرمایا کہ کچھ صحیح اور کچھ غلط۔ ابوبکرؓ نے کہا میں قسم دیتا ہوں بتائیے میں نے اس میں کیا خطا کی ہے؟ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم مت دو (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی)

شرح: منذری نے کہا کہ مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ کے لفظ یہ ہیں: پھر آپؐ کے بعد ایک مرد اسے پکڑے گا، وہ ابوبکرؓ ہوگا۔ پھر اس کے بعد ایک اور مرد پکڑے گا، وہ عمرؓ ہوگا۔ پھر ایک اور مرد پکڑے گا اور وہ رسی منقطع ہوگی اور وہ عثمانؓ ہوگا۔ اگر سوال کیا جائے کہ رسی کا انقطاع اگر قتل کے باعث تھا تو قتل تو حضرت عمرؓ بھی ہوئے تھے؟ جواب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے قتل کا باعث ایک مخصوص عداوت تھی نہ کہ ان کا علو۔ مگر حضرت عثمانؓ کے قتل کا باعث ان کا علو یعنی ولایت و خلافت تھی۔ پھر اس رسی کے جڑ جانے سے مراد حضرت علیؓ کی خلافت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تو فرمایا کہ اے ابوبکرؓ تیری تعبیر کچھ صحیح ہے اور کچھ غلط ہے مگر غلطی کی وضاحت مصلحۃً نہیں فرمائی۔ تعبیر کی خطا شاید یہ ہو کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تعبیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی رسّی کٹ جائیگی اسی کے لیے جڑ جائے گی، اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد خلافت کی رسی انکے سپرد نہیں بلکہ ایک اور شخص یعنی حضرت علیؓ کے سپرد ہوئی تھی۔ حدیث میں اسکی دلالت بخاری کی روایت نے کی ہے، جس میں دلہٗ کا لفظ نہیں ہے بلکہ یہ لفظ ہے: فَانْقَطَعَ بِہٖ ثُمَّ وُصِلَ "پھر وہ رسی اسی کے ساتھ منقطع ہوگئی اور پھر جڑ گئی" یعنی حضرت عثمانؓ کے بعد خلافت کی رسی علیؓ کے ہاتھ میں آئی اور سلسلۂ خلافت قائم رہا۔ یا خطاء شاید یہ ہو کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نام بنام رسی پکڑنے والوں کی صراحت نہ کی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صراحت اس لیے نہ فرمائی کہ حضرت عثمانؓ اور دیگر مسلمانوں کے غم و الم کا اندیشہ تھا۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ جہانتک تعبیر کا تعلق تھا وہ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے درست کردی، مگر چاہیئے یہ تھا کہ تعبیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرنے دی جاتی، اس صورت میں شاید کچھ اور بھی علمی انکشافات ہوتے۔ اسکی مثال یہ ہے کہ موسیٰ و خضر کے قصے میں حسب روایت بخاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم فرمائے، ہمیں یہ پسند تھا کہ وہ کچھ دیر صبر کرتے تاکہ کچھ اور عجائبات قدرت ظاہر ہوتے۔

۴۶۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فَأَبَى أَنْ يُخْبِرَهُ.

ترجمہ: ابن عباسؓ نے یہی قصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور اس میں کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو بتانے سے انکار کردیا۔

۴۶۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ ثَنَا الْأَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ رُؤْيَا فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا رَأَيْتُ كَأَنَّ مِيزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ أَنْتَ وَأَبُو بَكْرٍ فَرَجَحْتَ أَنْتَ بِأَبِي بَكْرٍ وَوُزِنَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَرَجَحَ أَبُو بَكْرٍ وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِيزَانُ فَرَأَيْنَا الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا: تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ تو ایک شخص نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری، سو آپؐ کو اور ابوبکرؓ کو تولا گیا تو ابوبکرؓ کا پلڑا آپ کی نسبت جھک گیا۔ پھر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو تولا گیا تو ابوبکر کا پلڑا جھک گیا۔ پھر عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کو تولا گیا تو عمرؓ کا پلڑا جھک گیا، پھر ترازو کو اٹھا لیا گیا۔ پس ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر کراہت کے آثار دیکھے (ترمذی۔ اور اس نے اسے حدیث حسن کہا ہے)

شرح: ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت بقول شاہ ولی اللہ راشدین کی خلافت میں سے خلافت خاصہ تھی۔ حضرت عثمانؓ کے آخری نصف دور میں یہودیوں کی سازش بروئے کار آئی اور گڑبڑ ہو گئی۔ حضرت علیؓ کا دور خلافت سارا جنگی اور انتشار کی نذر ہو گیا۔ اس حدیث میں ان کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔

۴۶۲۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ أَيُّكُمْ رَأَى رُؤْيَا فَذَكَرَ مَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَ فَاسْتَاءَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي فَسَاءَهُ ذَلِكَ فَقَالَ خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ثُمَّ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ۔

ترجمہ: اوپر کی حدیث کی ایک اور روایت۔ اس میں کراہت کا لفظ نہیں بلکہ یہ ہے کہ: پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر غمگین ہوئے پھر فرمایا: یہ نبوت کی خلافت ہے، پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا اپنا ملک دے دے گا (یعنی عثمانؓ تک خلافت نبوت ہوگی، اور پھر امارت و ملوکیت حضرت علیؓ کی برحق تھی مگر وہ منظم نہ ہو سکی)، حسنؓ کی خلافت بھی برحق اور تتمۂ خلافت علی تھی مگر انہوں نے اسے خود چھوڑ دیا اور امیر معاویہ سے صلح و بیعت کر لی تھی۔ امیر معاویہ اپنے بعد والوں سے بلحاظ صحابیت افضل تھے مگر ان میں خلافت راشدہ کی شرائط نہیں پائی گئیں لہٰذا انہیں امیر المؤمنین تو تسلیم کیا گیا مگر خلیفہ راشد نہیں۔ عمر بن عبدالعزیز ایک استثناء کی حیثیت رکھتے ہیں۔ واللہ اعلم

۴۶۲۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ

ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ نِيطَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِيطَ عُمَرُ بِأَبِي بَكْرٍ وَنِيطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا أَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا تَنَوُّطُ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَهُمْ وُلَاةُ هٰذَا الْأَمْرِ الَّذِي بَعَثَ اللّٰهُ بِهِ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ يُونُسُ وَشُعَيْبٌ لَمْ يَذْكُرَا عَمْرًا ؎

ترجمہ: جابرؓ بن عبداللہ بیان کرتے تھے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آج رات ایک نیک مرد کو خواب دکھایا گیا کہ ابوبکرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملایا گیا اور عمرؓ کو ابوبکرؓ کے ساتھ ملایا گیا اور عثمانؓ کو عمرؓ کے ساتھ ملایا گیا۔ جابرؓ نے کہا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھے تو ہم نے کہا، کہ وہ نیک مرد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (جن کو خواب دکھایا گیا) اور ان کو ایک دوسرے کے ساتھ ملانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ اس امر کے والی (حاکم) ہونگے جس کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ اسے یونس اور شعیب نے روایت کیا، یعنی زہری سے اور انہوں نے عمرو بن ابان کا ذکر نہیں کیا۔

۴۶۲۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى نَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْتُ كَأَنَّ دَلْوًا دُلِّيَ مِنَ السَّمَاءِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَشَرِبَ شُرْبًا ضَعِيفًا ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَشَرِبَ حَتّٰى تَضَلَّعَ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَشَرِبَ حَتّٰى تَضَلَّعَ ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَانْتَشَطَتْ وَانْتَضَحَ عَلَيْهِ مِنْهَا شَيْءٌ ؎

ترجمہ: سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا، پس ابوبکرؓ آئے اور اس کی اوپر کی لکڑیوں کو پکڑا اور آہستہ آہستہ پیا، پھر عمرؓ آئے اور اس کی لکڑیوں کو پکڑ کر سیر ہو کر پیا، پھر عثمانؓ آئے اور اسکی لکڑیوں کو پکڑا اور سیر ہو کر پیا، پھر علیؓ آئے اور اس کی لکڑیوں کو پکڑا تو وہ ڈول زور سے ہلا اور اس میں سے کچھ علیؓ پر پڑا۔

تشریح: اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ خلافت کا معاملہ حضرت علیؓ کے دور میں مضطرب رہے گا اور ان پر مسلمانوں کا اجماع نہ ہوگا۔

اور وہ بغاوتیں اور فتنے فرو کرنے میں ہی لگے رہیں گے۔

۴۶۲۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ نَا الْوَلِيدُ نَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ لَتَمْخُرَنَّ الرُّومُ الشَّامَ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا لَا يَمْتَنِعُ مِنْهَا إِلَّا دِمَشْقُ وَعَمَّانُ ط

ترجمہ: مکحول نے کہا کہ اہل روم شام کو چالیس دن تک پھاڑتے رہیں گے، اس سے صرف دمشق اور عمان ہی بچے گا۔ (یہ حدیث مکحول پر موقوف ہے اور معلوم نہیں کہ یہ واقعہ کب پیش آئے گا۔ اسی طرح آئندہ روایت کا بھی حال ہے۔ یہ عمان بروزن شداد ہے جو شام کا ایک شہر ہے۔ کسی دور میں یہاں صرف خارجی رہتے تھے۔ دوسرا عُمان یمن کے سمندر کے ساحل پر واقع ہے جس کے سب باشندے کبھی شدید سنی رافضی تھے۔

۴۶۲۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَامِرٍ الْمُرِّيُّ نَا الْوَلِيدُ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْأَعْيَسِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سُلَيْمَانَ يَقُولُ سَيَأْتِي مَلِكٌ مِنْ مُلُوكِ الْعَجَمِ يَظْهَرُ عَلَى الْمَدَائِنِ كُلِّهَا إِلَّا دِمَشْقَ ط

ترجمہ: ابو الاعیس عبد الرحمن بن سلیمان نے کہا کہ عنقریب ایک عجمی بادشاہ آکر تمام شہروں پر دمشق کے سوا چھا جائے گا۔ (یہ روایت بھی موقوف ہے اور اسمیں شاید تیمور کی فتوحات کی طرف اشارہ ہے)

۴۶۳۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ أَنَا بُرْدٌ أَبُو الْعَلَاءِ عَنْ مَكْحُولٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَوْضِعُ فُسْطَاطِ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمَلَاحِمِ أَرْضٌ يُقَالُ لَهَا الْغُوطَةُ ط

ترجمہ: مکحولؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا: ملاحم (قتال اور حرب و ضرب) میں مسلمانوں کے خیمے (ڈیرے) کی جگہ ایک سرزمین ہوگی جسے غوطہ کہا جائے گا (یہ دمشق کے قریب کی سرزمین کا نام ہے جس کا گھیر ۱۸ میل ہے۔ ہر طرف سے پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے، اور اس کی آب و ہوا نہایت خوشگوار ہے۔ شاید یہ واقعہ مہدیؑ آخر الزمان کے وقت میں پیش آئے گا۔ یہ روایت مرسل ہے۔ دیکھئے کتاب الملاحم۔ یہاں یہ متصل مرفوع گزری ہے (باب الفضل من الملاحم)

۴۶۳۱ - حَدَّثَنَا أَبُو ظَفَرٍ عَبْدُ السَّلَامِ نَا جَعْفَرٌ عَنْ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّ مَثَلَ عُثْمَانَ عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ عِيسَى ابْنِ

مَرْيَمَ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ يَقْرَأُهَا وَيُفَسِّرُهَا إِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسٰى إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُشِيْرُ إِلَيْنَا بِيَدِهٖ وَإِلٰى أَهْلِ الشَّامِ ط

ترجمہ: عوفؒ نے کہا کہ میں نے حجاج کو خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ وہ کہہ رہا تھا: عثمانؓ کی مثال اللہ کے ہاں عیسٰیؑ بن مریم کی طرح ہے پھر اس نے اس آیت کو پڑھ کر اسکی تفسیر بیان کی "جب اللہ نے فرمایا اے عیسٰی میں تجھے قبض کرلوں گا اور اپنی طرف اٹھالوں گا اور تجھے کافروں سے بچالوں گا" وہ اپنے ہاتھ سے ہماری طرف اور اہل شام کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ (یعنی حجاج نے اسی آیت سے استدلال کرکے اہل شام کو عثمان رضی اللہ عنہ کا متبع ٹھہرا اور کہا کہ انھوں نے حکومت وقوت حاصل کی ہے، اور دوسرے لوگ ذلیل وخوار ہوئے ہیں۔ ناصبیوں کو حبِ عثمان میں اسی طرح غلو تھا جس روافض کو حُبِ علیؓ میں تھا)

۴۶۳۲ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ الطَّالِقَانِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا جَرِيْرٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ خَالِدٍ الضَّبِّيِّ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَخْطُبُ فَقَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ رَسُوْلُ أَحَدِكُمْ فِيْ حَاجَتِهٖ أَكْرَمُ عَلَيْهِ أَمْ خَلِيْفَتُهٗ فِيْ أَهْلِهٖ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ لِلّٰهِ عَلَيَّ أَنْ لَا أُصَلِّيَ خَلْفَكَ صَلٰوةً أَبَدًا وَإِنْ وَجَدْتُ قَوْمًا يُجَاهِدُوْنَكَ لَأُجَاهِدَنَّكَ مَعَهُمْ زَادَ إِسْحَاقُ فِيْ حَدِيْثِهٖ قَالَ فَقَاتَلَ فِي الْجَمَاجِمِ حَتّٰى قُتِلَ ط

ترجمہ: ربیع بن خالد ضبی نے کہا کہ میں نے حجاج کو خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ اس نے اپنے خطبے میں کہا کہ اپنی ضرورت میں تمہارا قاصد زیادہ محترم ہے یا اس کے گھر میں اس کا نائب! پس میں نے اپنے دل میں کہا کہ مجھ پر اللہ کی قسم ہے کہ میں کبھی تیرے پیچھے نماز نہ پڑھونگا اور اگر میں تجھ سے کسی قوم کو جہاد کرتا پاؤں گا تو ان کے ساتھ ہوکر تجھ سے ضرور جہاد کروں گا۔ اسحٰق نے اپنی حدیث میں کہا کہ اس نے بعد میں الجماجم میں قتال کیا حتیٰ کہ وہ قتل ہوگیا۔

شرح: ناصبی حضرت عثمانؓ کے شیعہ کہلاتے تھے، جیسے کہ روافض شیعان علیؓ نام رکھواتے تھے۔ اس تقریر میں بقول مولانا محمد یحییٰ مرحوم حجاج کی مراد یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ۹ھ میں پہلے حج کے موقعہ پر (جو ابوبکر صدیقؓ کی امارت میں ادا ہوا تھا) مشرکین مکہ کے لیے بعض باتوں کا اعلان کرنے کو بھیجا تھا (مثلاً یہ کہ آج کے بعد کوئی عریاں شخص کعبہ کا طواف نہ کرے گا) اور جنگ بدر کے موقعہ پر آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو جناب رقیہؓ بنتِ رسول کی تیمارداری کے لیے مدینہ میں چھوڑا تھا اور یہ فرما کر مالِ غنیمت میں سے عثمانؓ کا حصہ نکالا تھا کہ وہ اللہ اور رسول کے کام میں لگا ہوا ہے۔ پس اس دلیل سے عثمان افضل اور اعلیٰ ثابت ہوئے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو حدیبیہ کے موقع پر مکہ میں سفیر بنا کر روانہ فرمایا تھا اور

حضرت علیؓ کو گھر بار کی نگرانی کے لیے مدینہ میں چھوڑا تھا۔ معلوم کہ حجاج کی یہ دلیل غلط تھی۔ تفضیلِ عثمانؓ اہل سنت کے نزدیک بھی ثابت ہے مگر تنقیص علیؓ کسی حال میں روا نہیں، حجاج دراصل حضرت علیؓ کی تنقیص چاہتا تھا۔ جماجم جمجمہ کی جمع ہے جو لکڑی کے پیالے کو کہتے ہیں۔ اس مقام پر یہ پیالے بنتے تھے۔ اس مقام پر حجاج کے ساتھ عبدالرحمٰن بن الاشعث کا معرکہ پیش آیا جس میں بہت سے صالحین وعلماء حجاج کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے۔

۴۶۴۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ اتَّقُوا اللهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ لَيْسَ فِيهَا مَثْنَوِيَّةٌ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا لَيْسَ فِيهَا مَثْنَوِيَّةٌ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَبْدِ الْمَلِكِ وَاللهِ لَوْ أَمَرْتُ النَّاسَ أَنْ يَخْرُجُوا مِنْ بَابٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَخَرَجُوا مِنْ بَابٍ آخَرَ لَحَلَّتْ لِي دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ وَاللهِ لَوْ أَخَذْتُ رَبِيعَةَ بِمُضَرَ لَكَانَ ذَالِكَ لِي مِنَ اللهِ حَلَالًا وَيَا عَذِيرِي مِنْ عَبْدِ هُذَيْلٍ يَزْعَمُ أَنَّ قِرَاءَتَهُ مِنْ عِنْدِ اللهِ وَاللهِ مَا هِيَ إِلَّا رَجَزٌ مِنْ رَجَزِ الْأَعْرَابِ مَا أَنْزَلَهَا اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَذِيرِي مِنْ هَذِهِ الْحَمْرَاءِ يَزْعَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَرْمِي بِالْحَجَرِ فَيَقُولُ إِلَى أَنْ يَقَعَ الْحَجَرُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ فَوَاللهِ لَأَدَعَنَّهُمْ كَالْأَمْسِ الدَّابِرِ قَالَ فَذَكَرْتُهُ لِلْأَعْمَشِ فَقَالَ أَنَا وَاللهِ سَمِعْتُهُ مِنْهُ ط

ترجمہ: عاصمؒ نے کہا کہ میں نے حجاج کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ: حسب استطاعت اللہ سے ڈرو، اس میں کوئی استثناء نہیں، اور سنو اور اطاعت کرو، اس میں کوئی استثناء نہیں، اطاعت امیر المؤمنین عبدالملک کی کرو۔ واللہ اگر میں لوگوں کو حکم دوں کہ مسجد کے فلاں دروازے سے نکلو اور وہ دوسرے دروازے سے نکلیں تو میرے لئے ان کے خون اور مال حلال ہو جائیں گے۔ واللہ اگر ربیعہ کو مضر کے جرم میں پکڑوں تو میرے لیے یہ اللہ کی طرف سے حلال ہوگا، اور ہے کوئی جو مجھے ھذیل کے غلام کی طرف سے معذور رکھے؟ (اسکی مراد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے) وہ گمان کرتا ہے کہ اسکی قرآءت اللہ کی طرف سے ہے، واللہ وہ بدوؤں کے رجز میں سے ایک رجز ہے۔ اللہ نے اسے اپنے نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر نہیں اتارا تھا اور کون مجھے ان عجمیوں سے معذور رکھے گا؟ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ وہ پتھر پھینکتا ہے اور کہتا ہے کہ پتھر کے زمین پر گرنے تک کوئی فتنہ واقع ہو چکا ہوگا۔ پس واللہ میں انہیں گزشتہ کل کی طرح کر چھوڑوں گا۔ عاصمؒ نے کہا کہ میں نے حجاج کا یہ خطبہ اعمش کو سنایا تو اس نے کہا: واللہ میں نے بھی یہ اس سے سُنا تھا۔

شرح: حجاج کا یہ قول صریحاً غلط تھا کہ سمع وطاعت میں استثناء نہیں۔ سمع وطاعت اس بات سے مشروط ہے کہ اس کا مطالبہ کرنے والا خدا اور رسول کے خلاف حکم نہ دے۔ حدیث میں ہے: خالق کی معصیت میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں۔ پس حاکم کی اطاعت

صرف معروف میں ہے منکر میں ہرگز نہیں۔ حجاج اپنے حکم کی نافرمانی میں جو لوگوں کے جان و مال کو حلال جانتا تھا یہ اس کا ظلم و تشدد اور دھاندلی تھی۔ پھر ایک کو دوسرے کے جرم میں پکڑنے کا اعلان بھی کتاب و سنت کے صریحاً خلاف تھا۔ یہ اس کے کفریات ہیں جن سے اس نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرایا تھا۔ ھذیل کے غلام کا لفظ اس خبیث نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جیسے جلیل القدر صحابی کے متعلق بولا تھا۔ عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت تھی۔ اور آپ کی سکھائی ہوئی تھی۔ اور حضورؐ نے لوگوں کو عبداللہؓ سے قرأت حاصل کرنے کا حکم دیا تھا۔ آپؐ خود بھی عبداللہ سے قرآن سنا کرتے تھے۔ حجاج نے یہ سب کچھ اس لیے کیا تھا کہ عبداللہؓ بن مسعود کے مصحف میں بعض سورتوں کی ترتیب نزول یا ترتیب تلاوت کچھ مختلف تھی۔ اہل عجم کے متعلق حجاج نے جو کچھ زہر اگلا۔ اس کا باعث یہ تھا کہ حجاج کے ظلم و ستم اور خونریزی کی شہرت تھی۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ پتھر پھینکو تو اس کے گرنے تک کوئی نیا فتنہ پیدا ہو چکا ہوگا۔

۴۶۳۴ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ هٰذِهِ الْحَمْرَاءُ هَبْرٌ هَبْرٌ أَمَا وَاللّٰهِ لَوْ قَرَعْتُ عَصًا بِعَصًا لَأَذَرَنَّهُمْ كَالْأَمْسِ الذَّاهِبِ يَعْنِي الْمَوَالِيَ.

ترجمہ:۔ اعمش نے کہا کہ میں نے حجاج کو منبر پہ یہ کہتے سنا کہ یہ عجمی قطع اور قطع (قتل و غارت) کے مستحق ہیں، واللہ اگر میں نے ڈنڈے کے ساتھ ڈنڈا کھڑکایا تو انہیں ضرور گزرے ہوئے کل کی طرح کر دوں گا۔ مراد اس کی موالی سے تھی۔

۴۶۳۵ حَدَّثَنَا قُطْنُ بْنُ نُسَيْرٍ نَا جَعْفَرٌ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ نَا دَاوُدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ قَالَ جَمَّعْتُ مَعَ الْحَجَّاجِ فَخَطَبَ فَذَكَرَ حَدِيثَ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ قَالَ فِيهَا فَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا لِخَلِيفَةِ اللّٰهِ وَصَفِيِّهِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَلَوْ أَخَذْتُ رَبِيعَةَ بِمُضَرَ لَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ الْحَمْرَاءِ.

ترجمہ:۔ سلیمان الاعمش نے کہا کہ میں نے حجاج کے ساتھ جمعہ پڑھا تو اس نے خطبہ دیا الخ ابوبکر بن عیاش کی حدیث کی مانند یعنی حدیث نمبر ۴۶۳۳ کی طرح۔ اس میں کہا کہ اللہ کے خلیفہ اور اس کے برگزیدہ عبدالملک بن مروان کی بات سنو اور اطاعت کرو الخ اس میں ربیعہ کو مضر کے بدلے پکڑنے کا ذکر ہے مگر والی کا قصہ مذکور نہیں۔

شرح:۔ یہ اس خبیث ناصبی کی خوشامد تھی ورنہ عبدالملک بن مروان "خلیفۃ اللہ اور اس کا برگزیدہ" کب تھا؟ اور اس کی غیر مشروط اطاعت کس دلیل شرعی سے ثابت تھی؟

۴۶۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ نَا الْاَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِي بَكْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ. مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ رُؤْيَا فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا رَاَيْتُ كَاَنَّ مِيْزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ اَنْتَ وَاَبُوْ بَكْرٍ فَرَجَحْتَ اَنْتَ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَوُزِنَ عُمَرُ وَاَبُوْ بَكْرٍ فَرَجَحَ اَبُوْ بَكْرٍ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِيْزَانُ فَرَاَيْنَا الْكَرَاهِيَةَ فِيْ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ: ابوبکرہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تم میں سے کوئی خواب دیکھا ہے (وہ بتائے) پس ایک شخص بولا کہ میں نے دیکھا کہ گویا آسمان سے ایک ترازو اتری ہے۔ پس آپؐ کو اور ابوبکر کو تولا گیا تو آپ بھاری نکلے، اور عمرؓ اور ابوبکر رضی اللہ عنہما کو تولہ گیا تو ابوبکرؓ بھاری ثابت ہوئے، اور عمرؓ اور عثمانؓ کو تولا گیا تو عمرؓ بھاری نکلے۔ پھر وہ ترازو اٹھالی گئی۔ پس (اس بیان پر) ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناگواری کے اثرات دیکھے۔ (یہ حدیث گذشتہ باب میں گزر چکی ہے اور یہاں دوبارہ آئی ہے)

۴۶۳۷۔ حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُمْهَانَ عَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً يُؤْتِي اللّٰهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ قَالَ سَعِيْدٌ قَالَ لِيْ سَفِيْنَةُ اَمْسِكْ عَلَيْكَ اَبَا بَكْرٍ سَنَتَيْنِ وَعُمَرَ عَشْرًا وَعُثْمَانَ اِثْنَيْ عَشَرَ وَعَلِيٌّ كَذَا قَالَ سَعِيْدٌ قُلْتُ لِسَفِيْنَةَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ عَلِيًّا لَمْ يَكُنْ بِخَلِيْفَةٍ قَالَ كَذَبَتْ اَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ يَعْنِيْ بَنِيْ مَرْوَانَ ط

ترجمہ: سفینہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبوت کی خلافت تیس سال ہے پھر اللہ جسے چاہے گا بادشاہت دے گا (آگے دیکھیے) سفینہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت نبوت تیس سال ہوگی، پھر اللہ حکومت یا اپنا ملک جسے چاہے گا عطا کردے گا۔ سعید نے کہا کہ ابوبکرؓ کی مدت دو سال یاد کرو پھر عمرؓ کی مدت دس سال اور عثمانؓ کی بارہ برس اور علی کی مدت اتنی (یعنی چھ سال) سعید نے کہا کہ میں نے سفینہ سے کہا کہ یہ لوگ (مروانی ناصبی) کہتے ہیں کہ علیؓ خلیفہ نہ تھے۔ فرمایا: بنی زرقاء یعنی بنی مروان کی دُبریں جھوٹ کہتی ہیں۔ (ترمذی، نسائی)

شرح: یعنی یہ ایک جھوٹی بات ہے جو ان کی دبر سے نکلتی ہے (زبان سے نہیں) اور جھوٹی بات ہے۔ زرقاء بنی مروان کی کوئی اوپر کی نسل کی ماں تھی۔ یہ بدبودار کلمہ جو وہ اپنے منہ سے نکالتے ہیں، گویا کہ یہ ایک بدبودار ہوا ہے جو ان کے نیچے کی طرف سے نکلتی ہے۔

یہ حدیث ترمذی اور نسائی نے روایت کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔ سفینہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان کا نام مہران یا رومان یا نجران یا قیس یا قبیل یا عمیر تھا۔ کنیت ابوعبدالرحمن تھی یا ابوالبختری۔ سفینہ لقب ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت عطا کیا تھا جبکہ سفر میں کئی لوگوں نے انہیں اپنا سامان اٹھوا دیا تھا۔

۴۶۳۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ أَنَا حُصَيْنٌ عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ وَسُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ قَالَ ذَكَرَ سُفْيَانُ رَجُلًا فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ فُلَانٌ إِلَى الْكُوفَةِ أَقَامَ فُلَانٌ خَطِيبًا فَأَخَذَ بِيَدِي سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ أَلَا تَرَى إِلَى هٰذَا الظَّالِمِ فَأَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ إِنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَمْ إِيثَمْ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ وَالْعَرَبُ تَقُولُ آثَمُ قُلْتُ وَمَنِ التِّسْعَةُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى حِرَاءٍ اُثْبُتْ حِرَاءُ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ قُلْتُ وَمَنِ التِّسْعَةُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ قُلْتُ وَمَنِ الْعَاشِرُ فَتَلَكَّأَ هُنَيَّةً ثُمَّ قَالَ أَنَا قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنِ ابْنِ حَيَّانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ظَالِمٍ بِإِسْنَادِهِ۔

ترجمہ: سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل نے کہا کہ جب فلاں شخص (معاویہؓ بن ابی سفیان) کوفہ میں آیا تو اس نے ایک خطیب (مغیرہ بن شعبہ) کھڑا کیا۔ سعید بن زید نے میرا (عبداللہ بن ظالم مازنی کا) ہاتھ پکڑا اور فرمایا: کیا تم اس ظالم کو نہیں دیکھتے؟ پس میں نو کے متعلق جنتی ہونے کی گواہی دیتا ہوں اور اگر دسویں پر بھی دوں تو میں گنہ گار نہیں۔ میں نے پوچھا کہ وہ نو کون تھے؟ سعید نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبکہ آپ حراء پر تھے: اسے حراء ٹھہر جا، تجھ پر سوائے نبی، صدیق اور شہید کے اور کوئی نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ وہ نو کون تھے؟ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم۔ میں نے کہا کہ دسواں کون تھا؟ پس سعد نے ذرا سی خاموشی کے بعد فرمایا: میں تھا۔ ابوداؤد نے کہا اشجعی کی روایت میں ہلال

بن سیاف اور عبداللہ بن ظالم کے درمیان ابن حبان ہے (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔ مسلم نے اسی قسم کی روایت ابوھریرہ سے روایت کی ہے۔ اگلی حدیث بھی دیکھئے) ترمذی اور نسائی نے بھی ابوھریرہ سے روایت کی ہے۔

شرح: کوفہ میں آنے والا معاویہ بن سفیان تھا اور جسے خطیب کھڑا کیا گیا وہ مغیرہ بن شعبہ۔ خطبہ میں شاید حضرت علیؓ پر کچھ تعریض تھی جسکے باعث سعیدؓ بن زید نے یہ حدیث بیان کی۔ ابوداؤد نے اسی لیے ان حضرات کا نام نہیں لیا کہ یہ صحابی تھے۔

۴۶۳۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّبَّاحِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَخْنَسِ اَنَّهُ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ فَذَكَرَ رَجُلٌ عَلِيًّا فَقَامَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ اَشْهَدُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ عَشْرَةٌ فِي الْجَنَّةِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ وَاَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ بْنُ ---- الْعَوَّامِ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ .... وَلَوْ شِئْتُ لَسَمَّيْتُ الْعَاشِرَ قَالَ قَالُوا مَنْ هُوَ فَسَكَتَ قَالَ فَقَالُوا مَنْ هُوَ قَالَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ ط

ترجمہ: عبدالرحمن بن اخنس کا بیان ہے کہ وہ (خود عبدالرحمن) مسجد میں تھا کہ کسی شخص نے حضرت علیؓ کا ذکر بُرے الفاظ میں کیا۔ پس سعیدؓ بن زید اٹھے اور کہا کہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آپؐ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ دس آدمی جنتی ہیں؛ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنتی ہیں، ابوبکرؓ جنتی ہیں، عمرؓ جنتی ہیں، عثمانؓ جنتی ہیں، علیؓ جنتی ہیں، طلحہؓ جنتی ہیں، زبیر بن عوام جنتی ہیں، سعد بن مالک (یعنی ابن ابی وقاص) جنتی ہیں، عبدالرحمن بن عوف جنتی ہیں۔ اور اگر چاہوں تو دسویں کا نام بھی لوں؟ راوی نے کہا کہ لوگ بولے وہ کون ہے؟ اس پر بھی سعد بن زید خاموش رہے۔ راوی نے کہا کہ لوگوں نے پھر کہا کہ وہ کون ہے؟ فرمایا وہ سعید بن زید ہے۔

ترمذی، نسائی۔ من حدیث حفص بن عمر النمری)

۴۶۴۰۔ حَدَّثَنَا اَبُو كَامِلٍ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ نَا صَدَقَةُ بْنُ الْمُثَنَّى النَّخَعِيُّ حَدَّثَنِي جَدِّي رِيَاحُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ فُلَانٍ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ وَعِنْدَهُ اَهْلُ الْكُوفَةِ فَجَاءَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فَرَحَّبَ بِهِ وَحَيَّاهُ وَاَقْعَدَهُ عِنْدَ رِجْلِهِ عَلَى السَّرِيرِ

فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ يُقَالُ لَهُ قَيْسُ بْنُ عَلْقَمَةَ فَاسْتَقْبَلَهُ وَسَبَّ فَسَبَّ فَقَالَ سَعِيدٌ مَنْ يَسُبُّ هَذَا الرَّجُلُ قَالَ يَسُبُّ عَلِيًّا قَالَ أَلَا أَرَى أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبُّونَ عِنْدَكَ ثُمَّ لَا تُنْكِرُ وَلَا تُغَيِّرُ أَنَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَإِنِّي لَغَنِيٌّ أَنْ أَقُولَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ فَيَسْأَلُنِي عَنْهُ غَدًا إِذَا لَقِيتُهُ أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَسَاقَ مَعْنَاهُ ثُمَّ قَالَ لَمَشْهَدُ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْبَرُّ فِيهِ وَجْهُهُ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ ؕ

ترجمہ: رباح بن حارث نے کہا کہ میں کوفہ کی مسجد میں فلاں شخص (یعنی مغیرہ بن شعبہ) کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ پس سعید بن زید بن عمرو بن نفیل آئے تو مغیرہ نے انہیں مرحبا کہا اور سلام کہا اور انہیں چارپائی پر پائنتی کی طرف بٹھایا۔ پھر اہل کوفہ میں سے ایک شخص آیا جسے قیس بن علقمہ کہا جاتا تھا، پس مغیرہ نے اس کا استقبال کیا۔ وہ گالی پر گالی دینے لگا تو سعیدؓ نے کہا یہ شخص کس کو گالیاں دیتا ہے؟ اس نے کہا یہ علیؓ کو گالیاں دیتا ہے۔ سعیدؓ نے کہا یہ کیا ماجرا ہے کہ تیرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو گالیاں دی جاتی ہیں اور تو نہ انہیں روکتا ہے اور نہ باز رکھتا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سُنا تھا، اور مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ جو بات آپؐ نے نہیں فرمائی وہ میں آپؐ کی طرف منسوب کروں پھر کل جب میں آپؐ سے ملوں تو مجھ سے باز پرس فرمائیں، آپؐ نے فرمایا: ابوبکرؓ جنتی ہے، عمرؓ جنتی ہے، الخ پھر سعیدؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپکے اصحاب میں سے کسی کی کسی واقعہ میں حاضری جس میں اس کا چہرہ غبار آلود ہوا (خلافت دین میں اور جہاد و قتال میں) تم میں سے کسی کے عمر بھر کے اعمال سے بہتر ہے گو اس کو نوح کی عمر ہی کیوں نہ مل جائے! (ابن ماجہ، نسائی)

۴۱۴۳ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ح وَثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى الْمَعْنَى قَالَا ثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا فَتَبِعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِجْلِهِ وَقَالَ اُثْبُتْ أُحُدُ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ ؕ

ترجمہ: انسؓ بن مالک نے لوگوں کو حدیث سنائی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُحد (پہاڑ) پر چڑھے اور ابوبکرؓ، عمر اور

عثمان رضی اللہ عنہم آپؐ کے پیچھے تھے۔ اُحد لرزنے لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پاؤں مارا اور فرمایا: اے اُحد (پہاڑ) ٹھہر جا! (تجھ پر) ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں (بخاری، نسائی، ترمذی)

۴۲۶۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ط

ترجمہ: جابرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضورؐ نے فرمایا: درخت کے نیچے بیعت کرنیوالوں میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں داخل ہوگا (مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح: یہ بیعت رضوان کا ذکر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بڑے عظیم الشان انداز میں قرآن مجید (سورۃ الفتح) میں بیان فرمایا اور بیعت کرنیوالوں کو اپنی رضا کی سند عطا فرمائی ہے۔

۴۲۶۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوسَى فَلَعَلَّ اللَّهَ وَقَالَ ابْنُ سِنَانٍ اطَّلَعَ اللَّهُ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ ط

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو جھانک کر دیکھا اور فرمایا: اب جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی۔ ابوداؤد نے اسے کتاب الجہاد نمبر ۲۶۵۰ پر روایت کیا ہے)

شرح: فتح الودود سے مولانا نے نقل فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ ان لوگوں سے کوئی ایسا عمل سرزد نہیں ہوگا جو باعث جہنم ہو۔ اس ارشاد میں کمال رضا کا اظہار ہے۔ ایسی بات اسی سے فرمائی جاتی ہے جس پر بھروسہ ہو۔ یہ گناہ کرنے کی اجازت سند نہیں ہے بلکہ اُس پاکیزہ جماعت سے اللہ تعالیٰ کی کمال خوشنودی مراد ہے۔ اگر بالفرض ان سے کوئی غلطی ہو بھی جائے تو وہ مغفور (بخشی ہوئی) واقع ہوگی۔

۴۲۶۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ ثَوْرٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ فَاَتَاهُ عُرْوَةُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُلَّمَا كَلَّمَهُ اَخَذَ بِلِحْيَتِهِ وَالْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ فَضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ وَقَالَ اَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَتِهِ فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالُوا الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ ط

ترجمہ: مسور بن مخرمہ رضؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیبیہ کے زمانے میں مدینہ سے نکلے الخ پھر سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ پھر عروہ بن مسعود ثقفی (جو اسوقت تک مسلم نہ تھا) آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنے لگا اور جب بھی بات کرتا آپؐ کی ریش مبارک پکڑتا۔ اور مغیرہ بن شعبہ تلوار لئے اور خود پہنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا تھا۔ پس مغیرہ نے تلوار (کی میان) کا نچلا حصہ اس کے ہاتھ پر مارا اور کہا کہ اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے ہٹالو۔ عروہ نے کہا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ ہے (بخاری) سنن ابی داؤد میں یہ حدیث کتاب الجہاد میں ۲۷۶۵ نمبر پر گزر چکی ہے)

شرح: عروہ بن مسعود ثقفی مغیرہ بن شعبہ کا چچا تھا۔ اس نے مغیرہؓ کو اسلئے نہیں پہنچانا کہ وہ ہتھیار لگائے ہوئے تھے۔ سر پر جنگی کنٹوپ تھا۔ ابوداؤد نے یہ حدیث یہاں پر اس لیے درج کی کہ مغیرہؓ اصحاب شجرہ میں سے تھے لہٰذا اگر انھوں نے علیؓ کے حق میں ناملائم الفاظ استعمال کیے تو اللہ انہیں معاف چکا، گو یہ ان کی لغزش تھی مگر اس کے باعث کسی اور کا یہ فرض نہیں کہ انکی شان میں گستاخی کرے۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔ مغیرہؓ زمانہ جاہلیت میں بعض کفار کو قتل کر کے مدینہ آکر مسلم ہو گئے تھے۔ بخاری نے اس حدیث کو طویل بیان کیا ہے اور اسمیں ہے کہ عروہ بولا: اے بدعہد میں تو اب تک تیرا کیا بھگت رہا ہوں۔ عروہ کو مقتول کا خونبہا دینا پڑا تھا۔ یہ قول اسی کے متعلق تھا۔

۴۶۴۵ ۔ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيِّ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ اَبِيْ خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ عَنْ اَبِيْ خَالِدٍ مَوْلَى اٰلِ جَعْدَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِيْ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَاَرَانِيْ بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِيْ تَدْخُلُ مِنْهُ اُمَّتِيْ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَدِدْتُ اَنِّيْ كُنْتُ مَعَكَ حَتّٰى اَنْظُرَ اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلامؑ آئے، میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس میں سے میری امت (جنت میں) داخل ہوگی اس پر ابوبکرؓ بولے: یا رسول اللہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ اس دروازے کو دیکھتا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکرؓ تو میری امت میں سے جنت میں داخل ہونے والا پہلا شخص ہوگا۔ (پس اسوقت تو اسے قریب سے دیکھ لے گا) اس حدیث میں بھی ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت ہے۔

۴۶۵۶ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيَّ أَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ عَنِ الْأَقْرَعِ مُؤَذِّنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ بَعَثَنِي عُمَرُ إِلَى الْأُسْقُفِّ فَأَخَذَ فَدَعَوْتُهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ هَلْ تَجِدُنِي فِي الْكِتَابِ قَالَ نَعَمْ قَالَ كَيْفَ تَجِدُنِي قَالَ أَجِدُكَ قَرْنًا قَالَ فَرَفَعَ عَلَيْهِ الدِّرَّةَ فَقَالَ قَرْنٌ مَهْ فَقَالَ قَرْنٌ حَدِيدٌ أَمِينٌ شَدِيدٌ قَالَ كَيْفَ تَجِدُ الَّذِي يَجِيءُ بَعْدِي فَقَالَ أَجِدُهُ خَلِيفَةً صَالِحًا غَيْرَ أَنَّهُ يُؤْثِرُ قَرَابَتَهُ فَقَالَ عُمَرُ يَرْحَمُ اللَّهُ عُثْمَانَ ثَلَاثًا فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُ الَّذِي بَعْدَهُ قَالَ أَجِدُهُ صَدَأَ حَدِيدٍ قَالَ فَوَضَعَ عُمَرُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ فَقَالَ يَا دَفْرَاهُ يَا دَفْرَاهُ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّهُ خَلِيفَةٌ صَالِحٌ وَلَكِنَّهُ يُسْتَخْلَفُ حِينَ يُسْتَخْلَفُ وَالسَّيْفُ مَسْلُولٌ وَالدَّمُ مُهْرَاقٌ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَالدَّفْرُ النَّتْنُ ـ

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مؤذن اقرع سے روایت ہے کہ اس نے کہا، حضرت عمرؓ بن الخطاب نے مجھے اسقف (کعب بن الاحبار) کے پاس بھیجا اور میں اسے بلا کر لایا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے فرمایا: کیا تو مجھے کتاب (تورات) میں پاتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تو مجھے کیسا پاتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں آپ کو ایک قلعہ پاتا ہوں۔ پس حضرت عمرؓ نے اس پر دُرّہ اٹھایا اور فرمایا: قلعہ کس چیز کا؟ اس نے کہا کہ لوہے کا قلعہ، امانت دار، شدید۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تو اسے کیسا پاتا ہے جو میرے بعد ہے؟ اس نے کہا: میں نیک خلیفہ پاتا ہوں مگر وہ اپنے رشتہ داروں کو ترجیح دیگا۔ پس حضرت عمرؓ نے فرمایا: اللہ عثمان پر رحم فرمائے۔ تین بار فرمایا۔ پھر فرمایا: تو اسکے بعد والے کو کیسا پاتا ہے؟ اس نے کہا میں اسے لوہے کا زنگ پاتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ اس پر حضرت عمرؓ نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور فرمایا: ہائے افسوس، ہائے افسوس! کعب نے کہا۔ اے امیر المؤمنین! وہ ایک صالح خلیفہ ہوگا، وہ اس وقت خلافت کرے گا جبکہ تلوار کھچی ہوئی ہوگی اور خون بہایا جاتا ہوگا۔ ابوداؤد نے کہا کہ (حضرت عمرؓ کے قول: یا دفراہ میں) دفر کا معنیٰ نتن (غلاظت) ہے۔

شرح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ اپنے بعد والے خلفاء کو جانتے تھے، بغرض احتیاط و اطمینان اسقف سے دریافت فرمایا تھا۔ اسقف اہل کتاب کے عالم کو کہتے تھے اور مراد اس سے یہاں بقول مولانا کعب الاحبار ہے۔ یہ ایک یہودی عالم تھا جو اسلام لا چکا تھا۔

بَابٌ فِي فَضْلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا باب

۴۷ ۶ ۴۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ أَنَا ح وَنَا مُسَدَّدٌ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِي بُعِثْتُ فِيهِمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ وَاللهُ أَعْلَمُ أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا ثُمَّ يَظْهَرُ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَنْذِرُونَ وَلَا يُوفُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَفْشُو فِيهِمُ السِّمَنُ ط

ترجمہ: عمران بن حصین نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امّت کا بہترین حصّہ وہ دور ہے جس میں میں مبعوث ہوا۔ پھر ان لوگوں کا دور جو انکے بعد ہونگے پھر ان لوگوں کا دور جو انکے بعد ہونگے، اور اللہ جانتا ہے کہ آپ نے تیسرا دور بھی بیان فرمایا یا نہیں۔ پھر ایک قوم ظاہر ہوگی جو گواہی دے گی (بے ضرورت) حالانکہ ان کی گواہی نہ مانگی جائے گی اور نذر مانیں گے (قسم کھائیں گے) مگر پوری نہ کریں گے اور خیانت کرینگے اور امانت دار نہ ہوں گے (انہیں امانت نہ دی جائے گی) اور انہیں موٹاپا ظاہر ہو جائے گا (مسلم، ترمذی اور بخاری، مسلم اور نسائی نے اسے زھدم بن مضرب عن عمران بن حصین روایت کیا ہے اور اس روایت میں کچھ اختلاف ہے)

شرح: فتح الودود میں ہے کہ ایک قول کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ابتداء سے لیکر آخری صحابی کی وفات تک ہے اور اسکی مدت ایک سو بیس سال تھی۔ تابعین کا دور ستر سال کے قریب تھا اور اتباع تابعین کا زمانہ دو سو بیس تک تھا، اور اسوقت بدعتوں کا کھلا ظہور ہوا اور اہل علم کو خلق قرآن کی بدعت ماننے پر مجبور کیا گیا اور حالات بدل گئے اور اس کے بعد حالات اب تک ویسے ہی ہیں۔ حضورؐ نے جو یہ فرمایا: کہ پھر کذب ظاہر ہوگا۔ اس کا بھی مصداق ہے۔ سمن سے مراد بقول نووی گوشت کی کثرت ہے۔ ایک قول کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ غلط دعوے کریں گے۔ جو کچھ ان میں نہ ہوگا وہ ظاہر کریں گے۔ ایک قول میں موٹاپے سے مراد مال جمع کرنا ہے۔

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنْ سَبِّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہنے کی ممانعت کا باب

۴۶۴۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنْفَقَ أَحَدُكُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ ط

ترجمہ: ابوسعیدؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اصحاب کو بُرا مت کہنا۔ مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کی مانند بھی سونا خرچ کرے تو انکے ایک مد بلکہ نصف مد کو نہ پہنچے گا (بخاری، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: اس حدیث کا خطاب صحابہ کے بعد والوں سے ہے۔ صحابہ نے جن مشکل حالات میں ناقابل تصور مصائب اٹھا کر دین کی خدمت کی بعد والے اس فضیلت کو پانے سے محروم ہیں، لہٰذا امت میں سے بہترین طبقہ وہی صحابہ کا طبقہ ہے رضی اللہ تعالےٰ عنہم

۴۶۴۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ نَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ الثَّقَفِيُّ نَا عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ الْمَاصِرُ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي قُرَّةَ قَالَ كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَكَانَ يَذْكُرُ أَشْيَاءَ قَالَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فِي الْغَضَبِ فَيَنْطَلِقُ نَاسٌ مِمَّنْ سَمِعَ ذَالِكَ مِنْ حُذَيْفَةَ فَيَأْتُونَ سَلْمَانَ وَيَذْكُرُونَ لَهُ قَوْلَ حُذَيْفَةَ فَيَقُولُ سَلْمَانُ حُذَيْفَةُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُ فَيَرْجِعُونَ إِلَى حُذَيْفَةَ فَيَقُولُونَ لَهُ قَدْ ذَكَرْنَا قَوْلَكَ لِسَلْمَانَ فَمَا صَدَّقَكَ وَلَا كَذَّبَكَ فَأَتَى حُذَيْفَةُ سَلْمَانَ وَهُوَ فِي مَبْقَلَةٍ فَقَالَ يَا سَلْمَانُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُصَدِّقَنِي بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلْمَانُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْضَبُ فَيَقُولُ فِي الْغَضَبِ لِنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَيَرْضَى

فَيَقُوْلُ فِي الرِّضَا لِنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ أَمَا تَنْتَهِي حَتَّى تُوَرِّثَ رِجَالًا حُبَّ رِجَالٍ وَرِجَالًا بُغْضَ رِجَالٍ وَحَتَّى تُوقِعَ اخْتِلَافًا وَفُرْقَةً وَلَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ فَقَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي سَبَبْتُهُ سَبَّةً أَوْ لَعَنْتُهُ لَعْنَةً فِي غَضَبِي فَإِنَّمَا أَنَا مِنْ وَلَدِ آدَمَ أَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُونَ وَإِنَّمَا بَعَثَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ فَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ صَلَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّهِ لَتَنْتَهِيَنَّ أَوْ لَأَكْتُبَنَّ إِلَى عُمَرَ ۔

ترجمہ: عمرو بن ابی قرہ نے کہا کہ حضرت حذیفہؓ (بن الیمان) مدائن میں تھے اور وہ ایسی چیزوں کا ذکر کرتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض اصحاب سے بحالت غضب فرمائیں جو لوگ حذیفہ سے یہ باتیں سنتے وہ سلمانؓ (فارسی) کے پاس جاتے اور حذیفہؓ کی بات نقل کرتے تھے۔ سلیمان کہتے تھے کہ حذیفہ جو کہتا ہے وہ اسے خوب جانتا ہے۔ پھر وہ حذیفہ کے پاس واپس آتے اور کہتے کہ ہم نے آپ کا قول سلمان سے بیان کیا مگر اس نے نہ تو آپ کی تصدیق کی نہ تکذیب کی۔ پس حذیفہؓ سلمانؓ کے پاس آئے جبکہ وہ سبزی کے ایک کھیت میں تھے، اور کہا اے سلیمان! میں نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا تو اس میں میری تصدیق کیوں نہیں کرتا؟ سلمانؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی غضبناک ہوتے تھے اور غصے میں اپنے بعض اصحاب کو کچھ فرماتے تھے اور کبھی خوش ہوتے تھے اور رضاء کی حالت میں اپنے بعض اصحاب کو کچھ فرماتے تھے۔ کیا آپ باز نہ رہیں گے حتیٰ کہ کچھ لوگوں میں بعض لوگوں کی محبت اور بعض لوگوں میں کچھ لوگوں کا بغض پیدا کر دیں اور حتیٰ کہ آپ اختلاف اور جدائی پیدا کر دیں؟ اور آپ کو سلام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا: میری امت میں سے جس شخص کو میں نے برا کہا یا اس پر غصے میں لعنت کی تو میں بھی آدمؑ کی اولاد میں سے ہوں جس طرح وہ غضبناک ہوتے ہیں میں بھی ہوتا ہوں، اور اللہ نے مجھے جہانوالوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے، پس اے اللہ ان چیزوں انکے لئے رحمت بنا دیجئیو۔ واللہ یا تو تو باز رہے گا ورنہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھوں گا (بخاری ، مسلم)

شرح: عبداللہ بن عمرو بن عاص کی حدیث میں کہ انکے سوال پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا یعنی حالتِ غضب و رضا کا اس میں فرق نہیں ہے۔ اس حدیث کا مضمون بظاہر اس کے خلاف نظر آتا ہے۔ لیکن دونوں میں اختلاف نہیں۔ حدیث زیر نظر کا تعلق محض بعض افراد کے انفرادی معاملات سے ہے اور ان کے بارے میں حضورؐ کا قول ہے تو برحق مگر خود حضور کی دعا سے وہ ان کے حق میں رحمت بن جائے گا، اور ایسے اقوال کو عوام میں ایسے انداز میں بیان کرنا تاکہ ان کو غلط فہمی ہو جائے! درست نہیں ہے۔ سلمانؓ کے قول کا یہی مطلب تھا کہ ایسی انفرادی باتوں کو لوگوں میں بیان نہ کیا جائے۔

بَابٌ فِی اسْتِخْلَافِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ[12]

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنائے جانے کا باب[12]

۴۶۵۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَیْلِیُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِی الزُّهْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِیْ بَکْرِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَمْعَۃَ قَالَ لَمَّا اسْتُعِزَّ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عِنْدَهٗ فِیْ نَفَرٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ دَعَاهُ بِلَالٌ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ مُرُوْا مَنْ یُّصَلِّیْ لِلنَّاسِ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زَمْعَۃَ فَاِذَا عُمَرُ فِی النَّاسِ وَکَانَ اَبُوْ بَکْرٍ غَائِبًا فَقُلْتُ یَا عُمَرُ قُمْ فَصَلِّ بِالنَّاسِ فَتَقَدَّمَ فَکَبَّرَ فَلَمَّا سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهٗ وَکَانَ عُمَرُ رَجُلًا مُجْهِرًا قَالَ فَاَیْنَ اَبُوْ بَکْرٍ یَاْبَی اللّٰہُ ذٰلِكَ وَالْمُسْلِمُوْنَ یَاْبَی اللّٰہُ ذٰلِكَ وَالْمُسْلِمُوْنَ فَبَعَثَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَجَاءَ بَعْدَ اَنْ صَلّٰی عُمَرُ تِلْكَ الصَّلٰوۃَ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ ط

ترجمہ: عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض کا غلبہ ہوا تو میں مسلمانوں کی ایک جماعت سمیت آپ کے پاس موجود تھا۔ بلالؓ نے حضور کو نماز کی طرف بلایا تو آپ نے فرمایا اس کو حکم دو جو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ پس عبداللہ بن زمعہ (خود راوی حدیث) باہر نکلا تو لوگوں میں عمرؓ موجود تھے اور ابوبکر نہ تھے۔ پس میں نے کہا: اے عمر! اٹھیے اور لوگوں کو نماز پڑھایئے۔ پس عمرؓ آگے بڑھے اور تکبیر تحریمہ کہی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی آواز سنی (اور عمرؓ ایک بلند آواز والے آدمی تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر کہاں ہے؟ اللہ کو اس سے (یعنی ابوبکر کے سوا کسی اور کی امامت سے) انکار ہے اور مسلمانوں کو بھی، اللہ کو اس سے انکار ہے اور مسلمانوں کو بھی۔ پھر حضورؐ نے ابوبکر کو بلا بھیجا تو وہ اسوقت آئے جبکہ عمرؓ لوگوں کو نماز پڑھا چکے تھے (محمد بن اسحاق بن یسار پر اس سے قبل کئی جگہ گفتگو ہو چکی۔ وہ اس حدیث کا راوی ہے اور متکلم فیہ ہے) مولانا نے فرمایا ہے کہ شاید حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ کی ناپسندیدگی کی اطلاع پائی تو نماز کو پورا نہ کیا اور درمیان سے توڑ دیا تھا، پھر جب حضرت ابوبکر آئے تو انہوں نے نماز پڑھائی۔ اس صورت میں حضرت عمرؓ کے نماز پڑھانے کا مطلب یہ ہوگا کہ جتنی وہ پڑھا چکے تھے۔ واللہ اعلم

۴۶۵۱ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ نَا مُوْسَى بْنُ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَمْعَةَ اَخْبَرَهُ بِهٰذَا الْخَبَرِ قَالَ لَمَّا سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ عُمَرَ قَالَ ابْنُ زَمْعَةَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَطْلَعَ رَاْسَهُ مِنْ حُجْرَتِهِ ثُمَّ قَالَ لَا لَا لَا لِيُصَلِّ لِلنَّاسِ ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ مُغْضَبًا ط

ترجمہ: عبداللہ بن زمعہ نے بتایا کہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کی آواز سنی تو ابن زمعہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حتیٰ کہ آپؐ نے حجرے سے اپنا سر باہر نکالا، پھر فرمایا: نہیں، نہیں، نہیں۔ ابن ابی قحافہ لوگوں کو نماز پڑھائے، آپؐ یہ بات غصّے کی حالت میں فرما رہے تھے۔

شرح: اس حدیث میں حضرت ابوبکر صدّیقؓ کی خلافت کی دلیل ہے۔ حضرت علیؓ نے اسی لیے کہا تھا کہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین میں مقدم فرمایا تھا۔ لہٰذا کون ہے جو دنیا میں (خلافت کے انتظامی امور کے معاملے میں) آپ کو پیچھے ہٹا سکے۔ حضرت علیؓ کا یہ قول کئی روایات میں مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

بَابُ ۱۳ مَا يَدُلُّ عَلٰى تَرْكِ الْكَلَامِ فِي الْفِتْنَةِ

فتنہ میں ترک کلام کی دلیل کا باب ۱۳

۴۶۵۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَمُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَا نَا حَمَّادٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ نَا الْاَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّاِنِّيْ اَرْجُوْ اَنْ يُّصْلِحَ اللّٰهُ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنْ اُمَّتِيْ وَقَالَ عَنْ حَمَّادٍ

وَلَعَلَّ اللّٰهُ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَظِيْمَتَيْنِ ط

ترجمہ: ابوبکرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنؓ بن علی کے متعلق فرمایا، میرا یہ بیٹا سردار ہے، اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے میری امت کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ حماد راوی کے لفظ یہ ہیں کہ: شاید اللہ اسکی وجہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے (اختلافِ الفاظ و رواۃ کے ساتھ اسے بخاری اور نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔)

شرح: حضورؐ کی یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی اور حسنؓ بن علیؓ کے ہاتھ پر جناب علیؓ کی جماعت اور معاویہ بن ابی سفیان میں صلح واقع ہوئی۔ حضورؐ کے اس قول سے ان دونوں گروہوں کا مسلم ہونا واضح ہوا، اور یہ بھی پتہ چلا کہ فتنہ بھڑکانے والی باتیں کرنا جائز نہیں نیز یہ کہ صلح و صفائی بہرحال مطلوب شرع ہے۔ حسن بن علی کی یہ بے نفسی اور خلوص تھا کہ باوجود ہر لحاظ سے خلافت کا حقدار ہونے کے انہوں نے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور مسلمانوں کے اتحاد کی خاطر ایک عظیم قربانی پیش کی۔ یہی سرداروں کا کام ہے جس کی بناء پر حضورؐ نے حسن کو سید فرمایا تھا۔

۴۶۵۳۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا يَزِيْدُ اَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ حُذَيْفَةُ مَا اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ تُدْرِكُهُ الْفِتْنَةُ اِلَّا اَنَا اَخَافُهَا عَلَيْهِ اِلَّا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ ط

ترجمہ: حذیفہؓ نے کہا کہ جس کو بھی فتنہ پہنچے تو مجھے اس کے بارے میں خوف ہے (کہ شاید وہ اس میں مبتلا ہو جائے سوائے محمد بن مسلمہ کے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ: تجھے فتنہ ضرر نہیں پہنچائے گا۔

شرح: یہ بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسوقت دی تھی جبکہ محمدؓ بن مسلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے دشمن کعب بن اشرف یہودی کو قتل کر کے آئے تھے۔ واقعہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۴۶۵۴۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوْقٍ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ ضُبَيْعَةَ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى حُذَيْفَةَ فَقَالَ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ رَجُلًا لَا تَضُرُّهُ الْفِتَنُ شَيْئًا قَالَ فَخَرَجْنَا فَاِذَا فُسْطَاطٌ مَضْرُوْبٌ فَدَخَلْنَا فَاِذَا فِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا اُرِيْدُ اَنْ يَشْتَمِلَ عَلَيَّ شَيْءٌ مِنْ اَمْصَارِكُمْ حَتّٰى تَنْجَلِيَ عَمَّا انْجَلَتْ ط

ترجمہ: ثعلبہ بن ضبیعہ نے کہا کہ ہم حضرت حذیفہؓ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ میں ایک شخص کو جانتا ہوں جسے فتنے کچھ بھی نقصان نہ

دیں گے۔ ثعلبہ نے کہا کہ پھر ہم باہر آئے تو ایک خیمہ کھڑا دیکھا، ہم اسمیں داخل ہوئے تو دیکھا کہ محمدؓ بن مسلمہ تھے۔ہم نے ان سے اس بارے میں (خیمہ کی رہائش کے متعلق) دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ جب تک فتنہ فرو نہ ہو جائے اور اختلاف دور نہ ہو جائے، میں نہیں چاہتا کہ آبادیوں میں رہوں۔

شرح: محمد بن مسلمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک تلوار دی اور فرمایا جبتک مشرک قتال کریں اس تلوار سے انکے ساتھ لڑنا اور جب تو دیکھے کہ میری امت میں باہم تلوار چل رہی ہے تو اُحد پہاڑ پر جاکر اسے اس پر مارکر توڑدینا، پھر اپنے گھر میں بیٹھ رہنا حتیٰ کہ کوئی گنہ گار ہاتھ آئے (اور تیرا خاتمہ کردے) یا فیصلہ کن موت آجائے۔ محمدؓ بن مسلمہ خانہ جنگی سے الگ رہے تھے اور جنگِ جمل وصفین میں شامل نہیں ہوئے تھے پہلے مدینہ میں رہے پھر ربذہ میں جا بسے تھے، یعنی حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد۔ واقدی نے کہا ہے کہ صفر ۴۳ھ میں وہ مدینہ میں فوت ہوئے اور ابن ابی داؤد نے کہا کہ انہیں شام میں سے ایک شخص نے قتل کیا تھا جو اردن کا باشندہ تھا، انکے گھر میں گھس آیا اور مار ڈالا۔

۴۶۵۵ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ ضُبَيْعَةَ بْنِ حُصَيْنٍ الثَّعْلَبِيِّ بِمَعْنَاهُ ط

ترجمہ: ابو بردہ نے ضبیعہ بن حصین ثعلبی سے اسی معنیٰ کی روایت کی ہے (بخاری کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ثعلبہ اور ضبیعہ ایک ہی شخص کے نام تھے۔

۴۶۵۶ ـ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْهُذَلِيُّ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ اَخْبِرْنَا عَنْ مَسِيْرِكَ هٰذَا اَعَهْدٌ عَهِدَهُ اِلَيْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْ رَاْيٌ رَاَيْتَهُ قَالَ مَا عَهِدَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ وَلٰكِنَّهُ رَاْيٌ رَاَيْتُهُ ط

ترجمہ: قیس بن عباد نے کہا کہ میں نے علیؓ سے پوچھا، یہ فرمائیے کہ آپ جو (سرزمین عراق کی طرف) اس سفر پر جارہے ہیں، کیا یہ کوئی عہد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے لیا تھا یا آپ کی اپنی سوچی سمجھی رائے ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ یہ میرا اپنا اجتہاد ہے۔

شرح: شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء میں اس پر مفصل کلام کیا ہے۔ اس سے بہت سی الجھنیں دور ہو جاتی ہیں دراصل فتنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی مشیئت کا یہ فیصلہ تھا کہ اصحابؓ مختلف راستے اختیار کریں۔ ان میں سے ہر ایک خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ فیصلہ کرے اور اجتہاد کا اجر پائے، ان کا اسوہ بعد والوں کے لیے بھی مشعل راہ بنے۔ مختلف طبائع، مختلف انداز اور مختلف احوال کے باعث وہ سب برسرحق تھے۔ کسی کو بھی برا کہنا جائز نہیں۔ ہر ایک کے پاس دلیل اور عذر تھا۔

واللہ اعلم

۴۶۵۷ ۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ نَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فُرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَقْتُلُهَا اَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ ط

ترجمہ: ابوسعیدؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کے وقت ایک خارجی فرقہ ان سے باہر نکلے گا اسے وہ فریق قتل کرے گا جو مسلمانوں کے دو گروہوں میں سے حق سے قریب تر ہوگا۔

شرح: مسلمانوں کی دو مختلف جماعتوں سے مراد حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کی جماعتیں ہیں۔ خارج ہونیوالے فرقے سے مراد خارجی ٹولہ ہے اور اسے قتل کرنیوالا گروہ حضرت علیؓ کا فریق تھا جو دونوں میں حق سے قریب تر تھا کیونکہ علی صاحب فضائل و مآثر خلیفہ برحق تھے امیر معاویہؓ نے خلافت و امانت کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ حضرت عثمانؓ کے خون کا دعویٰ پیش کیا تھا اور ان کا خیال تھا کہ علیؓ اس قتل میں ملوث تھے، حالانکہ علیؓ اس سے بری تھے۔ اس حدیث سے حضرت علیؓ کا حق و صداقت سے دوسرے فریق کی نسبت قریب تر ہونا ثابت ہوا۔

بَابٌ ۱۴ فِي التَّخْيِيْرِ بَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

انبیاء کو ایک دوسرے پر فضیلت دینے کا باب ۱۴

انبیاء کی باہمی تفضیل خود قرآن سے ثابت ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ لیکن ان کے فضائل کا اس طور پر اظہار کرنا کہ کسی کی تنقیص یا معاذ اللہ توہین کا پہلو نکلے، کسی حال میں جائز نہیں۔

۴۶۵۸ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا وُهَيْبٌ نَا عَمْرٌو يَعْنِي ابْنَ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ ط

ترجمہ: ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبیوں میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت مت دو۔ (بخاری، مسلم نے اس حدیث کو اس سے زیادہ طویل بیان کیا ہے۔ مطلب اس کا یہی ہے کہ بلا سبب بطور مقابلہ انبیاء کا ذکر نہ کیا جائے مبادا خدانخواستہ کسی کی توہین و تحقیر کا پہلو نکل آئے اور بے ادبی ہو جائے۔ بلا مقابلہ انبیاء کے فضائل بیان کرنے میں حرج نہیں ہے) حافظ ابن قیم نے لکھا ہے کہ اس حدیث کا مطلب تمام انبیاء کے درجات میں برابری کرنا نہیں ہے کیونکہ درجات

کا تفاوت خود کتاب و سنت سے ثابت اور ظاہر ہے)

۴۶۵۹ ۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ فَارِسٍ قَالَا نَا يَعْقُوبُ نَا أَبِي ... عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسٰى فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُونِي عَلٰى مُوسٰى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسٰى بَاطِشٌ فِي جَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ مِمَّنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَمْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَحَدِيثُ ابْنِ يَحْيٰى أَتَمُّ ۔

ترجمہ: ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہودیوں میں سے ایک شخص نے کہا: اس خدا کی قسم جس نے موسٰی کو برگزیدہ کیا اس پر مسلم نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے چہرے پر تھپڑ مار دیا، پس یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور بتایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو کیونکہ لوگ بیہوش ہونگے اور سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا تو میں دیکھوں گا کہ موسٰی عرش (الٰہی) کے ایک جانب عرش کا پایہ تھامے ہوئے ہونگے۔ سو مجھے نہیں معلوم کہ آیا وہ بھی بیہوش ہوا ہوگا اور مجھ سے قبل ہوش میں آجائے گا یا اللہ تعالٰی نے اسے مستثنٰی فرما دیا ہوگا (بخاری، مسلم، نسائی) ابو داؤد نے کہا کہ ابن یحیٰی کی حدیث تام تر ہے۔

شرح: منذری نے تھپڑ مارنے والے کا نام ابوبکر صدیق لکھا ہے۔ بعض طرق میں آیا ہے کہ وہ ایک انصاری تھا مگر صحیح تر وہی پہلی بات ہے۔ اور یہود کا نام فنحاص تھا۔ حضورؐ نے اس حدیث میں خود ہی اشارہ فرما دیا ہے کہ موسٰی کی یہ ایک جزئی فضیلت ہے۔ اور کلی فضیلت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور اس پر کتاب و سنت کے بے شمار دلائل قائم ہیں۔ یہودی کے اس قول میں کہ: اس خدا کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو برگزیدہ فرمایا، تاویل کی گنجائش موجود تھی کہ اس برگزیدگی سے مراد ایک جزئی فضیلت ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جو قلبی مخلصانہ تعلق حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی ذات سے تھا اسکی بناء پر وہ اس بات کو برداشت نہ کر سکے اور یہودی کو تھپڑ مار دیا، حالانکہ وہ بڑے رحیم و شفیق اور حلیم و رقیق القلب آدمی تھے۔ اسوقت انکی توجہ اس امر کی طرف نہ جا سکی کہ یہودی کی بات میں یہ تاویل ہو سکتی ہے۔

۴۶۶۰ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ نَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ فَرُّوخَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَاَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ ط

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اولاد آدمؑ کا سردار ہوں، اور سب سے پہلے میرے لیے زمین (قبر) پھٹے گی (اور باہر آؤں گا) اور میں پہلا سفارشی اور پہلا مقبول الشفاعت ہونگا (مسلم)

شرح: ان فضائل و درجات کے باوجود ایک تو شرعی مصلحت تھی کہ مبادا کسی پیغمبر کی شان میں گستاخی ہو جائے، دوسرے انکسار و عجز کا یہ عالم تھا کہ اپنا مقابلہ کسی پیغمبر سے کرنے کی اجازت نہ دی، بلکہ یونسؑ پر اپنے آپ کو فضیلت دیئے جانیکی ممانعت فرمائی۔ بحث آگے آتی ہے۔

۴۲۶۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِی الْعَالِیَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ اَنْ یَقُوْلَ اِنِّیْ خَیْرٌ مِّنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی ط

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کو یہ روا نہیں کہ یوں کہے: میں یونس بن متّٰی سے بہتر ہوں۔ (بخاری، مسلم)

شرح: قرآن پاک میں یونسؑ کا اپنی قوم سے چلے جانا اور پھر مچھلی کے پیٹ میں ڈالا جانا، پھر ان کی دعاء اور زاری اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ساحل پر اگلا جانا مذکور ہے۔ یونسؑ کے خصوصی ذکر کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس میں ان کی تنقیص شان نہ تھی، ایک معاملہ تھا جو ان کے اور پروردگار کے مابین تھا اور اللہ تعالیٰ نے آپکی لغزش کی معافی دیدی تھی۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بخاری اور مسلم میں یہ حدیث قدسی کی حیثیت سے مروی ہے۔ بخاری کے الفاظ ہیں: کسی بندے کے لیئے یہ روا نہیں الخ۔ مسلم کے الفاظ ہیں کہ: میرے کسی بندے کے لئے یہ قول روا نہیں الخ۔ بخاری میں ابن مسعودؓ کی روایت میں یہ حضور کا ارشاد مروی ہے کہ: تم میں سے کوئی یہ ہرگز نہ کہے کہ میں یونسؑ بن متّٰیؑ سے بہتر ہوں۔ بخاری نے ابن عمرؓ سے حضور کا ارشاد روایت کیا ہے کہ: کریم بن کریم بن کریم یوسف بن یعقوب اسحاق بن ابراہیم ہے۔ بخاری، مسلم میں اسی طرح کی روایت ابوہریرہؓ سے بھی مروی ہے۔ بخاریؒ نے ابوہریرہؓ کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث روایت کی ہے کہ داؤدؑ پر قرآن (کتاب اللہ زبور کی قرأت) آسان کر دی گئی تھی۔ وہ سواریاں کسنے کا حکم دیتے اور ان کی تیاری سے پہلے ہی زبور شروع کر کے ختم کر دیتے تھے اور وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

پچھلی حدیث میں گزرا ہے کہ: میں اولادِ آدمؑ کا سردار ہوں اور زیر بحث حدیث میں ہے کہ کسی بندے کو یہ کہنا روا نہیں کہ میں یونس بن متّٰی سے بہتر ہوں۔ ان دونوں حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ اپنے متعلق جو یہ فرمایا کہ میں اولاد آدمؑ کا سردار ہوں، اس میں اللہ تعالیٰ کے اکرام و اعزاز کا ذکر ہے کہ اس نے مجھے یہ سرداری اور فضیلت بخشی ہے۔ اسمیں احسانِ خداوندی کا اظہار ہے اور اپنی امت کے لئے یہ خبر ہے کہ پروردگار کے ہاں میرا یہ مقام ہے۔ امتِ دعوت کو بھی یہ اعلان ہے کہ مجھ پر ایمان لاؤ، مجھے اللہ نے یہ درجہ دیا ہے۔ یہ بات امت کے ایمان میں داخل ہے اور اس سے ان کے قلوب میں اطاعت و اتباع اور محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جو ایمان کا لازمہ ہے۔ رہی یونسؑ بن متّٰی والی حدیث تو یا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ: لوگوں میں سے کسی بندے کو یہ روا نہیں کہ اپنے آپ کو یونسؑ سے بہتر کہے۔

یا یہ کہ حضور نے اپنے بارے میں بطور تواضع و انکسار یہ فرمایا؛ سبب اس کا یہ ہے کہ گویا فرما رہے ہیں مجھے جو درجہ اور فضیلت حاصل وہ من جانب اللہ ہے، میں نے اپنی کوشش سے یہ درجہ نہیں پایا، یہ محض اللہ کا فضل و کرم ہے، پس مجھے یہ درست نہیں کہ اس پر فخر کروں، بلکہ شکر اور تسلیم و رضاء واجب ہے۔

۴۶۶۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ يَقُولَ إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ ابْنِ مَتَّى ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن جعفرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: کسی نبی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ یوں کہے: میں یونس بن متی سے بہتر ہوں (مضمون تو اس حدیث کا ثابت ہے مگر ایسی روایت میں محمد بن اسحٰق بن یسار راوی آیا ہے۔)

۴۶۶۳ - حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ يَذْكُرُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ؕ

ترجمہ: انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ اس نے کہا: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے ساری مخلوق سے بہتر! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ابراہیم علیہ السلام تھے۔ (مسلم، ترمذی)

شرح: ابراہیم علیہ السلام اپنے دورؔ کے خیر البریہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الاطلاق خیر البریہ تھے۔ اس حدیث میں بھی تواضع اور انکسار کا ذکر ہے۔

۴۶۶۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ وَمَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ الشَّعِيرِيُّ الْمَعْنَى قَالَا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَدْرِي أَتُبَّعٌ لَعِينٌ هُوَ أَمْ لَا وَمَا أَدْرِي أَعُزَيْرٌ نَبِيٌّ هُوَ أَمْ لَا ؕ

ترجمہ: ابوھریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں کہ تبع ملعون تھا یا نہیں اور مجھے نہیں معلوم کہ عزیر نبی تھا یا نہیں۔

شرح: حضوؐر کا یہ ارشاد اعلام الٰہی سے پہلے کا ہے۔ مسند احمد میں سہل بن سعد ساعدی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تبع کو گالی مت دو کیونکہ وہ اسلام لے آیا تھا۔ طبرانی نے ابن عباس سے اور ابن مردویہ نے ابوہریرہؓ سے اسی قسم کی روایت کی ہے۔ اسی طرح شاید اسکے بعد عزیر کے نبی ہونے کا بھی آپؐ کو علم دیا گیا تھا۔

۴۶۶۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا ابْنُ وَهْبٍ ثَنِي يُونُسُ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ الْأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَلَّاتٍ وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ ط

ترجمہ: ابوہریرہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے سُنا: میں ابن مریم سے سب لوگوں سے قریب تر ہوں۔ سب نبی ایک باپ کی اولاد ہیں جنکی مائیں مختلف ہیں۔ اور میرے اور اس کے درمیان کوئی اور نبی نہیں تھا (بخاری، مسلم)

شرح: انبیاء علیہم السلام اصولِ دین، عقاید اور اسلام کے بنیادی ارکان میں متفق ہیں مگر فروع شرع میں مختلف ہیں۔ یہی مطلب ہے حضوؐر کے ارشاد کا کہ نبی سب ایک باپ کی اولاد ہیں جن کی مائیں مختلف ہیں۔ اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سب نبی نبوت میں متفق ہیں اگرچہ ان کے زمانے اور اوطان مختلف تھے۔ اولیٰ کا معنیٰ اقرب ہے، چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ بن مریم کے درمیان کوئی نبی نہ تھا تو گویا ان دونوں بزرگوں کا زمانہ ایک تھا۔ حدیث کے پہلے فقرے میں ظاہر تر بات یہ ہے کہ اصول و فروع میں انبیاء علیہم السلام کا منبع ایک تھا یعنی اللہ کی وحی جس طرح کہ بھائیوں کا منبع یعنی باپ ایک ہوتا ہے اگرچہ انکی صفات و اشکال اور رنگ مختلف ہوں بریں وجہ کہ وہ مختلف ماؤں سے پیدا ہوئے تھے۔

بَابٌ ۱۵ فِي رَدِّ الْإِرْجَاءِ

ارجاء کے ردّ کا باب ۱۵

۴۶۶۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْعَظْمِ عَنِ الطَّرِيقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ ط

ترجمہ: ابوہریرہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کے کچھ اوپر ستر حصے ہیں۔ ان میں سے افضل ترین لا الٰہ

الا اللہ کہنا ہے اور کم ترین حصہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے، اور حیاء ایمان کا ایک بڑا حصہ ہے (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) پس اس حدیث سے مرجئہ کا عقیدہ ارجاء غلط ثابت ہوا جو کہتے ہیں کہ ایمان کے ہوتے کوئی معصیت مضر نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بعض عیش پسند اموی حکام وخلفاء مرجیہ تھے۔ اس حدیث سے تو یہ معلوم ہوا کہ مثلاً اگر کسی نے ایمان کے ۷۵ حصے لے لئے اور باقی ترک کر دیئے تو اس کا ایمان ناقص ہوگا۔ پس ایمان کی قوت وضعف اور زیب وزینت کے لحاظ سے اعمال صالحہ ایمان میں داخل ہیں اور مرجئہ کا عقیدہ باطل ہے۔

۴۶۶۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِي أَبُو حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ ؕ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ قبیلۂ عبدالقیس کا وفد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپؐ نے انہیں اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ فرمایا: اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی شہادت کہ محمد اللہ کا رسول ہے اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان کا روزہ رکھنا اور یہ کہ تم مال غنیمت سے خمس ادا کرو (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح: پس اس حدیث سے عقیدہ ارجاء کا ردّ ہوگیا۔ زبانی اور قلبی ایمان کے بعد ان ارکان اسلام کی ادائیگی بھی لازم ہے۔

۴۶۶۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ثَنَا وَكِيعٌ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ ؕ

ترجمہ: جابرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندے کے درمیان اور کفر کے درمیان ترک صلوٰۃ (کا فاصلہ) ہے (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔ مسلم کا لفظ یہ ہے کہ: بندے کے درمیان اور شرک وکفر کے درمیان ترک صلوٰۃ کا ہی فاصلہ ہے) اگر کسی نے بطور عقیدہ ہی نماز ترک کر دی تو وہ تو کفر میں چلا گیا، اور عملاً ترک صلوٰۃ سے عملی کفر وشرک کا مرتکب ہوگیا۔ پس مرجئہ کا قول غلط ہے کہ ایمان کے ساتھ کسی معصیت سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ سب اہل سنت، فقہاء ومحدثین اس پر متفق ہیں کہ اعمال کے ترک سے کفر حقیقی اور خروج از ملّت اسلامیہ واقع نہیں ہوتا بلکہ اعمال تکمیل ایمان کی شرط ہیں جنکے ترک سے انسان فاسق ہو جاتا ہے۔

۴۶۶۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى قَالَا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا تَوَجَّهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْكَعْبَةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَكَيْفَ الَّذِينَ مَاتُوا وَهُمْ يُصَلُّونَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ؕ

ترجمہ: ابن عباس نے کہا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کعبہ کی طرف منہ کیا (قبلہ بدل گیا) تو لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ! ان لوگوں کی نماز کا کیا حال ہوگا جو اس میں فوت ہوئے اور وہ بیت المقدس کی طرف منہ کرتے تھے؟ پس اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اور اللہ تعالےٰ تمہارے ایمان کو ضائع کرنے والا نہیں ہے۔ (یہ حدیث ترمذی نے روایت کی اور اسے حسن صحیح کہا ہے) اس آیت میں نماز کو ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ یہ ایمان کی ایک بڑی علامت ہے۔ اس سے عقیدہ ارجاء کا ردّ ہوا کہ ان کے نزدیک اعمال کا ایمان پہ تعلق نہیں ہے۔

۴۶۷۰ ۔ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ نَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ وَأَعْطَى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ ؕ

ترجمہ: ابوامامہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: جو اللہ کے لئے محبّت رکھے اور اللہ کی خاطر بغض رکھے اور اللہ کیلئے دے اور اللہ کیلئے روکے تو اس نے ایمان کو کامل کر لیا۔

شرح: بعض اعمال کا تعلق دل سے ہے مثلاً محبت اور عداوت۔ بعض کا تعلق اعضاء و جوارح سے ہے مثلاً عطا کرنا اور روکنا۔ سو یہ سب اعمال ایمان کی تکمیل کرنے والے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان کے بغیر ایمان ناقص ہے۔ پس جو یہ کہتے ہیں کہ معصیت سے ایمان کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا وہ غلط کہتے ہیں۔

۴۶۷۱ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَلَا دِينٍ أَغْلَبَ لِذِي لُبٍّ مِنْكُنَّ قَالَتْ وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّينِ قَالَ

اَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَاَتَيْنِ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ وَاَمَّا نُقْصَانُ الدِّيْنِ فَاِنَّ اِحْدٰكُنَّ تُفْطِرُ رَمَضَانَ وَتُقِيْمُ اَيَّامًا لَا تُصَلِّيْ ط

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (عورتوں کی جماعت) عقلمند مرد پر تم سے زیادہ کسی اور کا غلبہ نہیں ہوتا اور تم عقل و دین میں ناقص ہو۔ ایک عورت نے کہا کہ عقل اور دین کا نقصان کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ عقل کا نقصان یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے، رہا دین کا نقصان! تو تم میں سے بعض رمضان کے روزے نہیں رکھ سکتیں اور کئی کئی دن تک نماز نہیں پڑھ سکتیں (مسلم، ابن ماجہ۔ بخاری اور مسلم نے اسے ابوسعید سے بھی روایت کیا ہے)

شرح: عورت میں یہ ایک فطری نقص ہے جس میں وہ معذور ہے۔ اسی لئے عورتوں کی جماعت کو صدقے کا حکم دیا گیا تھا۔ خاص ایام میں عورت سے نماز ساقط ہے اور اس حالت میں روزہ جائز نہیں ہے مگر اسے بعد میں قضاء کرے گی، نماز کی قضاء نہیں ورنہ یہ تکلیف مالایطاق ہوتی ہے۔ اس مسئلے پر امت کا اجماع ہے۔ لیکن حروری خوارج کہتے تھے کہ نماز کی قضاء بھی واجب ہے اور اس میں خارجی منفرد ہیں۔ مرجئہ کے خلاف حدیث میں جو دلیل ہے وہ دین کے نقص کا بیان ہے اور اس نقص کا سبب نماز اور روزہ کو خاص حالت میں ادا نہ کر سکنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرائض میں کمی سے ایمان و دین میں کمی واقع ہوتی ہے، پس مرجئہ کا عقیدہ باطل ہے۔

بَابُ ١٦ الدَّلِيْلِ عَلَى الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ ط

کمی بیشی کی دلیل کا باب ١٦

بخاری نے کتاب الایمان میں کہا ہے کہ: ایمان قول اور فعل ہے اور وہ زیادہ اور کم ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہاں پر گفتگو دو مقام پر ہے۔ ایک یہ کہ ایمان قول و عمل ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ کم و بیش ہوتا ہے۔ قول سے مراد توحید و رسالت کی شہادت کو زبان سے ادا کرنا ہے اور عمل سے مراد قلب و جوارح ہر دو کے اعمال و افعال ہیں پس اعتقادات و عبادات ایمان میں داخل ہیں۔ پس جن لوگوں نے عبادات کو ایمان کی تعریف میں داخل کیا اور جنہوں نے اس کی نفی کی ان کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک ایسا ہے، پس سلف نے کہا کہ ایمان دلی عقیدے، زبان کے قول اور اعضاء کے عمل کا نام ہے اور اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ اعمال کمال اعمال کی شرط ہے اور ایمان کی کمی بیشی کا منشاء سلف کے نزدیک یہی ہے۔ مرجئہ نے کہا کہ ایمان صرف اعتقاد اور نطق کا نام ہے کرامیہ نے کہا کہ وہ فقط نطق کا نام ہے۔ معتزلہ نے کہا کہ ایمان عمل، نطق اور اعتقاد کا نام ہے۔ سلف صالحین نے اعمال کو کمال ایمان کی شرط کہا۔ جبکہ معتزلہ نے صحت ایمان کی شرط بتایا (یعنی گناہ کبیرہ کا مرتکب معتزلہ کے نزدیک کافر ہے) حافظ نے کہا کہ یہ بحث اس ایمان پر ہے جو عنداللہ معتبر یا نامعتبر ہے۔ ہمارے نزدیک دنیوی احکام کی حد تک ایمان فقط نطق کا نام ہے۔ پس جو کلمہ شہادت پڑھے گا اس پر اسلامی احکام جاری ہوں گے اور جب تک موجبات کفر اس سے صادر نہ ہوں وہ مسلم رہے گا۔ جہاں تک کمی بیشی کا تعلق ہے، سلف کا مذہب یہ ہے کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے مگر اکثر متکلمین نے اس کا انکار کیا ہے کیونکہ اس سے ایمان میں شک کا اظہار ہوتا ہے۔ اور دراصل یہ بحث

بھی لفظی ہے جیسا کہ مطولات میں مذکور ہے)

۴۶۸۲۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ اِيمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا ط

ترجمہ: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان میں کامل ترین وہ مومن ہے جو اخلاق کے سبب سے بہتر ہو (ترمذی نے اسے روایت کر کے حسن صحیح کہا اور آخر میں یہ اضافہ کیا کہ تم میں سے سب سے بھلے وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کیلئے بھلے ہوں) جس طرح صلوٰۃ کا تعلق بندے اور اس کے خالق کے درمیان محبت کا تعلق ہے اور اسی لئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی اسی لیے اخلاق کا تعلق بندوں کے باہمی معاملات و روابط سے ہے۔ جب تک یہ تعلق باہم مضبوط نہ ہو حقوق العباد کی ادائیگی نہیں ہو سکتی۔

۴۶۸۳۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ح وَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ نَا سُفْيَانُ الْمَعْنَى قَالَا نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ بَيْنَ النَّاسِ قَسْمًا فَقُلْتُ اَعْطِ فُلَانًا فَاِنَّهُ مُؤْمِنٌ قَالَ اَوْ مُسْلِمٌ اِنِّي لَاُعْطِي الرَّجُلَ الْعَطَاءَ وَغَيْرُهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ مَخَافَةَ اَنْ يُكَبَّ عَلَى وَجْهِهِ ط

ترجمہ: سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں کچھ مال تقسیم کیا تو میں نے کہا، آپ فلاں کو بھی عطا کریں کیونکہ وہ مومن ہے۔ آپ نے فرمایا: یا مسلم ہے۔ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ میں (بعض دفعہ) کسی شخص کو مال عطا کرتا ہوں حالانکہ دوسرے میرے نزدیک پسندیدہ تر ہوتے ہیں، اس خوف سے ایسا کرتا ہوں کہ وہ منہ کے بل (جہنم میں) نہ گرے۔ (مفصل حدیث آگے آرہی ہے!)

۴۶۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ اَعْطَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجَالًا مِنْهُمْ شَيْئًا فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَعْطَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا وَلَمْ تُعْطِ فُلَانًا شَيْئًا وَهُوَ مُؤْمِنٌ

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُعْطِيْ رِجَالًا وَاَدَعُ مَنْ هُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُمْ لَا اُعْطِيْهِ شَيْئًا مَخَافَةَ اَنْ يُّكَبُّوْا فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ۔

ترجمہ: سعدؓ بن ابی وقاص نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو مال عطا کیا اور ان میں سے ایک آدمی کو کچھ نہ دیا، پس سعد نے کہا یا رسول اللہ آپ نے فلاں اور فلاں کو عطا فرمایا اور فلاں کو کچھ نہیں دیا حالانکہ وہ مومن ہے، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا وہ مسلم ہے۔ حتیٰ کہ سعد نے اسے تین بار دہرایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے تھے کہ: یا وہ مسلم ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کچھ لوگوں کو مال عطا کرتا ہوں اور ان سے محبوب تر لوگوں کو چھوڑ دیتا ہوں اور انہیں کچھ نہیں دیتا، اس خوف کے باعث کہ مبادا وہ منہ کے بل جہنم میں نہ گر جائیں (بخاری، مسلم، نسائی)

شرح: حافظ ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ اس متروک شخص کا نام جُعیل بن سراقہ ضمری تھا۔ حضورؐ کے جواب کا منشا یہ تھا کہ قطعی مومن ہونے کا حکم مت لگاؤ بلکہ یوں کہو: وہ مومن ہے یا مسلم ہے۔ مگر ابن الاعرابی کے معجم میں یہ روایت یوں ہے: یہ مت کہو کہ وہ مومن ہے بلکہ کہو کہ مسلم ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ آو کا لفظ یہاں اضراب کے لئے ہے، اور اس کا معنیٰ انکار نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہم اس کے باطن کا حال نہیں جانتے لہٰذا مسلم ہی کہنا احتیاط کا تقاضا ہے، کیونکہ اسلام تو ظاہری احکام سے معلوم ہو جاتا ہے اور باطن کا حال اللہ جانتا ہے۔ اس قصے کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر کرنیوالوں کو زیادہ عطا فرماتے تھے تاکہ انکی تالیف قلب ہو۔ جب آپؐ نے مؤلفۃ القلوب کو مال عطا کیا اور جُعیلؓ کو کچھ نہ دیا حالانکہ سوال کرنے والوں میں وہ شامل تھا، تو سعدؓ نے جُعیلؓ کو زیادہ مستحق جانتے ہوئے ان کی سفارش کی کیونکہ انہیں جانتے تھے اور دوسرے لوگوں سے ناواقف تھے۔ اسی لئے بار بار سعدؓ نے توجہ دلائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو دو باتیں فرمائیں، ایک یہ کہ مؤلفۃ القلوب کو عطا کرنے میں کیا حکمت ہے۔ فرمایا کہ میں کسی کو پسندیدہ تر ہونے کی بنا پر نہیں دیتا بلکہ اس لئے دیتا ہوں کہ اس کی تالیف قلب ہو اور وہ اسلام سے پھر کر خدانخواستہ کفر میں نہ چلا جائے۔ دوسری بات یہ کہ باطنی امور پر کسی کی تعریف کرنا درست نہیں بلکہ ظاہری امور ثنا کے مستحق ہیں جو سب کو نظر آتے ہیں، باطن کا حال صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جن مہاجرین و انصار کی مدح فرمائی ہے اور ان کے ایمان کی تعریف کی ہے ان کا ایمان قطعی ہے کیونکہ بھیدوں کے بھید جاننے والے نے ان کے ایمان کی شہادت دیدی۔ یہ حضرات بیعت عقبہ والے، جنگ بدر میں شامل ہونیوالے اور بیعت رضوان والے ہیں۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔

۴۶۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ نَا ابْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا قَالَ نَرٰى اَنَّ الْاِسْلَامَ اَلْكَلِمَةُ وَالْاِيْمَانَ الْعَمَلُ۔

ترجمہ: زہری نے آیت قرآنی "یوں مت کہو کہ ہم مومن ہیں بلکہ کہو کہ ہم مسلم ہیں" کے متعلق کہا ہے کہ ہماری رائے میں اسلام کا معنیٰ ہے کلمہ پڑھنا اور ایمان کا معنیٰ ہے اس پر عمل کرنا (یعنی کلمے کا دلی اعتقاد اور جوارح کا عمل۔ ایمان اور اسلام کے الفاظ بعض دفعہ ہم

معنیٰ ہوتے ہیں اور جب مقابلۃً انہیں بولا جائے تو ایمان سے مراد دل کا پختہ یقین و اعتقاد ہوتا ہے اور اسلام سے مراد اعمالِ اسلام پر عمل پیرا ہونا اور احکام خداوندی کے سامنے گردن جھکانا ہوتا ہے۔ اس مسئلے پر طویل وعریض بحثیں ہوئی ہیں اور اکثر اختلافات لفظی ہوتے ہیں)

۴۶۷۶۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ الطَّیَالِسِیُّ نَا شُعْبَۃُ قَالَ وَاقِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ اَخْبَرَنِیْ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ط

ترجمہ: ابن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ حضور نے فرمایا: میرے بعد کفار ہو کر واپس نہ پلٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: اہل اسلام کا ایک دوسرے کو قتل کرنا بڑا اسنگین مسئلہ ہے۔ قتلِ نفس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور مؤمن کے قاتل کو وہ سزائیں سنائی گئی ہیں جو کسی اور گناہ کبیرہ پر نہیں سنائی گئیں۔ اس حدیث میں باہم شمشیر زنی کرنیوالے مسلمانوں کو کفار سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص بلا دلیل شرعی کسی مسلمان کو قتل کرنا حلال سمجھتا ہے تو وہ کافر ہے، اور اگر حلال نہیں سمجھتا مگر اس کا پھر بھی ارتکاب کرتا ہے اور اس کا فعل کافروں جیسا ہے، یہ فعل اخوت اسلامی کے منافی ہے۔ مناسبت اس حدیث کی باب کے عنوان کے ساتھ یہ ہے کہ ایک مسلمان غیر اسلامی فعل کر کے بھی مسلم تو رہے گا مگر وہ نہایت ناقص الایمان مسلم ہوگا۔

۴۶۷۷۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ نَا جَرِیْرٌ عَنْ فُضَیْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ اَکْفَرَ رَجُلًا مُسْلِمًا فَاِنْ کَانَ کَافِرًا وَاِلَّا کَانَ ھُوَ الْکَافِرُ ط

ترجمہ: ابن عمرؓ نے کہا کہ جو مسلم مرد کسی مسلم مرد کو کافر قرار دے تو اگر وہ دوسرا شخص کافر ہوگا تو فبہا ورنہ کہنے والا کافر ہوگا۔

شرح: کافر سے مراد یہاں "فعل کفر کا ارتکاب کرنیوالا" ہے کیونکہ یہ تو مسلم ہے کہ گناہ کبیرہ سے کوئی شخص خارج از ملت نہیں ہو جاتا۔

۴۶۷۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ نَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ نُمَیْرٍ نَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُرَّۃَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ فَھُوَ

مُنَافِقٌ خَالِصٌ وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْ نِفَاقٍ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ ط

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، چار خصلتیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہے، اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہے تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے (یعنی وہ ۱/۴ منافق ہے) حتیٰ کہ وہ اسے ترک کرے۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب عہد کرے تو غداری کرے اور جب جھگڑے تو بکواس کرے (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح: حدیث کا مطلب یا تو یہ ہے کہ ہر بات میں جھوٹا ہونا، ہر وعدہ توڑنا، ہر عہد سے غداری کرنا اور جھگڑے میں بکواس کرنا منافق خالص کے سوا کسی اور کا طریقہ نہیں ہوتا، یا اس سے یہ مراد ہے کہ ان اعمال کا مرتکب عملاً منافق ہے گو اعتقاداً نہ ہو۔ عقیدے کا منافق وہ ہے جو کفر کو چھپانے کی خاطر اسلام کا اظہار کرے۔ یا اس سے مراد وہ شخص ہے جو ان بد اعمالیوں کو حلال جان کر کرے۔ بعض محققین نے کہا کہ اس کی تاویل کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خصلتیں نفاق کی ہیں جو ایمان کے منافی ہے۔ پس جس شخص میں جس حد تک یہ پائی جائیں وہ اسی حد تک منافقوں کے مشابہ ہے۔

۴۶۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ الْأَنْطَاكِيُّ نَا أَبُو إِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ ط

ترجمہ: ابو ہریرہ رضؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زانی جب زنا کرتا ہے تو اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا، اور جب چوری کرتا ہے تو مومن نہیں ہوتا، اور جب وہ شراب پیتا ہے تو مومن نہیں ہوتا اور توبہ پھر بھی قبول ہو سکتی ہے۔ (بخاری، مسلم ترمذی، نسائی)

شرح: یعنی ان افعال کا مرتکب مومنوں جیسے فعل نہیں کر رہا بلکہ یہ افعال کافروں کے ہیں۔ ابن عباس رضؓ سے اس حدیث کا یہ معنیٰ منقول ہے کہ ان افعال کے ارتکاب کے وقت ایمان خارج ہو جاتا ہے اور بعد میں پھر عود کر آتا ہے۔ ابو جعفر الباقر سے مروی ہے کہ اس شخص سے ایمان نکل جاتا ہے مگر اسلام باقی رہتا ہے، یعنی وہ کافروں جیسے فعل میں مبتلاء ہے مگر خارج از اسلام نہیں۔ جمہور علماء کے نزدیک یہاں مومن سے مراد مؤمن کامل ہے، یعنی جس کا ایمان کامل ہو وہ یہ کام نہیں کر سکتا۔

۴۶۸۰ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُوَيْدٍ الرَّمْلِيُّ نَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَنَا نَافِعٌ يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ أَنَّ سَعِيدَ الْمَقْبُرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَنَا الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيمَانُ كَانَ عَلَيْهِ كَالظُّلَّةِ فَإِذَا انْقَلَعَ رَجَعَ إِلَيْهِ الْإِيمَانُ ط

ترجمہ: ابوہریرہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور سائبان کی مانند اس کے اوپر رہتا ہے۔ جب وہ فارغ ہو جائے تو ایمان لوٹ آتا ہے (یعنی چونکہ وہ کفر کے کام میں مشغول تھا اور ایمان اور کفر کا اجتماع نہیں ہو سکتا لہٰذا اتنی دیر وہ ایمان سے خالی رہا)

بَابُ الْقَدَرِ

تقدیر کا باب ۱۷

۴۶۸۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ حَدَّثَنِي بِمِنًى عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقَدَرِيَّةُ مَجُوسُ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ ط

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں، اگر وہ بیمار ہوں تو انکی عیادت مت کرو اور اگر وہ مر جائیں تو جنازے پر مت حاضر ہو (منذری نے اس حدیث کو منقطع کہا ہے کیونکہ ابو حازم کا سماع ابن عمرؓ سے ثابت نہیں ہے اور یہ ابن عمرؓ سے کچھ اور طرق پر بھی مروی ہے مگر ان میں سے کوئی طرق ثابت نہیں ہے۔

شرح: قدریہ۔ معتزلہ اللہ کو خالق خیر اور باقی مخلوق کو خالق شر کہتے ہیں، گویا اس طرح خیر و شر کے خالق الگ الگ ہوئے۔ اسی طرح مجوسی نور و ظلمت کو الگ الگ خدا قرار دیکر نیکی اور بدی کا خالق مانتے ہیں، قدریہ کی مجوس سے مشابہت کی وجہ یہ ہے۔

حافظ سراج الدین قزوینی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے۔ حافظ ابن حجر نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اسے حاکم نے صحیح اور ترمذی نے حسن ٹھہرایا ہے۔ اسکے راوی صحیح ہیں مگر اسمیں دو علتیں ہیں ایک وہ جو منذری وغیرہ نے بیان کی ہے کہ اسکی سند میں انقطاع ہے۔ لیکن حافظ ابو الحسن بن القطان نے کہا ہے کہ ابو حازم حضرت ابن عمرؓ کا معاصر تھا اور سند کے اتصال میں یہ کافی ہے جیسا کہ مسلم نے بڑے زور سے مقدمہ صحیح مسلم میں لکھا ہے۔ دوسری علت اس کی یہ ہے کہ بعض راویوں نے عبد العزیز بن ابی حازم سے روایت کر کے کہا ہے: عبد العزیز عن نافع عن ابن عمر۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے عبد العزیز

نے یہ حدیث نافع سے بھی اور اپنے باپ ابوحازم سے بھی سنی ہو۔ یا کسی نیچے کے راوی کو دوسرے بدل دیا ہو۔ پس اس حدیث پر وضع کا حکم کسی صورت میں بھی نہیں لگایا جا سکتا۔

۴۶۸۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُمَرَ مَوْلَى غُفْرَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ أُمَّةٍ مَجُوسٌ وَمَجُوسُ هَذِهِ الْأُمَّةِ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا قَدَرَ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ فَلَا تَشْهَدُوا جَنَازَتَهُ وَمَنْ مَرِضَ مِنْهُمْ فَلَا تَعُودُوهُمْ وَهُمْ شِيعَةُ الدَّجَّالِ وَحَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ يُلْحِقَهُمْ بِالدَّجَّالِ ط

ترجمہ: حذیفہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر امّت کے مجوسی ہوتے ہیں اور اس امّت کے مجوسی وہ ہیں جو تقدیر کے منکر ہیں۔ ان میں سے جو مر جائے اس کے جنازے پر مت جاؤ اور جو بیمار ہو اس کی بیمار پرسی مت کرو، اور وہ دجال کا گروہ ہیں اور اللہ پر حق ہے کہ انھیں دجال کے ساتھ ملا دے۔

شرح: اللہ تعالےٰ کی یہ حکمت ہے کہ اس نے شر کو شر اور خیر کو خیر پیدا کیا ہے۔ یہ دونوں چیزیں خلق و ایجاد میں اللہ تعالےٰ ہی کی طرف منسوب ہیں، لیکن فعل اور کسب کے لحاظ سے خیر و شر کے کرنیوالوں کی طرف منسوب ہیں۔ یہ بات تو بالکل واضح اور ظاہر ہے کہ انسان کو ارادہ اور اختیار دیا گیا، مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کا اختیار محدود ہے پورا اور کامل نہیں۔ پس شر کا خالق اللہ تعالےٰ ہی ہے اور فاعل و کاسب بندہ ہے۔ اگر مخلوقات کو اپنے افعال کا خالق مانا جائے تو بے حد و حساب خالق ماننے پڑیں گے۔

حافظ ابن القیمؒ نے لکھا ہے کہ اس معنیٰ کی حدیث ابن عمرؓ، حذیفہؓ، ابن عباسؓ، جابر بن عبداللہؓ، ابوہریرہؓ، عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ اور رافع بن خدیجؓ سے مروی ہوئی ہے۔ ابن عمرؓ کی حدیث میں کئی طریق ہیں جن میں ضعف ہے۔ ابن عباسؓ کی حدیث: "میری امت کے دو گروہوں کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں مرجئہ اور قدریہ"۔ ترمذی نے روایت کی اور اسے حسن غریب کہا۔ جابرؓ کی حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اس میں بقیہ راوی مدلّس ہے اور عنعنہ سے روایت کرتا ہے۔ ابوہریرہؓ کی حدیث میں بعض علتیں ہیں مثلاً اسکے راوی مکحول نے ابوہریرہؓ سے سماع نہیں کیا۔ عبداللہ بن عمروؓ کی حدیث کی سند ناقابل قبول ہے۔ اس باب میں ابن عمرؓ کی وہ حدیث جید تر ہے۔ جسے ترمذی نے حسن صحیح غریب کہا ہے، اور ابن عمرؓ نے اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ: اس امت میں یا میری امت میں خسف مسخ اور قذف ہوگا جو اہل قدر میں ہوگا۔ بدعتی طوائف میں سے خوارج کی مذمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طریقوں سے ثابت ہے، کیونکہ ان کا پہلا بانی اور رئیس ذوالثدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھا اور اس نے ایک بار تقسیم کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا تھا۔ اس کا واقعہ صحاح میں موجود ہے۔ جہانتک دوسری بدعتوں کا تعلق ہے مثلاً ارجاء، رفض، قدر، تجہم اور حلول وغیرہ، یہ عصر صحابہ کے تقریباً ختم ہو جانے کے بعد پیدا ہوئی تھیں۔ قدریہ کی بدعت صحابہ کے دور کے آخر میں پیدا ہوئی تھیں اور جو اصحاب اس وقت زندہ تھے انہوں نے اس کا رد کیا تھا مثلاً

ابن عمر اور ابن عباس اور قدریہ کی مذمت کی اکثر روایات صحابہ پر موقوف ہیں۔ انہوں نے جو کچھ قدریہ کی مذمت میں فرمایا وہ منقول ہوا ہے (مگر رفض کی بدعت کا موجد اور بانی وہ فتنہ گر شخص تھا جو چھپا ہوا یہودی تھا اور تخریب کاری کی غرض سے منافقانہ طور پر مسلمان بن کر کوفہ، بصرہ اور مصر کے عوام میں فتنہ گری کرتا تھا، یعنی عبداللہ بن سبا، ابن السوداء کہتے تھے اس کی فتنہ پروری کے نتیجے خلیفہ برحق عثمان مظلوم کی شہادت واقع ہوئی اور پھر فتنوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی صحیح احادیث میں صحابہؓ کی بدگوئی کی مذمت وارد ہوئی ہے اور ان برگزیدہ بندوں کی مدح و ثنا میں دلائل کتاب و سنت اور اقوال اہل بیت بے شمار آئے ہیں۔

عہد صحابہ کے بعد ارجاء کا فتنہ پیدا ہوا اور بزرگان تابعین نے اس فتنے کا کافی و شافی رد کیا۔ تابعین کے دور کے بعد تجہم کا فتنہ پیدا ہوا اور یہ نشو نما پا کر برگ و بار لایا۔ ائمہ اسلام مثلاً احمد بن حنبل نے اس کا رد کیا اور مصائب برداشت کیں۔ اس کے بعد حلول کا فتنہ ایک بے ضرر بدعت کے طور پر ظاہر ہوا مگر اس نے بے شمار انسانوں کو گمراہ کیا۔ حسین الحلاج اسی فتنے کا سرغنہ تھا جو باطنی فرقے کا داعی اور شعبدہ باز تھا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ نے اس کا قلع قمع کیا۔

اللہ تعالیٰ کی سنت یہ رہی ہے کہ جونہی کوئی بدعت نمودار ہوئی، اسکی سرکوبی کیلئے اہل سنت میں سے کوئی صاحب عزم میدان میں اتر آیا اسطرح سے حزب اللہ اور حزب الشیطان کی جنگ جاری رہی اور اب بھی جاری ہے۔ واللہ غالب علی امرہ۔

۴۶۸۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ اَنَّ يَزِيْدَ بْنَ زُرَيْعٍ وَيَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ حَدَّثَاهُمْ قَالَا نَا عَوْفٌ نَا قَسَامَةُ بْنُ زُهَيْرٍ نَا اَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ مِنْ قُبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَرْضِ فَجَاءَ بَنُوْ اٰدَمَ عَلٰى قَدْرِ الْاَرْضِ جَاءَ مِنْهُمُ الْاَبْيَضُ وَالْاَحْمَرُ وَ الْاَسْوَدُ وَبَيْنَ ذٰلِكَ وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ نَا دَ فِيْ حَدِيْثِ يَحْيَى وَبَيْنَ ذٰلِكَ وَالْاِخْبَارُ فِيْ حَدِيْثِ يَزِيْدَ ط۔

ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی کی مٹھی سے پیدا فرمایا جسے اس نے ساری زمین سے لیا تھا۔ پس بنی آدم زمین کی مقدار کے موافق پیدا ہوئے، بعض سرخ، بعض سفید، بعض سیاہ اور بعض انکے بین بین، اور نرم اور سخت اور خبیث اور طیب (ترمذی نے اسے روایت کر کے حسن صحیح کہا ہے)

۴۶۸۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ نَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُوْرَ بْنَ الْمُعْتَمِرِ يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَبِيْبٍ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا فِيْ جَنَازَةٍ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ

فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِالْمِخْصَرَةِ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا قَدْ كُتِبَتْ سَعِيدَةً أَوْ شَقِيَّةً قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا نَبِيَّ اللهِ أَوَلَا نَمْكُثُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ لَيَكُونَنَّ إِلَى السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشِّقْوَةِ لَيَكُونَنَّ إِلَى الشِّقْوَةِ فَقَالَ اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِلسَّعَادَةِ وَأَمَّا أَهْلُ الشِّقْوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِلشِّقْوَةِ ثُمَّ قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى ط

ترجمہ: حضرت علیؓ نے کہا کہ ہم بقیع الغرقد کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو بیٹھ گئے اور آپؐ کے پاس ایک چھڑی تھی۔ آپؐ اس چھڑی کے ساتھ (سر جھکائے ہوئے) زمین کو کریدنے لگے۔ پھر آپؐ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: تم میں سے ہر ایک اور ہر پیدا ہونیوالے بچے کی جہنم یا جنت میں لکھی ہوئی ہے۔ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ یہ نیک بخت ہوگا یا بد بخت۔ علیؓ نے کہا کہ لوگوں میں سے ایک شخص بولا: کیا ہم اپنے لکھے ہوئے پر نہ ٹھہرے رہیں اور عمل کو نہ چھوڑ دیں کیونکہ سعادت مند اپنی سعادت کی طرف لامحالہ جائے گا، اور بد بخت اپنی شقاوت کی طرف لازماً جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا: عمل کئے جاؤ کیونکہ ہر ایک کو توفیق دی جاتی ہے، اہل سعادت کو سعادت کی توفیق دیجاتی ہے اور اہل شقاوت کو بدبختی کی توفیق ملتی ہے۔ پھر نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے عطا کیا اور ڈرا اور اچھی بات کی تصدیق کی تو ہم اسے آسانی کی توفیق دیں گے، اور جس نے بخل کیا اور بے پروا رہا اور اچھائی کی تکذیب کی تو ہم اس کے لئے تنگی کی توفیق پیدا کر دیں گے۔ (سورۃ واللیل۔ یہ حدیث بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

شرح: بقول علامہ خطابی سائل نے ایک جامع و مانع سوال پیش کیا تھا جس کا جواب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی وشافی فرمادیا۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ تقدیر کے مسئلے میں قیاس نہیں چلتا اور مطالبہ و اعتراض متروک ہے۔ یہ مسئلہ ان مسائل میں سے نہیں ہے جن کے معانی انسان کو معلوم ہیں اور انسانی معاملات ان پر چلتے ہیں۔ جس شخص کو عمل صالح کی توفیق دی گئی اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوا یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ فائز المرام ہے اور جسے یہ توفیق نہ ملی بلکہ وہ دوسری راہ پر چل نکلا اور اس کا خاتمہ شریر ہوا تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ ناکام رہنے والوں سے ہوگا۔ یہ ظاہری علامات ہیں۔ غیب کے معاملے کو مخلوقات سے مستور رکھا گیا ہے اور اس کا علم صرف خالق کائنات کو ہے۔ جیسا کہ قیامت کے وقت کا علم مخلوق سے مخفی رکھا گیا ہے۔ حتیٰ کہ سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے لاعلمی کا اظہار فرمایا، ہاں! اس کی کچھ علامات بیان فرمائیں کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں گی تو پھر کسی وقت وہ حادثۂ عظمیٰ پیش آجائے گا۔

۴۶۸۵ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ نَا أَبِي نَا كَهْمَسٌ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى

بْنِ يَعْمُرَ قَالَ كَانَ أَوَّلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَاجَّيْنِ أَوْ مُعْتَمِرَيْنِ فَقُلْنَا لَوْ لَقِيْنَا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ فِي الْقَدَرِ فَوَفَّقَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ دَاخِلًا فِي الْمَسْجِدِ فَاكْتَنَفْتُهُ أَنَا وَصَاحِبِي فَظَنَنْتُ أَنَّ صَاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلَامَ إِلَيَّ فَقُلْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَيَتَقَفَّرُوْنَ الْعِلْمَ يَزْعُمُوْنَ أَنْ لَا قَدَرَ وَالْأَمْرَ أُنُفٌ فَقَالَ إِذَا لَقِيْتَ أُولٰٓئِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي بَرِيْءٌ مِنْهُمْ وَهُمْ بُرَاءُ مِنِّي وَالَّذِيْ يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ لِأَحَدِهِمْ ذَهَبًا مِثْلَ أُحُدٍ فَأَنْفَقَهُ مَا قَبِلَهُ اللّٰهُ مِنْهُ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا نَعْرِفُهُ حَتّٰى جَلَسَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيْمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ

عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا قَالَ أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ يَا عُمَرُ هَلْ تَدْرِي مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ ط

ترجمہ: یحییٰ بن یعمر نے کہا کہ بصرہ میں سب سے پہلے مسئلہ تقدیر پر کلام کرنے والا معبد جہنی تھا۔ پس میں اور حمید بن عبدالرحمٰن حمیری حج یا عمرہ کرنے کے لیے گئے۔ ہم نے کہا کہ اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے ملیں تو ان منکرین تقدیر کے قول کے متعلق ان سے دریافت کریں گے۔ پس اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہ توفیق دی کہ ہم عبداللہ بن عمرؓ سے مسجد کے اندر ملے۔ میں اور میرے ساتھی نے انہیں گھیر لیا۔ میں نے گمان کیا کہ میرا ساتھی مجھ کو بات کرنے کی اجازت دے گا۔ پس میں نے کہا! اے ابوعبدالرحمٰن! ہمارے علاقے میں کچھ لوگ ظاہر ہوئے ہیں جو قرآن پڑھتے اور علم کی تلاش میں رہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تقدیر کچھ نہیں اور دنیا کا معاملہ بغیر کسی مقدم فیصلے سے چلتا ہے۔ پس عبداللہ نے کہا کہ جب تو ان سے ملے تو کہہ دینا کہ میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں (میرا ان کا کوئی تعلق نہیں ہے) اس خدا کی قسم جس کی قسم عبداللہ بن عمر کھاتا ہے اگر ان میں سے کسی کے پاس اُحد پہاڑ کی مانند سونا ہو اور وہ اسے (نیکی میں) خرچ کر دے تو اللہ اس سے اس وقت تک قبول نہ کرے گا جب تک کہ وہ قدر پر ایمان نہ لائے۔ پھر عبداللہ بولے کہ مجھے عمر بن الخطاب نے حدیث سنائی کہ اس اثنا میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اچانک ہم پر ایک مرد نمودار ہوا جس کا لباس بہت سفید تھا اور بال نہایت سیاہ تھے۔ اس پر سفر کا کوئی نشان نظر نہ آتا تھا اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا۔ حتیٰ کہ وہ رسول کے سامنے آ بیٹھا اور اپنے گھٹنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنی ہتھیلیاں اپنی (یا حضور کی) رانوں پر رکھ دیں اور بولا: اے محمدؐ! مجھے اسلام کی خبر دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کا رسول ہے اور تو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور اگر آمد و رفت کی استطاعت ہو تو خانۂ خدا کا حج کرے۔ اس نے کہا: آپؐ نے سچ فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم اس پر حیران تھے کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے پھر وہ بولا کہ: اب مجھے ایمان کی خبر دیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا: یہ کہ تو اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر ایمان لائے اور خیر و شر تقدیر پر ایمان لائے۔ وہ بولا آپؐ نے سچ فرمایا، پھر وہ بولا کہ مجھے احسان کی خبر دیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت یوں کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے کیونکہ اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے۔ وہ بولا کہ مجھے قیامت کی خبر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: جس سے پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے اسکی علامات بتائیے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی، اور یہ کہ ننگے پاؤں والے ننگے بدن والے محتاج بھیڑ بکریاں چرانے والے لوگوں کو بڑی بڑی عمارتیں بناتے ہوئے دیکھے گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ پھر وہ شخص چلا گیا اور میں کچھ دیر ٹھہرا تو حضورؐ نے فرمایا: اے عمر! جانتے ہو کہ یہ سائل کون تھا۔ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں حضورؐ نے فرمایا کہ وہ جبرئیل تھا جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آیا تھا۔ (مسلم، ترمذی، نسائی

ابن ماجہ) بخاری نے اسی قسم کی روایت ابوہریرہ سے کی ہے۔

شرح ؛ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث سن کر ثابت کیا کہ قدر پر ایمان لانا اسلامی عقائد کا جزو ہے پس جو آدمی اس کا انکار کرتا ہے وہ اسلامی عقیدے کا منکر ہے۔ اس حدیث میں ایمان کا لفظ فقط عقائد کے لیے آیا ہے اور اسلام کا لفظ بنیادی عبادات اور توحید و رسالت کے تلفظ پر بولا گیا ہے۔ وفد عبدالقیس کے بیان میں حدیث ابن عباسؓ میں کلمہ شہادت اور عبادات کے ارکان پر ایمان کا لفظ بولا گیا ہے۔ پس یہ دونوں الفاظ کبھی ہم معنیٰ ہوتے ہیں اور کبھی ایمان صرف عقاید کو اور اسلام صرف بنیادی عبادات کو کہا جاتا ہے، کیونکہ ایمان کا معنیٰ تصدیق ہے اور اسلام کا معنیٰ عملاً جھکنا اور مطیع ہونا ہے، اور قول کا ثبوت جوارح کا فعل ہوتا ہے اور فعل کی درستی قلبی تصدیق اور نیّت و عزیمت کے ساتھ ہوتی ہے، اور ان سب کے مجموعے کا نام دین ہے، اسی لئے حضورؐ نے فرمایا: یہ جبرئیل تھا جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آیا تھا۔ اور احسان کا معنیٰ یہاں پر اخلاص ہے جو ایمان و اسلام ہر دو کی صحت کی شرط ہے۔ اَنْ تَلِدَ الْاَمَۃُ رَبَّتَہَا کا مطلب یہ ہے کہ شاہی گھرانے لونڈیاں لائیں گے اور ان کی اولاد سے حکام و ملوک نکلیں گے۔ عالۃ عائل کی جمع ہے جس کا معنیٰ ہے فقراء۔

۴۶۸۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا لَقِيْنَا عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ فَذَكَرْنَا لَهُ الْقَدَرَ وَمَا يَقُوْلُوْنَ فِيْهِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ زَادَ قَالَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ اَوْ جُهَيْنَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْمَا نَعْمَلُ اَفِيْ شَيْءٍ قَدْ خَلَا وَمَضٰى اَوْ فِيْ شَيْءٍ يُسْتَانَفُ الْاٰنَ قَالَ فِيْ شَيْءٍ قَدْ خَلَا وَمَضٰى فَقَالَ الرَّجُلُ اَوْ بَعْضُ الْقَوْمِ فَفِيْمَ الْعَمَلُ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ مُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ اَهْلَ النَّارِ مُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ ط

ترجمہ ؛ اس حدیث کی دوسری روایت میں یحییٰ ابن یعمر اور حمید بن عبدالرحمٰن دونوں نے کہا کہ ہم عبداللہ بن عمرؓ سے ملے اور انکے سامنے تقدیر کا ذکر کیا اور لوگ جو کچھ اس میں کہتے ہیں وہ انہیں بتایا آگے اس میں یہ اضافہ ہے کہ مزینہ یا جہینہ کے ایک شخص نے حضورؐ سے سوال کیا اور کہا ؛ یا رسول اللہ ہم کس چیز میں عمل کرتے ہیں ؟ کیا ایسی چیز میں جو ماضی میں گزر چکی ہے (یعنی تقدیر الٰہی میں) یا ایسی چیز میں جواب از سر نو ہوتی ہے ؟ فرمایا ؛ ایسی چیز میں جو گزر چکی ہے۔ پھر اس آدمی نے کہا، یا قوم میں سے کسی آدمی نے کہا ؛ پھر عمل کاہے میں ہے ؟ (یعنی عمل کا کیا فائدہ) فرمایا کہ جنّت والوں کو اہل جنت کے اعمال کی توفیق دی جاتی ہے اور دوزخ والوں کو اہل جہنم کے اعمال کی۔

۴۶۸۷ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ نَا الْفِرْيَابِيُّ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ نَا عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنِ ابْنِ يَعْمَرَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ يَزِيدُ وَ يَنْقُصُ قَالَ فَمَا الْإِسْلَامُ قَالَ إِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءُ الزَّكٰوةِ وَحَجُّ الْبَيْتِ وَصَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ وَالْاِغْتِسَالُ مِنَ الْجَنَابَةِ قَالَ أَبُو دَاؤدَ عَلْقَمَةُ مُرْجِئٌ ط

ترجمہ: ابن یعمر کی وہی حدیث ایک اور سند سے جس میں کچھ کمی بیشی ہے اور اس میں ہے کہ: جبرئیل نے کہا اسلام کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا، ماہ رمضان کا روزہ رکھنا اور جنابت کا غسل کرنا۔ ابو داؤد نے کہا کہ علقمہ (راوی حدیث) مرجئہ میں سے تھا (علقمہ بن مرثد حضرمی کوفی تھا۔ اس کی حدیث پر بخاری اور مسلم دونوں نے اعتبار کیا ہے)

۴۶۸۸ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا جَرِيرٌ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ بَيْنَ ظَهْرَيْ أَصْحَابِهِ فَيَجِيءُ الْغَرِيبُ فَلَا يَدْرِي أَيُّهُمْ هُوَ حَتّٰى يَسْأَلَ فَطَلَبْنَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَجْعَلَ لَهُ مَجْلِسًا يَعْرِفُهُ الْغَرِيبُ إِذَا أَتَاهُ قَالَ فَبَنَيْنَا لَهُ دُكَّانًا مِنْ طِينٍ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَكُنَّا نَجْلِسُ بِجَنْبَتَيْهِ وَذَكَرَ نَحْوَ هٰذَا الْخَبَرِ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ وَذَكَرَ هَيْئَتَهُ حَتّٰى سَلَّمَ مِنْ طَرَفِ السِّمَاطِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ قَالَ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ: ابوذرؓ اور ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے اندر بیٹھا کرتے تھے۔ کوئی باہر سے آنے والا آتا تو اسے معلوم نہ ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سے ہیں، حتی کہ اسے پوچھنا پڑتا تھا۔ پس ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی کہ ہم آپؐ کے لئے ایک بیٹھنے کی جگہ بنا دیں تاکہ دور سے آنے والے آپ کو پہچان سکیں۔ راوی نے کہا کہ ہم نے پھر آپؐ کے لئے مٹی کا ایک چبوترہ بنایا اور آپؐ اس پر بیٹھے اور ہم آپؐ کے دونوں طرف — دائیں بائیں — بیٹھتے تھے۔ پھر راوی نے اوپر والی حدیث کی مانند بیان کیا۔ پس ایک شخص آیا، راوی نے اس کی حقیقت کا ذکر کیا، حتی کہ اس نے لوگوں کی طرف سے ہو کر سلام کیا۔ پھر وہ بولا: اے محمدؐ! آپ پر سلام ہو، راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

(مسلم، نسائی، ابن ماجہ نے یہ پوری حدیث صرف ابوہریرہ سے روایت کی ہے) یہ ابتداء کا واقعہ ہوگا، ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے تکلفات کو پسند نہ فرماتے تھے۔ شائد ضرورت کے پیش نظر کچھ وقت کیلئے اسے پسند کیا ہوگا۔ خطبہ کے لئے منبر وغیرہ پر بلند جگہ بیٹھنا یا کھڑا ہونا دوسری بات ہے کیونکہ وہ عام مجلس سے ممتاز چیز ہے اور خطاب کی خاطر بنائی گئی ہے۔

۴۶۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي سِنَانٍ عَنْ وَهْبِ ابْنِ خَالِدٍ الْحِمْصِيِّ عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ أَتَيْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَقُلْتُ لَهُ وَقَعَ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِنَ الْقَدَرِ فَحَدِّثْنِي بِشَيْءٍ لَعَلَّ اللّٰهَ تَعَالَى أَنْ يُذْهِبَهُ مِنْ قَلْبِي فَقَالَ لَوْ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى عَذَّبَ أَهْلَ سَمٰوٰتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ وَلَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَعَالَى مَا قَبِلَهُ اللّٰهُ تَعَالَى مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَأَنَّمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ وَلَوْ مُتَّ عَلَى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ قَالَ ثُمَّ أَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ ثُمَّ أَتَيْتُ حُذَيْفَةَ ابْنَ الْيَمَانِ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ ثُمَّ أَتَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَحَدَّثَنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ ؏

ترجمہ: ابن الدیلمی نے کہا کہ میں ابی بن کعب کے پاس گیا اور ان سے کہا: میرے دل میں تقدیر کے متعلق کچھ غلجان واقع ہوا ہے۔ آپ مجھے کوئی حدیث سنائیں، شاید اللہ اسے میرے دل سے دور فرما دے۔ پس ابی بن کعبؓ نے کہا کہ اگر اللہ تعالے اپنے آسمانوں اور زمین کی مخلوق کو عذاب دے تو یہ اس کا ظلم نہ ہوگا (وہ خالق و مالک و رازق ہے) اور اگر وہ ان پر رحم کرے تو اس کی رحمت ان کے لئے ان کے اعمال سے بہتر ہوگی (اعمال کی جزا بھی تو اس کا فضل و رحمت ہے)۔ اور اگر تو اللہ کی راہ میں اُحد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کر دے تو جب تک تو قدر پر ایمان نہ لائے گا، اللہ اس کو تجھ سے قبول نہ کرے گا۔ اور جب تک تو یہ نہ جان لے کہ جو کچھ تجھ پر گزرا ہے وہ تجھ سے خطا کر نیوالا نہ تھا، اور جس نے خطا کی وہ تجھے پہنچنے والا نہ تھا (اس وقت تک مومن نہیں ہوگا) اور اگر تو اس عقیدے کے علاوہ دوسرے عقیدے پر مر جائے گا تو جہنم میں داخل ہو۔ ابن الدیلمی نے کہا کہ پھر میں عبداللہؓ بن مسعود کے پاس گیا تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا۔ کہا کہ پھر میں حذیفہؓ بن الیمان کے پاس گیا تو اس نے بھی اسی طرح کہا۔ ابن الدیلمی نے کہا کہ پھر میں زیدؓ بن ثابت کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے نبی صلی اللہ علیہ سے اسی کی مانند حدیث سنائی۔ (یہ حدیث ابن ماجہ نے بھی روایت کی ہے۔ اس کی سند میں ابوسنان راوی ہے جس پر امام احمد وغیرہ نے کچھ کلام کیا ہے)

شرح: ابن الدیلمی کی کنیت ابو بسر یا ابو بشر ہے اور نام عبداللہ بن فیروز ہے۔ فیروزؓ دیلمی صحابی تھے جنہوں نے اسود عنسی نبی کاذب کو قتل کیا تھا۔ زیدؓ بن ثابت نے اس حدیث کو مرفوع کر دیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ موقوف ہوتی۔ مفاد اس کا یہ ہے کہ دراصل اللہ کے ذمہ کوئی حق نہیں۔ وہ خالق، مالک، رازق، محیی اور ممیت ہے۔ کسی کو اس سے کوئی مطالبہ کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ اس حدیث میں مسئلہ قدر کا وہ پہلو لیا گیا ہے جس کے باعث ملحدین قدریہ اسے ظالم قرار دیتے تھے، کہ اگر تقدیر برحق ہے تو اللہ تعالیٰ معاذ اللہ ظالم ہے۔ ظلم کا سوال وہاں ہے جہاں کسی کی حق تلفی ہو اور جب یہ نہیں تو ظلم کیسا؟

۴۶۹۰۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ الْهُذَلِيُّ نَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ رَبَاحٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي عَبْلَةَ عَنْ أَبِي حَفْصَةَ قَالَ قَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ إِنَّكَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ حَقِيقَةِ الْإِيمَانِ حَتَّى تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ اكْتُبْ فَقَالَ رَبِّ وَمَاذَا أَكْتُبُ قَالَ اكْتُبْ مَقَادِيرَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ يَا بُنَيَّ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ عَلَى غَيْرِ هَذَا فَلَيْسَ مِنِّي

ترجمہ: عبادہؓ بن صامت نے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! تو ہرگز ایمان کا مزہ نہیں چکھ سکتا جب تک یہ نہ جان لے کہ جو مصیبت تجھے پہنچی ہے وہ خطاء کرنے والی نہ تھی، اور جو چیز نہیں پہنچی وہ تجھے ملنے والی نہ تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ نے سب سے پہلے جو چیز پیدا کی وہ قلم تھا۔ پس اس سے فرمایا لکھ! اس نے کہا اے میرے رب میں کیا لکھوں؟ فرمایا قیامت کے قائم ہونے تک ہر چیز کی مقادیر (مقداروں اور تقدیروں) کو لکھ۔ اے میرے پیارے بیٹے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا تھا کہ جو شخص اسکے علاوہ کسی اور عقیدے پر مرے وہ مجھ سے نہیں۔

۴۶۹۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا سُفْيَانُ ح وَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ الْمَعْنَى قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ مُوسَى يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُونَا خَيَّبْتَنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ آدَمُ أَنْتَ مُوسَى اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِكَلَامِهِ وَخَطَّ لَكَ بِيَدِهِ التَّوْرَاةَ تَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدَّرَهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً فَحَجَّ آدَمُ

مُوْسٰى قَالَ اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاؤُسٍ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ ط

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمؑ اور موسیٰؑ میں جھگڑا ہوگیا۔ پس موسیٰ نے کہا کہ اے آدمؑ! تو ہمارا باپ ہے (مگر اس کے باوجود) تو نے ہم سے خیانت کی (یا ہمیں بدنصیب بنا ڈالا) اور ہمیں جنت سے نکلوا دیا۔ اس پر آدمؑ نے کہا: تو موسیٰ ہے، تجھے اللہ نے اپنے کلام سے نوازا (برگزیدہ کیا) اور اپنے دست قدرت سے تیرے لئے تورات لکھی۔ تو مجھے ایسی بات پر ملامت کرتا ہے جو اس نے مجھ کو پیدا کرنے سے چالیس برس پہلے مجھ پر لکھ دی تھی۔ پس آدمؑ موسیٰؑ پر غالب آگئے۔
(بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: علامہ خطابی نے کہا ہے کہ بعض لوگ قضاء وقدر کا معنیٰ جبر سمجھتے ہیں، یعنی ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ بندوں کو اپنی قضاء وقدر پر مجبور کرتا ہے، اور ان کے نزدیک آدمؑ کا موسیٰؑ پر غلبہ اس جہت سے تھا کہ آدمؑ نے جبر کو ثابت کر دیا اور موسیٰ خاموش رہ گئے حالانکہ معاملہ یہ نہیں ہے۔ یہ لوگوں کا محض وہم ہے۔ اس کا معنیٰ فقط یہ ہے کہ بندوں کے افعال اور کسب کا علم اللہ تعالیٰ کو پہلے سے تھا۔ یہ علم و تقدیر جبر نہیں ہے۔ قدر اس چیز کا نام ہے جو قادر کے فعل سے صادر ہوئی مگر پہلے سے مقدر تھی۔ جیسے کہ ھدم، قبض اور نشر ان چیزوں کے نام ہیں جو ہادم، قابض اور ناشر کے فعل سے صادر ہوئیں، اور قضاء کا معنیٰ خلق ہے: فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ یعنی اللہ نے سات آسمان پیدا فرمائے۔ پس جو کچھ پہلے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے بندے اسے اپنے افعال واکساب سے قصد و ارادہ اور تعمّد و اختیار سے کرتے ہیں۔ ان پر حجت اگر لازم ہوتی ہے اور ملامت اگر لاحق ہوتی ہے تو ان کے فعل وکسب اور قصد و ارادہ کے باعث۔ خلاصۂ گفتگو اس باب میں یہ ہے کہ یہ دو امر ہیں جو ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے، ایک بنیاد کی مانند ہے اور دوسرا عمارت کی طرح۔ جو شخص انہیں جدا کرنا چاہے وہ در اصل عمارت کو گرانا چاہتا ہے۔ اب جہاں تک آدمؑ کے موسیٰؑ پر غلبے کا تعلق ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ آدم اس درخت کا پھل کھائے گا لہٰذا اس کے لئے ممکن نہ تھا کہ وہ علم الٰہی کو رد کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کی پیدائش سے پہلے ہی اعلان فرما دیا تھا کہ "میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں"۔ پس آدمؑ کو زمین کے لئے پیدا کیا گیا، پس لامحالہ اسے جنت سے زمین کی طرف منتقل کرنا تھا۔ درخت کا پھل کھانا اس کے جنت سے جانے اور زمین میں بحیثیت خلیفہ و والی بھیجے جانے کا سبب تھا۔ پس آدم کی دلیل کا یہ وہ پہلو تھا جس کے باعث وہ موسیٰ پر غالب رہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ پھر اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آدم کو سرزنش بالکل نہ ہوتی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سرزنش موسیٰ کی طرف سے ساقط ہے کیونکہ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ دوسرے کو اس کے گزشتہ گناہ یا لغزش پر عار دلائے کیونکہ تمام مخلوق عبودیت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں مساوی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ "بندوں کے گناہوں کو رب بن کر مت دیکھو بلکہ بندے بن کر دیکھو"۔ یعنی بندہ خطاکار ہے، غلطی کا امکان ہر ایک سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آدمؑ کے لئے ملامت و سرزنش لازم تھی کیونکہ وہ اسے امر و نہی کر چکا تھا۔ جب اس نے نہی کی مخالفت کی تو سرزنش کا حق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو پہنچتا تھا۔ موسیٰؑ کے قول میں اگرچہ بظاہر حجت قوی نظر آتی ہے اور قلوب میں شبہ پیدا ہوتا ہے مگر اس کا تعلق آدمؑ کے فعل سے تھا، اور آدم کا جواب اسلئے قوی تھا کہ انہوں نے اساس کو بیان کیا جسے ترجیح حاصل تھی۔

مولانا نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص آدمؑ کے قول کو حجت بنا کر کبائر کا ارتکاب کرنا اور حرمات کو توڑنا چاہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا دار التکلیف (شرعی احکام کا مقام) ہے یہاں پر یہ استدلال جائز نہیں۔ عالم آخرت میں جہاں احکام شرعیہ کا سوال

نہ ہوگا، یہ استدلال جائز ہے۔ آدمؑ نے بھی دنیا میں توبہ واستغفار کیا تھا اور تقدیر کا سہارا لے کر اپنے فعل کا جواز نہیں نکالا تھا۔

۴۶۹۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوسَى قَالَ يَا رَبِّ أَرِنَا آدَمَ الَّذِي أَخْرَجَنَا وَنَفْسَهُ مِنَ الْجَنَّةِ فَأَرَاهُ اللَّهُ آدَمَ فَقَالَ أَنْتَ أَبُونَا آدَمُ فَقَالَ آدَمُ نَعَمْ قَالَ أَنْتَ الَّذِي نَفَخَ اللَّهُ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَعَلَّمَكَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ أَخْرَجْتَنَا وَنَفْسَكَ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهُ آدَمُ وَمَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ أَنْتَ نَبِيُّ بَنِي إِسْرَائِيلَ الَّذِي كَلَّمَكَ اللَّهُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ لَمْ يَجْعَلْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ رَسُولًا مِنْ خَلْقِهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَفَمَا وَجَدْتَ أَنَّ ذَلِكَ كَانَ فِي كِتَابِ اللَّهِ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فِيمَ تَلُومُنِي فِي شَيْءٍ سَبَقَ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى فِيهِ الْقَضَاءُ قَبْلِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، موسٰیؑ نے کہا اے میرے پروردگار ہمیں وہ آدمؑ تو دکھلایئے جس نے ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے نکالا تھا۔ پس اللہ تعالٰی نے موسٰیؑ کو آدمؑ دکھائے۔ پس موسٰیؑ نے کہا، تو ہمارا باپ آدم ہے؟ آدمؑ نے کہا ہاں۔ پھر موسٰیؑ بولے، تو وہی ہے جس میں اللہ نے اپنی (طرف سے) رُوح پھونکی اور تمہیں سب نام سکھائے اور فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے تجھے سجدہ کیا؟ آدم نے کہا ہاں، موسٰیؑ نے کہا، تجھے کس چیز نے آمادہ کیا کہ تو نے ہمیں بھی اور اپنے آپ کو بھی جنت سے نکلوا دیا؟ پس آدمؑ نے کہا: کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں موسٰیؑ ہوں۔ آدمؑ نے کہا تو وہی نبی ہے بنی اسرائیل کا جس کے ساتھ اللہ نے پردے کے پیچھے سے کلام فرمایا اور تیرے اور اپنے درمیان اپنی مخلوق میں سے کسی کو قاصد نہ بنایا؟ موسٰیؑ نے کہا ہاں۔ آدمؑ نے کہا کہ پھر کیا تو نے یہ نہیں پایا کہ یہ میری پیدائش سے قبل اللہ کی کتاب میں تھا؟ اس نے کہا ہاں۔ آدمؑ نے کہا کہ پھر تو مجھے ایسی بات پر کیوں ملامت کرتا ہے جس کا فیصلہ اللہ تعالٰی نے پہلے سے فرما دیا تھا؟ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس آدمؑ موسٰیؑ پر دلیل میں غالب آ گئے، پس آدمؑ موسٰیؑ پر دلیل میں غالب آ گئے۔

۴۶۹۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ أَنَّ عَبْدَ الْحَمِيدِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ قَالَ قَرَأَ الْقَعْنَبِيُّ الْآيَةَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِينِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُونَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُونَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَفِيمَ الْعَمَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلَهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلَهُ بِهِ النَّارَ ط

ترجمہ: مسلم بن یسار جہنی سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا "جب تیرے رب نے بنی آدمؑ کو ان کی پشتوں سے نکال کر عہد لیا" الخ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس آیت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوتے سنا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: اللہ تعالٰے نے آدم کو پیدا کیا، پھر اسکی پشت کو اپنے دائیں ہاتھ سے چھوا اور اس سے اسکی کچھ اولاد نکالی اور فرمایا: ان کو میں نے جنت کے لئے پیدا کیا اور یہ جنت والوں کے عمل کریں گے۔ پھر اسکی پشت کو چھوا اور اسمیں کچھ اولاد نکالی تو فرمایا: ان کو میں نے آگ کے لئے پیدا کیا اور یہ اہل جہنم کے کام کریں گے۔ اس پر وہ شخص بولا: یا رسول اللہ پھر عمل کا کیا فائدہ ہوا؟ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے جب کسی بندے کو جنت کے لئے پیدا فرمائے تو اس سے جنتیوں کے کام کرواتا ہے حتٰی کہ وہ اہل جنت کے اعمال پر ہی مرتا ہے اور اللہ تعالٰی اسے جنت میں داخل کرتا ہے، اور جب بندے کو جہنم کے لئے پیدا کرتا ہے تو اس سے جہنمیوں والے عمل کرواتا ہے حتٰی کہ وہ اہل جہنم کے اعمال میں سے کسی عمل پر مرتا ہے تو اللہ تعالٰی اسکے سبب سے اسے جہنم میں داخل کر دیتا ہے۔ (ترمذی، نسائی۔ ترمذی نے اسے حدیث حسن کہا ہے)

شرح: یہ حدیث اس سند سے منقطع ہے کیونکہ مسلم بن یسار نے حضرت عمرؓ سے نہیں سنا۔ اس کے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان

ایک اور راوی نعیم بن ربیعہ ہے۔ مسلم بن یسار مجہول بھی ہے۔ مگر اس کا مضمون صحیح ہے جو دوسری سندوں سے حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کی روایات میں ثابت ہے۔

۴۶۹۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى نَا بَقِيَّةُ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ جُعْثُمٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَحَدِيثُ مَالِكٍ أَتَمُّ ط

ترجمہ: مسلم بن یسار نے نعیم بن ربیعہ سے روایت کی، اس نے کہا کہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھا آلخ اور اوپر کی حدیث تمام تر ہے۔

۴۶۹۵ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ نَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَقَبَةَ بْنِ مَصْقَلَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامُ الَّذِي قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ كَافِرًا وَلَوْ عَاشَ لَأَرْهَقَ أَبَوَيْهِ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ط

ترجمہ: ابن عباسؓ نے اُبیؓ بن کعب سے روایت کی، اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لڑکا خضر نے قتل کیا تھا وہ کفر پر پیدا ہوا تھا، اور اگر وہ زندہ رہتا تو اپنے والدین کو سرکشی اور کفر کا ہدف بنا لیتا (مسلم، ترمذی)

شرح: خضرؑ نے خود فرمایا تھا کہ "میں نے یہ کام از خود نہیں کیا" یعنی انہوں نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے ایسا کیا تھا۔ اتنا سنگین فعل کوئی شخص از خود نہیں کرسکتا۔ یہ حدیث بظاہر اس حدیث کے خلاف ہے جس میں حضورؐ نے فرمایا تھا: ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے آلخ لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آئندہ بڑا سرکش کافر بننے والا تھا، یعنی اگر زندہ ہوتا تو یوں ہوتا۔ گویا اسوقت اس میں کفر چھپا ہوا تھا جس کا اظہار آگے چل کر ہوتا۔ گو پیدا اسے بھی فطرتِ اسلام پر ہی کیا گیا تھا یعنی اس میں قبول اسلام کی استعداد موجود تھی چونکہ اللہ تعالےٰ موسیٰ علیہ السلام کو دکھانا چاہتا تھا کہ بعض علوم میں تجھ سے بڑا عالم دنیا میں موجود ہے اسلئے خضرؑ کا قصہ پیش آیا

۴۶۹۶ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ نَا الْفِرْيَابِيُّ عَنْ إِسْرَائِيلَ نَا أَبُو إِسْحٰقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي قَوْلِهِ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ

مُؤْمِنَيْنِ وَكَانَ طُبِعَ يَوْمَ طُبِعَ كَافِرًا ؕ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ ہم سے اُبی بن کعب نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالے کا یہ قول "وہ اس لڑکے کے ماں باپ مومن تھے"۔ مگر وہ لڑکا جس دن پیدا ہوا تھا کافر پیدا ہوا تھا (اسکی شرح اوپر گزر چکی ہے)

۴۶۹۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبْصَرَ الْخَضِرُ غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَتَنَاوَلَ رَأْسَهُ فَقَلَعَهُ فَقَالَ مُوسَى أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً الْآيَةَ ؕ

ترجمہ: ابن عباس نے کہا کہ مجھ کو اُبی بن کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی: خضر نے ایک لڑکے کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا پس اس کا سر پکڑا اور اسے تن سے اکھاڑ دیا۔ پس موسیٰ نے کہا: کیا تو نے ایک بے گناہ جان کو بلا سبب مار ڈالا ہے؟ (یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جسے بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے)

۴۶۹۸ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ نَا شُعْبَةُ ح وَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ الْمَعْنَى وَاحِدٌ وَالْإِخْبَارُ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ نَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ إِنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ إِلَيْهِ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ رِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَعَمَلَهُ ثُمَّ يَكْتُبُ شَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ أَوْ قِيدُ ذِرَاعٍ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا (اور آپؐ صادق و مصدوق ہیں) کہ تم میں سے

ہر ایک کی پیدائش کو اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک جمع کیا جاتا ہے، پھر وہ علقہ بنتا ہے پھر مضغہ اسی طرح (یعنی چالیس چالیس دن میں) پھر اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جاتا جسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے۔ پس وہ اس کا رزق لکھتا ہے اور اس کی زندگی اور اس کا عمل، پھر یہ بھی لکھتا ہے کہ آیا وہ بدبخت ہے یا نیک بخت۔ پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ پھر تم میں سے کوئی جنت والوں جیسے عمل کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر لکھا ہوا غالب آتا ہے تو پھر وہ دوزخیوں کے اعمال کرنے لگتا ہے اور اس میں جا داخل ہوتا ہے، اور تم میں سے کوئی اہل جہنم کے سے عمل کرتا ہے حتیٰ کہ اس میں اور جہنم میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر لکھا ہوا آڑے آجاتا ہے تو وہ اہل جنت کے سے عمل کرنے لگتا ہے اور اس میں داخل ہو جاتا ہے (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: پہلے چالیس دن کے متعلق جو فرمایا کہ "اپنی ماں کے پیٹ جمع کیا جاتا ہے" کا مطلب عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ مروی ہے (خطابی) کہ نطفہ جب رحم میں گرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اگر چاہے کہ اس سے کسی انسان کو پیدا کرے تو وہ عورت کی کھال میں ہر ناخن اور ہر بال کے نیچے تک اڑ کر پہنچ جاتا ہے۔ پھر چالیس دن اسی طرح رہتا ہے پھر وہ خون بن کر رحم میں اترتا ہے۔ پس اس کے جمع کرنے کا یہ مطلب ہے۔

رحم مادر میں بچے پر جو مختلف اطوار و احوال گزرتے ہیں، جدید سائنس نے بھی کافی تحقیق و تجربات کے بعد وہی کچھ ثابت کیا ہے جو چودہ سو برس پہلے صادق و مصدوق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اس وقت نہ تو یہ تحقیق ہوئی تھی اور نہ ایسے آلات میسر تھے جن سے یہ تحقیق کی جا سکے۔ نبیؐ امیؐ نے جو کچھ فرمایا اللہ کی وحی سے فرمایا اور علم و فن نے اس کی حرف بحرف تصدیق کر دی۔ بعض احادیث میں مدت کی تحدید اس حدیث سے مختلف آئی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ حمل کی مدت چھ ماہ سے لیکر دو سال تک ہوتی ہے اور ان دونوں کے درمیان بہت سے مراتب ہیں۔ حافظ ابن القیم نے اس حدیث کے تحت ایک محققانہ بحث کی ہے جو قابل دید اور قابل داد ہے۔

۴۶۹۹ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ نَا مُطَرِّفٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعُلِمَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُونَ قَالَ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ ط

ترجمہ: عمرانؓ بن حصین نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: یا رسول اللہ! کیا جنت والوں کا جہنم والوں سے علم ہو چکا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ سائل نے کہا کہ پھر عمل کا ہے کیلئے ہے؟ فرمایا ہر ایک کے لیے وہ عمل آسان کر دیا جاتا ہے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے (بخاری، مسلم)

۴۷۰۰ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ حَكِيمِ بْنِ شَرِيكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ

مَیْمُوْنِ الْحَضْرَمِیِّ عَنْ رَبِیْعَۃَ الْجُرَشِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُجَالِسُوْا اَھْلَ الْقَدَرِ وَلَا تُفَاتِحُوْھُمْ ط

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے عمرؓ بن الخطاب سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا: اہل قدر کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا مت رکھو اور نہ انہیں پہلے سلام کہو۔ (اہل بدعت کے ساتھ مجلس اس لئے ممنوع ہوئی کہ ان کی وسوسہ اندازی سے عقیدے میں شک پیدا ہونیکا احتمال ہے اور یہی علت ان کے ساتھ زیادہ میل جول اور بات چیت اور سلام و کلام میں بھی ہے۔

بَابٌ ۱۹ فِیْ ذَرَارِیِّ الْمُشْرِکِیْنَ

مشرکوں کی اولادوں کا باب ۱۹

۴۷۱۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا اَبُوْ عَوَانَۃَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ اَوْلَادِ الْمُشْرِکِیْنَ قَالَ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا کَانُوْا عَامِلِیْنَ ط

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی اولاد کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا: اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کیا کرتے (بخاری، مسلم، نسائی)

شرح: علامہ خطابی نے کہا ہے کہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے سائل کے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا اور معاملہ اللہ کے سپرد فرما دیا۔ لیکن دراصل اس کا معنیٰ (بقول خطابی) یہ ہے کہ مشرکوں کی اولاد اپنے آباء و اجداد کے ساتھ ملحق کی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اگر وہ زندہ رہتے تو کفار و مشرکین ہوتے۔ اس معنیٰ کی صحت پر حدیث حضرت عائشہؓ دلالت کرتی ہے کہ جس طرح مومنوں کی اولاد دنیوی احکام میں انکے تابع ہوتی ہے اور کفار و مشرکین کی اولاد ان کے تابع ہوتی ہے، اسی طرح اخروی احکام میں بھی ہوگا۔

محدّث علیؒ القاری نے لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہوا ہے۔ بعض کے نزدیک کفار و مشرکین کی اولاد بھی اپنے ماں باپ کی طرح جہنمی ہے۔ دوسرے بعض کے نزدیک اصل فطرت پر نظر رکھتے ہوئے وہ جنتی ہے۔ بعض کے نزدیک وہ اہل جنت کے خادم ہوں گے۔ بعض نے کہا ہے وہ دوزخ اور جنت کے درمیان اعراف میں ہوں گے، یعنی نہ جنتی نہ جہنمی۔ بعض نے کہا ہے کہ ان میں سے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ وہ بڑے ہو کر مومن ہو جاتے وہ جنتی ہوں گے اور جن کے متعلق اسے علم ہے کہ وہ کافر ہوتے وہ جہنمی ہوں گے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس مسئلے میں توقف اولیٰ ہے کہ کوئی قطعی بات نہ کہی جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے جنتی یا دوزخی ہونے کی کوئی قطعی بات نہیں فرمائی۔ اکثر اہلسنّت کا مذہب توقف ہی ہے۔ ابن حجر نے کہا ہے کہ توقف کا حکم اسوقت تک تھا جب تک ان کے بارے میں کوئی فیصلہ نازل نہ ہوا

تھا اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔
مولانا محمد یحییٰ نے حضرت گنگوہیؒ سے نقل کیا کہ اس حدیث کے جملے "اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے" کا حاصل یہ ہے کہ جنت کا داخلہ کبھی تو اعمال کے باعث ہوتا ہے اور کبھی بعض اور عوارض کے باعث۔ سائل کا سوال صرف اس داخلے کے متعلق تھا جو اعمال کے باعث ہوتا ہے، پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس داخلے کی نفی فرمائی کہ ان کا داخلہ اعمال کے باعث نہ ہوگا کیونکہ ان کے اعمال ہی نہیں ہیں۔ جہاں تک دوسری قسم کے دخول کا تعلق ہے۔ آپؐ نے اس سے تعرض نہیں فرمایا اور نہ اس کا انکار کیا بلکہ اسے آپؐ نے ایک دوسرے ارشاد میں ثابت فرمایا کہ "ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے"۔ اور یہ بچے بھی چونکہ فطرت پر پیدا ہوئے تھے اور جو کچھ ان سے بچپن میں سرزد ہوا اس کا کوئی اعتبار نہیں، لہٰذا وہ بعد از ولادت بھی اسی طرح تھے جس طرح قبل از ولادت تھے۔ اور چونکہ وہ قبل از ولادت جہنمی نہ تھے لہٰذا بعد از ولادت بھی نہ ہوں گے، جبکہ بچپن میں ہی مر جائیں، اور یہ بھی اس لئے ہے کہ جو کفر ان کے اندر پوشیدہ تھا اسکی کوئی سزا نہیں دی جا سکتی، اور جو کچھ ان سے بچپن میں ظاہر ہوا اس کا کوئی اعتبار نہیں، پس اب ان کا حکم صرف باقی رہا جو پیدائش سے قبل تھا اور اسے حدیث میں بیان نہیں فرمایا گیا۔ کیونکہ ضرورت نہ تھی، اور فَهُمْ مِنْ آبَائِهِمْ کا بھی یہی مطلب لیا جائے گا کہ ان کے آباء و اجداد کا دخولِ نار ان کے عقاید و اعمال پر مرتب ہوا، پس اگر یہ بھی ان کی مانند بلوغت میں عمل کرتے تو جہنمی ہو جاتے، لیکن ان کے ایسے اعمال ہی نہیں لہٰذا ان کا دخول جہنم میں نہ ہوگا۔ جیسا کہ مومنین کی اولاد کا دخول جنت بھی اعمال کی بنا پر ہوگا۔ پس اس معاملے میں مومنوں کی اولاد اور مشرکوں کی اولاد کا حکم ایک جیسا ہے۔ ان میں سے کسی کا جنت یا جہنم میں داخلہ اعمال کی بنا پر نہیں ہوگا، اور حدیث میں اس مسئلہ کو چھیڑا ہی نہیں گیا۔ اس کے فیصلے کے لیے دیگر نصوص کی طرف نظر کی جائے گی جو ان کے دخولِ جنت کو ثابت کرتی ہیں، اور حضرت خدیجہؓ کی حدیث اس کے خلاف نہیں، کہ انہوں نے حضورؐ سے اپنی اس اولاد کے متعلق پوچھا جو جاہلیت میں مر چکی تھی تو حضورؐ نے فرمایا کہ وہ آگ میں ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہر مرتبہ اپنے سے اوپر کی نسبت سے نار کہلاتا ہے اور اہل عرب ہر شدت کو نار کہتے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ اعراف والے جب اپنا مقابلہ جنت والوں سے کریں گے تو اپنے آپ کو شدت (یعنی نار میں خیال کریں گے اور اگر مشرکوں کی اولاد کا جنت میں داخل ہونا بھی ثابت ہو جائے تو وہ اس قول کے خلاف نہیں کیونکہ ان کا دخولِ جنت کسی استحقاق کے بغیر غلاموں اور خادموں کے طور پر ہوگا اور ان کا وہ مقام نہیں جو اہل ایمان اور ان کی اولاد کا ہوگا۔ اسی طرح حضورؐ کا یہ ارشاد کہ اللہ تعالےٰ نے جنت اور جہنم کے لئے کچھ لوگ پیدا کئے درانحالیکہ وہ اپنے آباء کی پشتوں میں تھے اس میں اس امر کی صراحت نہیں کہ مشرکوں کی اولاد جہنمی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول اگرچہ برحق تھا مگر آپؐ نے انہیں علم کے بغیر اس قسم کے نازک مسائل میں حتمی بات کہنے پر سرزنش فرمائی تھی

حافظ ابن القیمؒ الجوزیہ نے اس مقام پر ایک محققانہ کلام کرتے ہوئے پہلے تو اس باب کی احادیث کو جمع کیا اور ان پر گفتگو کی ہے پھر اطفال کے بارے میں آٹھ اقوال نقل کئے ہیں: (۱) اس مسئلے میں توقف کیا جائے کیونکہ ظواہر حدیث مثلاً ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ کی حدیث اسی پر دلالت کرتی ہے (۲) اطفال مشرکین ناری ہیں۔ یہ ایک گروہ کا مذہب ہے مگر احمدؒ بن حنبل کی طرف اس کی نسبت غلط ہے (۳) بخاری کی حدیثِ سمرہؓ اور قرآن کی بعض آیات مثلاً وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا کی رو سے مشرکین کی اولادِ صغار جنتی ہے (۴) وہ جنت و دوزخ کے درمیان اعراف میں ہونگے، مگر بقول ابن القیمؒ یہ قول لاشیٔ ہے کیونکہ اعراف والوں کا انجام بھی جنت ہے (۵) وہ اللہ کی مشیئت کے تحت ہونگے، وہ جو چاہے گا ان کا فیصلہ

فرمائے گا۔ یہ قول بہت سے قدریہ اور جبریہ کا بھی ہے (۶) وہ اہل جنت کے خادم اور غلام ہوں گے، اور ابن القیم نے کہا کہ اس مضمون کی حدیث غیر ثابت ہے (۷) ان کا حکم دنیا و آخرت میں ان کے والدین جیسا ہے، یعنی جس طرح وہ دنیا میں والدین کے تابع سمجھے جاتے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی ان کے تابع ہونگے، خلاصہ یہ کہ جہنمی ہونگے (۸) ان کا آخرت میں امتحان لیا جائے گا اور اس کے نتیجے کے مطابق ہی فیصلہ کیا جائے گا۔ ابن القیم فرماتے ہیں کہ یہ قول سب سے عادل تر ہے اور اس سے تمام احادیث و دلائل کو جمع کیا جا سکتا ہے، جن احادیث میں ان کا جنتی ہونا آیا ہے ان سے مراد بعض کا جنتی ہونا ہے جو امتحان میں کامیاب ہونگے۔ باقی جہنمی ہونگے جیسا کہ بعض احادیث میں ان کا جہنمی ہونا مذکور ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

۴۷۰۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ نَا بَقِيَّةُ ح وَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ وَكَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمَذْحِجِيُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ الْمَعْنَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ذَرَارِيُّ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ هُمْ مِنْ آبَائِهِمْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ بِلَا عَمَلٍ قَالَ اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ فَذَرَارِيُّ الْمُشْرِكِينَ قَالَ مِنْ آبَائِهِمْ قُلْتُ بِلَا عَمَلٍ قَالَ اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ ط

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ ایمانداروں کی اولاد کا کیا حکم ہے؟ فرمایا وہ اپنے باپوں میں سے ہیں (یعنی ان کا حکم انہی جیسا ہے) پھر میں نے کہا: یا رسول اللہ! عمل کے بغیر ہی؟ فرمایا اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کیا کرتے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ پھر مشرکوں کی اولاد کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: وہ اپنے آباؤ میں سے ہیں۔ میں نے کہا عمل کے بغیر ہی؟ فرمایا: اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کیا کرتے۔

شرح: اس حدیث میں مشرکین کی اولاد کے جہنمی ہونے کی صراحت گو نہیں لیکن الفاظ کا تاثر یہی ہے کہ مطلب اس حدیث کا بظاہر یہی ہے۔ حافظ ابن القیم نے اس کے راوی عبداللہ بن ابی قیس پر تنقید کی ہے اور کہا ہے "لیس بذاک المشہور" "وہ کوئی اتنا مشہور نہیں ہے"، تفصیلی کلام اوپر گزر گئی ہے۔

۴۷۰۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ مِنَ الْأَنْصَارِ يُصَلِّي عَلَيْهِ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوبَى لِهَذَا لَمْ يَعْمَلْ شَرًّا وَلَمْ يَدْرِ بِهِ فَقَالَ أَوَ غَيْرُ ذَلِكَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْجَنَّةَ وَخَلَقَ لَهَا أَهْلًا وَخَلَقَهَا لَهُمْ وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ

وَخَلَقَ النَّارَ وَخَلَقَ لَهَا أَهْلًا وَخَلَقَهَا لَهُمْ وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ ط

ترجمہ: عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انصار کے ایک بچے کا جنازہ لایا گیا تاکہ اس پر آپ نماز پڑھائیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس کے لئے خوشخبری ہے۔ اس نے نہ کوئی برائی کی اور نہ برائی کو جانا۔ اس پر حضور نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ اس کے سوا دوسرا قول برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت پیدا کی اور اس کے لئے کچھ اہل پیدا فرمائے اور جنت کو ان کے لئے پیدا کیا حالانکہ وہ اپنے آباء کی پشت میں تھے، اور جہنم کو پیدا کیا اور اس کے لئے اہل پیدا کئے اور جہنم کو ان کے لئے پیدا کیا حالانکہ وہ اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے۔ (مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: اس حدیث میں جس بچے کے متعلق حضرت عائشہ کے قول پر حضور کا یہ ارشاد واقع ہوا ہے وہ بچہ کفار و مشرکین کا نہ تھا بلکہ ایک مسلم کا تھا۔ حافظ ابن القیم نے لکھا ہے کہ امام احمدؒ نے اس حدیث کو رد کیا اور اس میں طعن کیا ہے، اور کہا ہے کہ: مسلمانوں کی اولاد کے جنتی ہونے میں کون شک کر سکتا ہے، ان کے جنتی ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے مگر جن لوگوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ان کا کہنا یہ ہے کہ حضورؐ نے اس حدیث میں حضرت عائشہؓ پر انکار اس بنا پر فرمایا کہ انہوں نے حتمی طور پر ایک معین بچے کے جنتی ہونے کا حکم لگایا تھا۔ یہ شہادت ایسی ہے جیسے کوئی شخص ایک معین مسلم پر جنت کا حکم لگائے، بچہ چونکہ والدین کے تابع ہوتا ہے لہٰذا جب والدین پر یہ شہادت دینا غلط ہے اسی طرح بچے کے متعلق بھی یہ شہادت نہیں دی جا سکتی۔ معین اور مطلق میں فرق کرنا ضروری ہے۔ اجماع اہل حق اس بات پر منعقد ہوا ہے کہ اجمالی طور پر یہ کہا جائے: مسلمانوں کی اولاد جنت میں ان کے ساتھ ہوگی۔ یہ حدیث مسلم نے بھی روایت کی ہے مگر اس کے باوجود امام احمدؒ جیسے جلیل القدر محدث و فقیہ نے اس پر کلام فرمایا ہے۔

۴۰۷۴۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ كَمَا تَنَاتَجُ الْإِبِلُ مِنْ بَهِيمَةٍ جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّ مِنْ جَدْعَاءَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَرَأَيْتَ مَنْ يَمُوتُ وَهُوَ صَغِيرٌ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرَكَ يُوسُفُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا قِيلَ لَهُ إِنَّ أَهْلَ الْأَهْوَاءِ يَحْتَجُّونَ عَلَيْنَا بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ مَالِكٌ احْتَجَّ عَلَيْهِمْ بِآخِرِهِ قَالُوا

أَرَأَيْتَ مَنْ يَمُوتُ وَهُوَ صَغِيرٌ؟ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ ٭

ترجمہ: ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اسکے والدین اس کو یہودی اور عیسائی بنا لیتے ہیں، جیسے کہ اونٹ جو اولاد جنتے ہیں وہ عیوب سے سالم ہوتی ہے، کیا تو ان میں سے کسی کو کان کٹا محسوس کرتا ہے؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ بھلا یہ تو فرمائیے کہ جو بچپن میں مرجاتے ہیں (ان کا حکم کیا ہے؟) فرمایا: اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرتے (بخاری و مسلم نے اس معنیٰ کی حدیث ابوسلمہ عن ابی ھریرہ رضی روایت کی ہے) ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث میری موجودگی میں حارث بن مسکین پر پڑھی گئی، کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ بدعتی لوگ اس حدیث سے ہمارے خلاف استدلال کرتے ہیں۔ امام مالک نے فرمایا کہ حدیث کے آخری فقرے سے تم ان کے خلاف حجّت پیش کرو کہ جب حضور سے بچپن میں مرنیوالوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا کَانُوْا عَامِلِیْنَ۔

شرح: منذری نے کہا ہے کہ ابوداؤد نے اس حدیث کی تفسیر حماد بن سلمہ سے یہ ذکر کی ہے کہ وہ کہتا تھا: کہ ہمارے نزدیک وہ عہد ہے جو اللہ تعالےٰ نے ان کے آباء کی پشتوں لیا تھا: اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ؟ قَالُوْا بَلٰی۔ منذری فرماتے ہیں کہ حماد کے قول کا مطلب یہ ہے کہ دنیوی احکام میں فطری عہد وپیمان (ایمان) معتبر نہیں ہے۔ یہاں کسب و ارادہ سے حاصل شدہ شرعی ایمان معتبر ہے۔ وجہ یہ کہ فطری ایمان کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے ماں باپ اسے یہودی و نصرانی بنا دیتے ہیں۔ عبداللہ بن المبارک نے فطرت سے مراد اس حدیث میں ہر بچے کی جبلّت لی ہے۔ یعنی اس کی سعادت وشقاوت جو علم الٰہی میں اس کے متعلق موجود ہوتی ہے کہ وہ کافر ہوگا یا مومن ہوگا۔ پس ہر ایک اسی فطرت کی طرف جاتا ہے جس کا قضاء قدر میں اس کے بارے میں فیصلہ ہوتا ہے۔ بچے کی شقاوت کی دلیل یہ بھی ہے کہ وہ یہودی یا عیسائی کے گھر میں پیدا ہو اور وہ اسے اپنے مذہب کا پیرو بنا دیں۔ اگر وہ بچپن میں مرجائے تو چونکہ وہ والدین کے تابع ہوتا ہے لہٰذا وہ حکم شرع میں انہی کے تابع ہوگا (اس کے ساتھ مسلم بچے کا سا سلوک نہ کیا جائے گا یعنی نماز جنازہ اور کفن ودفن وغیرہ میں اور قانونی احکام میں) منذری نے کہا کہ حدیثِ عائشہ اوپر بیان کردہ مذہب کی مؤیّد ہے اور اُبیؓ بن کعب کی حدیث خضرؑ کے مقتول لڑکے کے بارے میں کہ وہ کافر ہی پیدا ہوا تھا، بھی اسکی تائید کرتی ہے۔

منذری نے کہا کہ اس حدیث کا ایک تیسرا معنیٰ بھی ہے، اور وہ یہ کہ فطرت سے مراد وہ فطرت سلیمہ ہے جو دین حق کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اگر بچے کو غلط ماحول نہ ملے تو اس میں استعداد ہوتی ہے کہ وہ اسلام کو قبول کرے۔ ماحول کے اثرات اور تقلید وغیرہ سے یہ فطرتِ سلیمہ مستور ہوجاتی ہے۔ اگر بچے کو اس کے والدین کافر یا مشرک نہ بناتے تو اسمیں قبول حق کی صلاحیت واستعداد موجود ہوتی۔ فطرت کا معنیٰ لغت میں ابتدائے خلق ہے۔ مولانا نے فطرت سے مراد یہی تیسرا معنیٰ کیا ہے۔ یعنی قبول حق کی استعداد وصلاحیت۔

۴۷۰۵ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ سَمِعْتُ

حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ يُفَسِّرُ حَدِيثَ كُلِّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ هَذَا عِنْدَنَا حَيْثُ أَخَذَ اللَّهُ الْعَهْدَ عَلَيْهِمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ حَيْثُ قَالَ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى ط

ترجمہ: حماد بن سلمہؓ اس حدیث: کل مولود یولد علی الفطرۃ کی تفسیر یہ بیان کرتا تھا کہ ہمارے نزدیک اس سے مراد وہ عہد و میثاق ہے جو اللہ تعالیٰ نے روز ازل میں لوگوں کے آباء و اجداد کی پشتوں میں لیا تھا کہ فرمایا: کیا میں تمہارا رب نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں؟

شرح: اس عہد و میثاق کے بارے میں مسند احمد کی حدیث ابن عباسؓ ہے جو مرفوع ہے۔ ابن عباسؓ اور عبداللہ بن عمروؓ سے اس مضمون کی موقوف احادیث بھی مروی ہے۔ بعض علمائے سلف و خلف نے اس عہد و شہادت سے یہ مراد لی ہے کہ اس کا مطلب بنی آدم کو توحید کی فطرت پر پیدا کرنا ہے۔ حسنؒ بصری نے اس آیت کی یہ تفسیر کی ہے کہ نسلاً بعد نسل انسانوں کی پیدائش، ان کا آباء و اجداد کے نطفوں سے نکلنا اور ان میں عقل و فکر کی صلاحیتیں پیدا کرنا خود اس بات پر شاہد ہے کہ ان کا ایک خالق و رب ہے جس کے سوا اور کوئی خالق و رب اور الٰہ نہیں ہے گویا یہ شہادتِ حال ہے اور اسکے ساتھ انبیاء کی تعلیم نے شہادتِ قال بھی بتائی ہے

۴۷۰۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى نَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَائِدَةُ وَالْمَوْءُودَةُ فِي النَّارِ قَالَ يَحْيَى قَالَ أَبِي فَحَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُ بِذَلِكَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ: عامر شعبیؒ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بچے کو زندہ دفن کرنے والی اور زندہ دفن کی جانیوالی جہنمی ہیں۔ یحییٰ بن زکریا ابن ابی زائدہ نے کہا کہ میرے باپ نے اپنی سند سے یہ حدیث عامر شعبی سے اور اس نے علقمہ سے اور اس نے ابن مسعودؓ سے اور اسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی (پس یہ حدیث مرسل نہیں بلکہ متصل ہے) موءودہ سے مراد اگر زندہ دفن کی جانے والی لڑکی لی جائے تو یہ ان لوگوں کی دلیل ہے جو اطفال مشرکین کو جہنمی کہتے ہیں۔ مگر الموءودہ سے مراد اس لڑکی کی ماں بھی لی گئی ہے، پس گاڑنے والی تو دایہ ہوئی اور جس کے لیے گاڑی گئی وہ بچی کی ماں ہوئی۔ یہ تاویل ان لوگوں نے کی ہے جو اطفال مشرکین کے جنتی یا کم از کم اصحاب اعراف میں ہونے کے قائل ہیں۔ اس مضمون پر اوپر کافی بحث ہو چکی ہے۔

۴۷۰۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْنَ أَبِي قَالَ أَبُوكَ فِي النَّارِ فَلَمَّا قَفَّى قَالَ إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ

فِی النَّارِ ؎

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا: یارسول اللہ میرا باپ کہاں ہے؟ حضورؐ نے فرمایا: تیرا باپ آگ میں ہے۔ پس جب وہ واپس مڑا تو حضورؐ نے فرمایا: میرا اور تیرا باپ آگ میں ہیں (مسلم) فتح الودود میں ہے کہ اس حدیث میں ابی سے مراد عمی (میرا چچا) بھی لیا گیا ہے۔ چونکہ آپؐ کا چچا آپؐ کا مربی تھا اس لیے اسے باپ کے لفظ سے یاد فرمایا۔ صحیح حدیث میں ہے کہ: آدمی کا چچا اس کے باپ جیسا ہوتا ہے۔ علماء نے اس مسئلے میں کلام کرنے سے منع کیا ہے مبادا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کا پہلو نکل آئے اور ایمان جاتا رہے۔ معاذ اللہ۔

۴۷۰۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ ؎

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: جناب رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا: شیطان ابن آدم میں یوں سرائت کرتا ہے جیسے کہ خون (اس کے رگ و پے) میں سرائت کرتا ہے (مسلم نے اسے مطوّل روایت کیا ہے) اس حدیث سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو پیدا کیا ہے اور اسے یہ طاقت دی ہے کہ انسان کے رگ و ریشے میں خون کی طرح سرائت کرے۔ مگر باب کے عنوان ذراریّ المشرکین کے ساتھ اس حدیث کا بظاہر کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ یہ حدیث بخاری مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے امّ المومنین صفیہؓ سے مرفوعًا روایت کی ہے۔

۴۷۰۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ حَكِيمِ بْنِ شَرِيكٍ الْهُذَلِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُجَالِسُوا أَهْلَ الْقَدَرِ وَلَا تُفَاتِحُوهُمْ ؎

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے عمرؓ بن خطاب سے روایت کی کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل قدر (منکرین تقدیر) کے ساتھ مجلس مت کرو اور انہیں پہلے سلام مت کہو (یہ حدیث اوپر احمدؒ بن حنبل کی روایت سے گزر چکی ہے۔)

بَابٌ ۱۹ فِي الْجَهْمِيَّةِ

(جہمیہ (اور معتزلہ) کا باب ۱۹)

۴۷۱۰ ۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ نَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّىٰ يُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذَالِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ط

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ برابر باطل باتوں میں گفتگو اور غور و خوض کرتے رہیں گے حتیٰ کہ کہا جائے گا: اللہ نے تو یہ مخلوق پیدا کی ہے مگر اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ پس جو اس میں کچھ پائے تو کہے: میں اللہ پر ایمان لایا (بخاری، مسلم، نسائی) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خالق صرف اللہ ہے اور وہ مخلوق نہیں ہو سکتا۔ بندہ اپنے افعال کا خالق نہیں کاسب ہے۔

شرح: فرقہ جہمیہ جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے۔ اس کا ذکر پہلے اشارۃً ایک حدیث کی سند میں آچکا ہے۔ مسلمانوں میں یہ پہلا شخص تھا جس نے کہا کہ انسان مجبور و مضطر ہے اور اعمال و افعال کی نسبت انسان کی طرف مجازی ہے، وہ کسی چیز کا فاعل نہیں نہ اسے کوئی طاقتِ فاعل حاصل ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالےٰ کا علم حادث ہے، ازل و ابدی نہیں۔ اسنے اللہ تعالےٰ کی صفات کا بھی انکار کیا۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے عقیدۂ خلقِ قرآن کی بنیاد رکھی۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالےٰ کا کلام حادث ہے، قدیم نہیں، حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ جہمیہ کا ردّ و انکار صرف اس بناء پر نہیں ہے کہ وہ جبر کے قائل تھے۔ بلکہ سلف نے زیادہ زور اس بات پر دیا کہ وہ صفاتِ الٰہیہ کے منکر تھے، حتیٰ کہ انہوں نے قرآن کے کلام اللہ ہونے کا انکار کیا اور اسے مخلوق بتایا۔ اسی طرح معتزلہ نے اپنے آپ کو اہل العدل والتوحید کہا، اور توحید سے مراد انکی یہ تھی کہ خداوند تعالےٰ کی صفات کا انکار کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ صفات الٰہیہ کے تسلیم کرنے سے اللہ کا متعدّد ہونا لازم آتا ہے۔ حالانکہ یہ انکی جہالت و غباوت تھی۔ انہوں نے اللہ تعالےٰ سے تشبیہہ کی نفی کرنے کے شوق میں اسے بلا صفات ایک ذات محض بنا کر رکھ دیا۔ نفیٔ صفات میں معتزلہ بھی جہمیہ کے موافق ہیں۔ حالانکہ مسئلہ تقدیر میں دونوں فرقوں میں شرق و غرب کا فرق ہے۔ جہمیہ جبر کے قائل ہیں اور معتزلہ ہر انسان بلکہ ہر جاندار کو اپنے افعال کا خالق مانتے ہیں جس سے بے شمار خداؤں کا ماننا لازم آتا ہے۔ اہل سنت نے ایک طرف اگر تشبیہہ کی تو ساتھ ہی دوسری طرف تعطیل کا بھی انکار کیا۔ یعنی اللہ تعالےٰ نہ تو کسی کے مشابہ ہے نہ کوئی اور اس کے مشابہ ہے اور وہ صفات سے عاری ہونے کے باعث عضوِ معطّل بھی نہیں بلکہ اس کی اپنی صفات ہیں مثلاً حیات، قیومیت، الوہیت، ربوبیت، علم، قدرت، خلق، سمع، بصر وغیرہ۔ وہ اپنی ذات میں بھی وحدہ لاشریک لہٗ ہے اور صفات میں بھی۔ مخلوق کی صفات اس میں نہیں اور اس کی صفات مخلوق میں نہیں۔ حضرت جنید بغدادی

نے کہا کہ توحید یہ ہے کہ قدیم کو محدث سے الگ کیا جائے ۔ خداوند تعالیٰ کی طرف کیفیت اور کمیت کی نسبت محال ہے ۔ مگر اللہ نے اپنی جو صفات بتائی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن صفات کا ذکر فرمایا ہے وہ برحق ہیں ۔ اس باب میں انہی کا ذکر ہے ۔ حدیث زیر نظر میں اللہ تعالیٰ کی صفت خلق میں ایسے طریقے نمودار کرنا کہ خالق مخلوق ہو جائے حرام ثابت ہوتا ہے ۔ خالق کو اگر مخلوق مانا جائے تو وہ خالق نہ رہا ۔ پس یہ کہنا کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا ، نہ صرف نقلاً بلکہ عقلاً بھی محال و ممنوع ہے ۔ اسلئے حضور کا حکم ہے کہ جسے یہ وسوسہ آئے وہ آمنت باللہ کہے ۔

۴۷۱۱ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو نَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي عُتْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ مَوْلَى بَنِي تَيْمٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ فَإِذَا قَالُوا ذٰلِكَ فَقُولُوا اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ثُمَّ لِيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ مِنَ الشَّيْطَانِ ۝

ترجمہ : ابوہریرہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا الخ اوپر کی حدیث کی مانند ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جب لوگ یہ کہیں تو کہو : اللہ یگانہ ہے ، اللہ بے نیاز ہے (اور سب اس کے محتاج ہیں) اسنے کسی کو نہ جنا اور نہ وہ جنا گیا اور کوئی بھی اس کا ہم سر نہیں ۔ پھر آدمی اپنے بائیں طرف تھوک دے ، تین بار یہی کرے اور شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرے (نسائی) اسکی سند میں محمد بن اسحاق بن یسار محدثین کے نزدیک متکلم فیہ ہے ، اور ایک اور راوی سلمہ بن فضل قاضی رے ناقابل احتجاج ہے ۔)

۴۷۱۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ نَا الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَيْرَةَ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ كُنْتُ فِي الْبَطْحَاءِ فِي عِصَابَةٍ فِيهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّتْ بِهِمْ سَحَابَةٌ فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَقَالَ مَا تُسَمُّونَ هٰذِهِ قَالُوا السَّحَابَ. قَالَ وَالْمُزْنَ قَالُوا وَالْمُزْنَ قَالَ وَالْعَنَانَ قَالُوا وَالْعَنَانَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ لَمْ أُتْقِنِ الْعَنَانَ جَيِّدًا قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا بُعْدُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالُوا لَا نَدْرِي قَالَ إِنَّ بُعْدَ مَا بَيْنَهُمَا إِمَّا

وَاحِدَةٌ اَوِ اثْنَتَانِ اَوْ ثَلٰثٌ وَّسَبْعُوْنَ سَنَةً ثُمَّ السَّمَاءُ فَوْقَهَا كَذٰلِكَ حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ثُمَّ فَوْقَ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ اَسْفَلِهٖ وَاَعْلَاهُ مِثْلُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةُ اَوْعَالٍ بَيْنَ اَظْلَافِهِمْ وَرُكَبِهِمْ مِثْلُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ عَلٰى ظُهُوْرِهِمُ الْعَرْشُ بَيْنَ اَسْفَلِهٖ وَاَعْلَاهُ مِثْلُ مَا بَيْنَ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ اللّٰهُ تَعَالٰى فَوْقَ ذٰلِكَ ط

ترجمہ: عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایک جماعت سمیت بطحاء میں تھا (مکہ کی پتھریلی وادی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس جماعت میں موجود تھے۔ ایک بادل گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا، تم اس کا کیا نام رکھتے ہو؟ لوگوں نے کہا سحاب۔ فرمایا اور مزن؟ لوگوں نے کہا، اور مزن بھی۔ فرمایا اور عنان؟ لوگوں نے کہا، اور عنان بھی۔ ابوداؤد نے کہا کہ میں نے عنان کا لفظ اچھی طرح نہ سنا۔ شاید استاد سے تو نہ سنا مگر ساتھیوں سے سن کر یاد کیا ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں معلوم ہے کہ آسمان اور زمین کا درمیانی فاصلہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہم نہیں جانتے۔ فرمایا کہ ان کا درمیانی فاصلہ ۷۱، ۷۲ یا ۷۳ سال کی مسافت کا ہے۔ پھر اس کے اوپر کا آسمان بھی اسی طرح ہے، حتیٰ کہ آپؐ نے سات آسمان شمار کیے۔ پھر ساتویں کے اوپر سمندر ہے جس کے نیچے اور اوپر کا فاصلہ بھی اسی طرح ہے جس طرح ایک آسمان سے دوسرے آسمان کا ہے۔ پھر اس کے اوپر آٹھ مینڈھے (پہاڑی نر مینڈھے، یعنی ان کی شکل کے فرشتے) ہیں جن کے کھروں اور گھٹنوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان کا دوسرے سے ہے۔ پھر ان کی پشتوں پر عرش ہے اس کے اور اوپر کا درمیانی فاصلہ اتنا ہے جتنا ایک آسمان کا دوسرے آسمان سے ہے۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے اوپر ہے (ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے۔ شریک نے اس حدیث کا کچھ حصہ سماک سے موقوف روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں الولید بن ابی ثور ہے جو ناقابل احتجاج ہے (منذری) علامہ زاہد کوثری نے کہا ہے کہ یہ حدیث اسرائیلی روایات سے ماخوذ ہے)

۴۷۲۴ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ شُرَيْحٍ اَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا اَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِيْ قَيْسٍ عَنْ سِمَاكٍ بِاِسْنَادِهٖ وَمَعْنَاهُ ط

ترجمہ: عمرو بن ابی قیس نے سماک سے اسکی سند اور معنیٰ کے ساتھ یہ حدیث روایت کی۔

۴۷۲۵ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ سِمَاكٍ بِاِسْنَادِهٖ وَمَعْنَاهُ هٰذَا الْحَدِيْثُ الطَّوِيْلُ ط

ترجمہ: ابراہیم بن طہمان نے سماک سے اس کی سند اور معنیٰ کے ساتھ یہ طویل حدیث روایت کی۔

شرح: حافظ ابن القیمؒ نے کہا ہے کہ حدیثِ عباس دو وجوہ سے ردّ کی گئی ہے: (۱) الولید بن ابی ثور کے باعث جسے کذاب تک کہا گیا ہے۔ (۲) ترمذی کی روایت کردہ حدیثِ ابی ہریرہ کا مضمون اس کے صریحاً خلاف ہے، اس میں ایک آسمان سے دوسرے کا فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت آیا ہے اور اس میں اوعال کا ذکر نہیں ہے، نہ عرش کے اوپر اللہ تعالیٰ کے ہونے کا ذکر ہے۔ پھر ابن القیمؒ نے اس حدیث کو ثابت کیا ہے، اور وارد شدہ اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ ولید بن ابی ثور سماک سے روایت میں منفرد نہیں ہے جیسا کہ ابوداؤد نے ثابت کیا ہے۔ رہ گیا آسمانوں کا باہمی فاصلہ، سو اسے سرعتِ سیر اور عدمِ سرعت پر محمول کیا جاسکتا ہے۔

۴۷۱۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الرِّبَاطِيُّ قَالُوا نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ أَحْمَدُ كَتَبْنَاهُ مِنْ نُسْخَتِهِ وَهٰذَا لَفْظُهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ جُهِدَتِ الْأَنْفُسُ وَضَاعَتِ الْعِيَالُ وَنُهِكَتِ الْأَمْوَالُ وَهَلَكَتِ الْأَنْعَامُ فَاسْتَسْقِ اللّٰهَ لَنَا فَإِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللّٰهِ وَنَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ أَتَدْرِي مَا تَقُولُ وَسَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ حَتّٰى عُرِفَ ذٰلِكَ فِي وُجُوهِ أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ إِنَّهُ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ شَأْنُ اللّٰهِ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَيْحَكَ أَتَدْرِي مَا اللّٰهُ إِنَّ عَرْشَهُ عَلٰى سَمٰوَاتِهِ لَهٰكَذَا وَقَالَ بِأَصَابِعِهِ مِثْلَ الْقُبَّةِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَيَئِطُّ بِهِ أَطِيطَ الرَّحْلِ بِالرَّاكِبِ قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيثِهِ إِنَّ اللّٰهَ فَوْقَ عَرْشِهِ وَعَرْشُهُ فَوْقَ سَمٰوَاتِهِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَقَالَ --- عَبْدُ الْأَعْلٰى وَابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ وَجُبَيْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَالْحَدِيثُ بِإِسْنَادِ أَحْمَدَ بْنِ سَعِيدٍ هُوَ الصَّحِيحُ وَافَقَهُ عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَعَلِيُّ

ابْنُ الْمُثَنَّى وَرَوَاهُ جَمَاعَةٌ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ كَمَا قَالَ أَحْمَدُ أَيْضًا وَكَانَ سَمَاعُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَابْنِ الْمُثَنَّى وَابْنِ بَشَّارٍ مِنْ نُسْخَةٍ وَاحِدَةٍ فِيمَا بَلَغَنِي

ترجمہ: جبیر بن مطعم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہا: یا رسول اللہ لوگوں کو شدید تکلیف ہے اور اولاد ضائع ہو گئی ہے، مال کم ہو گئے ہیں اور چار پائے ضائع ہو گئے ہیں، پس آپ اللہ سے ہمارے لئے بارش طلب کریں، پس ہم آپ کو اللہ کے آگے سفارشی اور اللہ کو آپ کے سامنے سفارشی لاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا بُرا ہو کیا تو جانتا ہے کہ کیا کہہ رہا ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ کہا اور برابر تسبیح پڑھتے رہے حتیٰ کہ اس کا اثر آپ کے اصحاب کے چہروں پر پہچانا گیا۔ پھر حضور نے فرمایا: تیرا بُرا ہو اللہ کو اس کی مخلوق میں سے کسی پر سفارشی نہیں لایا جا سکتا، اللہ کی شان اس سے بڑی ہے، تیرا بُرا ہو تو جانتا ہے کہ اللہ کیا ہے؟ اس کا عرش اس کے آسمانوں پر یوں ہے اور آپ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کر کے بتایا کہ قبّے کی مانند ہے، اور وہ اس کی عظمت کے آگے اس طرح آواز دیتا ہے جیسے سوار کے نیچے کجاوہ۔ ابن بشار نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ اللہ اپنے عرش پر ہے اور اس کا عرش اس کے آسمانوں کے اوپر ہے (ابوبکر بزار نے کہا ہے کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف اس سند کے ساتھ مروی ہے، اور اس میں محمد بن اسحاق نے تحدیث کا نہیں عن کا لفظ بولا ہے، اور اسحاق مدلّس ہے) اور مدلس کا عن عن کہنا نا قابل قبول ہے۔ یہ قول بزار کا قول ہے۔ لیکن ابن اسحاق جب سماع کی صراحت کرے تو حفاظِ حدیث ہیں اس کی حدیث کو قبول کرنے میں اختلاف ہے۔ اس حدیث کو یحییٰ بن معین وغیرہ نے روایت کیا ہے مگر تبہ کا لفظ روایت نہیں کیا۔ حافظ ابوالقاسم دمشقی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی روایت میں یعقوب بن عتبہ عن جبیر بن محمد منفرد ہے۔ ان دونوں کی کوئی روایت صحیحین میں نہیں ہے۔ محمد بن اسحاق یعقوب سے روایت میں منفرد ہے اور کئی ائمہ حدیث نے ابن اسحاق پر طعن کیا ہے اور ایک جماعت نے اس کی تکذیب کی ہے۔

شرح: علامہ خطابیؒ نے کہا کہ اس حدیث میں ایک قسم کی کیفیت کا اظہار ہے، حالانکہ اللہ کی ذات و صفات کیفیت سے بالاتر ہے۔ یہ کلام صرف ایک دیہاتی کی تفہیم کے لیے تھا جو دقیق معانی کو سمجھ نہ سکتا تھا۔ أَتَدْرِي مَا اللّٰهُ کا مطلب یہ تھا کہ کیا تجھے اللہ کی شانِ جلال و عظمت کا علم ہے؟ اور لَيَئِطُّ بِهِ (عرش اس کی وجہ سے آواز نکالتا ہے) کا مطلب ہے کہ وہ اس کے جلال و عظمت کے سامنے عاجز ہے۔ یہ ایک قسم کی تمثیل تھی جس سے اللہ کی شانِ جلال و عظمت کا بیان مطلوب تھا۔ اللہ کی ذات و صفات، لیس کمثلہ شیئ کا مصداق ہیں۔ سلف کا مذہب اس مسئلے میں یہی ہے کہ صفات الٰہیہ جب کتاب اللہ یا احادیثِ معتبر سے ثابت ہوں تو ان پر بلا کیف ایمان لانا چاہیئے۔ حق تشبیہ اور تعطیل دونوں کے بین بین ہے۔ یعنی صفات کو ثابت ماننا جائے مگر بلا تشبیہ۔ اس حدیث کا جو حال ہے وہ کچھ اوپر بیان ہوا۔ حافظ ابن القیم نے ابن اسحاق کی توثیق میں بڑا زور صرف کیا ہے اور اس جرح کا زوردار جواب دیا ہے۔ پھر ابوبکر بزار کے اعتراض کا جواب دیا ہے اور صحاح کی احادیث سے اس مضمون کے نظائر پیش کیے ہیں پھر فوق العرش اور استویٰ علی العرش پر بڑی فاضلانہ

بحث کی ہے اور اپنے استاد شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کی طرح دلائل و احادیث کا انبار لگا دیا ہے۔ حافظ ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ اور فتاویٰ میں اس مضمون پر بڑی طویل بحثیں کی ہیں۔ بعض ظاہرین ان استاد شاگرد کو ان کے دلائل و ابحاث کے باعث تشبیہ کا قائل قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو فوق العرش فوق سبع سماوات مانتے ہیں مگر بلا کیف و تشبیہ۔

۴۷۱۶ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ نَا اَبِیْ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوْسٰی بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُذِنَ لِیْ اَنْ اُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ اِنَّ مَا بَيْنَ شَحْمَةِ اُذُنِهٖ اِلٰى عَاتِقِهٖ مَسِيْرَةُ سَبْعِ مِائَةِ عَامٍ۔

ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آنحضور نے ارشاد فرمایا، مجھے اجازت دی گئی کہ میں عرش الٰہی کو اٹھانے والے اللہ کے فرشتوں میں سے ایک کے متعلق (اپنے اصحاب کو) بتاؤں کہ اس کے کان کے نرمے سے لیکر اسکے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت کا ہے۔

۴۷۱۷ - حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ نَصْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يُوْنُسَ النَّسَائِیُّ الْمَعْنٰى قَالَا نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ نَا حَرْمَلَةُ يَعْنِی ابْنَ عِمْرَانَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ يُوْنُسَ سُلَيْمُ بْنُ جُبَيْرٍ مَوْلٰى اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقْرَاُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى سَمِيْعًا بَصِيْرًا قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ اِبْهَامَهٗ عَلٰى اُذُنِهٖ وَالَّتِیْ تَلِيْهَا عَلٰى عَيْنِهٖ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهَا وَيَضَعُ اِصْبَعَيْهِ قَالَ ابْنُ يُوْنُسَ قَالَ الْمُقْرِئُ وَهٰذَا رَدٌّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ۔

ترجمہ: سلیم بن جبیر مولائے ابی ہریرہ نے کہا کہ میں نے ابو ہریرہ کو یہ آیت پڑھتے سنا: بلاشبہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل کے سپرد کرو الخ سمیعًا بصیرًا تک۔ ابو ہریرہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا انگوٹھا اپنے کان پر اور اسکے ساتھ والی انگلی آنکھ پر رکھتے دیکھا۔ ابو ہریرہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پڑھتے اور دونوں انگلیوں کو (جیسے اوپر بیان ہوا) رکھتے ہوئے دیکھا۔ ابن یونس (سلیم بن جبیر) نے کہا کہ یہ جہمیہ کا رد ہے۔

شرح: یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سمع و بصر کی دو صفات جو آیت میں آئی ہیں (سمیعًا بصیرًا) ان کی شرح میں ایسا کیا۔

مگر اس طرح کرنے تشبیہ یا کیف کا اثبات نہیں تھا صرف صفات کا اثبات تھا۔ اس میں جہمیہ کا رد ہوا جو صفات کے منکر ہیں۔

بَابٌ فِي الرُّؤْيَةِ

رؤیت کا باب ۲۰

۴۷۱۸ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا جَرِيرٌ وَوَكِيعٌ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسًا فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْلَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ط

ترجمہ: جریر بن عبداللہ نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، پس آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا تو فرمایا: بے شک تم اپنے رب کو دیکھو گے جس طرح کہ اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔ تم اسے بلا مزاحمت دیکھو گے۔ پس اگر ہو سکے کہ سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے نماز پر شیطان یا دنیوی اشغال تم پر غلبہ نہ پائیں تو ایسا ضرور کرو۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی، سو تو طلوع آفتاب سے پہلے اور اس کے غروب سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کر (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: امام خطابی نے تضامون کے دو معنی بتائے ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ لفظ انضمام سے ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ سب مل کر دیکھو اور ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگو، جیسے ہلال دیکھنے والے کہا کرتے ہیں کہ چاند وہ ہے، دوسرا کہتا ہے نہیں وہ ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ یہ لفظ ضیم سے ہے جس کا معنی ضرر ہے، یعنی اس کے دیکھنے میں تمہیں کوئی ضرر نہ ہوگا۔ صاف صاف اور واضح طور پر دیکھو گے۔ کما ترون میں دیکھنے والوں کی تشبیہ ہے مرئی (اللہ تعالیٰ) کی نہیں۔ اگلی حدیث میں جو تضارون کا لفظ آتا ہے اس سے دوسرے معنی کی تائید ہوتی ہے۔

۴۷۱۹ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ نَاسٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

اَنَریٰ رَبَّنَا عَزَّ وَجَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ ھَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الشَّمْسِ فِی الظَّھِیْرَۃِ لَیْسَتْ فِیْ سَحَابَۃٍ قَالُوْا لَا قَالَ ھَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ لَیْسَ فِیْ سَحَابَۃٍ قَالُوْا لَا قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَتِہٖ اِلَّا کَمَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ اَحَدِھِمَا ط

ترجمہ: ابوھریرہ نے کہا کہ کچھ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم دوپہر میں سورج کو دیکھنے میں ایک دوسرے کو ضرر پہنچاتے ہو؟ جبکہ سورج بادل میں نہ ہو، لوگوں نے کہا نہیں۔ فرمایا چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کیا تم ایک دوسرے کو ضرر پہنچاتے ہو؟ جبکہ وہ بادلوں میں نہ ہو۔ لوگوں نے کہا نہیں حضورؐ نے فرمایا: اسی ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے جس طرح تم ان میں سے ایک کو دیکھنے میں ایک دوسرے کو ضرر نہیں پہنچاتے اسی طرح اللہ تعالےٰ کو دیکھنے میں ضرر نہیں دوگے۔ (مسلم)

شرح: حافظ ابن القیمؒ نے مسئلہ رؤیت باری پر یہ احادیث پیش کی ہیں: (۱) صحیحین کی ابوموسیٰؓ اشعری کی حدیث کہ جنت میں اللہ تعالیٰ کے دیکھنے میں صرف کبریائی کی چادر حائل ہوگی۔ (۲) مسلم میں صہیب کی حدیث کشفِ حجاب۔ (۳) صحیحین میں ابوہریرہؓ کی حدیث (۴) صحیحین میں ابوسعیدؓ کی حدیث (۵) ترمذی میں ابن عمرؓ کی حدیث جسے احمد، ابویعلیٰ، طبرانی ابن ابی شیبہ، عبدبن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، دارقطنی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے (۶) جریر بنؓ عبداللہ کی حدیث (۷) ابورزین عقیلی کی حدیث (۸) جابرؓ کی حدیث (۹) عبداللہ بنؓ مسعود کی حدیث (۱۰) ابن عباس کی حدیث (۱۱) انس بنؓ مالک کی حدیث (۱۲) عدی بنؓ حاتم کی حدیث (۱۳) عمار بنؓ یاسر کی حدیث (۱۴) عمروؓ بن ثابت کی حدیث (۱۵) ابوبکر صدیق کی تفسیر لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ زیادہ سے مراد رؤیت باری ہے۔ ابوعبداللہ حاکم نے کہا کہ ہمارے نزدیک صحابی کی تفسیر مرفوع ہے۔

۴۷۲۰ - حَدَّثَنَا مُوْسیٰ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ نَا حَمَّادٌ ح وَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُعَاذٍ نَا اَبِیْ نَا شُعْبَۃُ الْمَعْنیٰ عَنْ یَعْلَی بْنِ عَطَاءٍ عَنْ وَکِیْعٍ قَالَ مُوْسیٰ بْنُ حُدَسٍ عَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ قَالَ مُوْسیٰ الْعُقَیْلِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَکُلُّنَا یَرٰی رَبَّہٗ قَالَ ابْنُ مُعَاذٍ مُخْلِیًا بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَا اٰیَۃُ ذٰلِکَ فِیْ خَلْقِہٖ قَالَ یَا اَبَا رَزِیْنٍ اَلَیْسَ کُلُّکُمْ یَرَی الْقَمَرَ قَالَ ابْنُ مُعَاذٍ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ مُخْلِیًا بِہٖ ثُمَّ اتَّفَقَا قُلْتُ بَلٰی قَالَ فَاللّٰہُ اَعْظَمُ قَالَ ابْنُ مُعَاذٍ - - - - - - قَالَ فَاِنَّمَا ھُوَ خَلْقٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰہِ فَاللّٰہُ اَجَلُّ وَاَعْظَمُ ط

ترجمہ: ابورزین العقیلی نے کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم میں سے ہر ایک اپنے رب کو دیکھے گا؟ ابن معاذ راوی نے: بروز قیامت الگ الگ کا لفظ بولا، اور اس کی نشانی اسکی مخلوق میں کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا: اے ابورزین! کیا تم میں سے ہر ایک چودھویں رات کے چاند کو نہیں دیکھتا انفرادی طور پر؟ اور چاند تو اس کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے تو اللہ تو بہت عظیم و جلیل ہے۔ (ابن ماجہ) یعنی اللہ تعالےٰ نے جب تم میں اپنی ایک مخلوق کی رویت کی طاقت پیدا کی ہے تو اپنی رویت کی قوت کیوں پیدا نہ فرمائے گا۔ ابورزینؓ عقیلی صحابی تھے ان کا نام لقیط بن عامر یا لقیط بن صبرہ تھا، طائف کے باشندے تھے۔

۴۷۲۱ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّ أَبَا أُسَامَةَ أَخْبَرَهُمْ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ قَالَ قَالَ سَالِمٌ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطْوِي اللهُ تَعَالَى السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ ثُمَّ يَطْوِي الْأَرَضِينَ ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ قَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ بِيَدِهِ الْأُخْرٰى ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ

ترجمہ: عبداللہؓ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالےٰ قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹے گا، پھر انہیں اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑے گا، پھر فرمائیگا: میں ہوں بادشاہ۔ کہاں ہیں جبار؟ کہاں ہیں متکبر؟ پھر زمینوں کو لپیٹے گا پھر انہیں اپنے دوسرے ہاتھ میں پکڑے گا، پھر فرمائے گا: میں ہوں بادشاہ۔ کہاں ہیں جبار؟ کہاں ہیں متکبر؟ (مسلم، ابن ماجہ، بخاری نے اسے تعلیقاً رقاق میں روایت کیا ہے) بذل کے نسخے کے حاشیے پر اس حدیث کی ابتداء باب الرد علی الجہمیۃ کا عنوان ہے۔

۴۷۲۲ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ ط

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا برکت و بلند رب ہر رات کو پچھلے

آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے جبکہ رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جائے، پس وہ کہتا ہے: کون مجھ سے دعا کرتا ہے تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون مجھ سے سوال کرتا ہے تاکہ میں اسے عطا کروں؟ کون مجھ سے بخشش مانگتا ہے تاکہ میں اسے بخش دوں؟ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔ نسائی نے ابوہریرہ اور ابوسعید سے باختلافِ الفاظ یہ حدیث مروی ہے اسمیں نصف رات کا ذکر ہے۔

شرح: یہ حدیث ان متشابہات میں سے ہے جن کی حقیقت کے ادراک سے حواس عاجز ہیں۔ ان میں کیفیت اور کمیت کا سوال پیدا کرنا غلط ہے۔ ان پر بلا کیف وکم اسی طرح ایمان لانا چاہیئے جس طرح یہ وارد ہوئی ہیں (خطابی)

بَابٌ ۲۱ فِي الْقُرْآنِ

قرآن کا باب ۲۱

جہمیہ اور معتزلہ قرآن کے کلام اللہ ہونے کے منکر تھے اور کہتے تھے کہ کلام اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض مخلوقات میں کلام پیدا کیا تھا۔ اس باب میں اس کا رد ہے، اور ان احادیث میں قرآن کو کلام اللہ فرمایا گیا ہے۔

۴۷۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا إِسْرَائِيلُ نَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُ نَفْسَهُ عَلَى النَّاسِ بِالْمَوْقِفِ فَقَالَ أَلَا رَجُلٌ يَحْمِلُنِي إِلَى قَوْمِهِ فَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُونِي أَنْ أُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّي ۔

ترجمہ: جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ منیٰ میں (حج کے موقع پر) اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ: ہے کوئی شخص جو مجھے اپنی قوم میں لے جائے کیونکہ قریش نے مجھے میرے رب کا کلام پہنچانے سے روک دیا ہے۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔

شرح: یہ ہجرتِ مدینہ سے کچھ دیر پہلے کا واقعہ ہے جبکہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کرام کی مکمل ناکہ بندی کر رکھی تھی، نہ خود بات مانتے تھے نہ کسی اور کو ماننے دیتے تھے۔

۴۷۳۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُمَرَ أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى نَا ابْنُ زَائِدَةَ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ يَعْنِي الشَّعْبِيَّ عَنْ عَامِرِ بْنِ شَهْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّجَاشِيِّ فَقَرَأَ ابْنٌ لَهُ آيَةً مِنَ الْإِنْجِيلِ فَضَحِكْتُ فَقَالَ أَتَضْحَكُ مِنْ كَلَامِ اللَّهِ تَعَالَى ۔

ترجمہ: عامر شعبی نے عامر بن شہر سے روایت کی۔ اس نے کہا کہ میں نجاشی کے پاس تھا تو اسکے ایک بیٹے نے انجیل کی ایک آیت پڑھی میں ہنس پڑا تو اس نے کہا، کیا تو کلام اللہ پر ہنستا ہے۔

شرح: موجودہ تورات یا انجیل وغیرہ منزل من اللہ نہیں ہیں۔ ان میں بے شمار تبدیلیاں پیدا ہو چکی ہیں اور انسانی کلام کو کلام الٰہی میں ملا دیا گیا ہے۔ تاہم ان کتابوں کا ہر لفظ بدلا ہوا یا غیر الٰہی بھی نہیں۔ عامر بن شعبی کی ہنسی کا باعث شاید غیر زبان یا ادائیگی کا لب، لہجہ تھا۔ اس روایت کی سند میں مجاہد بن سعید راوی ہے جو ناقابل احتجاج ہے۔ عامر بن شہرؓ ہمدانی صحابی تھا۔ اسکی کنیت ابو الکنود تھی یا ابو شہر۔ یہ صاحب یمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمّال میں سے تھے۔

۴۷۲۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللَّهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى ط

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (زہری کی حدیث الافک میں) فرمایا کہ: میں اپنے آپ کو اپنے دل میں اس سے بہت کم جانتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملہ میں کلام فرمائے گا جس کی تلاوت ہوتی رہے گی (بخاری، مسلم، نسائی، مطوّل اور مختصر۔)

شرح: ام المومنین عائشہؓ سلام اللہ علیہا پر بعض منافقوں نے سنگین الزام لگایا جس کا ردّ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں فرمایا ہے، اس حدیث میں حضرت عائشہؓ کا اشارہ اسی طرف ہے، اور وہ اسے اللہ کا کلام فرماتی ہیں۔ اس سے بدعتی فرقوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق ہے، کلام اللہ نہیں۔

۴۷۲۶۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ ثُمَّ يَقُولُ كَانَ أَبُوكُمْ يُعَوِّذُ بِهِمَا إِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ ط

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو ان کلمات سے اللہ کی پناہ (تعویذ) دیا کرتے تھے۔

میں تم دونوں کو اللہ کے تمام کلمات کے ساتھ پناہ دیتا ہوں ہر شیطان اور زہریلے جانور سے اور ہر بری نظر سے، پھر فرماتے تھے کہ تمہارا باپ (ابراہیم) ان کلمات سے اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو پناہ دیا کرتا تھا۔ (بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد)
اس حدیث میں کلام الٰہی کو کلمات اللہ فرمایا گیا ہے اور یہی مقام استدلال ہے۔

۴۷۲۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ قَالُوا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ أَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَكَلَّمَ اللَّهُ تَعَالَى بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمَاءِ لِلسَّمَاءِ صَلْصَلَةً كَجَرِّ السِّلْسِلَةِ عَلَى الصَّفَا فَيُصْعَقُونَ فَلَا يَزَالُونَ كَذَالِكَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ جِبْرِيلُ حَتَّى إِذَا جَاءَهُمْ جِبْرِيلُ فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالَ فَيَقُولُونَ يَا جِبْرِيلُ مَاذَا قَالَ رَبُّكَ فَيَقُولُ الْحَقَّ فَيَقُولُونَ الْحَقَّ الْحَقَّ ط

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام فرماتا ہے تو آسمان والے (فرشتے) آسمان کی آوازیں سنتے ہیں جیسے لوہے کی لوہے کے ساتھ ٹکرانے کی آواز ہو، وہ زنجیر کے صاف پتھر پر گھسیٹنے کی آواز جیسی ہوتی ہے۔ پس وہ بے ہوش ہو جاتے ہیں اور جبرئیل کے آنے تک اسی طرح رہتے ہیں۔ جب جبرئیل آتا ہے تو ان کے دلوں سے غشی اور خوف ہو جاتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ جبرئیل سے کہتے ہیں، اے جبرئیل! تیرے رب نے کیا فرمایا وہ کہتا ہے کہ برحق فرمایا۔ پھر وہ کہتے ہیں: برحق، برحق۔ (بخاری، ترمذی اور ابن ماجہ نے ایسی ہی حدیث ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے۔ اور وہ اوپر کتاب الحروف میں گزری ہے۔ حافظ ابن القیم نے کہا ہے کہ بیہقی نے النواس بن سمعان سے اس مضمون کی زیادہ مطوّل و مفصل حدیث روایت کی ہے) اس حدیث میں اللہ کے وحی کے ساتھ کلام فرمانے کا ذکر آیا ہے۔

بَابٌ ۲۲ ذِكْرِ الْبَعْثِ وَالصُّوْرِ

بعثت اور صور کا باب ۲۲

۴۷۲۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ نَا أَسْلَمُ عَنْ بِشْرِ بْنِ شَغَافٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصُّورُ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ ط

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: صور ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا (ترمذی، نسائی)

شرح: صور کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ اسکی حقیقت و عظمت اور آواز کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کون جان سکتا ہے؟

۴۷۲۹ ـ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُ الْأَرْضُ إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ مِنْهُ خُلِقَ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ ط

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم کا سارا جسم زمین کھا سکتی ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے منکے کے، اسی سے وہ پیدا کیا گیا تھا اور اسی میں دوبارہ اسے جوڑا جائے گا (مسلم، نسائی) احمد، بخاری نے اسے ذکوان عن ابی ھریرہ روایت کیا ہے، (مسلم) مگر انبیاء کے اجسام کو زمین پر حرام کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا وہ اس سے مستثنیٰ ہیں جیسا کہ احادیث میں آچکا ہے۔

بَابٌ ۲۳ فِي الشَّفَاعَةِ

شفاعت کا باب ۲۳

۴۷۳۰ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ نَا بِسْطَامُ بْنُ حُرَيْثٍ عَنْ الْأَشْعَثِ الْحُدَّانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي ط

ترجمہ: انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہوں والوں کے لئے ہے (بخاری نے اسے ابو داؤد کی سند کے ساتھ تاریخ کبیر میں روایت کیا ہے۔)

شرح: خوارج اور معتزلہ نے شفاعت کا انکار کیا ہے۔ خوارج تو کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہتے تھے اور معتزلہ اہل کبائر کیلئے ایمان و کفر کے بین بین ایک اور درجے کے قائل تھے، یعنی نہ وہ مومن ہیں نہ کافر۔ اہلسنت کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت برحق ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور رحمت سے آپکی سفارش قبول فرمائے گا۔ حافظ ابن القیم نے کہا ہے کہ اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے۔ شفاعت کی احادیث انسؓ، ابو سعیدؓ، جابرؓ، ابو ہریرہؓ، عوفؓ بن مالک اشجعیؓ، ابو ذرؓ، ابن الجدعاءؓ یا ابن ابی الجدعاء، عتبہؓ بن عبد السلمی عمرانؓ بن حصین اور حذیفہؓ سے مروی ہیں اور سب صحاح میں ہیں۔ ان احادیث میں پانچ قسم کی شفاعت ثابت ہوتی ہے۔

(۱) شفاعت عامہ جس کا سوال سب انبیاء سے ہوگا اور آخر کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہوگی جس سے محشر کا طول

قیام ختم ہوگا (۲) اہل جنت کے لیے جنت کا دروازہ کھلوانے کی شفاعت (۳) بلاحساب جنت میں جانے والوں کے لئے جنت کے داخلے کی شفاعت (۴) اہل توحید میں سے ایک قوم کو جہنم سے نکالنے کی شفاعت (۵) بعض اہل جہنم کے لئے تخفیف عذاب کی شفاعت۔

حافظ ابن القیم کہتے ہیں کہ دو قسم کی شفاعت اور بھی ہے جس کا ذکر بہت سے لوگ کرتے ہیں، ۱۔ بعض جہنم کے مستوجب لوگوں کے لئے شفاعت کہ وہ اس میں داخل نہ کئے جائیں۔ اس نوع کی شفاعت کی مجھے کوئی حدیث اب تک نہیں ملی۔ ب۔ بعض مومنین کے ثواب کی زیادتی کی شفاعت۔ اس میں ان دعاؤں سے استدلال کیا جا سکتا ہے جو حضورؐ نے ابو سلمہ اور عبید بن ابی عامر کے لئے رفع درجات کے لئے فرمائیں۔

اور حدیث ابی ہریرہؓ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول: لا الٰہ الا اللہ کہنے والے میری شفاعت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں، اس میں توحید الٰہی کا ایک بھید ہے۔ اور وہ یہ کہ شفاعت صرف توحید کو خالص اور بے لوث کر لینے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ شرک کے ساتھ نہیں۔

۴۷۳۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ قَالَ نَا أَبُو رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَيُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّينَ ط

ترجمہ: عمران بن حصینؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ایک قوم جہنم سے نکلے گی۔ پس وہ لوگ جنت میں داخل ہونگے تو ان کا نام جہنم والے (یعنی وہاں سے نکل کر آنے والے) رکھا جائے گا۔ (بخاری، ترمذی، ابن ماجہ)

۴۷۳۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُونَ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ ط

ترجمہ: جابرؓ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ: جنت والے اسمیں کھائیں گے اور پیئیں گے (مسلم)
مولانا نے فرمایا کہ اس حدیث کا باب کا شفاعت سے کوئی تعلق نہیں، بہتر ہوتا اگر اسے آئندہ باب میں رکھا جاتا۔

بَابٌ ۲۴ فِي خَلْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

جنت و جہنم کی پیدائش کا باب ۲۴

۴۷۳۳ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قَالَ لِجِبْرِيلَ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا ثُمَّ حَفَّهَا بِالْمَكَارِهِ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَا يَدْخُلَهَا أَحَدٌ قَالَ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالَى النَّارَ قَالَ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ فَيَدْخُلُهَا فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَقَالَ أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَهَا

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا تو جبرئیل سے فرمایا، جا اور اسے دیکھ۔ پس جبرئیل گیا اور اسے دیکھا، پھر واپس آیا تو کہا اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! اس کا ذکر جو بھی سنے گا وہ اس میں داخل ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے (نفس پر شاق اور) ناپسندیدہ چیزوں سے ڈھانپ دیا۔ پھر فرمایا، اے جبرئیل! جا اور اسے دیکھ۔ پس وہ گیا اور اسے دیکھا اور پھر آکر کہا، اے میرے رب! تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ اس میں کوئی بھی داخل نہ ہوگا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جب اللہ نے جہنم کو پیدا کیا تو فرمایا: اے جبرئیل جا اور اسے دیکھ۔ پس وہ گیا اور اسے دیکھا۔ پھر آکر کہا، تیری عزت کی قسم اس کے متعلق جو بھی سنے گا وہ اس میں داخل نہ ہوگا۔ پھر اللہ نے اسے شہوات سے ڈھانپ دیا اور فرمایا: اے جبرئیل! جا اور اسے دیکھ۔ پس جبرئیل گیا اور اسے دیکھ کر بولا: اے میرے رب تیری عزت کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ کوئی بھی ایسا نہ رہے گا جو اس میں داخل نہ ہو جائے۔ (ترمذی، نسائی)۔ ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا۔ مسلم نے انس بن مالک سے حضورؐ کی حدیث روایت کی ہے کہ فرمایا: جنت کو ناپسند چیزوں سے ڈھانپا گیا ہے اور جہنم کو شہوات کے گھیرے میں رکھا گیا ہے۔ مسلم نے اسے ابوھریرہ سے بھی روایت کیا ہے) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جنت اور جہنم پیدا کی جا چکی ہے۔ معتزلہ نے کہا کہ انہیں قیامت کے دن پیدا کیا جائے گا۔

بَابٌ ۲۵ فِي الْحَوْضِ

حوض کوثر کا باب ۲۵

۴۷۳۴ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَمَامَكُمْ حَوْضًا مَا بَيْنَ نَاحِيَتَيْهِ كَمَا بَيْنَ جَرْبَا وَاَذْرُحَ ط

ترجمہ: ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارے آگے ایک حوض ہے جس کے دو کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ جرباء اور اذرح میں ہے (مسلم)

شرح: جرباء شام کا ایک شہر ہے اور اذرح شام سے متصل فلسطین میں ہے۔ صحیح مسلم میں ان کی درمیانی مسافت تین دن کی آئی ہے۔ ایک حدیث میں حوض کے دو کناروں کی مسافت ایک ماہ کی آئی ہے۔ ایک حدیث میں صنعاء اور مدینہ کی مسافت کا ذکر ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اس کا عرض اسکے طول جیسا ہے۔ عمان اور اُیلہ کے درمیان کا فاصلہ، ایک حدیث میں اُیلہ اور صنعاء کا درمیانی فاصلہ بھی وارد ہے۔ (منذری) معلوم ہوا کہ ان روایات میں مسافت کی تطویل مراد ہے نہ کہ اسکی حد بندی۔ تقریب الی الفہم کے لیے ان مختلف مقامات کا نام لیا گیا ہے۔

ترمذی اور مسند بزار کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی کا الگ الگ حوض ہوگا جس میں سے وہ اپنی امتوں کو پانی پلائیں گے اور سب سے بڑا حوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا۔ جیسا کہ اوپر کی روایات میں گزرا۔ حافظ ابن القیم نے کہا کہ حوض کی احادیث چالیس صحابہ سے مروی ہیں اور ان میں سے اکثر صحاح میں موجود ہیں۔ ابن القیم نے ان صحابہ کے نام بھی لکھے ہیں (دیکھئے حاشیہ مختصر المنذری لسنن ابی داؤد)

۴۷۳۵ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ جُزْءٌ مِنْ مِائَةِ اَلْفِ جُزْءٍ مِمَّنْ يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ قَالَ قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ سَبْعَ مِائَةٍ اَوْ ثَمَانَ مِائَةٍ ط

ترجمہ: زید بن ارقمؓ نے کہا کہ ہم لوگ (کسی سفر میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تھے۔ آپؐ ایک منزل پر اترے تو فرمایا، تم میرے پاس حوض پر آنیوالوں کے ایک لاکھ حصّوں میں سے ایک حصّہ بھی نہیں ہو! ابو حمزہؓ نے کہا کہ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا: آپ لوگ اس دن کتنے تھے؟ انہوں نے کہا کہ سات سو یا آٹھ سو (اس سے مراد بھی تکثیر کا بیان ہے نہ کہ تحدید، جیسا کہ خود الفاظِ حدیث بتاتے ہیں)

۴۷۳۶ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ اُغْفِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِغْفَاءَةً فَرَفَعَ رَأْسَهُ مُتَبَسِّمًا فَاِمَّا قَالَ لَهُمْ وَاِمَّا قَالُوْا لَهُ يَا رَسُوْلَ

اللّٰہِ لِمَ ضَحِکْتَ فَقَالَ اِنَّہٗ اُنْزِلَتْ عَلَیَّ اٰنِفًا سُوْرَۃٌ فَقَرَاَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ حَتّٰی خَتَمَھَا فَلَمَّا قَرَاَھَا قَالَ ھَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْکَوْثَرُ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّہٗ نَھْرٌ وَعَدَنِیْہِ رَبِّیْ فِی الْجَنَّۃِ وَعَلَیْہِ خَیْرٌ کَثِیْرٌ عَلَیْہِ حَوْضٌ تَرِدُ عَلَیْہِ اُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اٰنِیَتُہٗ عَدَدَ الْکَوَاکِبِ ط

ترجمہ: انسؓ بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلکی نیند سوئے، پھر مسکراتے ہوئے سر اٹھایا۔ پھر یا تو آپؐ نے خود لوگوں کو فرمایا (کہ تم جانتے ہو میں کیوں مسکرایا ہوں؟) یا لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ آپؐ کس بات پر ہنسے ہیں؟ تو فرمایا: ابھی مجھ پر ایک سورت نازل کی گئی ہے۔ پھر آپؐ نے یہ سورت پڑھی، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (ترجمہ) بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے۔ پس آپ اپنے رب کی نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔ بیشک آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے، پھر جب آپ یہ سورت پڑھ چکے تو فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ فرمایا: وہ ایک نہر ہے جسکا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، وہ جنت میں ہے اور اسمیں خیر کثیر ہے، اس پر ایک حوض ہے، جس پر قیامت کے دن میری امت وارد ہوگی، اس کے برتن ستاروں کی تعداد میں ہونگے (مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی بخاری سنن ابی داؤد میں یہ حدیث نمبر ۷۸۴ پر گزری ہے)

شرح: اس سے معلوم ہوا کہ دراصل کوثر جنت کی ایک نہر کا نام ہے، جس سے کاٹ کر نالی میدان حشر میں ایک حوض کے اندر لائی جائے گی اور اس کا نام بھی حوض کوثر ہوگا۔ برتنوں کے ستاروں کی تعداد میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ستاروں کی مانند بے شمار ہونگے۔ آپکی امت ان سے پانی پیئے گی۔ اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا مِنْہُ۔ آمین

۴۷۳۷۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ نَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ نَا قَتَادَۃُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِنَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْجَنَّۃِ اَوْ کَمَا قَالَ عُرِضَ لَہٗ نَھْرٌ حَافَتَاہُ الْیَاقُوْتُ الْمُجَیَّبُ وَقَالَ الْمُجَوَّفُ فَضَرَبَ الْمَلَکُ الَّذِیْ مَعَہٗ یَدَہٗ فَاسْتَخْرَجَ مِسْکًا فَقَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْمَلَکِ الَّذِیْ مَعَہٗ مَا ھٰذَا قَالَ ھٰذَا الْکَوْثَرُ الَّذِیْ اَعْطَاکَ اللّٰہُ ط

ترجمہ: انسؓ بن مالک نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی، تو جنت میں (آپکو لیجایا گیا) یا

جیسا کہ انسؓ نے کہا۔ آپؐ کے سامنے ایک نہر پیش کی گئی جس کے دونوں کنارے جوف دار (کھوکھلے) یاقوت کے تھے۔ پس جو فرشتہ آپؐ کے ساتھ اس نے اپنا ہاتھ مارا اور مشک (نہر کے پیندے سے) نکالی۔ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والے فرشتے سے فرمایا: یہ کیا ہے: اس نے کہا: یہ کوثر ہے جو اللہ عزوجل نے آپؐ کو عطا کی ہے ترمذی، نسائی۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے) کہ اسکی مٹی مشک ہے۔

۴۷۳۸ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ أَبُو طَالُوتَ قَالَ شَهِدْتُ أَبَا بَرْزَةَ دَخَلَ عَلَى عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ فَحَدَّثَنِي فُلَانٌ سَمَّاهُ مُسْلِمٌ وَكَانَ فِي السِّمَاطِ قَالَ فَلَمَّا رَآهُ عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ إِنَّ مُحَمَّدِيَّكُمْ هَذَا الدَّحْدَاحُ فَفَهِمَهَا الشَّيْخُ فَقَالَ مَا كُنْتُ أَحْسَبُ أَنِّي أَبْقَى فِي قَوْمٍ يُعَيِّرُونِي بِصُحْبَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ إِنَّ صُحْبَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ زَيْنٌ غَيْرُ شَيْنٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِأَسْأَلَكَ عَنِ الْحَوْضِ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ فِيهِ شَيْئًا قَالَ أَبُو بَرْزَةَ نَعَمْ لَا مَرَّةً وَلَا ثِنْتَيْنِ وَلَا ثَلَاثًا وَلَا أَرْبَعًا وَلَا خَمْسًا فَمَنْ كَذَّبَ بِهِ فَلَا سَقَاهُ اللَّهُ مِنْهُ ثُمَّ خَرَجَ مُغْضَبًا ط

ترجمہ: ابو طالوت عبدالسلام بن ابی حازم نے کہا کہ میں حاضر تھا جبکہ ابو برزہ (اسلمی) عبیداللہ بن زیادہ کے پاس داخل ہوئے پس مجھے فلاں نے بتایا، جس کا مسلم بن ابراہیم نے لیا تھا اور وہ ابن زیادہ کے حاشیہ نشینوں میں (اسوقت موجود) تھا کہ جب عبیداللہ نے ابو برزہؓ کو دیکھا تو کہا: تمہاری یہ محمدی (یعنی صحابی رسول) موٹا ٹھنگنا ہے۔ پس بڑے میاں (ابو برزہ) نے یہ بات سمجھ لی تو فرمایا: میں یہ نہ سمجھتا تھا کہ اُس قوم میں باقی رہوں گا جو مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پر عار دلائیں گے۔ پس عبیداللہ بولا کہ: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت آپ کے لئے زینت ہے عیب کا باعث نہیں۔ عبیداللہ بولا کہ میں نے آپ کو اسلئے بلا بھیجا ہے کہ آپ سے حوض (کوثر) کے بارے میں پوچھوں۔ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ ذکر فرماتے سنا تھا۔ ابو برزہؓ نے کہا کہ ہاں ایک، دو، تین، چار، پانچ مرتبہ بھی نہیں (بلکہ اس سے زیادہ مرتبہ) سو جو اس کی تکذیب کرے تو اللہ اسے اس کا پانی نہ پلائے۔ پھر غصے کی حالت میں وہاں سے چلے گئے (اس کی سند میں ایک مجہول شخص ہے) گفتگو نیچے دیکھئے۔

شرح: حافظ ابن حجر نے تقریب میں کہا ہے کہ عبدالسلام بن ابی حازم نے جس فلاں سے روایت کی ہے میں اس کا نام نہیں معلوم کر سکا۔ مولانا نے فرمایا کہ یہی حدیث مسند احمد میں اسی سند سے موجود ہے اور اس میں اس شخص کا نام العباس الجریری آیا ہے۔ پس اب اس سند میں کوئی مجہول شخص نہیں رہا اور سند مستقیم ہو گئی ہے۔ دحداح کا معنی ٹھنگنے قد کا موٹا آدمی۔ عبیداللہ بن زیادہ بڑا فاسق اور بے ادب شخص تھا۔ اسکی زبان سے ایک بزرگ صحابی کے لئے ان الفاظ کا نکلنا

اس کی بدنصیبی کی دلیل ہے اور اس نے جو محمدی کہہ کر ابوبرزہ کو مزاح کا نشانہ بنایا، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے حضور میں گستاخی تھی۔ معاذ اللہ منہ۔

بَابٌ فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ

قبر کے سوال اور عذاب قبر کا باب ۲۶

۴۷۳۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ فَشَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ فَذَالِكَ قَوْلُ اللهِ تَعَالَى يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ط

ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلم سے جب قبر میں سؤال کیا جاتا ہے اور وہ اللہ کے ایک ہونے اور محمدؐ کے رسول ہونے کی شہادت دیتا ہے تو یہی (مطلب) ہے اللہ عزوجل کے قول کا، قول "اللہ تعالے قول برحق کے ساتھ ایمانداروں کو ثابت قدم رکھے گا۔" (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) پس دنیا و آخرت میں قول ثابت سے مراد دنیا و آخرت کی شہادت ہے۔

۴۷۴۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الْخَفَّافُ أَبُو نَصْرٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ نَخْلًا لِبَنِي النَّجَّارِ فَسَمِعَ صَوْتًا فَفَزِعَ فَقَالَ مَنْ أَصْحَابُ هٰذِهِ الْقُبُورِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ نَاسٌ مَاتُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالُوا وَمِمَّ ذَالِكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ فَيَقُولُ مَا كُنْتَ تَعْبُدُ فَإِنَّ اللهُ تَعَالَى هَدَاهُ قَالَ كُنْتُ أَعْبُدُ اللهَ فَيُقَالُ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ هُوَ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ فَمَا يُسْأَلُ

عَنْ شَيْءٍ غَيْرِهَا فَيَنْطَلِقُ بِهِ إِلَى بَيْتٍ كَانَ لَهُ فِي النَّارِ فَيُقَالُ لَهُ هٰذَا بَيْتُكَ كَانَ لَكَ فِي النَّارِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ عَصَمَكَ وَرَحِمَكَ فَأَبْدَلَكَ بِهِ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ دَعُونِي حَتّٰى أَذْهَبَ فَأُبَشِّرَ أَهْلِي فَيُقَالُ لَهُ اسْكُنْ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ فَيَنْتَهِرُهُ فَيَقُولُ لَهُ مَا كُنْتَ تَعْبُدُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي فَيُقَالُ لَهُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ فَيُقَالُ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيَضْرِبُهُ بِمِطْرَاقٍ مِنْ حَدِيدٍ بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا الْخَلْقُ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ ۔

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نجار کے ایک کھجوروں کے باغ میں داخل ہوئے پس آپؐ نے ایک آواز سنی (جو خوفناک تھی) تو گھبرا گئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا، یہ کن کی قبریں ہیں؟ لوگوں نے کہا، یارسول اللہ یہ کچھ لوگ تھے جو جاہلیت کے دور میں مرے تھے۔ پس آپ نے فرمایا، جہنم کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو اور فتنۂ دجال سے بھی۔ لوگوں نے کہا، یارسول اللہ یہ کس سبب سے؟ فرمایا، مومن کو جب اسکی قبر میں رکھا جاتا ہے تو اسکے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو اس سے کہتا ہے، تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ پس اللہ اگر اس کی رہنمائی فرمائے تو (یا اللہ نے اگر دنیا میں اسے ہدایت دی تھی تو) وہ کہتا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اس مرد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کیا کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول تھا۔ اس کے سوا اس سے اور کچھ نہیں پوچھا جاتا (یعنی تصدیق کی شہادت کے سوا) پھر اسے ایک گھر میں لے جاتا ہے جو اسکیلئے آگ میں تھا اور اس سے کہا جاتا ہے: یہ تیرا گھر تھا۔ جو تیرے لئے جہنم میں تھا مگر اللہ نے تجھے بچا لیا اور تجھ پر رحم کیا اور اسکے بدلے میں تجھے جنت میں ایک گھر دیدیا۔ پس وہ کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنے گھر والوں کو جاکر خوشخبری دوں۔ تو اسے کہا جاتا ہے ٹھہر۔ اور کافر کو جب اسکی قبر میں رکھا جاتا ہے تو اسکے پاس ایک فرشتہ آتا ہے تو اسے ڈانٹتا ہے اور اس سے کہتا ہے، تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ وہ کہتا ہے: مجھے نہیں معلوم۔ پس اسے کہا جاتا ہے کہ: نہ تو نے جانا نہ پڑھا (یا نہ جاننے کی کوشش کی) پھر اسے کہا جاتا ہے کہ: تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ اس پر وہ اسے لوہے کے ایک ہتھوڑے سے اسکے کانوں کے درمیان ضرب لگاتا ہے، پس وہ اس قدر چیختا ہے کہ اسکی آواز کو جن وانس کے سوا ساری مخلوق سن لیتی ہے (اس حدیث کا کچھ حصہ نسائی نے روایت کیا ہے اور سنن ابی داؤد میں یہ حدیث پہلے بھی کتاب الجنائز میں گزری ہے۔)

شرح: "تو اس شخص کے متعلق کیا کہتا تھا؟" یہ اشارہ معہود فی الذہن کی طرف ہے۔ یعنی یہ شخص جو ہر ایک کے ذہن میں ہے۔

یا ہونا چاہئے، اور یہ ایک عربی محاورہ ہے کہ مشہور و معروف شخص کے لئے ایسا ہی سوال کرتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ میت کے سامنے سے پردہ ہٹا دیا جاتا ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے دیکھتا ہے۔ اسکی کوئی دلیل شرعی نہیں، کہنے والوں نے ھٰذا کے اشارے سے یہ استنباط کیا ہے۔ اگر یہ بات درست ہو تو مؤمن کیلئے اس سے بڑی بشارت اور کیا ہو سکتی ہے؟ فرشتہ نام اسلئے نہیں لیتا کہ میت کو تلقین نہ ہو اور امتحان اسی میں ہے کہ ابہام رکھا جائے۔ یہ شارح قسطلانی کا قول ہے۔ ثقلین کے سوا ساری مخلوق سے مراد اگر تمام دنیا یا کائنات کی مخلوق ہو تو بھی بعید نہیں کیونکہ اس جہان میں مشرق و مغرب کی مسافت ناپید ہے اور اس کے احکام اور ہیں، اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ جہاں تک اس کی آواز پہنچے گی جن و انس کے سوا سب اسے سُن لیں گے تو اسمیں کوئی اشکال ہی نہیں اور ایک حدیث میں مَنْ یَلِیْہِ کے لفظ بھی اس طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۴۷۴۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بِمِثْلِ هٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلّٰى عَنْهُ أَصْحَابُهُ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ فَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيَقُولَانِ لَهُ فَذَكَرَ قَرِيبًا مِنْ حَدِيثِ الْأَوَّلِ قَالَ فِيهِ وَأَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُ فَيَقُولَانِ لَهُ زَادَ الْمُنَافِقَ وَقَالَ يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ ط

ترجمہ: محمد بن سلیمان عن عبدالوہاب کے طریق سے اسی سند کے ساتھ یہ حدیث۔ اسمیں یہ ارشاد مذکور ہے کہ: بندے کو جب اسکی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دوست وہاں سے چلے جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے پھر اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ پھر راوی نے پہلی حدیث کے قریب بیان کیا اور اس میں کہا کہ فرمایا: کافر اور منافق یہ کہتے ہیں، یعنی منافق کا اضافہ کیا اور یہ بھی فرمایا کہ: اس کی چیخ کو پاس والے جن و انس کے سوا سب سنتے ہیں۔ (اس سے پتہ چلا کہ سؤال کسی شخص سے ایک فرشتہ کرتا ہے جیسا کہ اوپر گزرا اور کسی سے دو کرتے ہیں۔ یا یہ کہ فرشتے تو دو ہوتے ہیں مگر ان میں سے سوال صرف ایک فرشتہ کرتا ہے۔)

۴۷۴۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا جَرِيرٌ ح وَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَهٰذَا لَفْظُ هَنَّادٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمِنْهَالِ عَنْ زَاذَانَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّمَا عَلٰى رُؤُوسِنَا الطَّيْرُ وَفِي يَدِهٖ

عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ فِي الْأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ اسْتَعِيذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ
الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ هَاهُنَا وَقَالَ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ
خَفْقَ نِعَالِهِمْ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ حِينَ يُقَالُ لَهُ يَا هَذَا مَنْ رَبُّكَ
وَمَا دِينُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ قَالَ هَنَّادٌ قَالَ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ
فَيَقُولَانِ لَهُ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ رَبِّيَ اللَّهُ فَيَقُولُونَ لَهُ مَا دِينُكَ فَيَقُولُ دِينِيَ
الْإِسْلَامُ فَيَقُولُونَ لَهُ مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ قَالَ فَيَقُولُ
هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ وَمَا يُدْرِيكَ فَيَقُولُ قَرَأْتُ
كِتَابَ اللَّهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ فَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ
تَعَالَى يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي
الْآخِرَةِ الْآيَةُ ثُمَّ اتَّفَقَا قَالَ فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ صَدَقَ
عَبْدِي فَافْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا
إِلَى الْجَنَّةِ قَالَ فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيبِهَا قَالَ وَيُفْتَحُ لَهُ فِيهَا مَدَّ
بَصَرِهِ قَالَ وَإِنَّ الْكَافِرَ فَذَكَرَ مَوْتَهُ قَالَ وَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ
وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي
فَيَقُولَانِ لَهُ مَا دِينُكَ فَيَقُولُ هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي فَيَقُولَانِ مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ
فَيَقُولُ هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ فَافْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ وَ
أَلْبِسُوهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ قَالَ فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا
وَسَمُومِهَا قَالَ وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ زَادَ فِي
حَدِيثِ جَرِيرٍ قَالَ ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمَى أَبْكَمُ مَعَهُ مِرْزَبَّةٌ مِنْ حَدِيدٍ
لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا قَالَ فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا
مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَابًا قَالَ ثُمَّ

تُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ ط

ترجمہ: براء بن عازبؓ نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری مرد کے جنازے میں گئے۔ ہم قبر تک پہنچے جس کی لحد ابھی تیار نہیں ہوئی تھی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم آپؐ کے ارد گرد بیٹھ گئے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے تھے (یعنی ساکت و صامت بلا حرکت بیٹھ گئے) اور آپؐ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے آپؐ زمین کو کریدتے تھے (بحالتِ غور و فکر) پھر آپؐ نے اپنا سر اٹھایا اور دو یا تین بار فرمایا: عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو۔ جریر بن عبدالحمید کی روایت میں ہے کہ: مردہ لوگوں کے جوتوں کا کھڑاک سنتا ہے۔ جبکہ وہ وہاں سے منہ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔ جبکہ اس سے کہا جاتا ہے: اے شخص تیرا رب کون ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ راویٔ حدیث ھناد بن السری نے کہا کہ: اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ پس اسے اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں اور تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں: یہ شخص جو تم میں بھیجا گیا تھا یہ کون ہے؟ وہ کہتا ہے: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں تجھے کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، پس اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔ جریر کی روایت میں یہ اضافہ ہے، پس یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا: "اللہ تعالیٰ ایماندار کو قول ثابت کے ساتھ دنیا و آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے"۔ پھر دونوں راوی متفق ہوئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ پھر آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا، اسکے لئے جنت کا بچھونا بناؤ اور اسے جنت کا لباس پہناؤ اور اسکے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ فرمایا کہ جنت کی ہوا اور خوشبو اس تک آتی ہے، فرمایا اور اس کی حد نگاہ تک اسکی قبر کو فراخ کر دیا جاتا ہے۔ پھر حضورؐ نے کافر کی موت کا ذکر فرمایا کہ اسکی روح کو اسمیں دوبارہ داخل کیا جاتا ہے اور اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے کہ: ہائے ہائے مجھے نہیں معلوم۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ ہائے ہائے مجھے معلوم نہیں۔ پھر وہ اسے کہتے ہیں کہ یہ مرد جو تم میں بھیجا گیا تھا، یہ کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ ہائے ہائے مجھے معلوم نہیں۔ پھر آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ اس نے جھوٹ بولا ہے، تم اس کے لئے آگ کا بستر بچھاؤ اور اسے آگ کا لباس پہناؤ، اور اسکے لئے جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو، فرمایا کہ پھر اس کے پاس گرمی اور شدید گرم ہوا آتی ہے۔ فرمایا اور اس پر اسکی قبر تنگ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اسمیں اسکی پسلیاں دائیں کی بائیں میں اور برعکس بھنس جاتی ہیں۔ جریر کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اس پر ایک اندھا بہرا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا ایک ہتھوڑا ہوتا ہے۔ اگر اسے پہاڑ پر بھی مارا جائے تو وہ مٹی ہو جائے۔ فرمایا کہ وہ اسے اس کے ساتھ ایسی ایک ضرب لگاتا ہے جس کو جن و انس کے سوا مشرق و مغرب کے درمیان سب سنتے ہیں۔ پس وہ مٹی ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ پھر اس میں دوبارہ روح ڈالی جاتی ہے۔ (نسائی، ابن ماجہ) یہ حدیث سنن ابی داؤد میں مختصراً کتاب الجنائز کے اندر گزری ہے)

شرح: حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث ابوحاتم بستیؒ اور ابن حزم کے سوا کسی نے طعن نہیں کیا۔ ان کے طعن کا خلاصہ تین چیزیں ہیں (۱) منہال راوی ضعیف ہے (۲) اعمش نے اسے منہال سے نہیں سنا (۳) زاذان نے اسے براءؓ سے نہیں سنا۔ یہ تینوں بیان کردہ علتیں واہی ہیں۔ (۱) منہال ضعیف نہیں بلکہ صحیح بخاری کا راوی ہے۔ یحییٰ ابن معین، نسائی، دار قطنی اور ابن حبان نے اسکی توثیق کی ہے۔ ابن حزم نے منہال کے ترک کی دلیل یہ دی ہے کہ شعبہ نے اسے چھوڑ دیا تھا۔

حالانکہ یہ کوئی جرح کی دلیل نہیں۔ شعبہ نے کہا کہ اسکے گھر سے طنبور کی آواز آرہی تھی، لیکن یہ جرح مبہم ہے۔ ممکن ہے کہ وہ گھر پر نہ ہو، نہ اسے اسکا علم ہو، یا وہ اسکی تاویل کرتا ہو وغیرہ وغیرہ۔ جہانتک دوسری علت کا سوال ہے، یعنی یہ کہ اعمش اور منہال کے درمیان الحسن بن عمارہ ہے، یہ بھی درست نہیں۔ منہال سے اس حدیث کو روایت کرنیوالے کئی لوگ ہیں مثلاً عبدالرزاق عن معمر عن یونس بن حباب عن المنہال، اور حماد بن سلمہ عن یونس عن المنہال۔ پس الحسن بن عمارہ کے باعث جو علت تھی وہ باطل ہے۔ جہانتک تیسری علت کا سوال ہے، سو ابوعوانہ اسفرائینی نے یہ روایت اپنی صحیح میں کی ہے اور اسمیں یہ صراحت ہے کہ یہ روایت زاذان نے براء بن عازب سے سنی۔ دوسری بات یہ کہ عدی بن ثابت نے البراء سے یہ روایت کرکے زاذان کی متابعت کی ہے۔ ابو موسیٰ اصبہانی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور زاذان سے اسکی روایت منہال کرتا ہے جو مشہور ہے۔

پھر حافظ ابن القیم نے ابن حزم کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ قرآن میں جو دو زندگیوں کا ذکر آتا ہے رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ (۴۰: ۱۱) یہ قبر کی حیات ملاکر وہ تین بن جاتی ہیں۔ بعض ان دو زندگیوں سے مراد مستقل ٹھہرنے والی زندگیاں ہیں اور قبر والی زندگی عارضی ہے جو ایک امتحان کے لئے ہوگی۔ ثواب و عذابِ قبر کا ثبوت صحیحین کی حدیث ابن عمرؓ میں، مسلم کی حدیثِ انسؓ میں، مسلم کی حدیثِ زیدؓ بن ثابت میں، صحیحین کی حدیث ابی ایوبؓ میں، مسلم کی حدیث امّ خالدؓ میں، صحیح بخاری و مسلم کی حدیثِ ابی ہریرہؓ میں، صحیحین کی حدیثِ ابن عباسؓ میں، صحیحین کی حدیث انسؓ، صحیحین کی حدیث عمرہ عن عائشہؓ میں، صحیحین کی حدیثِ اسماءؓ بنت ابی بکرؓ میں موجود ہے۔ صحیح ابن حبان کی احادیث میں جو ان اصحاب سے مروی ہیں، عبداللہؓ بن عمرو، ابوہریرہؓ، جابرؓ، امّ مبشرؓ۔ بھی عذاب کا ذکر آتا ہے۔

۴۷۵۴۔ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ نَا الْاَعْمَشُ نَا الْمِنْهَالُ عَنْ اَبِي عُمَرَ زَاذَانَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ۔

ترجمہ: البراءؓ کی وہی حدیث دوسری سند سے۔

بَابٌ فِي ذِكْرِ الْمِيزَانِ

میزان کے ذکر کا باب ۲۷

۴۷۵۵۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ اَنَّ اِسْمٰعِيلَ بْنَ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا ذَكَرَتِ النَّارَ فَبَكَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُبْكِيكِ قَالَتْ ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ فَهَلْ تَذْكُرُونَ اَهْلِيكُمْ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا فِي ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ أَحَدٌ أَحَدًا عِنْدَ الْمِيزَانِ حَتَّى يَعْلَمَ أَيَخِفُّ مِيزَانُهُ أَوْ يَثْقُلُ وَعِنْدَ الْكِتَابِ حِينَ يُقَالُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ حَتَّى يَعْلَمَ أَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهُ أَفِي يَمِينِهِ أَمْ فِي شِمَالِهِ أَمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ وَعِنْدَ الصِّرَاطِ إِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ قَالَ يَعْقُوبُ عَنْ يُونُسَ وَهٰذَا لَفْظُ حَدِيثِهِ ؕ

ترجمہ: حضرت حسن بصری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انھوں نے آگ کا ذکر کیا تو رو پڑیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیوں روتی ہو؟ عائشہؓ نے کہا کہ میں نے آگ (جہنم) کو یاد کیا ہے تو روئی ہوں۔ سو کیا آپ لوگ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین مقامات ایسے ہیں جہاں کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا۔ میزان کے پاس حتی کہ اسے یہ علم ہو جائے کہ آیا اس کا وزن ہلکا ہوگا یا بوجھل، اور اعمال نامہ ملنے کے وقت جبکہ کہا جائے گا: یہ لو میرا اعمال نامہ پڑھو حتیٰ کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا اعمال نامہ آیا۔ اس کے دائیں ہاتھ میں آئے گا یا بائیں ہاتھ میں یا پشت کے پیچھے سے۔ اور صراط کے پاس جبکہ اسے جہنم کے بیچوں بیچ رکھا جائے گا۔

شرح: میزان کا ذکر قرآن کی کئی آیات میں موجود ہے۔ صحیحین کی حدیث ابی ہریرہؓ میں ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ کا لفظ ہے۔ جامع ترمذی میں انسؓ کی حدیث میں حضورؐ کا ان کو ارشاد ہے کہ مجھے صراط پر، میزان کے پاس اور حوض پر تلاش کرنا۔ لیث بن سعد کی حدیث میں ایک شخص کا ذکر ہے جس کی ایک نیکی کو اللہ تعالیٰ نکال کر میزان کے پلڑے میں رکھے گا اور وہ جھک جائے گا، وہ نیکی توحید و رسالت کی شہادت ہوگی۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن حبان نے روایت کی ہے۔ صحیح ابی حاتم میں عبداللہ بن مسعود کی پنڈلی کے متعلق کے کا ارشاد موجود ہے کہ وہ میزان میں احد سے بھی زیادہ بوجھل ہوگی۔ ابوداؤد کی اس حدیث کے متعلق کہا گیا ہے کہ حضورؐ نے یہ ارشاد جو فرمایا کہ ان تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا، اس سے انبیاء مستثنیٰ ہیں۔ مگر بعض دفعہ کسی اچانک خوف کا غلبہ سب کچھ بھلا دیتا ہے۔

بَابٌ ۲۸ فِي الدَّجَّالِ

دجّال کے ذکر کا باب ۲۸

۴۷۵۶ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُرَاقَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوحٍ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ

الدَّجَّالَ قَوْمَهُ وَإِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ فَوَصَفَهُ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَعَلَّهُ سَيُدْرِكُهُ مَنْ قَدْ رَآنِي وَسَمِعَ كَلَامِي قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلُوبُنَا يَوْمَئِذٍ أَمِثْلُهَا الْيَوْمَ قَالَ وَخَيْرٌ ط

ترجمہ: ابوعبیدہ بن الجراح نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: نوحؑ کے بعد ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے خبردار کیا تھا اور میں تمھیں خبردار کرتا ہوں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کے اوصاف بتائے، اور فرمایا شاید مجھے دیکھنے والے اور میری بات سننے والے اسے پائیں، لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ اسوقت ہمارے دل کیسے ہوں گے، کیا آج بھی ویسے ہی رہیں؟ فرمایا: بلکہ بہتر۔ (ترمذی نے اسے روایت کر کے حسن غریب کہا ہے، بخاری نے کہا کہ عبداللہ بن سراقہ نے ابوعبیدہ سے کچھ نہیں سنا)

شرح: بعض جنوں کا صحابی ہونا کتاب اللہ سے ثابت ہے اور احادیث میں اسکی تائید موجود ہے۔ یہ بھی ثابت ہے کہ جنوں کی عمریں بہت طویل ہوتی ہے۔

۴۷۵۶۔ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ فَذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّي لَأُنْذِرُكُمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ وَلَكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ ط

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں (خطبہ دینے) کھڑے ہوئے اور اللہ کی کافی حمد وثناء کی۔ پھر دجال کا ذکر فرمایا اور کہا کہ میں تمہیں اس سے خبردار کرتا ہوں اور ہر نبی نے اس سے اپنی قوم کو خبردار کیا تھا، نوحؑ نے بھی اس سے اپنی قوم کو خبردار کیا تھا۔ مگر میں تمہیں اس کے متعلق ایک ایسی بات کہونگا جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کی۔ تم جانتے ہو کہ وہ کانا ہوگا اور اللہ کانا نہیں ہے (بخاری، مسلم، ترمذی) دجال کے متعلق کافی بحث ہم اس سے قبل کتاب الفتن والملاحم میں کر چکے ہیں

بَابٌ ۲۹ فِي قَتْلِ الْخَوَارِجِ

قتلِ خوارج کے متعلق باب ۲۹

۴۷۴۷۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ نَا زُهَيْرٌ وَاَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ وَمَنْدَلٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِي جَهْمٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ وَهْبَانَ عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ ؕ

ترجمہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جماعت سے ایک بالشت بھی جدا ہوا تو اس سے اسلام کا جُوا اپنی گردن سے نکال پھینکا۔

شرح: خطابی نے کہا ہے کہ ربقہ وہ طوق وغیرہ ہے جو جانور کی گردن میں ڈالتے ہیں تاکہ وہ آوارہ نہ ہو جائے۔ جس طرح یہ طوق گردن سے نکال کر جانور آوارہ ہو جاتا ہے اور اسکی ہلاکت اور ضائع ہو جانے کا خوف ہوتا ہے، اسی طرح جماعت کی اطاعت و مرکزیت اور انکے متفق علیہ طریقے سے ہٹ جانیوالا شخص بھی آوارہ اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ جماعت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب و آل کی جماعت ہے۔ ان کا متفق علیہ اور اجماعی طریقہ ہی نجات کا باعث ہے، نہ یہ کہ ہر بدعتی ٹولہ جو اصل جماعت سے الگ ہو کر ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے اور "جماعت" کہلانے لگے۔ اس حدیث میں جماعت سے علیحدہ ہو جانیوالوں کی شدید مذمت کی گئی ہے۔ ذوالخویصرہ کا قصہ بخاری و مسلم میں آیا ہے۔ یہ شخص تمیمی تھا اور اس نے حضورؐ کے عدل پر (معاذ اللہ) اعتراض کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اسکے قتل کی اجازت مانگی تھی مگر حضورؐ نے اجازت نہیں دی۔ اس حدیث میں ذوالثدیہ کا ذکر بھی ہے جو خارجیوں کے ساتھ نہروان میں قتل ہوا تھا۔ صحیحین کی ایک حدیث میں ایک بدعتی خارجی فرقے کا ذکر ہے جو جماعت کی تفریق کے وقت ظاہر ہوگا۔ چنانچہ حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے اختلاف کے وقت خارجی فرقہ ظاہر ہوا تھا۔

۴۷۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ نَا مُطَرِّفُ بْنُ طَرِيفٍ عَنْ اَبِي الْجَهْمِ عَنْ خَالِدِ بْنِ وَهْبَانَ عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَنْتُمْ وَاَئِمَّةٌ مِنْ بَعْدِي يَسْتَاْثِرُونَ بِهٰذَا الْفَيْءِ قُلْتُ اَمَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اَضَعُ سَيْفِي عَلٰى عَاتِقِي ثُمَّ اَضْرِبُ بِهٖ حَتّٰى اَلْقَاكَ اَوْ اَلْحَقَكَ قَالَ اَوَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى خَيْرٍ مِنْ ذٰلِكَ تَصْبِرُ حَتّٰى تَلْقَانِي ؕ

ترجمہ: ابوذرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسوقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ میرے بعد کچھ حکام مالِ فئی میں (اپنے آپکو اور اپنے اہل و عیال اور رگے بندھل کو) ترجیح دیں گے؟ میں نے کہا تب اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ

بھیجا ہے، میں اپنی تلوار اپنے کندھے پر رکھ لونگا اور اس کو چلاؤں گا حتیٰ کہ آپ سے آملوں گا۔ حضور نے فرمایا: کیا میں تجھے اس سے بہتر بات نہ بتاؤں؟ وہ یہ کہ تو صبر کرے حتیٰ کہ مجھ سے آملے۔

شرح: ہم نے کتاب الامارہ میں اس مضمون پر کافی بحث کی ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ جب تک واضح کفر کا اظہار حکام کی طرف سے نہ ہو ان سے بغاوت جائز نہیں تاکہ نظم مملکت خراب نہ ہو جائے۔ ایسی حالت میں اصلاح کی کوشش، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حسب استطاعت فرض ہے اور انکی تکالیف پر صبر کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

۴۷۴۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَعْنَى قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ وَهِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مِحْصَنٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ أَئِمَّةٌ تَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ فَمَنْ أَنْكَرَ قَالَ هِشَامٌ بِلِسَانِهِ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهِ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا نَقْتُلُهُمْ قَالَ ابْنُ دَاوُدَ أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ قَالَ لَا مَا صَلَّوْا ط

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مکرمہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تم پر ایسے حاکم ہونگے جنکی کچھ باتوں کو تم موافق شرع اور بعض کو خلاف شرع پاؤ گے۔ سو جس نے اپنی زبان سے (ان خلاف شرع باتوں کا) انکار کیا تو وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہوگیا، اور جس نے دل سے انہیں ناپسند کیا (ضعف کے باعث زبان سے نہ بول سکا) تو وہ بچ گیا، لیکن جو راضی ہوا اور انکے پیچھے چلا (وہ ہلاک ہوا اور دین کو بگاڑ لیا) پس کہا گیا: یارسول اللہ! کیا ہم ان کو قتل کر دیں؟ اور دوسری روایت کے مطابق: کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں؟ فرمایا کہ نہیں، جب تک کہ وہ نماز پڑھیں (بغاوت اور قتال نہ کرو) (مسلم، ترمذی)

۴۷۵۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ نَا الْحَسَنُ عَنْ ضَبَّةَ بْنِ مِحْصَنٍ الْعَنَزِيِّ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ قَالَ فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ قَالَ قَتَادَةُ يَعْنِي مَنْ أَنْكَرَ بِقَلْبِهِ وَمَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهِ ط

ترجمہ: دوسری سند سے ام سلمہ کی یہی حدیث۔ اس میں ہے کہ: جس نے ناپسند کیا وہ بری الذمہ ہوگیا اور جس نے انکار کیا وہ سلامت رہا۔ قتادہ نے کہا کہ انکار اور کراہت دونوں کا تعلق دل کے ساتھ ہے (بقول مولانا محمد یحییٰ یہ تفسیر قتادہ کا وہم ہے

درست تفسیر یہ ہے کہ انکار زبان سے اور کراہت قلب سے ہوتی ہے)

۴۷۵۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَتَكُونُ فِي أُمَّتِي هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ وَهُمْ جَمِيعٌ فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ ط

ترجمہ: عرفجہ (ابن شریح یا فریح اشجعی) نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: میری امت میں بہت سے شرور و فسادات اور ناجائز کام ہونگے۔ سو جو شخص مسلمانوں کے امر کو اسوقت متفرق کرنا چاہے جبکہ وہ مجتمع ہوں تو اسے تلوار سے مار ڈالو چاہے وہ کوئی بھی ہو (مسلم، نسائی۔ کتب حدیث میں عرفجہ کا صرف یہی حدیث ہے اور یہ مسند احمد میں بھی ہے)

شرح: اس حدیث سے بعض ظالم و فاسق حکام نے (یا ان کے لئے اوروں نے) استدلال کیا ہے مگر حدیث کے الفاظ انکی تاویلات کو رد کرتے ہیں اسمیں دراصل فسادیوں اور شریروں کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ جب نظم جماعت کو خراب کرنا چاہیں تو تلوار سے ان کی خبر لو۔ تفصیلی بحث ہماری شرح میں کتاب الامارہ کے اندر دیکھئے، اور اوپر کتاب الفتن والملاحم کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔)

بَابٌ ۳۰ فِي قِتَالِ الْخَوَارِجِ

قتال خوارج کا باب ۳۰

۴۷۵۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْمَعْنَى قَالَا ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ أَنَّ عَلِيًّا ذَكَرَ أَهْلَ النَّهْرَوَانِ فَقَالَ فِيهِمْ رَجُلٌ مُودَنُ الْيَدِ أَوْ مُخْدَجُ الْيَدِ أَوْ مَثْدُونُ الْيَدِ لَوْلَا أَنْ تَبْطَرُوا لَأَنْبَأْتُكُمْ مَا وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ يَقْتُلُونَهُمْ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْهُ قَالَ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ط

ترجمہ: عبیدہ سلیمانی سے روایت ہے کہ حضرت علی نے اہل نہروان کا ذکر کیا اور فرمایا کہ ان میں ایک مرد ہے جس کا ہاتھ ناقص اور چھوٹا ہے۔ اگر تمہارے مغرور ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں تمہیں بتاتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو قتل کرنیوالوں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر کیا وعدہ کیا تھا۔ عبیدہ نے کہا کہ میں نے پوچھا: کیا آپ نے یہ حضورؐ سے سنا ہے؟ فرمایا: ہاں رب کعبہ کی قسم (مسلم و ابن ماجہ)

شرح : مُودَن، مخدج اور مثدون کا معنی تقریباً ایک ہے، یعنی ناقص اور چھوٹا ہاتھ (خطابی) مولانا نے فرمایا کہ نہروان ایک وسیع علاقے کا نام تھا جو واسط اور بغداد کے درمیان ہے۔ یہاں پر حضرت علی کی خوارج سے جنگ ہوئی تھی۔ بخاری و مسلم میں ابوسعید کی ایک حدیث آئی ہے کہ، میری امت دو گروہوں میں بٹ جائے گی تو ایک مارقہ (خارجی فرقہ) ظاہر ہوگا۔ انہیں ان دو میں سے وہ فریق قتل کرے گا جو حق سے قریب تر ہوگا۔ بخاری کی روایت میں اس خارجی فرقے کی نشانی سر گھٹانا آئی ہے۔ اور یہ کہ وہ قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ ان میں سے ایک سیاہ فام شخص کا ہاتھ بکری کے تھن جیسا (ناقص) ہوگا۔ چنانچہ یہ شخص ذوالثدیہ جنگ نہروان میں قتل ہوا اور اس کی لاش نکال کر (ایک کھنڈر سے) رکھی گئی جو لوگوں نے دیکھی۔ حضرت علیؓ نے یہ جو فرمایا تھا کہ تمہارے مغرور ہو جانے کا خدشہ ہے الخ اس سے مراد غالباً حضورؐ کا یہ ارشاد تھا کہ خوارج کو ان دو گروہوں میں سے وہ فریق قتل کرے گا جو حق سے قریب تر ہوگا۔ علیؓ خلیفہ راشد تھے لہٰذا ان کا گروہ اقرب الی الحق تھا، مگر اس گروہ میں قاتلینِ عثمان اور روافض بھی چھپے ہوئے تھے لہٰذا یہ نہ فرمایا کہ: وہ فریق حق پر ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

۴۷۵۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةٍ بَيْنَ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ الْمُجَاشِعِيِّ وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ قَالَ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَقَالَتْ يُعْطِي صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا فَقَالَ إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ قَالَ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقٌ قَالَ اتَّقِ اللهَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ مَنْ يُطِعِ اللهَ إِذَا عَصَيْتُهُ أَيَأْمَنُنِي اللهُ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي قَالَ فَسَأَلَ رَجُلٌ قَتْلَهُ أَحْسَبُهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ قَالَ فَمَنَعَهُ قَالَ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا أَوْ فِي عَقِبِ هَذَا قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ ط

ترجمہ: ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے (یمن سے) تھوڑا سا مٹی ملا سونا بھیجا۔ آپؐ نے وہ چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا: اقرع[1] بن حابس حنظلی پھر مجاشعی، عیینہ[2] بن بدر فزاری، زید[3] الخیل الطائی نبہانی، علقمہ[4] بن علاثہ عامری کلاب۔ ابو سعید نے کہا کہ اس پر قریش اور انصار ناراض ہوئے اور کہا: آپؐ اہل نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: میں ان کے دلوں میں اسلام کی الفت ڈالتا ہوں۔ ابو سعیدؓ نے کہا کہ پھر ایک گہری (دھنسی ہوئی) آنکھوں والا، بلند گالوں والا اونچی پیشانی والا، گھنی ڈاڑھی والا، گھٹے ہوئے سر والا شخص آیا اور کہا: اے محمدؐ! اللہ سے ڈرو۔ حضورؐ نے فرمایا: اگر (خدانخواستہ) میں نافرمان ہو جاؤں تو پھر اللہ کی اطاعت کون کرے گا؟ کیا وہ تو (یعنی اللہ تعالیٰ) مجھے زمین والوں پر ذمہ دار رسول بنا کر لائق اعتماد ٹھہراتا ہے اور تم لوگ مجھ پر اعتماد نہیں کرتے ہو؟ ابو سعیدؓ نے کہا کہ ایک مرد نے اسکے قتل کی اجازت مانگی مگر آپؐ نے اسے منع فرمایا: ابو سعیدؓ نے کہا جب وہ پشت پھیر کر چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی نسل سے، یا عقب کا لفظ فرمایا کہ عقب سے ایک قوم ہو گی جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلقوں سے آگے نہ گزرے گا۔ وہ اسلام سے اسطرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے (شکار) سے نکل جاتا ہے۔ وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں نے انہیں پایا تو انہیں قوم عاد کی مانند قتل کروں گا (اور فنا کر دوں گا جیسے کہ قوم عاد عذابِ الٰہی میں گرفتار ہو کر فنا ہو گئی تھی) بخاری، مسلم، نسائی۔

شرح: مٹی ملے سونے کا مطلب یہ ہے کہ کان سے نکال کر ابھی اسے صاف نہیں کیا گیا تھا۔ ان چار اشخاص میں سے تین کے نام کے ساتھ دو دو نسبتیں ہیں۔ پہلی نسبت انکے بڑے اور عام قبیلے کی ہے مگر دوسری خاص قبیلے کی ہے جو بڑے کے اندر چھوٹا قبیلہ ہوتا تھا۔ حضورؐ نے اس شخص کے جواب میں جو کچھ فرمایا اس کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر اپنی رسالت و وحی پر امین بنایا ہے اور تم مجھ پر بد اعتمادی کا اظہار کرتے ہو؟ رسول دین کا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا نشان اور نمونہ ہوتا ہے، اگر خدا نخواستہ اللہ کی نافرمانی کرے تو پھر فرمانبردار کون ہوگا۔ ضِئضِئ کا معنی اصل و نسل ہے۔ نسل دو قسم کی ہوتی ہے، جسمانی اور روحانی خارجی فرقہ بالکل اس معترض کی روحانی نسل سے تھا۔ حضورؐ نے اسکا جو نقشہ کھینچا ہے وہ لاجواب ہے اور حرف بحرف ثابت ہوا۔ وہ لوگ واقعی بظاہر بڑے قاریٔ قرآن تھے مگر انکے انتہا پسندانہ عقاید کو اور اعمال کو دیکھ کر صاف نظر آتا تھا کہ قرآن انکے حلق سے نیچے نہیں اترا۔ سر گھٹاتے تھے، بڑے عابد و زاہد تھے مگر مسلمانوں کو قتل کرنا باعثِ ثواب جانتے تھے۔ گناہ کبیرہ کا مرتکب ان کے نزدیک کافر و مرتد تھا۔ انہوں نے جلیل القدر اصحاب (عثمانؓ و علیؓ وغیرھم) پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ بت پرستوں کی حفاظت کرنا اور انہیں ذمی جان کر دلجوئی کرنا اسلامی شعار سمجھتے تھے۔ انتہا پسندانہ نظریات کے باعث ان کا آپس میں شدید اختلاف ہوا۔ وہ کسی نظام اور نظم و ضبط کے قائل نہ تھے۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب کے بعد جس شخص کے سر پر انکی جڑ بنیاد اکھاڑنے کا سہرا ہے وہ مہلب بن ابی صفرہ تھا جو مشہور قائد، جنگجو سپاہی اور ثقہ تابعی تھا۔ اسکی کئی روایات مصنف عبد الرزاق میں موجود ہیں۔ اس سلسلے میں المبرد کی کتاب الکامل کے باب الخوارج کا مطالعہ مفید رہے گا۔

۴۷۵۴ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الْأَنْطَاكِيُّ نَا الْوَلِيدُ وَمُبَشِّرٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ الْحَلَبِيَّ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو وَقَالَ يَعْنِي الْوَلِيدَ نَا أَبُو عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ....

قَالَ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي اخْتِلَافٌ وَفُرْقَةٌ قَوْمٌ يُحْسِنُونَ الْقِيلَ وَيُسِيئُونَ الْفِعْلَ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يَرْجِعُونَ حَتَّى يَرْتَدَّ عَلَى فُوقِهِ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ طُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوهُ يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَلَيْسُوا مِنْهُ فِي شَيْءٍ مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ أَوْلَى بِاللَّهِ تَعَالَى مِنْهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا سِيمَاهُمْ قَالَ التَّحْلِيقُ ط

ترجمہ: ابوسعید خدریؓ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عنقریب میری امت میں اختلاف اور تفریق ہوگی۔ ایک ایسی قوم ہوگی جو قول اچھے اور فعل بُرے کرے گی، وہ قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہ گزرے گا۔ وہ دین سے اسطرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے (شکار) کے آگے نکل جاتا ہے۔ وہ واپس نہ آئیں گے جبتک کہ تیر اپنے رکھے جانے کی جگہ پر واپس نہ آئے (جو محال ہے) وہ انسانوں اور حیوانوں سے بدتر ہیں۔ ان کے قاتلوں اور مقتولوں کیلئے مبارک ہے۔ وہ اللہ کی کتاب کی طرف بلائیں گے حالانکہ ان کا اپنا اس کتاب سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ جو ان سے قتال کریں گے وہ انکی نسبت اللہ سے قریب تر ہوں گے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ انکی علامت کیا ہے؟ فرمایا سر گھٹانا۔ (قتادہ نے ابو سعید الخدری سے نہیں سنا اور انس بن مالک نے سنا تھا)

۴۷۵۵ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ قَالَ سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ وَالتَّسْبِيدُ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَأَنِيمُوهُمْ قَالَ أَبُو دَاوُدَ التَّسْبِيدُ اسْتِئْصَالُ الشَّعْرِ ط

ترجمہ: انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آلخ اوپر کی حدیث کی مانند۔ فرمایا انکی علامت سر گھٹانا اور بالوں کو مٹانے میں مبالغہ کرنا ہے۔ انہیں پاؤ قتل کر ڈالو۔ ابو داؤد نے کہا کہ تسمید کا معنی ہے بالوں کو جڑ سے مٹا دینا۔ (منذری نے کہا کہ تسمید کا دوسرا معنی ہے سر نہ دھونا اور اس میں تیل نہ ڈالنا ہے اور یہاں یہی مراد ہے)

۴۷۵۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ نَا سُفْيَانُ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ وَإِذَا

حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّمَا الْحَرْبُ خُدْعَةٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط

ترجمہ: علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سناؤں تو میرے لئے آسمان سے گرنا آپ پر جھوٹ بولنے سے آسان تر ہے، اور جب میں تم سے آپس کی بات کروں تو جنگ ہوشیاری و تعریض کا نام ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا تھا کہ: آخری زمانے میں ایک قوم آئے گی جو کم عمر ہونگے، عقل کے احمق ہونگے۔ وہ لوگوں کی بہترین باتیں کریں گے۔ اسلام سے اسطرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کا ایمان ان کے حلق سے آگے نہ گزرے گا۔ تو تم انہیں جہاں ملو قتل کردو کیونکہ ان کا قتل کرنا قیامت کے دن قاتلوں کیلئے باعث اجر ہوگا۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

شرح: آخری زمانے سے مراد خلافت راشدہ کا آخری زمانہ ہے جبکہ خوارج کا فتنہ پیدا ہوا تھا۔

۴۷۵۷۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ الْجُهَنِيُّ أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِي كَانُوا مَعَ عَلِيٍّ الَّذِينَ سَارُوا إِلَى الْخَوَارِجِ فَقَالَ عَلِيٌّ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَيْسَتْ قِرَاءَتُكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ شَيْئًا وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ شَيْئًا وَلَا صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ شَيْئًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَحْسَبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكَلُوا عَلَى الْعَمَلِ وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا لَهُ عَضُدٌ وَلَيْسَتْ لَهُ ذِرَاعٌ عَلَى عَضُدِهِ مِثْلُ حَلَمَةِ

الَّذِي عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ أَتَذْهَبُونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ وَتَتْرُكُونَ
هَؤُلَاءِ يَخْلُفُونَكُمْ إِلَى ذَرَارِيِّكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونُوا
هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ وَأَغَارُوا فِي سَرْحِ
النَّاسِ فَسِيرُوا عَلَى اسْمِ اللَّهِ قَالَ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ فَنَزَّلَنِي زَيْدُ بْنُ
وَهْبٍ مَنْزِلًا حَتَّى مَرَّ بِنَا عَلَى قَنْطَرَةٍ قَالَ فَلَمَّا الْتَقَيْنَاهُ عَلَى الْخَوَارِجِ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ فَقَالَ لَهُمْ أَلْقُوا الرِّمَاحَ وَسُلُّوا السُّيُوفَ مِنْ
جُفُونِهَا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ كَمَا نَاشَدُوكُمْ يَوْمَ حَرُورَاءَ
قَالَ فَوَحَّشُوا بِرِمَاحِهِمْ وَاسْتَلُّوا السُّيُوفَ وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ
قَالَ وَقُتِلُوا بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ قَالَ وَمَا أُصِيبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا
رَجُلَانِ فَقَالَ عَلِيٌّ الْتَمِسُوا فِيهِمُ الْمُخْدَجَ فَلَمْ يَجِدُوا قَالَ فَقَامَ
عَلِيٌّ بِنَفْسِهِ حَتَّى أَتَى نَاسًا قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ فَقَالَ أَخْرِجُوهُمْ
فَوَجَدُوهُ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ فَكَبَّرَ وَقَالَ صَدَقَ اللَّهُ وَبَلَّغَ رَسُولُهُ فَقَامَ
إِلَيْهِ عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
حَتَّى اسْتَحْلَفَهُ ثَلَاثًا وَهُوَ يَحْلِفُ ط

ترجمہ: زید بن وھب جہنی سے روایت ہے کہ وہ اس لشکر میں تھا جو خوارج کی طرف گیا تھا۔ پس علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری امت سے ایک قوم نکلے گی، وہ قرآن پڑھیں گے، تمہاری قرأت انکی قرأت کے سامنے کوئی چیز نہ ہوگی، اور نہ تمہاری نماز انکی نماز کے آگے کوئی چیز ہوگی، اور نہ تمہارا روزہ انکے روزے کے سامنے کوئی چیز ہوگا۔ وہ قرآن کو یہ سمجھ کر پڑھیں گے کہ وہ ان کے لئے ہے حالانکہ وہ ان پر وبال ہوگا۔ انکی نماز انکے حلق سے آگے نہ جائیگی۔ وہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جسطرح کہ تیر شکار کے آگے سے نکل جاتا ہے اگر وہ لشکر جو انہیں قتل کرے گا یہ جان لے کہ انکے لئے ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر کیا فیصلہ ہوچکا ہے تو وہ عمل سے باز رہیں، اور اسکی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک شخص ہوگا کہ اس کا بازو نہ ہوگا۔ اسکی کہنی سے آگے اس طرح کا سر ہوگا جیسا کہ عورت کے پستان کے سر پر ہوتا ہے۔ اس پر کچھ سفید بال ہونگے۔ کیا تم معاویہؓ اور اہل شام کی طرف جاتے ہو اور ان لوگوں کو اپنی اولاد و خواتین اور مالوں میں چھوڑ جاؤ گے؟ واللہ مجھے امید ہے کہ حضورؐ کے ارشاد کی مصداق یہی قوم (خوارج) ہے کیونکہ انہوں نے حرام خون بہایا ہے، اور لوگوں کی چراگاہ پر غارت ڈالی ہے۔ پس اللہ کا نام لیکر

چلو۔ راوی سلمہ کہیل نے کہا کہ پھر زید بن وھب نے مجھے اپنی ایک ایک منزل کا حال بتایا حتیٰ کہ وہ (دوہ قصے میں) ہمیں ایک پل پرسے کر گزرا۔ اس نے کہا کہ جب ہمارا مقابلہ ہوا اور خوارج کا امیر عبداللہ بن وھب راسبی تھا۔ اس نے خارجیوں سے کہا کہ نیزے پھینک دو اور تلواریں میانوں سے کھینچ لو، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ یہ لوگ تمہیں قسمیں دیکر صلح و امان طلب کریں گے جسطرح کہ انہوں نے حروراء کے دن کیا تھا۔ زید بن وھب نے کہا کہ اس پر انہوں نے نیزے پھینک دیئے اور تلواریں کھینچ لیں اور لوگوں نے ان کو نیزوں پر رکھ لیا، اور وہ ایک دوسرے کے اوپر قتل ہوئے۔ زید نے کہا کہ لوگوں (علی کے لشکر کے لوگوں) میں اس جنگ میں صرف دو آدمی قتل ہوئے۔ پس علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان میں ناقص ہاتھ والے کو تلاش کرو، لوگوں نے اسے نہ پایا۔ زید نے کہا کہ پھر علی رضی اللہ عنہ خود اٹھے حتیٰ کہ ان لوگوں کے پاس آئے جو ایک دوسرے پر قتل ہو چکے تھے۔ پس انہوں نے کہا کہ انہیں نکالو۔ لوگوں نے اسے زمین کے ساتھ لگا ہوا پایا۔ پس علیؓ نے تکبیر کہی اور کہا: اللہ نے سچ کہا اور اسکے رسولؐ نے تبلیغ کی۔ پس عبیدہ سلمانی اٹھ کر بولا: اے امیر المؤمنین اس اللہ کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں، کیا آپ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا؟ علیؓ نے فرمایا: ہاں! اس اللہ کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ حتیٰ کہ عبیدہ نے حضرت علیؓ کو تین دفعہ قسم دلوائی اور وہ قسم کھاتے تھے (مسلم)

۴۷۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ مُرَّةَ قَالَ نَا أَبُو الْوَضِيءِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ اُطْلُبُوا الْمُخْدَجَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَاسْتَخْرَجُوهُ مِنْ تَحْتِ الْقَتْلَى فِي طِينٍ قَالَ أَبُو الْوَضِيءِ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حَبَشِيٌّ عَلَيْهِ قُرَيْطِقٌ لَهُ إِحْدَى يَدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ عَلَيْهَا شُعَيْرَاتٌ مِثْلُ الشُّعَيْرَاتِ الَّتِي تَكُونُ عَلَى ذَنَبِ الْيَرْبُوعِ ط

ترجمہ: ابو الوضیئ (عباد بن نسیب عیشی بصری) نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ناقص ہاتھ والے کو ڈھونڈو آخر پھر راوی نے حدیث بیان کی۔ اور انہوں نے اسے کیچڑ میں سے مقتولوں کے نیچے سے نکالا۔ ابو الوضیئ نے کہا: پس گویا کہ میں اب اسکی طرف دیکھ رہا ہوں۔ وہ ایک حبشی تھا اس پر ایک چھوٹا کرتہ تھا، اس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی مانند تھا، اس پر کچھ چھوٹے چھوٹے بال تھے جیسے کہ جنگلی چوہے کی پشت پر ہوتے ہیں

۴۷۵۹۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ عَنْ نُعَيْمِ ابْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ إِنْ كَانَ ذَلِكَ الْمُخْدَجُ لَمَعَنَا يَوْمَئِذٍ فِي الْمَسْجِدِ نُجَالِسُهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَكَانَ فَقِيرًا وَرَأَيْتُهُ مَعَ الْمَسَاكِينِ يَشْهَدُ طَعَامَ عَلِيٍّ مَعَ النَّاسِ وَقَدْ كَسَوْتُهُ بُرْنُسًا لِي قَالَ أَبُو مَرْيَمَ وَكَانَ الْمُخْدَجُ يُسَمَّى نَافِعًا ذَا الثُّدَيَّةِ وَكَانَ فِي يَدِهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ

عَلٰی رَأْسِہٖ حُلْمَۃٌ مِثْلُ حَلَمَۃِ الثَّدْیِ عَلَیْہِ شُعَیْرَاتٌ مِثْلُ سُبَالَۃِ السِّنَّوْرِ ط

ترجمہ: ابو مریم (قیس ثقفی مدائنی ہے جو حضرت علی کا شاگرد تھا) نے کہا کہ وہ ناقص ہاتھ والا اس دن مسجد میں ہمارے ساتھ تھا، ہم دن رات اسکے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے، اور وہ ایک محتاج شخص تھا، اور میں نے دیکھا کہ وہ مساکین کیساتھ حضرت علیؓ کے کھانے پر حاضر ہوتا تھا اور میں نے اسے اپنی برنس پہنائی تھی۔ ابو مریم نے کہا کہ اس ناقص الخلقت آدمی کو نافع ذو الثدیہ کہا جاتا تھا اور اسکے ہاتھ پر عورت کے پستان کی مانند تھا جس کے سر پر عورت کے پستان کے سر کی مانند تھا اور اس پر بلی کی مونچھوں کی مانند کچھ بال تھے۔ ابو داؤد نے کہا کہ لوگوں کے نزدیک اس کا نام حرقوص تھا۔

بَابٌ ۳۱ فِیْ قِتَالِ اللُّصُوْصِ

چوروں سے جنگ کا باب ۳۱

۴۷۶۰ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا یَحْیٰی عَنْ سُفْیَانَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ حَسَنٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَمِّیْ اِبْرَاہِیْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اُرِیْدَ مَالُہٗ بِغَیْرِ حَقٍّ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَھُوَ شَہِیْدٌ ط

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: جسکا مال ناحق لینے کا ارادہ کیا گیا، اس نے لڑائی کی اور قتل ہو گیا تو وہ شہید ہے (ترمذی، نسائی، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بخاری نے اسے عکرمہ عن عبد اللہ بن عمرو کے طریق سے روایت کیا اور اسکے لفظ یہ ہیں، جو اپنے مال کے دفاع میں مارا جائے وہ شہید ہے)

شرح: اپنے مال کی حفاظت اور دفاع کرنا صرف مالک کا حق ہی نہیں بلکہ خدا اور رسول کا حکم بھی ہے، لہٰذا اس راہ میں قتل ہونیوالا شہید ہے۔

۴۷۶۱ـ حَدَّثَنَا ھٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ نَا اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّیَالِسِیُّ عَنْ اِبْرَاہِیْمَ ابْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ عَنْ طَلْحَۃَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَھْلِہٖ اَوْ دَمِہٖ اَوْ دُوْنَ دِیْنِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ

ترجمہ: سعید بن زید رضی اللہ عنہ روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، جو اپنے مال کے دفاع میں مارا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کے دفاع میں مارا گیا وہ شہید ہے ، جو اپنے خون یا دین کے دفاع میں مارا گیا وہ شہید ہے (ترمذی ، نسائی ، ابن ماجہ) ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

شرح: یہ شہداء آخرت کے احکام کے لحاظ سے ہیں ۔ اعلیٰ ترین شہید وہ ہے جو معرکۂ حق و باطل میں قتل ہو، اس کے احکام عام شہیدوں سے دنیوی قانون شرع میں کچھ مختلف ہیں ۔ گو شہادت کا ثواب دوسرے بہت سے لوگوں کو بھی حاصل ہوتا ہے مثلاً حادثات میں مرنے والے ، پانی میں ڈوب کر یا آگ میں جل کر مرنے والے اور اسی طرح جان و مال اور عزت و آبرو اور اہل و عیال کی حفاظت میں مرنے والے۔

مولانا سہارنپوری نے سنن ابی داؤد کے بعض نسخوں سے یہاں پر (کتاب الادب کی ابتداء سے قبل) چار احادیث درج کی ہیں جن کا بقول مولانا محمد یحییٰ یہاں کوئی مقام یا فائدہ نہیں ۔ یہ احادیث و آثار اوپر اپنے اپنے مقام پر مع شرح گزر چکے ہیں ۔ چونکہ بذل المجہود کے نسخے موجود ہیں ، لہٰذا ہم بھی انہیں درج کر دیتے ہیں اور پھر انشاء اللہ تعالیٰ کتاب الادب شروع ہوگی۔

۴۷۶۲ - حَدَّثَنَا أَبُو ظَفَرٍ عَبْدُ السَّلَامِ نَا جَعْفَرٌ عَنْ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّ مَثَلَ عُثْمَانَ عِنْدَ اللهِ كَمَثَلِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ يَقْرَأُهَا وَيُفَسِّرُهَا إِذْ قَالَ اللهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا يُشِيرُ إِلَيْنَا بِيَدِهِ وَإِلَى أَهْلِ الشَّامِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ قَالَ عَفَّانُ كَانَ يَحْيَى لَا يُحَدِّثُ عَنْ هَمَّامٍ - قَالَ أَحْمَدُ قَالَ عَفَّانُ فَلَمَّا قَدِمَ مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ وَافَقَ هَمَّامًا فِي أَحَادِيثَ كَانَ يَحْيَى رُبَّمَا قَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ كَيْفَ قَالَ هَمَّامٌ فِي هٰذَا - قَالَ أَبُو دَاوُدَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُولُ سَمَاعُ هٰؤُلَاءِ عَفَّانَ وَأَصْحَابِهِ مِنْ هَمَّامٍ أَصَحُّ مِنْ سَمَاعِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ يَتَعَاهَدُ كُتُبَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ ط

ترجمہ: عوف نے کہا کہ میں نے حجاج کو خطبہ دیتے سنا اور وہ کہہ رہا تھا کہ عثمان کی مثال اللہ کے نزدیک عیسیٰ ابن مریم جیسی ہے ۔ پھر اس نے یہ آیت پڑھی ، اسے پڑھتا اور اس کی تفسیر کرتا تھا ، جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ میں تجھے قبض کرنے والا ہوں ، اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور کافروں سے تجھے پاک کرنے والا ہوں ۔ وہ اپنے ہاتھ سے ہماری طرف ، اہل شام کی طرف ، اشارہ کرتا تھا۔

۴۷۶۳۔ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، نَا عَفَّانُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى قَالَ قَالَ لِي هَمَّامٌ كُنْتُ أُخْطِئُ وَلَا أَرْجِعُ وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ تَعَالَى۔ قَالَ أَبُو دَاوُدَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ أَعْلَمُهُمْ بِإِعَادَةِ مَا يَسْمَعُ مِمَّا لَمْ يَسْمَعْ شُعْبَةُ وَأَرْوَاهُمْ هِشَامٌ وَأَحْفَظُهُمْ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ۔ قَالَ أَبُو دَاوُدَ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِأَحْمَدَ فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ فِي قِصَّةِ هِشَامٍ هٰذَا كُلَّهُ يَحْكُونَهُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ إِنَّمَا كَانَ يَقَعُ هِشَامٌ لَوْ بَرَزَ لَهُ ؕ

ترجمہ: ھمام راوی نے کہا کہ میں خطا کرتا تھا اور رجوع نہ کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا تھا۔ ابوداؤد نے کہا کہ میں نے علی رضی عبداللہ (المدینی) سے سنا، وہ کہتا تھا کہ سُنی ہوئی احادیث کو دہرانے کا سب سے بڑا شعبہ تھا۔ سب سے بڑا روایت کرنیوالا ھشام تھا اور سب سے بڑا حافظ سعید بن ابی عروبہ تھا۔ ابوداؤد نے کہا کہ میں نے یہ قول احمد بن حنبل کے سامنے بیان کیا تو اس نے کہا کہ ھشام کا سعید کے ساتھ کیا مقابلہ؟

۴۷۶۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَخِيهِ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا فَإِنِّي لَأُرِيدُ الْأَمْرَ فَأُؤَخِّرُهُ كَيْمَا تَشْفَعُوا فَتُؤْجَرُوا فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا ؕ

ترجمہ: معاویہ (بن ابی سفیان) نے کہا کہ سفارش کرو، اجر پاؤگے، میں کوئی کام کرنا چاہتا ہوں اور اسے مؤخر کر دیتا ہوں تاکہ تم سفارش کرو تو اجر پاؤ، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفارش کرو اجر پاؤگے (یعنی جائز سفارش نہ کہ کسی کی حق تلفی کی سفارش)

۴۷۶۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ؕ

ترجمہ: ابوموسیٰ نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی قسم کی روایت کی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوَّلُ كِتَابِ الْاَدَبِ

کتاب کے اس حصے میں آداب زندگی، آداب معاشرہ، باہمی اخلاق اور بہتر اوصاف کا ذکر آتا ہے، جن سے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سنورتی اور معاشرہ اچھائیوں اور بھلائیوں سے بھرپور ہوتا ہے۔

بَابٌ فِي الْحِلْمِ وَاَخْلَاقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حلم کا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا باب ا

۴۷۶۶ - حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ نَا عِكْرِمَةُ يَعْنِي ابْنَ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ قَالَ أَنَسٌ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَأَرْسَلَنِي يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَذْهَبُ وَفِي نَفْسِي أَنْ أَذْهَبَ لِمَا أَمَرَنِي بِهِ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَخَرَجْتُ حَتّٰى أَمُرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي السُّوقِ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَابِضٌ بِقَفَايَ مِنْ وَرَائِي فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ يَا أُنَيْسُ اذْهَبْ حَيْثُ أَمَرْتُكَ قُلْتُ نَعَمْ أَنَا أَذْهَبُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَنَسٌ وَاللّٰهِ لَقَدْ خَدَمْتُهُ سَبْعَ سِنِينَ أَوْ تِسْعَ سِنِينَ مَا عَلِمْتُ قَالَ لِشَيْءٍ تَرَكْتُ هَلَّا فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا سِنِينَ مَا عَلِمْتُ قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُ لِمَ فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا وَلَا لِشَيْءٍ تَرَكْتُ هَلَّا فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا

ترجمہ: انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق میں سب لوگوں سے اچھے تھے۔ ایک دن آپؐ نے مجھے کسی کام کو بھیجا تو میں نے کہا، واللہ میں نہیں جاتا (جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے، انسؓ اسوقت بچے ہی تھے) اور میرے دل میں یہ تھا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر جاؤں گا۔ انسؓ نے کہا کہ میں باہر نکلا حتی کہ کچھ بچوں کے پاس سے گزرا جو بازار میں کھیل رہے تھے (میں ان کے ساتھ کھیلنے لگا) اچانک ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے سے میری گدی کو پکڑے ہوئے تھے، میں نے آپؐ کی طرف دیکھا تو آپؐ ہنس رہے تھے۔ پھر فرمایا اے اُنَیس (پیار کا کلمہ ہے)، میں نے تجھے جہاں حکم دیا تھا وہاں جا۔ میں نے کہا ہاں یا رسول میں جاتا ہوں۔ انسؓ نے کہا کہ واللہ! میں نے آپؐ کی سات یا نو سال خدمت کی (مسلم کی روایت میں نو سال ہے اور یہ شک راوی کی طرف سے ہے نہ کہ انس کی)، میں نہیں جانتا کہ میں نے کوئی کام کیا ہو اور آپؐ نے فرمایا ہو کہ تو نے یہ اور یہ کام کیوں کیا؟ اور نہ کبھی آپؐ نے کسی ایسی چیز کو جسے میں نے ترک کر دیا تھا، یہ فرمایا کہ تو نے فلاں فلاں کام کیوں نہ کیا؟ (مسلم)

شرح: حضور کا مدینہ میں ہجرت کے بعد قیام پورے دس سال تھا۔ انسؓ کی بعض روایات میں ان کی خدمت کی مدت بھی یہی بیان ہوئی ہے۔ بعض احادیث میں خدمت کی ابتداء کا سال شمار نہ کر کے نو سال کی مدت بتائی ہے جیسے کہ یہاں ہے۔ آٹھ سال والی روایت ضعیف ہے اور سات سال پر راوی کو خود یقین نہیں۔ انسؓ کی عمر ابتدائے خدمت میں دس سال تھی ایک قول میں آٹھ سال ہے۔

۴۷۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَةَ نَا سُلَیْمَانُ یَعْنِی ابْنَ الْمُغِیْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ بِالْمَدِیْنَةِ وَاَنَا غُلَامٌ لَیْسَ کُلُّ اَمْرِیْ کَمَا یَشْتَہِیْ صَاحِبِیْ اَنْ یَکُوْنَ عَلَیْہِ مَا قَالَ لِیْ اُفٍّ قَطُّ وَمَا قَالَ لِیْ لِمَ فَعَلْتَ ھٰذَا اَوْ اَلَا فَعَلْتَ ھٰذَا۔

ترجمہ: انس نے کہا کہ میں نے مدینہ میں دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور میں اس وقت ایک لڑکا تھا۔ میری ہر بات یا کام میرے آقا کی پسند کے مطابق نہ ہوتا تھا، مگر آپؐ نے مجھے کبھی اُف نہ کہا، اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ تو نے یہ کیوں کیا یا یہ کیوں نہ کیا؟

۴۷۶۸۔ حَدَّثَنَا ھٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ نَا اَبُوْ عَامِرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ ہِلَالٍ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَاہُ یُحَدِّثُ قَالَ قَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَةَ وَھُوَ یُحَدِّثُنَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجْلِسُ مَعَنَا فِی الْمَسْجِدِ یُحَدِّثُنَا فَاِذَا قَامَ قُمْنَا قِیَامًا حَتّٰى نَرَاہُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُیُوْتِ اَزْوَاجِہٖ فَحَدَّثَنَا یَوْمًا فَقُمْنَا حَتّٰى قَامَ فَنَظَرْنَا اِلٰى اَعْرَابِیٍّ

قَدْ أَدْرَكَهُ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ فَحَمَّرَ رَقَبَتَهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَكَانَ رِدَاءً خَشِنًا فَالْتَفَتَ فَقَالَ لَهُ الْأَعْرَابِيُّ احْمِلْ لِي عَلَى بَعِيرَيَّ هَذَيْنِ فَإِنَّكَ لَا تَحْمِلُ لِي مِنْ مَالِكَ وَلَا مِنْ مَالِ أَبِيكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لَا وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لَا وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لَا أَحْمِلُكَ حَتَّى تُقِيدَنِي مِنْ جَبْذَتِكَ الَّتِي جَبَذْتَنِي فَكُلَّ ذَلِكَ يَقُولُ لَهُ الْأَعْرَابِيُّ وَاللَّهِ لَا أُقِيدُكَهَا فَذَكَرَ الْحَدِيثَ ثُمَّ دَعَا رَجُلًا فَقَالَ لَهُ احْمِلْ لَهُ عَلَى بَعِيرَيْهِ هَذَيْنِ عَلَى بَعِيرٍ شَعِيرًا وَعَلَى الْآخَرِ تَمْرًا ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ انْصَرِفُوا عَلَى بَرَكَةِ اللَّهِ ـ

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مجلس میں (مسجد میں) بیٹھ کر باتیں کیا کرتے (دین کی باتیں) جب آپؐ اٹھتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے حتیٰ کہ ہم آپ کو ازواج میں سے کسی کے گھر داخل ہوتا دیکھ لیتے۔ ایک دن آپؐ ہم سے باتیں کرتے رہے، پھر جب آپ اٹھے تو ہم بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم نے ایک بدّو دیکھا کہ وہ آپؐ تک پہنچ گیا اور آپ کی چادر کو زور سے جھٹکا دیا، پس آپ کی گردن کو اُس نے سرخ کر دیا (یعنی جھٹکے کا نشان پڑ گیا) ابوہریرہؓ نے کہا کہ وہ ایک کھُردری چادر تھی۔ پس آپؐ نے مُڑ کر دیکھا تو اس بدّو نے کہا: میرے ان دو اونٹوں پر کچھ لاد دیجئے، کیونکہ جو آپ دیں گے یہ آپکا یا آپ کے باپ کا مال نہیں۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں اور میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں (کہ اسے اپنا یا اپنے باپ کا مال سمجھوں) نہیں اور اَستغفِرُ اللہ، نہیں اور اَستغفِرُ اللہ۔ میں تجھے مال لدوا کر نہ دونگا جبتک کہ مجھے اس جھٹکے کا قصاص نہ دو جو تم نے مجھے لگایا ہے۔ اور بدّو ہر بار یہی کہتا: واللہ میں آپؐ کو اس کا قصاص نہ دونگا۔ پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی (جو بقول منذری نسائیؒ میں ہے، اور وہ یہ کہ: پس جب ہم نے اعرابی کا قول سنا تو ہم لوگ تیزی سے اسکی طرف بڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا: میں اپنی بات سننے والوں کو حکم دیتا ہوں کہ میری اجازت کے بغیر اپنی جگہ سے نہ بڑھیں!) ابوہریرہؓ نے کہا کہ پھر ایک شخص کو بلایا اور اس سے فرمایا: اس کے ان دو اونٹوں میں سے ایک پر جَو اور دوسرے پر خُرما لاد دو۔ پھر آپؐ نے ہماری طرف دیکھا اور فرمایا: اللہ کی برکت پر جاؤ (نسائیؒ، اس مضمون کی حدیث ایک انسؓ کی روایت سے بخاری و مسلم میں بھی موجود ہے۔

بَابٌ فِي الْوَقَارِ [٢]

وقار کے بیان کا باب

۴۷۶۹ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا زُهَيْرٌ نَا قَابُوسُ بْنُ أَبِي ظَبْيَانَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ

اَلْهَدْيُ الصَّالِحُ وَالسَّمْتُ الصَّالِحُ وَالِاقْتِصَادُ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ ط

ترجمہ: عبداللہؓ بن عباس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا وطیرہ، اچھا رویہ اور میانہ روی نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے (اسکی سند میں قابوس بن ابی ظبیان غیر معتبر راوی ہے)

شرح: خطابی نے کہا کہ حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ نبوت کے بھی حصے ہو سکتے ہیں، اور نہ یہ مطلب ہے کہ جس شخص میں یہ خصلتیں پائی جائیں اسمیں نبوت کا ایک جزء آجاتا ہے، کیونکہ نبوت و رسالت وہبی چیز ہے نہ کہ کسبی کہ جسے اسباب سے حاصل کیا جا سکے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کی ایک بخشش و کرامت تھی، جس کے ساتھ اس نے اپنے کچھ بندوں کو نوازا تھا: اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ (۱۲۴) اور نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ ہی منقطع ہو چکی ہے۔ پس حدیث کا معنیٰ یہ ہوا کہ یہ خصلتیں نبیوں کی خصلتوں میں شمار ہوتی ہیں اور انکے فضائل کا جزء ہیں لہٰذا لوگ ان کو اپنائیں۔ دوسرا معنی یہ بھی ہے کہ یہ خصائل انبیاء کی تعلیمات کا جزء ہیں۔ اور اس کا ایک معنیٰ یہ ہے کہ جس شخص میں یہ خصلتیں جمع ہوں تو لوگوں کے دلوں میں اس کی توقیر و اکرام اور تعظیم و اعزاز کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، جیسے کہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ تقوےٰ و ھیبت کا لباس پہناتا ہے، پس اس لحاظ سے یہ خصائل نبوت کہلا سکتے ہیں۔

بَابُ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا

غصہ پی جانے والے کا باب ۳

۴۷۷۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سَعِيدٍ يَعْنِي ابْنَ اَبِي اَيُّوبَ عَنْ اَبِي مَرْحُومٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُنْفِذَهُ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ اَيِّ الْحُورِ شَاءَ قَالَ اَبُو دَاوُدَ اِسْمُ اَبِي مَرْحُومٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَيْمُونٍ ط

ترجمہ: معاذؓ (بن انس جہنی صحابی) سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص غصہ نکالنے (اسکے تقاضے پر عمل کرنے) پر قادر ہو مگر وہ اسے پی جائے تو اللہ عزوجل قیامت کے دن اسے سب لوگوں کے سامنے بلائے گا حتیٰ کہ اسے اختیار دے گا کہ جو حوریں چاہو پسند کر لو (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے۔ سھل بن معاذ ضعیف ہے۔ اور اسکا شاگرد ابو مرحوم غیر معتبر الحدیث ہے) ابو داؤد نے ابو مرحوم کا نام عبدالرحیم بن میمون بتایا ہے۔

۴۷۷۸ - حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ عَنْ بِشْرٍ يَعْنِي ابْنَ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ قَالَ مَلَاَهُ اللّٰهُ اَمْنًا وَاِيْمَانًا لَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ دَعَاهُ اللّٰهُ زَادَ وَمَنْ تَرَكَ لُبْسَ ثَوْبِ جَمَالٍ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ قَالَ بِشْرٌ اَحْسِبُهُ قَالَ تَوَاضُعًا كَسَاهُ اللّٰهُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ وَمَنْ زَوَّجَ لِلّٰهِ تَوَّجَهُ اللّٰهُ تَاجَ الْمُلْكِ ؕ

ترجمہ: ایک صحابی کے بیٹے نے اپنے باپ سے روایت کی اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الخ اوپر کی حدیث کی مانند۔ فرمایا کہ اللہ اس کو امن اور ایمان سے بھر دے گا۔ اس حدیث میں اللہ کے بلانے کا قصہ نہیں آیا، اور یہ اضافہ ہے کہ جس نے خوبصورت کپڑا پہننا ترک کیا، از راہ تواضع، حالانکہ وہ اس پر قادر تھا، تو اللہ تعالیٰ اس کو عزت کا جوڑا پہنائے گا۔ اور جس نے اللہ کی رضا کے لئے کسی کا نکاح کرایا، اللہ تعالیٰ اسے حکومت کا تاج پہنائے گا۔ (اس میں ایک مجہول راوی ہے)

۴۷۷۹ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَعُدُّوْنَ الصُّرَعَةَ فِيْكُمْ قَالُوا الَّذِيْ لَا يَصْرَعُهُ الرِّجَالُ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے میں سے پہلوان کسے شمار کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ جسے لوگ بچھاڑ نہ سکیں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں، بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصّے میں اپنے آپ کو تھام لے (مسلم)

شرح: انسان کا سب سے بڑا مدّ مقابل اور دشمن خود اس کا اپنا نفسِ امارہ ہے۔ جب یہ غضب سے مشتعل ہو جاتا ہے تو اس کو قابو میں رکھنا اور اس پر فتح پانا ہی اصل پہلوانی ہے۔ صُرَعَہ اسے کہتے ہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دے، جیسے خُدَعَہ کا معنیٰ ہے فریبی اور لُعَبَہ کا معنیٰ کھلنڈرا۔ بخاری، مسلم اور مؤطا میں ابو ھریرہ سے بھی اسی مضمون کی حدیث وارد ہے۔

بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْغَضَبِ

باب غصّے کے وقت آدمی کیا کہے؟

٤٧٧٣ـ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى نَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا غَضَبًا شَدِيدًا حَتَّى خُيِّلَ إِلَيَّ أَنَّ أَنْفَهُ يَتَمَزَّعُ مِنْ شِدَّةِ غَضَبِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ مِنَ الْغَضَبِ فَقَالَ مَا هِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. قَالَ فَجَعَلَ مُعَاذٌ يَأْمُرُهُ، فَأَبَى وَمَحَكَ وَجَعَلَ يَزْدَادُ غَضَبًا ط

ترجمہ: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخصوں میں سخت کلامی ہوئی تو ان میں سے ایک شدید غضب ناک ہوا حتیٰ کہ مجھے خیال ہوا کہ اسکی ناک غصے کی شدت سے پھٹ جائیگی۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ اسے کہہ لے تو اسکا غصہ فرو ہو جائے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ کونسا کلمہ ہے؟ آپ نے فرمایا یہ یوں کہے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (اے اللہ میں شیطان مردود سے تیری پناہ لیتا ہوں) ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ پھر معاذ رضی اللہ عنہ اس شخص کو یہ کلمہ کہنے کا حکم دیتا رہا مگر اس نے بات نہ سُنی اور جھگڑا کرتا رہا اور اس کا غصہ زیادہ ہوتا گیا۔

(ترمذی، نسائی۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل سے نہیں سنا۔ معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کی خلافت میں ہوگئی تھی، اور جب حضرت عمر شہید ہوئے ہیں اس وقت عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ چھ سال کا لڑکا تھا۔ ترمذی کا قول نہایت واضح ہے۔ بخاری کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ کا سنِ پیدائش ١٧ھ ہے، اور یہی سال یا ١٨ھ معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل کا سنِ وفات ہے جو طاعون عمواس میں فوت ہوئے تھے۔ نسائی نے حدیث کو عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ عن ابی رضی اللہ عنہ بن کعب بیان کیا ہے اور یہ حدیث متصل ہے)

٤٧٧٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ أَحَدُهُمَا تَحْمَرُّ عَيْنَاهُ وَتَنْتَفِخُ أَوْدَاجُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْرِفُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا هٰذَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِي يَجِدُ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ فَقَالَ الرَّجُلُ هَلْ تَرَى بِي مِنْ جُنُونٍ ط

ترجمہ: سلیمان بن صُرد نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں میں سخت کلامی ہوئی۔ پس ایک کی آنکھیں سرخ ہوگئیں اور رگیں پھول گئیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ اسے کہہ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم: پس وہ شخص بولا (جب اسے یہ بات پہنچی) کیا آپ کا خیال ہے کہ مجھے جنوں ہوگیا ہے؟

(بخاری، کتاب الادب کی روایت میں ہے کہ حضورؐ کی یہ بات اسے راویٔ حدیث صحابی نے پہنچائی تھی۔ یہ حدیث مسلم اور نسائی نے بھی روایت کی ہے)

شرح: امام نوویؒ نے کہا کہ یہ شخص شاید منافقوں میں سے تھا یا کوئی کھردرا اعرابی تھا، ورنہ اسے معلوم ہوتا کہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الخ جنون کا علاج نہیں بلکہ غیظ و غضب کا علاج ہے۔ اس شخص کو ابھی دین کا تفقہ حاصل نہیں ہوا تھا۔

۴۷۷۵ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ نَا دَاوُدُ بْنُ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ اَبِيْ حَرْبِ بْنِ اَبِي الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا اِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ فَاِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَاِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ ط

ترجمہ: ابوذرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اگر غصہ جاتا رہے تو بہتر ورنہ لیٹ جائے (خطابی نے کہا کہ اس حکم کا منشا یہ ہے کہ کھڑا ہونیوالا شخص حرکت کے لئے تیار ہوتا ہے اور بیٹھنے والے میں یہ بات اس سے کم تر ہوتی ہے اور لیٹنے والے میں ان دونوں سے کم۔ گویا علامہ کا مطلب یہ ہے کہ غضب کے تقاضے پر عمل کرنے سے روکنے کا یہ علاج حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔)

۴۷۷۶ - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ دَاوُدَ عَنْ بَكْرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا ذَرٍّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ وَهٰذَا اَصَحُّ الْحَدِيْثَيْنِ ط

ترجمہ: داؤد بن ابی ھند نے بکر سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذرؓ کو کسی کام بھیجا، پھر بکر نے یہ حدیث متقدم بیان کی آلخ ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث پہلی سے صحیح تر ہے۔ اس کی مراد یہ ہے کہ مرسل حدیث صحیح تر ہے (بکر بن سوادہ صحابی نہیں بلکہ تابعی ہے) دوسرے محدثین نے کہا کہ اس حدیث کو ابوحرب نے ابوالاسود سے اس نے اپنے چچا سے اس نے ابوذرؓ سے روایت کیا ہے اور ابوحرب کا سماع ابوذرؓ سے محفوظ نہیں ہے۔ گویا وہ روایت منقطع ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ مسند احمد کی اس حدیث کی روایت میں انقطاع نہیں ہے)

۴۷۷۷ - حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَعْنٰى قَالَا نَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ خَالِدٍ نَا اَبُوْ وَائِلٍ الْقَاصُّ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى عُرْوَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ السَّعْدِيِّ فَكَلَّمَهُ رَجُلٌ فَاَغْضَبَهُ فَقَامَ فَتَوَضَّاَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ

عَطِيَّةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ ۔

ترجمہ: ابو وائل واعظ نے کہا کہ ہم لوگ عروہ بن محمد بن السعدی کے پاس گئے، تو ایک آدمی نے اس سے گفتگو کر کے اسے غضبناک کر دیا۔ وہ اٹھا اور وضوء کیا۔ پھر کہا کہ میرے باپ نے میرے دادا سے روایت کر کے مجھے بتایا۔ اسکا نام عطیہؓ تھا، اسنے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غضب شیطان کی طرف سے (اس کے اثر سے) ہوتا ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا تھا۔ اور آگ کو صرف پانی سے بجھایا جاسکتا ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی غضب ناک ہو تو وضوء کرے۔ (عطیہؓ بن عروہ سعدی صحابی تھے)

بَابٌ فِي الْعَفْوِ وَالتَّجَاوُزِ

عفو و تجاوز کا باب ۴

۴۷۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ فَيَنْتَقِمُ لِلَّهِ بِهَا ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو کاموں کا اختیار ہوتا تو ان میں سے آسان تر کو اختیار فرماتے تھے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔ اگر وہ گناہ کا کام ہوتا تو آپ لوگوں میں سے اس کام سے دور تر رہنے والے ہوتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کیلئے کبھی انتقام نہیں لیا، مگر جب اللہ کی کوئی حد توڑی جاتی تو اللہ کی خاطر اس کا انتقام لیتے تھے (بخاری، مسلم، ترمذی، مؤطا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقتدیٰ تھے لہٰذا آسان تر کام کو اختیار فرماتے تاکہ لوگوں کو پیروی میں مشقت نہ اٹھانی پڑے۔ دین ویسے بھی آسان ہے اور اللہ تعالیٰ آسانی کو پسند فرماتا ہے۔

۴۷۷۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خَادِمًا وَلَا امْرَأَةً قَطُّ ۔ (مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خادم یا عورت کو کبھی نہیں مارا۔

۴۷۸۰۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِي الزُّبَيْرِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى خُذِ الْعَفْوَ قَالَ أُمِرَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن الزبیر نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں، خُذِ الْعَفْوَ (۷۔۱۹۹) فرمایا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا تھا کہ انسانوں کے اخلاق میں سے عفو کو اپنائیں (بخاری، نسائی) کیونکہ معاف کرنا اعلیٰ انسانی خُلق ہے۔

بَابٌ فِي حُسْنِ الْعِشْرَةِ

حسنِ معاشرت کا باب ۵

۴۷۸۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعْنِي الْحِمَّانِيَّ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَلَغَهُ عَنِ الرَّجُلِ الشَّيْءُ لَمْ يَقُلْ مَا بَالُ فُلَانٍ يَقُولُ وَلٰكِنْ يَقُولُ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَقُولُونَ كَذَا وَكَذَا ۔

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شخص کے متعلق کوئی (بری بات) بات پہنچتی تھی تو آپ یہ نہ فرماتے کہ: فلاں شخص ایسا کیوں کہتا ہے بلکہ فرماتے کہ: لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ فلاں فلاں بات کہتے ہیں۔

شرح: برسرِ عام کسی کا نام لینے سے اسکی رسوائی ہوتی ہے اور اسمیں چڑ پیدا ہوتی ہے لہٰذا کسی کا نام لئے بغیر عام پیرائے میں اس پر تنبیہ فرماتے تاکہ مقصد بھی حاصل ہو جائے اور کوئی قباحت بھی پیدا نہ ہو۔ تبلیغ دین اور نہی عن المنکر کا یہی بہترین طریقہ ہے۔

۴۷۸۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ نَا سَلْمٌ الْعَلَوِيُّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّمَا يُوَاجِهُ رَجُلًا

فِيْ وَجْهِهٖ بِشَيْءٍ يَكْرَهُهٗ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ لَوْ اَمَرْتُمْ هٰذَا اَنْ يَغْسِلَ ذَا عَنْهُ قَالَ اَبُوْدَاؤدَ سَلْمٌ لَيْسَ هُوَ عَلَوِيًّا كَانَ يُبْصِرُ فِي النُّجُوْمِ وَشَهِدَ عِنْدَ عَدِيِّ بْنِ اَرْطَاةَ عَلٰى رُؤْيَةِ الْهِلَالِ فَلَمْ يُجِزْ شَهَادَتَهٗ

ترجمہ سلم علوی نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور اس پر زردی کا نشان تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کو رو برو کوئی ایسی کم ہی بات فرماتے جو اسے ناپسند ہوتی۔ پس جب وہ چلا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اسے حکم دو کہ اپنے اوپر سے وہ زرد نشان دھو ڈالے تو اچھا ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ سلم راوی علوی نہ تھا بلکہ علمِ نجوم سے شغف رکھتا تھا (اسے اس لئے علوی کہا گیا) اور اس نے ہلال دیکھنے کی شہادت عدی بن ارطاۃ کے پاس دی تو اس نے اسکی شہادت کو جائز نہ رکھا۔ اور یہ سلم بن قیس بصری تھا جس کی حدیث کو لائق احتجاج نہ سمجھا گیا۔ حدیث ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کی ہے اور سنن ابی داؤد میں ۴۱۸۲ نمبر پر گزر چکی ہے۔

مولانا محمد یحییٰ مرحوم نے فرمایا ہے کہ اسکی شہادت کے ناقابل اعتبار ہونے کا باعث یہ تھا کہ علم نجوم پر نظر ہونے کے باعث شاید اس کے تخیل نے اسے چاند دکھا دیا ہو۔ ورنہ علم نجوم میں نظر رکھنا کوئی ممنوع نہ تھا ورنہ ابوداؤد اس کی روایت درج ہی نہ کرتے۔ علم نجوم پر نظر رکھنا اگر اس عقیدے سے نہ ہو کہ ستارے خود مؤثر ہیں اور کائنات میں تصرف کرتے ہیں تو ناجائز نہیں ہے۔

۴۷۸۳ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ اَحْمَدَ نَا سُفْيَانُ عَنِ الْحَجَّاجِ ابْنِ فُرَافِصَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ح وَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ يَحْيَى ابْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفَعَاهُ جَمِيْعًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيْمٌ وَالْفَاجِرُ خَبٌّ لَئِيْمٌ ط

ترجمہ: ابوہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن سادہ دل اور کریم ہوتا ہے اور فاجر فریبی اور کمینہ ہوتا ہے (ترمذی نے اس کی روایت کر کے غریب کہا ہے۔ منذری نے کہا کہ اس کی سند میں بشر بن رافع یمانی ہے جس کی حدیث کو حجت نہیں مانا گیا)

شرح: علامہ خطابی نے کہا کہ اچھا مومن اس حدیث کی رُو سے وہ ہے جس میں طبعاً کچھ سادگی پائی جائے اور وہ شر کی گہرائی میں نہ پہنچے نہ اسمیں بحث کرید کرے۔ یہ اسکی جہالت نہیں بلکہ حسن خلق اور کرم ہے۔ فاجر وہ ہے جس کی طبیعت میں چالاکی، دھوکا بازی اور شر کی معرفت گہرائیوں تک جانے کی صفت ہو اور یہ چیز اس کی عقل پر دلالت نہیں کرتی بلکہ فریب اور کمینگی ظاہر کرتی ہے۔ اس حدیث کو حافظ سراج الدین نے موضوع کہا ہے۔ ابن حجر نے اس کے رد میں کہا ہے کہ حاکم نے اسے روایت کیا ہے۔ اسے

زیادہ سے زیادہ ضعیف تو کہہ سکتے ہیں موضوع نہیں۔ حجاج کو جمہور نے ضعیف کہا ہے۔ مگر اس کی سند میں کوئی واضع حدیث نہیں آیا۔

۴۷۸۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ أَوْ بِئْسَ رَجُلُ الْعَشِيرَةِ ثُمَّ قَالَ ائْذَنُوا لَهُ فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَنْتَ لَهُ الْقَوْلَ وَقَدْ قُلْتَ لَهُ مَا قُلْتَ قَالَ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ وَدَعَهُ أَوْ تَرَكَهُ النَّاسُ لِاتِّقَاءِ فُحْشِهِ ؕ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنیکی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا: یہ شخص خاندان کا بُرا بیٹا ہے یا فرمایا: خاندان کا بُرا مرد ہے (بخاری کتاب الادب کی روایت میں بِئْسَ اَخُو الْعَشِيرَةِ ہے) پھر فرمایا: اسے اجازت دو۔ پس جب وہ اندر آیا تو آپؐ نے اس سے نرم گفتگو فرمائی۔ پس (اسکے جانے کے بعد) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یارسول اللہ آپ نے اس سے نرم باتیں کیں حالانکہ آپ اسکے بارے میں وہ فرما چکے تھے جو فرما چکے تھے (یعنی ایک سخت بات) حضورؐ نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں میں اللہ کے نزدیک اس شخص کا مقام بہت بُرا ہوگا جسے لوگ اس کی بدگوئی کے خوف سے چھوڑ دیں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)، منذری نے کہا ہے کہ یہ شخص عیینہ بن حصن بن بدر فزاری تھا اور ایک قول کے مطابق یہ مخرمہ بن نوفل زہری تھا جو مسور صحابی کا باپ تھا) حضورؐ نے اسکے حق میں جو کچھ فرمایا وہ نصیحت و عبرت کی خاطر اظہار حقیقت کے طور پر تھا نہ کہ بطور غیبت۔ یا یہ شخص اس عادت کے سبب سے مشہور تھا۔

۴۷۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ نَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ نَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَتْ فَقَالَ تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ الَّذِينَ يُكْرَمُونَ اتِّقَاءَ أَلْسِنَتِهِمْ ؕ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہی حدیث اسی قصّے میں۔ اسمیں یہ الفاظ ہیں: اے عائشہ! وہ لوگ بہت شریر ہوتے ہیں جن کی زبانوں سے بچنے کی خاطر انکی عزّت کی جاتی ہے (یحییٰ بن سعید القطان نے کہا کہ مجاہد نے حضرت عائشہ سے حدیث نہیں سنی مگر بخاری اور مسلم نے مجاہد کی حدیث حضرت عائشہ سے روایت کی ہے۔ یعنی ان کے نزدیک سماع ثابت ہے۔

۴۷۸۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا أَبُو قَطَنٍ أَنَا مُبَارَكٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَجُلاً الْتَقَمَ أُذُنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُنَحِّي رَأْسَهُ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يُنَحِّي رَأْسَهُ وَمَا رَأَيْتُ رَجُلاً أَخَذَ بِيَدِهِ فَتَرَكَ يَدَهُ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يَدَعُ يَدَهُ ط

ترجمہ: انسؓ نے کہا کہ اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں کوئی (پردے کی بات) کہتا تو جبتک وہ شخص اگر سر الگ نہ کرتا آپؐ اس سے سر کو نہ ہٹاتے۔ اور جو آدمی (بوقت مصافحہ) آپؐ کا ہاتھ پکڑتا تو آپؐ اسوقت تک نہ چھوڑتے جبتک وہ آپؐ کا ہاتھ نہ چھوڑ دیتا (منذری نے کہا ہے کہ اس کی سند میں مبارک بن فضالہ متکلم فیہ ہے)

۴۷۸۷ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلاً اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ انْبَسَطَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَهُ فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَمَّا اسْتَأْذَنَ قُلْتَ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ انْبَسَطْتَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ ط

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونیکی اجازت مانگی، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ خاندان کا بُرا بھائی ہے۔ پس جب وہ اندر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! جب اس شخص نے اجازت مانگی تو آپؐ نے فرمایا، بِئْسَ اَخُو الْعَشِیْرَۃِ پھر جب وہ اندر آیا تو آپ اسکے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بدگو بہ تکلف بدگوئی کرنیوالے کو پسند نہیں فرماتا۔

شرح: ارشاد کا مطلب یا تو یہ تھا کہ میں کسی سے بدگوئی کرنیوالا نہیں ہوں، جو بھی ملے گا اس سے خندہ پیشانی سے نرم گفتگو کرونگا۔ دوسرا مطلب شاید یہ ہو کہ یہ شخص ایسا ہی تھا اسلئے میں نے اس کے نقص کا اظہار مصلحۃً کیا تھا۔ بخاری نے کتاب الادب میں حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ: اے عائشہ تو نے مجھے بدگو کب پایا ہے! یعنی ہر ایک کے ساتھ اچھی طرح پیش آتا ہوں۔ بذل کے حاشیئے پر ابوداؤد کے اس قول کے سلسلے میں درج ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی کہ آپؐ نے لوگوں کو خبردار کرنے کیلئے یہ فرمایا۔

بَابٌ فِي الْحَيَاءِ

حیا کا باب ٦

۴۷۸۸ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ ط

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری مرد پر گزرے جو اپنے بھائی کو حیاء کے متعلق نصیحت کر رہا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ کیونکہ حیاء ایمان میں سے ہے (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح: حیاء اس انکسار کا نام ہے جو شرعی یا عرفی برائیوں سے انسان کو بچاتا ہے۔ وہ انصاری اپنے بھائی کو حیاء کی زیادتی سے روک رہا تھا کہ اس سے تم بہت سے حقوق سے محروم رہ جاؤ گے اور اندر ہی اندر تم گھٹتے اور گھلتے رہو گے۔ جیسے کہ بعض لوگ بے حیائی کا نام ہوشیاری اور جسارت رکھتے ہیں۔ دراصل بزدلی اور حیاء میں بڑا فرق ہے جسے نہ جاننے کی وجہ سے کئی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں

۴۷۸۹ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ نَا حَمَّادٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ أَوْ قَالَ الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّا نَجِدُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ أَنَّ مِنْهُ سَكِينَةً وَوَقَارًا وَمِنْهُ ضَعْفًا فَأَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِيثَ فَأَعَادَ بُشَيْرٌ الْكَلَامَ قَالَ فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتَّى احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَقَالَ أَلَا أُرَانِي أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ كُتُبِكَ قَالَ قُلْنَا يَا أَبَا نُجَيْدٍ إِيهٍ إِيهٍ ط

ترجمہ: ابو قتادہ نے کہا کہ ہم لوگ عمرانؓ بن حصین کے پاس تھے اور وہاں بُشیر بن کعب بھی تھا۔ پس عمران نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء ساری کی ساری خیر ہے۔ بشیر بن کعب نے کہا کہ ہم بعض کتابوں میں پاتے ہیں کہ حیاء بعض دفعہ سکون و وقار ہوتی ہے اور بعض دفعہ کمزوری۔ پس عمران نے حدیث دہرائی اور بشیر نے اپنی بات دہرائی۔ راوی نے کہا اس پر

عمران غضب ناک ہو گئے حتی کہ ان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور بولے: یہ کیا معاملہ ہے کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں اور تو مجھے اپنی کتابوں کی بات سناتا ہے؟ ابو قتادہ نے کہا کہ: اے ابو نجید! ایسا نہ کیجئے، کوئی بات نہیں (یعنی یہ شخص بھی مسلم ہے، صحابی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا مقابلہ نہیں کر رہا) مسلم نے اس معنی کی حدیث روایت کی ہے۔

شرح: بعض دفعہ لوگ کسی چیز کو حیاء سمجھ بیٹھتے تھے حالانکہ وہ شرعی حیاء نہیں ہوتی بلکہ واقعی کمزوری اور بزدلی ہوتی ہے۔ مگر یہ لوگوں کی سمجھ کا قصور ہے۔ حضور کا ارشاد برحق ہے کہ: اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ، یا اَلْحَیَاءُ کُلُّہٗ خَیْرٌ۔ یعنی جو حیاء ہوگی اس میں تو خیر کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ بشیرؓ بن کعب نے شاید لوگوں کی اسی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ایسا کہا تھا لیکن بظاہر چونکہ اس میں حدیث رسول کا مقابلہ اور معارضہ نظر آتا تھا اسلئے عمران بن حصین غضب ناک ہو گئے۔ اگر بشیر کسی دلیل شرعی سے بات کرتے تو عمران کو غصہ نہ آتا۔

۴۷۹۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ ط

ترجمہ: ابو مسعودؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی نبوت کے کلام میں سے لوگوں نے جو کچھ پایا اس میں یہ بھی ہے کہ: جب تو بے حیاء ہو جائے تو جو چاہے کر۔ (بخاری، ابن ماجہ)

شرح: فارسی میں: بے حیاء باش وہرچہ خواہی کُن، اسی حدیث کا ترجمہ ہے۔ پنجابی زبان میں اس کا بڑا فصیح ترجمہ ہے "ولاہ چھڈی لوئی تے کیہہ کرے گا کوئی" یعنی جب شرم کی چادر اتار دی تو کوئی اس شخص کا کیا بگاڑے گا؟ خطابی نے اس حدیث پر لکھا ہے کہ حیاء کا معاملہ ہمیشہ ثابت وقائم رہا ہے اور اسکا استعمال واجب رہا ہے۔ ہر نبی نے اس کا حکم دیا ہے۔ یہ وصف انسان کے اعلیٰ فضائل میں سے ہے، اور ایسی چیزیں نسخ سے محفوظ رہتی ہیں۔ حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ قبیح افعال سے روکنے والی چیز صرف حیاء ہے، اگر یہ نہ رہے تو پھر آدمی جو چاہے کرتا پھرے، اسے کوئی روکنے والا روک نہیں سکتا۔ ایک حدیث میں حضور نے فرمایا ہے کہ میری ساری امت معافی کی مستحق ہے مگر برسر عام اپنی برائیوں کی تشہیر کرنیوالے اللہ تعالیٰ کے پردے کو فاش کرتے ہیں لہٰذا ان کے لئے معافی نہیں۔ گویا یہ بے حیائی کی انتہاء ہے کہ آدمی اپنی برائیوں کو چھپانے اور ان پر نادم ہونے کی بجائے فخریہ ان کی تشہیر کرے۔

بَابٌ فِیْ حُسْنِ الْخُلُقِ

(حسن اخلاق کا باب)

۴۷۹۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ نَا يَعْقُوْبُ يَعْنِي الْاِسْكَنْدَرَانِيَّ عَنْ عَمْرٍو عَنْ

الْمُطَّلِبِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ ط

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ مومن اپنے اچھے اخلاق سے روزے دار نمازی کا درجہ پالیتا ہے (الصائم سے مراد یہاں پر نفلی روزہ رکھنے والا ہے اور القائم سے مراد نفلی نماز پڑھنے والا ہے۔ کیونکہ فرض تو کسی کو معاف نہیں، وہ تو سبھی ادا کرینگے۔ زائد ادائیگی کرنیوالا وہی نفل روزہ رکھنے والا اور نفل نماز پڑھنے والا ہے)

۴۷۹۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ نَا ح وَنَا ابْنُ كَثِيرٍ أَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَزَّةَ عَنْ عَطَاءٍ الْكَيْخَارَانِيِّ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلَ فِي الْمِيزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً الْكَيْخَارَانِيَّ ط

ترجمہ: ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن خلق سے بڑھ کر کوئی چیز عمل کی ترازو میں بھاری نہیں ہے (ترمذی نے اسے روایت کیا اور حسن صحیح کہا ہے) یعنی حسن اخلاق سے جو معاملات اور اچھے افعال سرزد ہوں ان کا وزن میزان میں سب سے زیادہ ہوگا۔ ان افعال و اعمال کا تعلق انسانوں سے ہوتا ہے۔

۴۷۹۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ أَبُو الْجَمَاهِرِ قَالَ نَا أَبُو كَعْبٍ أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ حَبِيبٍ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ ط

ترجمہ: ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس شخص کے لئے جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ذمہ دار ہوں جو برسرِ حق ہونے کے باوجود جھگڑا کرنا چھوڑ دے، اور اس کے لئے جنت کے وسط میں ایک گھر کا ذمہ دار ہوں جو جھوٹ

ترک کردے خواہ ازراہِ مزاح ہی جھوٹ بولتا ہو۔ اور اچھے اخلاق والے کے لئے جنت کے اعلیٰ درجوں میں ایک گھر کا ذمہ دار ہوں۔

۴۷۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ وَعُثْمَانُ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ قَالَا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الْغَلِيظُ الْفَظُّ ۔

ترجمہ: حارثہ بن وھب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں فخریلا آدمی نہیں جائے گا اور نہ متکبر۔ راوی نے کہا کہ جوّاظ کا معنیٰ ہے: موٹا تازہ اکھڑ آدمی (بخاری، مسلم۔ مگر انکی حدیث میں جعظری کا لفظ نہیں ہے۔ کہا گیا ہے کہ جوّاز کا معنیٰ ہے: زیادہ گوشت والا، اپنی چال میں اٹھلانے والا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ وہ شخص ہے جو بہت دولت جمع کرے اور اسے روک کر رکھے، چھوٹے قد کے بڑے پیٹ والے کو، سنگدل کو اور فاجر اور بہت کھانے والے کو بھی جواظ کہتے ہیں۔ اور جعظری کا معنیٰ ہے اکھڑ، موٹا اور متکبر شخص۔ جو لوگوں کی تعریف اور خوشامد چاہے اور اس پر پھولتا پھرے۔)

بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الرِّفْعَةِ فِي الْأُمُورِ ۸

دنیوی امور میں سربلندی کی کراھیت کا باب ۸

۴۷۹۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتِ الْعَضْبَاءُ لَا تُسْبَقُ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ لَهُ فَسَابَقَهَا فَسَبَقَهَا الْأَعْرَابِيُّ فَكَانَ ذَلِكَ شَقَّ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ حَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْئًا إِلَّا وَضَعَهُ ۔

ترجمہ: انس نے کہا کہ عضباء سے کوئی اونٹ سبقت نہ لیجاتا تھا۔ پس ایک بدّو اپنے ایک آزمودہ اونٹ پر آیا اور عضباء کے ساتھ مقابلہ کیا تو وہ بدّو (یعنی اس کا اونٹ) عضباء سے آگے نکل گیا۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر شاق گزری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر یہ حق ہے کہ جس چیز کو سربلند کرے اسے پست بھی کردے (بخاری نے اسے تعلیقاً روایت کیا ہے اور نسائی میں بھی یہ حدیث آئی ہے)

شرح: عضباء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا نام تھا۔ اگر یہ لفظ بطور صفت آئے تو اسکا معنیٰ ہے "پھٹے ہوئے کان والی"، مگر عضباء کا کان پھٹا ہوا نہ تھا۔ منذری نے کہا کہ بعض نے کہا کہ اسکے کان میں چھید تھا یا چرا ہوا تھا، لیکن اکثر کے نزدیک ایسا نہ تھا۔ زمخشری نے کہا ہے کہ اہل عرب اگلے چھوٹے پاؤں والی اونٹنی کو عضباء کہتے تھے پس نبیؐ کی اونٹنی کا یہ نام تھا بیا ہے صرف نام ہو یا اس صفت کی بناء پر اسے یہ کہا جاتا ہو۔ اسے قصواء، جدعاء، خرماء اور مخضرمہ بھی کہا جاتا ہے، اور یہ سب ایک ہی اونٹنی کے نام تھے۔ صلح حدیبیہ کے دن اور حجۃ الوداع میں یہی اونٹنی حضورؐ کے ساتھ تھی۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ متعدد اونٹنیوں کے نام تھے۔ مگر احادیث ان کا رد کرتی ہیں کیونکہ حجۃ الوداع والی اونٹنی کے یہ سب نام مختلف احادیث میں مختلف مواقع پر آئے ہیں اور حضورؐ کا یہ وقوف عمر بھر میں ایک مرتبہ ہوا تھا، لہٰذا یہ جانور بھی ایک ہی تھا سرداری، سربلندی اور رفعت فقط ایک ذات وحدہ لاشریک لہ کیلئے ہے۔ دنیا کی چیزیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز نہیں، دنیا صرف ایک سواری ہے جس پر چڑھ کر آخرت کا سفر کیا جاتا ہے۔ اس کے ساز و سامان پر فخر روا نہیں۔

۴۷۹۶۔ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا زُهَيْرٌ نَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْئٌ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهٗ ط

ترجمہ: انسؓ کی دوسری روایت میں اسی قصے میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر یہ حق ہے کہ دنیا کی جو چیز بلند ہو جائے (یا کر دی جائے) اس کو پست کر دے۔

بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ التَّمَادُحِ

خوشامد کی کراہت کا باب ۹

اللہ تعالیٰ سورۂ توبہ میں خوشامد پسندی کو منافقوں کا شیوہ فرمایا ہے: يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا "وہ چاہتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے نہیں کیا اس پر انکی خوشامد کی جائے"۔ جیسا کہ آگے احادیث میں آ رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشامدیوں کیلئے بہت سخت الفاظ استعمال کیے ہیں۔ شاہ ولی اللہ نے حجۃ البالغہ میں لکھا ہے کہ عیاش، زوال پذیر اور ظالم حکمران اپنے اردگرد ڈوم ڈھاریوں، میراثیوں اور بھانڈ بھڑووں کا ایک حلقہ جمع کر لیتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے پیٹ کی خاطر ان کی جھوٹی خوشامد کرتے ہیں ان کا مزاج بگاڑ دیتے ہیں اور ان سے حق سننے اور نیکی کی توفیق سلب ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سلطنت کو زوال آجاتا ہے۔ خوشامد انفرادی کمزوری بھی ہے اور قومی بیماری بھی۔ آج ہمارے معاشرے کی تین بہت بڑی بیماریاں ہیں جو اسے گھن کی طرح کھائے جا رہی ہیں۔ رشوت، سفارش اور خوشامد۔

۴۷۹۷۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ نَا وَكِيْعٌ نَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَاَثْنٰى عَلٰى عُثْمَانَ فِيْ وَجْهِهٖ فَاَخَذَ الْمِقْدَادُ بْنُ الْاَسْوَدِ تُرَابًا فَحَثَا فِيْ وَجْهِهٖ وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَقِيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ ط

ترجمہ: ہمام نے کہا کہ ایک آدمی آیا اور اس نے حضرت عثمانؓ کے منہ پر انکی تعریف کی۔ پس مقداد بن اسود نے مٹی لی اور اس کے چہرے پر پھینک دی اور کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: جب تم خوشامدیوں سے ملو تو انکے منہ پر خاک ڈال دو (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد از راہ حیاء خاموش رہے یا اس شخص کی تعریف واقعی سچی ہوگی اس لئے کچھ نہ فرمایا۔

شرح: علامہ خطابی نے کہا کہ مدّاحین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے لوگوں کی تعریف کو عادت بنا رکھا ہو، اور وہ اسے بطور ایک فن اور کاروبار کے استعمال کرکے ممدوح کا مال کھائیں اور اسے فتنے میں ڈالیں۔ اسکے برخلاف اگر کوئی آدمی کسی کے اچھے فعل اور محمود معاملے پر تعریف کرکے حوصلہ افزائی کرتا ہے تو اس سے دوسروں کو ان اچھے افعال کی ترغیب ہوگی اور اس ممدوح کی اقتداء کرینگے۔ یہ شخص تعریف کنندہ تو ہو سکتا ہے مگر خوشامدی نہیں۔ مقداد نے ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس مدح کرنیوالے کے چہرے پر واقعی خاک ڈال دی تھی۔ ورنہ حضور کے ارشاد کا یہ مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ خوشامدی کو محروم اور ناکام کرو اور اسے منہ نہ لگاؤ۔ محرومی کو کنایۃً کی زبان میں مٹی سے تعبیر فرمایا گیا، جیسا کہ محاورے میں کہتا ہے: اس کے پاس خاک بھی نہیں، اسکے ہاتھ میں مٹی کے سوا کچھ نہیں اور جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب وہ تیرے پاس کتے کی قیمت مانگنے آئے تو اس کی ہتھیلی کو خاک سے بھر دو، اور جیسے کہ فرمایا ہے: بدکار کے لئے پتھر ہے، یعنی اسے سوائے گناہ کے کچھ حاصل نہ ہوا۔

۴۷۹۸۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ نَا اَبُوْ شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا اَثْنٰى عَلٰى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ اِذَا مَدَحَ اَحَدُكُمْ صَاحِبَهٗ لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ اَحْسِبُهٗ كَمَا يُرِيْدُ اَنْ يَّقُوْلَ وَلَا اُزَكِّيْهِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ط

ترجمہ: ابو بکرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی شخص کی مدح کی تو حضورؐ نے فرمایا: تُو نے اپنے دوست کی گردن کاٹ ڈالی۔ تین بار فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے ساتھی کی مدح کرے، اور اسے ایسا کرنا ہی پڑے تو کہے: میں اس کو ایسا اور ایسا (جیسا تم اسے کہنا چاہو) جانتا ہوں اور میں اللہ کے حکم کے برخلاف (یا اس کے علم کے برخلاف)

اسے پاک نہیں ٹھہراتا (بخاری، مسلم، ابن ماجہ)

شرح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات بڑی بامعنیٰ اور گہری ہے کہ: تیرا برا ہو تو نے اپنے دوست کی گردن کاٹ ڈالی (بخاری) کیونکہ جس کی خوشامد کی جائے وہ بالعموم غلط فہمی میں مبتلاء ہو کر اپنے آپ کو کچھ اور ہی سمجھ بیٹھتا ہے۔ گویا اب وہ پہلا آدمی نہیں ہوتا، بلکہ پہلا آدمی مر جاتا ہے اور اس کی جگہ اب یہ ایک اور شخص ہوتا ہے۔ پس خوشامدی نے گویا اس اصلی شخص کی گردن کاٹ ڈالی۔

۴۷۹۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ نَا أَبُو مَسْلَمَةَ سَعِيدُ ابْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ أَبِي انْطَلَقْتُ فِي وَفْدِ بَنِي عَامِرٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا أَنْتَ سَيِّدُنَا فَقَالَ السَّيِّدُ اللَّهُ قُلْنَا وَأَفْضَلُنَا فَضْلًا وَأَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُولُوا بِقَوْلِكُمْ أَوْ بَعْضِ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۝

ترجمہ: مطرف نے روایت کی کہ میرے باپ نے کہا (عبداللہ بن الشخیر نے) کہ میں بنی عامر کے وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور ہم نے کہا: آپ ہمارے سردار (سید) ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ سید (سردار) تو اللہ ہے۔ ہم نے کہا کہ آپ فضیلت میں ہم سب سے افضل ہیں اور علم سے سب سے بڑے عالم ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا: تم اپنی بات کہو، یا بعض باتیں کہو مگر شیطان تمہیں استعمال نہ کرے (نسائی)

شرح: حضورؐ کا ارشاد: السید اللہ کا معنیٰ یہ تھا کہ حقیقی سرداری فقط اللہ کی ہے اور باقی سب اسکے بندے ہیں ورنہ آپ کا یہ ارشاد بھی ثابت ہے کہ: میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ اور آپ نے سعد بن معاذ کے متعلق بنی خزرج سے فرمایا تھا: اپنے سردار کیلئے اٹھو! حضورؐ کی ممانعت کا باعث یہ تھا کہ یہ لوگ نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے اور سمجھتے تھے کہ سیادت کا معیار نبوت ہے جیسے کہ دنیوی امور بھی بعض دفعہ سیادت کا سبب ہو سکتے ہیں۔ وہ اپنے رؤساء کی تعظیم کرتے تھے اور ان کا حکم مانتے تھے اور انہیں سادات کہتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ ان کو اللہ تعالٰے کی ثناء کا طریقہ بتایا کہ سید دراصل وہی ہے۔ اسکے ساتھ آپؐ نے انہیں اپنی صحیح تعریف بھی بتادی اور ادب کی طرف رہنمائی فرمادی۔ آپؐ نے فرمایا: قُولُوا بِقَوْلِكُمْ، یعنی اپنے اہل ملت اور دین جیسی بات کہو اور مجھے نبی و رسول کہہ کر پکارو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی يَآيُّهَا النَّبِيُّ اور يَآيُّهَا الرَّسُولُ فرمایا۔ اور مجھے اپنے سرداروں اور سربراہوں جیسا سید مت جانو۔ کیونکہ انکی سیادت تو دنیوی اسباب سے ہے اور میری سیادت نبوت و رسالت کی وجہ سے ہے (خطابی)

بَابٌ فِي الرِّفْقِ

نرم سلوک کا باب ۱۰

۴۸۰۰ ۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ يُونُسَ وَحُمَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَيْهِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ ط

ترجمہ: عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مغفل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالےٰ لطف وشفقت کرنے والا ہے اور لطف و نرمی پر وہ کچھ دیتا ہے جو سختی پر نہیں عطا کرتا (مسلم نے اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیاہے)

شرح: اللہ تعالیٰ کی شریعت آسان ہے۔ اس کے احکام نرم ہیں۔ وہ بندوں پر رحیم وشفیق ہے اور اسی عادت کو بندوں میں بھی پسند کرتا ہے۔ اس نے بندوں کو ایک دوسرے سے نرم سلوک کرنے، محبت کرنے، ہمدردی اور خیر خواہی کے احکام دیئے ہیں۔

۴۸۰۱ ۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ قَالُوا أَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْبَدَاوَةِ فَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْدُوا إِلَى هٰذِهِ التِّلَاعِ وَإِنَّهُ أَرَادَ الْبَدَاوَةَ مَرَّةً فَأَرْسَلَ إِلَيَّ نَاقَةً مُحَرَّمَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ لِي يَا عَائِشَةُ ارْفُقِي فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ فِي حَدِيثِهِ مُحَرَّمَةٌ يَعْنِي لَمْ تُرْكَبْ ط

ترجمہ: مقدام بن شریح نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بادیہ نشینی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ٹیلوں کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؐ نے بادیہ میں جانے کا ارادہ فرمایا اور مجھے صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی بھیجی جس پر سواری نہیں کی گئی تھی، اور مجھ سے فرمایا: اے عائشہ نرمی اختیار کر کیونکہ نرمی جس چیز میں بھی ہو وہ اسے سجا دیتی ہے اور جس چیز سے علیحدہ کر دیجائے اسے عیب دار بنا دیتی ہے۔ اور ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں: وہ اونٹنی کوری تھی، ابھی اس پر سواری نہ کی گئی تھی (مسلم، سنن ابی داؤد نمبر ۲۴۷۸)

شرح: مولانا نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا یہ لفظ کھٹکتا ہے کہ حضورؐ نے صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی بھیجی یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ آپؐ نے صدقہ کی کوئی چیز کبھی ازواجؓ مطہرات میں سے کسی کو دی ہو۔ دلائل سے ازواج مطہرات پر صدقہ کی حرمت بھی ثابت ہے۔ انکے لئے اہلِ بیت، آلِ رسول، آلِ نبی کے الفاظ بار بار آئے ہیں۔ قرآن نے تو فقط انہی کو اہلِ بیت فرمایا ہے۔ المغنی میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ: ہم آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ہمیں صدقہ حلال نہیں۔

یہ حدیث مسلم میں آئی ہے (یعنی حدیث زیر بحث) اور اس میں من ابل الصدقۃ کے الفاظ نہیں ہیں۔ ابوداؤد کی حدیث کی تاویل یہ ہو سکتی ہے کہ حضورؐ بعض دفعہ بوقتِ ضرورت صدقہ کے جانور لیکر استعمال فرماتے تھے اور بعد میں واپس کر دیتے تھے۔ شاید اس موقعہ پر ایسا کیا ہو۔

۴۸۰۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ كُلَّهُ ط

ترجمہ: جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جس کو نرم روی سے محروم کیا گیا اس کو ہر خیر سے محروم کیا گیا۔

۴۸۰۳۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّبَّاحُ نَا عَفَّانُ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ نَا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ الْأَعْمَشُ وَقَدْ سَمِعْتُهُمْ يَذْكُرُونَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ الْأَعْمَشُ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التُّؤَدَةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا فِي عَمَلِ الْآخِرَةِ ط

ترجمہ: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (اور بقول اعمش سعدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی) حضورؐ نے فرمایا: آہستہ روی ہر چیز میں ہے سوائے عمل آخرت کے (اعمش کو اس حدیث کے رفع میں شک اور تردد ہے منذری نے کہا کہ حافظ محمد بن طاہر نے کہا ہے: اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے)

بَابٌ ۱۱ فِي شُكْرِ الْمَعْرُوفِ

نیکی کے شکریئے کا باب ۱۱

۴۸۰۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ ط

ترجمہ: ابوھریرہ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا شکر بھی

نہ کیا (ترمذی نے روایت کر کے اسے صحیح کہا ہے)

شرح: کسی کی نیکی اور احسان پر شکر گزار ہونا اچھے انسانی فضائل میں سے ہے۔ اس سے شکر گزار کے قلب کی صفائی اور خلوص کا اظہار ہوتا ہے۔ پھر اسی پر خرچ کچھ نہیں ہوتا، صرف دو لب ہلانے پڑتے ہیں۔ اب جو شخص اتنا بھی نہ کر سکے تو اس کے متعلق ہر کوئی یہی سمجھے گا کہ یہ کوئی مہذب اور صاف دل آدمی نہیں ہے۔ انسانوں کی شکر گزاری بھی ایک لحاظ سے اللہ کی شکر گزاری ہے۔ پھر جس شخص کی طبع میں ناشکری ہو وہ اللہ کا شکر گزار بھی نہیں ہوگا۔ علامہ خطابی نے کہا: کہ اس حدیث کا مطلب دو طرح سے کیا جا سکتا ہے۔ ایک یہ کہ جس کی عادت میں انسانوں کی ناشکری داخل ہو وہ اللہ تعالیٰ کا بھی ناشکر گزار ہوگا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا احسان اور بندوں کا احسان دونوں متصل ہوتے ہیں۔ احسان کرنے والا اللہ کی بخشی ہوئی طاقت سے نیکی کرتا ہے، لہٰذا جو شخص بندوں کا کفرانِ نعمت کرے اللہ تعالیٰ بھی اس کے شکریئے کو قبول نہیں فرماتا۔

۴۸۰۵ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الْمُهَاجِرِينَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ ذَهَبَتِ الْأَنْصَارُ بِالْأَجْرِ كُلِّهِ قَالَ لَا مَا دَعَوْتُمُ اللهَ لَهُمْ وَأَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ ؕ

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہ مہاجرین نے کہا: یارسول اللہ انصار تو سارا اجر لے گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں، جبتک تم انکے لیے اللہ سے دعا کرتے اور ان کی اچھی صفات کا ذکر کرتے رہو (تم بھی ان کے اجر میں شامل رہو گے) نسائی نے اسے روایت کیا ہے۔

شرح: اس حدیث سے محسن کا شکریہ ادا کرنے اور اسکے لئے دعا کرنے کی ترغیب اور فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

۴۸۰۶ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا بِشْرٌ نَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ قَوْمِي عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ بِهِ فَمَنْ أَثْنَى بِهِ فَقَدْ شَكَرَهُ وَمَنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ قَالَ أَبُو دَاؤُدَ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ شُرَحْبِيلَ عَنْ جَابِرٍ ؕ

ترجمہ: عمارہ بن غزیہ نے کہا کہ میری قوم کے ایک مرد نے مجھے جابر بن عبداللہ کے حوالے سے بتایا کہ جابرؓ نے کہا: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو کوئی عطیہ ملے اور وہ اس کا بدلہ اتارنے کی طاقت پائے تو بدلہ دے، اگر طاقت نہ پائے تو دینے والے کی تعریف کرے کیونکہ جس نے احسان پر تعریف کی اسنے اسکا شکریہ ادا کیا اور جس نے اسے چھپایا اس نے ناشکری کی۔ ابوداؤد نے کہا کہ یحییٰ بن ایوب نے اسے عمارہ بن غزیہ سے اس نے شرحبیل سے اس نے جابر سے روایت کی۔ ابوداؤد نے کہا کہ حدیث کی سند میں "میری قوم کے ایک فرد" سے مراد شرحبیل ہے۔ گویا کہ انہوں نے اسے ناپسند کیا لہٰذا نام

نہ لیا (منذری نے کہا ہے کہ شرحبیل بن سعد انصاری کو کئی ائمہ حدیث نے ضعیف کہا ہے)

۴۸۰۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أُبْلِيَ بَلَاءً فَذَكَرَهُ فَقَدْ شَكَرَهُ وَإِنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ ط

ترجمہ: جابرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: جس کے ساتھ نیکی کی گئی اور اس نے اسکا ذکر کیا تو اس نے اسکی شکر گزاری کی اور جس نے اسکو چھپایا تو اس نے کفرانِ نعمت کیا (اس حدیث کی سند متصل ہے لہٰذا شاید ابو داؤد نے اسے اوپر کی حدیث کی تقویت کیلئے روایت کیا)

بَابٌ ۱۲ فِي الْجُلُوسِ بِالطُّرُقَاتِ

راستوں میں بیٹھنے کا باب ۱۲

۴۸۰۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ مَسْلَمَةَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَا بُدَّ لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ أَبَيْتُمْ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ ط

ترجمہ: ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں پر بیٹھنے سے بچو۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اسکے سوا ہمارے لئے چارہ نہیں ہے، ہم وہاں اپنی مجلسوں میں بات چیت کرتے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہیں وہاں ضرور بیٹھنا ہے تو راستے کو اسکا حق دو۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: نگاہیں نیچی رکھنا، کسی کو اذیت نہ دینا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا (بخاری، مسلم)

شرح: نگاہیں جھکانا، یعنی اگر خواتین گزریں تو انہیں نہ تاڑنا۔

۴۸۰۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ وَإِرْشَادُ السَّبِيلِ ط

ترجمہ: اس قصّے میں ابوہریرہؓ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ: راستہ بتانا (یعنی مسافر اگر راستہ پوچھیں تو ان کی صحیح رہنمائی کرنا۔

۴۸۱۰ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسَى النَّيْسَابُورِيُّ أَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ نَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ ابْنِ حُجَيْرٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ وَتُغِيثُوا الْمَلْهُوفَ وَتَهْدُوا الضَّالَّ ط

ترجمہ: اسی قصّے میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت میں یہ لفظ بھی ہیں کہ فرمایا: وہ مصیبت زدہ کی مدد کریں اور بھولے ہوئے کو راستہ بتائیں (منذری نے کہا کہ یہ حدیث مرسل بھی آئی ہے)

۴۸۱۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى وَكَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَا نَا مَرْوَانُ قَالَ ابْنُ عِيسَى قَالَ نَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ لَهَا يَا أُمَّ فُلَانٍ اجْلِسِي فِي أَيِّ نَوَاحِي السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى أَجْلِسَ إِلَيْكِ قَالَ فَجَلَسَتْ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهَا حَتّٰى قَضَتْ حَاجَتَهَا لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ عِيسَى حَتّٰى قَضَتْ حَاجَتَهَا وَقَالَ كَثِيرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ ط

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی: یا رسول اللہ مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ پس حضورؐ نے فرمایا: اے امّ فلاں! تو گلی کے جس طرف چاہے بیٹھ جا، میں تیرے قریب بیٹھوں گا۔ انسؓ نے کہا کہ وہ عورت (ایک جگہ) بیٹھ گئی اور رسول اللہ علیہ وسلم اس کے پاس بیٹھ گئے حتیٰ کہ اس عورت نے اپنی بات پوری طرح کہہ لی (ترمذی)، اگلی حدیث دیکھئے

۴۸۱۲ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ نَا حَمَّادُ بْنُ

سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ امْرَأَةً كَانَ فِي عَقْلِهَا شَيْءٌ بِمَعْنَاهُ ط

ترجمہ: دوسری سند سے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اس عورت کی عقل میں کچھ خرابی تھی (مسلم) شاید حضور کی شفقت کا باعث یہی تھا۔

بَابٌ ۱۳ فِي سَعَةِ الْمَجْلِسِ

مجلس میں کشادہ ہو کر بیٹھنے کا باب ۱۳

۴۸۱۳ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الْمَوَالِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي عَمْرَةَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُهَا قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَمْرِو بْنِ اَبِي عَمْرَةَ الْاَنْصَارِيُّ ط

ترجمہ: ابو سعیدؓ خدری نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا: بہترین مجلس وہ ہے جو زیادہ وسیع ہو (کیونکہ اہل مجلس کو تکلیف نہیں ہوتی)

بَابٌ ۱۴ فِي الْجُلُوْسِ بَيْنَ الشَّمْسِ وَالظِّلِّ ط

دھوپ اور چھاؤں کے درمیان بیٹھنے کا باب ۱۴

۴۸۱۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ وَمَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَا نَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فِي الشَّمْسِ وَقَالَ مَخْلَدٌ فِي الْفَيْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ فَيَصَارَ بَعْضُهُ فِي الشَّمْسِ وَبَعْضُهُ فِي الظِّلِّ فَلْيَقُمْ۔

ترجمہ: ابو ہریرہؓ کہتے تھے کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آدمی دھوپ میں ہو (دوسرے راوی نے سائے کا لفظ استعمال کیا ہے) اور سایہ اس سے ہٹ گیا اور اس کا کچھ حصہ دھوپ میں اور کچھ سائے میں ہو گیا تو اسے اٹھ جانا چاہیئے (اسکی سند میں ابو ہریرہ سے روایت کرنیوالا نامعلوم شخص ہے) طبی نقطۂ نگاہ سے بھی یہ چیز نقصان دہ ہے۔

۴۸۱۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ جَاءَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَامَ فِي الشَّمْسِ فَأَمَرَ بِهِ فَحُوِّلَ إِلَى الظِّلِّ .

بَابُ[۱۵] فِي التَّحَلُّقِ

حلقہ باندھنے کا باب

۴۸۱۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنِي الْمُسَيَّبُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ وَهُمْ حِلَقٌ فَقَالَ مَالِي أَرَاكُمْ عِزِينَ ط

ترجمہ: جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اور اصحاب کئی حلقوں میں تھے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تمہیں متفرق دیکھتا ہوں (مسلم میں بھی اس جیسی روایت اس سے تمام تر موجود ہے)

شرح: حضورؐ کے ارشاد کا یہ مطلب تھا کہ تم لوگوں نے کئی حلقے کیوں بنا رکھے ہیں؟ ایک مجلس میں کیوں جمع نہیں ہوتے؟ حلقۂ ذکر کا بیان دیگر احادیث میں بھی موجود ہے۔ حضورؐ کے اصحاب آپؐ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھتے تھے۔ تنبیہ کا سبب الگ الگ حلقے تھے۔

۴۸۱۷ - حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا قَالَ كَأَنَّهُ يُحِبُّ الْجَمَاعَةَ ط

ترجمہ: اعمش نے اس حدیث کا مطلب یہ بتایا کہ گویا حضورؐ جماعت (اجتماعی طور پر بیٹھنے) کو پسند فرماتے تھے۔

۴۸۱۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَهَنَّادٌ أَنَّ شَرِيكًا أَخْبَرَهُمْ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ

اَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِيْ ؕ

ترجمہ: جابر بن سمرہ نے کہا کہ ہم جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے تو مجلس کے آخر میں جہاں جگہ ہوتی بیٹھ جاتے تھے (ترمذی۔ نسائی، ترمذی نے اسے حسن غریب کہا۔ اس کی سند میں شریک بن عبداللہ قاضی ہے جو متکلم فیہ ہے) گردنیں پھیلانگ کر قریب آنا ممنوع ہے۔

بَابُ ١٦ الْجُلُوْسِ وَسَطَ الْحَلْقَةِ

حلقہ کے درمیان میں بیٹھنے کا باب ١٦

۴۸۱۹ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ نَا أَبَانُ نَا قَتَادَةُ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ مِجْلَزٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ جَلَسَ وَسَطَ الْحَلْقَةِ ؕ

ترجمہ: حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلقہ میں وسط میں بیٹھنے والے پر لعنت فرمائی (ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے)

شرح: یعنی معلم یا واعظ یا امیر وغیرہم کی پشت کی طرف جگہ خالی ہونی چاہیئے تاکہ کسی کی طرف پشت ہونے سے اس کو اذیت نہ ہو۔ ایسا شخص بدگوئی کا حقدار بنتا ہے۔ طبرانی کبیر کی روایت ہے کہ واثلہ بن اسقع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ اپنے اصحاب میں بیٹھے تھے۔ میں حلقہ کے درمیان میں بیٹھ گیا۔ بعض لوگوں نے واثلہ کو یہ کہہ کر منع کیا کہ اس طرح بیٹھنا ممنوع ہے۔ حضورؐ نے فرمایا واثلہ کو چھوڑ دو، مجھے معلوم ہے کہ اسے گھر سے لانے والی کونسی چیز ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! کس چیز نے مجھے گھر سے نکالا ہے؟ حضور نے فرمایا: تو اسلئے آیا ہے کہ نیکی اور شک کے متعلق سوال کرے۔ واثلہ نے کہا، اس اللہ کی قسم جس آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، میں صرف اسی بات کی خاطر گھر سے نکلا ہوں فرمایا کہ پھر نیکی وہ ہے جو دل کو لگے اور دل اس پر مطمئن ہو جائے اور شک وہ ہے جو دل کو نہ لگے اور شک کو چھوڑ کر یقین کو اختیار کر اگرچہ تجھے فتویٰ دینے والے فتویٰ دیں۔ پس اس حدیث سے حلقہ کے درمیان میں بیٹھنے کا (ضرورت کے وقت) جواز نکلا اور نہی تنزیہ پر محمول ہے۔ صحاح کی حدیث میں شک کی بجائے اثم (گناہ کا لفظ وارد ہے اور مضمون اس کا یہی ہے گو اس میں حلقے کا ذکر نہیں آیا۔

بَابُ ١٧ فِي الرَّجُلِ يَقُوْمُ لِلرَّجُلِ مِنْ مَجْلِسِهِ ؕ

ایک آدمی کا دوسرے کی خاطر اپنی مجلس سے اٹھنے کا باب ١٧

۴۸۲۰ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَوْلًى لِآلِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ جَاءَنَا أَبُو بَكْرَةَ فِي شَهَادَةٍ فَقَامَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ فَأَبَى أَنْ يَجْلِسَ فِيهِ وَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ذَا وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَمْسَحَ الرَّجُلُ يَدَهُ بِثَوْبِ مَنْ لَمْ يَكْسُهُ ۔

ترجمہ: سعید بن ابی الحسن (حسن بصری کے بھائی) نے کہا کہ حضرت ابوبکرہؓ ایک گواہی دینے کے سلسلے میں ہمارے پاس آئے۔ ایک آدمی ان کی خاطر اپنی مجلس سے اٹھا تو انہوں نے وہاں بیٹھنے سے انکار کیا اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسے شخص کا کپڑا چھونے سے منع فرمایا تھا جسے اس نے کپڑا نہ پہنایا ہو۔

شرح: مجلس میں توسیع پیدا کرنا تو از روئے قرآن مامور بہ ہے: إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا لیکن اگر کوئی شخص کسی علمی مجلس سے اٹھے یا اسے اٹھایا جائے تو دوسروں کو تکلیف ہوگی۔ تعظیم میں وہ سب برابر ہیں، اور اگر اٹھنے والا چلے جانے کے ارادے سے اٹھتا ہے تو علم سے محروم ہوگا۔ لہٰذا کسی کو جگہ دینا یوں اٹھنا یا اٹھانا درست نہ ہوا۔ جس بچے یا خادم وغیرہ کو کپڑا پہنایا جائے اس کے چھونے میں حرج نہیں، لیکن کسی اور کے کپڑے کو اگر چھوا جائے تو اس کی اذیت یا برا ماننے کا باعث ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس سے منع فرمایا گیا۔ منذری نے کہا ہے کہ یہ حدیث صرف ابوبکرہ نے روایت کی ہے اور اسکا طریق بھی یہی ہے جس سے یہ یہاں مروی ہے۔ روایت والے آدمی کا نام کسی نے نہیں لیا یعنی جو ابوعبداللہ مولی قریش ہے۔ اسے اس روایت میں مولائے ابی بردہ کہا گیا ہے۔

۴۸۲۱ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عُقَيْلِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْخَصِيبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ لَهُ رَجُلٌ عَنْ مَجْلِسِهِ فَذَهَبَ لِيَجْلِسَ فِيهِ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ أَبُو الْخَصِيبِ اسْمُهُ زِيَادُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ۔

ترجمہ: ابن عمرؓ نے کہا کہ ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو ایک شخص اس کی خاطر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور وہ شخص اس کی جگہ پر بیٹھنے لگا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ ابوداؤد نے کہا کہ ابو الخصیب راوی کا نام زیاد بن عبدالرحمن تھا۔

بَابُ ۱۸ مَنْ يُؤْمَرُ أَنْ يُجَالَسَ

باب جن کے ساتھ بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے

۴۸۲۲ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا أَبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ جَلِيسِ الصَّالِحِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِنْ لَمْ يُصِبْكَ مِنْهُ شَيْءٌ أَصَابَكَ مِنْ رِيحِهِ وَمَثَلُ جَلِيسِ السُّوءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْكِيرِ إِنْ لَمْ يُصِبْكَ مِنْ سَوَادِهِ أَصَابَكَ مِنْ دُخَانِهِ ط

ترجمہ: حضرت انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن پڑھنے والے مومن کی مثال نارنگی جیسی ہے کہ اس کا مزہ بھی اچھا اور خوشبو بھی اچھی ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے مومن کی مثال کھجور جیسی ہے کہ اس کا مزہ تو اچھا ہے مگر خوشبو نہیں ہے، اور قرآن پڑھنے والے فاجر کی مثال ریحان (نازبو) کی طرح ہے کہ اس کی خوشبو اچھی ہے اور مزا کڑوا ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے فاجر کی مثال حنظل (تماں) جیسی ہے کہ اسکا مزہ کڑوا ہے اور خوشبو کوئی نہیں، اور اچھے ہمنشیں کی مثال مشک والے شخص کی مانند ہے کہ اگر تمہیں اس سے کچھ نہ ملے تو خوشبو تو پہنچ جائے گی، اور بُرے ہمنشیں کی مثال بھٹی والے جیسی ہے کہ اگر تمہیں اس کی سیاہی نہ پہنچے گی تو دھواں پہنچ جائے گا۔ (نسائی)

۴۸۲۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى الْمَعْنَى ح وَنَا ابْنُ مُعَاذٍ نَا أَبِي نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْكَلَامِ الْأَوَّلِ إِلَى قَوْلِهِ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَزَادَ ابْنُ مُعَاذٍ قَالَ أَنَسٌ وَكُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ مَثَلَ جَلِيسِ الصَّالِحِ وَسَاقَ بَقِيَّةَ الْحَدِيثِ ط

ترجمہ: حضرت انسؓ نے ابو موسیٰؓ سے اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کلام کی روایت کی یعنی "اس کا مزہ کڑوا ہے"۔ اور ابن معاذ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ انسؓ نے کہا: اور ہم بات چیت کیا کرتے تھے کہ اچھے ہم نشیں کی مثال یہ ہے آخ اور باقی حدیث

بیان کی (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور اس میں انس رضی اللہ عنہ کا کلام نہیں ہے)

۴۸۲۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْعَطَّارُ نَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُبَيْلِ بْنِ عَزْرَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ ط

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: اچھے ہم نشیں کی مثال یوں ہے آگے پھر راوی نے اوپر کی حدیث کی طرح روایت کی۔

۴۸۲۵ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ غَيْلَانَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَوْ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ ط

ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کے سوا کسی کو دوست مت بنا اور تیرا کھانا نیکوکار کے سوا کوئی نہ کھائے (ترمذی) خطابی نے کہا کہ اس سے مراد دعوت کا کھانا ہے نہ کہ ضرورت کا کھانا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اور وہ اللہ کی محبت پر مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں" پس ضرورت کے کھانے میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔

۴۸۲۶ - حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ نَا أَبُو عَامِرٍ وَأَبُو دَاوُدَ قَالَا نَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ ط

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ پس تم میں سے کسی کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ کس سے دوستی لگاتا ہے (ترمذی نے روایت کر کے اسے حسن غریب کہا ہے۔ اس کا ایک راوی موسیٰ بن وردان متکلم فیہ ہے بعض ائمہ نے اسی حدیث کے مرسل ہونے کو ترجیح دی ہے)، دوست کے دین و مذہب اور اخلاق کا اثر دوستوں پر ضرور پڑتا ہے، لہٰذا احتیاط کی ضرورت ہے۔

۴۸۲۷ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ نَا أَبِي نَا جَعْفَرٌ يَعْنِي ابْنَ

بُرْقَانَ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قَالَ الْأَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ ط

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے اس حدیث کو حضورؐ کی طرف منسوب کرکے کہا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ارواح اکٹھے مجمع ہیں، ان میں سے جو متعارف ہوں ان میں الفت پیدا ہو جاتی ہے اور جن میں ناواقفیت رہے ان میں اختلاف ہوتا ہے (مسلم، مسلم نے اس کو ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے)

شرح: امام نووی نے فرمایا: علماء نے اس حدیث کا مطلب یہ لیا ہے کہ ارواح کے مجموع ہوتے ہیں، کچھ ایک قسم کی کچھ دوسری قسم کی۔ ان کی موافقت کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کی صفات ایک جیسی بنائی ہیں۔ انکے احساسات و افعال میں مشابہت ہے۔ اس مشابہت کے باعث ایک قسم کی ارواح میں الفت و مودّت پیدا ہو جاتی ہے، اور جن ارواح میں مشابہت نہیں ہوتی وہ ایک دوسری سے الفت نہیں رکھتیں۔ علامہ خطابی نے کہا کہ ارواح کو اجسام سے پہلے پیدا کیا گیا تھا، اس مضمون کی حدیث بھی موجود ہے۔ پس جس طرح دنیا میں دو منظم فوجیں ایک دوسری کے آمنے سامنے ہوتی ہیں اسی طرح اہل سعادت اور اہل شقاوت کی ارواح بھی مدّمقابل ہوتی ہے۔ جن کی سعادت کا فیصلہ ہو چکا ہے وہ ایک گروہ ہیں اور اہل شقاوت دوسرے گروہ ہیں۔ یہی ارواح جب دنیا میں اجسام کا لباس پہنتی ہیں تو یہاں پر سعادت و شقاوت کا میدان کارزار گرم ہو جاتا ہے۔ نیک لوگوں کا تعلق اور الفت اپنے جیسوں کے ساتھ ہوتی ہے اور بُروں کی اپنے جیسوں کے ساتھ ہوتی ہے۔

بَابٌ ١٩ فِي كَرَاهِيَةِ الْمِرَاءِ

جدال کی کراہت کا باب ۱۹

۴۸۲۸۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا أَبُو أُسَامَةَ نَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ قَالَ بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا ط

ترجمہ: ابو موسیٰؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے اصحاب میں سے کسی کو کسی کام کو روانہ فرماتے تو حکم دیتے: بشارت دو اور نفرت مت دلاؤ، اور آسانیاں پیدا کرو اور تنگی مت پیدا کرو۔ (مسلم)

شرح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ بشیر و نذیر تھے، یعنی خوشخبری دینے والے اور خبردار کرنے والے۔ آپ کی طرف سے دین کا پیغام پہنچانے والوں کو آپکی نمائندگی کرنی ہوتی ہے۔ تبلیغ کا قاعدہ یہی ہے کہ لوگوں کو بشارت دے کر قریب لایا جائے نہ کہ نفرت دلا کر بدکایا جائے۔ اللہ کا دین آسان ہے لہٰذا اس کی آسانی کو پیش کرنا چاہیئے اور ایسی چیزوں کو پیش کرنے سے گریز کرنا چاہیئے جن سے کہ تنگی

پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (اللہ تمہاری آسانی چاہتا ہے اور تنگی نہیں چاہتا)

۴۸۲۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُهَاجِرِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ قَائِدِ السَّائِبِ عَنِ السَّائِبِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلُوا يُثْنُونَ عَلَيَّ وَيَذْكُرُونِّي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ يَعْنِي بِهِ قُلْتُ صَدَقْتَ بِأَبِي وَأُمِّي كُنْتَ شَرِيكِي فَنِعْمَ الشَّرِيكُ كُنْتَ لَا تُدَارِي وَلَا تُمَارِي ؕ

ترجمہ: سائب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو لوگ میری تعریف کرنے لگے اور میری صفات کا ذکر کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اسے تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں نے کہا: میرے والدین آپ پر قربان ہو جائیں آپؐ نے سچ فرمایا۔ آپ (کاروبار میں) میرے شریک تھے۔ پس آپ نہ تو مخالفت کرتے اور نہ جھگڑتے تھے (نسائیؒ۔ ابن ماجہ)

شرح: بعثت سے پہلے غالباً شام کے تجارتی اسفار میں سے کسی سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سائب کے ساتھ شراکت کی تھی۔

بَابُ ۲۰ الْهَدْيِ فِي الْكَلَامِ

گفتگو کے طریقے کا باب ۲۰

۴۸۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ يُوسُفَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ يُكْثِرُ أَنْ يَرْفَعَ طَرْفَهُ إِلَى السَّمَاءِ ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن سلامؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بات چیت کرنے کیلئے بیٹھتے تھے تو اپنی نگاہ کو اکثر آسمان کی طرف اٹھاتے (مولانا محمد یحییٰ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصل مقصد کو کسی حالت میں بھی فراموش نہ فرماتے تھے آسمان کی طرف اکثر نگاہ اٹھانا تذکیر کیلئے بھی ہو سکتا ہے اور وحی کے انتظار میں بھی۔ قرآن مجید میں ہے قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ "ہم آپؐ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف پھیرنا دیکھ رہے ہیں"

۴۸۳۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ قَالَ سَمِعْتُ

شَيْخًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ كَانَ فِي كَلَامِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْتِيلٌ أَوْ تَرْسِيلٌ ط

ترجمہ: مسعر (بن کدام) نے کہا کہ میں نے ایک بوڑھے کو مسجد میں یہ کہتے سنا کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو کہتے سنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں ترتیل یا ترسیل تھی۔ (یعنی آپ آہستہ آہستہ، ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے۔ اس حدیث میں ایک مجہول راوی ہے)

۴۸۳۲ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ قَالَا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أُسَامَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ كَلَامُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ ط

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام واضح ہوتا تھا، ہر سننے والا اسکو سمجھ لیتا تھا۔ (بلکہ ضروری بات آپ تین تین بار دہراتے تھے)

۴۸۳۳ - حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ قَالَ زَعَمَ الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ قُرَّةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ كَلَامٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِحَمْدِ اللهِ فَهُوَ أَجْذَمُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ يُونُسُ وَعُقَيْلٌ وَشُعَيْبٌ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا ط

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کلام کو الحمد للہ کے ساتھ شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت اور بے فائدہ ہوتا ہے (نسائی مسنداً و مرسلاً) ابوداؤد نے کہا ہے کہ اس حدیث کو کئی لوگوں نے زہری سے مرسل روایت کیا ہے۔

شرح: جس طرح مرض جذام (کوڑھ) کا مارا ہوا ہاتھ بیکار اور بے فائدہ ہوتا ہے اسی طرح جس بات کو الحمد للہ سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت اور ابتر ہوتا ہے۔ اس مضمون کی حدیث بسم اللہ کے بارے میں بھی ہے۔ پس اللہ کی حمد سے مراد یا تو بسم اللہ ہے الخ اور یا بسم اللہ کا تعلق تو ہر عام بات سے ہے کہ اس کی ابتداء اس سے ہونی چاہیئے، اور الحمد للہ کا تعلق خطبات سے ہے۔

بَابٌ (۲۱) فِي الْخُطْبَةِ

خطبہ کا باب

۴۸۳۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ قَالَا نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ

نا عاصم بن كليب عن ابيه عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال كل خطبة ليس فيها تشهد فهي كاليد الجذماء ط

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر وہ خطبہ جس میں تشہد نہ ہو وہ کوڑھ والے ہاتھ کی مانند ہے۔ (ترمذی) تشہد سے مراد توحید و رسالت کی شہادت ہے۔ جو خطبہ اس سے خالی ہو وہ بے برکت اور ابتر ہے۔

باب ۲۲ في تنزيل الناس منازلهم

لوگوں کو ان کا صحیح مقام دینے کا باب

۴۸۳۵ - حدثنا يحيى بن اسمعيل وابن ابي خلف ان يحيى بن اليمان اخبرهم عن سفيان عن حبيب بن ابي ثابت عن ميمون بن ابي شبيب ان عائشة مر بها سائل فاعطته كسرة ومر بها رجل عليه ثياب وهيئة فاقعدته فاكل فقيل لها في ذلك فقالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انزلوا الناس منازلهم قال ابو داود وحديث يحيى مختصر قال ابو داود ميمون لم يدرك عائشة ط

ترجمہ: میمون بن ابی شبیب سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک سائل آیا تو آپ نے اسے روٹی کا ایک ٹکڑا دیا، اور ایک اور شخص آیا جس کے کپڑے اور ظاہری حالت اچھی تھی۔ حضرت عائشہ نے اسے بٹھایا اور اس نے کھانا کھایا۔ پس ان سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، لوگوں کو ان کے اصل مقامات پر اتارو۔ ابوداؤد نے کہا کہ یحییٰ کی حدیث مختصر ہے (دوسرے راوی ابن ابی خلف کی روایت تمام تر ہے) ابوداؤد نے کہا کہ میمون نے حضرت عائشہ سے ملاقات نہیں کی۔ (بقول امام نوویؒ، ابوداؤد کے قول میں نظر ہے۔ میمون قدیم تابعی تھا اور حضرت عائشہ سلام اللہ کے زمانے میں تھا۔ جب زمانہ ایک ہو اور ملاقات کا امکان موجود ہو تو روایت متصل ہوتی ہے جیسا کہ امام مسلم نے صحیح کے مقدمے میں بڑے زور سے بیان کیا ہے۔ میمون نے کہیں یہ نہیں کہا کہ میں نے حضرت عائشہ سے ملاقات نہیں کی، ہاں! حضرت عائشہ سے یہ حدیث موقوف بھی آئی ہے۔

۴۸۳۶ - حدثنا اسحق بن ابراهيم الصواف نا عبد الله بن حمران نا عوف بن ابي جميلة عن زياد بن مخراق عن ابي كنانة عن ابي موسى الاشعري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان من اجلال الله اكرام

ذِی الشَّیْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَیْرِ الْغَالِیْ فِیْهِ وَالْجَافِیْ عَنْهُ وَاِكْرَامَ ذِی السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ ؕ

ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اجلال (تعظیم) یہ بھی ہے کہ مسلم بوڑھے کی عزت کیجائے اور قرآن پڑھنے پڑھانے والے کی بھی جو اس میں غلو نہ کرتا ہو اور نہ اسے ترک کرتا ہو، اور عادل حاکم کی عزت کی جائے۔

شرح: گویا تین آدمیوں کا اکرام اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے: بڑی عمر کا مسلمان، حافظ قرآن، انصاف کرنے والا حاکم۔ کیونکہ ان کا اعزاز و اکرام ان کی اچھی صفات کے باعث ہوگا جو اللہ تعالے کو پسند ہے۔ قرآن میں غلو سے مراد کی مثال خوارج ہیں جنہوں نے صرف الفاظ کو لیا اور معانی کو ترک کر دیا۔

بَابٌ [٢٣] فِی الرَّجُلِ يَجْلِسُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ بِغَيْرِ اِذْنِهِمَا

بلا اجازت دو آدمیوں کے درمیان بیٹھنے کا باب ٢٣

٤٨٣٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الْمَعْنَى قَالَا نَا حَمَّادٌ نَا عَامِرٌ الْاَحْوَلُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجْلَسُ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دو آدمیوں کے درمیان انکی اجازت کے بغیر نہ بیٹھا جائے (ترمذی نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے)

٤٨٣٨ - حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ دَاوٗدَ الْمَهْرِیُّ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ اُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِیُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کیلئے حلال نہیں کہ وہ دو آدمیوں میں تفریق کرے مگر ان کی اجازت کے ساتھ (ترمذی نے اسے روایت کیا اور حسن کہا) دو آدمیوں میں تفریق سے مراد یہی ہے کہ انکے درمیان بیٹھا جائے۔ ہاں اگر وہ اجازت دیں تو درست ہے، یا اگر دونوں کے درمیان کافی فاصلہ ہو تو بھی حرج نہیں۔

باب ۲۴ فِي جُلُوسِ الرَّجُلِ

"آدمی کا بیٹھنا"

حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ رُبَيْحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَلَسَ احْتَبٰى بِيَدَيْهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ عَبْدُ اللهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ شَيْخٌ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بیٹھا کرتے آپ دونوں ہاتھوں سے احتباء کر لیتے تھے۔ ابو داؤد فرماتے ہیں عبداللہ بن ابراہیم ایک شیخ منکر الحدیث ہیں۔

شرح: مذکورہ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف رکھتے وقت معمول کو بیان فرمایا گیا ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں احتباء کا یہ مفہوم ہے کہ سرین زمین پر لگا دیے جائیں اور دونوں پاؤں کھڑے کئے جائیں اور اپنے دونوں ہاتھوں سے پاؤں پر حلقہ بنا لیا جائے اس طرح کی نشست کو احتباء کہا جاتا ہے آپ اسی طرح بیٹھا کرتے تھے۔ اگرچہ آپ کے دوسرے طرح سے بھی بیٹھنا ثابت ہے جیساکہ مندرجہ ذیل حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَا نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَتْنِي جَدَّتَايَ صَفِيَّةُ وَدُحَيْبَةُ ابْنَتَا عُلَيْبَةَ قَالَ مُوسَى بِنْتُ حَرْمَلَةَ وَكَانَتَا رَبِيبَتَيْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ وَكَانَتْ جَدَّةَ أَبِيهِمَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُمَا أَنَّهَا رَأَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَاءَ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَخَشِّعَ وَ قَالَ مُوسَى الْمُتَخَشِّعَ أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ۔

ترجمہ : قیلہ بنت مخرمہ سے روایت ہے کہ اس نے آنحضرت صلی علیہ وسلم کو قرفصاء کے طور پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی جو کہ بہت زیادہ عاجزی کرنے والے تھے تو میں خوف کی وجہ سے لرز گئی۔

شرح : اس روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمین پر یا فرش وغیرہ پر تشریف رکھتے وقت دوسری نشست کو بیان فرمایا گیا ہے اور روایت بیان کرنے والی خاتون (قیلہ بنت مخرمہ) بیان فرماتی ہیں کہ انہوں نے آپ کو قرفصاء کے طور پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ قرفصاء کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھوں پر زور دے کر بیٹھنا یا گھٹنوں کے بل بیٹھنا اور رانوں کو پیٹ سے ملانا اور دونوں ہتھیلی کو بغلوں کے نیچے کر لینا۔

بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں طرح کی نشست ثابت ہے۔ یعنی آپ اس بھی بیٹھا کرتے تھے کہ جس کو حدیث ۴۸۳۹ میں بیان فرمایا گیا ہے اور آپ اس طرح بھی بیٹھتے تھے کہ جس کو اس روایت میں بیان فرمایا گیا ہے۔ حدیث کے آخر میں' روایت بیان کرنے والی 'خاتون' بیان فرماتی ہیں کہ جس وقت میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میں خوف سے گزر گئی یعنی مجھ پر آپ کا ایسا خوف طاری ہوا کہ میں آپ کو خوب غور سے نہ دیکھ سکی کیونکہ نور الہٰی کی وجہ سے دیکھنے والے پر آپ کا غیر معمولی رعب پڑتا تھا۔ مذکورہ بالا روایت میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خاص وصف **المخشع یا المتخشع** بھی بیان فرمایا گیا ہے جس کا مطلب ہے بہت زیادہ عاجزی کرنے والے کے' یعنی آپ کے نہایت منکسرالمزاج یا نہایت عاجزالمزاج ہونے کے باوجود دیکھنے والا آپ کو دیکھ کر غیر اختیاری طور پر مرعوب ہو جاتا۔

باب ٢٥ فِی الْجِلْسَةِ الْمَكْرُوْهَةِ

بیٹھنے کا ناپسندیدہ انداز

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ الشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ مَرَّ بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جَالِسٌ هَكَذَا وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِيَ الْيُسْرَى خَلْفَ ظَهْرِي وَاتَّكَأْتُ عَلَى أَلْيَةِ يَدِي فَقَالَ أَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ۔

ترجمہ: شرید بن سوید سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ میرا بایاں ہاتھ پشت پر تھا اور میں ایک ہاتھ کے انگوٹھے پر ٹیک (سہارا) لگائے ہوئے تھا۔ آپؐ نے مجھے اس طرح بیٹھے ہوئے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ کیا تو ان لوگوں کی طرح بیٹھا ہے کہ جن پر خداوند قدوس کا غضب نازل ہوا۔

شرح: مطلب یہ ہے کہ اس طرح کی نشست نہیں ہونی چاہیے اور ایسی نشست ان لوگوں کی ہوتی ہے جن پر خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہوا ہے۔

باب ۲۶ فِی السَّمَرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ!

عشاء کے بعد بات چیت کی نہی

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنْ عَوْفٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْمِنْهَالِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنِ النَّوْمِ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثِ بَعْدَهَا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے پہلے سونے اور نماز عشاء کے بعد باتیں کرنے کو منع فرماتے تھے۔

شرح: مذکورہ حدیث میں نماز عشاء سے پہلے سونے کو اس لئے منع فرمایا گیا ہے تاکہ عشاء کی نماز قضا نہ ہو جائے اور عشاء کی نماز کے بعد باتیں کرنے کو اس لئے منع کیا گیا ہے کہ فجر کی نماز قضاء نہ ہو جائے۔

جیسا کہ آج کل عام طور پر لوگ راتوں کو خوب دیر تک جاگتے ہیں اور دن میں دیر تک سوتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے نماز فجر بھی قضاء ہوتی ہے اور رزق میں بھی خیر و برکت ختم ہو جاتی ہے۔ اس طرف خاص طور پر توجہ ضروری ہے۔ ہمارے معاشرے میں اس بیماری میں روز بروز اضافہ ہے۔ خدا تعالیٰ رحم فرمائے۔

باب ۲۷ فِی الرَّجُلِ يَجْلِسُ مُتَرَبِّعًا

چوکڑی مار کر بیٹھنا

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ نَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ سِمَاكٍ

بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِي مَجْلِسِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ.

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے فراغت کے بعد چار زانو بیٹھے رہتے جب تک سورج اچھی طرح نکل آتا۔

شرح: مذکورہ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز فجر سے فراغت کے بعد سورج کے اچھی طرح نکل آنے کے انتظار میں بیٹھے رہنا مذکور ہے جیساکہ دوسری روایات میں بیان فرمایا گیا ہے کہ آپ سورج کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد نماز اشراق ادا فرماتے۔

باب ۲۸ فِي التَّنَاجِي!

سرگوشی

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْتَجِي اثْنَانِ دُونَ صَاحِبِهِمَا فَإِنَّ ذَلِكَ يُحْزِنُهُ.

ترجمہ: عبداللہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو شخص اپنے تیسرے ساتھی چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں کیونکہ (ایسا کرنے سے) اس کو رنج ہو گا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ قَالَ أَبُو صَالِحٍ فَقُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ فَأَرْبَعَةٌ قَالَ لَا يَضُرُّكَ.

ترجمہ: ابو صالح کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ اگر چار ہوں تو آپ نے فرمایا کہ کوئی جرم نہیں اس لئے کہ وہ اکیلا نہیں رہے گا۔
چوتھے آدمی سے اس کی وحشت دور ہو جائے گی۔

شرح: ارشاد رسولؐ کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی جگہ تین آدمی موجود ہوں تو ان میں سے دو شخص اپنے تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں کیونکہ جس تیسرے شخص کو چھوڑ کر دو ساتھی سرگوشی کریں گے تو وہ تیسرا ساتھی یہ خیال کرے گا کہ نہ معلوم ان دونوں نے مجھ کو کس وجہ سے قابل اعتماد نہ سمجھا اور مجھے گفتگو میں کیوں شریک نہیں کیا۔ یا اس کو یہ احساس ہوگا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں ساتھی مجھے اکیلا چھوڑ کر میرے خلاف مشورہ کر رہے ہوں یا میری برائی کر رہے ہوں۔ بہرحال اس طرح کے عمل سے اس تیسرے ساتھی کو تکلیف ہوگی جس کی ممانعت ہے۔

البتہ اگر تین سے زیادہ ساتھی ہوں چار یا پانچ یا اس سے زائد ہوں تو پھر دو ساتھی اگر مل کر سرگوشی کریں تو اس کی اجازت ہے جیساکہ مندرجہ بالا حدیث نمبر ۴۸۴۵ میں بوضاحت بیان فرمایا گیا ہے۔

باب ۲۹ إِذَا قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ

مجلس سے اٹھ کر پھر واپس آنا

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَالِسًا وَعِنْدَهُ غُلَامٌ فَقَامَ ثُمَّ رَجَعَ فَحَدَّثَ أَبِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ ۔

ترجمہ: سہیل بن ابی صالح سے روایت ہے کہ میں اپنے والد کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہاں پر ایک لڑکا بھی تھا وہ اٹھ کر گیا پھر واپس آیا تو میرے والد صاحب نے حضرت ابوہریرۃؓ سے حدیث بیان کی' انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب کوئی شخص اپنی جگہ سے کھڑا ہو پھر واپس آئے تو وہی اس کا مستحق ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ نَا مُبَشِّرٌ الْحَلَبِيُّ عَنْ تَمَّامِ بْنِ نَجِيحٍ عَنْ كَعْبٍ الْإِيَادِيِّ قَالَ كُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَامَ فَأَرَادَ الرُّجُوعَ نَزَعَ نَعْلَيْهِ أَوْ بَعْضَ مَا يَكُونُ عَلَيْهِ فَيَعْرِفُ ذٰلِكَ أَصْحَابُهُ فَيَثْبُتُونَ ۔

ترجمہ: حضرت ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے اور ہم بھی آپؐ کے گرد بیٹھتے پھر آپؐ کھڑے ہوتے لیکن جب آپؐ کا واپس تشریف لانے کا ارادہ ہوتا تو آپؐ اپنے جوتے اتار کر رکھ جاتے یا اور کوئی چیز رکھ جاتے۔ جس سے صحابہ کرام سمجھ جاتے کہ آپؐ تشریف لائیں گے۔

شرح: مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر اپنی سابقہ جگہ واپس تشریف لانے کا ارادہ فرماتے تو نشانی کے طور پر کوئی چیز رکھ دیا کرتے تھے جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سمجھ جاتے تھے کہ آپؐ پھر دوبارہ تشریف لائیں گے۔

باب ۳۰ كَرَاهِيَةِ أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ وَلَا يَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى!

ذکر الٰہی کے بغیر اٹھنے کی کراہت

۱۴۲۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُومُونَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ فِيهِ إِلَّا قَامُوا عَنْ مِثْلِ جِيفَةِ حِمَارٍ وَكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگ کسی جگہ (بیٹھ کر پھر وہاں سے) اٹھ جائیں اور خدا تعالیٰ کو یاد نہ کریں تو گویا کہ وہ لوگ اٹھے مردہ گدھے کی طرح اور ان کو قیامت کے دن حسرت ہو گی۔

شرح: ارشاد نبویؐ کا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ کسی جگہ بیٹھ کر جہاں سے خدا تعالیٰ کا ذکر کئے بغیر اٹھ کھڑے ہوں اگرچہ ایک مرتبہ ہی سی تو وہ لوگ مردہ گدھے کی طرح اٹھے اور قیامت کے دن ان لوگوں کو حسرت ہو گی یعنی مجلس سے اٹھتے وقت کم از کم ایک مرتبہ خدا تعالیٰ ذکر کرنا چاہیے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ تِرَةٌ وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ تِرَةٌ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی جگہ بیٹھے اور اس مجلس میں خدا تعالیٰ کو یاد نہ کرے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو شرمندگی ہو گی اور جو شخص کسی جگہ بیٹھے اور خدا تعالیٰ کو وہاں یاد نہ کرے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو شرمندگی ہو گی۔

شرح: خلاصہ ارشاد نبویؐ یہ ہے کہ مجلس میں خدا تعالیٰ کا ذکر ضرور ہونا چاہیے خود کہ یا زیادہ اور ایسی مجلس کہ جس میں اللہ کا ذکر بالکل نہ کیا جائے' قیامت کے دن باعث ندامت و حسرت ہو گی۔

باب ۳۱ فِي كَفَّارَةِ الْمَجْلِسِ

مجلس کا کفارہ

۱۴۳۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي هِلَالٍ حَدَّثَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ كَلِمَاتٌ لَا يَتَكَلَّمُ بِهِنَّ أَحَدٌ فِي مَجْلِسِهِ عِنْدَ قِيَامِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَّا كُفِّرَ بِهِنَّ عَنْهُ وَلَا يَقُولُهُنَّ فِي مَجْلِسِ خَيْرٍ وَمَجْلِسِ ذِكْرٍ إِلَّا خُتِمَ لَهُ بِهِنَّ عَلَيْهِ كَمَا يُخْتَمُ بِالْخَاتَمِ عَلَى الصَّحِيفَةِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر بن العاصؓ سے روایت ہے کہ چند کلمات ہیں جو شخص بھی ان کو مجلس سے اٹھتے وقت تین مرتبہ کہہ لے گا تو وہ کفارہ ہو جائیں گے اور اگر نیکی کے یا خداوند قدوس کی ذکر کی مجلس میں ان کو کہے تو وہ مثل مہر کے خاتمہ ہو جائیں گے۔ جس طرح کتاب پر آخر میں مہر ہوتی ہے وہ کلمات یہ ہیں۔ **سبحانک اللھم و بحمدک لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک**

شرح: مطلب یہ ہے کہ جو شخص بھی تین مرتبہ مذکورہ کلمات **سبحانک اللھم الخ**پڑھ لے گا تو اس مجلس میں جو گناہ ہوئے ہیں یہ کلمات ان گناہوں کا کفارہ بن جائیں گے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِي بِنَحْوِ ذَلِكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرٍو عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

ترجمہ: احمد بن صالح' ابن وھب عمرو اور اسی طرح عبدالرحمٰن بن ابی عمرو' مقبری' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْجَرْجَرَائِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى أَنَّ عَبْدَةَ بْنَ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَهُمْ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِأَخَرَةٍ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ مِنَ الْمَجْلِسِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ لَتَقُولُ قَوْلًا مَا كُنْتَ تَقُولُهُ فِيمَا مَضَى قَالَ كَفَّارَةٌ لِمَا يَكُونُ فِي الْمَجْلِسِ۔

ترجمہ: حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں جب مجلس سے اٹھنے لگتے تو فرماتے **سبحانک اللھم و بحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک** (یہ سن کر) ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تو آپؐ یہ نہ کہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (کلمات ان کاموں کا کفارہ ہیں جو کہ مجلس میں ہوئے ہیں۔

باب ۳۲ فِي رَفْعِ الْحَدِيثِ مِنَ الْمَجْلِسِ!

مجلس کی باتیں باہر لے جانا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ نَا الْفِرْيَابِيُّ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ الْوَلِيدِ وَنَسَبَهُ لَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ بْنُ هِشَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ زَائِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی صحابی میرے پاس دوسرے صحابی کی شکایت نہ لگائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں تمہارے پاس سے جاؤں تو میرا سینہ صاف ہو۔

شرح: آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ مجھ سے کوئی صحابی دوسرے کی شکایت کرے جیسے کہ بعض لوگوں میں دوسروں کی شکایت لگانے کا مزاج ہوتا ہے پھر آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کے حضور اس حال میں جانا چاہتا ہوں کہ میرے دل میں کسی صحابی کی طرف سے کوئی کدورت نہ ہو۔

باب ٢٣ فِي الْحَذَرِ مِنَ النَّاسِ!

لوگوں سے حزم و احتیاط

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ نَا نُوحُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ سَيَّارٍ الْمُؤَدِّبُ نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيهِ ابْنُ إِسْحَقَ عَنْ عِيسَى بْنِ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْفَغْوَاءِ الْخُزَاعِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَنِي بِمَالٍ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ يَقْسِمُهُ فِي قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ بَعْدَ الْفَتْحِ فَقَالَ الْتَمِسْ صَاحِبًا قَالَ فَجَاءَنِي عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ فَقَالَ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُرِيدُ الْخُرُوجَ وَتَلْتَمِسُ صَاحِبًا قَالَ قُلْتُ أَجَلْ قَالَ فَأَنَا لَكَ صَاحِبٌ قَالَ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ قَدْ وَجَدْتُ صَاحِبًا قَالَ فَقَالَ مَنْ قُلْتُ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ قَالَ إِذَا هَبَطْتَ بِلَادَ قَوْمِهِ فَاحْذَرْهُ فَإِنَّهُ قَدْ قَالَ الْقَائِلُ أَخُوكَ الْبِكْرِيُّ وَلَا تَأْمَنْهُ فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِالْأَبْوَاءِ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ حَاجَةً إِلَى قَوْمِي بِوَدَّانَ فَتَلَبَّثْ لِي قُلْتُ رَاشِدًا فَلَمَّا وَلَّى ذَكَرْتُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَدَدْتُ عَلَى بَعِيرِي حَتَّى خَرَجْتُ أُوضِعُهُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِالْأَصَافِرِ إِذَا هُوَ يُعَارِضُنِي فِي رَهْطٍ قَالَ وَأَوْضَعْتُ فَسَبَقْتُهُ فَلَمَّا رَآنِي قَدْ فُتُّهُ انْصَرَفُوا وَجَاءَنِي فَقَالَ كَانَتْ لِي إِلَى قَوْمِي حَاجَةٌ قَالَ قُلْتُ أَجَلْ وَمَضَيْنَا حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَدَفَعْتُ الْمَالَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ -

ترجمہ: عمرو بن فغواء خزاعی سے روایت ہے کہ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا۔ آپؐ میرے ساتھ کچھ روپے ابو سفیان کے پاس بھیجنا چاہتے تھے تاکہ وہ روپے وہ قریش کے لوگوں میں مکہ مکرمہ فتح ہو جانے کے بعد تقسیم کریں۔ آپؐ نے فرمایا تم اپنا دوسرا کوئی اور ساتھی تلاش کر لو۔ چنانچہ عمرو بن امیہ ضمری میرے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے سنا ہے کہ تم مکہ جانا چاہتے ہو اور ساتھی کی تلاش میں ہو۔

میں نے کہا کہ ہاں' (یہ سن کر) عمر نے کہا کہ اچھا میں ساتھ چلوں گا بہرحال میں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھ کو ساتھی مل گیا ہے آپؐ نے فرمایا کون شخص؟

میں نے عرض کیا عمرو بن امیہ ضمری۔ آپؐ نے فرمایا جب تم اس کی قوم کے ملک میں (یعنی اس کے علاقہ میں) پہنچو تو دیکھ بھال کے جانا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی قوم سے ساز باز کر کے تم کو لٹوا دے۔ کیونکہ ایک شخص کا قول ہے کہ اپنے حقیقی بھائی سے بھی بے خوف نہ ہونا چاہیے (یعنی حقیقی بھائی کی طرف سے بھی مطمئن نہ رہنا چاہیے)

عمرو بن فغواء نے کہا کہ پھر ہم نکلے جب ہم لوگ ابوا (نامی جگہ جو کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے) پہنچے تو عمرو بن

امیہ ضمری نے کہا کہ میں ایک ضرورت سے دوران سفر اپنی قوم کے اس جا رہا ہوں تم میرا انتظار کرنا میں نے کہا ٹھیک ہے چلے جاؤ (لیکن) راستہ نہ بھول جانا جس وقت وہ چل پڑا تو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد آیا۔ میں اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور زور سے اس کو بھگاتا ہوا نکال جس وقت میں مقام اصافر پہنچا تو میں نے دیکھا عمرو بن امیہ ضمری اپنی قوم کے کچھ لوگوں کو لئے ہوئے مجھے روکنے کو آ رہا ہے میں نے اونٹ کو اور بھگایا' یہاں تک کہ میں بہت آگے نکل گیا جب اس نے دیکھا کہ وہ مجھے نہیں پا سکتا تو اس کے ساتھی واپس ہو گئے اور وہ (عمرو بن امیہ ضمری) میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ مجھے اپنی قوم کے لوگوں سے کچھ کام تھا میں نے کہا کہ ہاں کام ہو گا۔ پھر یہ لوگ مکہ مکرمہ آئے اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مال مجھے عنایت فرمایا تھا وہ میں نے ابو سفیان کے حوالہ کیا۔

شرح: مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں کسی پر قطعی طور سے اطمینان نہیں کرنا چاہیے کسی کی نیت کا اطمینان نہیں' اچانک نیت بدل جاتی ہے۔ رات دن اس کا مشاہدہ ہے۔ اس حدیث میں ایک لفظ اصافر بیان فرمایا گیا ہے یہ مدینہ منورہ کے قریب سرخ رنگ کا ایک پہاڑ ہے۔

بہرحال مذکورہ بالا حدیث سے امت کو بڑی تعلیم دینا مقصود ہے کہ جب سفر میں کسی کے ساتھ روپے وغیرہ ہو تو وہ شخص ہر ایک کا اعتبار نہ کرے نہ ہی کسی کو اپنا ساتھی بنانا چاہیے اگر ضرورت کی وجہ سے کسی کو ساتھی بنا لیا جائے تو اس سے ہوشیار رہنا چاہیے بعض مرتبہ دھوکہ ہو جاتا ہے مال کے ساتھ جان تک چلی جاتی ہے۔ اس طرف توجہ رکھنی چاہیے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' نہیں دھوکہ کھاتا یا نہیں دھوکہ کھائے گا مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ۔

شرح: مذکورہ بالا حدیث کے لفظی معنی ہیں کہ مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ ڈنک نہیں کھاتا یعنی جب ایک مرتبہ کسی بات میں دھوکہ اٹھاتا ہے تو دوسری مرتبہ وہ کام نہیں کرتا وہ ہوشیار رہتا ہے جس طرح کوئی شخص ایک سوراخ میں انگلی ڈالے اور سانپ' بچھو یا کوئی اور زہریلا جانور اس کے ڈنک مار دے تو عقل مند شخص دوبارہ اس میں انگلی نہیں ڈالے گا۔

باب ۳۴ فِي هَدْيِ الرَّجُلِ

انسان کی چال ڈھال

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ أَنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشَى كَأَنَّهُ يَتَوَكَّأُ۔

ترجمہ : حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ ڈھلے جاتے ہیں۔

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُعَاذِ بْنِ خُلَيْفٍ نَا عَبْدُ الْأَعْلَى نَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ كَيْفَ رَأَيْتَهُ قَالَ كَانَ أَبْيَضَ مَلِيحًا إِذَا مَشَى كَأَنَّمَا يَهْوِي فِي صَبُوبٍ.

ترجمہ : حضرت ابو الطفیلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا سعید نے کہا کس طرح دیکھا؟ ابو الطفیل نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید تھے نمکین۔ جب آپؐ چلتے تھے تو (ایسا لگتا تھا) کہ نشیب میں اتر رہے ہوں۔

شرح : یعنی آپؐ کی چال ایسی تھی کہ گویا آپؐ کسی ڈھلوان میں جا رہا ہوں یعنی آپؐ کی چال ایسی نہیں تھی کہ جیسی طاقتور اور قوی لوگوں کی ہوتی ہے کہ آگے کو زور دے کر یا سینہ تان کر چلتے ہوں۔ قرآن کریم میں ایسی چال جو کہ طاقت اور زور دے کر لوگ چلتے ہیں اس کے بارے میں فرمایا گیا ہے **انک لن تخرق الارض و لن تبلغ الجبال طولا** (پ نمبر ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل)

باب ۳۵ فِي الرَّجُلِ يَضَعُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى

ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھنا

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا اللَّيْثُ ح وَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَضَعَ وَقَالَ قُتَيْبَةُ يَرْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى زَادَ قُتَيْبَةُ وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ.

ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھنے سے چت لیٹ کر۔

شرح : مذکورہ حدیث میں جو ممانعت بیان فرمائی گئی ہے شاید اس وجہ سے ہو کہ ستر نہ کھل جائے یہ اس وقت ہے کہ جب لنگی یا تہہ بند وغیرہ باندھے ہوئے ہو اور اگر پائجامہ پہن رکھا ہو اور ستر کھل جانے کا اندیشہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا مَالِكٌ ح وَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا قَالَ الْقَعْنَبِيُّ فِي الْمَسْجِدِ

ترجمہ: عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا چت لیٹے ہوئے ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھے تھے۔

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَا يَفْعَلَانِ ذَلِكَ۔

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا کیا کرتے تھے۔

باب ۳۶ فِي نَقْلِ الْحَدِيثِ!

بات نقل کرنا

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ نَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ بِالْحَدِيثِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کوئی گفتگو کرے پھر غافل ہو جائے تو وہ امانت ہے۔

شرح: یعنی اگر کسی نے آپ سے گفتگو کر کے کوئی راز کی بات کہی تو اس راز کی بات کہی تو اس راز کی حفاظت آپ کے ذمہ لازمی ہے جس طریقہ سے اگر کوئی شخص مال رکھ دے تو اس کی حفاظت ضروری ہو جاتی ہے پس حکم کسی کے راز کی حفاظت کا ہے کہ وہ بھی امانت ہے اسی طریقہ سے اگر کسی مجلس میں آپ کے سامنے راز کی بات کہی جائے تو وہ مجلس بھی امانت ہوتی ہے جیساکہ دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ مجلسیں بھی امانت ہیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ أَخِي جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ إِلَّا ثَلَاثَةَ مَجَالِسَ سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ أَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ أَوِ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَيْرِ حَقٍّ۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجلس میں بیٹھے وہ امانت دار ہے مگر تین قسم کی مجلسوں میں ایک تو وہ (مجلس) کہ جہاں پر ناحق خون کیا جائے، دوسرے وہ کہ جہاں پر ناحق زخم پہنچایا جائے، یا زنا کیا جائے یا ناحق کسی کے مال کے غصب کا مشورہ کیا جائے۔

شرح: مذکورہ بالا حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ مجلس کی گفتگو دوسری جگہ نقل نہ کی جائے اس کی سخت مخالفت ہے۔ البتہ تین قسم کی مجلس ایسی ہیں کہ جس کی گفتگو یا مشورہ یا راز کے بیان کرنے کی اجازت ہے بلکہ بعض حالات میں

ضروری ہے۔ نمبر ۱ وہ مجلس کہ جس میں کسی کے قتل کا منصوبہ بنایا جائے۔ نمبر ۲ وہ مجلس کہ جس میں بدکاری کرنے کا مشورہ کیا جائے۔ نمبر ۳ وہ مجلس کے جس میں کسی کے مال کو ناحق غصب کرنے کے بارے میں مشورہ کیا ج

خلاصہ یہ کہ مذکورہ حدیث میں ہر اس راز کے کھول دینے کی اجازت دی گئی کہ جس سے اسلام یا مسلمانوں کے نقصان پہنچانے کا اندیشہ ہو یا کسی کے فسق وفجور میں مبتلا ہونے کا ڈر ہو۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُمَرَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْعُمَرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْأَمَانَةِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ وَتُفْضِي إِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمن بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے سنا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہ و تعالی کے نزدیک قیامت کے دن بڑی خیانت میں یہ (خیانت) ہو گی کہ شوہر اپنی بیوی کے پاس رہے اور وہ (بیوی) شوہر کے پاس رہے پھر شوہر بیوی کا راز فاش کرے۔

شرح: شوہر و بیوی کے باہمی تعلقات بھی ایک طرح کی امانت ہیں ان کا دوسروں کے سامنے تذکرہ کرنا سخت گناہ ہے۔ حدیث شریف میں اس کی سخت ممانعت بیان فرمائی گئی ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جنت میں چغلی کرنے والا شخص داخل نہیں ہو گا۔"

شرح: حدیث میں چغلی کرنے والے شخص کی سخت وعید بیان فرمائی گئی ہے اور چغلی کرنا گناہ کبیرہ فرمایا گیا ہے اور اس سے بچنے کی تاکید بیان فرمائی گئی ہے۔ جیساکہ متعدد احادیث میں بیان فرمایا گیا ہے۔

باب ۳۸ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ!

دو چہروں والا شخص

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمام لوگوں میں برا وہ شخص ہے' جو دو منہ رکھتا ہے' ان لوگوں کے پاس ایک منہ لے کر آتا ہے اور ان لوگوں کے پاس دوسرا منہ لے کر جاتا ہے۔

شرح: مذکورہ حدیث شریف میں دو رخے پن کی ممانعت بیان فرمائی گئی ہے یعنی جو شخص جس گروہ یا جماعت یا افراد کے پاس جاتا ہے ان ہی کے موافق بات کہتا ہے حق و ناحق کا خیال نہیں رکھتا۔ اس طرح لوگوں کے لڑانے کے لئے ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی بات ادھر کرنے والا شخص اس حدیث کی وعید میں داخل ہے۔ جیساکہ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قبر کے پاس سے گزر ہوا تو دیکھا کہ صاحب قبر کو عذاب ہو رہا ہے آپ نے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو معلوم ہوا کہ قبر والے شخص کو اس لئے عذاب دیا جا رہا ہے کہ وہ پیشاب کی چھینٹ سے نہیں بچتا تھا اور چغل خوری کرتا تھا۔ (ملخصا" شا")

حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ نَا شَرِيْكٌ عَنِ الرُّكَيْنِ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ حَنْظَلَةَ عَنْ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ۔

ترجمہ: حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے جس شخص کے دو منہ ہوں تو قیامت کے دن اس کی دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔

شرح: مطلب یہ ہے کہ جو شخص لوگوں سے دو رخا پن کرتا ہو اور کسی کے سامنے کچھ اور کسی کے سامنے کچھ کہتا ہو جائز ناجائز کا امتیاز باقی نہ رکھتا ہو تو ایسے شخص کی قیامت کے دن آگ کی دو زبانیں ہوں گی یعنی اس کے دو چہرے ہوں گے کہ جن سے آگ کی لپٹ نکل رہی ہوں گی۔ (خدا تعالیٰ حفاظت فرمائے آمین)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْغِيْبَةُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا' یارسول اللہ غیبت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا (غیبت یہ ہے) اپنے بھائی کا اس طرح سے تذکرہ کرنا اگر وہ موجود ہو تو اس کو ناگوار ہو' کسی شخص نے عرض کیا' یارسول اللہ اگر وہ عیب' میرے بھائی میں موجود ہو تو اگر میں اس کو بیان کروں تو اس کو غیبت کہیں گے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا اگر وہ عیب اس میں موجود ہے جب ہی تو وہ غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب موجود نہ ہو تو تم نے اس پر بہتان قائم کیا۔ قرآن و حدیث میں غیبت کو سخت گناہ فرمایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے **ایحب احد کم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتمو** (سورہ حجرات) یعنی تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے اپنے مردار بھائی کا گوشت کھائے پس تم اس کو ناپسند کرو گے؟ جس طرح غیبت سخت گناہ ہے اسی طرح بہتان بھی سخت گناہ ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ الْاَقْمَرِ عَنْ اَبِيْ حُذَيْفَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا قَالَ غَيْرُ مُسَدَّدٍ تَعْنِيْ قَصِيْرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ قَالَتْ وَحَكَيْتُ لَهُ اِنْسَانًا فَقَالَ مَا اُحِبُّ اَنِّيْ حَكَيْتُ اِنْسَانًا وَاَنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے' میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپؐ کو صفیہؓ کا یہ عیب کافی ہے۔

مسدد کی روایت میں ہے کہ ان کا قد چھوٹا ہونا' آپؐ نے فرمایا اے عائشہؓ تو نے ایسا کلمہ کہہ دیا کہ اگر وہ دریا میں گھول دیا جائے تو دریا پر غالب آ جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ میں نے ایک شخص کی بات نقل کی آپؐ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ کسی کی نقل کروں اگرچہ مجھے اتنا اتنا روپیہ ملے۔

شرح: مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوا کہ کسی میں اگر وہ عیب موجود ہو تو یہ غیبت ہے ورنہ بہتان ہے دونوں سخت گناہ ہیں۔ حدیث کے جملہ "اگر وہ دریا میں گھول دیا جائے تو دریا پر غالب آ جائے" کا مطلب یہ ہے کہ دریا کا رنگ بگاڑ دے یہ مثال ہے اس گناہ کی برائی کی واضح رہے۔ حضرت صفیہ بنت حیی' آنحضرتؐ کی زوجہ مطہرہ تھیں جو کہ حضرت عائشہؓ کی سوکن تھیں اور سوکن میں فطری دور ہر ایک دوسرے سے رقابت اور فاصلہ ہوتا ہے اور دو سوکن میں ایک دوسرے کی شان میں اس طرح کی باتیں ہو ہی جاتی ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ نَا أَبُو الْيَمَانِ نَا شُعَيْبٌ نَا ابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ نَا نَوْفَلُ بْنُ مُسَاحِقٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَا الْاِسْتِطَالَةَ فِي عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ۔

ترجمہ: حضرت سعید بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب زیادتیوں سے زیادہ (یہ زیادہ) زیادتی ہے کہ کسی مسلمان کی ناحق عزت لی جائے۔

شرح: جس طرح مسلمان سے مال میں زیادتی وصول کرنا حرام ہے (جیسے سود لینا) اسی طرح سے اس کی عزت لینا بھی حرام ہے اگر کوئی شخص ایسا کام کرے کہ جو اس کی عزت میں خلل پیدا کرے تو یہ شخص بھی اتنا ہی بدلہ لے۔ زیادتی نہ کرے جو کہ سود لینے سے بھی زیادہ گناہ ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُصَفَّى نَا بَقِيَّةُ وَأَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَا حَدَّثَنَا صَفْوَانُ قَالَ حَدَّثَنِي رَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَ صُدُورَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَ يَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِيَّةَ لَيْسَ فِيهِ أَنَسٌ وَ حَدَّثَنَاهُ عِيسَى بْنُ أَبِي عِيسَى السَّيْلَحِينِيُّ عَنْ أَبِي الْمُغِيرَةِ كَمَا قَالَ ابْنُ الْمُصَفَّى ۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس رات (یعنی شب معراج میں) میں آسمان پر گیا تو میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا کہ جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ لوگ اپنے منہ اور سینے اس سے نوچ رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو انسانوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزت لیتے تھے۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یحییٰ نے بقیہ سے اس روایت کو ذکر کیا لیکن اس میں حضرت انسؓ کا تذکرہ نہیں ہے اور عیسیٰ بن عیسیٰ نے ابوالمغیرہ سے ابن مصفی کی طرح روایت کیا ہے۔

شرح: اس روایت میں گوشت کھانے مراد غیبت کرنا ہے جیساکہ آیت کریمہ **ایحب احد کم ان یا کل الایۃ** میں واضح طور پر یہاں فرمایا گیا ہے۔

- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ نَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعِ اللَّهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ يَتَّبِعِ اللَّهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي بَيْتِهِ ۔

ترجمہ: حضرت ابوبرزہ اسلمیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' اے وہ لوگو! جو زبان سے ایمان لائے ہیں اور ان کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی عزت کے پیچھے نہ پڑو۔ کیونکہ جو شخص کسی کی عزت کے درپے ہو گا' اللہ تعالیٰ اس کی عزت کے درپے ہو گا اور اللہ تعالیٰ جس کی عزت کے درپے ہو گا تو وہ اس کو اس کے گھر میں رسوا کرے گا۔ یعنی باہر جانا ضروری نہیں کہ ایسا شخص خود گھر ہی میں رسوا ہو جائے گا۔

وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ اُكْلَةً فَاِنَّ اللّٰهَ يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ كُسِيَ ثَوْبًا بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَكْسُوْهُ مِثْلَهُ مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقُوْمُ بِهٖ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط

ترجمہ: مستورد بن شداد سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے کسی مسلمان کی غیبت کر کے اور اس کی بدنامی کر کے کوئی لقمہ کھایا تو اللہ تعالے اسی جیسا لقمہ اس کو جہنم کی آگ سے کھلائے گا، اور جس کو کسی مسلمان کی بدنامی اور غیبت کے باعث (اسکے دشمن کی طرف سے) کوئی کپڑا پہنایا گیا تو اللہ اس کو اس جیسا کپڑا جہنم سے پہنائے گا، اور جس نے کسی آدمی کو شہرت اور ریاکاری کے مقام پر کھڑا کیا (اس کی فرضی نیکیوں کی داستان بیان کی) تو اللہ تعالے اسے قیامت کے دن بدنامی اور ریاکاری کے مقام پر کھڑا کرے گا (اسکی سند میں بقیہ بن ولید اور عبدالرحمان بن ثابت دو ضعیف راوی ہیں)

شرح: اگر یہ حدیث ثابت ہو (اور اس جیسا مضمون صحاح میں وارد ہے) تو کسی کو شہرت و ریاکاری کے مقام پر کھڑا کرنیکا مطلب ایک تو وہی ہے جو ہم نے ترجمے میں ظاہر کیا کسی کی پارسائی، نیکی، تقویٰ اور علم و فضیلت کی خودساختہ فرضی داستانیں بیان کرنا تاکہ عوام کا اس کی طرف رجوع ہو اور اسکی پیری و کرامات کی جھوٹی دوکان چل نکلے، جیسا کہ فرقہ باز دنیا پرست جاہل پیروں کے مرید اپنے مرشد کی ہوا باندھتے اور انکی بزرگی اور فضیلت کے ڈھول پیٹتے ہیں، حالانکہ اگر ان کے اصلی چہرے کی نقاب کشائی ہو جائے تو لوگ ان پر تھوکنے پر آمادہ نہ ہوں۔ یا جیسا کہ ہمارے ملک میں چند فرقہ پرست جاہل ملاؤں کے احمق شاگرد ان کے علم و فضل کی شہرت میں لگے رہتے ہیں تاکہ ان کی شکم پروری کا دھندا چلتا رہے۔ دوسرا معنیٰ اس کا یہ بھی ہے اور اس کو قوی تر اور مناسب تر کہا گیا ہے کہ کوئی دنیا پرست شکم کا بندہ کسی مالدار دنیادار آدمی کے ذریعے اپنی کشف و کرامات اور صلاح و تقویٰ اور علم و فضل کی دوکان چمکائے تاکہ اس کی تجارت چلے اور کھانے پینے کا دھندا رونق پائے۔ دنیادار لوگوں کو اس قسم کے شکم پرست علمائے سُو اور جعلی مشائخ کی ضرورت رہتی ہے تاکہ ان کی برائیوں، ناجائز کمائیوں، ڈاکوؤں اور رہزنی پر پردہ پڑا رہے۔ غرض دونوں طرف شکم پروری اور دنیا پرستی ہی ہوتی ہے۔ افسوس ہے کہ آج کل کئی کاروباری فرقوں کے رہنماؤں اور سربراہوں میں یہ مرض آخری حد تک پہنچ چکا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

۴۸۷۳۔ حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى نَا اَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ مَالُهٗ وَعِرْضُهٗ وَدَمُهٗ حَسْبُ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ ط

ترجمہ: ابوہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلم کی ہر شئی دوسرے کے لئے محترم ہے اس کا مال

اس کی عزت بھی، اس کا خون بھی۔ کسی آدمی کی یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلم بھائی کو حقیر جانے (ترمذی، مسلم)

بَابُ الرَّجُلِ يَذُبُّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ

اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرنیوالے کا باب

۴۸۷۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ يَحْيَى الْمَعَافِرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَى مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ أُرَاهُ قَالَ بَعَثَ اللّٰهُ مَلَكًا يَحْمِي لَحْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ وَمَنْ رَمَى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُرِيدُ شَيْنَهُ بِهِ حَبَسَهُ اللّٰهُ عَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ ؕ

ترجمہ: سہلؓ بن معاذ بن انس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مومن کا منافق سے دفاع کیا، اللہ تعالے ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کے گوشت کو قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بچائے گا اور جس شخص نے کسی مسلمان کو عیب دار کرنے کیلئے اس پر کوئی الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے پل (صراط) پر روک لے گا حتیٰ کہ وہ اپنے قول کی سزا پاکر باہر نکلے گا۔

۴۸۷۵ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ الصَّبَّاحِ نَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ أَنَّهُ سَمِعَ إِسْمٰعِيلَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَ أَبَا طَلْحَةَ بْنَ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنِ امْرِئٍ يَخْذُلُ امْرَأً مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَهَكُ فِيهِ حُرْمَتُهُ وَ يُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ إِلَّا خَذَلَهُ اللّٰهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نُصْرَتَهُ وَمَا مِنِ امْرِئٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ وَيُنْتَهَكُ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ إِلَّا نَصَرَهُ اللّٰهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ نُصْرَتَهُ قَالَ يَحْيَى وَحَدَّثَنِيهِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

ابْنِ عُمَرَ وَعُقْبَةَ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ هَذَا هُوَ ابْنُ زَيْدٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ بَشِيرٍ مَوْلَى بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قِيلَ عُتْبَةُ بْنُ شَدَّادٍ مَوْضِعَ عُقْبَةَ ط

ترجمہ: جابر بن عبداللہ اور ابوطلحہ بن سہل رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کی مدد ایسی جگہ میں چھوڑ دے جہاں کہ اسکی بے عزتی ہو رہی ہو اور اس کی حرمت میں نقص آتا ہو تو اللہ تعالےٰ ایسے مقام پر اس کی مدد چھوڑ دے گا جہاں وہ اپنی مدد چاہتا ہوگا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی مدد ایسے مقام پر کرے گا جہاں اس کی عزت میں کمی آرہی اور اس کی حرمت توڑی جا رہی ہو تو اللہ تعالےٰ ایسے مقام پر اس کی مدد کرے گا جہاں وہ اپنی مدد کرانا پسند کرے گا۔

شرح: یعنی مسلمان کی عزت و آبرو کی حفاظت اور اس کا دفاع کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اور اسکی رسوائی و خذلان اسے دنیا و آخرت میں ناپسند ہے۔ دوسروں کی عزت و آبرو کا محافظ اللہ تعالیٰ کو اپنی عزت و آبرو کا محافظ و نگران پائے گا۔

۴۸۷۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرٍ نَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ نَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجُشَمِيِّ قَالَ نَا جُنْدُبٌ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ عَقَلَهَا ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى رَاحِلَتَهُ فَأَطْلَقَهَا ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ نَادَى اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تُشْرِكْ فِي رَحْمَتِنَا أَحَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَقُولُونَ هُوَ أَضَلُّ أَمْ بَعِيرُهُ أَلَمْ تَسْمَعُوا إِلَى مَا قَالَ قَالُوا بَلَى ؎

ترجمہ: جندب بن عبداللہ بجلی نے کہا کہ ایک صحرائی آدمی آیا۔ اس نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور اس کا گھٹنا باندھ دیا پھر وہ مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے (نماز کا) سلام کہا تو وہ شخص اونٹ کے پاس آیا اسے کھولا اور سوار ہوگیا۔ پھر پکار کر کہا: اے اللہ مجھ پر اور محمدؐ پر رحم کر اور ہماری رحمت میں کسی شریک نہ کر۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا کہتے ہو؟ کیا وہ زیادہ گمراہ ہے یا اس کا اونٹ؟ کیا تم نے سنا نہیں جو کچھ اس نے کہا ہے؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں؟ (ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ کی روایت اسے روایت کیا مگر اس میں آخری حصہ نہیں ہے۔ بخاری اور مسلم نے اسے انس بن مالک سے روایت کیا ہے اور وہ حدیث کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے)

شرح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے قول کی برائی کو ظاہر کرنے کیلئے یہ فرمایا تھا تاکہ لوگ اس کے باعث کسی فتنے میں نہ پڑ جائیں۔ حق کے اظہار کیلئے اور لوگوں کی اصلاح کے لئے ایسے مواقع پر کسی کی برائی ظاہر کرنا جائز ہے۔ حافظ ابن القیم نے لکھا ہے کہ اسی قسم کی وہ حدیث ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حاضری کی اجازت دی تھی اور فرمایا تھا کہ وہ خاندان کا برا آدمی ہے۔

اسی طرح جب کسی سے مشورہ لیا جائے تو اس کا فرض ہے کہ وہ گی لپٹی رکھے بغیر حقیقت کا اظہار کرے یہ بھی غیبت میں داخل نہیں ہے۔ اسی طرح قاضی اور حاکم کے سامنے فریقین اگر ایک دوسرے کی برائی بیان کریں تو قاضی اور حاکم کو ان کا بیان لینا جائز ہے۔ احادیث میں اسکی کئی مثالیں موجود ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُحِلُّ الرَّجُلَ قَدِ اغْتَابَهُ ط

غیبت کرنے والے کو معاف کر دینے کا باب ۴۱

لؤلؤی کی روایت میں یہ باب اپنی دونو حدیثوں سمیت نہیں آیا۔ یہ باب بقولِ مزی ابوالحسن بن العبد کی روایت سے ہے۔

۴۸۷۶ (الف) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ بْنِ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكُونَ مِثْلَ أَبِي ضَمْضَمٍ أَوْ ضَمْضَمٍ شَكَّ ابْنُ عُبَيْدٍ، كَانَ إِذَا أَصْبَحَ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِعِرْضِي عَلَى عِبَادِكَ ط

ترجمہ: قتادہ نے کہا کیا تم میں سے کوئی یہ بھی نہیں کر سکتا کہ وہ ابوضیغم (ابوضمضم یا ضمضم) جیسا ہو سکے؟ وہ صبح ہونے پر کہا کرتا تھا، اے اللہ میں نے اپنی عزت کو تیرے بندوں پر صدقہ کر دیا ہے (یعنی اگر کوئی مجھے گالی یا میری غیبت کرے تو میں معاف کرتا ہوں)

بَابُ مَنْ لَيْسَتْ لَهُ غِيبَةٌ

اس شخص کا بیان جس کی غیبت غیبت نہیں

۴۸۷۶ - (ب) - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكُونَ مِثْلَ أَبِي ضَمْضَمٍ قَالُوا وَمَنْ أَبُو ضَمْضَمٍ قَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ عِنْدَهُ قَالَ عِرْضِي لِمَنْ شَتَمَنِي. قَالَ أَبُودَاوُدَ رَوَاهُ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَمِّيِّ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ نَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ. قَالَ أَبُودَاوُدَ وَحَدِيثُ حَمَّادٍ أَصَحُّ ط

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عجلان نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی اتنا ہی عاجز ہے کہ ابو ضمضم جیسا ہو جائے تم لوگوں نے کہا کہ ابو ضمضم کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلی امتوں کا ایک آدمی تھا الخ اس میں یہ لفظ ہے کہ: جس نے مجھے گالی دی ہو میں اپنی عزت کو اس کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔ ابوداؤد نے کہا کہ ہاشم بن القاسم..... محمد بن عبداللہ عمی..... ثابت..... انس نے یہ روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی معنیٰ میں کی ہے۔

بَابٌ ۴۲ فِي التَّجَسُّسِ

تجسس سے نہی کا باب ۴۲

۴۸۷۷ - حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّمْلِيُّ وَابْنُ عَوْفٍ وَهَذَا لَفْظُهُ قَالَا ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّكَ إِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ أَفْسَدْتَهُمْ أَوْ كِدْتَ أَنْ تُفْسِدَهُمْ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ كَلِمَةٌ سَمِعَهَا مُعَاوِيَةُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا ط

ترجمہ: معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اگر تو لوگوں کے پوشیدہ معاملات کے پیچھے پڑے گا تو انہیں بگاڑ دے گا یا یہ فرمایا کہ قریب ہے کہ تو انہیں بگاڑ دے۔ ابوالدرداء نے کہا کہ یہ بات معاویہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی جس سے اسکو اللہ تعالیٰ نے فائدہ پہنچایا۔

شرح: جب لوگوں کے خفیہ اسرار باہر نکالے جائیں اور انکی جاسوسی کی جائے تو ان چیزوں کی عوام میں شہرت ہوگی اور دوسروں کو اس قسم کی باتوں کے ارتکاب کی جرأت ملے گی۔ فطرۃً جب کسی کی پوشیدگی کو ٹٹولا جائے تو اسے برا لگتا ہے اور بعض دفعہ وہ چڑ کر برسرعام اس کا ارتکاب کرنے لگتا ہے۔ جب ایسا ہو تو معاشرہ گندہ ہو جاتا ہے اور اس کا نظم وضبط فاسد ہو جاتا ہے اس حدیث کا یہی مطلب ہے۔ جن چیزوں پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈالا ہو، حاکم کا یہ کام نہیں کہ انہیں خواہ مخواہ کریدے۔ اس سے نفرت و بغض پھیلتا ہے۔

۴۸۷۸ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْحَضْرَمِيُّ ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ ثَنَا ضَمْضَمُ بْنُ زُرْعَةَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ وَكَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ وَعَمْرِو بْنِ الْأَسْوَدِ وَالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ وَأَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْأَمِيرَ إِذَا ابْتَغَى الرِّيبَةَ فِي النَّاسِ أَفْسَدَهُمْ ط

ترجمہ: جبیر بن نفیر اور کثیر بن مرّہ اور عمرو بن الاسود اور مقدام بن معدیکرب اور ابوامامہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا کہ حاکم جب لوگوں پر شک وشبہ کرنے لگے تو انہیں بگاڑ دیتا ہے (یعنی جب شک وشبہ اور بدظنی کی بناء پر لوگوں کو پکڑ دھکڑ کرنے لگے گا تو ان میں ضد اور ہٹ پیدا ہوگی جس سے وہ واقعی قانون شکنی کا ارتکاب کریں گے اور معاشرہ فاسد ہو جائیگا۔

شرح: محدث منذری نے کہا کہ اس حدیث کی سند میں اسماعیل بن عیاش متکلم فیہ راوی ہے۔ شریح بن عبید تابعی شامی ہے جس نے معاویہؓ بن ابی سفیان سے سنی ہے۔ جبیر بن نفیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد پایا ہے اور ایک قول کے مطابق وہ بدین سبب تابعی ہے کہ وہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں اسلام لایا تھا۔ کثیر بن مرّہ کو عبدان نے صحابہ میں شمار کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی روایت نقل کی ہے مگر ائمہ حدیث نے اسے تابعی قرار دیا ہے۔ عمرو بن الاسود نے جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا ہے اور جناب عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے، پس وہ بھی صحابی نہیں ہے۔ ان لوگوں کی روایت مرسل ہے۔ مگر مقدامؓ اور ابوامامہؓ مشہور صحابی ہیں لہٰذا ان کی روایت سے حدیث مسند ومرفوع ہے۔

۴۸۷۹۔ حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ نَا اَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدٍ قَالَ اُتِيَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَقِيلَ هٰذَا فُلَانٌ تَقْطُرُ لِحْيَتُهُ خَمْرًا فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ اِنَّا قَدْ نُهِينَا عَنِ التَّجَسُّسِ وَلٰكِنْ اِنْ يَظْهَرْ لَنَا شَيْءٌ نَاْخُذْ بِهٖ ؎

ترجمہ: زید بن وھب جھنی نے کہا کہ بعض لوگ حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے پاس آکر بولے: یہ فلاں شخص ہے جس کی ڈاڑھی سے شراب ٹپک رہی تھی۔ عبداللہ نے کہا کہ ہمیں تجسس (کھود کرید) سے منع کیا گیا ہے، لیکن اگر کوئی چیز ہمارے سامنے ظاہر ہو تو ہم اس پر گرفت کریں گے (یعنی یہ شرعی شہادت شربِ خمر پر نہیں ہے کہ اس پر سزا دی جا سکے!)

بَابٌ ۴۳ فِي السَّتْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ

مسلمان کی پردہ پوشی کا باب ۴۳

۴۸۸۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ ابْنِ نَشِيطٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاٰى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ اَحْيٰى مَوْءُودَةً ؎

ترجمہ: عقبہؓ بن عامر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کا پوشیدہ عیب دیکھا اور اس پر پردہ پوشی کی وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے زندہ دفن ہونیوالی لڑکی کو بچایا (نسائی)

شرح : یعنی کسی کا پوشیدہ عیب ظاہر ہو جائے تو وہ جیتے جی ہی مر جاتا ہے، اسکی اخلاقی موت واقع ہو جاتی ہے۔ پس اسے اس مصیبت سے بچانیوالا گویا اسے از سرِ نو زندگی بخشنے والا ہے۔

۴۸۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَشِيطٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْهَيْثَمِ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ دُخَيْنًا كَاتِبَ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ كَانَ لَنَا جِيرَانٌ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ فَنَهَيْتُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوا فَقُلْتُ لِعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ إِنَّ جِيرَانَنَا هَؤُلَاءِ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ وَإِنِّي نَهَيْتُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوا وَأَنَا دَاعٍ لَهُمُ الشُّرَطَ فَقَالَ دَعْهُمْ ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى عُقْبَةَ مَرَّةً أُخْرَى فَقُلْتُ إِنَّ جِيرَانَنَا قَدْ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنْ شُرْبِ الْخَمْرِ وَأَنَا دَاعٍ لَهُمُ الشُّرَطَ قَالَ وَيْحَكَ دَعْهُمْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ مُسْلِمٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَالَ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ لَيْثٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ لَا تَفْعَلْ وَلَكِنْ عِظْهُمْ وَتَهَدَّدْهُمْ ط

ترجمہ : عقبہ بن عامر کے سیکرٹری دخین نے کہا کہ ہمارے کچھ ہمسائے تھے جو شراب پیتے تھے میں نے ان کو روکا مگر وہ باز نہ آئے۔ پس میں نے عقبہؓ بن عامر سے کہا کہ ہمارے یہ ہمسائے شراب پیتے ہیں اور میرے روکنے پر بھی نہیں رُکے پس میں ان کے لئے پولیس کو بلاتا ہوں۔ عقبہؓ نے کہا کہ انہیں چھوڑ دو۔ پھر ایک بار میں عقبہ کے پاس گیا اور کہا کہ ہمارے ہمسائے شراب پینے سے باز نہیں آئے اور میں انکے لئے پولیس کو بلانے والا ہوں۔ عقبہؓ نے کہا کہ تیرا ناس ہو انہیں رہنے دے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آگے گزشتہ حدیث کی مانند بیان کیا (نسائی۔ ابوداؤد نے کہا کہ اس حدیث کی روایت جو کہ لیث سے ہے اس میں ہے کہ، ایسا مت کر بلکہ انہیں سمجھا اور ڈرا۔

شرح : بقول منذری اس حدیث کی سند میں اضطراب، اور یہ غریب اور معلول حدیث ہے۔ مولاناؒ نے مولانا محمد یحییٰ کی کی تقریر سے نقل کیا ہے کہ منکر کو حسبِ استطاعت مٹانے کا حکم ہے اور اس کو مٹانے میں عقل و فہم کی بھی ضرورت ہے۔ بے احتیاطی اور ناسمجھی سے منکر کے مزید پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ حدّ سے منکر دب جاتا ہے لیکن اگر عقل و فکر اور دانشمندی سے کام لیا جائے تو شاید حدّ تک نوبت نہ پہنچے، اور منکر بھی مٹ جائے، کیونکہ بعض دفعہ سزا سے ضد اور چڑ پیدا ہوتی ہے۔

بَابُ ۴۲ الْمُوَاخَاةِ

بھائی چارے کا باب

۴۸۸۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر خود ظلم کرتا ہے نہ کسی اور کو کرنے دیتا ہے۔ جو اپنے بھائی کی ضرورت کا خیال رکھتا ہے اللہ تعالےٰ اس کی حاجت روائی فرماتا ہے۔ اور جو کسی مسلم سے کوئی مصیبت دُور کرے اللہ تعالےٰ اس سے قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور کرتا ہے، اور جو کسی مسلم کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالےٰ بروز قیامت اسکی پردہ پوشی کرے گا (ترمذی، نسائی، مسلم نے ابوہریرہ کی روایت سے اس کا کچھ حصّہ روایت کیا ہے)

بَابُ ۴۵ الْاِسْتِبَابِ

دو گالیاں دینے والوں کا باب ۴۵

۴۸۸۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِئِ مِنْهُمَا مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ ط

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو گالیاں دینے والے جو کچھ کہیں گے اس کا گناہ ابتداء کرنے والے پر ہے جب تک کہ مظلوم حد سے تجاوز نہ کرے (مسلم، ترمذی)

شرح: اس حدیث میں ظالم سے بدلہ لینے کا جواز ثابت ہوتا ہے بشرطیکہ مظلوم حد سے نہ گزرے جس قدر اس پر زیادتی ہوئی ہے وہ اتنی ہی زیادتی ظالم پر کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو ظلم کے بعد اس کا بدلہ لے اس پر کوئی الزام نہیں (۴۲-۴۱) اسکے باوجود عفو و درگزر بہرحال بہتر ہے، فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا (۱۰۹/۲) بدلے کی شرط یہ بھی ہے کہ جو گالی ایک نے دی ہو وہی دوسرا دے اور کذب و افتراء سے گریز کرے ورنہ یہ تجاوز ہوگا (منذری)

بَابٌ ۴۶ فِي التَّوَاضُعِ

تواضع کا باب ۴۶

۴۸۸۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ أَوْحَى أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ ط

ترجمہ: عیاض بن حمار نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تواضع کرو، تاکہ کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور کسی پر فخر نہ جتائے (ابن ماجہ)

شرح: یعنی ظلم اور تکبر ممنوع لمعات میں ہے کہ تواضع کا مقام تکبر اور ذلت کے بین بین ہے تکبر یہ ہے کہ نفس کو اس کے مرتبے سے بڑھایا جائے اور تواضع یہ ہے کہ اسے اس کے اصل مقام پر رکھا جائے۔

بَابٌ ۴۷ فِي الْاِنْتِصَارِ

بدلہ لینے کا باب ۴۷

۴۸۸۵ - حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ بَشِيرِ ابْنِ الْمُحَرَّرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَعَ رَجُلٌ بِأَبِي بَكْرٍ فَآذَاهُ فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ آذَاهُ الثَّانِيَةَ فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ آذَاهُ الثَّالِثَةَ فَانْتَصَرَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ انْتَصَرَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَوَجَدْتَ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ مَلَكٌ مِنَ السَّمَاءِ يُكَذِّبُهُ بِمَا قَالَ لَكَ فَلَمَّا انْتَصَرْتَ وَقَعَ الشَّيْطَانُ فَلَمْ أَكُنْ لِأَجْلِسَ إِذْ وَقَعَ الشَّيْطَانُ ط

ترجمہ: سعیدؒ بن المسیب سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ ایک شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہا اور انہیں اذیت پہنچائی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کی طرف سے خاموش رہے۔ پھر اس نے دوبارہ اذیت دی (کوئی دکھ دینے والی بات کہی) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر خاموش رہے۔ پھر اس نے تیسری بار آپؓ کو اذیت پہنچائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بدلہ لیا۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انتقام لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گزارش کی: یارسول اللہ کیا آپ مجھ سے ناراض ہوگئے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمان سے ایک فرشتہ اترا اور اس شخص کی باتوں کی تکذیب کرنے لگا۔ جب تم نے انتقام لے لیا تو شیطان آدھمکا (اور فرشتہ چلا گیا) اور جب شیطان آدھمکا تو مجھے بیٹھے رہنا روا نہ تھا (یہ روایت مرسل ہے سعید تابعی ہے اور ان کے والد مسیبؓ صحابی تھے۔ علمائے حدیث نے سعیدؒ بن المسیب کی روایات کو مرسل ٹھہرایا ہے۔ سعید کے دور تک ابھی حدیثِ رسول میں جھوٹ اور بناوٹ شائع نہ ہوئی تھی لہٰذا یہ حضرات بے کھٹکے مرسلات بیان کیا کرتے تھے۔

شرح: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے انتقام لینا جائز تھا لیکن یہ ان کے مقام رفیع (صدّیقیت) سے فروتر ہے یہ سبب تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس سے اٹھ کر اظہار کراہت فرمایا، مگر صدیق بھی آخر صدیق تھے رضی اللہ عنہ فوراً متنبّہ ہوا اور پوچھ لیا کہ یارسول اللہ کیا آپؐ ناراض ہوگئے ہیں؟ یہ سوال اس خصوصی قلبی تعلق کو ظاہر کرتا ہے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاصل تھا۔ ظاہر ہے کہ حضور کے اٹھ کھڑا ہونے کی صورت میں ابوبکرؓ بیٹھے نہ رہ سکتے تھے۔ مجلس برخاست ہوگئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مزید غصہ اور ناراضگی اس بُرا بھلا کہنے والے پر ظاہر کرنے کا موقع نہ رہا حضور کے ارشاد سے اس شخص کے فعل کی برائی واضح ہوتی ہے۔

۴۸۸۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَسُبُّ أَبَا بَكْرٍ وَسَاقَ نَحْوَهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَكَذَالِكَ رَوَاهُ صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ كَمَا قَالَ سُفْيَانُ ط

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا الخ اوپر کی حدیث کی مانند۔ ابوداؤد نے کہا کہ صفوان بن عیسیٰ نے بھی محمد بن عجلان سے سفیان کی مانند اسی طرح کی روایت کی ہے (یعنی صفوان بن عیسیٰ کی روایت بھی مسند و مرفوع ہے، اور بخاری نے تاریخ میں مرسل روایت اور بعد ازاں مسند بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اس کا مرسل ہونا صحیح تر ہے۔ منذری نے ابن عجلان کو متکلم فیہ بتایا ہے۔

۴۸۸۷ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ نَا أَبِي ح وَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مَيْسَرَةَ نَا مُعَاذٌ الْمَعْنَى وَاحِدٌ نَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ كُنْتُ أَسْأَلُ عَنِ الِانْتِصَارِ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ فَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنْ أُمِّ مُحَمَّدٍ امْرَأَةِ أَبِيهِ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ وَزَعَمُوا أَنَّهَا كَانَتْ تَدْخُلُ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ قَالَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَنَا زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَجَعَلَ يَصْنَعُ شَيْئًا بِيَدِهِ فَقُلْتُ بِيَدِهِ حَتَّى فَطَّنْتُهُ لَهَا فَأَمْسَكَ وَأَقْبَلَتْ زَيْنَبُ تَقَحَّمُ لِعَائِشَةَ فَنَهَاهَا فَأَبَتْ أَنْ تَنْتَهِيَ فَقَالَ لِعَائِشَةَ سُبِّيهَا فَسَبَّتْهَا فَغَلَبَتْهَا فَانْطَلَقَتْ زَيْنَبُ إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَتْ إِنَّ عَائِشَةَ وَقَعَتْ بِكُمْ وَفَعَلَتْ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ فَقَالَ لَهَا إِنَّهَا حِبَّةُ أَبِيكِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَانْصَرَفَتْ فَقَالَتْ لَهُمْ إِنِّي قُلْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ لِي كَذَا وَكَذَا قَالَ وَجَاءَ عَلِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ فِي ذَلِكَ ط

ترجمہ: عبداللہ بن عون نے کہا کہ میں انتصار کا پوچھتا تھا (یعنی اس آیت میں: وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ (۴۲-۴۱) تو مجھے علی بن جدعان نے اپنی سوتیلی ماں امّ محمد کی روایت سنائی، وہ حضرت عائشہ ام المومنین سلام اللہ علیہا کی شاگرد تھی۔ ام محمد نے کہا کہ ام المومنین نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اور ہمارے ہاں زینب بنت جحش تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مجھے) مَس کرنے لگے تو میں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر سمجھایا (کہ یہاں حضرت زینبؓ موجود ہیں)، پس حضور نے ہاتھ روک لیا۔ زینبؓ نے عائشہ کو سخت و سُست کہنا شروع کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو (ایسا کہنے سے) روکا مگر وہ باز نہ رہیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا (تم بھی) اسے بُرا بھلا کہو۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسے سخت و سست کہا اور اس پر غالب آگئیں۔ پھر زینبؓ حضرت علیؓ کے پاس گئیں اور (قریبی رشتہ داری کے باعث) کہا کہ حضرت عائشہ نے تم لوگوں کو بُرا بھلا کہا ہے اور شدت برتی ہے۔ پس حضرت فاطمہ آئیں (یعنی حضور کے پاس شکایت لے کر آئیں) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا: ربِّ کعبہ کی قسم! یہ تیرے باپ کی محبوب (بیوی) ہے۔ پس فاطمہ واپس گئیں اور ان سے (یعنی بھیجنے والے بنی ہاشم سے) کہا کہ میں نے حضور سے یہ یہ کہا اور آپ نے اس کا یہ اور یہ جواب دیا۔ راوی نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اس معاملے میں بات چیت کی (منذری نے کہا ہے کہ علی بن زید بن جدعان کی روایت کا اعتبار نہیں کیا جاتا اور ام محمد مجہول راویہ ہے۔

شرح : مولانا نے فرمایا ہے کہ مولانا محمد یحیٰ نے لکھا ہے ظلم کی مقدار کے مطابق انتقام جائز ہے مگر عفو و درگذر بہرحال بہتر ہے مگر اس میں احوال و اشخاص اور مصالح کا بھی فرق ہوتا ہے مثلاً ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مقام رفیع اس بات کی اجازت نہ دیتا تھا کہ وہ اولیٰ کو ترک کرتے اور مدمقابل کو ان کے مقام اور مرتبے سے کوئی نسبت ہی نہ تھی پھر اس موقعہ پر عفو و درگذر ہی انسب و اولیٰ تھا، بخلاف اس واقعہ کے کہ اس میں نزاع دو ازواج مکرّمات میں تھا جنہیں سے ایک مہمان تھیں اور دوسری یعنی حضرت عائشہ میزبان، گھر حضرت عائشہ کا تھا۔ حضورؐ کے منع کرنے پر بھی جب زینب باز نہ آئیں تو پھر حضورؐ نے حضرت عائشہؓ کو انتقام لینے کی اجازت دی۔ مقصد انتقام سے یہ ہوتا ہے کہ فتنہ رفع ہو جائے لیکن اگر اس کے بغیر ہی فتنہ رفع ہو سکے تو اور بھی بہتر ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ترکِ انتقام ہی رفع فتنہ کا سبب ہو سکتا تھا۔ اس کے برخلاف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ اگر حضرت عائشہ خاموش رہتیں تو بات اور بھی بڑھتی کیونکہ حضورؐ کے منع کرنے پر بھی غصہ ختم نہ ہوا تھا۔ چنانچہ جب حضرت عائشہ نے جواب دیا تو زینب خاموشی سے تشریف لے گئیں۔ پس اس موقع پر انتقام ہی اولیٰ تھا۔ بعد میں جو کچھ ہوا اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا خصوصی و قلبی ربط تھا۔ روایت سے معلوم نہیں ہو سکا کہ حضرت علیؓ کی رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو کی نوعیت کیا تھی۔ مگر قصہ تو اس سے پہلے ہی اختتام کو پہنچ چکا تھا، ممکن ہے جناب علی حضور سے حضرت فاطمہ کو بھیجنے کی معذرت طلب کرنے آئے ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الْمَوْتَى

مُردوں کی بدگوئی کی ممانعت کا باب

۴۸۸۸۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ نَا وَكِيعٌ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوهُ وَلَا تَقَعُوا فِيهِ ط

ترجمہ : حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : جب تمہارا ساتھی مر جائے تو اسے چھوڑ دو اور اس کی بدگوئی مت کرو۔

۴۸۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَنَسٍ الْمَكِّيِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ ط

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے مُردوں کی خوبیوں کا ذکر کرو اور انکی برائیوں کے بیان سے رُکے رہو (ترمذی نے روایت کرکے حدیث غریب کہا ہے۔ بقول امام بخاری عمران بن انس منکر الحدیث ہے۔ ابوجعفر عقیلی اور ابواحمد الکرابیسی نے اس کی روایت کو غیر مشہور کہا ہے۔

شرح: کسی زندہ کی برائی اگر بیان کی جائے تو اس غیبت کی معافی اس شخص سے مانگی جاسکتی ہے۔ لیکن مردہ شخص کی غیبت کیصورت میں اسکی معافی کا سوال خارج از بحث ہے۔ اس حدیث کے لفظ "موتاکم" سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل ایمان ہوں اس لفظ کی ترکیب ہی یہ بتاتی ہے۔ مگر جو شخص حالت شرک و بدعت، ظلم و بغاوت اور گمراہی و ضلالت میں مرجائے اس کی برائی بیان کرنا اس میں داخل نہیں ہے تاکہ لوگ عبرت پائیں اور اس کے سبب سے گمراہ نہ ہوں۔ ایسے لوگوں کی برائی بیان کرنے میں بھی ذاتی اغراض پیش نظر نہ ہوں۔ مگر محض للہ کی جائے۔ بخاری نے جناب ام المومنین صدیقہ عائشہ سلام اللہ علیہا کی روایت درج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مُردوں کو گالی مت دو کیونکہ وہ اپنے کئے کو پہنچ چکے ہیں۔ نسائی نے ابن عباس کی روایت بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارے مُردوں کو برا بھلا کہہ کر ہمارے زندوں کو اذیت مت دو۔

بَابٌ ۴۹ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبَغْيِ

ظلم و تعدی سے ممانعت کا باب ۴۹

۴۸۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ نَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ عِكْرِمَةَ ابْنِ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي ضَمْضَمُ بْنُ جَوْسٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَانَ رَجُلَانِ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ مُتَوَاخِيَيْنِ فَكَانَ أَحَدُهُمَا يُذْنِبُ وَالْآخَرُ مُجْتَهِدٌ فِي الْعِبَادَةِ فَكَانَ لَا يَزَالُ الْمُجْتَهِدُ يَرَى الْآخَرَ عَلَى الذَّنْبِ فَيَقُولُ أَقْصِرْ فَوَجَدَهُ يَوْمًا عَلَى ذَنْبٍ فَقَالَ لَهُ أَقْصِرْ فَقَالَ خَلِّنِي وَرَبِّي أَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيبًا فَقَالَ وَاللَّهِ لَا يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ أَوْ لَا يُدْخِلُكَ اللَّهُ الْجَنَّةَ فَقَبَضَ أَرْوَاحَهُمَا فَاجْتَمَعَا عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَقَالَ لِهَذَا الْمُجْتَهِدِ أَكُنْتَ بِي عَالِمًا أَوْ كُنْتَ عَلَى مَا فِي يَدِي قَادِرًا وَقَالَ لِلْمُذْنِبِ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِي وَقَالَ لِلْآخَرِ اذْهَبُوا بِهِ إِلَى النَّارِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ

وَّ اٰخِرَتَهٗ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بنی اسرائیل میں دو آدمی بھائی بنے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک گناہ کرتا تھا اور دوسرا عبادت میں بہت ہی کوشش کرتا تھا۔ وہ عبادت گزار گنہ گار کو برابر ملتا رہتا اور اسے گناہ میں مبتلاء دیکھتا تھا۔ وہ کہتا کہ باز آجاؤ۔ ایک دن اس نے اسے گناہ میں مصروف دیکھا اور کہا کہ باز آجا۔ وہ بولا: مجھے چھوڑ دو، میں جانوں اور میرا رب جانے کیا تجھے مجھ پر نگران بنا کر بھیجا گیا ہے؟ وہ کہنے لگا: واللہ خدا تجھے نہیں بخشے گا، یا یہ کہا کہ اللہ تجھے جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ پس اللہ نے ان کی روحوں کو قبض کیا اور وہ دونوں رب العلمین کے پاس اکٹھے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عبادت گزار سے فرمایا: کیا تو جانتا تھا کہ میں کیا کرونگا؟ کیا تو میری طاقتوں پر قادر تھا؟ اور گنہ گار سے فرمایا: جا تو میری رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہو جا اور دوسرے سے فرمایا: اسے آگ میں لے جاؤ۔ ابوہریرہ نے کہا کہ: مجھے اللہ کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اس نے ایک ایسا لفظ بولا تھا کہ جس نے اس کی دنیا اور آخرت برباد کر دی۔ (اس کی سند میں علی بن ثابت الجزری ہے جو متکلم فیہ ہے)

شرح: ابوداؤد نے یہ حدیث اس باب میں درج کرکے شاید یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ وہ عبادت گزار اگر گنہ گار کو صرف برائی سے باز رکھنے کی کوشش کرتا رہتا تو بالکل درست تھا، کیونکہ گنہ گار دین پر تعدی کر رہا تھا، مگر اس نے اپنی حد سے تجاوز کرکے ایسی بات کہہ دی جس میں غرور و تکبر اور بغاوت پائی جاتی تھی۔ پس اس سبب سے اس کی دنیا و آخرت برباد ہو گئی۔ پچھلی امتوں کے لوگوں کا گناہ ان کے دروازوں پر لکھ دیا جاتا تھا جس سے اس کی بہت رسوائی ہوتی تھی۔ والعیاذ باللہ

۴۸۹۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِثْلُ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تعدی اور قطع رحمی کی مانند کوئی ایسا گناہ نہیں جو گنہ گار کو آخرت کے عذاب کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جلدی سزا دلوانے کے لائق ہو۔ (ترمذی، ابن ماجہ۔ ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے) ظلم و تعدی اور قطع رحمی سے دنیا میں فساد پھیلتا ہے لہٰذا آخرت کے عذاب کے علاوہ اسکی سزا دنیا میں بھی دی جا سکتی ہے۔

بَابٌ فِي الْحَسَدِ

حسد کا باب

۴۸۹۲ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ الْبَغْدَادِيُّ نَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عَمْرٍو نَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ أَوْ قَالَ الْعُشْبَ ط.

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اسی طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو، یا فرمایا کہ گھاس کو کھا جاتی ہے۔

شرح: امام بخاری نے تاریخ کبیر میں اس حدیث کے سلسلے میں کہا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ حافظ ابن القیم نے اس حدیث کے ضمن میں ابن ماجہ کی حدیث نقل کی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ سوکھے ہوئے ایندھن کو کھا جاتی ہے، اور صدقہ گناہ کو یوں بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ بجھا دیتا ہے۔ حاسد چونکہ دوسرے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرتا ہے اس لئے اسکی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ صدقہ کرنے والا اللہ کے انعامات دوسروں کو پہنچاتا ہے لہذا اس کے اپنے گناہ دھل جاتے ہیں۔ بخاری و مسلم میں انس کی روایت سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ: باہم بغض مت رکھو، ایک دوسرے پر حسد مت کرو، ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو، ایک دوسرے سے قطع تعلق مت کرو اور اے اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔

۴۸۹۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الْعَمْيَاءِ أَنَّ سَهْلَ بْنَ أَبِي أُمَامَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ هُوَ وَأَبُوهُ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لَا تُشَدِّدُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَيُشَدَّدَ عَلَيْكُمْ فَإِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ فَتِلْكَ بَقَايَاهُمْ فِي الصَّوَامِعِ وَالدِّيَارِ رَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ ط

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: اپنی جانوں پر سختی مت کرو۔ ورنہ تم پر سختی کی جائے گی۔ کیونکہ ایک قوم نے اپنی جانوں پر تشدد کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سختی فرمائی تھی پس صومعوں

(یہودیوں کی عبادت گاہوں) میں اور دیروں (عیسائیوں کی راھبانہ کٹیاؤں) میں یہ ان کے بقایا پائے جاتے ہیں۔ (ارشاد خداوندی ہے) اور انہوں نے ترک دنیا کی بدعت نکالی تھی جسے ہم نے ان پر فرض نہیں کیا تھا۔ (۵۷ - ۲۷)

شرح : بذل المجہود میں اس حدیث کے حاشیئے پر یہ عبارت بھی ہے کہ : سھل بن ابی امامہ نے بیان کیا کہ وہ اور ان کا باپ ابوامامہ مدینہ میں حضرت انس کے ہاں گئے، یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی امارت مدینہ کا دور تھا۔ انس بن مالک بہت ہلکی پھلکی نماز پڑھ رہے تھے۔ گویا کہ وہ کسی مسافر کی نماز ہو یا اس کے قریب قریب۔ جب انسؓ فارغ ہوئے تو ابوامامہؓ نے کہا: اللہ آپ پر رحم کرے یہ تو بتایئے کہ کیا یہ فرض نماز تھی یا کوئی نفل نماز تھی؟ انسؓ نے کہا کہ یہ فرض نماز تھی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (مانند) نماز تھی، میں نے اس میں کوئی خطا نہیں کی، کوئی سہو ہوا ہو تو دوسری بات ہے۔ دوسرے دن پھر ابوامامہؓ حضرت انس کے پاس گئے اور کہا کہ کیا آپ سوار ہوکر (باہر) نہیں چلیں گے تاکہ (قدرت خداوندی کو) دیکھو اور عبرت حاصل کرو؟ انس نے کہا کہ ہاں۔ پھر وہ سب سوار ہوئے۔ انہوں نے کچھ گھر دیکھے جن کے باسی فنا ہو چکے تھے، وہ مکانات ٹوٹ پھوٹ گئے تھے اور ان کی چھتیں گر گئی تھیں۔ انس نے کہا، کیا تم ان گھروں کو جانتے ہو (ابوامامہ کہتے ہیں کہ) میں نے کہا: میں ان گھروں کو اور انکے باشندوں کو خوب جانتا ہوں۔ یہ اس قوم کے گھر تھے جنہیں سرکشی اور حسد نے ہلاک کر دیا تھا۔ حسد نیکیوں کے نور کو بجھا دیتا ہے اور سرکشی اسکی تکذیب یا تصدیق کرتی ہے۔ اور آنکھ، ہتھیلی، قدم، جسم اور زبان زنا کرتے ہیں اور شرم گاہ اسکی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ دراصل داخل متن حدیث اور یہ حاشیئے والا اضافہ ایک ہی حدیث تھی، جسے امام ابوداؤد نے خود یا کسی اور نے کتاب کے کسی نسخے میں اسے مختصر کر دیا ہے۔ پس بعض نسخوں میں یہ طویل حدیث باقی رہی اور بعض میں اس کا حاشیئے والا حصہ حذف ہو گیا۔ مولانا نے فرمایا کہ پوری حدیث کے مضمون کو تو عنوانِ باب کے ساتھ مناسبت ہے مگر ادھوری کو نہیں لہٰذا اسے داخل متن ہونا چاہیئے تھا۔

حافظ ابن القیمؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث کا راوی عبدالرحمن بن ابی العمیاء تقریباً مجہول ہے۔ انسؓ سے مروی صحیح احادیث سب اس حدیث کے خلاف ہیں۔ انسؓ بالکل ہلکی پھلکی نماز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیونکر کہہ سکتے تھے جبکہ خود ان کا قول ثابت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے مشابہ تر نماز عمر بن عبدالعزیز کی دیکھی تھی جو رکوع و سجود میں دس دس تسبیحات کہا کرتے تھے؟ اگر اس حدیث کو ثابت مانا جائے تو اس میں حضورؐ کی جس نماز کا ذکر ہے وہ سنن روایت ہو سکتی ہے یا تحیۃ المسجد وغیرہ نہ کہ فرض نماز ہیں یہ گزارش کرتا ہوں کہ شاید اسی لئے ابوداؤد نے یا ان کے کسی راوئ کتاب نے اس حدیث میں سے وہ اضافہ نکال دیا ہے جسمیں ہلکی پھلکی نماز کا ذکر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابٌ ۵۱ فِي اللَّعْنِ

لعنت کا باب

۴۸۹۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ نَا الْوَلِيدُ

ابْنُ رَبَاحٍ قَالَ سَمِعْتُ نِمْرَانَ يَذْكُرُ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُونَهَا ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُونَهَا ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا لَمْ يَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ إِلَى الَّذِي لُعِنَ فَإِنْ كَانَ لِذَلِكَ أَهْلًا وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَالَ مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ رَبَاحُ بْنُ الْوَلِيدِ سَمِعَ مِنْهُ وَذَكَرَ أَنَّ يَحْيَى بْنَ حَسَّانَ وَهِمَ فِيهِ ط

ترجمہ: ابو درداء نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ جب کسی چیز پر لعنت کرے تو لعنت آسمان کی طرف اٹھتی ہے مگر آسمان کے دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ زمین کی اترتی ہے تو اس سے ورے زمین کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ دائیں بائیں کو جاتی ہے اور جب وہ کوئی گنجائش نہیں پاتی تو جس پر کی گئی تھی اسکی طرف واپس پھر آتی ہے، اگر وہ اس کا اہل ہو تو بہتر ورنہ اس کے قائل کی طرف واپس لوٹ آتی ہے۔

شرح: یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کی رحمت ہے کہ وہ لعنت پہلے اِدھر اُدھر جاتی ہے تاکہ ملعون یا لاعن اس کے وبال سے بچ جائے اگر کہیں گنجائش نہ ملے تو پھر ان میں سے ایک پر آگرتی ہے والعیاذ باللہ

۴۸۹۵ - **حَدَّثَنَا** مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا هِشَامٌ نَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللهِ وَلَا بِغَضَبِ اللهِ وَلَا بِالنَّارِ ط

ترجمہ: سمرہؓ بن جندب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، باہم اللہ تعالیٰ کی لعنت کے ساتھ یا اللہ کے غضب کے ساتھ یا جہنم کے ساتھ لعنت مت کرو (ترمذی نے اسے روایت کر کے حسن صحیح کہا ہے۔ سمرہ سے راوی حسنؒ بصری ہیں۔ ائمہ حدیث میں اختلاف ہے کہ حسن کا سماع سمرہ سے صحیح ہے یا نہیں۔ ترمذی کے نزدیک یہ سماع صحیح ہے۔)

۴۸۹۶ - **حَدَّثَنَا** هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ نَا أَبِي نَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ أُمَّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَكُوْنُ اللَّعَّانُوْنَ شُهَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ ط

ترجمہ: ابوالدرداء نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ، لعنتیں کرنے والے نہ تو شفیع ہوں گے نہ گواہ (مسلم)

شرح: یعنی میدان قیامت میں ایسے لوگوں کو کسی کی شفاعت کی اجازت نہ ہوگی اور نہ انہیں دوسری امتوں پر گواہ بنایا جائے گا۔ شفاعت اور شہادت میں رحمت خداوندی کا اظہار ہوگا۔ لہٰذا لعنت کرنے والوں کو اسکی اجازت نہ ملے گی۔ کیونکہ وہ دوسروں کو اللہ کی رحمت سے بعید کرنے کی بددعاء کرتے ہیں۔ بقول منذری ایمانداروں کا معاملہ باہم شفقت رحمت اور تعاون پر مبنی ہونا چاہیئے اور لعنت اسکی ضد ہے۔ لہٰذا اس کے مرتکب کو رحمتِ خداوندی سے دور رکھا جائے گا۔

۴۸۹۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا أَبَانُ ح وَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ نَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ نَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ نَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ زَيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرِّيحَ وَقَالَ مُسْلِمٌ إِنَّ رَجُلًا نَازَعَتْهُ الرِّيحُ رِدَاءَهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَعَنَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنْهَا فَإِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ ط

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ ایک آدمی نے ہوا پر لعنت کی، دوسرے راوی کے بیان کے مطابق ہوا نے اسکی چادر کو اس سے دور کرنا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اس نے ہوا پر لعنت کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر لعنت مت کرو، وہ تو مامور ہے اور جو کسی ایسی چیز پر لعنت کرے جو اسکی اہل نہ ہو تو لعنت اسی پر واپس لوٹ آتی ہے (ترمذی)

بَابٌ فِيمَنْ دَعَا عَلَى مَنْ ظَلَمَهُ

مظلوم کے ظالم پر بددعاء کرنے کا باب ۵۲

۴۸۹۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ نَا أَبِي نَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُرِقَ لَهَا شَيْءٌ فَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَبِّخِي عَنْهُ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان کی کوئی چیز چرائی گئی تو وہ چرانے والے پر بددعاء کرنے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اس چور سے عذاب کو ہلکا مت کر (یہ حدیث اوپر کتاب الصلوۃ میں بھی گزر چکی ہے) یعنی اگر آپ نے چور کے خلاف بددعاء کر کے اپنے دل کی تشفی کر لی تو اتنا ہی اس کا بوجھ ہلکا ہو گیا، لہٰذا بددعاء نہ کیجئے تاکہ وہ اپنے فعل بد کے انجام کو پہنچے۔ حضورؐ نے بددعاء سے منع تو نہیں فرمایا لیکن بددعاء نہ کرنے کی مصلحت بتا دی اس سے معلوم ہوا کہ ظالم کے خلاف بددعاء کرنا جائز ہے، گو اولیٰ یہی ہے کہ نہ کی جائے۔

بَابٌ ۵۳ فِيْ هِجْرَةِ الرَّجُلِ أَخَاهُ

اپنے مسلم بھائی سے قطع تعلق کا باب ۵۳

۴۸۹۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ ط

ترجمہ: انس رضؓ بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپس میں بغض مت رکھو، آپس میں حسد مت کرو، ایک دوسرے سے پشت مت پھیرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور کسی مسلم کے لئے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے (بخاری، مسلم، ترمذی)

شرح: تین دن تک جو اجازت دی گئی اس کا باعث یہ تھا کہ انسانی طبیعت میں غصہ اور غیرت کا ایک فطری عنصر ہوتا ہے جس کا لحاظ ضروری ہے، اگر یہ لحاظ نہ رکھا جاتا تو انسانی نفسیات کے خلاف ہوتا۔ یہ تو عام مسلمانوں کا حکم ہوا، لیکن باپ اگر بیٹے کو مصلحۃً بطور تربیت چھوڑ دے یا خاوند بیوی سے عارضی قطع تعلق کرے تو اس کی گنجائش موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مکرمات کو ایک ماہ تک چھوڑ رکھا تھا۔ سیوطیؒ نے کہا کہ اس حدیث میں ہجران سے مراد وہ قطع تعلق ہے جو باہمی انسانی معاملات میں کوتاہی کے باعث ہو اور اس کا منشا کوئی معاشرتی چیز ہے ورنہ اگر اس کا منشاء دین و مذہب ہے تو اہل بدعت و اھواء کو ظہور توبہ کے وقت تک چھوڑے رکھنا جائز ہے۔ جو شخص کسی کے ساتھ تعلقات رکھتے ہوئے اس بات سے ڈرتا ہو کہ اسے کوئی دینی مضرت پہنچے گی یا دنیوی نقصان ہوگا تو اس سے الگ رہنا ہی بہتر ہے۔ اہل بدعت و اھواء کی مفارقت دائمی اور غیر محدود ہے۔ دینی مصلحت سے تعلق کو ترک کرنے کی ایک واضح مثال جنگ تبوک سے بلا عذر و سبب پیچھے رہنے والے تین اصحاب کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ھلال ابن امیہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے تمام اصحاب کی قطع تعلق ہے۔ جب تک سورۃ توبہ

میں ان کی توبہ نازل نہ ہوگئی ان سے مفارقت جاری رہی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے ابن الزبیر کی ایک غلطی پر ان سے قطع تعلق کیا تھا۔ یہ قصہ بخاری کتاب الادب میں مذکور ہے۔

۴۹۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ۔

ترجمہ: ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلم کے لئے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ تک چھوڑے رکھے۔ وہ دونوں ملیں تو یہ بھی منہ پھیر لے اور وہ بھی منہ پھیر لے، اور ان میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کہے (بخاری، مسلم، ترمذی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کہہ دینے سے ہجران اور گناہ قطع ہو جاتا ہے گو اس سے اور کوئی بات نہ کی جائے۔ امام مالک وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔ امام احمد بن حنبل وغیرہ حضرات نے فرمایا کہ اگر دوسرا سلام کا جواب دیدے تو صرف سلام سے قطع کلام کا گناہ زائل نہیں ہوتا۔

۴۹۰۱۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ السَّرْخَسِيُّ أَنَّ أَبَا عَامِرٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَإِنْ مَرَّتْ بِهِ ثَلَاثٌ فَلْيَلْقَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَإِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَكَا فِي الْأَجْرِ وَإِنْ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْإِثْمِ زَادَ أَحْمَدُ وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْهِجْرَةِ۔

ترجمہ: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مومن کے لئے حلال نہیں کہ وہ دوسرے مومن کو تین دن سے زائد تک چھوڑے رکھے اگر ۳ دن گزر جائیں تو اس سے مل کر سلام کہنا چاہئے۔ اگر اس نے سلام کا جواب دیدیا تو دونوں اجر میں شامل ہو گئے اور اگر اس نے جواب نہ دیا تو سارا گناہ اسی کے اوپر آگیا احمد بن سعید راوی نے کہا کہ سلام کہنے والا ہجران سے خارج ہو گیا۔ (اس کا راوی ہلال بن ابی ہلال بقول احمد اور ابو حاتم غیر معروف ہے۔)

۴۹۰۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی نَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَثْمَةَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُنِيْبِ يَعْنِي الْمَدَنِيَّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكُوْنُ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلٰثَةٍ فَاِذَا لَقِيَهُ سَلَّمَ عَلَيْهِ ثَلٰثَ مِرَارٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِاِثْمِهٖ ط

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کا یہ کام نہیں کہ تین دن سے زیادہ دوسرے مسلمان کو چھوڑ دے۔ جب وہ اس سے ملے تو اسے تین بار سلام کہے اگر وہ تینوں بار جواب نہ دے تو سارا گناہ اسی کو ہوا۔

۴۹۰۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ نَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ ط

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ اپنے (مسلم) بھائی کو تین دن سے زائد چھوڑ دے، جس نے تین دن سے زیادہ چھوڑا پھر مرگیا تو جہنم میں داخل ہوگا (نسائی)

۴۹۰۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ نَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيْوَةَ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ الْوَلِيْدِ بْنِ اَبِي الْوَلِيْدِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ اَبِيْ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْ خِرَاشٍ السُّلَمِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهٖ ط

ترجمہ: ابوخراش سلمیؓ سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ جس نے اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑے رکھا تو یہ اس کا خون بہانے کی مانند ہے (یعنی جس قدر قتل کا ہے اتنا ہی اس فعل کا ہے۔ بخاری، مسلم کی حدیث میں ہے کہ مومن کو لعنت کرنا اس کے قتل کی مانند ہے)

۴۹۰۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ

عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ كُلَّ يَوْمِ اِثْنَيْنِ وَخَمِيْسٍ فَيُغْفَرُ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمَيْنِ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا مَنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ وَاِذَا كَانَتِ الْهِجْرَةُ لِلّٰهِ فَلَيْسَ مِنْ هٰذَا بِشَيْءٍ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ غَطّٰى وَجْهَهُ عَنْ رَجُلٍ ط

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے دروازے ہر سوم اور خمیس کو کھولے جاتے ہیں پھر ان دنوں میں ہر اس بندے کو بخش دیا جاتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ گرداناہو سوائے اس شخص کے کہ اس میں اور اس کے بھائی میں عداوت ہو۔ پس کہا جاتا ہے: ان دونوں کو مہلت دو جبتک کہ صلح کرلیں (مسلم، ترمذی) ابوداؤد نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کو چالیس دن تک چھوڑے رکھا تھا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما نے اپنے ایک بیٹے کو موت تک چھوڑے رکھا تھا۔ ابوداؤد نے کہا کہ جب قطع تعلق اللہ کی خاطر ہو تو اس کا یہ حکم نہیں جو اس حدیث میں ہے، اور عمر بن عبدالعزیز نے ایک شخص کی طرف سے اپنا چہرہ چھپالیا تھا۔

شرح: سوموار اور جمعرات کو گناہوں کی مغفرت کا اس حدیث میں یہ مطلب معلوم ہوتا ہے، واللہ اعلم کہ نیکیوں اور بدیوں کا مقابلہ کیا جاتا ہے اور نیکیوں کے بدلے میں برائیاں معاف ہو جاتی ہیں یہ مطلب نہیں کہ سب کچھ معاف کردیا جاتا کیونکہ یہ قواعدِ شرع اور کتاب و سنت کے دیگر بے شمار دلائل و شواہد کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ اگر عموم مغفرت مراد لی جائے تو عذاب قبر اور وزن اعمال وغیرہ کی احادیث معاذ اللہ بے معنی ٹھہریں گی، کیونکہ ہر مسلم و مومن پر بہت سے سوموار اور خمیس آتے رہے ہوں گے، پس ضروری ہے کہ اسے مقیّد و مخصّص کیا جائے۔

بَابٌ ۵۴ فِي الظَّنِّ

بدگمانی کا باب ۵۴

۴۹۰۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا ط

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظن سے بچو کیونکہ ظن سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور لوگوں کے پردے مت کھولو اور ان کی برائیاں مت ٹٹولو (بخاری، مسلم، ترمذی)

شرح : ظن سے مراد یہاں بدگمانی ہے جو عموماً خلاف واقع ہوتی ہے اس لئے سب سے جھوٹی بات کہلائی۔ بات سے مراد نفس میں واقع ہونے والی باتیں ہیں جن کی پیروی کی جاتی ہے۔ تحسّس کا معنیٰ ہے: اپنے لئے کسی کے عیب تلاش کرنا، یا کسی کی برائیوں کو غور سے سننا۔ تجسّس کا معنیٰ ہے: دوسروں کے لئے کسی کی عیب جوئی یا کسی کے پردے میں جھانکنا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان دونوں کا معنیٰ ایک ہی ہے۔ بہر حال تجسّس سے مراد کسی کے اندرونی معاملات و امور کی تفتیش ہے اور اس سے مراد اکثر شر ہوتا ہے۔ جاسوس بری باتوں کے پتہ چلانے والے کو اور ناموس اچھی باتوں کی تلاش کرنیوالے کو کہا جاتا ہے۔ سورہ یوسف ۱۲، ۸۷ میں یٰبَنِیَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ آیا ہے جس کا معنیٰ ہے، (یعقوب علیہ السلام نے فرمایا) اے میرے بیٹو جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کا پتہ چلاؤ۔

بَابٌ فِي النَّصِيحَةِ [۵۵]

خیر خواہی کا باب ۵۵

۴۹۰۷ - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ يَكُفُّ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ وَيَحُوطُهُ مِنْ وَرَائِهِ ط

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن مومن کا آئینہ ہے، اور مومن مومن کا بھائی ہے۔ وہ اسکی ان چیزوں کو محفوظ رکھتا ہے جن کے ضائع ہونیکا اندیشہ ہو، اور اس کی غیر حاضری میں اس کی حفاظت کرتا ہے (اسکی سند میں ابو محمد کثیر بن زید مدنی راوی پر تنقید ہوئی ہے)

شرح: جسطرح آئینے میں چہرہ صحیح طور پر نظر آجاتا ہے اور اس کے عیوب معلوم ہوجاتے ہیں مگر آئینہ خاموشی سے یہ سب کچھ بتاتا ہے اسی طرح ایک مومن بطور خیر خواہی دوسرے کے عیوب اسے بتاتا ہے مگر انہیں مشتہر نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ: اللہ اس پر رحم کرے جو مجھے میری غلطیوں اور کوتاہیوں کا ہدیہ پیش کرے۔ بھائی سے مراد اس حدیث میں دینی بھائی ہے۔

بَابٌ فِي إِصْلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ [۵۶]

باہمی اصلاح کا باب ۵۶

۴۹۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ

عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ الْحَالِقَةُ ط

ترجمہ : ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جس کا درجہ روزے، نماز اور صدقہ سے افضل ہے؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں! فرمایا: باہمی اصلاح کرنا اور باہمی بگاڑ دین کو مونڈھ دینے والی چیز ہے (ترمذی نے اس کی روایت کر کے اسے صحیح کہا ہے، اور یہ بھی کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ مونڈھنے والی چیز ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بالوں کو مونڈھ دیتی ہے بلکہ یہ دین کو مونڈھ دیتی ہے یعنی جس طرح استرا بال مونڈھ کر جگہ کو صاف کر دیتا ہے اسی طرح یہ دین کا نام ونشان مٹا دیتی ہے)

۴۹۰۹ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَنَا مُسَدَّدٌ نَا إِسْمَاعِيلُ ح وَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شَبُّوَيْهِ الْمَرْوَزِيُّ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أُمِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَكْذِبْ مَنْ نَمَى بَيْنَ اثْنَيْنِ لِيُصْلِحَ وَقَالَ أَحْمَدُ وَمُسَدَّدٌ لَيْسَ بِالْكَاذِبِ مَنْ أَصْلَحَ بَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ خَيْرًا أَوْ نَمَى خَيْرًا ط

ترجمہ : حمید بن عبدالرحمٰن نے اپنی ماں سے روایت کی (جو امّ کلثوم رضی اللہ عنہا ایک قدیم الایمان صحابیہ تھیں اور ماں کی طرف سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کی بہن تھیں۔ امّ کلثوم کا باپ عقبہ بن معیط اسلام کا شدید دشمن تھا) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دو آدمیوں میں صلح کرنے کی خاطر فریقین کو اچھی اچھی باتیں کہیں۔ احمد بن محمد اور مسدد راویوں نے یوں روایت کی کہ، وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں میں صلح کرائے پس اچھی باتیں کہے یا اچھی باتیں پھیلائے (یعنی فریقین کو ایک کی طرف سے اچھی باتیں اور خیرسگالی پہنچائے تاکہ ان کا غصّہ فرو ہو جائے، مولانا نے فرمایا کہ یہ جھوٹ اسلئے نہیں کہ ہر مومن نماز میں سب ایمانداروں کے دعائیں کرتا ہے)

۴۹۱۰ - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْجِيزِيُّ نَا أَبُو الْأَسْوَدِ

عَنْ نَافِعِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ اَنَّ عَبْدَ الْوَهَّابِ بْنَ اَبِي بَكْرٍ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّهِ عَنْ اُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ قَالَتْ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَخِّصُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْكَذِبِ اِلَّا فِي ثَلَاثٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا اَعُدُّهُ كَاذِبًا الرَّجُلُ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ يَقُولُ الْقَوْلَ وَلَا يُرِيدُ بِهِ اِلَّا الْاِصْلَاحَ وَالرَّجُلُ يَقُولُ فِي الْحَرْبِ وَالرَّجُلُ يُحَدِّثُ امْرَاَتَهُ وَالْمَرْاَةُ تُحَدِّثُ زَوْجَهَا ط

ترجمہ: حمید نے اپنی ماں ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین باتوں کے سوا کسی چیز میں جھوٹ کی اجازت دیتے نہیں سنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: میں اسے جھوٹا شمار نہیں کرتا، یعنی وہ آدمی جو لوگوں میں صلح کرائے، (کوئی خلاف واقع) بات کہے مگر اس سے اسکا ارادہ فقط اصلاح ہو، اور جو آدمی جنگ میں (دشمن کو) کوئی بات کہے، اور جو آدمی اپنی بیوی سے بات چیت کرے اور عورت اپنے خاوند سے بات چیت کرے (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح: خطابی نے کہا ہے کہ ان معاملات میں آدمی بعض دفعہ بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے اور سچائی سے تجاوز کرنے پر مجبور ہوتا ہے تاکہ سلامتی طلب کرے اور اپنی جان سے ضرر کو دور کرے، اور بعض احوال میں صلاح کی غرض سے معمولی بگاڑ کی اجازت دی گئی ہے۔ اصلاح ذات البین میں جھوٹ یہ ہے کہ ایک فریق سے دوسرے کو اچھی بات پہنچائے گو وہ بات اس نے پہلے فریق سے نہ سنی ہو یا اس نے اسے اسکی اجازت نہ دی ہو۔ جنگ میں کذب یہ ہے کہ اپنی قوت، مسلمانوں کی طاقت اور تیاری بیان کر کے اپنی جماعت کو تقویت دے اور دشمن کا حوصلہ پست کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لڑائی تدبیر اور فریب کا نام ہے۔ زوجین کے جھوٹ کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے سے اظہار الفت و محبت کریں، وعدہ وعید کریں تاکہ باہمی تعلق دائمی اور مضبوط ہو۔ در اصل جیسا کہ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ ان مواقع پر بھی توریہ اور تعریض ہی جائز ہے صریح کذب جائز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

بَابٌ فِي الْغِنَاءِ

گانے کی ممانعت کا باب

۴۹۱۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا بِشْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ

ابْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَىَّ صُبْحَةَ بُنِيَ بِي فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ يَضْرِبْنَ بِدُفٍّ لَهُنَّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ إِلَى أَنْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَالَ دَعِي هٰذَا وَقُولِي الَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ ؎

ترجمہ: ربیع رضؓ بنت معوذ بن عفراء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے بچھونے پر آکر اس طرح بیٹھ گئے جس طرح کہ تو (خالد بن ذکوان) میرے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ پس چند چھوٹی بچیاں ایک دف بجانے لگیں اور جنگ بدر میں قتل ہونے والے میرے بزرگوں کا ذکر کرنے لگیں (یعنی گا کر) یہانتک کہ ان میں سے ایک بولی: اور ہم میں ایک نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے! پس حضور نے فرمایا: اسے چھوڑ دے اور وہی کہہ جو تو پہلے کہتی تھی (بخاری ترمذی، ابن ماجہ) یعنی باپ دادوں کی شجاعت و دلیری اور انکی شہادت وغیرہ کا ذکر کر اور یہ بات مت کہہ کیونکہ غیب صرف اللہ جانتا ہے، اور وہ جو کچھ نبی کو بتائے اسے اتنا ہی علم ہوتا ہے زیادہ نہیں۔ معوذؓ بن عفراء یعنی ربیع کا باپ اور معاذ یعنی اس کا چچا جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے اور بعض احادیث کے مطابق ابو جہل کے قاتل بھی یہی دونوں تھے۔

۴۹۱۲ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ لِقُدُومِهِ فَرَحًا بِذٰلِكَ لَعِبُوا بِحِرَابِهِمْ ؎

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تو حبشیوں نے اپنے ہتھیاروں سے اظہار مسرت کے لئے ایک کھیل کھیلا تھا (شاید وہ لوگ ہتھیاروں کے اس کھیل میں کچھ گانا بھی گاتے تھے۔

بَابُ ۵۸ كَرَاهِيَةِ الْغِنَاءِ وَالزَّمْرِ

گانے اور بجانے کی ممانعت کا باب ۵۸

۴۹۱۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْغُدَانِيُّ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ نَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ مِزْمَارًا قَالَ فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَقَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ مِثْلَ هٰذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ اَبُوْدَاؤُدَ هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ ط

ترجمہ: نافع مولا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ نے مزمار (بانسری) کی آواز سنی، نافع نے کہا کہ انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں ٹھونس لیں اور راستے سے ہٹ گئے اور فرمایا: اے نافع تم کچھ سنتے ہو؟ نافع نے کہا کہ میں نے کہا نہیں۔ نافع نے کہا کہ اس پر انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں سے اٹھا لیں اور کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو حضورؐ نے اسی طرح کی آواز سن کر اسی طرح کیا تھا۔ ابو علی اللؤلؤی نے کہا کہ میں نے ابو داؤد کو کہتے سنا کہ یہ ایک منکر حدیث ہے۔

شرح: خطابی نے کہا ہے کہ اس حدیث کے علاوہ بھی دیگر روایات اس مزمار کا ذکر موجود ہے۔ مزمار سے مراد چرواہوں کی بانسری ہے اور یہ اگرچہ مکروہ تو ضرور ہے مگر اس حدیث کی رُو سے اسقدر نہیں جتنے بقیہ زمور و مزاہر ہوتے ہیں اور لہو و لعب کے وہ آلات جنھیں آوارہ مزاج اور عیاش لوگ استعمال کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کے ساتھ صرف یہ معاملہ نہ کیا جاتا کہ کان بند کر لئے جائیں بلکہ اس سے روکنے اور باز رکھنے تک نوبت لیجائی جاتی۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ بات بڑی مشکل ہے کہ ابن عمر نے اپنے کان تو بند کر لئے مگر نافع کو سننے دیا! ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کان جو بند کئے تھے وہ اس لئے نہ تھے کہ اس کا سماع حرام تھا کیونکہ حرمت تو استماع کی ہے۔ اگر کوئی آواز خود کان میں پڑ جائے تو اس کا حکم یہ نہیں ہے۔ پس ابن عمرؓ نے تو کان اس لئے بند کئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی اقتداء میں ایسا کر رہے تھے، حرمت کے باعث نہیں۔ اگر یہ بات مانی جائے تو نافع کیلئے اس کے سننے میں حرج نہ تھا۔ یا یوں کہا جائے کہ نافع اس وقت نابالغ تھا۔ جہانتک ابو داؤد کے اس قول کا تعلق ہے کہ یہ ایک منکر حدیث ہے سو مجھے نہیں معلوم کہ اسمیں نکارت کونسی ہے؟ کیونکہ اس کے سب راوی ثقہ ہیں اور ان میں سے کسی ضعیف راوی نے ثقہ کے خلاف روایت نہیں کی (کہ یہی منکر کی تعریف ہے) حافظ شمس الدین ابن الباری نے کہا ہے کہ یہ حدیث محمد بن طاہر کے نزدیک بدیں سبب ضعیف ہے کہ اس میں سلیمان بن موسیٰ ایک ضعیف راوی ہے اور وہ اسکی روایت میں منفرد ہے۔ لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ سلیمان بن موسیٰ حسن الحدیث ہے جسے کئی ائمہ حدیث نے ثقہ کہا ہے اور وہ منفرد نہیں بلکہ میمون بن مہران نے اس کی متابعت کی ہے۔ یہ روایت مسند ابی یعلی میں موجود ہے۔ اور طبرانی نے مطیع بن مقدام صنعانی عن نافع سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ رہا ابن طاہر کا یہ اعتراض کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چرواہے کو منع نہ کیا اور ابن عمرؓ نے نافع کو وہ آواز سننے دی۔ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ محرم آواز کا استماع حرام ہے نہ کہ سماع اور یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ چرواہا کہاں تھا؟ مسلم تھا یا غیر مسلم، لہٰذا اسے منع کرنے کا سوال بھی خارج از بحث ہے۔

۴۹۱۴۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ نَا اَبِيْ نَا مُطْعِمُ بْنُ الْمِقْدَامِ نَا نَافِعٌ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ ابْنِ عُمَرَ اِذْ مَرَّ بِرَاعٍ يَزْمِرُ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ اَيْ

نَحْوَ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ نَافِعٍ - قَالَ اَبُوْدَاوُدَ وَدَخَلَ بَيْنَ نَافِعٍ وَمُطْعِمٍ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوْسٰى ط

ترجمہ: نافع نے کہا کہ میں ابن عمرؓ کے پیچھے سواری پر تھا کہ ایک گڈریئے کے پاس سے گزرے جو بانسری بجا رہا تھا الخ ابوداؤد نے کہا کہ راوی نے مطعم اور نافع کے درمیان سلیمان بن موسیٰ کو داخل کیا تھا۔

۴۹۱۵ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ الرَّقِّيُّ نَا اَبُو الْمَلِيْحِ عَنْ مَيْمُوْنٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَسَمِعَ صَوْتَ مِزْمَارِ رَاعٍ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ - قَالَ اَبُوْدَاوُدَ وَهٰذَا اَنْكَرُهَا ط

ترجمہ: نافع نے کہا کہ ہم ابن عمرؓ کے ساتھ تھے تو انہوں نے ایک بانسری نواز کی آواز سنی الخ ابوداؤد نے کہا کہ میں اسے منکر جانتا ہوں (مگر انکار کی وجہ نامعلوم ہے)

۴۹۱۶ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ نَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِيْنٍ عَنْ شَيْخٍ شَهِدَ اَبَا وَائِلٍ فِيْ وَلِيْمَةٍ فَجَعَلُوْا يَلْعَبُوْنَ يَتَلَعَّبُوْنَ يُغَنُّوْنَ فَحَلَّ اَبُوْوَائِلٍ حَبْوَتَهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْغِنَاءَ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ ط

ترجمہ: ایک بوڑھے نے روایت کی کہ وہ ابووائل کے ساتھ ایک ولیمے میں موجود تھا، لوگ کھیل کود میں مصروف ہوئے اور گانے لگے۔ پس ابووائل نے اپنی کمر کی گرہ کھول دی (جانے کی تیاری کرلی) اور بولا: میں نے عبداللہ کو کہتے سنا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔

شرح: حافظ ابن القیم نے الحاثۃ اللہفان میں کہا ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ سے ثابت ہے کہ انہوں نے کہا گانا دل میں نفاق اگاتا ہے۔ جس طرح کہ پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔ اسے ابن ابی الدنیا نے مرفوع روایت کیا ہے مگر موقوف صحیح تر ہے اس سے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ صحابہ قلوب کی بیماریوں اور ان کے علاج کتنے واقف کار تھے۔

بَابُ الْحُكْمِ فِي الْمُخَنَّثِيْنَ ۵۹

مخنثوں کے حکم کا باب ۵۹

۴۹۱۷ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّ أَبَا أُسَامَةَ أَخْبَرَهُمْ عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ يُونُسَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ أَبِي يَسَارٍ الْقُرَشِيِّ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِمُخَنَّثٍ قَدْ خَضَبَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذَا وَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ يَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ فَأَمَرَ بِهِ فَنُفِيَ إِلَى النَّقِيعِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا نَقْتُلُهُ قَالَ إِنِّي نُهِيتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّينَ قَالَ أَبُو أُسَامَةَ وَالنَّقِيعُ نَاحِيَةٌ عَنِ الْمَدِينَةِ وَلَيْسَ بِالْبَقِيعِ ط

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مخنّث کو لایا گیا جس نے اپنے ہاتھ پاؤں مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کیا ہے؟ جواب دیا گیا کہ یا رسول اللہ یہ عورتوں جیسا بنتا ہے، پس رسول اللہ نے حکم دیا تو اسے نقیع کی طرف نکال دیا گیا۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ تو فرمایا مجھے نمازیوں کے قتل سے منع کیا گیا ہے۔ ابو اسامہ نے کہا کہ نقیع مدینہ کے ایک علاقے کا نام تھا اور یہ بقیع نہیں ہے (بقول منذری اسمیں ایک راوی ابو یسار قرشی مجہول ہے اور ابو ہاشم ابوھریرہ کا چچازاد بھائی تھا) مولانا نے فرمایا کہ اس ہجڑے کی جلاوطنی کا حکم شاید تعزیر کے طور پر تھا

۴۹۱۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا مُخَنَّثٌ وَهُوَ يَقُولُ لِعَبْدِ اللهِ أَخِيهَا إِنْ يَفْتَحِ اللهُ الطَّائِفَ غَدًا دَلَلْتُكَ عَلَى امْرَأَةٍ تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ ط

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے اور وہاں ایک مخنّث تھا جو ان کے بھائی عبداللہ سے کہہ رہا تھا کہ: اگر کل اللہ تعالیٰ طائف کو فتح کرا دے تو میں تجھے ایک عورت بتاؤں گا جو سامنے آئے تو اسکے پیٹ پر چار شکن پڑتے ہیں اور جب مڑے تو آٹھ شکن پڑتے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں اپنے گھروں سے نکال دو (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ) ابو داؤد نے کہا کہ اس

عورت کے شکم میں چار شکن تھے۔

شرح: منذری نے کہا کہ اس مخنث نے عبداللہ بن ابی امیہ سے کہا: اگر تم طائف فتح کرو تو بادیہ بنت غیلان ثقفی کو مت چھوڑنا کیونکہ اس کے اگلی طرف چار اور پچھلی طرف آٹھ شکن پڑتے ہیں۔ اس کے دانت کلیوں جیسے ہیں۔ اگر بیٹھے تو پھیل کر بیٹھے اور اگر بولے تو یوں لگے جیسے گا رہی ہے۔ اسکی ٹانگوں کے درمیان کی چیز یوں ہے جیسے الٹا برتن اور وہ اس طرح ہے جیسے قیس بن الحطیم نے کہا: "بحالت غفلت وہ یوں دیکھتی ہے جیسے کسی کو آنکھوں میں غرق کر دے گی اس کا چہرہ اسقدر صاف ہے گویا موسلا دھار بارش نے اسے دھویا ہے۔ اسکی شخصیت معتدل ہے نہ بہت موٹی نہ بہت پتلی۔ وہ جی بھر کر سوتی ہے اور جب آہستہ سے اٹھے تو یوں لگتی ہے کہ گویا ابھی ٹوٹ پھوٹ جائیگی۔" پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا او دشمن خدا تو نے اسے خوب غور سے دیکھا ہے۔ پھر آپ نے اسے مدینہ سے حمیٰ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ منذری نے کہا کہ جب طائف فتح ہوا تو اس عورت کیساتھ عبدالرحمٰن بن عوف نے نکاح کر لیا اور اس سے انکی اولاد بھی ہوئی۔ عبداللہ بن ابی امیہ اسلام لانے کے بعد فتح مکہ، حنین اور طائف میں حاضر تھے۔ جنگ طائف میں انکی موت ایک تیر سے واقع ہوئی، رضی اللہ عنہ۔ اس مخنث کا نام ھیت یا مانع تھا یا انہ تھا بعض نے بیان کیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ھیت اور مانع تین ہیجڑوں کے نام تھے۔ یہ عورتوں کی چال ڈھال، رفتار وگفتار اور پہناوے کے عادی تھے، ہاتھ پاؤں میں مہندی لگاتے تھے۔ مگر کسی بدکاری میں مبتلاء نہ تھے۔ طائف کی اس عورت کا نام بادیہ یا بادنہ تھا۔ اس کا باپ غیلان بن سلمہ دمشقی تھا جو اسلام لایا تھا اور اسوقت اسکے نکاح میں دس عورتیں تھیں۔ احادیث میں اس کا قصہ مشہور ہے، اسے چار کو رکھنے اور باقی کو چھوڑنے کا حکم ملا تھا۔

۴۹۱۹ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ قَالَ وَقَالَ أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ وَأَخْرِجُوا فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْنِي الْمُخَنَّثِينَ ط

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں میں جان بوجھ کر مخنث بننے والوں پر اور عورتوں میں جان بوجھ کر مرد بننے والیوں پر لعنت فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ: انہیں اپنے گھروں سے نکال دو اور فلاں اور فلاں، یعنی مخنثوں کو نکال دو (بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور سنن ابی داؤد میں یہ حدیث کتاب اللباس میں گزر چکی ہے)

بَابٌ فِي اللَّعِبِ بِالْبَنَاتِ

گڑیوں سے کھیلنے کا باب

۴۹۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ فَرُبَّمَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي الْجَوَارِي فَإِذَا دَخَلَ خَرَجْنَ وَإِذَا خَرَجَ دَخَلْنَ ؎

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں گڑیوں سے کھیلتی تھی۔ پس بعض دفعہ ایسا ہوتا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس لڑکیاں ہوتیں، جب آپ آتے تو وہ نکل جاتیں اور جب گھر سے نکل جاتے تو وہ پھر آجاتیں (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ) لڑکیوں کا گڑیوں سے کھیلنا جمہور کے نزدیک جائز ہے اور ان کی بیع وشراء بھی۔ ایک قول یہ ہے کہ آگے چل کر یہ رخصت منسوخ ہوگئی تھی جبکہ تصاویر وتماثیل کی حرمت کا اعلان ہوا)

۴۹۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَنَا يَحْيَى ابْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ أَوْ خَيْبَرَ وَفِي سَهْوَتِهَا سِتْرٌ فَهَبَّتِ الرِّيحُ فَكَشَفَتْ نَاحِيَةَ السِّتْرِ عَنْ بَنَاتٍ لِعَائِشَةَ لُعَبٍ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ قَالَتْ بَنَاتِي وَرَأَى بَيْنَهُنَّ فَرَسًا لَهُ جَنَاحَانِ مِنْ رِقَاعٍ فَقَالَ مَا هٰذَا الَّذِي أَرَى وَسْطَهُنَّ قَالَتْ فَرَسٌ قَالَ مَا هٰذَا الَّذِي عَلَيْهِ قُلْتُ جَنَاحَانِ قَالَ فَرَسٌ لَهُ جَنَاحَانِ قَالَتْ أَمَا سَمِعْتَ أَنَّ لِسُلَيْمَانَ خَيْلًا لَهَا أَجْنِحَةٌ قَالَتْ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رَأَيْتُ نَوَاجِذَهُ ؎

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک یا خیبر سے واپس ہوئے اور حضرت عائشہ کے طاقچے میں پردہ تھا۔ پس ہوا چلی اور اس نے پردے کا ایک پلو اٹھا دیا، اس میں حضرت عائشہ کی گڑیاں (کھلونے) تھیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اے عائشہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ میری گڑیاں ہیں حضور نے ان میں ایک گھوڑا دیکھا جس کے کپڑے کی دھجیوں کے بنے ہوئے دو پر تھے۔ آپ نے فرمایا، یہ بیں ان گڑیوں

کے درمیان کیا دیکھتا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ یہ ایک گھوڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ اس کے اوپر کیا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ دو پر ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: گھوڑے کے دو پر! عائشہؓ نے کہا: آپؐ نے سنا نہیں کہ سلیمانؑ کے گھوڑے پردار تھے؟ عائشہ نے کہا کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتیٰ کہ میں نے آپ کی ڈاڑھیں بھی دیکھ لیں۔ (نسائیؒ)

شرح: مولانا فرماتے ہیں کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ کی تقریر میں ہے: یہ گڑیاں اور کھلونے تماثیل نہ تھیں ورنہ سوال کی حاجت نہ ہوتی۔ غالباً کپڑوں کی بنی ہوئی بھدی سی صورتیں ہونگی جن سے بچے عموماً کھیلتے ہیں اگر یہ ناجائز تماثیل ہوتیں تو آپؐ انہیں گھر میں نہ رہنے نہ اتنی دیر یہ آپؐ پر مخفی رہتیں۔ منذری نے کہا ہے کہ اس حدیث میں لفظ بنات سے مراد گڑیاں ہیں جن سے لڑکیاں کھیلتی ہیں اگر یہ صورت والی تھیں تو قبل از تحریم ہونگی ورنہ بعض دفعہ جو چیز صورت والی نہ ہو اسے بھی بعض دفعہ یہ نام دیئے جاتے ہیں۔

بَابٌ فِي الْأُرْجُوحَةِ (٦١)

پینگوڑھے کا باب

ارجوحہ کا لفظی معنیٰ لکڑی کا بنا ہوا وہ پنگھوڑا ہے جسے آج ہمارے ہاں سی سا کہتے ہیں اور اس کے دونوں اطراف پر دو بچے بیٹھ جاتے ہیں کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف اوپر کو اٹھ جاتی ہے اور یہ بچوں کا مشہور کھیل ہے۔ یا یہ پینگ ہے جس کے وسط میں بیٹھ کر اسے جھلایا جاتا ہے۔

٤٩٢٢ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ ح وَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ نَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَنِي وَأَنَا بِنْتُ سَبْعٍ أَوْ سِتٍّ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ أَتَيْنَ نِسْوَةٌ وَقَالَ بِشْرٌ فَأَتَتْنِي أُمُّ رُومَانَ وَأَنَا عَلَى الْأُرْجُوحَةِ فَذَهَبْنَ بِي وَهَيَّأْنَنِي وَصَنَعْنَنِي فَأُتِيَ بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ تِسْعٍ فَوَقَفَتْ بِي عَلَى الْبَابِ فَقُلْتُ هِيهْ هِيهْ قَالَ أَبُو دَاوُدَ أَيْ تَنَفَّسْتُ فَأُدْخِلْتُ بَيْتًا فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ دَخَلَ حَدِيثُ أَحَدِهِمَا فِي الْآخَرِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ نَا أَبُو أُسَامَةَ مِثْلَهُ قَالَ عَلَى خَيْرِ طَائِرٍ فَسَلَّمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَغَسَلْنَ رَأْسِي وَأَصْلَحْنَنِي فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى فَأَسْلَمْنَنِي إِلَيْهِ ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات سال کی عمر میں مجھ سے نکاح کیا جب ہم مدینہ میں آئے تو کچھ عورتیں آئیں ۔ بشر بن خالد کی روایت کے مطابق ام رومان میرے پاس آئیں اور میں ایک پنگھوڑے (یا پینگ) پر تھی پس وہ مجھے اپنے ساتھ لے گئیں اور مجھے تیار کیا اور بناؤ سنگار کیا ۔ پس مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا گیا اور آپ مجھ سے تنہائی میں ملے جبکہ میں نو سال کی تھی ۔ میری والدہ مجھے ساتھ لے کر دروازے پر کھڑی ہوئیں اور میں نے ھیہ ھیہ کر کے لمبے سانس لئے ۔ مجھے پھر ایک گھر میں داخل کیا گیا تو اس میں انصار کی کچھ عورتیں تھیں وہ بولیں : خیر و برکت پر! ابو اسامہ سے بھی اسی قسم کی روایت ہے جیسی کہ اوپر کی روایت عروہ سے ہے ۔ اس میں ہے : "بہتر قسمت کے ساتھ" (یعنی خیر و برکت کی بجائے یہ لفظ بولے گئے) پس میری ماں نے مجھے ان عورتوں کے سپرد کر دیا انہوں نے میرا سر دھویا اور میری حالت درست کی ۔ بوقت چاشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انھوں نے مجھے آپ کے سپرد کر دیا (المزی نے اطراف میں کہا ہے کہ اس حدیث کو ابوداؤد نے کتاب الادب میں روایت کیا ہے ۔ اس کے دو راوی ہیں : بشر بن خالد عسکری اور ابراہیم بن سعید جوہری ۔ ان دونوں نے ابو اسامہ سے روایت کی ہے ۔ ابراہیم بن سعید کی حدیث ابن الاعرابی اور ابوبکر بن داسہ کی روایت میں ہے اور ابو القاسم دمشقی نے اسے روایت نہیں کیا) میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اوپر کی حدیث میں جو غزوہ تبوک یا خیبر کا ذکر ہے ، زیر نظر حدیث کے حساب سے اسوقت حضرت عائشہ رض کی عمر کم و بیش ۱۵ یا ۱۶ سال کی بنتی ہے ، پھر انکے طاقچے میں گڑیوں اور کھلونوں کا ہونا عجیب سا لگتا ہے ۔ جنگ تبوک ہجرت کے آٹھویں یا نویں سال ہوئی تھی ۔ اگر وہ حدیث صحیح ہے تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ اس میں یا تو کسی نیچے کے راوی کو وہم ہوا ہے اور یا پھر یہ کھلونے یونہی پڑے ہونگے جیسے کہ بعض دفعہ گھروں میں پرانی چیزیں طاقچوں میں پڑی رہتی ہیں ۔ واللہ اعلم بالصواب بہر صورت اس زیر نظر حدیث کا مضمون بھی تحقیق طلب ہے اور یہ حدیث بذل المجہود کے متن میں نہیں بلکہ حاشیے پر درج ہے ۔

۴۹۲۲ ۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ أَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ جَاءَنِي نِسْوَةٌ وَأَنَا أَلْعَبُ عَلَى أُرْجُوحَةٍ وَأَنَا مُجَمَّمَةٌ فَذَهَبْنَ بِي فَهَيَّأْنَنِي وَصَنَعْنَنِي ثُمَّ أَتَيْنَ بِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَنَى بِي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ ۔

ترجمہ: عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا : پس جب ہم مدینہ آئے تو میرے پاس کچھ عورتیں آئیں اور میں ایک پینگ پر کھیل رہی تھی اور میرے سر پر کانی بال تھے ، پس وہ مجھے لے گئیں اور

انہوں نے مجھے تیار کیا اور بناؤ سنگھار کیا پھر وہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں۔ پس آپؐ مجھ سے تنہائی میں ملے جبکہ میں نو سال کی تھی۔

۴۹۲۴ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنِي أَبُو أُسَامَةَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ بِإِسْنَادِهِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَتْ وَأَنَا عَلَى الْأُرْجُوحَةِ وَمَعِي صَوَاحِبَاتِي فَأَدْخَلْنَنِي بَيْتًا فَإِذَا بِنِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ

ترجمہ: اسی کی دوسری روایت میں ہے کہ: میں پنگھوڑے پر تھی اور میرے ساتھ میری کچھ سہیلیاں تھیں، پس انہوں نے مجھے ایک گھر میں داخل کیا جہاں کچھ انصاری عورتیں تھیں جو بولیں: خیر و برکت کے ساتھ! (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ۔ سنن ابی داؤد میں بھی یہ روایت مختصراً گزر چکی ہے)

۴۹۲۵ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ نَا أَبِي نَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَالَتْ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَعَلَى أُرْجُوحَةٍ بَيْنَ عِذْقَيْنِ فَجَاءَتْنِي أُمِّي فَأَنْزَلَتْنِي وَلِي جُمَيْمَةٌ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

ترجمہ: یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، انہوں نے فرمایا کہ: ہم مدینہ میں آئے تو ہم بنی حارث بن خزرج میں اترے۔ فرمایا واللہ میں ایک پنگھوڑے پر تھی جو کھجور کی دو لکڑیوں کے درمیان تھا کہ میری ماں میرے پاس آئی، اس نے مجھے اس سے اتارا اور میرے سر پر بالوں کا جوڑا تھا، پھر راوی نے ساری حدیث بیان کی۔

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ اللَّعِبِ بِالنَّرْدِ

نرد کھیلنے سے نہی کا باب

۴۹۲۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ

ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نرد کھیلا اس نے اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی۔ (ابن ماجہ)

۴۹۲۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ فَكَأَنَّمَا غَمَسَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ ط

ترجمہ: بریدہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نردشیر کا کھیل کھیلا گویا کہ اس نے اپنے ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں ڈبویا (مسلم، ابن ماجہ)

شرح: ہاتھ ڈبونے سے مراد اسے تناول کرنا اور کھانا ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے۔ بعض شارحین نے کہا ہے کہ دنیوی امور دو قسم پر ہیں ایک وہ جو اتفاق اور بخت سے چلتے ہیں۔ دوسرے وہ جن میں سعی و جہد اور غور و تفکر کرنا پڑتا ہے۔ پہلے کی مثال نرد ہے اور دوسرے کی مثال شطرنج ہے۔ امام شافعی نے شطرنج کو نرد سے خفیف تر کہا ہے مگر لیث اور مالک کے نزدیک اس سے برعکس ہے۔

بَابٌ [۶۳] فِي اللَّعِبِ بِالْحَمَامِ

کبوتروں سے کھیلنے کا باب

۴۹۲۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَتْبَعُ حَمَامَةً فَقَالَ شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً ط

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک کبوتری کے پیچھے جاتے دیکھا تو فرمایا ایک مذکر شیطان مؤنث شیطان کا پیچھا کر رہا ہے (ابن ماجہ)

شرح: اس حدیث کا ایک راوی محمد بن عمرو بن علقمہ لیثی متکلم فیہ ہے۔ حضورؐ نے کبوتر بازی کو شیطانی کام اس لئے فرمایا کہ یہ ایک لایعنی شغل ہے۔ اس میں مصروف ہونیوالے مضحکہ خیز حرکات کرتے ہیں اور اسکے باعث کئی فتنے فساد پیدا ہوتے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو حسن کے درجے کی کہا ہے گو حافظ سراج الدین قزوینی نے اسے موضوع ٹھہرایا ہے۔

بَابٌ [۶۴] فِي الرَّحْمَةِ

رحمت کے بیان کا باب

۴۹۲۹ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى قَالَا نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي قَابُوسَ مَوْلًى لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ ارْحَمُوا أَهْلَ الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ لَمْ يَقُلْ مُسَدَّدٌ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو نے اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا کہ، رحم کرنیوالوں پر رحمان رحم کرتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آ لخ (الترمذی نے اسے تمام تر روایت کر کے حسن صحیح کہا ہے)

۴۹۳۰۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ نَا ح وَنَا ابْنُ كَثِيرٍ أَنَا شُعْبَةُ قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ مَنْصُورٌ قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ فِي حَدِيثِهِ وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ أَقُولُهُ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ فَقَالَ إِذَا قَرَأْتَهُ عَلَيَّ فَقَدْ حَدَّثْتُكَ بِهِ ثُمَّ اتَّفَقَا عَنْ أَبِي عُثْمَانَ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ وَصَاحِبَ هٰذِهِ الْحُجْرَةِ يَقُولُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابوالقاسم، صادق و مصدوق، اس حجرے والے صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا۔ رحمت کسی بدبخت سے ہی چھینی جاتی ہے (ترمذی نے روایت کر کے اسے حسن کہا ہے)

۴۹۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ السَّرْحِ قَالَا نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنِ ابْنِ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو يَرْوِيهِ قَالَ ابْنُ السَّرْحِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا ط

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور بڑوں کا حق نہ پہچانا وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی وہ ہماری جماعت کا فرد نہیں ہے)

بَابٌ فِي النَّصِيحَةِ

خیر خواہی کا باب

۴۹۳۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ نَا زُهَيْرٌ ثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ قَالُوا لِمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لِلَّهِ وَكِتَابِهِ وَرَسُولِهِ وَأَئِمَّةِ الْمُؤْمِنِينَ وَعَامَّتِهِمْ أَوْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ عَامَّتِهِمْ ط

ترجمہ: تمیم الداری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک دین خیر خواہی ہے، بیشک دین خیر خواہی ہے۔ بیشک دین خیر خواہی ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کس کی خیر خواہی؟ فرمایا: اللہ کی اور اس کی کتاب کی اور اس کے رسول کی اور مومنوں کے حکام کی اور ان کے عوام کی، یا مسلمانوں کے حکام کی اور عوام کی فرمایا تھا (مسلم اور نسائی) لغت میں نصح کا معنیٰ خلوص ہے۔ پس دین یہ ہے کہ عقیدہ و عمل میں اللہ کے ساتھ خلوص ہو۔ اللہ کی کتاب پر ایمان اور اس پر عمل میں خلوص ہو۔ اس کے رسول کی نبوت و رسالت کی تصدیق میں خلوص ہو اور آپ کے احکام پر عمل کیا جائے حکام کی خیر خواہی یہ ہے کہ حق میں ان کی اطاعت ہو اور صحیح مشورہ دیا جائے۔ عوام سے خلوص یہ ہے کہ ان کو انکی مصلحت بتائی جائے۔

۴۹۳۳ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ نَا خَالِدٌ عَنْ يُونُسَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَأَنْ أَنْصَحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قَالَ فَكَانَ إِذَا بَاعَ الشَّيْءَ أَوِ اشْتَرَاهُ قَالَ أَمَا إِنَّ الَّذِي أَخَذْنَا مِنْكَ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِمَّا أَعْطَيْنَاكَ فَاخْتَرْ ط

ترجمہ: جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ان باتوں پر کی: سننا اور

اطاعت کرنا اور ہر مسلم کی خیر خواہی کرنا۔ راوی ابوزرعہ بن عمرو جریر نے کہا کہ جب جریر کسی چیز کی خرید و فروخت کرتے تو کہتے تھے: دیکھو جو چیز ہم نے تم سے لی ہے وہ اس سے محبوب تر ہے جو تجھے دی ہے پس تجھے اختیار ہے (کہ سودا باقی رکھے یا توڑ دے! یعنی جریرؓ کے نزدیک مسلم کی خیر خواہی میں یہ اختیار دینا بھی داخل تھا) نسائی، بخاری، مسلم۔

شرح: منذری نے کہا ہے کہ خیر خواہی دیانت کے اخلاق میں داخل ہے اور اس کے ارکان میں سے ایک مضبوط رکن ہے، اس بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پورا دین قرار دیا ہے: اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ۔ جیسے کہ حضور نے حج کے اعلیٰ ترین رکن وقوف عرفہ کے متعلق فرمایا ہے: اَلْحَجُّ عَرَفَۃٌ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر اور مختلف امور کی بیعت لی ہے: موت کی بیعت، خوشی اور ناخوشی میں سمع و طاعت کی بیعت، اہل حکومت سے حکومت میں جھگڑا نہ کرنے کی بیعت اور حق کہنے کی بیعت۔ یہ سب امور احادیث میں آچکے ہیں۔ منذری نے یہ بھی کہا ہے کہ دین ان معنوں میں آتا ہے: اطاعت، توحید، عبادت، جزا، مکافات، حساب فیصلہ، سیرت، سلطنت، تدبیر، عادت، ملت، ورع، بیماری، قہر، معصیت، حال۔

بَابٌ ۶۶ فِی الْمَعُوْنَۃِ لِلْمُسْلِمِ

مسلم کی مدد کا باب

۴۹۳۴ - حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ وَعُثْمَانُ ابْنَا اَبِیْ شَیْبَۃَ الْمَعْنٰی قَالَا نَا اَبُوْمُعَاوِیَۃَ قَالَ عُثْمَانُ وَجَرِیْرُ الرَّازِیُّ ح وَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی نَا اَسْبَاطٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ وَقَالَ وَاصِلٌ حُدِّثْتُ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ ثُمَّ اتَّفَقُوْا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً مِّنْ کُرَبِ الدُّنْیَا نَفَّسَ اللّٰہُ عَنْهُ کُرْبَۃً مِّنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ یَسَّرَ عَلٰی مُعْسِرٍ یَسَّرَ اللّٰہُ عَلَیْهِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمَنْ سَتَرَ عَلٰی مُسْلِمٍ سَتَرَ اللّٰہُ عَلَیْهِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ وَلَمْ یَذْکُرْ عُثْمَانُ عَنْ اَبِیْ مُعَاوِیَۃَ وَمَنْ یَسَّرَ عَلٰی مُعْسِرٍ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جس نے دنیا کی مصیبتوں میں سے کسی مسلمان کی کوئی مصیبت دور کی اللہ تعالیٰ روز قیامت کی مصیبتوں میں سے اسکی کوئی مصیبت دور کرے گا اور جس نے کسی تنگ دست کے

کے لئے آسانی پیدا کی اللہ اس کے لئے دنیا و آخرت میں آسانی پیدا فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اور بندہ جب تک اپنے بھائی کی مدد پر رہے اللہ اسکی مدد پر رہتا ہے (مسلم، ترمذی نسائی، ابن ماجہ۔ بعض الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ)

۴۹۳۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ۔

ترجمہ: حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے (مسلم)

شرح: منذری نے کہا کہ معروف وہ ہے جس کا اطاعت خداوندی ہونا جانی پہچانی چیز ہو اور منکر وہ چیز ہے جو اس کے خلاف ہو۔ معروف کی تعریف یہ بھی کی گئی ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا نام ہے، اور ہر مستحسن فعل معروف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ خیر میں یہ صلاحیت ہے کہ پہچانی جائے اور اس کے کرنے کی رغبت ہو اس لئے اسے معروف کہا گیا ہے۔

بَابٌ فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ

نام بدلنے کا باب

۴۹۳۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ أَنَا ح وَنَا مُسَدَّدٌ نَا هُشَيْمٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي زَكَرِيَّا عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ فَأَحْسِنُوا أَسْمَائَكُمْ۔

ترجمہ: ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں قیامت کے دن اپنے ناموں اور تمہارے باپوں کے ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا، پس تم اپنے نام اچھے رکھو (منذری نے کہا ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے۔ کیونکہ عبداللہ بن ابی زکریا نے ابوالدرداء سے سماع نہیں کیا گو یہ راوی ثقہ اور عابد ہے۔

شرح: مولانا نے لمعات کے حوالے سے فرمایا کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ بروز قیامت لوگوں کو ماؤں کے ناموں سے پکارا جائیگا تاکہ اولادِ زنا کا پردہ ڈھکا رہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ عیسیٰ بن مریم کی رعایت کے سبب ہوگا۔ اس سلسلے میں بعض اور باتیں بھی کی گئی ہیں۔ پس اگر یہ روایت ثابت ہو تو مراد یہ ہوگی کہ کبھی ماں کے نام سے اور کبھی باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔ یا بعض کو ماں کے نام سے اور بعض کو باپ کے نام سے پکاریں گے۔ واللہ اعلم

۴۹۳۷- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ زِيَادٍ نَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْاَسْمَآءِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ط

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارے نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ (مسلم)

شرح: منذری نے اس کا سبب یہ بتایا ہے کہ ان ناموں میں عبودیت کا اقرار ہے، اور اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء کے ساتھ جب عبودیت کی نسبت ہو تو یقیناً ان کا بھی یہی حکم ہے جیسے: عبدالملک، عبدالسلام، عبدالعزیز وغیرہ، اور سب سے سچا نام حارث ہے کیونکہ بندہ ہمیشہ حرث اور کسب میں مصروف ہے، اور اسی طرح ہمام کیونکہ ہر شخص کسی نہ کسی فکر و تردد (ھمّ) میں رہتا ہے۔ حرب میں چونکہ ناپسندیدہ اشیاء ہیں اور مرّہ مرارۃ (کڑواہٹ) تلخی سے نکلا ہے لہٰذا یہ نام اچھے نہیں ہیں۔

۴۹۳۸- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ نَا هِشَامُ بْنُ سَعِيدٍ الطَّالْقَانِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ شَبِيبٍ عَنْ اَبِي وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَآءِ وَاَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَاَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَّامٌ وَاَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَمُرَّةُ ط

ترجمہ: ابو وہب جشمی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انبیاء کے ناموں پر نام رکھو، اور اللہ کو محبوب ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور صادق ترین نام حارث اور ہمام ہیں، اور سب سے قبیح نام حرب اور مرہ ہیں۔ (نسائی) شرح اوپر گزری ہے۔

۴۹۳۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ذَهَبْتُ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وُلِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَبَاءَةٍ يَهْنَأُ بَعِيرًا لَهُ قَالَ هَلْ مَعَكَ تَمْرٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَنَاوَلْتُهُ تَمَرَاتٍ فَاَلْقَاهُنَّ فِي فِيهِ فَلَاكَهُنَّ ثُمَّ فَغَرَ فَاهُ فَاَوْجَرَهُنَّ اِيَّاهُ فَجَعَلَ الصَّبِيُّ

يَتَلَمَّظُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبُّ الْاَنْصَارِ التَّمْرُ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللهِ ط

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عبداللہ بن ابی طلحہ کو (اسکی پیدائش کے پر) لیکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ اس وقت ایک عباء پہنے ہوئے اپنے ایک اونٹ کو روغن قاز مل رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کوئی کھجور ہے؟ میں نے کہا، ہاں۔ انس نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کھجوریں پکڑائیں۔ آپؐ نے انہیں اپنے منہ میں ڈالا اور چبایا، پھر اس کا منہ کھولا اور وہ اس کے منہ میں ڈالیں۔ پس وہ بچہ انہیں چوسنے لگا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو انصار کی محبت کھجور کے ساتھ! اور آپؐ نے اس کا نام عبداللہ رکھا (مسلم)

شرح: یہ بچہ انسؓ کا سوتیلا بھائی۔ انس کے والد وفات پا گئے تھے اور انکی والدہ کا نکاح پھر ابو طلحہ سے ہوا تھا۔

بَابٌ ۶۸ فِي تَغْيِيرِ الْاِسْمِ الْقَبِيحِ

قبیح نام کو تبدیل کرنیکا باب

۴۹۴۰ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا نَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اِسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ اَنْتِ جَمِيْلَةُ ط

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصیہ کا نام تبدیل کر دیا تھا اور فرمایا تھا تو جمیلہ ہے (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح: عربوں میں فخر و غرور اور تکبر و تشجع کے باعث ایسے نام رکھنے کا رواج تھا جن سے فخر و تکبر، خود پسندی، خونخواری اور جنگی اسپرٹ کا اظہار ہو۔ اسلام نے اس قسم کے نام رکھنے سے منع فرما دیا۔

۴۹۴۱ - حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ نَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ سَاَلَتْهُ مَا سَمَّيْتَ ابْنَتَكَ قَالَ سَمَّيْتُهَا بَرَّةَ فَقَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْ ھٰذَا الْاِسْمِ بَرَّۃَ سُمِّیْتُ بَرَّۃَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُزَکُّوْا اَنْفُسَکُمْ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِاَھْلِ الْبِرِّ مِنْکُمْ فَقَالَ مَا نُسَمِّیْھَا قَالَ سَمُّوْھَا زَیْنَبَ ط

ترجمہ: زینب بنت ابی سلمہ نے محمد بن عمرو بن عطاء سے پوچھا کہ تونے اپنی بیٹی کا نام کیا رکھا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اس کا نام برہ رکھا ہے۔ زینبؓ بولی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نام رکھنے سے منع فرمایا تھا، اور میرا نام بھی برہ رکھا گیا تھا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ کو نیک پاک مت قرار دو، اللہ ہی تم میں سے نیکی کرنیوالوں کو خوب جانتا ہے۔ پس اس نے کہا ہم اس کا کیا نام رکھیں؟ تو اس نے کہا کہ اس کا نام زینب رکھ دو۔ (مسلم) یہ زینب حضرت ام سلمہؓ ام المومنین کی بیٹی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پلی تھیں۔

۴۹۴۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا بِشْرٌ حَدَّثَنِیْ بَشِیْرُ بْنُ مَیْمُوْنٍ عَنْ عَمِّہٖ اُسَامَۃَ ابْنِ اَخْدَرِیٍّ اَنَّ رَجُلًا یُقَالُ لَہٗ اَصْرَمُ کَانَ فِی النَّفَرِ الَّذِیْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اِسْمُکَ قَالَ اَنَا اَصْرَمُ قَالَ بَلْ اَنْتَ زُرْعَۃُ ط

ترجمہ: اسامہؓ بن اخدری سے روایت ہے کہ ایک آدمی جسے اصرم کہا جاتا تھا ان لوگوں میں شامل تھا جو (قبیلہ شقرہ سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟ وہ بولا: میں اصرم ہوں، حضورؐ نے فرمایا بلکہ تو زُرعہ ہے۔

شرح: اصرم کا معنیٰ ہے کٹا ہوا۔ صرم کا معنیٰ ہے پھل توڑنا۔ زرعہ زراعت سے ہے اور اس میں نشوونما اور ترقی کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ زینب زنب سے ہے جس کا معنیٰ ہے گھی۔ زینب ایک خوبصورت خوشبودار پودے کا نام بھی ہے۔ زینب زین اب کا مجموعہ بھی ہوسکتا ہے یعنی باپ کیلئے باعث زینت۔

۴۹۴۳ - حَدَّثَنَا الرَّبِیْعُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ یَزِیْدَ یَعْنِیْ ابْنَ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَیْحٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ شُرَیْحٍ عَنْ اَبِیْہِ ھَانِیٍٔ اَنَّہٗ لَمَّا وَفَدَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِہٖ سَمِعَھُمْ یَکْنُوْنَہٗ بِاَبِی الْحَکَمِ فَدَعَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَکَمُ وَاِلَیْہِ الْحُکْمُ فَلِمَ تُکْنٰی اَبَا الْحَکَمِ فَقَالَ اِنَّ قَوْمِیْ اِذَا اخْتَلَفُوْا فِیْ شَیْءٍ

اَتَوْنِیْ فَحَکَمْتُ بَیْنَهُمْ فَرَضِیَ کِلَا الْفَرِیْقَیْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْسَنَ هٰذَا فَمَالَكَ مِنَ الْوَلَدِ قَالَ لِیْ شُرَیْحٌ وَمُسْلِمٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ قَالَ فَمَنْ اَکْبَرُهُمْ قَالَ قُلْتُ شُرَیْحٌ قَالَ فَاَنْتَ اَبُوْ شُرَیْحٍ ط

ترجمہ: شریح بن ہانی کے باپ ہانی رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ جب وہ اپنی قوم کا وفد لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سنا کہ وہ اسکی کنیت ابوالحکم پکارتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہانی کو بلایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی حکم (فیصلہ کرنیوالا) ہے اور حکم (فیصلے) کی نسبت اسی کی طرف ہے، پس تمہیں ابوالحکم کیوں کہا جاتا ہے؟ اس نے کہا کہ جب میری قوم میں کوئی اختلاف ہو تو وہ لوگ میرے پاس آتے ہیں، میں ان میں فیصلہ کرتا ہوں جس پر دونوں فریق راضی ہو جاتے ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ تیری اولاد کیا ہے۔ اس نے کہا میرے بیٹے شریح، مسلم اور عبداللہ ہیں آپؐ نے فرمایا: انمیں سے بڑا کونسا ہے؟ میں نے کہا: شریح۔ حضور نے فرمایا: تو ابوشریح ہے (نسائی) ابوداؤد نے کہا کہ یہ شریح ہے جس نے زنجیر توڑی تھی اور تستر میں داخل ہونے والوں میں سے تھا۔ ابوداؤد نے کہا کہ شریح نے تستر کا دروازہ توڑ دیا تھا اور یہ اس طرح تھا کہ وہ ایک نالی میں سے شہر کے اندر داخل ہو گیا تھا اور پھر دروازے کی زنجیر توڑ کر اسے کھول دیا تھا تاکہ مسلم فاتحین اندر داخل ہو جائیں) تستر موجودہ ایران کا شہر شوستر ہے عربوں نے اسے تستر کہا۔

۴۹۴۴ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ مَا اسْمُكَ قَالَ حَزْنٌ قَالَ اَنْتَ سَهْلٌ قَالَ لَا اَلسَّهْلُ یُوْطَاُ وَیُمْتَهَنُ قَالَ سَعِیْدٌ فَظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَیُصِیْبُنَا بَعْدَهٗ حُزُوْنَةٌ قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَغَیَّرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِسْمَ الْعَاصِ وَعَزِیْزٍ وَعَتَلَةَ وَشَیْطَانٍ وَالْحَکَمِ وَغُرَابٍ وَحُبَابٍ وَشِهَابٍ فَسَمَّاهُ هِشَامًا وَسَمّٰی حَرْبًا سِلْمًا وَسَمَّی الْمُضْطَجِعَ الْمُنْبَعِثَ وَاَرْضًا تُسَمّٰی عَفِرَةَ سَمَّاهَا خَضِرَةَ وَشِعْبَ الضَّلَالَةِ سَمَّاهُ شِعْبَ الْهُدٰی وَبَنُوا الزِّنْیَةِ سَمَّاهُمْ بَنُو الرِّشْدَةِ وَسَمّٰی بَنِیْ مُغْوِیَةَ بَنِیْ مُرْشِدَةَ قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ تَرَکْتُ اَسَانِیْدَهَا لِلْاِخْتِصَارِ ط

ترجمہ: سعید بن المسیب نے اپنے باپ سے اور اس نے سعید کے دادا حزن سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا حزن۔ حضورؐ نے فرمایا تو سھل ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ کیونکہ سھل لتاڑا جاتا اور ذلیل کیا جاتا ہے۔ سعید نے کہا کہ میں نے خیال کیا کہ نہیں اس کے بعد حزونت (شدت، کھردراپن) پہنچے گی۔ بخاری (کتاب الادب) کی روایت ہے کہ ابن المسیب نے کہا اس کے بعد ہم میں ہمیشہ کھردراپن رہا۔ سعید کا باپ المسیب صحابی تھا اس کا باپ حزن بھی صحابی تھا ان میں کھردراپن اور بدخلقی ہمیشہ پائی رہی جیسا کہ اہل نسب نے بتایا ہے ابو داؤد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ناموں کو تبدیل فرمادیا تھا۔ العاص، عتلہ، شیطان، عزیز، الحکم، غراب، حباب، شہاب اور اس کا نام ھشام رکھ دیا، اور حرب کا نام سلیم رکھا اور مضطجع کا نام منبعث رکھا اور ارض عفرہ کا نام خفرہ رکھا، اور شعب الضلالت کا نام شعب الھدیٰ رکھا اور بنو زینہ کا نام بنو رشدہ رکھا اور مغویہ کا نام بنی رشدہ رکھا۔ ابو داؤد نے کہا کہ میں نے ان کی سندیں اختصار کیلئے چھوڑ دی ہیں۔

شرح: خطابی نے کہا کہ عاص کا نام آپؐ نے اس لئے تبدیل فرمایا تھا کہ یہ عصیان سے ہے اور اس کا معنیٰ نافرمان ہے۔ درانحالیکہ مومن کی علامت اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ عزیز اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ اس کا مادہ عزت ہے جو اللہ کے لئے خاص ہے اور بندے کا شعار خدا کے حضور ذلت و استعانت ہے۔ عتلہ کا معنیٰ ہے شدت اور غلظت۔ عتل کا معنیٰ ہے شدید و غلیظ۔ درانحالیکہ مومن کی صفت نرمی اور سہولت ہے۔ منذری نے کہا کہ عتلہ لوہے کا ڈنڈا ہوتا تھا جس کے ساتھ دیواریں ڈھائی جاتی تھیں۔ اسی طرح یہ ایک بڑے لوہے کا نام ہوتا تھا، جس سے پتھر اور درخت اکھاڑے جاتے تھے۔ منذری نے عفرہ کی بجائے عقرہ کو محفوظ کہا ہے۔ اس کا معنیٰ ہے بنجر، بے آب و گیاہ، بے اولاد عورت کو عاقر (بانجھ) کہتے تھے۔ جس درخت کا سر کاٹ دیتے اسے عقرہ کہتے تھے۔ زنیہ کا معنیٰ بدکاری ہے اور رشدہ کا معنیٰ نکاح صحیح ہے۔

۴۹۴۵ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ نَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ نَا اَبُوْ عَقِيْلٍ نَا مُجَالِدُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ لَقِيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ فَقَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاَجْدَعُ شَيْطَانٌ ط

ترجمہ: مسروق بن الاجدع نے کہا کہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملا تو آپ نے فرمایا: تو کون ہے؟ میں نے کہا مسروق بن الاجدع۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ: اجدع تو شیطان ہے (ابن ماجہ اس کی سند میں مجاہد بن سعید راوی متکلم فیہ ہے)

شرح: اجدع کا لفظی معنیٰ نک کٹا ہے، اس لئے حضرت عمر نے اسے شیطانی نام قرار دیا۔ منذری نے کہا ہے کہ شیطان کا مادہ شطن ہے جس کا معنیٰ ہے: بھلائی سے بعید ہو۔ اور جن و انس میں سے سرکش خبیث مخلوق کا نام ہوتا ہے۔ غراب غرب سے نکلا ہے جس کا معنیٰ بُعد ہے یہ ایک موذی اور خبیث جانور ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حل و حرم میں کہیں پناہ نہیں ہے۔ حباب ایک قسم کے سانپ کا نام ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شیطان کا نام ہے۔ سانپ

کی ایک قسم کا نام شیاطین بھی ہے۔ شہاب آگ کے شعلے کو کہا جاتا ہے اور آگ ایک جلانیوالی چیز ہے لہٰذا یہ نام رکھنا جائز نہ ہوا۔ عفرہ کا معنی ہے۔ بنجر اور چٹیل زمین۔

۴۹۴۶۔ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا زُهَيْرٌ نَا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ عُمَيْلَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ رَبَاحًا وَلَا يَسَارًا وَلَا نَجِيحًا وَلَا أَفْلَحَ فَإِنَّكَ تَقُولُ أَثَمَّ هُوَ فَيَقُولُ لَا إِنَّمَا هُنَّ أَرْبَعٌ فَلَا تَزِيدُنَّ عَلَيَّ۔

ترجمہ: سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اپنے غلام کا نام ہرگز رباح اور یسار، نجیح اور افلح نہ رکھنا، کیونکہ تو کہے گا: کیا وہ مثلاً یسار یا افلح، یہاں ہے؟ اور دوسرا کہے گا نہیں۔ یہ چار نام ہیں (یہ سمرہ کا قول ہے) میرے حوالے سے انہیں زیادہ مت کر لینا (مسلم، ترمذی)

شرح: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ناموں کی کراہت کا سبب خود ہی بتا دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ لوگ یا تو یہ نام بطور تبرک رکھتے تھے یا ان کے الفاظ کی خوبی سے بطور فال سرور پاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بتا دیا کہ تمہاری فال غلط ہو جائے گی اور برکت جاتی رہے گی جبکہ مثلاً ایک شخص پوچھے، کیا یسار یہاں ہے؟ اور دوسرا کہے کہ نہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ کوئی شخص اس سے بدشگونی لے سکتا ہے کہ: آسانی، بھلائی، نفع مندی اور کامرانی کی نفی کر دی گئی ہے سمرہ نے اپنی حدیث میں ان چار ناموں کا ذکر کیا اور شاگردوں کو منع کر دیا کہ حضور نے صرف یہی فرمائے تھے لہٰذا ان پر اضافہ مت کرو۔ منذری نے کہا کہ اچھے ناموں میں سے یہی ممنوع ہیں یا اور بھی جن میں یہ علت پائی جائے ممنوع ہیں؟ دونوں قول ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جو شخص فال لینے کا مقصد رکھتا ہو اس کے لئے ممنوع ہیں اور کسی کیلئے نہیں۔

۴۹۴۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ الرُّكَيْنَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُسَمِّيَ رَقِيقَنَا أَرْبَعَةَ أَسْمَاءٍ أَفْلَحَ وَيَسَارًا وَنَافِعًا وَرَبَاحًا۔

ترجمہ: سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ ہم اپنے غلاموں کے چار نام رکھیں: افلح، یسار، نافع، رباح (مسلم، ابن ماجہ)

۴۹۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ

الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ عِشْتُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْھٰی اُمَّتِیْ اَنْ یُسَمُّوْا نَافِعًا وَاَفْلَحَ وَبَرَکَۃَ قَالَ الْاَعْمَشُ وَلَا اَدْرِیْ اَذَکَرَ نَافِعًا اَمْ لَا فَاِنَّ الرَّجُلَ یَقُوْلُ اِذَا جَاءَ اَثَمَّ بَرَکَۃٌ فَیَقُوْلُوْنَ لَا قَالَ اَبُوْدَاؤُدَ رَوٰی اَبُو الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ لَمْ یَذْکُرْ بَرَکَۃَ ؎

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ اپنی امت کو اس سے منع کردونگا کہ نافع، افلح اور برکت نام رکھیں ۔ اعمش نے کہا کہ: مجھے معلوم نہیں کہ میرے استاد نے نافع کا ذکر کیا تھا یا نہیں (ممانعت کا سبب یہ ہے کہ آدمی آکر کہتا ہے، کیا یہاں پر برکت ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں، نہیں، ابوداؤد نے کہا کہ ابو الزبیر نے جابر سے اسی طرح کی روایت کی ہے اور اس میں برکت کا ذکر نہیں کیا۔ منذری نے کہا کہ ابوداؤد کے اس قول میں کلام ہے کیونکہ مسلم نے ابن جریج عن ابی الزبیر کی حدیث میں روایت کیا ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا تھا کہ غلام کا نام مقبل یا برکت رکھنے سے منع فرمادیں۔

۴۹۴۹۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ یَبْلُغُ بِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْنَعُ اِسْمٍ عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ رَجُلٌ یُسَمّٰی بِمَلِکِ الْاَمْلَاکِ قَالَ اَبُوْدَاؤُدَ رَوَاہُ شُعَیْبُ بْنُ اَبِیْ حَمْزَۃَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ بِاِسْنَادِہٖ قَالَ اَخْنَا اِسْمٍ ؎

ترجمہ: ابو ہریرہ نے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا کہ فرمایا بروز قیامت اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک سب سے گھٹیا نام اس شخص کا ہوگا جس نے اپنا نام شہنشاہ رکھا ہوگا۔ ابوداؤد نے کہا کہ شعیب بن ابی حمزہ نے اس حدیث کو ابو الزناد سے اسکی سند سے روایت کیا اور کہا: اخنی اسم (بخاری، مسلم، ترمذی) منذری نے کہا ہے کہ شعیب کی یہ حدیث جس کو ابوداؤد نے معلق بیان کیا ہے بخاری نے اسے اپنی صحیح میں مسند بیان کیا ہے۔

شرح: منذری نے کہا ہے کہ اخنع کا معنی ہے اوضع اور اذل اور اس کا معنی افبح اور افجر بھی ہوسکتا ہے۔ یعنی یہ نام رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ترین شخص ہے۔ اخنی کا معنی ہے افجر اور افحش، خنا کا معنی ہے فحش اور اسکا معنی ہے سبب سے باعث ہلاکت۔ ایک روایت میں اخبث بھی آیا ہے۔ ابو عبید نے اسے انخع روایت کیا ہے۔ جس کا معنی اقتل اور اھلک ہے۔ نخع کا معنی ہے قتل شدید۔ جو شخص شہنشاہ مطلق (اللہ تعالیٰ کے دوسرے ناموں جیسے نام رکھے مثلاً جبار، رحمان

اور قادر اس کا بھی یہی حکم ہے۔

بَابٌ ۶۹ فِي الْأَلْقَابِ

القاب کا باب

۴۹۵۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ نَا وُهَيْبٌ عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جُبَيْرَةَ بْنُ الضَّحَّاكِ قَالَ فِينَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي بَنِي سَلِمَةَ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مِنَّا رَجُلٌ إِلَّا وَلَهُ اسْمَانِ أَوْ ثَلٰثَةٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا فُلَانُ فَيَقُولُونَ مَهْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ يَغْضَبُ مِنْ هٰذَا الِاسْمِ فَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ط

ترجمہ : ابوجبیرہ بن ضحاک نے کہا کہ یہ آیت ہم بنی سلمہ میں نازل ہوئی تھی، وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ (۴۹: ۱۱) بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ۔ "ایک دوسرے کو برے القاب سے مت پکارو، ایمان کے بعد فسوق برا نام ہے"۔ ابوجبیرہ نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم میں سے ہر ایک کے دو دو نام تھے یا تین تین۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے : اے فلاں، تو لوگ کہتے : یا رسول اللہ رکیے وہ شخص اس نام سے ناراض ہوتا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری : وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔ ترمذی نے اسے حدیث حسن کہا ہے)

شرح : منذری نے کہا ہے کہ ابوجبیرہ کا نام معلوم نہیں اور اسکے صحابی ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے، اور یہ ثابت بن الضحاک کا بھائی تھا۔ پس اگر یہ صحابی نہ تھے تو حدیث مرسل ہے۔

بَابٌ فِيمَنْ يَتَكَنّٰى بِأَبِي عِيسٰى

ابو عیسیٰ کنیت والوں کا باب

۴۹۵۱ - حَدَّثَنَا هٰرُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ نَا أَبِي نَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ضَرَبَ ابْنًا

لَهُ يُكَنَّى اَبَا عِيسَى وَاَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُكَنَّى بِاَبِي عِيسَى فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اَمَا يَكْفِيكَ اَنْ تُكَنَّى بِاَبِي عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنَّانِي فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ وَاِنَّا فِي جَلْجَتِنَا فَلَمْ يَزَلْ يُكَنَّى بِاَبِي عَبْدِ اللّٰهِ حَتّٰى هَلَكَ ط

ترجمہ: زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کو اس بات پر پیٹا کہ اس نے ابو عیسیٰ کنیت رکھی تھی اور مغیرہؓ بن شعبہ نے اپنی کنیت ابو عیسیٰ رکھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ کیا تجھے یہ کافی نہیں کہ تو ابو عبداللہ کنیت رکھے؟ مغیرہ نے کہا کہ میری یہ کنیت (ابو عیسیٰ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی تھیں (آپؐ تو معصوم تھے) اور ہم اپنے جیسے لوگوں میں ہیں۔ پس مغیرہ کی کنیت آخر دم تک ابو عبداللہ رہی۔

شرح: حضرت عمرؓ کا مطلب یہ تھا کہ ہم اپنے جیسے عام لوگوں میں رہتے ہیں مبادا کوئی ابو عیسیٰ کنیت سُن کر غلط معنی لے لے کہ یہ شخص عیسیٰ (پیغمبر خدا) کا باپ کہلاتا ہے۔ پس اس سے پرہیز ہی بہتر ہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض کام ایسے ہوتے ہیں جو اپنی ذات کی حد تک مکروہ ہوتے ہیں۔ ان کا ارتکاب ایک حد تک گناہ کا باعث ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ان میں سے کسی کو بیان جواز کے لئے کیا تھا تاکہ وہ حرام نہ سمجھ لئے جائیں۔ پس آپؐ کی اگلی پچھلی لغزشیں معاف ہونے کے باعث ایسے ظاہری طور پر مکروہ افعال آپؐ کو معاف تھے، بلکہ آپؐ کو ان پر تربیت امت کا ثواب ملتا تھا۔ دوسروں کا یہ حال نہ تھا۔ بلکہ بعینہٖ وہ فعل جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب ملا تھا ممکن ہے اس قسم کے فعل کے ارتکاب سے دوسروں کو گناہ ہو (جناب عمر فاروق کے قول کا یہ مطلب تھا) عیسیٰ علیہ السلام بطور معجزہ بے باپ پیدا ہوئے تھے اور ابو عیسیٰ کی کنیت یہ وہم پیدا کر سکتی ہے کہ عیسیٰؑ کا بھی کوئی باپ تھا، یہ بات خلاف واقع اور خلاف تصریحات کتاب و سنت ہے۔ امام ترمذی کی کنیت ابو عیسیٰ شائد اس روایت کے پہنچنے سے پہلے رکھی گئی اور مشہور ہو چکی تھی، یا یہ خود انہوں نے نہیں بلکہ ان کے بزرگوں نے رکھی ہوگی۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَقُوْلُ لِابْنِ غَيْرِهِ يَا بُنَيَّ

کسی اور کے بیٹے کو یا بنیّ کہنے کا باب

۴۹۵۲ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ اَنَا ح وَثَنَا مُسَدَّدٌ وَابْنُ مَحْبُوْبٍ قَالَ ثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ اَبِي عُثْمَانَ وَسَمَّاهُ ابْنُ مَحْبُوْبٍ الْجَعْدَ عَنْ اَنَسٍ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا بُنَيَّ ط

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے (مسلم، ترمذی۔ مسلم کی ایک روایت میں ای بنی کا لفظ ہے)

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَتَكَنَّى بِأَبِي الْقَاسِمِ

ابوالقاسم کنیت رکھنے والے کا باب

۴۹۵۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا نَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَكَذَلِكَ رَوَاهُ أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَكَذَلِكَ رِوَايَةُ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ وَسَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ وَسُلَيْمَانَ الْيَشْكُرِيِّ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ نَحْوَهُمْ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ط

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے نام پر نام تو رکھو مگر میری کنیت مت رکھو۔ ابوداؤد نے کہا کہ اسی طرح ابوصالح نے ابوہریرہ سے روایت کی۔ اسی طرح ابوسفیان کی روایت جابر سے، سالم بن ابی الجعد کی روایت جابرؓ سے، سلیمان یشکری کی روایت جابرؓ سے اور ابن المنکدر کی روایت جابرؓ سے ہے اور اسی طرح انسؓ بن مالک کی روایت بھی ہے۔ (اصل حدیث بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے)

شرح: منذری نے کہا کہ ابوصالح کی حدیث بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے۔ ابن المنکدر کی حدیث بخاری ومسلم نے روایت کی ہے۔ سالم بن ابی الجعد کی حدیث بھی صحیحین میں ہے۔ ابوسفیان طلحہ بن نافع کی روایت ابن ماجہ نے بیان کی ہے اور انس بن مالک کی حدیث بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ انسؓ کی جس حدیث کا حوالہ ابوداؤد نے دیا ہے وہ ابن ماجہ نے یوں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں تھے کہ کسی آدمی نے دوسرے کو پکارا: اے ابوالقاسم! پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف التفات فرمایا تو وہ بولا کہ: میری مراد آپ نہ تھے! پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا نام رکھو مگر میری کنیت مت رکھا کرو، ترمذی نے بھی اسے مختصراً روایت کیا ہے۔ اس سے ملتی جلتی حدیث بخاری کتاب الادب میں بھی موجود ہے۔ مزید بحث آگے ہے

بَابٌ فِيمَنْ رَأَى أَنْ لَا يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا

نام اور کنیت کو جمع کرنے کی ممانعت کا باب

۴۹۵۴ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَسَمَّى بِاسْمِي فَلَا يَكْتَنِي بِكُنْيَتِي وَمَنِ اكْتَنَى بِكُنْيَتِي فَلَا يَتَسَمَّى بِاسْمِي قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَى بِهٰذَا الْمَعْنَى ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَرُوِيَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مُخْتَلِفًا عَلَى الرِّوَايَتَيْنِ وَكَذٰلِكَ رِوَايَةُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ اُخْتُلِفَ فِيهِ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَلَى مَا قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ وَرَوَاهُ مَعْقِلُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَلَى مَا قَالَ ابْنُ سِيرِينَ وَاخْتُلِفَ فِيهِ عَلَى مُوسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَيْضًا عَلَى الْقَوْلَيْنِ اخْتَلَفَ فِيهِ حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ وَابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ ط

ترجمہ : جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو میرے نام پر نام رکھے وہ میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھے۔ اور جو میری کنیت اختیار کرے وہ میرا نام اختیار نہ کرے (ترمذی نے روایت کرکے اسے حسن غریب کہا ہے) ابوداؤد نے کہا کہ اسی معنیٰ میں ابن عجلان نے اپنے باپ سے اس نے ابوہریرہؓ سے روایت کی اور ابوزرعہ سے عن ابی ہریرہ ہر دو روایات سے مختلف مروی ہے، اور اسی طرح عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ عن ابی ہریرہ کی روایت بھی مختلف فیہ ہے۔ ثوری اور ابن جریج نے ابوالزبیر جیسی روایت کی ہے، اور معقل بن عبیداللہ نے ابن سیرین جیسی روایت کی ہے۔ اور اس میں موسیٰ بن یسار عن ابی ہریرہ پر بھی اختلاف ہوا ہے دونوں اقوال کے مطابق۔ اس میں حماد بن خالد اور ابن ابی فدیک نے اختلاف کیا ہے۔

شرح : مولانا نے فرمایا کہ حاصل گفتگو یہ ہے کہ محمد بن سیرین عن ابی ہریرہ اور ابوالزبیر عن جابرؓ کی حدیثوں میں ایک معنوی اختلاف ہے۔ پہلی روایت یہ بتاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام رکھنا جائز ہے مگر آپ کی کنیت اختیار کرنا جائز نہیں۔ دوسری روایت کا تقاضا یہ ہے کہ ان دونوں کا جمع کرنا ناجائز ہے مگر صرف نام رکھنا یا صرف کنیت رکھنا جائز ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ حدیث ابن سیرین ہی قیاس کے مطابق ہے کیونکہ قرآن میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

نام لے کر پکارنے سے منع فرمایا ہے۔ پس نام رکھنے میں تو کوئی اشتباہ نہیں ہے لیکن کنیت میں اشتباہ ہے پس وہ جائز نہیں لمعات میں ہے کہ اس مسئلہ میں کئی اقوال ہیں (۱) یہ کہ آپ کے نام جیسا نام رکھنا جائز ہے مگر آپ کی کنیت جیسی کنیت رکھنا جائز نہیں ہے خواہ کسی کا نام محمد ہو اور نام اور کنیت جمع ہو جائے یا صرف کنیت ہو نام نہ ہو یہ قول امام شافعیؒ سے منقول ہے۔ پس ظاہر حدیث نام رکھنے کو جائز اور کنیت کو ناجائز بتاتی ہے۔ خواہ نام محمد ہو یا کچھ اور ہو اور نہی کو جمع پر محمول کرنا بعید ہے (۲) یہ کہ نام اور کنیت کو جمع کرنا جائز نہیں ہے اور صرف کنیت جائز ہے اور اس کی دلیل جابر کی حدیث ہے (۳) ان دونوں کو جمع کرنا بھی جائز ہے۔ یہ امام مالک سے منقول ہے اور ان کا استدلال حدیث علیؓ ہے (۴) یہ کہ ابوالقاسم کنیت رکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں جائز نہ تھا کیونکہ اس سے اشتباہ والتباس کا خطرہ تھا جیسا کہ متفق علیہ حدیث میں ہے کہ کسی شخص نے دوسرے کو ابوالقاسم کہہ کر پکارا تھا الخ۔ منذری نے اس آخری وجہ کو درست قرار دیا ہے۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد آپ کا نام یا کنیت دونوں رکھنا جائز ہے کیونکہ التباس کا خطرہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

بَابٌ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا

نام اور کنیت کو جمع کرنیکی رخصت کا باب

۴۹۵۵ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَ اَبُوْبَكْرِ ابْنَا اَبِي شَيْبَةَ قَالَا نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ فِطْرٍ عَنْ مُنْذِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ وُلِدَ لِي مِنْ بَعْدِكَ وَلَدٌ اُسَمِّيْهِ بِاسْمِكَ وَ اُكَنِّيْهِ بِكُنْيَتِكَ قَالَ نَعَمْ وَلَمْ يَقُلْ اَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ: محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ حضرت علی نے فرمایا: میں نے کہا یارسول اللہ! اگر آپکے بعد میرے ہاں لڑکا پیدا ہو تو کیا میں اس کا نام آپؐ جیسا اور اس کی کنیت آپ جیسی رکھوں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ ابوبکر بن ابی شیبہ کی روایت میں یہ لفظ نہیں ہے کہ: میں نے کہا۔ بلکہ یہ ہے کہ: علیؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ مطلب یہ کہ ابوبکر کی روایت اس پر دلالت نہیں کرتی کہ حضرت محمد بن الحنفیہ نے یہ حدیث اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے جبکہ عثمان کی روایت میں یہ صراحت موجود ہے۔ ترمذی اسے روایت کرکے صحیح کہا ہے۔

۴۹۵۶ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ الْحَجَبِيُّ عَنْ جَدَّتِهٖ

صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي قَدْ وَلَدْتُ غُلَامًا فَسَمَّيْتُهُ مُحَمَّدًا وَكَنَّيْتُهُ أَبَا الْقَاسِمِ فَذُكِرَ لِي أَنَّكَ تَكْرَهُ ذَالِكَ فَقَالَ مَا الَّذِي أَحَلَّ اسْمِي وَحَرَّمَ كُنْيَتِي أَوْ مَا الَّذِي حَرَّمَ كُنْيَتِي وَأَحَلَّ اسْمِي ط

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی کہ یارسول اللہ میرے ہاں بیٹا ہوا ہے اور میں نے اس کا نام محمد رکھا ہے اور کنیت ابوالقاسم رکھی ہے، اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اسے ناپسند فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ کس چیز نے میرے نام کو رکھنا حلال اور میری کنیت کو رکھنا حرام کیا ہے؟ یا یہ فرمایا کہ کس چیز نے میری کنیت کو حرام اور میرے نام کو حلال کیا ہے؟

شرح: حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ ایک منکر متن ہے جو احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ اگر ان احادیث صحیحہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ پر محمول کیا جائے تو یہ حدیث ان کے خلاف نہیں ہے حافظ ابن حجر نے اس کے برعکس کہا ہے کہ یہ اجازت نہی سے پہلے کی ہے۔ حدیث کی عبارت بتاتی ہے (بشرطیکہ اس کو محفوظ مانا جائے) کہ یہ قصہ نہی کے بعد کا ہے۔ اگر ممانعت کو تحریم کے لئے نہیں بلکہ محض کراہت کے لئے لیا جائے تاکہ التباس واقع نہ ہو تو اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ نام اور کنیت کو جمع کرنا جائز ہے۔ امام ابوداؤد نے اس باب کو سب سے آخر میں درج کیا ہے۔ شاید ان کا اپنا مسلک بھی یہی تھا۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَتَكَنَّى وَلَيْسَ لَهُ وَلَدٌ

اولاد کے بغیر کنیت رکھنے کا باب

٤٩٥٧ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ نَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَلِي أَخٌ صَغِيرٌ يُكْنَى أَبَا عُمَيْرٍ وَكَانَ لَهُ نُغَرٌ يَلْعَبُ بِهِ فَمَاتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَرَآهُ حَزِينًا فَقَالَ مَا شَأْنُهُ فَقَالُوا مَاتَ نُغَرُهُ فَقَالَ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ ط

ترجمہ: انسؓ بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لایا کرتے تھے اور میرا ایک چھوٹا بھائی تھا جس کی کنیت ابوعمیر تھی اور اس کا ایک چھوٹا پرندہ نغر تھا جس سے وہ کھیلتا تھا۔ وہ پرندہ مرگیا اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لائے اور اسے غمگین دیکھا تو پوچھا کہ اسے کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا کہ اس کی چڑیا مر گئی ہے۔ پس آپؐ نے فرمایا: اے ابو عمیر! وہ چھوٹا پرندہ کہاں گیا؟ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائیؒ، ابن ماجہ، عن ابی التیاح عن انس الخ)

شرح: خطابی نے کہا ہے کہ اس حدیث سے مدینہ کے شکار کا مباح ہونا، یا وزن کلام کا جواز، مزاح کا جواز اور ناموں کی تصغیر کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حرم مدینہ اپنے سب احکام میں حرم مکہ کی مانند نہیں ہے اور بچوں کے کھیل اور انکی دلچسپی کیلئے کسی پرندے کو پکڑ کر بند کرنا جائز ہے۔

بَابٌ فِي الْمَرْأَةِ تُكَنّٰى

عورت کی کنیت کا باب

۴۹۵۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الْمَعْنَى قَالَا نَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ صَوَاحِبِي لَهُنَّ كُنًى قَالَ فَاكْتَنِي بِابْنِكِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مُسَدَّدٌ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ قَالَتْ فَكَانَتْ تُكَنَّى بِأُمِّ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهَكَذَا رَوَاهُ قُرَّانُ ابْنُ تَمَّامٍ وَمَعْمَرٌ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهُ وَرَوَاهُ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ حَمْزَةَ وَكَذَالِكَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَمَسْلَمَةُ بْنُ قَعْنَبٍ عَنْ هِشَامٍ كَمَا قَالَ أَبُو أُسَامَةَ ط

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری تمام سائھنوں (ازواج مطہرات) کی کنیت ہے (اور میری کنیت نہیں) آپؐ نے فرمایا: تو اپنے عبداللہ کے نام سے کنیت اختیار کر لے۔

شرح: عبداللہ سے مراد یہاں پر عبداللہ بن زبیر ہیں جو حضرت عائشہ کے بھانجے (اسماء کے بیٹے) تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ کی کنیت ام عبداللہ تھی۔

بَابٌ فِي الْمَعَارِيضِ

لفظ کے کچھ اور معنی لینے کا باب

۴۹۵۹ - حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيُّ نَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ

ضُبَارَةَ بْنِ مَالِكٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثًا هُوَ لَكَ بِهِ مُصَدِّقٌ وَأَنْتَ لَهُ بِهِ كَاذِبٌ ۝

ترجمہ: سفیان بن اسید حضرمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے جس میں وہ تیری تصدیق کرتا ہو اور تو اس سے جھوٹ بول رہا ہو۔

شرح: منذری نے کہا کہ اس کی سند میں بقیۃ بن الولید متکلم فیہ راوی ہے۔ لیکن اس سے قبل گزر چکا ہے کہ صلح میں، زوجین کی گفتگو میں اور جنگ میں توریہ اور تعریض کا استعمال جائز ہے۔ اس حدیث کا مضمون اس گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عمداً کسی مسلمان سے دھوکے فریب کی گفتگو کی جائے۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ زَعَمُوا

زعموا کا باب

٤٩٦٠ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ لِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ أَوْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ لِأَبِي مَسْعُودٍ مَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي زَعَمُوا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِئْسَ مَطِيَّةُ الرَّجُلِ زَعَمُوا قَالَ أَبُو دَاوُدَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ حُذَيْفَةُ ۝

ترجمہ: ابو قلابہ نے کہا کہ ابو مسعودؓ نے ابو عبداللہؓ سے یا ابو عبداللہؓ نے ابو مسعود سے کہا کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زعموا کے بارے میں کیا کہتے سنا تھا؟ اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ زعموا آدمی کی بہت بری سواری ہے ابو داؤد نے کہا کہ ابو عبداللہ سے مراد حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں (منذری نے کہا کہ ابو قلابہ کا نام عبداللہ بن زید جرمی بصری تھا۔ ابو القاسم دمشقی نے الحراف میں کہا ہے کہ ابو قلابہ کا سماع ان دونوں حضرات یعنی حذیفہؓ اور ابو مسعود سے نہیں ہوا ہے۔)

شرح: زعموا کا معنی ہے: "کہتے ہیں" یا "لوگوں نے کہا ہے" یہ کہہ کر عموماً بہت کچھ غلط سلط باتیں کہہ جانے کا بعض لوگوں میں رواج ہے لہذا جس طرح سواری پر چڑھ کر آدمی اپنی منزل مقصود کی طرف روانہ ہوتا ہے اسی طرح

یہ کہہ کر آدمی جدھر کو چاہے نکل جاتا ہے۔ اسی وجہ سے حضورؐ نے اسے بہت بری سواری فرمایا ہے

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ أَمَّا بَعْدُ

خطبے میں اما بعد کہنے کا باب

۴۹۶۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَهُمْ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ ط

ترجمہ: زیدؓ بن ارقم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب فرمایا اور فرمایا: اما بعد۔ (مسلم نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں اسے روایت کیا) یعنی "حمد و صلوٰۃ کے بعد"۔ اما بعد کی روایت صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے کی ہے

بَابٌ فِي الْكَرْمِ وَحِفْظِ الْمَنْطِقِ

کرم کا باب اور گفتگو کی حفاظت کا بیان

۴۹۶۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمُ الْكَرْمَ فَإِنَّ الْكَرْمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ وَلَكِنْ قُولُوا حَدَائِقُ الْأَعْنَابِ ط

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کوئی (انگور کو) کرم نہ کہے۔ کیونکہ کرم مسلم مرد ہوتا ہے۔ لیکن تم حدائق الاعناب کہو (یعنی انگوروں کے باغیچے)۔ مسلم نے اپنی صحیح میں اسے محمد بن سیرین عن ابی ہریرہ کے طریق سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ فرمایا: انگور کا نام کرم مت رکھو کیونکہ کرم تو مسلم مرد ہوتا ہے۔

تشریح: انگور کو اس کے فوائد و منافع کے باعث کرم کہتے تھے۔ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ انگور کی شراب پی کر آدمی سخاوت و کرم پر مائل ہوتا ہے چنانچہ زمانۂ جاہلیت میں شراب پی کر جوا کھیلتا اور جیتے ہوئے جانوروں کو ذبح کر کے ان کا گوشت غرباء میں بانٹ

دینا بہت بڑی نیکی اور سخاوت کی دلیل سمجھتے تھے۔ چونکہ اس سے ام الخبائث بنتی تھی لہٰذا حضورؐ نے اس نام کو اس سے سلب کر کے مومن کو دیا جس میں نیکی، شرافت، ہمدردیٔ خلائق اور دیگر بہت سی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ بخاری اور مسلم نے سعید بن المسیب عن ابی ہریرہ کی روایت سے اسی معنیٰ کی حدیث روایت کی ہے اور مسلم نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے انگور کو کرم کہنے سے منع فرمایا اور اسے عنب اور حبہ کہنے کا حکم دیا۔

بَابُ لَا يَقُولُ الْمَمْلُوكُ رَبِّي وَرَبَّتِي

غلام ربّی اور ربّتی نہ کہے

۴۹۶۳ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ وَحَبِيبِ ابْنِ الشَّهِيدِ وَهِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي وَأَمَتِي وَلَا يَقُولَنَّ الْمَمْلُوكُ رَبِّي وَرَبَّتِي وَلْيَقُلِ الْمَالِكُ فَتَايَ وَفَتَاتِي وَلْيَقُلِ الْمَمْلُوكُ سَيِّدِي وَسَيِّدَتِي فَإِنَّكُمُ الْمَمْلُوكُونَ وَالرَّبُّ اللّٰهُ تَعَالَى ؁

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی ہرگز نہ کہے کہ: میرا بندہ، میری بندی، اور غلام یہ ہرگز نہ کہے: میرا مالک، میری مالکہ بلکہ آقا کہے: میرا جوان، میری جوان لونڈی اور غلام یوں کہے: میرا سردار، میری سیدہ۔ کیونکہ تم سب مملوک ہو اور رب اللہ عزّ وجل ہے (نسائی)

شرح: عبد اور امۃ کے الفاظ سے شرک کا ایہام ہوتا تھا لہٰذا بطور نہی تنزیہی ان الفاظ کے اطلاق سے منع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ: وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ کے الفاظ کا خود اطلاق فرمایا ہے۔ لونڈی غلام اگر ربّ اور ربّہ کا لفظ بولیں تو اس میں شرک کا شائبہ پایا جاتا ہے کیونکہ رب تو فقط ایک رب العالمین ہے۔

۴۹۶۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا يُونُسَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي هٰذَا الْخَبَرِ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلْيَقُلْ سَيِّدِي وَمَوْلَايَ ؁

ترجمہ: اس حدیث کی دوسری روایت جو ابو یونس (مولائے ابی ہریرہ) سے ہے اسمیں یہ حدیث ابو ہریرہ پر موقوف ہے اور اسمیں یہ کہا ہے کہ: اسے سیدی اور مولائی کہنا چاہئے (بخاری اور مسلم نے ہمام بن منبہ عن ابی ہریرہ اسی معنی کی حدیث روایت کی ہے)

۴۹۶۵ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُولُوا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدٌ فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّدًا فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ ط

ترجمہ: بریدہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کو سید نامت کہو کیونکہ اگر وہ سید (مطاع، واجب الاطاعت) ہے تو تم نے اپنے رب عزّوجل کو ناراض کر دیا۔ (نسائی)

شرح: یعنی منافق کو سید کہنا اس کی اطاعت کے وجوب کا اعتراف ہے جس سے کہ اللہ ناراض ہوتا ہے۔ یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ اگر منافق مال و جان اور منصب کا مالک بھی ہو تاہم تم نے اس کی سیادت و سرداری کا اعتراف کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لے لی۔ عربی زبان میں سید کا لفظ سردار کا ہم معنیٰ ہے کسی قبیلے یا خاندان یا قوم کا نام نہیں ہوتا، تاہم منافق کی چونکہ اس سے تعظیم نکلتی ہے لہٰذا اس سے منع فرمایا گیا۔

بَابُ ۸۲ لَا يُقَالُ خَبُثَتْ نَفْسِي

خبثت نفسی کہنے کی ممانعت کا باب

۴۹۶۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي وَلْيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي ط

ترجمہ: سہیل بن حنیفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ: میری جان خبیث ہو گئی، بلکہ یوں کہے کہ میرا جی خراب ہے (بخاری، مسلم، نسائی۔ ان سب روایت میں خبثت کا لفظ ہے۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں جاشت کا لفظ ہے)

شرح: خطابی نے کہا کہ خبثت کا لفظ اور لقست لفظ کا معنیٰ ایک ہی ہے۔ یعنی جی خراب ہوا، قے آنیکو ہوئی یا ڈر گیا، خوف کھا گیا۔ مگر چونکہ خبثت کا لفظ درست نہ تھا لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے استعمال سے منع فرمایا اور اس کا ہم معنیٰ لفظ بتا دیا۔

۴۹۶۷ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ جَاشَتْ نَفْسِي ط

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہرگز کوئی یہ نہ کہے کہ میرا جی جوش زدہ ہوا بلکہ کہے میرا جی خراب ہوا (جوش سے مراد یہ ہے کہ دل خراب ہو اور بار بار قے آنے کا تقاضا محسوس ہوا، یہ لفظ جاشت بھی خبثت کی مانند برا تھا لہٰذا اس سے روک دیا)

۴۹۶۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ نَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ فُلَانٌ وَلَكِنْ قُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ ط

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: یہ مت کہو کہ جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے، بلکہ یہ کہو کہ جو اللہ چاہے پھر فلاں چاہے (نسائی)

شرح: خطابی کا قول ہے کہ یہ حدیث بھی گزشتہ حدیث کی مانند ہے۔ واو جمع اور تشریک کے لئے ہوتا ہے اور ثم کا لفظ عطف کے لئے ہے جس میں ترتیب پائی جاتی ہے۔ یعنی پہلے فلاں بات ہوئی پھر فلاں۔ پس اللہ کی مشیئت میں کوئی اور شریک نہیں لہٰذا پہلی عبارت سے منع فرمایا۔ ہاں اللہ سبحانہ کا ادب و احترام یہ ہے کہ باقی سب کو اس کی مشیئت کے ماتحت رکھا جائے، اور یہ وہ صورت ہے کہ بندے کا ذکر اسباب عادیہ کے تحت ناگزیر ہو۔ یہ حکم تو دوسروں کا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صرف یہی جائز ہے کہ کہیں ما شاء اللہ۔ وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام عبودیت ظاہری اسباب سے ماوراء ہے۔ اور یہ مقام بڑا نازک ہے۔ اگر کوئی اس کی حقیقت سے بے خبر ہو تو گر جانے کا اندیشہ ہے۔

۴۹۶۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ عَنْ تَمِيمٍ الطَّائِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ خَطِيبًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَالَ قُمْ أَوْ قَالَ اذْهَبْ فَبِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ ط

ترجمہ: عدی بن حاتم طائیؓ سے روایت ہے کہ ایک خطیب نے نبی صلی اللہ کے پاس خطبہ دیا اور کہا جس نے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت یافتہ ہوگیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی آئے تو آپؐ نے فرمایا: اٹھ یا فرمایا: جا، تو بہت بُرا خطیب ہے (مسلم۔ اور یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزرگئی ہے) یہاں پر بھی ممانعت کا باعث یہی تھا کہ اس خطیب نے اللہ اور رسول کو ایک لفظ میں جمع کردیا تھا جس سے شریک کا ایہام پایا گیا۔

۴۹۷۰ - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدٍ يَعْنِي الْحَذَّاءَ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ رَجُلٍ قَالَ كُنْتُ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَثَرَتْ دَابَّتُهُ فَقُلْتُ تَعِسَ الشَّيْطَانُ فَقَالَ لَا تَقُلْ تَعِسَ الشَّيْطَانُ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذَالِكَ تَعَاظَمَ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الْبَيْتِ وَيَقُولُ بِقُوَّتِي وَلَكِنْ قُلْ بِسْمِ اللهِ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذَالِكَ تَصَاغَرَ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الذُّبَابِ ط

ترجمہ: ابوالملیح نے ایک مرد سے روایت کی، اس نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر پیچھے سوار تھا۔ پس آپؐ کی سواری نے ٹھوکر کھائی تو میں نے کہا: شیطان تباہ ہو۔ آپ نے فرمایا: یہ نہ کہہ کہ شیطان برباد ہوا، کیونکہ جب تو یہ کہے تو وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگتا ہے حتیٰ کہ وہ گھر کی مانند ہو جاتا ہے اور کہتا ہے: یہ میں نے اپنی قوت سے کیا بلکہ کہہ: بسم اللہ، کیونکہ جب تو یہ کہے تو وہ چھوٹا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ مکھی کی مانند رہ جاتا ہے (نسائی۔ ابوالملیح کا نام منذری نے عامر بن اسامہ یا زید بن اسامہ یا عمیر بن اسامہ بتایا ہے)

شرح: یہ بطور تمثیل و محاورہ فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو بڑا جان کر گھر کی مانند پھیل جاتا ہے اور چھوٹا جان کر مکھی کی طرح ہو جاتا ہے۔ چونکہ اس لفظ میں شیطان کی شرکت کا بظاہر وہم پایا جاتا ہے لہذا آپؐ نے پہلے لفظ کے استعمال سے منع فرمایا۔

۴۹۷۱ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ ح وَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتَ وَقَالَ مُوسَى إِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَالَ مَالِكٌ إِذَا قَالَ ذَالِكَ تَحَزُّنًا لِمَا يَرَى فِي النَّاسِ يَعْنِي فِي أَمْرِ دِينِهِمْ فَلَا أَرَى بِهِ بَأْسًا وَإِذَا قَالَ ذَالِكَ عُجْبًا بِنَفْسِهِ وَتَصَاغُرًا لِلنَّاسِ فَهُوَ الْمَكْرُوهُ الَّذِي نُهِيَ عَنْهُ ط

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو سنے اور موسیٰ بن اسماعیل راوی نے

کہا: جب آدمی کہے لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ ان سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔ ابو داؤد نے کہا کہ امام مالک نے فرمایا: جب کوئی لوگوں میں بے دینی اور غفلت دیکھ کر اظہارِ غم واندوہ کے طور پر ایسا کہے کہ وہ ہلاک ہو گئے تو میرے نزدیک اسمیں کوئی حرج نہیں۔ لیکن جب کوئی لوگوں کو حقیر جان کر اور اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر یہ کہے تو یہ مکروہ ہے۔ (مسلم۔ مگر امام مسلم نے مالک کا کلام نقل نہیں کیا۔ مسلم کے شاگرد ابو اسحاق نے کہا کہ میں نہیں جانتا یہ لفظ اَہْلَکُہُم نصب کے ساتھ ہے یا اَہْلَکُہُم رفع کے ساتھ ہے)

شرح: اَھْلَکَھُمْ پڑھا جائے تو معنیٰ یہ ہے کہ، اس نے انہیں ہلاک کیا۔ یعنی وہ بڑا بنتا ہے اور سمجھتا ہے کہ باقی سب لوگ حقیر و ذلیل ہیں۔ گویا اپنے خیال میں وہ ان سب کو مار چکا ہے۔ اَھْلَکُھُمْ پڑھیں تو مطلب یہ ہے کہ وہ بیچارے تو جو تھے سو تھے ہی، یہ شخص انہیں حقیر و رسوا جان کر سب سے بڑھ کر ہلاک ہونیوالا ہوا۔ پہلی صورت میں یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ اس شخص نے لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کر کے دین سے ہٹایا تو یہی ان کی ہلاکت کا باعث بنا۔ حدیثِ صحیح میں دین کو آسان کر کے پیش کرنے اور بشارت دینے کا حکم آیا ہے اور حضورؐ نے نفرت دلاتے اور لوگوں کو دین سے بدکانے سے منع فرمایا ہے۔

بَابُ ۸۳ صَلٰوۃِ الْعَتَمَۃِ

نماز عتمہ کا باب

۴۹۷۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ نَا سُفْیَانُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَبِیْدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَغْلِبَنَّکُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰی اِسْمِ صَلَاتِکُمْ اَلَا وَاِنَّھَا الْعِشَاءُ وَلٰکِنَّھُمْ یُعْتِمُوْنَ بِالْاِبِلِ ط

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صحرائی لوگ تمہاری نماز کے نام پر تم پر غالب نہ آجائیں۔ خبردار وہ نماز عشاء ہے مگر وہ اونٹوں کا دودھ دوہنے کے باعث اس کا نام عتمہ رکھتے تھے (مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: صحرائی لوگ کافی دیر سے اونٹوں کو باڑوں میں بند کر کے ان کا دودھ دوہتے تھے اور اس وقت کا نام عتمہ رکھتے تھے۔ نماز عشاء بھی چونکہ دیر سے ہوتی ہے لہٰذا اس کا نام بھی انہوں نے عتمہ رکھا۔ شرعی نام اس کا عشاء ہے لہٰذا اس اعرابی نام سے منع فرمایا گیا۔

۴۹۷۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ نَا مِسْعَرُ بْنُ کِدَامٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّۃَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ قَالَ مِسْعَرٌ اُرَاہُ مِنْ

خُزَاعَةَ لَيْتَنِي صَلَّيْتُ فَاسْتَرَحْتُ فَكَأَنَّهُمْ عَابُوا ذَالِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا بِلَالُ أَقِمِ الصَّلٰوةَ أَرِحْنَا بِهَا ؕ

ترجمہ: سالم بن ابی الجعد نے کہا کہ ایک آدمی نے (جو مسعر راوی کے خیال میں خزاعی تھا) کہا کاش میں نماز پڑھ لیتا اور آرام پاتا، پس لوگوں نے گویا اس کی بات کو معیوب جانا تو اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ فرماتے تھے: اے بلال! نماز کی اقامت کہہ اور ہم کو اس کے ساتھ راحت پہنچا۔ (پس اس قول حرج نہیں تھا)

٤٩٧٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَنَا إِسْرَائِيْلُ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبِي إِلَى صِهْرٍ لَنَا مِنَ الْأَنْصَارِ نَعُوْدُهُ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَالَ لِبَعْضِ أَهْلِهِ يَا جَارِيَةُ ائْتُوْنِي بِوَضُوْءٍ لَعَلِّي أُصَلِّي فَأَسْتَرِيْحَ قَالَ فَأَنْكَرْنَا ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا بِلَالُ أَقِمْ فَأَرِحْنَا بِالصَّلٰوةِ ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ میں اور میرے والد انصار میں سے اپنے ایک رشتہ دار کی عیادت کو گئے، پس نماز کا وقت آگیا اور صاحب خانہ نے کہا کہ اے لڑکی مجھے وضوء کا پانی دو تاکہ میں نماز پڑھوں اور راحت پاؤں۔ عبداللہ نے کہا کہ ہم نے اس کی اس بات کو عجیب جانا پس اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اٹھ اے بلال! پس ہمیں نماز کے ساتھ راحت پہنچا۔ یا یہ فرمایا: اے بلالؓ اقامت کہہ اور ہمیں نماز کے ساتھ راحت پہنچا۔

٤٩٧٥۔ حَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ زَيْدٍ نَا أَبِي نَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْسُبُ أَحَدًا إِلَّا إِلَى الدِّيْنِ ؕ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کو بھی دین کے سوا کسی اور چیز کی طرف منسوب کرتے نہیں سنا (منذری نے کہا کہ یہ روایت منقطع ہے کیونکہ زید بن اسلم کو جناب عائشہ

سے سماع نہیں ہوا۔ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث اس باب میں شائد اس لئے داخل کی ہے کہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو دین کے سوا کسی اور چیز کی طرف منسوب نہ فرماتے تھے تو اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ نے لوگوں کو جاہلیت کی عبارات و محاورات سے بھی پھیرا تھا تاکہ وہ انہیں الفاظ و عبارات کا استعمال کریں جو کتاب وسنت میں وارد ہیں۔ اس کی مثال عتمہ والی حدیث ہے کہ اسے عشاء کہنے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ بقول مولانا محمد یحیی حضور نے لوگوں کو اسماء، افعال، احوال غرض ہر چیز میں دین کی ہدایات کی طرف پھیرا ہے۔

بَابٌ فِيمَا رُوِيَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي ذَالِكَ ط

اس بارے میں مروی رخصت کا باب

۴۹۷۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ أَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا شَيْئًا أَوْ مَا رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا ط

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: مدینہ میں ایک مرتبہ (رات کے وقت) شور و غوغا ہوا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کے ایک گھوڑے پر سوار ہوگئے۔ پھر (واپس آکر) فرمایا: ہم نے کوئی چیز نہیں دیکھی، یا یہ کہ ہم نے کوئی خوف نہیں پایا اور ہم نے اس کو (گھوڑے کو) ایک دریا پایا ہے (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ کے گھوڑے کو دریا فرمایا جو ایک محاوراتی اور استعاراتی کلام تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حسب ضرورت ایسی بات جائز ہے جس کا معنی ظاہری معنی مراد نہ ہو۔ گھوڑے کی رفتار کو تیزی اور ہم آہنگی اور روانی میں دریا سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بعض احادیث میں ہے کہ حضور ابوطلحہؓ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سب سے پہلے خوف کے مقام پر پہنچے، تلوار آپؐ کی گردن میں لٹک رہی تھی اور واپسی پر فرمارہے تھے۔ لن تراعوا۔ کوئی بات نہیں۔ یہ گھوڑا بہت سست تھا مگر حضورؐ کی سواری کی برکت سے پھر سب سے آگے رہنے لگا تھا۔

بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الْكَذِبِ[85]

جھوٹ میں شدت کا باب

۴۹۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا وَكِيعٌ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ ح وَنَا مُسَدَّدٌ نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا وَعَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيقًا ط

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ نافرمانی کی طرف لے جاتی ہے۔ اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ میں مبالغہ اور کوشش کرتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھا جاتا ہے، اور تمہیں سچ کو اختیار کرنا لازم ہے کیونکہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے اور سچ کی تلاش میں رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے نزدیک نہایت سچا لکھا جاتا ہے (بخاری، مسلم، ترمذی)

شرح: فجور کا معنیٰ خطابی نے لکھا ہے: سچ سے گریز کرنا اور جھوٹ کی طرف مائل ہونا۔ صدّیق اور کذاب دونوں مبالغے کے صیغے ہیں۔

۴۹۷۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ نَا يَحْيَى عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ ط

ترجمہ: بہز بن حکیم نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے اور اس نے اپنے باپ کے حوالے سے روایت کی (جو معاویہ حیدہ قشیری صحابی تھا) اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اس شخص کیلئے سخت عذاب ہے۔ جو لوگوں کو ہنسانے کیلئے جھوٹ بولتا ہے، اس کے لئے عذاب ہے، اس کے لئے عذاب ہے (ترمذی، نسائی ترمذی نے اس کو حدیث حسن کہا ہے۔ بہز بن حکیم میں ائمہ حدیث کا اختلاف ہوا ہے کہ وہ ثقہ ہے یا ناقابل احتجاج ہے)

شرح: بھانڈ بھڑوے اور نقال محض لوگوں کو خوش کرکے اور ہنسا کر پیسے بٹورتے ہیں، اس حدیث کی وعید کے وہ ضرور مستحق ہونگے انشاء اللہ۔

۴۹۷۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ مَوَالِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ الْعَدَوِيِّ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ دَعَتْنِي أُمِّي يَوْمًا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِي بَيْتِنَا فَقَالَتْ هَا تَعَالَ أُعْطِيكَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيهِ قَالَتْ أُعْطِيهِ تَمْرًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِيهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ ط

ترجمہ: عبداللہ بن عامرؓ نے کہا کہ ایک دن مجھے میری ماں نے بلایا اور اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے، اور اس نے کہا: لو آؤ میں تمہیں کچھ دیتی ہوں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ اس نے کہا میں اسے کھجور دوں گی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو اسے کوئی چیز نہ دیتی تو یہ تیرے ذمہ ایک جھوٹ لکھا جاتا (اسکی سند میں عبداللہ بن عامر کا آزاد کردہ غلام مجہول راوی ہے) بچوں کے ساتھ جھوٹ بولنے سے ان کی تربیت خراب ہوتی ہے اور وہ بھی جھوٹ کے عادی ہو جاتے ہیں۔ پس یہ جھوٹ اس لحاظ سے سنگین ہوتا ہے۔

۴۹۸۰ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ نَا شُعْبَةُ ح وَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ نَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ ابْنُ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَفٰى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَلَمْ يَذْكُرْ حَفْصٌ أَبَا هُرَيْرَةَ ط

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے لئے یہ جھوٹ گناہ میں کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی چیز کو بیان کردے۔ ابوداؤد نے کہا کہ حفص نے ابو ہریرہؓ کا ذکر نہیں کیا (پس اسکی روایت مرسل ہے مسلم نے اسے صحیح کے مقدمہ میں مرسل اور مسند دونوں طرح سے روایت کیا ہے۔ دارقطنی نے کہا ہے کہ اس کا مرسل ہونا

یہی درست ہے) ابوداؤد کے نزدیک صرف علی بن حفص مدائنی نے اسے مسند بیان کیا ہے۔
شرح: یعنی جو شخص لوگوں کی باتوں کو پرکھتا نہیں اور ہر ایک کی کہی ہوئی بات کو آگے چلا دیتا ہے وہ جھوٹا اور گناہ گار ہے۔

بَابٌ ۸۶ فِي حُسْنِ الظَّنِّ !

حسنِ ظن کا باب

۴۹۸۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ ح وَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مُهَنَّا أَبِي شِبْلٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَلَمْ أَفْهَمْهُ جَيِّدًا مِنْهُ عَنْ حَمَّادِ ابْنِ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ وَاسِعٍ عَنْ سُهَيْرٍ قَالَ نَصْرٌ شُتَيْرِ بْنِ نَهَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَصْرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ ط

ترجمہ: ابوہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا: اچھا گمان اچھی عبادت میں سے ہے (اس کی سند میں مہنا بن عبدالحمید ابوشبل بصری ہے۔ اس کے بارے میں ابوحاتم رازی نے کہا کہ مجہول ہے گو ابوداؤد نے اسے ثقہ کہا ہے)

شرح: منذری نے کہا کہ حسن ظن سے مراد یہاں پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنا ہے یہ بھی اچھی عبادت ہے یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ جس کی عبادت اچھی ہو اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ گمان بھی اچھا ہوتا ہے جیسے کہ ایک حدیث میں ہے: تم میں سے کوئی صرف اسی حالت میں مرے کہ اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہو۔ یعنی اچھے کام کرے، عبادت کرے، نیکیاں کرے اور اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھے کہ وہ انہیں شرف قبولیت بخشے گا۔ مولانا نے فرمایا ہے کہ حفظ مال کے سلسلے میں لوگوں کے ساتھ حسن ظن رکھنا عبادت نہیں بلکہ لوگوں سے معاملہ کرتے ہوئے حزم و احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ بدظنی اگر بے محل اور بے فائدہ ہو تو گناہ ہے۔

۴۹۸۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَأَتَيْتُهُ أَزُورُهُ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهُ فَقُمْتُ فَانْقَلَبْتُ فَقَامَ مَعِي لِيَقْلِبَنِي وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا رَاٰیَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا اِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ فَخَشِيْتُ اَنْ يَقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا اَوْ قَالَ شَرًّا ؕ

ترجمہ: ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے۔ میں رات کو آپ کی زیارت کے لئے آئی پس میں نے آپؐ سے بات چیت کی اور اٹھ کر واپس جانے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے باہر تک پہنچانے کے لئے اٹھے، اور حضرت صفیہ کا مسکن اُسامہ بن زید کے گھر میں تھا، پس انصار میں سے دو آدمی گزرے۔ جب انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیز چلے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذرا ٹھہر جاؤ، یہ صفیہ بنت حُیَیّ ہے۔ وہ بولے سبحان اللہ یا رسول اللہ (یہ آپؐ نے کیا فرمایا؟) حضورؐ نے فرمایا شیطان انسان میں اس طرح جاری وساری ہوتا ہے جس طرح دوران خون ہوتا ہے۔ پس میں ڈرا کہ مبادا وہ تمہارے دلوں میں کوئی چیز ڈال دے، یا فرمایا کہ شر ڈال دے (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ۔ اور اس سے قبل سنن ابی داؤد کی کتاب الصیام میں بھی یہ حدیث گزر چکی ہے)

شرح: مولانا محمد یحییٰ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح آدمی کو دوسرے سے حسن ظن رکھنا چاہیئے اسی طرح اس امر کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے کہ اس کے دل میں میرے متعلق خواہ مخواہ بدظنی پیدا نہ ہو جائے۔ اگر کوئی ایسا موقع ہو کہ دوسرے میں بدظنی پیدا ہونیکا احتمال ہو تو اس سے گریز ضروری ہے تاکہ دوسرا بدظنی کا شکار ہو کر گنہگار نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تو بدگمانی ویسے بھی کفر ہے اور اس سے ایمان جاتا رہنے کا اندیشہ ہوتا ہے والعیاذ باللہ۔

بَابٌ ۸۲ فِي الْعِدَةِ

وعدے کا باب

۴۹۸۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا اَبُوْ عَامِرٍ نَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ اَبِي النُّعْمَانِ عَنْ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ اَخَاهُ وَمِنْ نِيَّتِهِ اَنْ يَّفِيَ فَلَمْ يَفِ وَلَمْ يَجِئْ لِلْمِيْعَادِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ

ترجمہ: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: جب آدمی اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس کی نیت پورا کرنے کی ہو مگر پورا نہ کرے (یعنی کسی عذر کے باعث) اور مقررہ وقت پر نہ آئے تو اس پر گناہ نہیں (ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ غریب ہے اور اس کی سند قوی نہیں۔ ابوالنعمان اور ابو وقاص مجہول ہیں۔ ابو حاتم رازی نے بھی ان دو راویوں کو مجہول کہا ہے)

شرح: جب نیت وعدہ وفائی کی ہو مگر اسے پورا نہ کیا جاسکے تو اس حدیث کی رو سے وعدہ وفائی واجبات شرعیہ سے نہیں بلکہ مکارم اخلاق میں سے ہے۔ کسی شرعی مانع کے بغیر وعدہ خلافی کرنا فعل حرام ہے اور وعدہ خلافی کی نیت سے وعدہ کرنا علامت نفاق ہے۔ پہلی شریعتوں میں بھی وعدہ وفائی کا حکم دیا گیا تھا (لمعات)

۴۹۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْحَمْسَاءِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعٍ قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهُ بَقِيَّةٌ فَوَعَدْتُهُ أَنْ آتِيَهُ بِهَا فِي مَكَانِهِ فَنَسِيتُ فَذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَجِئْتُ فَإِذَا هُوَ فِي مَكَانِهِ فَقَالَ يَا فَتًى لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ أَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ أَنْتَظِرُكَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى هٰذَا عِنْدَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ ط

ترجمہ: عبداللہ بن ابی الحمساء نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل میں نے آپ کے ساتھ ایک سودہ کیا اور آپؐ کا کچھ بقیہ (میرے ذمہ) رہ گیا اور میں نے وعدہ کیا کہ اسی جگہ پر اسے لاؤں گا۔ پھر میں بھول گیا اور تین دن کے بعد یاد آیا۔ پس میں گیا تو آپؐ اس جگہ پر تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اے جوان! تو نے مجھ پر سختی کی، میں یہیں پر تین دن سے تیرا انتظار کر رہا تھا۔

شرح: اپنی اخلاقی بلندیوں پر فائز ہونیکے باعث آپؐ کا لقب شروع سے ہی صادق اور امین تھا۔ جو شخص خود وعدہ وفا ہو وہ دوسروں سے بھی یہی توقع رکھتا ہے کہ وہ وعدے پورے کریں گے۔

بَابٌ ۸۸ فِي مَنْ يَتَشَبَّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ

نہ ملنے والی چیز کے ملنے کا دعویٰ کرنیوالے کا باب

۴۹۸۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ

ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِي جَارَةً تَعْنِيْ ضَرَّةً هَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ اَنْ تَشَبَّعْتُ لَهَا بِمَا لَمْ يُعْطِ زَوْجِيْ قَالَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ ؕ

ترجمہ: اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا: یا رسول اللہ میری ایک سوت (سوکن) ہے کیا اس میں پر کوئی گناہ ہے اگر میں اس کے سامنے خاوند کی وہ عطاء بیان کروں جو در اصل اس نے مجھے نہ دی ہو؟ حضورؐ نے فرمایا: نہ ملنے والی چیز کے ملنے کا دعویٰ کرنے والا جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی مانند ہے۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

شرح: ایک سوت دوسری کو جلانے کی خاطر ایسا کرتی ہے اس لئے اسکی حرمت بیان فرمائی گئی۔ دو کپڑے اس لئے فرمایا کہ اہل عرب کا لباس عموماً چادر اور تہبند پر مشتمل ہوتا تھا۔ جھوٹ کے کپڑے پہننے کا مطلب ریاکاری اور شہرت پسندی ہے، مثلاً جو زاہد نہیں وہ زاہدوں جیسا لباس پہن لے، جو عالم نہیں وہ علماء کے کپڑے پہن لے تاکہ لوگوں کو فریب دے سکے۔ اندر سے دھوکہ باز ہو مگر جھوٹا اعتبار جمانے کیلئے متشرع بن جائے۔ ایسا شخص از سرتاپا فریبی اور دھوکا باز ہے۔

بَابٌ ۸۹ مَا جَاءَ فِي الْمُزَاحِ

مزاح کا باب

۴۹۸۶۔ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ اَنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِحْمِلْنِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا حَامِلُوْكَ عَلٰى وَلَدِ نَاقَةٍ قَالَ وَمَا اَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَلِدُ الْاِبِلَ اِلَّا النُّوْقُ ؕ

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ مجھے سواری عنایت فرمائیے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم تجھے سواری کے لئے اونٹنی کا بچہ دیں گے۔ وہ کہنے لگا کہ میں اونٹنی کے بچے کو کیا کرونگا؟ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب اونٹ اونٹنیوں کے بچے ہی ہوتے ہیں (ترمذی نے اسے روایت کیا اور کہا حسن غریب)

شرح: اس شخص نے سمجھا کہ حضورؐ کی مراد اونٹنی کا چھوٹا سا بچہ ہے جو سواری کے قابل نہیں ہوتا۔ حضورؐ نے

وضاحت فرمادی کہ ہر اونٹ اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے۔ اسمیں یہ اشارہ بھی تھا کہ یہ کلام ازراہ خوش طبعی فرمایا گیا تھا۔

۴۹۸۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِيًا فَلَمَّا دَخَلَ تَنَاوَلَهَا لِيَلْطِمَهَا وَقَالَ أَلَا أَرَاكِ تَرْفَعِينَ صَوْتَكِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْجُزُهُ وَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُغْضَبًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ كَيْفَ رَأَيْتِنِي أَنْقَذْتُكِ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ فَمَكَثَ أَبُو بَكْرٍ أَيَّامًا ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُمَا قَدِ اصْطَلَحَا فَقَالَ لَهُمَا أَدْخِلَانِي فِي سِلْمِكُمَا كَمَا أَدْخَلْتُمَانِي فِي حَرْبِكُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلْنَا قَدْ فَعَلْنَا ؏

ترجمہ: نعمانؓ بن بشیر سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے داخل ہونیکا اذن مانگا تو حضرت عائشہؓ کی بلند آواز سنی۔ جب اندر گئے تو انہیں پکڑ لیا تاکہ چانٹا رسید کریں اور کہا: کیا میں یہ دیکھ نہیں رہا کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی آواز بلند کرتی ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں روکنے لگے اور ابوبکر غصہ کی حالت میں باہر چلے گئے، جب ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر چلے گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھا میں نے تمہیں اس شخص سے کیسے بچایا (اس شخص کا لفظ بطور مزاح فرمایا) نعمانؓ نے کہا کہ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کئی دن نہ آئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آنے کی اجازت طلب کی (اور اندر گئے) تو دیکھا دونوں حضرات کی صلح ہو چکی ہے۔ پس ان دونوں سے کہا: مجھے اپنی صلح میں بھی شریک کیجئے جیسے کہ اپنی لڑائی میں کیا تھا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے ایسا کیا ہم نے ایسا کیا (نسائی) یعنی ہم نے تمہیں اپنی صلح میں شامل کر لیا ہے۔

۴۹۸۸۔ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْعَلَاءِ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ

وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ وَقَالَ أُدْخُلْ فَقُلْتُ أَكُلِّي يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ كُلُّكَ فَدَخَلْتُ ط

ترجمہ: عوف بن مالک اشجعی نے کہا کہ میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ چمڑے کے ایک قبے میں تشریف فرما تھے۔ پس میں نے سلام کہا اور آپؐ نے جواب دیا اور فرمایا: اندر آجاؤ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پورا ہی آجاؤں؟ فرمایا: پورے ہی آجاؤ۔ پس میں اندر داخل ہوگیا (بخاری، ابن ماجہ)

شرح: خیمہ چھوٹا تھا لہذا عوفؓ بن مالک نے اس مزاح سے اس کے جسم کی چھوٹائی کی طرف اشارہ کیا، گویا یہ ظاہر کیا کہ کیا یہ خیمہ اتنا ہے کہ میں اس میں سما سکوں گا؟ اس سے معلوم ہوا کہ بعض دفعہ صحابہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مزاح کرتے تھے۔

۴۹۸۹۔ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ نَا الْوَلِيدُ نَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاتِكَةِ قَالَ إِنَّمَا قَالَ أَدْخُلُ كُلِّي مِنْ صِغَرِ الْقُبَّةِ ط

ترجمہ: عثمان بن ابی العاتکہ نے کہا کہ چونکہ خیمہ چھوٹا سا تھا اس لئے عوفؓ نے کہا: کیا میں سارا ہی آجاؤں؟

۴۹۹۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ نَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ ط

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہم وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے دو کانوں والے! (ترمذی) یہ بطور مزاح فرمایا ورنہ ہر آدمی کے دو کان ہوتے ہیں۔ اس میں حضرت انسؓ کی تعریف بھی کہ وہ بات کو غور سے سنتے اور یاد رکھتے ہیں۔

بَابُ مَنْ يَأْخُذُ الشَّيْءَ مِنْ مِزَاحٍ

بطور مزاح کسی کی چیز لے لینے کا باب

۴۹۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا يَحْيَى ح وَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ نَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَأْخُذَنَّ أَحَدُكُمْ مَتَاعَ أَخِيهِ لَاعِبًا جَادًّا وَقَالَ سُلَيْمَانُ لَعِبًا وَلَا جِدًّا وَمَنْ أَخَذَ عَصَا أَخِيهِ فَلْيَرُدَّهَا لَمْ يَقُلْ

ابْنُ بَشَّارٍ ابْنِ يَزِيْدَ وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ: عبداللہ بن السائب بن یزیدؓ نے اپنے باپ سے، اس نے اس کے دادا سے روایت کی کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا سامان مزاح سے نہ لے کہ پھر واپس ہی نہ دے۔ سلیمان راوی نے کہا کہ فرمایا: نہ مزاح اور نہ سچ مچ سے، اور جو اپنے بھائی کا عصا لے وہ اسے واپس کردے۔ (ترمذی)

۴۹۹۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْاَنْبَارِيُّ نَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَسِيْرُوْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَامَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَانْطَلَقَ بَعْضُهُمْ اِلٰى حَبْلٍ مَعَهُ فَاَخَذَهُ فَفَزِعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يُّرَوِّعَ مُسْلِمًا ط

ترجمہ: عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ پس ان میں سے ایک آدمی سو گیا تو کوئی شخص اس کی ایک رسی کی طرف گیا اور اسے پکڑ لیا۔ وہ شخص گھبرا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلم کیلئے حلال نہیں کہ دوسرے مسلم کو ڈرائے۔

بَابٌ ۹۱ فِي التَّشَدُّقِ فِي الْكَلَامِ

بے تکلف منہ بھر کر باتیں کرنے کا باب

۴۹۹۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ نَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بِشْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِيْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهٖ تَخَلُّلَ الْبَاقِرَةِ بِلِسَانِهَا ط

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل مردوں میں سے اس شخص کو ناپسند کرتا ہے جو بڑھ چڑھ کر باتیں کرے، جو اپنی زبان یوں پھیرتا ہے جیسے کہ گائے اپنی زبان پھیرتی ہے (ترمذی نے اسے روایت کر کے حسن غریب کہا ہے)۔

شرح: یعنی جس طرح گائے اپنی زبان سے گھاس لپیٹتی ہے اس طرح یہ شخص منہ بھر کر بتکلف باتیں کرتا ہے۔ یعنی تکلف اور

تصنع سے بات کرنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ اگر کسی میں فصاحت و بلاغت فطری ہے تو مذموم نہیں ہے۔

۴۹۹۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ صَرْفَ الْكَلَامِ لِيَسْبِيَ بِهٖ قُلُوْبَ الرِّجَالِ اَوِ النَّاسِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا

ترجمہ: ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے باتوں کا ہیر پھیر اس غرض سے سیکھا کہ لوگوں کے دلوں کو مسخر کرے، اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس سے کوئی نفل اور فرض قبول نہ کرے گا (منذری نے کہا ہے کہ ضحاک بن شرحبیل کی کوئی روایت صحابہ سے نہیں بلکہ تابعین سے ہے، لہٰذا ہو سکتا ہے یہ حدیث منقطع ہو)

شرح: کلام کو پھیرنے کا مطلب یہ ہے کہ ضرورت سے زائد باتیں کی جائیں اور گفتگو میں تکلف برتا جائے تاکہ لوگوں کے دلوں کو موہ لے۔ لیکن اگر کوئی فی سبیل اللہ اپنی بات کو مؤثر بنانے کی خاطر ایسا کرے تو وہ انشاء اللہ وعید میں داخل نہ ہوگا۔

۴۹۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا اَوْ اِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ لَسِحْرٌ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دو شخص مشرق سے آئے اور انہوں نے خطبے دیئے تو لوگ ان کے بیان پر حیران رہ گئے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً بعض بیان جادو ہوتے ہیں (بخاری، ترمذی)

شرح: یہ دو آدمی زبرقانؓ بن بدر اور عمروؓ بن اھتم تھے۔ اور ان کا وفد نو ہجری میں آیا تھا۔ لمعات میں ہے کہ زبرقان بن بدر نے اپنے فضائل پر تفاخر کے انداز میں فصیح و بلیغ انداز میں کلام کیا اور عمروؓ بن اھتم نے اسے جواب دیا اور بلیغ انداز میں اسے کمینگی سے مغلوب کیا۔ زبرقان نے کہا: واللہ یا رسول اللہ یہ جو کچھ کہہ رہا ہے از راہِ حسد کہتا ہے ورنہ یہ جانتا ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ مجھ میں نہیں۔ عمروؓ نے دوسری مرتبہ اسے پہلے کی نسبت بلیغ تر انداز میں جواب دیا۔ احیاء العلوم میں ہے کہ ایک دن اس نے زبرقان کی مدح کی اور دوسرے دن مذمت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کیا؟ اس نے کہا: میری پہلی بات بھی سچی تھی اور دوسری بھی جھوٹی نہیں۔ اس نے مجھے کل راضی کیا تو میں نے وہ اچھی باتیں کہیں جو اس میں ہیں۔ آج مجھے اس نے غصہ دلایا تو اس کی قبیح ترین باتوں کو بیان کر دیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا۔ یعنی بعض بیان دلوں کو باطل کی طرف پھیرنے میں جادو جیسا اثر رکھتے ہیں۔ معلوم یوں ہوتا ہے کہ عمروؓ نے اس کی مذمت مبالغہ آرائی اور تکلف و تصنع پر کی تھی۔ واللہ اعلم

۴۹۹۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْبَهْرَانِيُّ أَنَّهُ قَرَأَ فِي أَصْلِ إِسْمَعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ وَحَدَّثَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ ابْنُهُ قَالَ حَدَّثَنِي ضَمْضَمٌ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ ثَنَا أَبُو ظَبْيَةَ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ يَوْمًا وَقَامَ رَجُلٌ فَأَكْثَرَ الْقَوْلَ فَقَالَ عَمْرٌو لَوْ قَصَدَ فِي قَوْلِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَقَدْ رَأَيْتُ أَوْ أُمِرْتُ أَنْ أَتَجَوَّزَ فِي الْقَوْلِ فَإِنَّ الْجَوَازَ هُوَ خَيْرٌ ط

ترجمہ: ابوظبیہ سے روایت ہے کہ عمروؓ بن العاص نے ایک دن کہا، جبکہ ایک شخص نے اٹھ کر بہت باتیں کیں، پس عمروؓ نے کہا کہ اگر یہ شخص اپنی بات میں اعتدال اختیار کرتا تو اس کے لئے بہتر تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا، میں یہ سمجھتا ہوں، یا یہ فرمایا کہ مجھے حکم ملا ہے کہ مختصر بات کروں کیونکہ اختصار ہی بہتر ہوتا ہے (یعنی حاجت سے زائد بات کرنا فضول ہے) اس کی سند میں بقول منذری محمد بن اسماعیل بن عیاش ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور یہ دونوں متکلم فیہ ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشِّعْرِ

شعر کے ذکر کا باب

۴۹۹۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا قَالَ أَبُو عَلِيٍّ بَلَغَنِي عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ وَجْهُهُ أَنْ يَمْتَلِئَ قَلْبُهُ حَتَّى يَشْغَلَهُ عَنِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللَّهِ فَإِذَا كَانَ الْقُرْآنُ وَالْعِلْمُ الْغَالِبَ فَلَيْسَ جَوْفُ هَذَا عِنْدَنَا مُمْتَلِئًا مِنَ الشِّعْرِ وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا قَالَ كَأَنَّ الْمَعْنَى أَنْ يَبْلُغَ مِنْ بَيَانِهِ أَنْ يَمْدَحَ الْإِنْسَانَ فَيَصْدُقَ فِيهِ حَتَّى يَصْرِفَ الْقُلُوبَ إِلَى قَوْلِهِ ثُمَّ يَذُمَّهُ فَيَصْدُقَ فِيهِ حَتَّى يَصْرِفَ الْقُلُوبَ إِلَى قَوْلِهِ الْآخَرِ فَكَأَنَّهُ سَحَرَ

السَّامِعِيْنَ بِذَالِكَ ط

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو یہ اسکے لئے اس کی نسبت بہتر ہے کہ شعر سے بھرا ہوا ہو (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ) ابو علی لؤلوئی، جو ابو داؤد کا شاگرد ہے۔ نے کہا کہ مجھے ابو عبید سے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس نے کہا: اس کا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کا دل شعر کے خیال سے پُر ہوا، حتیٰ کہ وہ اسے قرآن سے بھی غافل کر دے اور ذکر اللہ سے بھی۔ مگر جب قرآن اور علم غالب ہو تو ہمارے نزدیک اس کا پیٹ شعروں سے پُر نہیں ہے۔ اور: اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کا بیان یہانتک (فصاحت، بلاغت اور تاثیر میں) پہنچ جائے کہ وہ کسی انسان کی تعریف کرے اور سچ کہے تو لوگوں کے دلوں کو اپنے قول کی طرف پھیر دے۔ پھر اس کی مذمت کرے، اور اس میں بھی سچ بولے حتیٰ کہ لوگوں کے دلوں کو اپنی دوسری بات کی طرف پھیر دے۔ پس گویا اس نے سامعین پر جادو کیا ہے۔ منذری نے کہا ہے کہ علماء نے اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا کے مطلب میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ حضورؐ نے اسے مذمت کے لئے ارشاد فرمایا ہے کیونکہ اسے جادو کے عمل سے تشبیہ دی ہے جو فعل حرام ہے۔ تشبیہ کا سبب یہ ہے کہ بیان بھی جادو کی مانند دلوں کو پھیر دیتا ہے، بُری چیزوں کو اچھی اور اچھی کو بُری ظاہر کرتا ہے۔ امام مالکؒ نے اس حدیث کو: باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الْكَلَامِ، میں بیان کر کے اسی طرح اشارہ کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ بیان کرنے والا اس کے ساتھ ناجائز کمائی کرتا ہے جیسا کہ جادوگر جادو کرتا ہے۔ بعض کے نزدیک حضور کا یہ قول مقام مدح میں آیا ہے۔ یعنی اس کے ساتھ دلوں کو مائل کیا جاتا ہے، ناراض کو راضی کیا جاتا ہے مشکل کو آسان بنایا جاتا ہے۔ اور اس کا شاہد یہ قول ہے: اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً، اور اس میں شک نہیں کہ اس قول میں مدح ہے، اسی طرح دوسرا قول جو اس کے مقابلے میں ہے (یعنی اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا) بعض شارحین نے اس شعر والی حدیث سے یہ مراد لیا ہے کہ یہ وہ شعر تھے جنکے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی گئی تھی۔ مگر یہ معنیٰ غلط ہے کیونکہ حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ: اگر کسی کا پیٹ شعر سے بھرا ہوا نہ ہو بلکہ کچھ شعروں کو وہ یاد رکھتا ہو تو یہ جائز ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ کفر اور ناجائز تھا تو قلیل و کثیر کا فرق بے معنیٰ ہو جاتا ہے۔
قرآن نے بھی شعراء کو گمراہ، باطل پرست، بے عمل کہہ کر ایمانداروں کو اس سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔

۴۹۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً ط

ترجمہ: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ بعض شعر حکمت ہیں۔ (بخاری، ابن ماجہ) یعنی ان میں دانائی، خوش اخلاقی، عبرت وغیرہ کی باتیں ہوتی ہیں جو انسانوں کیلئے مفید ہیں۔

۴۹۹۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا۔

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک صحرائی آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بلیغ کلام سے گفتگو کرنے لگا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ بعض بیان جادو ہیں اور بیشک بعض شعر حکم (حکمت) ہیں۔

۵۰۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ نَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا أَبُو تُمَيْلَةَ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ النَّحْوِيُّ عَبْدُ اللهِ بْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنِي صَخْرُ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا وَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا وَإِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيَالًا فَقَالَ صَعْصَعَةُ بْنُ صُوحَانَ صَدَقَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا قَوْلُهُ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا فَالرَّجُلُ يَكُونُ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَهُوَ أَلْحَنُ بِالْحُجَجِ مِنْ صَاحِبِ الْحَقِّ فَيَسْحَرُ الْقَوْمَ بِبَيَانِهِ فَيَذْهَبُ بِالْحَقِّ وَأَمَّا قَوْلُهُ إِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا فَيَتَكَلَّفُ الْعَالِمُ إِلَى عِلْمِهِ مَا لَا يَعْلَمُ فَيُجَهِّلُهُ ذَلِكَ وَأَمَّا قَوْلُهُ وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا فَهِيَ هَذِهِ الْمَوَاعِظُ وَالْأَمْثَالُ الَّتِي يَتَّعِظُ النَّاسُ بِهَا وَأَمَّا قَوْلُهُ إِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيَالًا فَعَرْضُكَ كَلَامَكَ وَحَدِيثَكَ عَلَى مَنْ لَيْسَ مِنْ شَأْنِهِ وَلَا يُرِيدُهُ۔

ترجمہ: بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بلاشبہ بعض بیان جادو ہے، اور بلاشبہ بعض علم جہالت ہے اور بیشک بعض شعر حکمت ہیں اور بیشک بعض قول وبال ہیں پس صعصعہ بن صوحان

نے کہا: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا: یہ جو آپ کا ارشاد ہے کہ: اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ سِحْرًا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی پر کسی کا حق آتا ہے مگر وہ حقدار کی نسبت اپنے دلائل کو خوبصورتی اور فصاحت کے ساتھ پیش کر سکتا ہے اور لوگوں کو اپنے بیان سے مسحور کر لیتا ہے تو خود وہ حق لے جاتا ہے۔ اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا کا مطلب یہ ہے کہ بعض عالم جن چیزوں کو نہیں جانتے ان کے جاننے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ پس ان کا یہ علم دراصل جہل ہوتا ہے۔ اور اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا کا مطلب یہ ہے کہ بعض اشعار میں مواعظ و امثال و عبر ہوتے ہیں، اور اِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيَالًا کا معنیٰ یہ ہے کہ تم ایسے شخص سے بات کرو جو اسے نہیں چاہتا یا اس کی قدر نہیں جانتا۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابو تمیلہ بھی ہے جس پر کچھ تنقید ہوئی ہے۔

۵۰۰۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي خَلَفٍ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الْمَعْنٰى قَالَا نَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ مَرَّ عُمَرُ بِحَسَّانَ وَهُوَ يُنْشِدُ فِي الْمَسْجِدِ فَلَحَظَ اِلَيْهِ فَقَالَ كُنْتُ اُنْشِدُ وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ ط

ترجمہ: سعید بن المسیب نے کہا کہ جناب عمر رضی اللہ عنہ حسانؓ بن ثابت کے پاس سے گزرے اور وہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے۔ پس حضرت عمرؓ نے حسانؓ کو ترچھی نظر سے دیکھا تو حسانؓ نے کہا، میں اس مسجد میں ان کو شعر سنا رہا ہوں جو آپ سے بہتر تھے۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نسائی۔ منذری نے کہا ہے کہ سعید بن المسیب کا سماع حضرت عمرؓ سے ثابت نہیں ہوا۔ اگر انھوں نے یہ حدیث حسانؓ بن ثابت سے سُنی ہو تو متصل ہے)

شرح: حافظ ابن القیم نے کہا ہے کہ منذری نے کئی جگہ یہ لکھا ہے، مگر ابن القطان وغیرہ کے سوا اس سند (سعید بن المسیب عن عمرؓ) کو ائمہ حدیث نے معتبر جانا ہے۔ امام احمد بن حنبل کا قول ہے کہ اگر یہ سند قبول نہیں تو پھر کونسی قبول ہے؟ ہمارے نزدیک یہ روایت حجت ہے اور یہ کہنا غلط ہے کہ سعید کی ولادت حضرت عمرؓ کی شہادت سے دو سال پہلے ہوئی تھی۔ یحییٰ بن سعید الانصاری اس سند پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ امام مالک سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ ائمہ میں سے کسی نے سعید عن عمرؓ کو درجہ قبولیت سے نہیں گرایا۔ ابو عبداللہ حاکم نے معرفۃ العلوم الحدیث میں کہا ہے کہ سعید بن المسیب نے حضرت عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ اور باقی عشرہ مبشرہ سے ملاقات کی ہے، اور ان سے روایت بھی کی ہے۔ حافظ ابن القیم نے کہا ہے کہ اس سند کا انکار تعنت بارد ہے اور صحیح یہ ہے کہ سعید کی پیدائش حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوسرے سال ہوئی تھی۔

۵۰۰۲۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ بِمَعْنَاهُ زَادَ فَخَشِيَ اَنْ يَرْمِيَهُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجَازَهُ ط

ترجمہ: سعید بن المسیب نے ابو ہریرہ سے حدیث ۵۰۰۱ کے معنیٰ میں روایت کی۔ اتنا اضافہ کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خوف ہوا کہ (ان کے ردّ و انکار کی صورت میں) حسانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے باعث ان کے انکار کی پرواہ نہ کرے گا لہٰذا اُسے اجازت دیدی (بخاری، مسلم، نسائی اس معنیٰ میں اضافے کے بغیر)

شرح: جیساکہ حدیث ۵۰۰۳ میں ہے کہ حضرت حسان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کا باعث مشرکوں کی ہجو کے جواب کی ضرورت تھی۔ ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ کے دور میں وہ علت باقی نہ رہی تھی لہٰذا اگر حضرت عمرؓ منع فرماتے تو حق بجانب ہوتے لیکن انھوں نے احتراماً ایسا نہ کیا۔

۵۰۰۳۔ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمِصِّيصِيُّ نَا ابْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ وَهِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ فَيَقُومُ عَلَيْهِ يَهْجُو مَنْ قَالَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ مَعَ حَسَّانَ مَا نَافَحَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ: حضرت عائشہ علیہا السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسانؓ کیلئے مسجد میں منبر رکھواتے تھے۔ حسانؓ ان لوگوں کی ہجو کرتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں (ہجو یہ اشعار کہا کرتے تھے) کہتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روح القدس حسّانؓ کے ساتھ ہے جبتک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتا رہے گا (ترمذی نے روایت کر کے اسے حسن صحیح کہا ہے) اس سے معلوم ہوا کہ شرعی ضرورت ہو تو مسجد میں شعر پڑھا جا سکتا ہے۔ اسوقت شرعی ضرورت یہ تھی کہ مشرک شاطر اہل اسلام کی، بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کہتے تھے اور دربار نبوت کے شاعر حسانؓ، کعبؓ بن مالک اور عبد اللہ بن رواحہ جواب دیتے تھے۔ آگے دیکھئے

۵۰۰۴۔ **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ فَنَسَخَ مِنْ ذٰلِكَ وَاسْتَثْنٰى وَقَالَ اِلَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا ط

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ (۲۶: ۲۲۴) کے حکم سے یہ لوگ بطور نسخ مستثنیٰ ہیں

شرح: جیسا کہ واضح ہے متقدمین کے ہاں نسخ کا لفظ بہت وسیع معنوں میں استعمال ہوتا تھا، مثلاً، اجمال کی تفصیل ابہام کی توضیح، خاص کی تعمیم، عام کی تخصیص، استثناء، غیر مقید کی تقیید، مقید کا اطلاق وغیرہ۔ یہ حدیث اس کی ایک مثال ہے۔ ابن عباس استثناء کو نسخ کے لفظ سے ظاہر کر رہے ہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ شاعروں کے پیچھے گمراہ لوگ چلتے ہیں الخ مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور اللہ کو بہت یاد کیا (یعنی وہ شاعر ہوں یا ان کے متبع، گمراہ نہیں ہیں، اور مومنوں میں گمراہ شاعروں کی خصوصیات نہیں پائی جاتیں)

بَابٌ فِي الرُّؤْيَا

رؤیا کا باب

۵۰۰۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ زُفَرَ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ يَقُولُ هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا وَيَقُولُ إِنَّهُ لَيْسَ يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ ط

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز فجر سے فارغ ہوتے تو فرمایا کرتے: کیا تم میں سے کسی نے آج خواب دیکھا ہے؟ اور فرماتے کہ میرے بعد (صفات نبوت) نبوت میں سے سوائے صالح خواب کے کچھ باقی نہیں رہا (نسائی)

شرح: صحیح بخاری میں ابوہریرہ سے اور صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا مبشرات کے سوا نبوت میں کچھ باقی نہیں رہا۔ لوگوں نے پوچھا کہ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: صالح خواب۔ یہ صفات نبوت میں سے ہیں، نہ کہ نبوت کے اصلی اجزاء میں سے کیونکہ نبوت و رسالت اب منقطع ہو چکی ہے۔ اصلی اجزائے نبوت کی مثال عصمت اور وحی ہے۔

۵۰۰۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ ط

ترجمہ: انسؓ نے عبادہؓ بن صامت سے اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے فرمایا کہ: مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک ہے (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح: علامہ خطابی نے فرمایا کہ نبیوں کے سچے خواب ان کی نبوت کا ۱/۴۶ واں جزء تھا نہ کہ کسی اور کا۔ انبیاء کو بیداری میں بھی اور خواب میں بھی وحی ہوتی تھی۔ اور کسی کا یہ حال نہیں۔ اس حدیث کا معنیٰ خواب کے معاملے کی تحقیق و تاکید ہے۔ خطابی نے اپنی سند کے ساتھ عبید بن عمیر سے روایت کی ہے کہ: نبیوں کا خواب وحی ہے۔ اور اس پر انہوں نے ابراھیم اور اسماعیل کے قصہ سے استدلال کیا ہے (۳۷ : ۱۰۲)۔ جہاں تک اجزائے نبوت کو ۴۶ میں محدود کرنے کا سوال ہے۔ سو بعض اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بعد از بعثت ۲۳ برس تھی۔ ۱۳ سال مکی زندگی اور ۱۰ سال مدنی۔ مکہ میں آپ پر ابتدائے نبوت میں چھ ماہ تک سچے خوابوں کی صورت میں وحی کا نزول ہوتا رہا۔ پس اس حساب سے سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزء بنتا ہے۔ اس بیان پر منذری نے یہ اعتراضات کئے ہیں اول یہ کہ نبوت سے قبل آپ کو چھ ماہ تک سچے خوابوں کی صورت میں وحی کا آنا ثابت نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ مدّت وحی ایک روایت میں ۲۰ برس اور دوسری میں ۲۵ برس آئی ہے۔ جہاں تک اجزاء کا سوال ہے ایک حدیث میں ۴۵، دوسری میں ۷۰ اور بعض اور روایات میں کچھ اور عدد بھی آئے ہیں اور یہ خطابی کے حساب کے خلاف پڑتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ خوابوں کا ثمرہ غیبی خبریں ہیں جو نبوت کا ایک ثمرہ ہے، اور یہ فوائد نبوت کے سامنے بہت معمولی چیز ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عدد کا حساب خواب دیکھنے والوں کے احوال کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً صالح مومن کا خواب کا چھیالیسواں حصہ اور فاسق مومن کا خواب سترواں حصہ ہے۔ واللہ اعلم

بعض علماء نے اس کا مطلب یہ بھی لیا ہے کہ خواب نبوت کی موافقت میں دکھائی دیتا ہے، یہ معنیٰ مراد نہیں کہ نبوت کا ۱/۴۶ ابھی باقی ہے۔ بعض اور علماء کا قول ہے کہ رویائے صالحہ علم نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ علم نبوت کا یہ جزء باقی ہے مگر خود نبوت ختم ہے اور یہی مطلب حضورؐ کے اس قول کا ہے کہ: نبوت جاتی رہی اور مبشرات باقی ہیں، یعنی رؤیائے صالحہ جسے کوئی مسلم دیکھے یا اس کے حق میں دیکھا جائے۔

۵۰۰۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ أَنْ تَكْذِبَ وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا وَالرُّؤْيَا ثَلَاثٌ فَالرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ بُشْرَى مِنَ اللهِ وَالرُّؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ وَرُؤْيَا مِمَّا يُحَدِّثُ بِهِ الْمَرْءُ نَفْسَهُ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا النَّاسَ قَالَ وَأُحِبُّ الْقَيْدَ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ وَالْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ يَعْنِي إِذَا اقْتَرَبَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ يَعْنِي

يَسْتَوِيَانِ ط

ترجمہ : ابوھریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب زمانہ قریب ہوگا تو مومن کا خواب کم ہی غلط ہوگا۔ اور سب سے سچا خواب اس کا ہوگا جو قول میں صادق تر ہوگا۔ اور خواب تین قسم کے ہیں۔ پس نیک خواب اللہ کی طرف سے بشارت ہے، اور دوسرا خواب شیطانی ہے جس سے وہ غمگینی پیدا کرتا ہے، اور تیسرا خواب آدمی کے اپنے نفسانی خیالات ہوتے ہیں۔ پس جب تم میں سے کوئی ناپسند خواب دیکھے تو اٹھے اور نماز پڑھے اور لوگوں کو نہ بتائے۔ فرمایا، میں خواب میں پاؤں کی بیڑی کو پسند کرتا ہوں اور گردن کے طوق کو ناپسند کرتا ہے۔ پاؤں کی بیڑی دین میں ثابت قدمی ہے (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح : خطابی کا قول ہے کہ زمانے کے قریب ہونے میں دو قول ہیں : پہلا یہ ہے کہ اس سے مراد قرب قیامت ہے۔ دوسرا یہ قول ہے کہ اس سے مراد زمانے کا اعتدال ہے جس میں دن اور رات برابر ہوتے ہیں، اور تعبیر دینے والے کہتے ہیں کہ موسم بہار کا خواب سب سے سچا ہوتا ہے جبکہ دن رات برابر ہوتے۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ بھی کہا گیا ہے اس سے مراد موت کا قرب جبکہ مومن بڑی عمر کا ہو جائے اور کہولت کا زمانہ آجائے یا بوڑھا ہو جائے۔ چونکہ حلم اور آہستگی اور اور وقار اور قوت نفس کے کمال کا یہ وقت ہوتا ہے لہٰذا اس کے خواب بہت سچے ہوتے ہیں۔ اس حدیث کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن کے طوق کی تعبیر نہیں فرمائی۔ قرآن میں یہ دوزخیوں کی صفت بیان ہوئی ہے اسلئے اس کو ناپسند فرمایا۔ ابو داؤد نے کہا کہ اقتراب زمان کا معنیٰ دن اور رات کا برابر ہو جانا ہے۔

منذری نے کہا ہے کہ اس روایت میں بھی اور بعض اور روایات میں اس حدیث کا سیاق ایسا ہی آیا ہے۔ بظاہر یہ سارا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے حالانکہ معاملہ در اصل یوں نہیں ہے کیونکہ بیڑی اور طوق کا ذکر ابوھریرہ کا قول ہے جو اس حدیث میں درج ہو گیا ہے۔ ثابت شدہ روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ عوف بن ابی جمیلہ نے محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کا متن ابتداء سے چھیالیسویں جزء تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے اور اس کے بعد کی عبادت محمد بن سیرین کی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ عوف کی حدیث واضح تر ہے ایک حدیث مرفوع سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ اقتراب زمان سے مراد قرب قیامت ہے، فرمایا: جب آخری زمانہ ہوگا تو مومن کا خواب بہت کم جھوٹا ہوگا۔

۵۰۰۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا هُشَيْمٌ أَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ عَنْ وَكِيعِ ابْنِ عُدُسٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ تُعَبَّرْ فَإِذَا عُبِّرَتْ وَقَعَتْ قَالَ وَأَحْسَبُهُ قَالَ وَلَا تَقُصَّهَا إِلَّا عَلَى وَادٍّ أَوْ ذِي رَأْيٍ ط

ترجمہ : ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : خواب ایک پرندے کے پاؤں پر ہوتا

ہے جب تک کہ اس کی تعبیر نہ کی جائے پس جب اس کی تعبیر دیدی جائے تو وہ گر جاتا ہے، اور میرے خیال میں یہ بھی فرمایا کہ، اس خواب کو صرف کسی پیار کرنیوالے سے ہی بیان کرے یا کسی صاحب الرائے شخص سے (ترمذی، ابن ماجہ۔ ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ ابورزین بقول خطابی لقیط بن عامر بن ابی صبرہ ہے یا لقیط بن صبرہ۔ کہا جاتا ہے کہ یہ دو الگ الگ شخص تھے۔ حافظ ابوالقاسم دمشقی کا یہی قول ہے مگر بخاری، ابن ابی حاتم) ابواحمد کرابیسی اور ابوعمر نمری کے نزدیک یہ ایک ہی شخص کے نام ہیں۔

شرح: خواب کے پرندے کے پاؤں پر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خواب کی تعبیر وہی ہے جو پہلا آدمی دیدے، جس طرح کہ پرندے کے پاؤں پر جو چیز ہو وہ ذرا سی حرکت سے گر جاتی ہے، اور پیار کرنے والا ظاہر ہے کہ اچھی تعبیر دے گا، چاہے وہ علم تعبیر سے ناواقف ہو، اس کی تعبیر غم والم کو دور کر دیتی ہے اور تقدیر معلق کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ صائب الرائے آدمی جو بات کہے گا وہ محض اٹکل پچو نہ ہو گی۔ شائد اسکی تعبیر خواب دیکھنے والے کی کسی برائی کو دور کر دے یا اسے کوئی اچھی نصیحت کر کے فائدہ پہنچائے۔

۵۰۰۹۔ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ زُهَيْرًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا قَتَادَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ لِيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ۔

ترجمہ: ابوقتادہؓ (حارث بن ربعی انصاری) نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: رؤیا اللہ کی طرف سے ہے فاسد خواب شیطان کی طرف سے ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ چیز کو دیکھے تو تین بار اپنی بائیں طرف تھوکے، پھر اس کے شر سے اللہ کی پناہ لے، وہ یقیناً اسے نقصان نہ دے گی (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: منذری نے کہا کہ رؤیا اور حلم اصل میں ایک چیز ہیں، یعنی جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے۔ مگر صاحب شرح صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر کو رؤیا سے اور شر کو حلم سے تعبیر کیا ہے۔ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ کا لفظ سورہ یوسف کی آیت ۴۴ میں وارد ہے۔ ان میں سے ہر لفظ دوسرے کی جگہ پر استعمال ہوتا ہے۔ حلم کو شیطان کی طرف منسوب فرمانیکی علت یہ ہے کہ شیطان اسے پسند کرتا ہے اور اس کے ذریعہ سے اپنا کام نکالتا ہے ورنہ خالق تو ہر شیئی کا اللہ عزّوجل ہے۔ تین بار بائیں جانب تھوکنے کا مطلب شیطان اور اسکے اثر سے اظہار نفرت ہے۔ جیسا کہ محاورے میں "کسی چیز پر تھوکنا" اسی معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ یا جیسا کہ کسی بدبودار اور غلیظ چیز کو دیکھ کر انسان تھوک دیتا ہے۔ شیطان سے زیادہ گندی چیز کوئی نہیں لہذا تھوکنے کا حکم فرمایا گیا۔ بائیں طرف کو دائیں کی نسبت کمزور اور بے فائدہ سمجھا جاتا ہے، دائیں ہاتھ سے جو کام نکلتے ہیں وہ بائیں سے نہیں، لہذا اسے شیطان کی طرف منسوب کیا گیا۔

۵۰۱۰۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الْهَمْدَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ قَالَا نَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلٰثًا وَيَتَحَوَّلُ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ ط

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو بائیں طرف تھوکے اور تین مرتبہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے اور جس پہلو پر تھا اسے بدل لے (مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: مولانا نے فرمایا کہ گزشتہ حدیث میں برا خواب دیکھنے والے کو اٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے اور اس حدیث میں پہلو بدل لینے کا حکم ہے۔ شاید نماز پڑھنے کا حکم اس شخص کیلئے ہے جو اس کا عادی نہ ہو۔ یا نماز کا حکم اسکے لئے ہے جو نماز کے وقت بیدار ہو اور پہلو بدلنے کا اس کیلئے جو بیدار ہو جائے۔ یا یوں کہئے کہ افضل تو اٹھ کر نماز پڑھنا ہی ہے لیکن پہلو بدلنا دفع کراہت کیلئے ہے۔

۵۰۱۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقْظَةِ أَوْ لَكَأَنَّمَا رَآنِي فِي الْيَقْظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي ط

ترجمہ: ابوھریرہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا، یا یہ فرمایا کہ: گویا اس نے مجھے بیداری میں دیکھا اور شیطان میری شکل میں نہیں آتا (بخاری، مسلم)

شرح: بخاری نے اسکی روایت کر کے کہا کہ: ابن سیرین نے کہا کہ یہ تب ہے جبکہ دیکھنے والا آپؐ کو آپکی صورت میں دیکھے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے کہ ابن سیرین سے جب کوئی کہتا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو وہ کہتے کہ جسے تو نے دیکھا ہے اسکی شکل و صورت بیان کرو۔ جب کوئی ایسی صفت بیان کرتا جو وہ نہ پہچانتے (یعنی حدیث و سیرت و شمائل کی احادیث کے خلاف کوئی اور صورت بیان کرتا) تو کہتے: تو حضورؐ کو نہیں دیکھا حافظ صاحب نے اس کی تائید میں مستدرک کی روایت ابن عباسؓ بیان کی ہے کہ کلیب نے ابن عباسؓ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ میرے سامنے آپؐ کا حلیہ بیان کر۔ کلیب نے کہا کہ وہ حسن بن علی کے مشابہ تھے، ابن عباسؓ نے کہا کہ تو نے حضورؐ کو ہی دیکھا ہے۔

حافظ ابن القیم نے لکھا ہے کہ بخاری کی روایت کے الفاظ آو کے لفظ شک کے بغیر یہ ہیں کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میرا حلیہ اختیار نہیں کرتا۔ صحیحین میں ابوقتادہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حق دیکھا۔ بخاری میں ابوسعیدؓ کی حدیث میں اتنا اضافہ بھی ہے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آتا۔ بخاری نے ابوقتادہؓ کی ایک حدیث کے لفظ یہ روایت کئے ہیں کہ: میری صورت میں شیطان دکھائی نہیں دیتا۔ صحیح مسلم میں جابرؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آئی ہے کہ: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا اور شیطان کیلئے میری صورت میں آنا جائز نہیں۔ ایک اور روایت میں ہے شیطان کیلئے میرے ساتھ تشبیہ کرنا ناجائز ہے (یعنی وہ ایسا نہیں کرسکتا)

فتح الودود میں ہے کہ حضورؐ نے جو یہ فرمایا کہ وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا، اس سے مراد روز قیامت کی رؤیت ہے اور یہ اس شخص کیلئے حسن خاتمہ کی بشارت ہے۔ درجات مرقات الصعود میں بعض اولیاء اللہ کی کرامات کا ذکر آیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اسکے بعد عالم بیداری میں دیکھا اور آپؐ سے گفتگو بھی کی۔ خطابی نے کہا کہ خواب میں رؤیت کے بعد عالم بیداری میں دیکھنا اکثر قرب موت میں ہوتا ہے یا نزع کے عالم میں۔ حجۃ الاسلام غزالیؒ اور عزالدین اور دوسرے کئی اولیائے امت نے عالم بیداری میں حضورؐ کی رؤیت کا ذکر کیا ہے یہ ایک انعام خداوندی ہے، جسے چاہے بخش دے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ خواب میں آدمی جس صورت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے وہ آپؐ کو ہی دیکھتا ہے، کیونکہ شیطان ایسی صورت میں نہیں آسکتا جس کو دیکھنے والا یہ خیال کرے کہ یہ حضورؐ کی صورت مبارکہ ہے۔ اور مختلف صورتوں میں دیکھنا دیکھنے والوں کے احوال پر منحصر ہے۔ واللہ اعلم

۵۰۱۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَا نَا حَمَّادٌ نَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً عَذَّبَهُ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ وَمَنْ تَحَلَّمَ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ شَعِيرَةً وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ يَفِرُّونَ بِهِ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی تصویر بنائی، اس کے باعث اللہ تعالٰی اسے قیامت کے دن عذاب دے گا حتیٰ کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ روح پھونک نہیں سکے گا۔ اور جو شخص غلط خواب بیان کرے اسے حکم دیا جائے گا کہ جَو میں گرہ لگائے، اور جو شخص کسی قوم کی بات کو کان لگا کر سنے جو وہ اسے نہیں سنانا چاہتے (اس سے بھاگتے ہیں) اسکے کان میں قیامت کے دن پگھلا ہوا جست یا سکہ ڈال دیا جائیگا۔
(بخاری، ترمذی، نسائی)

شرح: جَو کو گرہ لگانا ناممکن کام ہے۔ اس شخص نے ان ہونی کو ہونی قرار دیا تھا لہٰذا یہ سزا ملے گی۔ دوسروں کی پردے کی بات کو خواہ مخواہ سننے والا اپنے کانوں میں وہ چیز ڈالنا چاہتا ہے جو اس کا حق نہ تھا لہٰذا اس کے کان میں سکہ ڈالنے کی سزا ملے گی۔ والعیاذ باللہ

۵۰۱۳۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ كَاَنَّا فِيْ دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ وَاُتِيْنَا بِرُطَبٍ مِنْ رُطَبِ ابْنِ طَابٍ فَاَوَّلْتُ اَنَّ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةَ فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ دِيْنَنَا قَدْ طَابَ ط

ترجمہ: انس رضؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات میں نے دیکھا کہ گویا ہم عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں اور ابن طاب کی تر کھجوریں ہمارے پاس لائی گئیں۔ پس میں نے اسکی یہ تعبیر لی کہ رفعت دنیا میں ہمارے لئے ہے اور عاقبت (انجام خیر) آخرت میں اور یہ کہ ہمارا دین پختہ ہو کر کمال کو پہنچ گیا ہے (مسلم، نسائی)

شرح: عقبہ (بیٹا) رافع (باپ) کے بعد ہے۔ لہٰذا عاقبت کی کامرانی دنیا کے رفعت کے بعد ہوگی ابن طاب کی کھجور ایک اعلیٰ درجے کی کھجور تھی۔ اس سے یہ تعبیر نکلی کہ یہ ابن طیّب ہے اور کمال کو پہنچ گیا ہے جیسے کہ وہ کھجور ابن وطاب کہلاتی تھی اور بہت لذیذ اور میٹھی تھی۔

بَابٌ فِي التَّثَاؤُبِ ۹۴

جمائی کا باب

۵۰۱۴۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ نَا زُهَيْرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ عَلٰى فِيْهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ ط

ترجمہ: ابو سعید خدری رضؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو اپنے منہ کو بند کرلے کیونکہ شیطان داخل ہو جاتا ہے (مسلم) یعنی شیطان خود داخل ہو جاتا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ شیطان غلبہ پالیتا ہے۔ مکھی یا مچھر وغیرہ کے داخل ہو جانے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے اور یہ مضر کیڑے مکوڑے ہیں اسلئے انہیں شیطان فرمایا گیا ہے۔ واللہ اعلم

۵۰۱۵ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْعَلَاءِ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلٍ نَحْوَهُ قَالَ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ ؕ

ترجمہ: اس حدیث کی دوسری روایت ہے جس میں فی الصلاۃ (نماز میں) کا لفظ ہے اور یہ کہ: جتنا ہو سکے اسکو دبانے کی کوشش کرے۔

۵۰۱۶ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا يَقُلْ هَاهْ هَاهْ فَإِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ يَضْحَكُ مِنْهُ ؕ

ترجمہ: ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو جس قدر ہوسکے اسے روکے اور ہا، ہا نہ کرے کیونکہ وہ شیطان (کے اثر) سے ہے، وہ اس سے ہنستا ہے (بخاری، ترمذی، نسائی)

شرح: خطابی نے کہا ہے کہ چھینک کو پسند کرنے اور اس کی تعریف کرنے کا اور جمائی کو ناپسند کرنے اور اسکی مذمت کرنے کا معنیٰ یہ ہے کہ چھینک سے مسام کھل جاتے ہیں، بدن ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے اور سانس وغیرہ کی حرکات آسان اور رواں ہو جاتی ہیں، اور ان امور کا سبب غذا کی تخفیف، کم کھانا، اور قلیل چیزوں پر اکتفاء کرنا ہے۔ جمائی کا سبب بدن کا بوجھ، پیٹ کا پُر ہونا، جسم کا ڈھیلا پن اور نیند کی کیفیت کا طاری ہونا ہے۔ یہ چیزیں لائق مذمت ہیں کیونکہ ان سے نیکیوں میں کمی ہوتی ہے، اور واجبات کی ادائیگی مشکل ہو جاتی ہے۔ ابن بطال نے کہا کہ شیطان جمائی لینے والے کی شکل وصورت، سستی اور بوجھل طبیعت کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ ابن العربی نے عارضۃ الاحوذی میں لکھا ہے کہ ہر مکروہ فعل کو شرع نے شیطان کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ وہ اس کا واسطہ اور سبب ہے۔ جمائی چونکہ جسم کے بوجھل ہونے سے پیدا ہوتی ہے اور سستی کی علامت ہے اس لئے اسے شیطان کی طرف منسوب کیا گیا۔ چھینک چونکہ صحت ونشاط کی علامت ہے اس لئے اسے اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی کی سند دی گئی ہے۔ واللہ اعلم

بَابٌ ۹۵ فِي الْعُطَاسِ

چھینک کا باب

۵۰۱۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ عُجْلَانَ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَطَسَ وَضَعَ يَدَهُ وَثَوْبَهُ عَلَى فِيهِ وَخَفَضَ أَوْ غَضَّ بِهَا صَوْتَهُ شَكَّ يَحْيَى۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چھینک مارتے تو اپنا ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ لیتے اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو پست کرتے تھے (ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے گویا اس میں ابن عجلان راوی متکلم فیہ ہے)

۵۰۱۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُفْيَانَ وَخُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ تَجِبُ لِلْمُسْلِمِ عَلَى أَخِيهِ رَدُّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَازَةِ۔

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ چیزیں مسلم کیلئے اپنے بھائی پر واجب ہیں: سلام کا جواب دینا، چھینک مارنے والے کو دعا دینا، دعوت قبول کرنا، بیمار کی عیادت کرنا اور جنازے کے پیچھے جانا (بخاری، مسلم، نسائی)

شرح: حافظ ابن القیم نے فرمایا کہ ترمذی کی روایت میں ہے: ابن عمرؓ کے پاس ایک شخص نے چھینک مار کر کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ: ابن عمرؓ نے کہا کہ میں بھی کہتا ہوں: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ لیکن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس موقع پر) یوں نہیں سکھایا۔ بلکہ یہ سکھایا تھا کہ ہم کہیں: الحمد للہ علیٰ کل حال۔ اور ترمذی نے ابوہریرہؓ کی حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے آدمؑ کو پیدا فرمایا اور اس میں روح پھونکی تو اس نے چھینک ماری اور کہا: الحمد للہ، پس اس نے اللہ کے حکم و اذن سے اسکی حمد کی اس کے رب نے فرمایا: رَحِمَکَ اللّٰہُ یا آدم۔ تو فرشتوں کی اس جماعت کی طرف جا۔ وہ گیا اور کہا: السَّلَامُ عَلَیْکُم۔ انہوں نے کہا: وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ۔ پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹا تو اس نے فرمایا: یہ تیرا اور تیری اولاد کا آپس میں سلام ہے۔

منذری کا قول ہے کہ جنازے کے پیچھے جانا، اسے دفن کرنا اور اس پر نماز پڑھنا جمہور علماء کے نزدیک فرض کفایہ ہے۔ مریض کی عیادت مستحب اور فضیلت ہے لیکن جس کا کوئی تیماردار نہ ہو اس کی تیمارداری سب مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔

مبادا وہ ضائع ہو جائے اور بھوکا پیاسا مر جائے اور اس طرح نماز اور دفن بھی۔ جہاں تک دعوت قبول کرنیکا تعلق ہے، اگر وہ نکاح کا ولیمہ ہو تو اگر کھانا پاکیزہ ہے، بلایا جانیوالہ روزہ دار نہیں اور اس دعوت میں کوئی ناجائز فعل نہیں تو جمہور علماء اسے واجب (سنت مؤکدہ) کہتے ہیں۔ اور دیگر دعوتوں کی قبولیت الفت اور حسن صحبت کے باب سے ہے اور مستحب ہے۔ سلام کا جواب دینا فرض کفایہ ہے اور کوئی فقہاء کے نزدیک ہر شخص پر جواب فرض ہے (مگر یہ حنفیہ کا یہ مسلک نہیں)۔

ایک حدیث میں ہر مسلم کی نصیحت (خیر خواہی کرنا اور اچھی بات کی تلقین کرنا) کو بھی ایک حق فرمایا ہے۔ نصیحت مستحب ہے واجب نہیں، لیکن جب کوئی مشورہ طلب کرے تو نصیحت واجب ہو جاتی ہے۔ حق کا لفظ ہر جگہ وجوب نہیں چاہتا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اونٹوں کو پانی پلانے کے لئے لایا جائے تو وہاں ان کا دودھ دوہنا حق ہے، یعنی واجب نہیں۔ ازراہ ہمدردی خلائق انسانی حق ہے۔ ابوہریرہؓ کا قول ہے کہ: ہر مسلمان پر جمعہ کا غسل، مسواک کرنا اور خوشبو لگانا حق ہے۔ مگر یہاں حق کا معنی کسی کے نزدیک فرض نہیں ہے۔

مسلم کی ایک حدیث میں ایک مسلم کے دوسرے پر چھ حق گنوائے ہیں اور چھٹا حق یہ ہے کہ، جب وہ تجھ سے مشورہ مانگے تو اسے صحیح مشورہ دے۔

بَابُ ۹۶ كَيْفَ تَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ

چھینک مارنے والے کو دعاء دینے کی کیفیت کا باب

۵۰۱۸۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ نَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ كُنَّا مَعَ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ سَالِمٌ وَعَلَيْكَ وَعَلٰى اُمِّكَ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ مِمَّا قُلْتُ لَكَ قَالَ لَوَدِدْتُ اَنَّكَ لَمْ تَذْكُرْ اُمِّىْ بِخَيْرٍ وَلَا بِشَرٍّ قَالَ اِنَّمَا قُلْتُ لَكَ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ وَعَلٰى اُمِّكَ ثُمَّ قَالَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ قَالَ فَذَكَرَ بَعْضَ الْمَحَامِدِ وَلْيَقُلْ لَهٗ مَنْ عِنْدَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَلْيَرُدَّ يَعْنِىْ

عَلَيْهِمْ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ ط

ترجمہ: ھلال بن یساف نے کہا کہ ہم لوگ سالم بن عبید اشجعی کے پاس تھے۔ لوگوں میں سے ایک نے چھینک مار کر کہا: السلام علیکم۔ سالم نے کہا: وَعَلَيْكَ وَعَلٰى اُمِّكَ۔ پھر اس کے بعد کہا: شاید تو میری اس بات سے ناراض ہوا ہے؟ وہ بولا: مجھے یہ پسند تھا کہ آپ میری ماں کا ذکر نہ کرتے، نہ بھلائی کے ساتھ نہ برائی کے ساتھ۔ سالم نے کہا کہ میں نے تو تجھے وہی بات کہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ ایک بار ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ قوم میں سے ایک شخص نے چھینک ماری اور بولا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَعَلَيْكَ وَعَلٰى اُمِّكَ۔ پھر فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی چھینک مارے تو اللہ کی تعریف کرے۔ راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد کے بعض صیغے بیان فرمائے (مثلاً الحمد للہ رب العالمین وغیرہ) اور پاس والا کہے: یرحمک اللہ اور پھر وہ جواب دے: یغفر اللہ لنا ولکم۔ (ترمذی، نسائی)

شرح: اس شخص کو حضورؐ نے جو فرمایا: تجھ پر بھی سلام اور تیری ماں پر بھی۔ اسکا مطلب دراصل یہ تھا کہ تیری ماں جیسے نے تجھے یہ سکھایا اس پر سلام ہو، ورنہ والدین کی تعلیم یوں نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ سلام کا موقع نہ تھا بلکہ الحمد للہ کا مقام تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک ذکر کو بے محل دوسری جگہ پر رکھ دینا مذموم بدعت ہے۔

۵۰۱۹- حَدَّثَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُنْتَصِرِ نَا اِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ يُوسُفَ عَنْ اَبِي بِشْرٍ وَرْقَاءَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَرْفَجَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ الْاَشْجَعِيِّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ: اسی حدیث کی دوسری روایت جس میں ھلال بن یساف کی روایت خالد بن عرفجہ سے اور اس کی روایت سالم بن عبید اشجعی سے ہے اور اس نے یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ (ابوداؤد نے یہ سند اسلئے بیان کی ہے کہ ترمذی نے اس کی روایت کر کے کہا ہے کہ بعض ائمہ کے نزدیک یہ حدیث (متقدم) منقطع ہے اور ھلال اور سالم کے درمیان ایک اور شخص بھی ہے) نسائی۔ خالد بن عرفجہ کو خالد بن عمر فطہ بھی کہا گیا ہے۔

۵۰۲۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَلْيَقُلْ اَخُوهُ اَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَيَقُولُ هُوَ يَهْدِيكُمُ

اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ حضورؐ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی چھینک مارے تو کہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔ اور اس کا بھائی کہے، یا فرمایا کہ اس کا ساتھی کہے: يَرْحَمُكَ اللهُ اور وہ کہے، يَهْدِيكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ (بخاری، نسائی)

بَابٌ كَمْ يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ

چھینک والے کو کتنی مرتبہ دعا دی جائے

۵۰۲۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ شَمِّتْ أَخَاكَ ثَلَاثًا فَمَا زَادَ فَهُوَ زُكَامٌ۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ اپنے بھائی تین بار (چھینک پر) دعا دے۔ اس سے زیادہ اگر وہ چھینک مارے تو اسے زکام ہے۔

۵۰۲۲ - حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ اَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنَّهُ رَفَعَ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ مُوسَى بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے اسکی دوسری روایت مرفوع ہے جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کی ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ ابونعیم نے اسے موسیٰ بن قیس کے طریق سے مرفوع بیان کیا ہے۔ منذری نے کہا ہے کہ موسیٰ بن قیس پر شدید تنقید ہوئی ہے، کہا گیا ہے کہ وہ غالی رافضی تھا، راوی باطل احادیث کی روایت کرتا تھا۔

۵۰۲۳ - حَدَّثَنَا هٰرُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ نَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا عَبْدُ السَّلَامِ ابْنُ حَرْبٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَحْيَى بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أُمِّهِ حُمَيْدَةَ أَوْ عُبَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيهَا عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُشَمِّتُ الْعَاطِسَ ثَلَاثًا فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُشَمِّتَهُ فَشَمِّتْهُ وَإِنْ شِئْتَ فَكُفَّ ط

ترجمہ: حمیدہ یا عبیدہ بن عبید رفاعہ زرقی اپنے باپ سے روایت کرتی ہے، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، چھینک مارنے والے کو تین بار دعا دی جائے پھر چاہے اسے دعا دو یا نہ دو (یہ روایت مرسل ہے۔ عبید بن رفاعہ کے متعلق ابوحاتم اور بخاری نے کہا ہے کہ وہ صحابی نہیں۔ اسکا باپ رفاعہؓ صحابی ہے جس سے یہ روایت کرتا ہے اس کی سند میں یزید بن عبدالرحمٰن دالانی مختلف فیہ ہے)

۵۰۲۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى نَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ ابْنِ عَمَّارٍ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ثُمَّ عَطَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ مَزْكُومٌ ط

ترجمہ: سلمہؓ بن اکوع سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینک ماری تو حضورؐ نے اسے یرحمک اللہ فرمایا، پھر اس نے چھینک ماری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کو زکام ہے (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح مسلم نے بھی اسی معنیٰ کی روایت کی ہے مگر ابن ماجہ نے تین بار کا ذکر کیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا چھینک مارنے والے کو تین بار دعا دی جائے۔ اس سے زائد کا سبب زکام ہے۔ ترمذی کی روایت سلمہؓ بن اکوع سے ہے اور اس میں شک کے ساتھ دوسری یا تیسری بار کا ذکر ہے اور ترمذی کی روایت میں شک کے بغیر تیسری بار پر یہ فرمایا کہ اسے زکام ہے۔ منذری نے کہا ہے کہ تین بار کے بعد دعا نہ دی جائے۔ یہ بھی کہا ہے کہ جب معلوم ہو کہ اسے زکام ہے تو پھر تکرار پر دعا نہ دیں۔ ممکن ہے راوی نے صرف تیسری بار کی چھینک سنی ہو یا بعد میں آیا ہو۔ اس طرح سے احادیث متفق ہو جاتی ہیں۔

بَابٌ ۹۸ كَيْفَ يُشَمَّتُ الذِّمِّيُّ

ذمی کو کیسے تشمیت کی جائے

۵۰۲۵۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا وَكِيعٌ نَا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيمِ ابْنِ الدَّيْلَمِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتِ الْيَهُودُ تَعَاطَسُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَاءَ أَنْ يَقُولَ لَهَا يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَكَانَ يَقُولُ يَهْدِيكُمُ

اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ ط

ترجمہ: ابو موسےٰ اشعری نے کہا کہ یہودی اس امید پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینک مارتے تھے کہ آپؐ یرحکم اللہ فرمائیں گے۔ مگر آپؐ فرماتے: یھدیکم اللہ ویصلح بالکم (ترمذی، نسائی۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بَابٌ ۹۹ فِيمَنْ يَعْطِسُ وَلَا يَحْمَدُ اللّٰهَ

جو شخص چھینک مار کر الحمد للہ نہ کہے

۵۰۲۶۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ نَا زُهَيْرٌ ح وَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ اَنَا سُفْيَانُ الْمَعْنٰى قَالَا نَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ اَحَدَهُمَا وَتَرَكَ الْاٰخَرَ قَالَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَجُلَانِ عَطَسَا فَشَمَّتَّ اَحَدَهُمَا قَالَ اَحْمَدُ اَوْ فَشَمَّتَّ اَحَدَهُمَا وَتَرَكْتَ الْاٰخَرَ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَاِنَّ هٰذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دو آدمیوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینک ماری۔ آپؐ نے ایک کو تشمیت فرمائی اور دوسرے کو نہ فرمائی۔ انسؓ نے کہا کسی شخص نے کہا: یا رسول اللہ دو شخصوں نے چھینک ماری آپؐ نے ایک کو دعا دی اور دوسرے کو ترک کر دیا؟ فرمایا: اس نے الحمد للہ کہا اور اس نے نہیں کہا (بخاری، مسلم، ترمذی)

شرح: فتح الباری میں ہے کہ یہ سوال کرنے والا وہی تھا جس نے الحمد للہ نہ کہا تھا۔ الادب المفرد میں ابو ہریرہؓ سے ایسا ہی وارد ہے اور آئندہ حدیث میں بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ سہل بن سعد کی حدیث میں جس عامر بن طفیل کا ذکر ہے وہ مشہور صحابی ہے۔ دوسرا عامرؓ بن طفیل ازدی بھی صحابی تھا، وہ پہلا اسلمی تھا۔ ایک عامر بن طفیل وہ بھی تھا جو ایمان نہیں لایا۔ حافظ ابن القیم نے چار یا پانچ احادیث بیان کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ تشمیت واجب ہے۔

اَبْوَابُ النَّوْمِ

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَنْبَطِحُ عَلٰى بَطْنِهِ

پیٹ کے بل لیٹنے کا باب

۵۰۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ قَالَ اَنَا اَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَعِيشَ بْنِ طِخْفَةَ

ابْنِ قَيْسٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ كَانَ أَبِي مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقُوا بِنَا إِلَى بَيْتِ عَائِشَةَ فَانْطَلَقْنَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَطْعِمِينَا فَجَاءَتْ بِحَشِيشَةٍ فَأَكَلْنَا ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ أَطْعِمِينَا فَجَاءَتْ بِحَيْسَةٍ مِثْلِ الْقَطَاةِ فَأَكَلْنَا ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ اسْقِينَا فَجَاءَتْ بِعُسٍّ مِنَ اللَّبَنِ فَشَرِبْنَا ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ اسْقِينَا فَجَاءَتْ بِقَدَحٍ صَغِيرٍ فَشَرِبْنَا ثُمَّ قَالَ إِنْ شِئْتُمْ بِتُّمْ وَإِنْ شِئْتُمُ انْطَلَقْتُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ قَالَ فَبَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعٌ مِنَ السَّحَرِ عَلَى بَطْنِي إِذَا رَجُلٌ يُحَرِّكُنِي بِرِجْلِهِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ ضِجْعَةٌ يُبْغِضُهَا اللهُ قَالَ فَنَظَرْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ: یعیش بن طخفہ بن قیس غفاری نے کہا کہ میرا باپ اصحاب صُفّہ میں تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چلو عائشہؓ کے گھر چلیں۔ پس ہم گئے، حضورؐ نے فرمایا: اے عائشہؓ ہمیں (کچھ کھلاؤ) تو وہ دلیا لائیں جو ہم نے کھایا۔ پھر فرمایا: اے عائشہؓ ہمیں (کچھ اور) کھلاؤ تو وہ تھوڑا سا حیس لائیں جو ہم نے کھایا۔ پھر حضورؐ نے فرمایا: اے عائشہؓ ہم (کچھ) پلاؤ تو وہ دودھ کا ایک بڑا پیالہ لائیں جو ہم نے پی لیا۔ پھر فرمایا: اے عائشہؓ ہمیں (اور کچھ) پلاؤ تو وہ ایک چھوٹا پیالہ لائیں جو ہم نے پی لیا۔ پھر حضورؐ نے فرمایا اگر تم چاہو تو ہم سو جائیں، اور چاہو تو مسجد میں چلے جاؤ۔ راوی نے کہا کہ اس اثنا میں کہ میں بوقت سحر اپنے پیٹ کے بل سویا ہوا تھا اچانک کوئی آدمی مجھے اپنے پاؤں کے ساتھ ہلانے لگا اور اس نے کہا کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ ناپسند کرتا ہے۔ کہا کہ پھر میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے (نسائی، ابن ماجہ)

شرح: اس حدیث کی سند میں بقول منذری بہت اختلاف ہوا ہے۔ نسائی اور ابن ماجہ کی روایت میں یعیش کی روایت اپنے باپ سے ہے۔ ابوداؤد نے اس کی روایت میں باپ کا ذکر نہیں کیا۔ ابوعمر نمری نے کہا کہ اس سند میں شدید اختلاف و اضطراب ہے کسی نے طہفہ کہا کسی نے طخفہ اور کسی نے طغفہ اور کسی نے طقفہ کہا۔ بعض نے قیس بن طخفہ کہا، بعض نے یعیش بن طخفہ اور کسی نے عبداللہ بن طخفہ۔ ان سب کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت ایک ہی ہے کہ اس نے کہا میں صُفّہ میں سویا پڑا تھا الخ امام بخاری نے اس میں بڑا اختلاف ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ طغفہ غلط ہے اور یہ روایت یعیش بن طخفہ عن قیس الغفاری ہے۔ بخاری نے کہا کہ اس میں قیس کا ذکر غلط ہے اور کہا گیا ہے کہ اسکی روایت ابوہریرہؓ سے ہے مگر یہ بھی غلط ہے۔ بعض اہل علم کا قول ہے کہ راوی کا نام عبداللہؓ ہے جو صحابی تھا۔

محدث علی القاری نے من السحر کا معنیٰ یہ بتایا ہے کہ اس شخص کے کلیجے میں درد تھا جس کے باعث وہ پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔

بَابٌ فِي النَّوْمِ عَلَى السَّطْحِ لَيْسَ عَلَيْهِ حِجَارٌ

ایسی چھت پر سونے کا باب جس پر پردہ نہ ہو

۵۰۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى نَا سَالِمٌ يَعْنِي ابْنَ نُوحٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ جَابِرٍ الْحَنَفِيِّ عَنْ وَعْلَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَثَّابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَلِيٍّ يَعْنِي ابْنَ شَيْبَانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَيْسَ عَلَيْهِ حِجَارٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ۔

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن علی بن شیبان نے اپنے باپ سے روایت کی اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسے مکان کی چھت پر سوئے جس پر پردہ نہ ہو تو اس کی ذمہ داری کسی پر نہیں (خطابی کی روایت میں حجار کے بجائے حجی کا لفظ ہے اور اس سے مراد چھت کی چار دیواری ہے جو گرنے سے بچاتی ہے۔ حجی کا معنیٰ دراصل عقل ہے جو انسان کو ہلاکت سے بچاتی ہے)

بَابٌ فِي النَّوْمِ عَلَى طَهَارَةٍ

طہارت پر سونے کا باب

۵۰۲۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ أَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي ظَبْيَةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيتُ عَلَى ذِكْرٍ طَاهِرًا فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ قَالَ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ قَدِمَ عَلَيْنَا

اَبُوْ ظَبْيَةَ فَحَدَّثَنَا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَابِتٌ قَالَ فُلَانٌ لَقَدْ جَهَدْتُ اَنْ اَقُوْلَهَا حِيْنَ اَنْبَعِثُ فَمَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا ط

ترجمہ: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی پاکیزگی کی حالت میں ذکر کرکے سوئے، پھر رات کو اٹھے اور اللہ تعالٰے سے دنیا و آخرت کی بھلائی طلب کرے تو اللہ تعالٰے وہ اسے عطا فرماتا ہے۔ ثابت بنانی نے کہا کہ ابوظبیہ ہمارے پاس آیا اور ہمیں یہ حدیث معاذ رضی بن جبل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سند سے سنائی۔ ثابت نے کہا کہ فلاں شخص نے بیان کیا کہ میں نے بہت کوشش کی کہ نیند سے اٹھ کر یہ کہوں مگر اس پر قادر نہ ہو سکا (شاید بھول گیا ہوگا۔ نسائی اور ابن ماجہ نے اسے روایت کیا۔ نسائی نے یہ روایت ثابت عن شہر عن ابی ظبیہ عن معاذ بیان کی اور پھر ثابت نے ابوظبیہ سے خود سن کر اس سے روایت کی)

۵۰۳۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ نَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَضٰى حَاجَتَهُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ يَعْنِيْ بَالَ ط

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھے، رفع حاجت کیا پھر اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے پھر سو گئے۔ ابوداؤد نے قضائے حاجت کا معنیٰ بول کرنا بتایا ہے (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

بَابٌ كَيْفَ يَتَوَجَّهُ الرَّجُلُ عِنْدَ النَّوْمِ

سوتے وقت کس طرح منہ کرے

۵۰۳۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا حَمَّادٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ بَعْضِ اٰلِ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ فِرَاشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ مِمَّا يُوْضَعُ الْاِنْسَانُ فِيْ قَبْرِهٖ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عِنْدَ رَاْسِهٖ ط

ترجمہ: ابوقلابہ نے حضرت ام سلمہ رضی کی آل میں سے کسی سے روایت کی، اس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا

بچھونا اس رخ پر ہوتا تھا جدھر کو انسان اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور مسجد آپ کے سر کی طرف تھی (ابو قلابہ نے جس سے روایت کی ہے معلوم نہیں وہ صحابی تھا یا نہیں) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضور دائیں پہلو پر قبلہ رُخ سوتے تھے اور آپ کی رات کی سجدہ گاہ (مسجد) سر کی طرف ہوتی تھی۔ یعنی سوتے جاگتے اطاعت و عبادت میں اللہ کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ النَّوْمِ

باب سوتے وقت کیا پڑھے

۵۰۳۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ نَا أَبَانُ نَا عَاصِمٌ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ سَوَاءٍ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ط

ترجمہ: حفصہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونا چاہتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر فرماتے اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ تین بار پڑھتے (نسائی) نسائی کی ایک روایت براء سے ہے جس میں تجمع عبادک کا لفظ ہے۔ (ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھا کر جمع کرے گا۔ اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچائیو)

۵۰۳۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ أَتُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ وَقُلْ اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَهْبَةً وَّرَغْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ قَالَ فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ قَالَ الْبَرَاءُ فَقُلْتُ أَسْتَذْكِرُهُنَّ فَقُلْتُ وَبِرَسُوْلِكَ الَّذِيْ

أَرْسَلْتَ قَالَ لَا وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ ؕ

ترجمہ: براء بن عازب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جب تو اپنے بستر پر جائے تو تو پہلے نماز کے وضوء جیسا وضوء کر پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جا اور کہہ: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْهِي اِلَيْكَ آخر۔ "اے اللہ میں نے اپنا چہرہ تیرے سامنے مطیع کیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اور تجھے اپنا پشت پناہ بنایا تیرے خوف اور تیری طرف رغبت کے ساتھ۔ کوئی پناہ گاہ اور کوئی بچاؤ کی جگہ نہیں مگر تیری طرف۔ میں تیری نازل کردہ کتاب پر ایمان لایا اور جو نبی تو نے بھیجا اس پر ایمان لایا۔ فرمایا پھر اگر تو مر جائے تو فطرت (اسلام) پر مرے گا اور ان کلمات کو اپنا آخری کلام بنا لینا (یعنی سوتے وقت آخری دعاء یہ ہو) براء نے کہا کہ میں نے کہا کہ میں ان کلمات کو یاد کر لوں، پس میں نے یہ لفظ بولا: وَرَسُولِكَ الَّذِي اَرْسَلْتَ۔ حضور نے فرمایا نہیں۔ وَنَبِيِّكَ الَّذِي اَرْسَلْتَ کہو (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح: فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے پتہ چلا کہ اذکار ادعیہ اور وظائف کے الفاظ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ان میں کچھ خاص اسرار و خصائص ہیں لہذا انہیں تبدیل کرنا جائز نہیں اور انہیں قیاس کا کوئی دخل نہیں۔

۵۰۳۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنْ فِطْرِ بْنِ خَلِيفَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ طَاهِرًا فَتَوَسَّدْ يَمِينَكَ ذَكَرَ نَحْوَهُ ؕ

ترجمہ: براء بن عازب نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو اپنے بستر پر لیٹے تو بحالت طہارت ہو، پھر دائیں ہاتھ کا تکیہ بنا لے آگے پچھلی حدیث کی مانند۔

۵۰۳۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْغَزَّالُ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُورٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ أَحَدُهُمَا إِذَا أَتَيْتَ فِرَاشَكَ طَاهِرًا وَقَالَ الْآخَرُ تَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلٰوةِ وَسَاقَ مَعْنَى مُعْتَمِرٍ ؕ

ترجمہ: براء بن عازب نے یہی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ اس کے ایک راوی (اعمش اور منصور میں سے) نے: إِذَا أَتَيْتَ فِرَاشَكَ طَاهِرًا کہا اور دوسرے نے، تَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلٰوةِ کے لفظ بولے آگے پھر اسی حدیث نمبر ۵۰۳۳ کو بیان کیا۔

۵۰۳۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا وَكِيعٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَامَ قَالَ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَى وَأَمُوتُ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ط

ترجمہ: حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سوتے تھے تو کہتے تھے اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَى وَأَمُوتُ جب بیدار ہوتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔

شرح: اس حدیث میں موت سے مراد نیند ہے کیونکہ اسکے باعث عقل اور حرکت زائل ہو جاتی ہے۔ نشور کا معنیٰ زندہ کرنا ہے۔

۵۰۳۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ نَا زُهَيْرٌ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ لْيَضْطَجِعْ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ لْيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ الصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكَ ط

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے تو اپنے تہ بند کی نچلی طرف سے جھاڑ دے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد بستر پر کیا چیز رہی تھی۔ پھر وہ اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جائے پھر کہے بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ الصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكَ ط

ترجمہ: تیرے نام کے ساتھ اے میرے رب میں نے اپنا پہلو (بستر پر) رکھا اور تیرے ہی فضل سے اسے اٹھاؤں گا۔ اگر تو میری جان کو روک لے تو اس پر رحم فرما اور اگر تو اسے واپس چھوڑ دے تو تو اس کی اسطرح حفاظت فرما جسطرح

تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے"۔

۵۰۳۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ نَحْوَهُ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ زَادَ وَهْبٌ فِي حَدِيثِهِ اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ۔

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو فرمایا کرتے تھے:
اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ وہب بن بقیہ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا۔ اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ
(مسلم۔ ترمذی نسائی۔ ابن ماجہ)

شرح: حضورؐ کی اس دعاء کا یہ معنیٰ ہے کہ اے اللہ آسمان کے مالک اور زمین کے مالک اور ہر چیز کے رب، دانے کو اور گھٹلی کو پھاڑنے والے تورات اور انجیل اور قرآن کو اتارنے والے، میں ہر شر والے کے شر سے پناہ لیتا ہوں تو اس کی پیشانی کو پکڑنے والا ہے (اس کو مطیع کرنے والا ہے) تو ہی اول ہے کہ تجھ سے پہلے کوئی چیز نہ تھی اور تو ہی آخر ہے کہ تیرے بعد کوئی چیز نہیں، اور تو ہی ظاہر ہے کہ تیرے اوپر کوئی چیز نہیں، اور تو ہی باطن ہے کہ (مخفی ہونے میں) کوئی چیز تجھ سے ورے نہیں۔ میرا قرض ادا فرمادے اور مجھ کو فقر سے غنی فرما۔ ظاہر و باطن کا معنیٰ یہ ہے کہ کائنات کے ذرے ذرے سے اسکی قدرتوں کا ظہور ہونے کے باوجود اسکی ذات اقدس مخفی ہے، اور مخفی و مستور ہونیکے باوجود اس کا ظہور کمال درجے کا ہے۔ اوّل و آخر کا مطلب یہ ہے کہ جب کچھ نہ تھا تو وہ موجود تھا اور جب کچھ نہ ہوگا تو بھی وہ موجود ہوگا۔ پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر جانور کو مطیع کرتے ہیں لہٰذا قبضے میں لانے کے لئے یہ محاورہ بن گیا۔

۵۰۳۹ - حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ نَا الْأَحْوَصُ يَعْنِي ابْنَ جَوَّابٍ

نَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ وَأَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ مَضْجَعِهِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اللَّهُمَّ أَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَأْثَمَ اللَّهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ ط

ترجمہ: علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ سوتے وقت کہتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ آخر "اے اللہ میں تیری کریم ذات کے ساتھ پناہ لیتا ہوں اور تیرے تمام کلمات کیساتھ ہر اس چیز کے شر سے جس کو تو اس کی پیشانی سے پکڑنیوالا ہے۔ اے اللہ تو ہی قرض اور گناہ کو دور فرماتا ہے۔ اے اللہ تیرا لشکر شکست نہیں کھاتا اور تیرے وعدے کے خلاف نہیں کیا جاتا اور کسی مرتبے والے کا مرتبہ اسکو تجھ سے کچھ نفع نہیں دلاتا تو پاک ہے اور اپنی تعریف کے ساتھ ہے (نسائی)

۵۰۴۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ ط

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو فرماتے، تعریف اس اللہ کی ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور (موذی چیزوں کے شر سے) ہمیں بچایا اور ہمیں پناہ دی، کئی ایسے لوگ بھی ہیں کہ جنھیں کوئی بچانے والا اور پناہ دینے والا نہیں (مسلم، ترمذی، نسائی) یعنی کئی لوگوں کو اللہ تعالیٰ شریروں کے شر سے نہیں بچاتا اور دشمنوں کی اذیت سے پناہ نہیں دیتا۔

۵۰۴۱۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيسِيُّ نَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي الْأَزْهَرِ الْأَنْمَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ

بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِي اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَاَخْسِأْ شَيْطَانِي وَفُكَّ رِهَانِي وَاجْعَلْنِي فِي النَّدِيِّ الْاَعْلٰى قَالَ اَبُوْدَاوُدَ رَوَاهُ اَبُوْهَمَّامٍ الْاَهْوَازِيُّ عَنْ ثَوْرٍ قَالَ اَبُوْ زُهَيْرٍ الْاَنْمَارِيُّ ط

ترجمہ: ابوالازھر انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بستر پر تشریف لیجاتے تو فرماتے: اللہ کے نام کے ساتھ ہی میں نے اپنا پہلو رکھا۔ اے اللہ مجھ کو میرا گناہ بخش دے اور میرے شیطان کو دھتکار دے اور میری پابندی کو دور کر دے اور مجھے اعلیٰ مجلس میں جگہ دے۔ ابوداؤد نے کہا کہ دوسری روایت میں ابوزھیر الانماری آیا ہے۔

۵۰۴۲۔ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا زُهَيْرٌ نَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِنَوْفَلٍ اِقْرَأْ قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ثُمَّ نَمْ عَلٰى خَاتِمَتِهَا فَاِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِّنَ الشِّرْكِ ط

ترجمہ: فروہ بن نوفل نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نوفلؓ سے فرمایا: سورۂ قُلْ یٰاَیُّھَا الکٰفِرُوْن پڑھ اور پھر اس کے خاتمے پر سو جا کیونکہ یہ شرک سے براءت ہے (نسائیؒ نے اسے مرسلاً روایت کیا ہے۔ اور ترمذی اور نسائیؒ نے اس میں کچھ اختلاف ذکر کیا ہے۔ ترمذی نے کہا کہ اس حدیث میں ابواسحاق راوی کے شاگردوں میں اختلاف ہوا ہے۔ ابوعمر نمری نے نوفل کا ذکر کتاب الصحابہؓ کیا ہے اور اس حدیث زیر نظر کو بیان کر کے اسے مضطرب الاسناد کہا ہے اور یہ کہ یہ ثابت نہیں ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے حافظ ابن عبدالبر (ابوعمر نمری) کے قول کا ردّ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث مضطرب نہیں ہے۔ بلکہ جس روایت میں عن ابیہ کا لفظ ہے وہ راجح تر ہے اور یہی موصول بھی ہے اور ثقہ راویوں کی روایت ہے۔ پس ارسال کرنے والوں کی مخالفت مُضر نہیں کیونکہ اضطراب کی شرط یہ ہے کہ وجوہ اضطراب برابر ہوں۔ اور جب وجوہ اختلاف میں تفاوت ہو تو بلا خوف راجح ہی کو لیا جائے گا۔

۵۰۴۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَيَزِيْدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا نَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِيَانِ ابْنَ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا

اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ط

ترجمہ: حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ہر رات کو بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنی ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے، پھر ان میں پھونک مارتے اور ان میں قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے پھر جہانتک ہو سکتا ان سے اپنے جسم کا مسح فرماتے، سر اور چہرے سے شروع فرماتے اور جسم کے سامنے والے حصے پر ہاتھ پھیرتے۔ تین دفعہ ایسا ہی کرتے (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائیؒ) مطلب یہ ہے کہ ہاتھوں پر پھونک مارنے سے قبل یہ سورتیں پڑھتے تھے

شرح: منذریؒ نے کہا ہے کہ بیمار کیلئے شفاء کی دعاء کرکے اسے پھونک مارنا اور ذرا تھوکنا جائز ہے۔ اور اس حدیث میں بھی اس کی دلیل موجود ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک پھونک مارنا جائز نہیں اور بعض نے ۔ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ سے استدلال کیا ہے۔ مگر یہ استدلال غلط ہے کیونکہ آیت میں مذمّت اہل باطل اور جادوگروں کی ہوئی ہے۔ حضورؐ نے جو معوّذات کو پڑھ کر دم فرمایا ہے اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ ان سورتوں میں پھونک مارنے والی جادوگرنیوں کے شر سے، حاسدوں کے شر سے، شیطان اور اس کے وسوسے کے شر سے، شریر لوگوں کے شر سے اور ہر مخلوق کی برائی کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے ابوطاہر نے پھونک مارنے اور ذرا سا تھوکنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں شمار کیا ہے کیونکہ کوئی اور جسمانی اور روحانی طہارت میں اس مقام رفیع پر فائز نہیں ہے۔ اور اس کے جواز پر دلیل محض قیاس ہے جو قیاس مع الفارق ہے مگر میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ابوطاہر کا قول دوسروں پر دم کرنے کے لئے تو شاید دلیل بن سکے، حضورؐ کا اپنے جسم اطہر پر خود پھونکنا ابوطاہر کی دلیل سے خارج ہے، اور پھونک مارنے کی دلیل صرف یہی حدیث نہیں بلکہ اور بہت سی احادیث بھی ہیں۔ اور خصوصیت پر کوئی دلیل قائم نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۵۰۴۴۔ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ نَا بَقِيَّةُ عَنْ بُحَيْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي بِلَالٍ عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ أَنْ يَرْقُدَ وَقَالَ إِنَّ فِيهِنَّ آيَةً أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ ط

ترجمہ: عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے مسبحات پڑھتے تھے، اور آپ نے فرمایا کہ ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیت سے افضل ہے (ترمذی،

نسائی - ترمذی نے اسے حسن غریب کہا اور اس کی سند میں بقیہ بن ولید متکلم فیہ ہے)

شرح: مسبحات سے مراد وہ سورتیں ہیں جو سَبَّحَ، یُسَبِّحُ اور سَبِّحْ سے شروع ہوتی ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ افضل ترین آیت شاید سورہ حشر کے اواخر میں ہے۔ ان میں اللہ تعالیٰ کے ذاتی وصفاتی اسمائے حسنیٰ بیان ہوئے ہیں۔

۵۰۴۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ نَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي حُسَيْنٌ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَفَانِي وَآوَانِي وَأَطْعَمَنِي وَأَسْقَانِي وَالَّذِي مَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ وَالَّذِي أَعْطَانِي فَأَجْزَلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ وَإِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ أَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ ط

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو فرمایا کرتے تھے: تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو میرے لئے کافی ہوا، مجھے پناہ دی اور مجھے کھلایا پلایا اور جس نے مجھ پر احسان فرمایا اور جس نے مجھے عطا کیا تو بہت کچھ عطا کیا۔ ہر حال میں اللہ ہی کی تعریف ہے۔ اے اللہ! اے ہر شیٔ کے رب اور مالک اور ہر چیز کے الٰہ، میں آگ سے تیری پناہ میں آتا ہوں (نسائی) اگر غور کیا جائے تو اس حدیث میں ان انعامات کی طرف اشارہ ہے جو سورہ ضحیٰ اور انشراح میں بیان ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم

۵۰۴۶- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيهِ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بستر پر لیٹا اور اللہ کا ذکر نہ کیا تو اس پر بروز قیامت حسرت و ندامت ہوگی، اور جو کسی مجلس میں بیٹھا اور اس میں اللہ کو یاد نہ کیا تو بروز قیامت اس پر حسرت و ندامت ہوگی (نسائی نے صرف لیٹنے کا قصہ روایت کیا ہے اس کی سند میں محمد بن عجلان ہے جو متکلم فیہ ہے) حسرت اس

بات پر ہو گی کہ میں نے فلاں وقت یادِ خدا سے خالی کیوں رہنے دیا۔ میدان قیامت میں نیکوں کو یہ حسرت ہو گی کہ جب نیکیوں کی جزاء یہ ہے تو کاش ہم مزید نیکیاں کر لیتے اور بدوں کو یہ ندامت ہو گی کہ ہم نے بدی کا راستہ ترک کیوں نہ کیا!

بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ

باب رات کو اٹھ کر کیا کہے

۵۰۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ نَا الْوَلِيدُ قَالَ قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ حَدَّثَنِي جُنَادَةُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ حِينَ يَسْتَيْقِظُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ دَعَا رَبِّ اغْفِرْ لِي قَالَ الْوَلِيدُ أَوْ قَالَ دَعَا اسْتُجِيبَ لَهُ فَإِنْ قَامَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ۔

ترجمہ: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رات کو اٹھا اور بیدار ہوتے ہی کہا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پھر اس نے دعا کی رَبِّ اغْفِرْ لِي اس کی دعا قبول ہو گی۔ پھر اگر وہ اٹھے اور وضو کر کے نماز پڑھے اس کی نماز قبول ہو گی۔

(بخاری۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ نے اسی طرح روایت کی ہے)

۵۰۴۸۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى نَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ نَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ

أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ اللّٰهُمَّ زِدْنِي عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ط

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تو کہتے: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ اللّٰهُمَّ زِدْنِي عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ط

بَابٌ فِي التَّسْبِيحِ عِنْدَ النَّوْمِ

سوتے وقت کی تسبیح کا باب

۵۰۴۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ ح وَثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ الْمَعْنَى عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ مُسَدَّدٌ ثَنَا عَلِيٌّ قَالَ شَكَتْ فَاطِمَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحَى فَأُتِيَ بِسَبْيٍ فَأَتَتْهُ تَسْأَلُهُ فَلَمْ تَرَهُ فَأَخْبَرَتْ بِذٰلِكَ عَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ فَأَتَانَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا لِنَقُومَ فَقَالَ عَلَى مَكَانِكُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ ط

ترجمہ: علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی پیسنے کے باعث ہاتھوں کی تکلیف کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی لائے تو فاطمہ رض آپ سے سوال کرنے گئیں مگر آپ کو نہ پایا۔ پس انہوں نے یہ بات حضرت عائشہ رض کو بتائی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے یہ بات آپکو بتلائی پس حضور ہمارے ہاں لائے جب کہ ہم اپنے بستروں میں تھے۔ پس ہم نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا: اپنی اپنی جگہ پر رہو۔ پس آپ تشریف لائے اور ہمارے درمیان بیٹھ گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کے پاؤں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی۔ پس آپ نے فرمایا، جو کچھ تم نے مانگا تھا کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں؟ جب تم بستروں میں جاؤ تو ۳۳ بار تسبیح کرو، ۳۳ بار الحمدللہ کہو اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہو۔ یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے (بخاری، مسلم، نسائی)

۵۰۵۰۔ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ الْيَشْكُرِيُّ نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْوَرْدِ بْنِ ثُمَامَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ لِابْنِ أَعْبُدَ أَلَا أُحَدِّثُكَ عَنِّي وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ أَحَبَّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ وَكَانَتْ عِنْدِي فَجَرَتْ بِالرَّحَى حَتَّى أَثَّرَتْ بِيَدِهَا وَاسْتَقَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتَّى أَثَّرَتْ فِي نَحْرِهَا وَقَمَّتِ الْبَيْتَ حَتَّى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا وَأَوْقَدَتِ الْقِدْرَ حَتَّى دَكِنَتْ ثِيَابُهَا فَأَصَابَهَا مِنْ ذَلِكَ ضُرٌّ فَسَمِعْنَا أَنَّ رَقِيقًا أُتِيَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَوْ أَتَيْتِ أَبَاكِ فَسَأَلْتِيهِ خَادِمًا يَكْفِيكِ فَأَتَتْهُ فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ حُدَّاثًا فَاسْتَحْيَتْ فَرَجَعَتْ فَغَدَا عَلَيْنَا وَنَحْنُ فِي لِفَاعِنَا فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهَا فَأَدْخَلَتْ رَأْسَهَا فِي اللِّفَاعِ حَيَاءً مِنْ أَبِيهَا فَقَالَ مَا كَانَ حَاجَتُكِ أَمْسِ إِلَى آلِ مُحَمَّدٍ فَسَكَتَتْ مَرَّتَيْنِ فَقُلْتُ أَنَا وَاللّٰهِ أُحَدِّثُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ هَذِهِ جَرَّتْ عِنْدِي بِالرَّحَى حَتَّى أَثَّرَتْ فِي يَدِهَا وَاسْتَقَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتَّى أَثَّرَتْ فِي نَحْرِهَا وَكَسَحَتِ الْبَيْتَ حَتَّى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا وَأَوْقَدَتِ الْقِدْرَ حَتَّى دَكِنَتْ ثِيَابُهَا وَبَلَغَنَا أَنَّهُ قَدْ أَتَاكَ رَقِيقٌ أَوْ خَدَمٌ فَقُلْتُ لَهَا سَلِيهِ خَادِمًا فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ الْحَكَمِ وَأَتَمَّ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن اعبد سے کہا، کیا میں تمہیں اپنی اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بات نہ بتاؤں ؟ فاطمہ آپ اپنے گھر والوں سے زیادہ پیاری تھیں اور وہ میرے نکاح میں تھیں۔ پس اس نے چکی چلائی حتیٰ کہ اس نے ان کے ہاتھ پر نشان ڈال دیئے اور مشک سے پانی ڈھویا حتیٰ کہ اس نے ان کے گلے کے نیچے نشان ڈال دیئے، اور گھر میں جھاڑو دیا حتیٰ کہ ان کے کپڑے غبار آلود ہو گئے اور ہنڈیا کے نیچے چولہا جونکا حتیٰ کہ کپڑے میلے گئے اور ان چیزوں سے انہیں نقصان پہنچا۔ پھر ہم نے سنا کہ کچھ غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے ہیں۔ پس میں نے کہا کہ کیا ہی اچھا ہو اگر تم اپنے باپ کے پاس جاکر خادم طلب کرو تاکہ وہ یہ کام کر سکے۔ پس فاطمہ حضورؐ کے پاس گئیں اور وہاں آپؐ کے پاس کچھ لوگ بات چیت کرتے ہوئے دیکھے تو وہ شرما گئیں اور واپس چلی آئیں۔ پس حضورؐ صبح کو ہمارے گھر آئے اور ہم اپنے لحاف میں تھے۔ پس آپ اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اس نے باپ سے شرما کر اپنا سر لحاف میں ڈال لیا۔ پس حضورؐ نے فرمایا: کل تمہیں محمدؐ کے گھر والوں سے کیا کام تھا؟ وہ خاموش رہی اور آپؐ نے یہ دو مرتبہ فرمایا۔ پس میں نے کہا واللہ! یا رسول اللہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ اس نے میرے پاس چکی پیسی ہے حتیٰ کہ اس کے ہاتھ پر نشان پڑ گئے ہیں اور مشک کے ساتھ پانی ڈھویا ہے حتیٰ کہ اسکی گردن نیچے نشان پڑ گیا ہے اور گھر میں جھاڑو دیا ہے حتیٰ کہ اس کے کپڑے غبار آلودہ ہو گئے ہیں اور ہنڈیا پکائی ہے حتیٰ کہ اس کے کپڑے سیاہ ہو گئے ہیں اور ہمیں خبر ملی تھی کہ آپؐ کے پاس قیدی آئے ہیں یا خادم آئے ہیں پس میں نے کہا کہ آپؐ سے ایک خادم مانگے۔ پھر راوی نے الحکم کی حدیث (گزشتہ) کو تمام تر بیان کیا (یہ حدیث کتاب الخراج میں گزر چکی ہے۔ علی بن اعبد راوی کو علی بن المدینی نے غیر معروف بتایا ہے اور اس کی صرف یہی ایک روایت ہمیں معلوم ہے منذری) اس روایت میں حضورؐ نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا کہ کل تمہیں آل محمدؐ سے کیا کام تھا؟ گویا آل کا لفظ۔ اہل بیت کی مانند۔ اپنی ازواج کے لئے استعمال فرمایا۔ آل کا لفظ اصل کی ایک شکل ہے اور اسمیں سب سے پہلے بیوی آتی ہے پھر کوئی اور۔

۵۰۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنْ شَبَثِ بْنِ رِبْعِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْخَبَرِ قَالَ عَلِيٌّ فَمَا مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ تَرَكْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ فَاِنِّيْ ذَكَرْتُهَا مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَقُلْتُهَا ۔

ترجمہ: شبث بن ربعی نے علی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی۔ اس میں حضرت علیؓ نے کہا کہ جب سے میں نے یہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے تھے انہیں جنگ صفین کی رات کے سوا کبھی نہیں چھوڑا۔ رات کے آخری حصے میں مجھے یاد آیا تو میں نے اسوقت یہ کلمات کہہ لئے (نسائی)۔ امام بخاری نے کہا کہ محمد بن کعب قرظی کا سماع شبث سے ثابت نہیں ہے۔ گویا اس لحاظ سے یہ روایت منقطع ہوئی۔

۵۰۵۲ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَصْلَتَانِ أَوْ خَلَّتَانِ لَا يُحَافِظُ عَلَيْهِمَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ هُمَا يَسِيرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ يُسَبِّحُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُ عَشْرًا وَيُكَبِّرُ عَشْرًا فَذَالِكَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ وَيُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ وَيَحْمَدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَيُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَذَالِكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ هُمَا يَسِيرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ قَالَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ فِي مَنَامِهِ يَعْنِي الشَّيْطَانَ فَيُنَوِّمُهُ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ وَيَأْتِيهِ فِي صَلَاتِهِ فَيُذَكِّرُهُ حَاجَتَهُ قَبْلَ أَنْ يَقُولَهَا ؎

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ حضور نے فرمایا: دو خصلتیں یا دو باتیں ایسی ہیں کہ ان پر محافظت کرنے والا مرد مسلم جنت میں داخل ہوگا۔ وہ دونوں آسان ہیں اور ان پر عمل کرنیوالے کم ہیں۔ تو ہر نماز کے بعد دس بار تسبیح، دس بار تحمید اور دس بار تکبیر کہے، پس زبان سے یہ ایک سو پچاس ہیں (یعنی صلوات خمسہ کی گنتی)، اور میزان میں ایک ہزار پانچ سو ہیں، اور رات کو سوتے وقت ۳۴ بار تکبیر کہے، ۳۳ بار تحمید کہے اور ۳۳ بار تسبیح کہے۔ یہ زبان پر تو ایک سو ہیں اور میزان میں ایک ہزار ہیں۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں ہاتھ کی انگلیوں پر انھیں پڑھتے دیکھا تھا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ یہ آپ نے کیسے فرمایا کہ یہ بہت آسان ہیں اور اس پر عمل کرنے والے کم ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور اسے یہ پڑھنے سے پہلے سلا دیتا ہے، اور وہ نماز میں اس کے پاس آتا ہے اور اسے یہ پڑھنے سے پہلے کوئی ضرورت یاد دلا دیتا ہے (ترمذی نے اسے روایت کرکے حسن صحیح کہا ہے۔ نسائی نے اسے مسند اور موقوف دونوں طرح سے روایت کیا ہے)

۵۰۵۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ عُقْبَةَ الْحَضْرَمِيُّ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ حَسَنٍ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ ابْنَ أُمِّ الْحَكَمِ أَوْ ضُبَاعَةَ

اِبْنَتَيِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ اِحْدَاهُمَا اَنَّهَا قَالَتْ اَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيًا فَذَهَبْتُ اَنَا وَاُخْتِيْ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَوْنَا اِلَيْهِ مَا نَحْنُ فِيْهِ وَسَاَلْنَاهُ اَنْ يَاْمُرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِنَ السَّبْيِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَكُنَّ يَتَامٰى بَدْرٍ ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ التَّسْبِيْحِ قَالَ عَلٰى اَثَرِ كُلِّ صَلٰوةٍ لَمْ يَذْكُرِ النَّوْمَ ط

ترجمہ: ام الحکم یا ضباعہ زبیر کی دو بیٹیوں میں سے کسی کے بیٹے نے (اور وہ ام الحکم کا بیٹا تھا) بیان کیا کہ ان میں سے ایک نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے تو میں اور میری بہن اور فاطمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور آپؐ سے ان مشکلات کی شکایت جن میں ہم گرفتار تھیں اور آپؐ سے سوال کیا کہ ہمیں کوئی قیدی عنایت فرمائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدر کے یتیم تم پر سبقت لے گئے ہیں۔ یعنی ان کا حق فائق ہے، پھر تسبیح کا قصہ ذکر کیا اور فرمایا: ہر نماز کے بعد اور نیند کا ذکر نہیں کیا (یہ حدیث سنن ابی داؤد میں کتاب الخراج میں گزر چکی ہے)

شرح: منذری نے ابن الاثیر سے نقل کیا ہے کہ اس نے اسد الغابہ میں ام الحکم کے ذکر میں یہ روایت بیان کی ہے اور اس میں وضاحت ہے کہ ام الحکم کا بیٹا اپنی والدہ ام الحکم سے روایت کرتا ہے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ ام الحکم اور اس کی بہن دونوں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور اس طرح اسد الغابہ میں بھی ہے۔ اس سے وضاحت ہو جاتی ہے کہ اصل قصہ میں جانیوالی کون کون تھیں۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحَ

باب بوقت صبح کیا کہے

۵۰۵۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا هُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِيْ بِكَلِمَاتٍ اَقُوْلُهُنَّ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتُ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ قَالَ قُلْهَا اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَيْتَ وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ ط

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ مجھے چند کلمات کا حکم دیجئے جنھیں میں صبح کے وقت کہا کروں اور شام کے وقت بھی۔ حضورؐ نے فرمایا: کہو اللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے خالق، پوشیدگی اور ظاہر کے جاننے والے، ہر چیز کے پروردگار اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں اپنے نفس کے شر سے تیری پناہ لیتا ہوں اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے۔ حضورؐ نے فرمایا: انہیں صبح کے وقت اور شام کے وقت کہا کرو اور سوتے وقت بھی (ترمذی، نسائی۔ ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے)

۵۰۵۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا سُهَيْلٌ نَا وُهَيْبٌ نَا سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ وَاِذَا اَمْسٰى قَالَ اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ ط

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو کہا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا الخ اے اللہ ہم نے تیرے ساتھ صبح کی اور تیرے ساتھ شام کی، اور تیرے فضل سے زندہ رہیں اور تیری قدرت سے مریں گے اور تیری طرف ہی جمع ہونا ہے۔ اور جب شام ہوئی تو آپ فرماتے: اے اللہ! ہم نے تیرے فضل سے شام کی۔ اور تیری رحمت سے زندہ رہتے ہیں اور تیری قدرت سے مریں گے اور تیرے پاس جمع ہونا ہے (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ ترمذی نے اسے حسن کہا ہے)

شرح: حافظ ابن القیم نے کہا ہے کہ نسائیؒ، ابن حبان، ترمذی اور ابوداؤد کے الفاظ اس حدیث میں کچھ مختلف ہیں نسائیؒ میں فقط صبح کی دعاء کا ذکر ہے۔ ابن حبان کی روایت میں صبح کی دعاء میں نشور اور شام کی دعاء میں مصیر کا ذکر ہے (یعنی الیک المصیر) ابوداؤد کی روایت میں نشور کا ذکر شام کی دعاء میں اور المصیر کا لفظ صبح کی دعاء میں ہے، ترمذی کی روایت میں بھی ایسا ہی ہے۔ ابن حبان کی روایت اگر محفوظ ہے تو ان سب میں بہتر ہے کیونکہ صبح کا وقت جو نیند سے بیداری کا وقت ہے وہ قیامت کے نشور جیسا ہے اور شام کا وقت جو نیند کا ہے وہ المصیر سے مشابہ تر ہے، یعنی خدا کے حضور میں پیشی اور دنیا سے آخرت میں انتقال آیت قرآنی بھی اسی پر دلالت کرتی ہے: وَمِنْ اٰيَاتِهٖ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ الخ اور صحیح بخاری کی روایت حذیفہ اسی کے انسب ہونے کو بتاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیدار ہوتے تو فرماتے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔

۵۰۵۶۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ عَنْ هِشَامِ بْنِ الْغَازِ بْنِ رَبِيْعَةَ

عَنْ مَكْحُوْلِ الدِّمَشْقِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ اَوْ يُمْسِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَصْبَحْتُ اُشْهِدُكَ وَاُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلٰئِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَعْتَقَ اللّٰهُ رُبُعَهٗ مِنَ النَّارِ فَمَنْ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ اَعْتَقَ اللّٰهُ نِصْفَهٗ وَمَنْ قَالَهَا ثَلَاثًا اَعْتَقَ اللّٰهُ ثَلٰثَةَ اَرْبَاعِهٖ فَاِنْ قَالَهَا اَرْبَعًا اَعْتَقَهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ط

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح یا شام کو کہے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَصْبَحْتُ الخ" اے اللہ میں نے صبح کی اس حال میں کہ تجھ کو، تیرا عرش اٹھانیوالوں کو، تیرے فرشتوں کو اور تیری تمام مخلوق کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں، تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمدؐ تیرا بندہ اور رسول ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکے چوتھے حصے کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے جو شخص ان کلمات کو دو مرتبہ کہے اسکو (پورے کو) اللہ تعالیٰ آگ سے رہا کر دیتا ہے (منذری نے کہا کہ اسکی سند میں عبد الرحمن بن عبد الحمید ہے۔ ابو داؤد کی روایت میں عبد المجید ہے مگر عبد الحمید ہی صحیح تر ہے۔ یہ نابینا تھا، احادیث کو زبانی روایت کرتا تھا اور اسکی احادیث میں اضطراب ہے)

۵۰۵۷۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ نَا زُهَيْرٌ نَا الْوَلِيْدُ بْنُ ثَعْلَبَةَ الطَّائِيُّ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ اَوْ حِيْنَ يُمْسِيْ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهٖ اَوْ مِنْ لَيْلَتِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ ط

ترجمہ: بریدہؓ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح اور شام کو کہے: "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الخ" اے اللہ تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں طاقت کے موافق تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں، میں اپنے افعال کی برائی سے تیری پناہ لیتا ہوں، میں تیری نعمت کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں، پس تو مجھے بخش دے، تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا" پھر وہ اسی دن مر جائے تو جنت میں داخل ہوگا (نسائی، ابن ماجہ، بخاری اور نسائی نے اسے شداد بن اوس سے روایت کیا اور اس میں کہا کہ یہ سید الاستغفار ہے۔ ترمذی نے اسکی روایت کر کے کہا کہ اس سند سے یہ غریب ہے) عہد سے مراد عہد میثاق بھی ہے اور شہادت توحید و رسالت کا عہد بھی۔ وعدے سے مراد ثواب و جزاء کا وعدہ ہے۔

۵۰۵۸- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ ح وَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ ابْنِ أَعْيَنَ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَمْسَى أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ زَادَ فِي حَدِيثِهِ جَرِيرٌ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَمِنْ سُوءِ الْكُفْرِ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ أَيْضًا أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ مِنْ سُوءِ الْكِبَرِ وَلَمْ يَذْكُرْ سُوءَ الْكُفْرِ۔

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب شام ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔ اَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَمِنْ سُوءِ الْكُفْرِ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ۔
اور جب صبح ہوتی تو یوں کہتے أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ ابوداؤد نے کہا کہ شعبہ کی روایت سوء الکفر کے بجائے سُوءِ الْكِبَرِ ہے (مسلم، ترمذی، نسائی) "ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک وسلطنت نے شام کی، اسی کی بادشاہت ہے اُسی کی حمد ہے اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اُسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے سر حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اے میرے رب میں تجھ سے اس رات کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس کے بعد کی بھلائی، اور تجھ سے اس رات کی بلائی سے پناہ مانگتا ہوں، اور اس کے مابعد کے شر سے۔ اے میرے رب میں تجھ سے سستی سے پناہ مانگتا ہوں اور کفر کی بُرائی سے۔
اے میرے رب میں تجھ سے آگ کے عذاب اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔

۵۰۵۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عُقَيْلٍ عَنْ سَابِقِ بْنِ

نَاجِيَةَ عَنْ أَبِي سَلَّامٍ أَنَّهُ كَانَ فِي مَسْجِدِ حِمْصَ فَمَرَّ رَجُلٌ فَقَالُوا هَذَا خَدَمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ فَقَالَ حَدِّثْنِي بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَدَاوَلْهُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ الرِّجَالُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسَى رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُرْضِيَهُ ط

ترجمہ :- ابوسلام ممطور حبشی سے روایت ہے کہ وہ حمص کی مسجد میں تھا تو اس کے پاس سے ایک شخص گزرا، لوگوں نے کہا کہ اس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے، پس ممطور اس کی طرف اٹھ کر گیا اور کہا، مجھے کوئی حدیث سناؤ جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو اور تمہارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی اور واسطہ نہ ہو۔ اس نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس نے صبح کے وقت اور شام کے وقت کہا رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا ۔ اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہو گا کہ اسے راضی فرمائے ، (نسائی) -

شرح :- یعنی اس بات پر دل سے مسرور اور مطمئن ہوں کہ میرا رب فقط اللہ ہے امیر اطرز زندگی فقط اسلام ہے اور میرا رسول فقط محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔

۵۰۶۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ وَإِسْمَعِيلُ قَالَا نَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَنَّامٍ الْبَيَاضِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ اللَّهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِي مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ فَقَدْ أَدَّى شُكْرَ يَوْمِهِ وَمَنْ قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ حِينَ يُمْسِي فَقَدْ أَدَّى شُكْرَ لَيْلَتِهِ ط

ترجمہ :- عبداللہ بن غنام بیاضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو بوقت صبح کہے اللَّهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِي مِنْ نِعْمَةٍ الخ - "اے اللہ صبح کے وقت مجھ پر جو تیرا انعام ہوا ہے سو وہ صرف تنہا تیری طرف سے ہے تیرا کوئی شریک نہیں، پس تیرے ہی لیے تعریف ہے، اور تیرا ہی شکر ہے ۔" سو اس نے اس دن کا شکر ادا کر دیا، اور جس نے شام کے وقت سے کہا، اس نے اپنی رات کا شکر ادا کر دیا۔ (نسائی)

۵۰۶۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ نَا وَكِيعٌ ح وَنَا عُثْمَانُ

ابن ابی شیبۃ المعنی نا ابن نمیر قالا نا عبادۃ بن مسلم الفزاری عن جبیر ابن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم قال سمعت ابن عمر یقول لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدع ھؤلاء الدعوات حین یمسی وحین یصبح اللھم انی اسئلک العافیۃ فی الدنیا والاخرۃ اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ فی دینی ودنیای واھلی ومالی اللھم استر عورتی وقال عثمان عوراتی وامن روعاتی اللھم احفظنی من بین یدی ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی واعوذ بعظمتک ان اغتال من تحتی قال وکیع یعنی الخسف ط

ترجمہ:- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعائیں شام اور صبح کو ترک نہیں کرتے تھے، اللھم انی اسئلک العافیۃ الخ "اے اللہ تجھ سے دنیا وآخرت کی عافیت مانگتا ہوں، اے اللہ میں تجھ سے عفو اور عافیت مانگتا ہوں اپنے دین میں اور اپنی دنیا میں اور اپنے اھل میں اور اپنے مال میں۔ اے اللہ میرا پردہ ڈھانک دے اور میری گھبراہٹوں کو اطمینان عطا فرما، اے اللہ میرے سامنے سے میری حفاظت فرما اور میرے پیچھے سے اور میرے دائیں سے اور میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے اور میں تیری عظمت کی پناہ لیتا ہوں کہ مجھے نیچے کی طرف سے ہلاک کیا جائے۔ (نسائی، ابن ماجہ) وکیع بن الجراح نے کہا کہ نیچے ہلاکت سے مراد خسف ہے۔

۵۰۶۲ - حدثنا احمد بن صالح نا عبداللہ بن وھب اخبرنی عمرو ان سالما الفراء حدثہ ان عبدالحمید مولی بنی ھاشم حدثہ ان امہ حدثتہ وکانت تخدم بعض بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثتھا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعلمھا فیقول قولی حین تصبحین سبحان اللہ وبحمدہ لا قوۃ الا باللہ ما شاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن اعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر وان اللہ قد احاط بکل شیء علما فانہ من قالھن حین یصبح حفظ حتی یمسی ومن قالھن حین یمسی حفظ حتی یصبح ط

ترجمہ:- بنی ہاشم کے آزاد کردہ غلام عبدالحمید سے روایت ہے کہ اس کی ماں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیٹی کی خدمت کرتی

تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیٹی نے اُسے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسے سکھاتے تھے اور فرماتے صبح کے وقت یوں کہا کر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ "اللہ پاک ہے اور اپنی تعریف کے ساتھ ہے، اللہ کے ساتھ ہی قوت ہے، جو اللہ چاہے ہوتا ہے اور جو چاہے نہیں ہوتا۔ میں جانتا رجانتی ہوں کہ بلا شبہ اللہ ہر شے پر قادر ہے اور اللہ کے علم نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے" جو شخص یہ کلمات صبح کو کہے وہ شام تک محفوظ رہتا ہے اور جو انہیں شام کو کہے وہ صبح تک محفوظ رہتا ہے (نسائی) عبدالحمید کی ماں مجہول ہے۔)

۵۰۶۳ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ اَنَا ح وَنَا الرَّبِيعُ ابْنُ سُلَيْمَانَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ الْبُخَارِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَيْلَمَانِيِّ قَالَ الرَّبِيعُ ابْنُ الْبَيْلَمَانِيِّ عَنْ اَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ اِلٰى وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ اَدْرَكَ مَا فَاتَهُ فِي يَوْمِهِ ذٰلِكَ وَمَنْ قَالَهُنَّ حِيْنَ يُمْسِي اَدْرَكَ مَا فَاتَهُ فِي لَيْلَتِهِ قَالَ الرَّبِيعُ عَنِ اللَّيْثِ ط

ترجمہ:- ابن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا، جو صبح کو کہے، فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۔ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۔ اس نے دن کی فوت شدہ نیکیوں کا تدارک کر لیا اور جس نے انہیں شام کو کہا اُس نے رات کی فوت شدہ خیر کا تدارک کر لیا، (اس کی سند میں محمد بن عبدالرحمٰن بیلمانی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے، اور یہ دونوں متکلم فیہ ہیں۔)

شرح:- یہ آیات سورہ ۳۰ کی ۱۷ سے ۱۹ تک ہیں، ان کا ترجمہ یہ ہے کہ پس اللہ کی تسبیح ہے عصر اور شام کے وقت اور صبح کے وقت، اور اسی کی حمد ہے ساری کائنات میں اور عشاء کو اور بوقت ظہر۔ اس میں پانچ نمازوں کا ذکر موجود ہے کہ ان اوقات میں اللہ کی عبادت کی جائے، اور اس حدیث میں اسے بطور ورد دعا بیان فرمایا گیا ہے۔

۵۰۶۴ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا حَمَّادٌ وَوُهَيْبٌ نَحْوَهُ عَنْ سُهَيْلٍ عَنِ ابْنِ اَبِي عَائِشٍ وَقَالَ حَمَّادٌ عَنْ اَبِي عَيَّاشٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ اِذَا اَصْبَحَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ كَانَ لَهُ عِدْلُ رَقَبَةٍ مِنْ

وُلْدِ إِسْمٰعِيْلَ وَكُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهٗ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَكَانَ فِي حِرْزٍ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُمْسِيَ وَإِنْ قَالَهَا إِذَا أَمْسٰى كَانَ لَهٗ مِثْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُصْبِحَ قَالَ فِي حَدِيْثِ حَمَّادٍ فَرَأٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا عَيَّاشٍ يُحَدِّثُ عَنْكَ بِكَذَا وَكَذَا قَالَ صَدَقَ أَبُوْ عَيَّاشٍ قَالَ أَبُوْ دَاوُدَ رَوَاهُ إِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ وَمُوْسَى الزَّمْعِيُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَائِشٍ ط

ترجمہ:۔ ابوعیاش رض (ابن ابی عائش) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے صبح کو کہا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اس کو اولادِ اسماعیل ع سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا، اور اس کی دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس برائیاں معاف ہوں گی، اور دس درجے بلند کیے جائیں گے، اور وہ شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا، اور اگر وہ اُسے پچھلے پہر کہے گا تو صبح تک یہی اجر ہوگا، حماد بن سلمہ کی حدیث میں ہے کہ پھر ایک آدمی نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ نے کہا۔ یارسول اللہ ابوعیاش رض آپ کی طرف سے یہ حدیث بیان کرتا ہے، حضور نے فرمایا، ابوعیاش رض نے سچ کہا، ابوداؤد نے کہا اسماعیل بن جعفر نے سہیل سے اس نے اپنے باپ سے اس نے ابن عائش سے یہ حدیث بیان کی ہے، ابوبکر الخطیب نے کہا کہ اس کا نام ابن ابی عائش ہے، اور کچھ اوروں نے بھی یہی کہا ہے ابوعیاش رض زرقی انصاری کا نام زید بن صامت تھا، بعض نے کچھ اور بھی بتایا ہے اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

شرح:۔ حافظ ابن قیم رح نے کہا ہے کہ صحیحین میں ابوایوب انصاری نے یہی کلمات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیے ہیں، اور اجر اُن کا یہ بتایا ہے کہ جو دس بار یہ کلمات کہے گویا اس نے اولادِ اسمٰعیل میں سے دس غلام آزاد کیے، بخاری کی ایک معلق روایت ہے کہ، اولادِ اسماعیل ع میں سے ایک غلام۔ صحیحین میں ابوہریرہ سے یہ حدیث یوں مروی ہے کہ جس نے یہ کلمات سو بار کہے اس نے گویا دس غلام آزاد کیے، اس کی سو نیکیاں لکھی گئیں اور سو برائیاں مٹائی گئیں اور سارا دن اسے شیطان سے محفوظ رکھا جائے گا، اور جس نے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ایک دن میں سو بار کہا اس کی برائیاں جھاڑ دی گئیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کی طرح ہوں، اس حدیث سے پتہ چلا کہ ایک غلام دس بار کی تہلیل کے برابر ہے ابوعیاش رض کی روایت سے معلوم ہوا کہ ہر تہلیل ایک غلام کے برابر ہے، اور ابوایوب رض کی حدیث اس کے مطابق ہے جو مسلم میں ہے، لیکن حدیث ابی ایوب میں بخاری اور مسلم کا اختلاف ہوا ہے، ابوہریرہ رض کی حدیث اس مضمون میں صریح ہے کہ سو تہلیلات دس غلاموں کے برابر ہیں، اور اس میں اختلاف نہیں ہوا پس اس حیثیت سے یہ حدیث ابی ایوب رض پر راجح ہے، اور مسلم کی حدیث ابی ایوب رض کی تائید ابوعیاش رض کی روایت کی کرتی ہے، اور اس لحاظ سے یہ راجح ہے مگر اس میں کلام کیا گیا ہے اور حدیث ابی ایوب رض میں اختلاف ہے،

لہٰذا حدیثِ ابی ہریرہؓ کو ترجیح حاصل ہوگی۔

پھر ابن القیم نے ترمذی کی حدیثِ ابی ذرؓ کا ذکر کیا ہے جس میں ان کلمات کا بعد از نمازِ فجر قبل از کلام دس مرتبہ کہنا مذکور ہے اور اس کا اجر دس نیکیاں، دس گناہوں کی معافی، دس درجات کی بلندی، دن بھر ہر ناپسندیدہ چیز سے حفاظت، شیطان سے حفاظت وغیرہ مذکور ہے، ترمذی نے اسے حدیث حسن صحیح کیا ہے، ترمذی میں ابن عمرؓ سے ان کلمات کا ایک مرتبہ کہنا آیا ہے اور اس میں لفظ زائد ہیں۔ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اس کی دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس لاکھ برائیاں مٹائی جاتی ہیں، اور دس لاکھ درجے بلند ہوتے ہیں۔ یہ حدیث معلول ہے، حدیثِ ابی ذرؓ میں یہ الفاظ زائد ہیں،

۵۰۶۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ نَا بَقِيَّةُ عَنْ مُسْلِمٍ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا أَصَابَ فِي يَوْمِهِ ذٰلِكَ مِنْ ذَنْبٍ وَإِنْ قَالَهَا حِينَ يُمْسِي غَفَرَ لَهُ مَا أَصَابَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ ط

ترجمہ:۔ انس بن مالک کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے صبح کے وقت کہا، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ ـــ الخ" اے اللہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں اور تیرا عرش اٹھانے والوں کو تیرے سب فرشتوں کو گواہ ٹھہراتا ہوں اور تیری ساری مخلوق کو بھی، کہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ محمدؐ تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے، تو اس دن اس نے جو گناہ کیے ہوں گے وہ بخش دیے جائیں گے، اور اگر ان کلمات کو پچھلے پہر کہے تو اس رات کے گناہ بخشے جائیں گے۔ (ترمذی، نسائی،) یہ روایت ابن داسہ کی ہے اور لؤلؤی نے اسے بیان نہیں کیا۔)

۵۰۶۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو النَّضْرِ الدِّمَشْقِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْفِلَسْطِينِيُّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَسَّانَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُسْلِمٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ مُسْلِمِ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَسَرَّ إِلَيْهِ فَقَالَ إِذَا انْصَرَفْتَ مِنْ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقُلِ اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذٰلِكَ ثُمَّ مُتَّ فِي لَيْلَتِكَ كُتِبَ

لَكَ جِوَارٌ مِنْهَا وَإِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ كَذٰلِكَ فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ فِي يَوْمِكَ كُتِبَ لَكَ جِوَارٌ مِنْهَا أَخْبَرَنِي أَبُو سَعِيدٍ عَنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ قَالَ أَسَرَّهَا إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَحْنُ نَخُصُّ إِخْوَانَنَا بِهَا ط

ترجمہ:۔ مسلم بن حارث تمیمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضورؐ نے اسے سرگوشی کے طور پر بتایا کہ جب تو نماز مغرب پڑھ لے تو اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّار ۔ سات بار کہہ پس اگر تو اسی رات مرجائے تو یہ تیرے لیے جہنم سے چھٹکارے کا باعث ہوں گے، اور جب تو صبح کی نماز پڑھ لے تو اسی طرح کہہ۔ پھر اگر تو اسی دن مرجائے تو تیرے لیے جہنم سے خلاصی لکھی گئی، راوی حدیث محمد بن شعیب نے کہا کہ مجھے ابوسعید نے حارث بن مسلم کی طرف سے بتایا کہ اس نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بات پوشیدگی سے فرمائی تھی، لہٰذا ہم بھی اپنے بھائیوں کو ان کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں (یعنی عوام کو نہیں بتاتے تاکہ ان کلمات کا درجہ اور مقام دلوں سے نکل نہ جائے بلکہ مخصوص لوگوں کو بتاتے ہیں)، مسلمؓ بن حارث تمیمی کو حارثؓ بن مسلم تمیمی بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ آئندہ روایت کی سند میں ہے، مگر راجح یہ ہے کہ صحابی کا نام مسلمؓ بن الحارث ہے۔

۵۰۶۷۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ وَمُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ قَالُوا نَا الْوَلِيدُ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَسَّانٍ الْكِنَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ مُسْلِمٍ التَّمِيمِيُّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْوَهُ إِلَى قَوْلِهِ جِوَارٌ مِنْهَا إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِيهِمَا قَبْلَ أَنْ تُكَلِّمَ أَحَدًا قَالَ عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ فِيهِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ وَقَالَ عَلِيٌّ وَابْنُ الْمُصَفَّى قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فَلَمَّا بَلَغْنَا الْمُغَارَ اسْتَحْثَثْتُ فَرَسِي فَسَبَقْتُ أَصْحَابِي وَتَلَقَّانِي الْحَيُّ بِالرَّنِينِ فَقُلْتُ لَهُمْ قُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ تُحْرَزُوا فَقَالُوهَا فَلَامَنِي أَصْحَابِي فَقَالُوا أَحْرَمْتَنَا الْغَنِيمَةَ فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرُوهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَدَعَانِي فَحَسَّنَ لِي مَا صَنَعْتُ وَقَالَ أَمَا إِنَّ اللهَ قَدْ كَتَبَ لَكَ مِنْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ كَذَا وَكَذَا قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَنَا نَسِيتُ الثَّوَابَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنِّي سَأَكْتُبُ لَكَ بِالْوَصَاةِ بَعْدِي قَالَ فَفَعَلَ وَخَتَمَ عَلَيْهِ وَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَقَالَ ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُمْ وَقَالَ ابْنُ الْمُصَفَّى قَالَ سَمِعْتُ

الْحَارِثُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ ط

ترجمہ:۔ مسلم بن حارث تمیمی نے اپنے باپ حارث بن مسلم تمیمی سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الخ حدیث سابق کی مانند مگر اس میں لفظ زائد ہیں کہ ہر دو نمازوں کے بعد کسی سے کلام نہ کرے، اس حدیث کی سند میں علی بن سہل نے کہا کہ اس کے باپ نے اُسے حدیث سنائی اور علی اور ابن المصطفیٰ نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ میں بھیجا۔ پس ہم جب غارت کی جگہ کے قریب پہنچے تو میں نے اپنا گھوڑا تیز دوڑایا اور اپنے ساتھیوں سے آگے نکل گیا اور وہ قبیلہ مجھے چیخ و پکار کرتا ہوا آکر ملا۔ میں نے ان سے کہا کہ تم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو تو جان و مال کو بچا لوگے، پس انہوں نے کلمہ پڑھ لیا، پس میرے ساتھیوں نے مجھے ملامت کی اور کہا کہ تونے ہمیں غنیمت سے محروم کر دیا، پھر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے تو انہوں نے میرا فعل آپؐ کو بتایا، حضورؐ نے مجھے بلایا اور میرے فعل کی تعریف فرمائی اور فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ان میں ہر انسان کے بدلے میں اتنا اور اتنا ثواب لکھ دیا ہے، عبدالرحمن راوی نے کہا کہ مجھے وہ ثواب بھول گیا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے بعد کے لیے تیرے حق میں وصیت لکھواؤنگا۔ راوی نے کہا کہ آپؐ نے ایسا ہی کیا اور اس پر مہر لگائی اور اُسے میرے حوالے کر دیا اور مجھ سے فرمایا الخ پھر راوی نے اوپر والی حدیث کا معنیٰ ذکر کیا، اور ابن المصفیٰ نے کہا کہ میں نے حارث بن مسلم بن حارث تمیمی کو اپنے باپ سے روایت کرتے سُنا۔

۵۰۶۸۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيُّ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ مُسْلِمٍ الدِّمَشْقِيُّ وَكَانَ مِنْ ثِقَاتِ الْمُسْلِمِينَ الْمُتَعَبِّدِينَ قَالَ نَا مُدْرِكُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ يَزِيدُ شَيْخٌ ثِقَةٌ عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسَى حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ كَفَاهُ اللّٰهُ مَا أَهَمَّهُ صَادِقًا كَانَ بِهَا أَوْ كَاذِبًا ط

ترجمہ:۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس نے صبح اور شام کو کہا: حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔ سات بار یہ کہا تو اللہ تعالیٰ اُس کے غم کو کافی ہو جائے گا، خواہ وہ صدق سے ان کلمات کو کہے خواہ کذب سے (یہ موقوف حدیث ہے اور ابو الدرداءؓ کا عجیب وغریب کلام ہے کیونکہ کاذب کو اللہ تعالیٰ صادق جیسی جزا کیسے دے گا؟ یہ ابنِ داسہ کی روایت ہے اور لؤلؤی نے اسے روایت نہیں کیا، بذل المجہود کے حاشیے پر یہ روایت درج ہے۔)

۵۰۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ الْبَرَّادِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ قَالَ خَرَجْنَا فِيْ لَيْلَةِ مَطَرٍ وَظُلْمَةٍ شَدِيْدَةٍ نَطْلُبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ لَنَا فَاَدْرَكْنَاهُ فَقَالَ قُلْ فَلَمْ اَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ قُلْ فَقُلْتُ مَا اَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِيْ وَحِيْنَ تُصْبِحُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۔

ترجمہ:۔ معاذ بن عبداللہ بن خبیب نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ اس نے کہا: ہم ایک بارش والی اور سخت تاریک رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے تاکہ آپؐ ہمیں نماز پڑھائیں۔ پس ہم نے آپؐ کو پالیا، آپؐ نے فرمایا: کہ مگر میں نے کچھ نہ کہا۔ پھر فرمایا: کہ میں نے پھر بھی کچھ نہ کہا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: کہ، میں نے کہا یا رسول اللہ کیا کہوں؟ فرمایا قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور مُعَوِّذَتَیْن جب تو پچھلا پہر کرے یا صبح کرے، تین مرتبہ کہہ، یہ تجھے ہر چیز سے کافی ہوں گی (ترمذی ونسائی مسنداً ومرسلاً۔ ترمذی نے کہا: حسن صحیح غریب) ہر چیز سے کافی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ہر موذی کے شر سے بچائیں گی۔

۵۰۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ ابْنُ عَوْفٍ وَرَاَيْتُهُ فِيْ اَصْلِ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ضَمْضَمٌ عَنْ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَدِّثْنَا بِكَلِمَةٍ نَقُوْلُهَا اِذَا اَصْبَحْنَا وَاَمْسَيْنَا وَاضْطَجَعْنَا فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَالْمَلٰئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ اَنَّكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ فَاِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ اَنْفُسِنَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَشِرْكِهِ وَاَنْ نَقْتَرِفَ سُوْءًا عَلٰى اَنْفُسِنَا اَوْ نَجُرَّهُ اِلٰى مُسْلِمٍ قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَصْبَحَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ فَتْحَهُ وَنَصْرَهُ وَنُوْرَهُ وَبَرَكَتَهُ وَهُدَاهُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهُ ثُمَّ اِذَا اَمْسٰى فَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ ۔

ترجمہ :۔ ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا : یا رسول اللہ ہمیں کوئی کلمہ بتائیے کہ صبح کے وقت شام کے وقت اور سوتے وقت اسے کہیں ، پس حضورؐ نے انہیں یہ کہنے سے حکم دیا : اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۔ الخ ۔ " اے اللہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے غیب اور شہادت کو جاننے والے ، تو ہی ہر چیز کا رب ہے ، اور فرشتے گواہ ہیں کہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے ، پس ہم تجھ سے اپنے نفسوں کے شر سے پناہ مانگتے ہیں اور مردود شیطان کے شر اور اس کے شرک سے ، اور اس بات سے کہ ہم اپنے آپ پر کوئی برائی کمائیں یا کسی مسلم کی طرف اسے پہنچائیں ۔ ابوداؤد نے کہا ہے کہ اسی سند سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب تم میں سے کوئی صبح کرے تو کہے : ہم نے صبح کی اور ملک نے صبح کی جو رب العالمین کا ہی ہے ، اے اللہ میں تجھ سے اس دن کی بھلائی ، فتح ، نصر ، نور ، برکت ، ہدایت مانگتا ہوں اور اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو اس میں ہے اور اس کے شر سے جو اس کے بعد ہے ، پھر جب شام ہو تو بھی اسی طرح کہے ۔ (منذری نے کہا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کی سند میں محمد بن اسمٰعیل بن عیاش ہے ، اور اس کا باپ بھی ، اور یہ دونوں متکلم فیہ ہیں ۔)

۵۰۷۱ ۔ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ نَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ عُمَرَ بْنِ جُعْثُمٍ قَالَ نَا الْاَزْهَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَرَازِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي شَرِيقٌ الْهَوْزَنِيُّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَاَلْتُهَا بِمَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ اِذَا هَبَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَتْ لَقَدْ سَاَلْتَنِي عَنْهُ اَحَدٌ قَبْلَكَ كَانَ اِذَا هَبَّ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ عَشْرًا وَحَمِدَ عَشْرًا وَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَشْرًا وَ قَالَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ عَشْرًا وَّ اسْتَغْفَرَهٗ عَشْرًا وَ هَلَّلَ عَشْرًا قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضِيقِ الدُّنْيَا وَضِيقِ الْقِيَامَةِ عَشْرًا ثُمَّ يَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ ط

ترجمہ :۔ شریق الہوزنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تو پہلا کام کیا کرتے تھے ؟ انہوں نے فرمایا کہ تو نے مجھ سے ایسی بات پوچھی ہے جو تجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی تھی ، جب آپؐ رات کو اٹھتے تو دس بار تکبیر کہتے ، اور دس بار تحمید کہتے ، اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ دس بار اور سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ دس اور دس بار استغفار کرتے اور دس بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے ۔ پھر کہتے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضِيقِ الدُّنْيَا — الخ " اے اللہ میں تجھ سے دنیا کی تنگی سے اور روز قیامت کی تنگی سے پناہ مانگتا ہوں ، دس بار کہتے ، پھر نماز شروع فرماتے تھے ۔ (نسائی ، اور اس کی سند میں بقیہ بن الولید متکلم فیہ راوی ہے ، ہوزنی قبیلۂ ہوازن کی طرف منسوب ہے جو حمیر کے قبیلہ ذی الکلاع کی ایک شاخ تھی ۔

٥٠٧٢ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فَأَسْحَرَ يَقُولُ سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَنِعْمَتِهِ وَحُسْنِ بَلَائِهِ عَلَيْنَا اللّٰهُمَّ صَاحِبْنَا فَأَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ ط

ترجمہ :- ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہوتے اور بوقتِ سحر اٹھتے یا سفر کے لیے سوار ہوتے یا رات کے آخری حصے میں سفر ختم فرماتے تو کہا کرتے، ہر سننے والا اللہ کی تعریف سن لے اور اس کی نعمت اور اس کا ہم پر بہترین احسان سن لے، اے اللہ ہمارا صاحب بن اور ہم پر فضل فرما۔ میں آگ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں (مسلم، نسائی)

٥٠٧٣ - حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ نَا أَبِي نَا الْمَسْعُودِيُّ نَا الْقَاسِمُ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يَقُولُ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ اللّٰهُمَّ مَا حَلَفْتُ مِنْ حَلِفٍ أَوْ قُلْتُ مِنْ قَوْلٍ أَوْ نَذَرْتُ مِنْ نَذْرٍ فَمَشِيئَتُكَ بَيْنَ يَدَيْ ذَالِكَ كُلِّهِ مَا شِئْتَ كَانَ وَمَا لَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ ۔ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَتَجَاوَزْ لِي عَنْهُ ۔ اللّٰهُمَّ فَمَنْ صَلَّيْتَ عَلَيْهِ فَعَلَيْهِ صَلَوٰتِي وَمَنْ لَعَنْتَ عَلَيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَتِي وَكَانَ فِي اسْتِثْنَاءٍ يَوْمَهُ ذٰلِكَ أَوْ قَالَ ذَالِكَ الْيَوْمَ ط

ترجمہ :- القاسم نے کہا کہ ابوذرؓ کہتے تھے جس نے صبح کے وقت کہا اَللّٰهُمَّ مَا حَلَفْتُ مِنْ حَلِفٍ أَوْ قُلْتُ مِنْ قَوْلٍ الخ " اے اللہ میں نے جو قسم کھائی یا کوئی بات کہی یا کوئی نذر مانی پس تیری مشیت ان سب کے آگے ہے تو جو چاہے ہوتا ہے اور جو نہ چاہے نہیں ہوتا، اے اللہ مجھے بخش دے اور میرے لیے اس سے درگزر فرما۔ اے اللہ میں نے جس پر رحمت بھیجی پس اس پر میری صلوٰۃ ہے اور جس پر میں نے لعنت کی پس اس پر میری لعنت ہے، وہ اس دن اس سے مستثنیٰ رہا، یا ذالک الیوم کا لفظ بولا۔ (یہ ابوذرؓ پر موقوف ہے اور لؤلؤی نے اسے روایت نہیں کیا۔)

٥٠٧٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ نَا أَبُو مَوْدُودٍ عَمَّنْ سَمِعَ أَبَانَ ابْنَ عُثْمَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَعْنِي ابْنَ عَفَّانَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي

الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ تُصِبْہُ فُجَاءَۃُ بَلَاءٍ حَتّٰی یُصْبِحَ وَمَنْ قَالَھَا حِیْنَ یُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ تُصِبْہُ فُجَاءَۃُ بَلَاءٍ حَتّٰی یُمْسِیَ قَالَ فَاَصَابَ اَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ الْفَالِجُ فَجَعَلَ الرَّجُلُ الَّذِیْ سَمِعَ مِنْہُ الْحَدِیْثَ یَنْظُرُ اِلَیْہِ فَقَالَ لَہٗ مَالَکَ تَنْظُرُ اِلَیَّ فَوَاللّٰہِ مَا کَذَبْتُ عَلٰی عُثْمَانَ وَلَا کَذَبَ عُثْمَانُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنَّ الْیَوْمَ الَّذِیْ اَصَابَنِیْ فِیْہِ مَا اَصَابَنِیْ غَضِبْتُ فَنَسِیْتُ اَنْ اَقُوْلَھَا ؎

ترجمہ:۔ ابان بن عثمانؒ کہتے تھے کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو کہتے سُنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سُنا۔ مَنْ قَالَ الخ "جو شخص تین مرتبہ کہے بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ "اس اللہ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز زمین و آسمان میں ضرر نہیں دے سکتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے" اُس کو صبح تک کوئی اچانک مصیبت نہ پہنچے گی، اور جو ان کلمات کو تین بار صبح کے وقت کہے تو شام تک اسے کوئی اچانک مصیبت نہ پہنچے گی، راوی نے کہا ہے کہ پھر ابان بن عثمانؓ کو فالج ہوگیا، پس جس شخص نے اس سے حدیث سُنی تھی وہ اس کی طرف دیکھنے لگا۔ ابانؒ نے کہا: کیا بات ہے تو میری طرف دیکھتا ہے؟ واللہ میں نے عثمانؓ پر جھوٹ نہیں بولا تھا، اور نہ عثمانؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا تھا، لیکن جس دن مجھ کو یہ مصیبت پہنچی تھی، اُس دن میں غضب ناک تھا اور ان کلمات کو کہنا بھول گیا تھا، (اگلی حدیث دیکھیے جس میں اُس مبہم شخص کا نام آیا ہے جو ابانؒ سے روایت کرتا ہے)

۵۰۷۵۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الْاَنْطَاکِیُّ نَا اَنَسُ بْنُ عِیَاضٍ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ مَوْدُوْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ کَعْبٍ عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ لَمْ یَذْکُرْ قِصَّۃَ الْفَالِجِ ؎

ترجمہ:۔ محمد بن کعب نے ابانؒ سے اور عثمانؓ بن عفان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت کی اور فالج کا قصہ بیان نہیں کیا (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) ترمذی نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے)۔

۵۰۷۶۔ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِیْمِ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَا نَا عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْجَلِیْلِ بْنِ عَطِیَّۃَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مَیْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرَۃَ اَنَّہٗ قَالَ لِاَبِیْہِ یَا اَبَتِ

إِنِّي أَسْمَعُكَ تَدْعُو كُلَّ غَدَاةٍ اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِي اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي سَمْعِي اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ تُعِيدُهَا ثَلَاثًا حِينَ تُصْبِحُ وَثَلَاثًا حِينَ تُمْسِي فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو بِهِنَّ فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَسْتَنَّ بِسُنَّتِهِ قَالَ عَبَّاسٌ فِيهِ وَتَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ تُعِيدُهَا ثَلَاثًا حِينَ تُصْبِحُ وَثَلَاثًا حِينَ تُمْسِي فَتَدْعُو بِهِنَّ فَأُحِبُّ أَنْ أَسْتَنَّ بِسُنَّتِهِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَوَاتُ الْمَكْرُوبِ اللَّهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ عَلَى صَاحِبِهِ ط

ترجمہ: عبدالرحمن بن ابی بکرہؓ سے روایت ہے کہ اس نے اپنے باپ سے کہا: ابا جان! میں آپ کو سنتا ہوں کہ ہر صبح کو یہ دعا کرتے ہیں اللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِي فِي سَمْعِي، اللّٰهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔ آپ اسے تین بار صبح کو اور تین بار شام کو دہراتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ دعا کرتے سنا تھا میں پسند کرتا ہوں کہ آپؐ کے طریقے پر کاربند ہوں، (دعا کا ترجمہ یہ ہے): اے اللہ مجھے میرے بدن میں مجھے عافیت دے اے اللہ میری قوت سماعت میں مجھے عافیت دے، اے اللہ میری آنکھ میں مجھ کو عافیت دے، تیرے سوا کوئی الہ نہیں ہے (عباس بن عبدالعظیم راوی نے اس حدیث میں یہ بھی کہا کہ آپؐ یہ بھی فرماتے تھے، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ یہ تو تین بار صبح کو اور تین بار شام کو دہراتے۔ حضورؐ یہ دعا بھی کرتے تھے، لہٰذا میں آپؐ کی سنت پر عمل کرنا پسند کرتا ہوں۔ ابوبکرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مصیبت زدہ شخص کی دعا یہ ہے اللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔ ابوداؤد کے بعض استادوں نے ان الفاظ پر کچھ اضافہ کیا ہے (معنی اس کا یہ ہے کہ: اے اللہ میں صرف تیری رحمت کا امیدوار ہوں، مجھے ایک لمحہ بھی میرے نفس کے سپرد نہ فرما اور میری ہر حالت کو درست فرما دے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں (نسائی) حدیث کا راوی جعفر بن عون متکلم فیہ ہے۔)

۵۰۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ نَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ نَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ وَإِذَا أَمْسَىٰ كَذٰلِكَ لَمْ يُوَافِ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ بِمِثْلِ مَا وَافَىٰ ؕ

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت کہے، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ سو بار اور شام کو بھی اسی طرح تو جس درجے پر وہ پہنچا کوئی مخلوق نہیں پہنچی (مسلم، ترمذی، نسائی)

بَابُ ۸ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ

نیا چاند دیکھنے کی دعاء کا باب

۵۰۷۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا أَبَانُ نَا قَتَادَةُ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ آمَنْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا ؕ

ترجمہ:۔ قتادہ بن دعامہ سے روایت ہے کہ اسے خبر پہنچی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ہلال کو دیکھتے تھے تو فرماتے تھے "اللہ تعالیٰ اسے خیر اور بھلائی کا چاند بنائے، اللہ اسے خیر اور بھلائی کا چاند بنائے، اللہ اسے خیر اور بھلائی کا چاند بنائے۔ میں اس ذات پر ایمان لایا جس نے تجھے پیدا فرمایا" تین بار فرماتے، پھر کہتے، تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو فلاں مہینے کو لے گیا اور فلاں مہینے کو لایا ہے۔ (یعنی گزشتہ اور آئندہ مہینے کا نام لے کر یہ فرماتے) یہ مرسل روایت ہے۔ اور آئندہ بھی مرسل ہے۔

۵۰۷۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ حُبَابٍ أَخْبَرَهُمْ عَنْ أَبِي هِلَالٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ صَرَفَ وَجْهَهُ عَنْهُ ؕ

ترجمہ: قتادہؒ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہلال کو دیکھتے تو اپنا چہرہ اس سے پھیر لیتے تھے۔ (اس کا راوی ابوہلال ناقابلِ احتجاج ہے، ابن العبد کی روایت کے مطابق ابوداؤدؒ نے کہا کہ اس باب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث مسند نہیں ہے، اگر یہ ثابت ہو تو منہ پھیرنے کا سبب یہ ہوگا کہ سورج چاند اور ستاروں کے پجاریوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو جائے۔ واللہ اعلم۔

بَابُ ۹ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ

گھر میں داخل ہوتے وقت کی دعا کا باب ۱۰۲

۵۰۸۰ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ مَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا رَفَعَ طَرْفَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ ط

ترجمہ: حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی میرے گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو اپنی آنکھیں اوپر کو اٹھاتے اور فرماتے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ الخ اے اللہ میں تجھ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں، پھسل جاؤں یا پھسلایا جاؤں، ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے، جہالت اختیار کروں یا مجھ پر جہالت اختیار کی جائے۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح:- یہ حدیث باب کے عنوان کے مطابق نہیں ہے، سنن ابی داؤد کے ایک نسخے میں باب کا عنوان یہ ہے بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ۔ وہ عنوان اس حدیث کے مطابق ہے اور اسی طرح اگلی حدیث کے بھی تیسری حدیث پر حاشیے میں اور بعض نسخوں میں یہ عنوان ہے: بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ۔ منذری کا نسخہ جو مدنی کے نسخے کے مطابق ہے، اس میں ان دو احادیث پر یہ عنوان ہے بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ وَخَرَجَ بَيْتَهُ۔ اور تیسری حدیث پر یہ عنوان ہے بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ لیکن مختصر المنذری کا وہ نسخہ جس کے ساتھ معالم السنن اور تہذیب ابن القیم بھی طبع ہوئی ہے، اس میں تینوں احادیث پر صرف یہی عنوان ہے بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ دَخَلَ بَيْتَهُ مَا يَقُولُ اور یہی عنوان بذل المجہود میں بھی ہے۔)

۵۰۸۱ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْخَثْعَمِيُّ نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهِ فَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ قَالَ يُقَالُ حِينَئِذٍ هُدِيتَ وَكُفِيتَ وَوُقِيتَ فَيَتَنَحَّى لَهُ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ شَيْطَانٌ آخَرُ كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ ط

ترجمہ:- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی اپنے گھر سے نکلے اور کہے: بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اُس وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ تجھے ہدایت ملی، تجھے کفایت ملی، اور تجھے بچا یا گیا، اس پر شیطان اُس سے ہٹ جاتے ہیں، اور ایک اور شیطان کہتا ہے، تو اس آدمی پر کیسے قابو پا سکتا ہے جسے ہدایت دی گئی، کفایت دی گئی اور بچا دیا گیا؟ (ترمذی، نسائی، ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے)

بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ

گھر میں داخل ہونے کی دُعاء

۵۰۸۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْفٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ ابْنُ عَوْفٍ وَرَأَيْتُ فِي أَصْلِ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي ضَمْضَمٌ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللَّهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللَّهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللَّهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا ثُمَّ لِيُسَلِّمْ عَلَى أَهْلِهِ ط

ترجمہ:- ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو یوں کہے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ الخ "اے اللہ میں تجھ سے داخل ہونے کی بھلائی اور خارج ہونے کی بھلائی مانگتا ہوں، ہم اللہ کے نام کے ساتھ داخل ہوئے اور اللہ کے نام کے ساتھ خارج ہوئے، اور اللہ ہی پر بھروسہ کیا۔" پھر اسے چاہیے کہ گھر والوں پر سلام کرے (منذری نے کہا کہ اس کی سند میں محمد بن اسماعیل بن عیاش عن ابیہ ہے۔ یہ دونوں باپ بیٹے متکلم فیہ ہیں۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا هَاجَتِ الرِّيحُ

تیز ہوا چلنے کے وقت کی دعاء کا باب

۵۰۸۳۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ وَسَلَمَةُ قَالَا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرِّيْحُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ وَتَأْتِي بِالْعَذَابِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَلَا تَسُبُّوْهَا وَسَلُوا اللّٰهَ خَيْرَهَا وَاسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا ط

ترجمہ :۔ ابوہریرہؓ نے کہا : میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا : ہوا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے، رحمت بھی لاتی ہے اور عذاب بھی، جب تم اسے دیکھو تو اُسے گالی مت دو اور اللہ سے اُس کی خیر طلب کرو، اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو، (نسائی، ابن ماجہ) نسائی نے اسے دو اور طریقوں سے بھی ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے اور محفوظ یہی ثابت بن قیس کی روایت ہے جو ابوداؤد نے بھی روایت کی،

۵۰۸۴۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَنَا عَمْرٌو اَنَّ اَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ وَكَانَ اِذَا رَاٰى غَيْمًا اَوْ رِيْحًا عُرِفَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوْا رَجَاءَ اَنْ يَكُوْنَ فِيْهِ الْمَطَرُ وَاَرَاكَ اِذَا رَاَيْتَهُ عُرِفَتْ فِي وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا يُؤْمِنُنِي اَنْ يَكُوْنَ فِيْهِ عَذَابٌ قَدْ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيْحِ وَقَدْ رَاٰى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ط

ترجمہ :۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا : میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا منہ کھول کر ہنستے نہیں دیکھا کہ آپؐ کا تالو نظر آسکتا، آپ صرف مسکرایا کرتے تھے اور جب آپؐ بادل دیکھتے تو اس کا اثر آپؐ کے چہرے پہ دکھائی دیتا تھا۔ پس میں نے کہا : یارسول اللہ ! لوگ جب بادل کو دیکھیں تو خوش ہوتے ہیں، اس امید پہ کہ بارش ہوگی، اور میں دیکھتی ہوں کہ جب آپؐ بادل کو دیکھیں تو آپؐ کے چہرے پہ کراہیت دکھائی دیتی ہے۔ پس آپ نے فرمایا : اے عائشہ مجھے یہ فکر ہوتا ہے کہ مبادا اس میں عذاب ہو۔ ایک قوم (قوم عاد) پہ آندھی کا عذاب آیا

تھا، اور ایک قوم (قوم ثمود) نے جب عذاب کو دیکھا تھا تو کہا تھا: یہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔ (۴۶-۲۴) بخاری و مسلم)

شرح:- یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا مشاہدہ ہے، کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف مسکراتے دیکھا تھا مسلمہ بن صخر کے قصہ میں ابوہریرہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں، دونوں قسم کی احادیث کو ملائیں تو نتیجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنسی اکثر مسکراہٹ ہی ہوتی تھی، صرف بعض دفعہ کثرت تعجب کے باعث اس طرح ہنسے کہ نواجذ ظاہر ہوگئے، نواجذ اگلے دانتوں کے اردگرد کے دانت یا کچلیاں ہیں، بعض دفعہ داڑھوں کو بھی نواجذ کہا جاتا ہے، بعض دفعہ واقعی انسان پر شدت سرور یا کثرت تعجب کے باعث ایسی حالت طاری ہوجاتی ہے کہ وہ ہنس پڑتا ہے اور داڑھیں ننگی ہوجاتی ہیں۔ حضورؐ نے یہ سنت قائم فرمائی کہ گو اکثر احوال میں مسکراہٹ ہی انسب ہے لیکن اگر کبھی اس سے زائد کیفیت کبھی طاری ہوجائے تو وہ حرام نہیں۔

۵۰۸۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ نَا سُفْيَانُ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى نَاشِئًا فِي أُفُقِ السَّمَاءِ تَرَكَ الْعَمَلَ وَإِنْ كَانَ فِي صَلٰوةٍ ثُمَّ يَقُولُ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا فَإِنْ مُطِرَ قَالَ اللّٰهُمَّ صَيِّبًا هَنِيئًا ط

ترجمہ:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان کے افق پر بادل اٹھتا دیکھتے تھے تو کام کو چھوڑ دیتے تھے، گو نفل نماز میں ہی کیوں نہ ہوتے (یعنی اسے مؤخر کر دیتے تھے) پھر کہتے تھے، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا الخ" اے اللہ میں اس کے شر سے تیری پناہ لیتا ہوں۔" پھر اگر بارش ہوجاتی تو فرماتے اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا هَنِيئًا "اے اللہ موسلا دھار ہو، اور خوشگوار بابرکت ہو۔ (نسائی، ابن ماجہ)

بَابٌ ۱۲ فِي الْمَطَرِ

بارش کا باب

۵۰۸۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَعْنَى قَالَا نَا جَعْفَرُ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَصَابَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطَرٌ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَسَرَ ثَوْبَهُ عَنْهُ حَتّٰى أَصَابَهُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا قَالَ لِأَنَّهُ حَدِيثُ عَهْدٍ بِرَبِّ

ترجمہ:- انسؓ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ بارش ہوئی، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور

اپنا کپڑا ہٹا دیا حتیٰ کہ بارش آپ کے جسم پر پڑی۔ پس ہم نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے یہ کیوں کیا؟ فرمایا اس لیے کہ وہ اپنے رب کی طرف سے نیا نیا آیا ہے۔ (مسلم)

شرح:- منذری نے یحصبی کے حوالے سے کہا ہے کہ اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ اس بارش سے اللہ تعالیٰ کا ارادہ رحمت کا تھا، جیسا کہ قرآن نے اسے رحمت، مبارک، پاکیزہ پانی، پاک کرنے والا فرمایا ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب لے کر نہیں آیا۔ یحصبی سے مراد قاضی عیاض ہیں۔

بَابٌ فِي الدِّيكِ وَالْبَهَائِمِ

مرغے اور بہائم کا باب

۵۰۸۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الدِّيكَ فَإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلٰوةِ۔

ترجمہ:- زید بن خالد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرغ کو گالی مت دو، کیونکہ وہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔ (نسائی، مسنداً و مرسلاً)

۵۰۸۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَسَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَانًا۔

ترجمہ:- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مرغے کی چیخ سنو تو اللہ تعالیٰ سے اُس کا فضل مانگو، کیونکہ اُس نے کوئی فرشتہ دیکھا ہوگا۔ اور جب تم گدھے کا رینگنا سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ اُس نے کسی شیطان کو دیکھا ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)۔

شرح:- حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ نہیں کہ مُرغا فرشتے کو دیکھے بغیر نہیں بولتا اور گدھا شیطان کو دیکھے بغیر نہیں رینگتا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔ یعنی ان کے بولنے کے اور اسباب بھی ہیں جن میں سے ایک سبب یہ ہے۔ مگر چونکہ یہ متعین نہیں ہو سکتا کہ کون سی کس سبب سے ہے لہٰذا مُرغ کی ہر بانگ پر دعا اور گدھے کی ہر چیخ پر تعوذ کرنا چاہیے۔ فرشتے کی موجودگی کے وقت دعا کا سبب یہ ہے کہ وہ رحمت کا وقت ہے جس میں دعا کی

قبولیت کی توقع ہے، اسی طرح شیطان کی موجودگی کے وقت تعوذ کا باعث یہ ہے کہ وہ نجس ہے اور نجاست پھیلانے کا سبب ہے۔ فرشتے بندوں کی دعا پر آمین کہنے اور ان کے لیے استغفار کرتے ہیں، پس ان کی حاضری کے وقت دعا اور استغفار زیادہ قبولیت کی امید رکھتا ہے۔

۵۰۸۹- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ وَنَهِيقَ الْحُمُرِ بِاللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ فَإِنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَا لَا تَرَوْنَ ط

ترجمہ:- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کتے کے بھونکنے کی آواز سنو اور رات کو گدھے کے رینگنے کی آواز سنو تو اللہ کی پناہ مانگو، کیونکہ وہ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے، اس کی سند میں محمد بن اسحاق متکلم فیہ ہے) یعنی وہ آسمان سے نازل ہونے والی آفات اور بلاؤں کو دیکھتے ہیں۔ عذاب قبر کے باب میں گزر چکا ہے کہ کافر یا منافق کے واویلا اور چیخ و پکار کو (قبر کے عذاب کے وقت) انسانوں اور جنوں کے سوا ہر جاندار سنتا ہے والعیاذ باللہ

۵۰۹۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ نَا أَبِي نَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُمَرَ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقِلُّوا الْخُرُوجَ بَعْدَ هَدْأَةِ الرِّجْلِ فَإِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى دَوَابَّ يَبُثُّهُنَّ فِي الْأَرْضِ قَالَ ابْنُ مَرْوَانَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ قَالَ فَإِنَّ لِلّٰهِ خَلْقًا ثُمَّ ذَكَرَ نُبَاحَ الْكَلْبِ وَالْحَمِيرِ نَحْوَهُ وَزَادَ فِي حَدِيثِهِ قَالَ ابْنُ الْهَادِ وَحَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ الْحَاجِبُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ط

ترجمہ:- جابر بن عبداللہ سے (مسنداً) اور علی بن عمر بن حسین بن علی سے منقطع روایت ہے، دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کی آمد و رفت ختم ہونے کے بعد باہر کم نکلو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ جانور ہیں جنہیں وہ زمین میں پھیلا دیتا ہے، راوی ابن مروان نے کہا: اس گھڑی میں، اور یہ بھی کہا: اللہ تعالیٰ کی کچھ مخلوق ہوتی ہے، پھر اس نے کتے

کے بھونکنے اور گدھے کے بولنے وغیرہ کا ذکر کیا۔ اور اس نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ بھی کیا: ابن الهاد نے کہا: اور مجھ سے شرحبیل صاحب نے اُس نے جابرؓ بن عبداللہ سے اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی روایت کی۔ (شرحبیل بن سعد غیر معتبر راوی ہے، اسعید بن زید ضعیف ہے اور علی بن عمر بن حسینؓ بن علیؓ کی روایت منقطع ہے) مولانا نے فرمایا کہ حضرت حسینؓ کا کوئی بیٹا (صاحبِ اولاد) ایسا نہ تھا جس کا نام عمر ہو۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ عمر اشرف ابن علی زین العابدین بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب ہیں۔

بَابٌ ۱۴ فِي الْمَوْلُودِ يُؤَذَّنُ فِي أُذُنِهِ

بچے کے کان میں اذان کہنے کا باب

۵۰۹۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلٰوةِ ط

ترجمہ:۔ ابو رافعؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے حسنؓ بن علی کے کان میں نماز کی اذان کہی جبکہ وہ حضرت فاطمہؓ کے ہاں تولد ہوئے۔ ترمذی نے اس کی روایت کر کے اسے حسن صحیح کہا۔ اس کی سند میں عاصم بن عبداللہ بن عاصم بن عمر بن الخطاب راوی متکلم فیہ ہے۔

۵۰۹۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ح وَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ بِالْبَرَكَةِ زَادَ يُوسُفُ وَيُحَنِّكُهُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ بِالْبَرَكَةِ ط

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے، پس آپ ان کے لیے دعائے برکت فرماتے تھے، یوسف راوی نے یہ اضافہ کیا کہ آپؐ انہیں گھٹی دیتے تھے، اور اس نے برکت کا ذکر نہیں کیا۔

۵۰۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ نَا دَاوُدُ

ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّ حُمَيْدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رُئِيَ اَوْ كَلِمَةً غَيْرَهَا فِيْكُمُ الْمُغَرِّبُوْنَ قُلْتُ وَمَا الْمُغَرِّبُوْنَ قَالَ الَّذِيْنَ يَشْتَرِكُ فِيْهِمُ الْجِنُّ ط

ترجمہ :- حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا تم لوگوں میں مغربون دیکھے گئے ہیں ؟ یا کوئی اور کلمہ فرمایا۔ میں نے کہا کہ مغربون کیا چیز ہے ؟ فرمایا ؛ وہ جن میں جن شریک ہوتے ہیں۔ (ام المومنین سے روایت کرنے والی عورت اُمّ حمید کا نام ونسب نامعلوم ہے۔)

شرح :- مُغَرِّبُوْن کا معنیٰ ہے مُبْعَدُوْن۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن پر بوقت جماع اللہ کا ذکر نہیں کیا گیا حتیٰ کہ ان میں شیطان شامل ہوگیا، نہایہ میں ہے کہ اس سے مراد اولادالزنا ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ۔ (۱۷، ۶۴) - ایک قول یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو انسان اور جن کی مشترک اولاد ہیں، فتح الودود میں بھی اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی تقریر میں بھی پہلے قول کو ترجیح دی گئی ہے، لیعنی جن پر بوقت جماع اللہ کا نام نہیں لیا گیا، جماع کے وقت اللہ کا نام لینا مستحب ہے، اس طرح کان میں اذان اور اقامت کہنا اور گھٹی بھی دینا بھی مسنون ہے جیسا کہ احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔

بَابٌ ۱۵ فِي الرَّجُلِ يَسْتَعِيْذُ مِنَ الرَّجُلِ

(باب آدمی کا آدمی سے خدا کی پناہ مانگنا)

۵۰۹۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَا نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ نَا سَعِيْدٌ قَالَ نَصْرُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ نَهِيْكٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَاَعِيْذُوْهُ وَمَنْ سَاَلَكُمْ بِوَجْهِ اللّٰهِ فَاَعْطُوْهُ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ مَنْ سَاَلَكُمْ بِاللّٰهِ ط

ترجمہ :- ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم سے اللہ کی پناہ مانگے، اسے پناہ دو، اور جو تم سے اللہ کے نام سے مانگے اُسے عطا کرو۔

۵۰۹۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَا نَا اَبُوْ عَوَانَةَ ح وَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ نَا جَرِيْرٌ الْمَعْنٰى عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَعَاذَكُمْ بِاللّٰهِ فَاَعِيْذُوْهُ وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِاللّٰهِ فَاَعْطُوْهُ وَقَالَ سَهْلٌ وَعُثْمَانُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَاَجِيْبُوْهُ ثُمَّ اتَّفَقُوْا وَمَنْ اَتٰى اِلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ قَالَ مُسَدَّدٌ وَعُثْمَانُ فَاِنْ لَمْ تَجِدُوْا فَادْعُوْا لَهٗ حَتّٰى تَعْلَمُوْا اَنْ قَدْ كَافَيْتُمُوْهُ ط

ترجمہ :- ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم سے اللہ کی پناہ طلب کرے اُسے پناہ دو اور جو تم سے اللہ کے نام سے مانگے اُسے عطا کرو۔ سہل اور عثمان راویوں نے یہ اضافہ کیا کہ: جو تمہیں دعوت دے اُسے قبول کرو۔ پھر سب راوی متفق ہوئے، اور جو تم سے نیکی کرے اس کو بدلہ دو، مسدد اور عثمان نے کہا: اگر تمہیں کچھ نہ ملے تو اس کے لیے دعا کرو، حتیٰ کہ تم جان لو کہ تم نے مکافات کر دی ہے (نسائی - یہ حدیث کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے -)

بَابٌ فِيْ رَدِّ الْوَسْوَسَةِ

(وسوسہ ردّ کرنے کا باب نمبر ۱۱۶)

۵۰۹۶- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ نَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا عِكْرِمَةُ يَعْنِي ابْنَ عَمَّارٍ قَالَ نَا اَبُوْ زُمَيْلٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ مَا شَيْءٌ اَجِدُهٗ فِيْ صَدْرِيْ قَالَ مَا هُوَ قُلْتُ وَاللّٰهِ مَا اَتَكَلَّمُ بِهٖ قَالَ فَقَالَ لِيْ اَشَيْءٌ مِّنْ شَكٍّ قَالَ وَضَحِكَ قَالَ مَا نَجَا مِنْ ذٰلِكَ اَحَدٌ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ الْاٰيَةَ قَالَ فَقَالَ لِيْ اِذَا وَجَدْتَ فِيْ نَفْسِكَ شَيْئًا فَقُلْ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ط

ترجمہ :- ابوزمیل نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کرتے ہوئے کہا کہ یہ کیا چیز ہے جسے میں اپنے دل میں پاتا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ وہ کیا ہے؟ میں نے کہا! واللہ میں اسے کہہ نہیں سکتا، انہوں نے کہا مجھ سے کہو، کیا کوئی شک کی قسم کی چیز ہے؟ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ ہنس پڑے، میں نے کہا کہ اس سے کوئی بچ نہیں سکتا، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: پس اگر تو کسی شک میں ہے اس سے جو ہم نے تیری طرف اُتارا تو ان لوگوں سے پوچھ جو کتاب پڑھتے ہیں۔ ۱۰/۹۴ - ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تو اپنے دل میں کوئی چیز پائے تو کہہ: وہی اوّل ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا

ہے۔ ۵۷ - ۳ - یعنی آیت: هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ الخ

شرح:- صحیحین میں حدیث ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لیے ان چیزوں سے درگزر فرمایا ہے، جو ان کے دلوں میں گزریں جب تک کہ زبان سے نہ کہیں یا اس پر عمل نہ کریں، مولانا محمد یحییٰ مرحوم نے تقریر میں فرمایا ہے کہ اس حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو اس آیت سے استدلال کیا ہے اس سے بظاہر یہ مراد ہے کہ وسوسے سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا، حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی، اور اس میں کوئی ضرر نہیں کیونکہ وسوسہ لوازم بشریت سے ہے، اس میں کسی کا بھی ضرر نہیں نہ نبی کا نہ کسی اور کا، مگر اس آیت اور حدیث میں شک سے مراد وسوسہ ہے، شک تو کسی مومن کو نہیں ہو سکتا (چہ جائیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو) اور یہ مطلب اس صورت میں ہے جبکہ آیت کا روئے سخن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مانا جائے ورنہ اگر خطاب اوروں سے ہے تو پھر اس آیت کا تعلق وسوسے وغیرہ سے نہیں ہے۔

۵۰۹۷ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ نَا زُهَيْرٌ نَا سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَهُ اُنَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَجِدُ فِي اَنْفُسِنَا الشَّيْءَ نُعْظِمُ اَنْ نَتَكَلَّمَ بِهِ اَوِ الْكَلَامَ بِهِ مَا نُحِبُّ اَنَّ لَنَا وَ اَنَّا تَكَلَّمْنَا بِهِ قَالَ اَوَقَدْ وَجَدْتُمُوهُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ ذَاكَ صَرِيحُ الْاِيمَانِ ط

ترجمہ:- ابو ہریرہؓ نے کہا کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے حاضر ہوئے اور بولے: یا رسول اللہ ہم اپنے دلوں میں بعض ایسی چیزیں پاتے ہیں جنہیں زبان سے کہہ بھی نہیں سکتے، یا یہ کہا کہ ہمیں یہ بھی پسند نہیں کہ ساری دنیا مل جائے تب بھی انہیں زبان سے کہیں، حضورؐ نے فرمایا کیا واقعی تم نے ایسا پایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، آپ نے فرمایا۔ یہ تو خالص ایمان ہے۔ (مسلم، النسائی)۔

شرح:- یعنی اس وسوسے کو برا سمجھنا، اسے اپنے دل میں جگہ نہ دینا اور زبان سے اس کا اظہار تک نہ کرنا یہی تو خالص ایمان ہے؟ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وسوسہ خالص ایمان ہے، کیونکہ وہ شیطان کے اثر اور اس کے پھسلانے سے پیدا ہوتا ہے لہٰذا وہ صریح ایمان کیونکر ہو سکتا ہے؟ ایک اور حدیث میں ہے کہ جب لوگوں نے یہ شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اللہ کا شکر ہے کہ اس نے شیطان کی خفیہ تدبیر کو وسوسے کی طرف رد کر دیا ہے۔ (خطابی)

۵۰۹۸ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ قُدَامَةَ بْنِ اَعْيَنَ قَالَا نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ ذَرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ اَحَدَنَا يَجِدُ فِي نَفْسِهِ يُعَرِّضُ بِالشَّيْءِ لَاَنْ يَكُونَ حُمَمَةً اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَدَّ كَيْدَهُ اِلَى الْوَسْوَسَةِ

قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ رَدَّ أَمْرَهُ مَكَانَ رَدَّ كَيْدَهُ

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ ہم میں سے کسی کے دل میں ایسی بات ڈالی جاتی ہے کہ اسے کہنے سے وہ بہتر جانتا ہے کہ جل کر کوئلہ اور راکھ ہو جائے، پس حضورؐ نے فرمایا! اللہ اکبر، اللہ اکبر، تعریف اللہ ہی کے لیے ہے کہ اس نے شیطان کی تدبیر کو وسوسہ کی طرف پھیر دیا، ابن قدامہ نے ردّ کیدہٗ کے بجائے ردّ امرہٗ کہا ہے۔ (نسائی) حضورؐ نے دو مرتبہ تکبیر کہی جس سے فرحت کا اظہار ہوتا ہے۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَنْتَمِي إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ

(اپنے موالی کے سوا کسی اور منسوب ہونے والے کا باب)

۵۰۹۹۔ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا زُهَيْرٌ نَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ قَالَ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرَةَ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لَهُ فَقَالَ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَاصِمٌ فَقُلْتُ يَا أَبَا عُثْمَانَ لَقَدْ شَهِدَ عِنْدَكَ رَجُلَانِ أَيُّمَا رَجُلَيْنِ فَقَالَ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَأَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ فِي الْإِسْلَامِ يَعْنِي سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ وَالْآخَرُ قَدِمَ مِنَ الطَّائِفِ فِي بِضْعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ فَذَكَرَ فَضْلًا قَالَ أَبُو عَلِيٍّ سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ قَالَ قَالَ النُّفَيْلِيُّ حَيْثُ حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَاللهِ إِنَّهُ عِنْدِي أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ يَعْنِي قَوْلَهُ حَدَّثَنَا وَحَدَّثَنِي قَالَ أَبُو عَلِيٍّ وَسَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُولُ لَيْسَ لِحَدِيثِ أَهْلِ الْكُوفَةِ نُورٌ قَالَ وَمَا رَأَيْتُ مِثْلَ أَهْلِ الْبَصْرَةِ كَانُوا تَعَلَّمُوهُ مِنْ شُعْبَةَ

ترجمہ:۔ سعد بن مالکؓ نے کہا کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد کیا کہ آپؐ نے فرمایا: جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف نسبت رکھے جبکہ وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو جنت اس پر

حرام ہے، ابوعثمان راوی نے کہا کہ پھر میں ابوبکرہؓ سے ملا اور ان سے یہ ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے بھی اپنے کانوں سے سُنا اور دل سے یاد کیا، عاصم راوی نے کہا کہ میں نے کہا اے ابوعثمان! تیرے پاس دو آدمیوں نے شہادت دی، یہ دونوں کیسے آدمی تھے؟ اس نے کہا کہ ان میں سے ایک تو وہ ہے جس نے اللہ کی راہ میں یا اسلام میں پہلا تیر چلایا تھا۔ (یعنی سعد بن مالکؓ) اور دوسرا وہ تھا جو طائف سے تئیس چوبیس آدمی لے کر پیدل حاضر ہوا تھا۔ (یعنی ابوبکرہؓ) پس راوی نے بڑی فضیلت کا ذکر کیا، ابوداؤد کا شاگرد لؤلؤئی کہتا ہے کہ میں نے ابوداؤد کو یہ کہتے سُنا کہ عبداللہ بن محمد نفیلی نے کہا، جبکہ اس نے یہ حدیث بیان کی، واللہ یہ میرے نزدیک شہد سے شیریں تر ہے یعنی اس کا قول، حدثنا اور حدثنی۔ (یعنی اس کی سند میں یہ صیغے زیادہ تر استعمال ہوئے ہیں جو ہمیں محبوب تر ہیں) لؤلؤی نے کہا کہ میں نے ابوداؤد کو کہتے سُنا کہ، میں نے احمد بن حنبل کو کہتے سُنا، اہل کوفہ کی حدیث میں نور نہیں ہے، یہ بھی کہا کہ میں نے اہل بصرہ جیسے لوگ نہیں دیکھے، انہوں نے علم حدیث کو شعبہ سے سیکھا تھا۔

شرح:۔ منذری نے کہا کہ جنت کی حرمت تب ہے جبکہ اس فعل حرام کو حلال جان کر کرے۔ اگر وہ اسے حلال نہیں جانتا تو گناہوں کے باعث جنت کسی پر (ہمیشہ کے لیے) حرام نہیں ہوتی، بلکہ گناہگاروں پر اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو ایک مدت تک اُسے حرام کر کے پھر انہیں اس میں داخل کر دے گا، اور اگر چاہے گا تو گناہوں کو معاف فرما دے گا، لیکن اسے سابقون اولین ابرار اور اصحاب یمین کے بعد اس میں داخل کرے گا، (آج کل بہت سے لوگوں نے اپنا نسب جان بوجھ کر بدل لیا ہے اور اس چیز کو وہ بطور ایک ہتھیار کے اپنے پیٹ کے دھندے کی خاطر استعمال کرتے ہیں، دو پشت قبل وہ مشہور میراثی یا بھانڈ یا جوگی یا کچھ اور تھے اور اب وہ سید، ہاشمی اور خدا جانے کیا کچھ بن گئے ہیں، یہ لوگ ان شاء اللہ تعالیٰ یقیناً اس حدیث کا مصداق ہیں)

طائف کی وجہ تسمیہ یہ ہوئی کہ زمانہ جاہلیت میں کوئی شخص حضرت موت میں اپنی قوم کے ایک شخص کو قتل کر کے یہاں بھاگ آیا اور وادئ وجہ میں آ کر اترا اور یہاں مسعود بن معتب سے حلف قائم کر لی۔ اس نے اس جگہ کی حفاظت کی خاطر ایک دیوار بنائی جسے طائف (گھیرنے والی) کہا گیا، اور پھر اس جگہ کو طائف کہا جانے لگا، احمد بن حنبل کے قول کا مطلب یہ ہے کہ کوفہ کے محدثین تحدیث کے صیغوں کے استعمال میں اہل بصرہ کی مانند نہیں ہیں اور اس قدر احتیاط نہیں کرتے، وجہ اس کی یہ بھی کہ کوفہ روافض اور خوارج کا گڑھ تھا، جو اسلام میں بہت سے فتنوں کا باعث بنے تھے، جہاں تک عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب کا تعلق ہے جب وہ عبداللہ یا علیؓ سے روایت کرتے ہیں تو ان کی حدیث نورانی ہوتی ہے، روافض کی حدیث کی عدم قبولیت میں امام ابوحنیفہ کا معیار سب فقہاء و محدثین کی نسبت شدید تر ہے، وہ کسی رافضی یا شیعہ کی حدیث کے کسی طور پر بھی ماننے کے قائل نہیں ہیں۔ عامہ محدثین اگر اس اصول کو مان لیتے تو بے شمار فرعی اختلافات کا خاتمہ ہو سکتا ہے، واللہ اعلم بالصواب)

۵۱۰۰۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ نَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو نَا زَائِدَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَلَّى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَ

النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ ط

ترجمہ :۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے آقاؤں کی اجازت کے بغیر کسی سے عقدِ موالات کیا تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن اس سے نہ فرض قبول کیا جائے گا نہ نفل، (مسلم)

شرح :۔ علامہ خطابی نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ آقاؤں کی اجازت سے آزاد شدہ غلام کسی اور کے ساتھ عقدِ موالات کر سکتا ہے، کیونکہ یہ عقد تو اس کا صرف اس سے ہے جس نے اس کو آزاد کیا، حضورؐ کا ارشاد ہے: اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ اور ولاء بھی نسبی رشتے کی مانند ہے جو کسی کے بس میں نہیں ہوتا کسی کے لیے جائز نہیں بلکہ ممکن نہیں کہ کسی اور کو اپنا باپ (اصلی باپ کے ماسوا) بنالے، یہی حال ولاء کا بھی ہے، منذری نے کہا ہے کہ عامۃ علماء اور سلف فقہائے امصار کا مذہب یہ ہے کہ ولاء کا نہ ہبہ ہو سکتا ہے اور نہ وہ ایک دوسرے کو منتقل ہو سکتی ہے جیسا کہ نسب کا بھی یہی حال ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ بظاہر اس حدیث کا مطلب یہی ہے کہ آقاؤں کے اذن سے ولاء منتقل ہو جاتی ہے، چنانچہ عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ حضرت میمونہؓ ام المومنین نے سلیمان بن یسار کی ولاء ابن عباسؓ کو ہبہ کی تھی، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان دونوں بزرگوں کے نزدیک یہ جائز تھا، سعیدؒ بن المسیب کے نزدیک ولاء کی بیع اور ہبہ جائز ہے اور ابو یوسف کے نزدیک ولاء وارثوں کو منتقل ہو جاتی ہے، بعض علماء کا خیال ہے کہ جن لوگوں نے جواز کہا ہے انہیں وہ حدیث نہیں پہنچی جو اس کے عدم جواز پر دلالت کرتی ہے۔ یہ احتمال بھی ہے کہ انہیں حدیث پہنچی ہو مگر انہوں نے نہی کو حرمت پر نہیں بلکہ محض کراہت پر محمول کیا ہو، ابن عباسؓ اور سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ انہوں نے بھی ولاء کی بیع اور ہبہ سے منع کیا تھا، شائد جب انہیں ابن عمرؓ کی حدیث پہنچی تو انہوں نے اپنے پہلے قول سے رجوع کر لیا ہوگا، (واللہ اعلم)

۵۱۰۱ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ نَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّنَحْنُ بِبَيْرُوْتَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوِ انْتَمٰى اِلٰى غَيْرِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ الْمُتَتَابِعَةُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ط

ترجمہ :۔ انسؓ بن مالک نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا، یا اپنے آقاؤں کے سوا کسی اور کی طرف منسوب ہوا تو اس پر اللہ کی پے در پے لعنت روزِ قیامت تک رہے گی۔ (بخاری، مسلم، ترمذی،) ابوداؤد اور نسائی نے اسی طرح کی حدیث علیؓ بن ابی طالب سے روایت کی ہے، اور اس میں ہے کہ: اس پر اللہ، فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہے)۔

❖ ❖ ❖ ❖

بَابٌ ۱۸ فِي التَّفَاخُرِ بِالْأَحْسَابِ

(نسبوں پر فخر کا باب)

۵۱۰۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ نَا الْمُعَافِي ح وَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ وَهٰذَا حَدِيثُهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ أَنْتُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ لَيَدَعَنَّ رِجَالٌ فَخْرَهُمْ بِأَقْوَامٍ إِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ فَحْمِ جَهَنَّمَ أَوْ لَيَكُونُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجِعْلَانِ الَّتِي تَدْفَعُ بِأَنْفِهَا النَّتْنَ ط

ترجمہ:۔ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے کبر و نخوت کو دور کر دیا ہے اور اس کا آباء پر فخر کرنا دور کر دیا ہے آدمی یا تو نیکوکار مومن ہے یا بدبخت فاجر، تم آدمؑ کے بیٹے ہو، اور آدم مٹی سے تھا، لوگوں کو بالضرور قوموں پر فخر چھوڑنا ہوگا، وہ جہنم کے کوئلوں میں سے کوئلے ہی ہیں، یا وہ اللہ کے نزدیک ان گروہوں سے بھی ذلیل تر ہوں گے، جو اپنی ناک سے گندگی کو دھکیلتے ہیں۔ (ترمذی نے روایت کر کے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

شرح:۔ یعنی اسلام نے نام و نسب، رنگ و نسل اور آباؤ اجداد کا فخر و غرور مٹا دیا ہے، انسانوں کی صرف دو قسمیں ہیں: ایک تو نیکوکار مومن اور دوسرا بدکار بدبخت، پہلا اگرچہ اعلیٰ حسب و نسب کا نہ ہو اللہ کو محبوب ہے، دوسرا گو اپنی قوم میں بلند و بالا ہو اللہ کے نزدیک گھٹیا ہے، ترمذی نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن لوگوں سے خطاب فرمایا الخ، اس میں اس حدیث کی نسبت کچھ الفاظ زائد ہیں اور یہ بھی کہ حضورؐ نے سورۂ حجرات کی آیت ۱۳ تلاوت فرمائی يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى الآية۔ ترمذی نے سمرہؓ کی روایت سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حسب مال ہے اور کرم تقویٰ ہے۔ ترمذیؒ نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے۔

بَابٌ ۱۹ فِي الْعَصَبِيَّةِ

(عصبیت کا باب ۱۱۳)

۵۱۰۳۔ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ نَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَنْ نَصَرَ قَوْمَهٗ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ فَهُوَ كَالْبَعِيْرِ الَّذِيْ رُدِّيَ فَهُوَ يُنْزَعُ بِذَنَبِهٖ ؎

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے ناحق بات پر اپنی قوم کی مدد کی وہ اس اونٹ کی مانند ہے، جو کنوئیں میں گر جائے، پس وہ دُم پکڑ کر باہر کھینچا جاتا ہے (مگر پھر بھی اس سے اس کو کچھ نفع نہیں ہوتا) یہ حدیث موقوف ہے۔

۵۱۰۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْ عَامِرٍ نَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ انْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ مِنْ اَدَمٍ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ ؎

ترجمہ:۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ رضی اپنے باپ سے روایت کی کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا جبکہ آپؐ چمڑے کے ایک قبے میں تھے، پھر عبداللہ بن مسعود نے اوپر کی حدیث مرفوعاً بیان کی (یہ حدیث مسند ہے۔ عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے سماع کیا ہے۔)

۵۱۰۵۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ نَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ نَا سَلَمَةُ بْنُ بِشْرٍ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ بِنْتِ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ اَنَّهَا سَمِعَتْ اَبَاهَا يَقُوْلُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْعَصَبِيَّةُ قَالَ اَنْ تُعِيْنَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ ؎

ترجمہ:۔ واثلہ رضی بن اسقع کی بیٹی نے اپنے باپ کو کہتے سُنا کہ: میں نے کہا یا رسول اللہ عصبیت کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا: یہ کہ تو ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرے۔ (ابن ماجہ نے یہ حدیث ایک عورت فسیلہ سے روایت کی، مطلب یہ کہ اس سند میں مبہم عورت شاید وہی فسیلہ ہے۔)

۵۱۰۶۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ نَا اَيُّوْبُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ الْمُدْلِجِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْنَا وَسَلَّمَ فَقَالَ خَيْرُكُمُ الْمُدَافِعُ عَنْ عَشِيْرَتِهٖ مَا لَمْ يَاْثَمْ

ترجمہ:۔ سُراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا: تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو

اپنے اقارب کا دفاع کرے بشرطیکہ گناہ پر نہ ہو، (ابوداؤد نے حسب روایت ابن العبد کہا کہ اس کا راوی ایوب بن سوید ضعیف ہے، سعید کا سماع سراقہؓ مدلجی سے محل نظر ہے۔

۵۱۰۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَكِّيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِيَّةً وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ ط

ترجمہ:۔ جُبیرؓ بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی عصبیت کی طرف دعوت دے وہ ہم میں سے نہیں ہے، اور جو عصبیت پر قتال کرے وہ ہم سے نہیں اور جو عصبیت پہ مرے وہ ہم میں سے نہیں، ابوداؤد نے ابن العبد کی روایت کے مطابق کہا کہ یہ روایت مرسل (یعنی منقطع) ہے کیونکہ عبداللہ بن ابی سلیمان نے جبیرؓ سے نہیں سُنا، (مسلم اور نسائی نے اسے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔

۵۱۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَوْفٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ مِخْرَاقٍ عَنْ أَبِي كِنَانَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ ط

ترجمہ:۔ ابوموسیٰ اشعری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قوم کا بھانجا انہی میں سے (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی) نے حضورؐ کے اس ارشاد کو مختصراً اور مطولاً روایت کیا ہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ننھیال والے کسی مصیبت میں ہوں تو اسلامی احکام کے بموجب ان کی حمایت کی جائے۔

۵۱۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ نَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا جَرِيرٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُقْبَةَ عَنْ أَبِي عُقْبَةَ وَكَانَ مَوْلًى مِنْ أَهْلِ فَارِسَ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحُدًا فَضَرَبْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقُلْتُ خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِيُّ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَهَلَّا قُلْتَ خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ

اَلْاَنْصَارِیُّ ؕ

ترجمہ:۔ ابوعقبہ فارسیؓ نے کہا کہ میں جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا، پس میں نے مشرکوں میں سے ایک شخص کو تلوار ماری اور کہا، یہ مجھ سے لے لو اور میں ایک فارسی لڑکا ہوں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف التفات فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا: تُو نے یہ کیوں نہ کہا کہ یہ ضرب مجھ سے لے لو، اور میں ایک انصاری نوجوان ہوں؟ (ابن ماجہ، حافظ ابن عبدالبر نے ابوعقبہؓ کا نام رشید بتایا ہے۔ حضورؐ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ جاہلی نسبت ترک کر کے اسلامی نسبت اختیار کرنی چاہیے۔ انصار کسی ایک خاندان یا قبیلے کا نام نہ تھا، بلکہ یہ ان لوگوں کی ایک اسلامی و دینی صفت تھی جنہوں نے دین کی اور دین والوں کی نصرت ﷲ فی سبیل اللہ اور مدد کی تھی، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعدائے اسلام کے دلوں میں ہیبت و رعب جمانے کے لیے افتخار جائز ہے، ابوعقبہؓ ولاء کے اعتبار سے انصاری تھے، پس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ولاء بھی نسب کی مانند ایک رشتہ ہے۔

بَابُ اِخْبَارِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِمَحَبَّتِهٖ اِيَّاهُ

(کسی کی نیکی کے باعث اس سے محبت کا باب)

۵۱۱۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيٰى عَنْ ثَوْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ حَبِيْبُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ وَقَدْ اَدْرَكَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ الرَّجُلُ اَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ اَنَّهٗ يُحِبُّهٗ ؕ

ترجمہ:۔ مقدامؓ بن معدی کرب نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی اپنے بھائی سے محبت کرے تو اسے بتا دینا چاہیے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔ (ترمذی، نسائی۔ ترمذی نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے۔

شرح:۔ اس حدیث میں باہمی الفت و محبت کی ترغیب ہے، حافظ ابن القیم نے لکھا ہے کہ ترمذی کی حدیث کے مطابق آدمی جب کسی سے بھائی چارہ قائم کرے تو اس کا نام، اس کے باپ کا نام اور اس کا نسب و وطن پوچھ لے، اس سے محبت کے حقوق بخوبی ادا ہو سکیں گے، خطابی نے کہا ہے کہ کسی کو محبت کی خبر دینے سے اس کی دلجوئی ہوتی ہے اور وہ شخص اس کی نصیحت کو قبول کرتا ہے۔ صحیحین میں، انسؓ کی روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: قیامت کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: تو اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا، اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت۔ فرمایا: تو انہی کے ساتھ ہوگا، جن سے تیری محبت ہوگی۔ ایک روایت ہے کہ اس نے کہا، میں نے اس کے لیے زیادہ روزے اور صدقہ تیار نہیں کیا مگر میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوں، صحیحین میں ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی ان کے ساتھ ہوگا جن سے محبت کرے۔ ترمذی کی ایک حدیث میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں، صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بروز قیامت فرمائے گا، میرے جلال کے باعث باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں انہیں اپنے خاص سائے میں جگہ دوں گا، جبکہ میرے

سائے کے سوا کہیں سایہ نہیں ہے، حدیث صحیح میں جن سات آدمیوں کو عرش کے سائے میں جگہ ملنے کا ذکر ہے ان میں دو وہ شخص ہیں جنہوں نے باہم محض للہ محبت کی ہوگی، ترمذی میں معاذؓ بن جبل کی حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: اللہ تعالٰے فرماتا ہے کہ میرے جلال میں باہم پیار کرنے والوں کے لیے نور کے منبر ہوں گے، ان پر نبی اور شہید رشک (فخر) کریں گے، اس مضمون کی حدیث الوالدرداءؓ ابن مسعودؓ، عبادہ بن صامت، ابوہریرہؓ اور ابو مالک اشعریؓ سے بھی مروی ہے، بخاری و مسلم نے انسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں تین چیزیں ہوں گی، وہ ایمان کی مٹھاس پائے گا، ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسولؐ اسے اوروں سے محبوب تر ہوں، دوسری یہ کہ جس سے محبت کرے محض اللہ کی خاطر کرے، تیسری یہ کہ کفر سے نکلنے کے بعد اس میں واپس جانے کو اتنا ناپسند کرے جتنا آگ میں گرنے کو ناپسند کرتا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک ایماندار نہ ہو، اور ایماندار نہیں ہو سکتے، جب تک باہم محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں وہ چیز بتاؤں جس کے کرنے سے تم میں باہم محبت پیدا ہو جائے؟ آپس میں سلام کو عام کر دو۔ موطا میں ابو ادریس خولانی سے روایت ہے کہ: میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا تو وہاں ایک چمکدار دانتوں والا جوان دیکھا۔ وہاں کچھ لوگ بھی تھے جو آپس کے اختلاف کو اس کے سامنے پیش کرتے اور اس کی رائے قبول کرتے تھے۔ میں نے اس کا نام پوچھا تو کہا گیا کہ یہ معاذؓ بن جبل ہے دوسرے دن میں دوپہر کو مسجد میں گیا، اور میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے پہلے مسجد میں پہنچ گیا تھا اور میں نے اسے نماز پڑھتے پایا۔ پس میں نے اس کا انتظار کیا حتیٰ کہ اس نے نماز ختم کر لی، پھر میں اس کے سامنے گیا، اور سلام کہا اور پھر کہا، واللہ میں تجھ سے پیار کرتا ہوں، پس اس نے کہا کیا خدا کی قسم کھاتے ہو؟ میں نے کہا کہ خدا کی قسم کھاتا ہوں۔ پس اس نے میری چادر پکڑ لی، اور مجھے اپنی طرف کھینچا اور کہا۔ تجھے خوشخبری ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا، کہ اللہ تبارک و تعالٰے نے فرمایا، میری خاطر محبت کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہے اور میری خاطر مل بیٹھنے والوں کے لیے اور میری خاطر باہم زیارت کرنے والوں کے لیے اور میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں کے لیے،

صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص نے اپنے ایک بھائی کی زیارت ایک دوسری بستی میں کی، پس اللہ تعالٰے نے اس کی سیر مصیوں پر ایک فرشتہ مقرر کیا جس نے پوچھا: تو کہاں جاتا ہے؟ اس نے کہا میں اس بستی میں اپنے ایک بھائی کی طرف جا رہا ہوں، اس نے کہا کیا تجھ پر اس کا کوئی احسان ہے جس کا تو بدلہ چکانا چاہتا ہے؟ اس نے کہا نہیں: صرف یہی بات ہے کہ میں نے اس سے اللہ کی خاطر محبت کی ہے، فرشتہ بولا کہ میں تیرے پاس اللہ کی طرف سے آیا ہوں، اللہ بھی تجھ سے پیار کرتا ہے جس طرح تو نے اس شخص کے ساتھ پیار کیا ہے، حافظ ابن القیم نے فرمایا کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کی حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان اصحاب نے روایت کیا ہے، انسؓ بن مالک (۱) (۲) عبداللہ بن مسعودؓ (۳) ابوموسیٰؓ اشعری، (۴) علیؓ بن ابی طالبؓ (۵) ابوسعیدؓ خدری (۶) ابوذرؓ غفاری، (۷) صفوانؓ بن عسال، (۸) عبداللہؓ بن یزید خطمی، (۹) براءؓ بن عازب، (۱۰) عروہؓ بن مضرس، (۱۱) صفوانؓ بن قدامہ جمحی، (۱۲) ابو امامہؓ باہلی، (۱۳) ابو سریحہؓ غفاری، (۱۴) ابوہریرہؓ، (۱۵) معاذؓ بن جبل، (۱۶) ابو قتادہؓ انصاری، (۱۷) عبادہؓ بن صامت (۱۸) جابرؓ بن عبداللہ، (۱۹) عائشہ صدیقہ ام المومنین سلام اللہ علیہا۔

۵۱۱۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ نَا الْمُبَارَكُ بْنُ فُضَالَةَ نَا ثَابِتٌ

الْبُنَانِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا كَانَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّ هٰذَا فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمْتَهُ قَالَ لَا قَالَ اَعْلِمْهُ قَالَ فَلَحِقَهُ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّكَ فِی اللّٰهِ فَقَالَ اَحَبَّكَ الَّذِیْ اَحْبَبْتَنِیْ لَهُ ط

ترجمہ:۔ انسؓ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص تھا اس کے پاس سے ایک آدمی گزرا تو اس نے کہا: یارسول اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا، کیا تُو نے اُسے بتا دیا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، حضورؐ نے فرمایا: اسے بتادو۔ انسؓ نے کہا کہ وہ شخص اسے جاکر ملا اور کہا: میں تجھے اللہ کی خاطر پیار کرتا ہوں، اس نے کہا: جس کی خاطر تُو نے مجھ سے پیار کیا وہ بھی تجھ سے پیار کرے۔ (اس کی سند میں مبارک بن فضالہ قرشی ہے، جو متکلم فیہ ہے۔)

بَابُ الرَّجُلِ يُحِبُّ الرَّجُلَ عَلٰى خَيْرٍ يَرَاهُ

ایک آدمی کا دوسرے سے کسی نیک کام پر محبت کرنے کا باب

۵۱۱۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا سُلَيْمَانُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَعْمَلَ كَعَمَلِهِمْ قَالَ اَنْتَ يَا اَبَا ذَرٍّ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ فَاِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ فَاِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ فَاَعَادَهَا اَبُوْ ذَرٍّ فَاَعَادَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ:۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا: یارسول اللہ! کوئی شخص ایک قوم سے محبت کرتا ہے مگر ان جیسے عمل نہیں کرسکتا؟ حضورؐ نے فرمایا: اے ابوذر! تو انہی کے ساتھ ہے جن سے تُو نے پیار کیا۔ ابوذرؓ بولا: میں تو اللہ اور اس کے رسولؐ سے پیار کرتا ہوں، حضورؐ نے فرمایا: پھر تو انہی کے ساتھ ہے جن سے تو نے محبت کی، راوی نے کہا کہ ابوذرؓ نے یہ بات دہرائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے دہرایا۔ (منذری نے کہا ہے کہ اس مضمون کی حدیث بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے جس کا لفظ ہے، اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔

۵۱۱۳۔ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ نَا خَالِدٌ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ

ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ اَشَدَّ مِنْهُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ يُحِبُّ الرَّجُلَ عَلَى الْعَمَلِ مِنَ الْخَيْرِ يَعْمَلُ بِهٖ وَلَا يَعْمَلُ بِمِثْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ؕ

ترجمہ:۔ انسؓ بن مالک نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو اس سے زیادہ خوش ہوتے نہیں دیکھا کہ ایک آدمی نے کہا، یارسول اللہ! کوئی آدمی دوسرے کو نیک عمل کرتے ہوئے دیکھ کر خوش ہوتا ہے مگر اس جیسا عمل خود نہیں کرسکتا؟ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی انہی کے ساتھ ہے، جن سے محبت کرے۔ (بخاری و مسلم)

شرح:۔ منذری نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ ان کی اطاعت پہ قائم و مضبوط رہے، ان کی مخالفت ترک کردے، ان کی شریعت کے آداب سے آراستہ ہو اور ان کی حدود سے تجاوز نہ کرے، اللہ، اس کے نبیؐ اور صالحین کی محبت میں ہی اللہ کی اطاعت ہے اور یہ ایمان کا ثمرہ ہے اور یہ اعمالِ قلب میں سے ہے، جن کا اجر بہت بڑا ہے۔

بَابٌ ۲۲ فِي الْمَشُوْرَةِ

(مشورے کا باب)

۵۱۱۴ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ نَا شَيْبَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ ؕ

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے مشورہ مانگا جائے اس کو امانت دار سمجھا جاتا ہے۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)۔

شرح:۔ خطابی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ مشورہ طلب کرنے والے کو بالضرور مشورہ دینا واجب نہیں ہے، اور یہ کہ مشیر کے لیے صلاح و مشورہ میں اجتہاد ضروری ہے مگر اتفاق سے مشورہ غلط ہو تو اس پہ کوئی گناہ یا تاوان نہیں ہے، اس حدیث کو ترمذی نے مرسلاً بھی بیان کیا ہے، ترمذی نے اسے امّ سلمہ سے بھی مرفوعاً روایت کیا ہے، اور اسی مضمون کی حدیث ابومسعودؓ، ابوہریرہؓ، ابن عمرؓ، علیؓ بن ابی طالب، ابوالہیثمؓ بن التیہان، نعمانؓ بن بشیر، سمرۃؓ بن جندب، عمروؓ بن عوف، عبداللہؓ بن عباس، جابرؓ بن عبداللہ، عبداللہؓ بن عمر اور عبیدؓ بن صخر سے بھی مروی ہے۔

منذری نے کہا ہے کہ مشورہ، شوریٰ اور مشورہ سب کا لغوی معنیٰ استخراج (نکالنا) ہے مثلاً چھتے سے شہد

نکالنا، جانور کی برائی وغیرہ نکالنا، اس حدیث میں مشورہ لینے والے کے لیے یہ حکم ہے کہ جس سے مشورہ طلب کرے وہ لائق اعتماد ایماندار، عالم، تجربہ کار اور مخلص ہو، مشورہ دینے والے کا فرض ہے کہ جب اس کی دیانت وامانت پر اعتماد کیا گیا ہے تو بالکل صحیح اور مخلصانہ مشورہ دے ورنہ بد دیانت اور دغا باز ٹھہرے گا۔

بَابٌ ۲۳ فِي الدَّالِّ عَلَى الْخَيْرِ

(نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والے کا باب)

۵۱۱۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أُبْدِعَ بِي فَاحْمِلْنِي قَالَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكَ عَلَيْهِ وَلٰكِنْ ائْتِ فُلَانًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَحْمِلَكَ فَأَتَاهُ فَحَمَلَهُ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ ط

ترجمہ:۔ ابو مسعود انصاری نے کہا کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ میری سواری کا جانور تھک کر بیکار ہو گیا ہے لہذا مجھے سواری عطا فرمایئے، حضور نے فرمایا! میرے پاس سواری نہیں جو تجھے دے دوں، لیکن تو فلاں شخص کے پاس جا شاید وہ تجھے سواری مہیا کر دے، پس وہ اس کے پاس گیا اور اس نے سواری دیدی، پھر وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو بتایا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جس نے بھلائی کی طرف رہنمائی کی اس کے لیے بھی بھلائی کرنے والے کی مانند اجر ہے۔ (مسلم، ترمذی)

بَابٌ ۲۴ فِي الْهَوَى

(ہوائے نفس کا باب)

۵۱۱۶۔ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ نَا بَقِيَّةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ بِلَالِ بْنِ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ ط

ترجمہ:۔ ابو الدرداء سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تیری کسی چیز سے محبت اندھا اور بہرا کر دیتی

ہے، اور مطلب یہ کہ حد سے زیادہ محبت سے گریز واجب ہے جو اندھا بہرا کر دے، ایسا شخص محبوب کے عیوب سے اور محبت کے انجام سے اندھا ہو جاتا ہے اس کے بارے میں کسی نصیحت کا سننا پسند نہیں کرتا، آخرت سے بے خبر ہو جاتا ہے منذری نے کہا ہے کہ اس کی سند میں بقیہ بن ولید اور بکیر بن عبداللہ ہر دو راوی متکلم فیہ ہیں)۔

شرح:۔ حافظ سراج الدین قزوینی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے، اور منذری نے کہا ہے کہ اس حدیث کا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ پر موقوف ہونا اشبہ ہے۔ حافظ ابن حجر نے حافظ قزوینی کا رد کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف تو ہے مگر موضوع نہیں، حافظ علائی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔

بَابٌ ۲۵ فِي الشَّفَاعَةِ

شفاعت کا باب

شفاعت سے مراد کسی کی حق تلفی یا کسی غیر مستحق کی رعایت کی سفارش ہرگز نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ سائل کے وہ احوال و صفات ظاہر کر دیئے جائیں، جن کی بنا پر وہ توجہ کا مستحق ہو، آج کل جس سفارش کا چلن ہے اور جس نے ہمارے معاشرے میں شدید فساد برپا کر دیا ہے، یہ کرنے والے اور ماننے والے دونوں کے لیے شرعاً ناجائز ہے، اس کا نتیجہ نااہلوں کی سربلندی، اہل اشخاص کی محرومی، ظلم و ستم کی فراوانی ہے والعیاذ باللہ۔

۵۱۱۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْفَعُوا إِلَيَّ لِتُؤْجَرُوا وَلْيَقْضِ اللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ ط

ترجمہ:۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس سفارش کرو تاکہ تم کو اجر ملے اور اللہ جو چاہے گا، اپنے نبی کی زبان سے فیصلہ کرا دے گا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح:۔ منذری نے کہا ہے کہ ان ارباب جرائم کی سفارش جائز ہے جو اتفاقاً لغزش سے جرم کا ارتکاب کر بیٹھیں ویسے وہ اچھے بھلے لوگ ہیں اہل ستر و عفاف ہوں، مگر مشہور فسادیوں، باطل پرستوں اور عادی مجرموں کی سفارش جائز نہیں۔ حاکم پہلی قسم کے لوگوں کے لیے سفارش قبول کرتے تو اچھا ہے مگر دوسری قسم کے لوگوں کے لیے رعایت جائز نہیں۔ حدود و قصاص میں نہ سفارش کرنا جائز ہے نہ اس کا ماننا روا ہے۔ جن لوگوں کے حقوق ہیں، سفارش قبول کرنے سے بدامنی فساد اور بدمعاشی پھیلنے کا اندیشہ ہو اس کے لیے سفارش کرنا یا حاکم کا اسے ماننا حرام ہے۔

بَابٌ ۲۶ فِي الرَّجُلِ يَبْدَأُ بِنَفْسِهِ فِي الْكِتَابِ

(مکتوب میں اپنا نام پہلے لکھنے کا باب)

۵۱۱۸ - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ اَحْمَدُ قَالَ مَرَّةً يَعْنِي هُشَيْمًا عَنْ بَعْضِ وُلْدِ الْعَلَاءِ اَنَّ الْعَلَاءَ ابْنَ الْحَضْرَمِيِّ كَانَ عَامِلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْبَحْرَيْنِ فَكَانَ اِذَا كَتَبَ اِلَيْهِ بَدَاَ بِنَفْسِهٖ ۔

ترجمہ:- علاءؓ بن حضرمی بحرین پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عامل تھا، جب وہ حضورؐ کو خط لکھتا تھا تو اپنے نام سے شروع کرتا تھا۔

۵۱۱۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ نَا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنِ ابْنِ الْعَلَاءِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَدَاَ بِاسْمِهٖ ۔

ترجمہ:- علاءؓ بن الحضرمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا تو اپنے نام سے شروع کیا۔

تشریح:- ان دونوں روایتوں میں ایک مجہول راوی (ابن العلاء یا بعض ولد العلاء) ہے عربوں میں خط لکھنے کا رواج اس طرح تھا کہ: من فلان بن فلان الی فلان بن فلان۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خطوط کو اسی طرح شروع کر دیا تھا۔ اور اس چیز سے مشتعل ہو کر شاہ فارس خسرو پرویز نے آپ کے نامہ مبارک کو پھاڑ دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی سلطنت، اقتدار کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے تھے، کتابت کے آداب ہر زمانے اور ملک میں الگ الگ رہے ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ بڑا جب چھوٹے کو لکھے تو اپنا نام پہلے لکھے اور اس کے برعکس، چھوٹا اپنا نام بعد میں لکھے۔

بَابُ ۱۲۷ كَيْفَ يُكْتَبُ اِلَى الذِّمِّيِّ

(ذمی کو خط لکھنے کی کیفیت کا باب)

۵۱۲۰ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلٰى هِرَقْلَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَقَالَ ابْنُ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ اَخْبَرَهٗ قَالَ فَدَخَلْنَا عَلٰى هِرَقْلَ فَاَجْلَسَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ

ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ ط

ترجمہ :۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو خط لکھوایا: محمد رسول اللہ کی طرف سے شاہ روم ہرقل کے نام: سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ: ہم ہرقل کے دربار میں داخل ہوئے تو اُس نے ہمیں اپنے سامنے بٹھایا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو منگوایا، اس میں یہ مضمون تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ محمد رسول اللہ کی طرف سے ہرقل شاہ روم کی طرف سلامتی ہو اُس پر جو ہدایت کا تابع ہو، اما بعد الخ۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، کہیں طویل کہیں مختصر)

شرح :۔ شاہ روم ذمی نہ تھا، اسلامی سلطنت کی حدود سے باہر تھا، اور کافر نصرانی تھا، اس سے ابوداؤد نے استدلال کیا کہ ذمی کو جب خط لکھا جائے تو اسی طرح لکھا جائے گا

بَابٌ ۲۸ فِي بِرِّ الْوَالِدَيْنِ

(والدین کے ساتھ نیکی کا باب)

۵۱۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدَهُ إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ ط

ترجمہ :۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اولاد اپنے والدین کا حق ادا نہیں کر سکتی مگر اس صورت میں کہ اُسے غلام پائے اور خرید کر آزاد کر دے (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح :۔ خطابی نے کہا ہے کہ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اس صورت میں والد یا والدہ از خود آزاد ہو جاتے ہیں پس مطلب یہ ہے کہ جب اس نے اُسے خریدا تو اُس کے ملک میں آتے ہی وہ آزاد ہو گیا، چونکہ آزادی کا سبب اُس کا خریدنا تھا، لہٰذا آزادی کو اس کی طرف منسوب کیا گیا آزادی اس دنیا میں بڑے سے بڑا احسان ہے جو کسی پر کیا جا سکتا ہے لہٰذا اسے ادائے حق کا باعث گردانا گیا۔ جس طرح اولاد کی زندگی اور وجود والدین کے سبب سے تھا، اسی طرح ان کی زندگی۔ آزادی، کو ان کی حق رسی فرمایا گیا ہے۔

۵۱۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي

خَالِي الْحَارِثُ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ وَكُنْتُ أُحِبُّهَا وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا فَقَالَ لِي طَلِّقْهَا فَأَبَيْتُ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَالِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلِّقْهَا ط

ترجمہ :۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی، اور میں اس سے محبت کرتا تھا، اور حضرت عمرؓ کو وہ ناپسند تھی، پس انہوں نے مجھ سے کہا۔ کہ اسے طلاق دیدو، میں نے انکار کیا تو حضرت عمرؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ بات بتائی۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے طلاق دیدو۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)۔

شرح :۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس طلاق کے جواز کا علم تھا، وہ جانتے تھے کہ فلاں دلیل سے یہ طلاق جائز ہے تاہم عبداللہ بن عمرؓ پر یہ حکم واجب نہ تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو طلاق دینا واجب ہو گیا، کیونکہ بظاہر حضورؐ کا حکم وجوب کے لیے ہی تھا، منذری نے لکھا ہے کہ پہلا باپ جس نے اپنے بیٹے کو طلاق کا حکم دیا وہ ابراہیم علیہ السلام تھے اس حکم میں بھی ایک شرعی فائدہ تھا، بیٹے کی نیکی جو وہ اپنے والدین سے کرتا ہے، اس میں یہ بھی داخل ہے کہ باپ کی ناپسندیدگی کو اپنی ناپسندیدگی جانے (جبکہ وہ شرعی طور پر ثابت ہو) اور یہ اس وقت ہے جبکہ باپ دیندار ہو، حب فی اللہ اور بغض للہ رکھتا ہو، اگر ایسا نہ ہو تب بھی باپ کی ناپسندیدگی کے باعث بیوی کو جدا کر دینا مستحب ہے، گو واجب نہیں ہے، کتاب الطلاق میں اس پر بحث گزر چکی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

۵۱۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَبَرُّ قَالَ أُمَّكَ ثُمَّ أُمَّكَ ثُمَّ أُمَّكَ ثُمَّ أَبَاكَ ثُمَّ الْأَقْرَبَ فَالْأَقْرَبَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْأَلُ رَجُلٌ مَوْلَاهُ مِنْ فَضْلٍ هُوَ عِنْدَهُ فَيَمْنَعُهُ إِيَّاهُ إِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَضْلُهُ الَّذِي مَنَعَهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ ط

ترجمہ :۔ معاویہ بن حیدہ نے کہا یا رسول اللہ میں کس سے نیکی کروں؟ فرمایا اپنی ماں سے، پھر اپنی ماں سے، پھر اپنی ماں سے، پھر اپنے باپ سے، پھر زیادہ قریبی رشتہ دار سے پھر اقرب سے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی اپنے آزاد کردہ غلام سے اس کی حاجت سے زائد چیز مانگے اور وہ نہ دے تو قیامت کے دن وہ فالتو چیز منگوائی جائے گی، جو ایک نہایت زہریلے سانپ کی صورت میں ہو گی۔ (ترمذی، ابوداؤد نے کہا کہ اقرع وہ سانپ ہے کہ اس کے زہر کی شدت سے اس کا سر گنجا ہو گیا ہو۔

شرح :۔ مولا سے مراد آزاد کنندہ بھی ہو سکتا ہے، پھر مطلب اوپر کے ترجمے کے خلاف ہو گا، آزاد شدہ غلام کے ذمہ

مملوکیت کا حق تو نہیں ہے لیکن معاشرتی و اخلاقی آداب کا حق ضرور ہے کہ جس شخص نے اس پر اتنا بڑا احسان کیا ہو وہ اس سے یوں برگشتہ نہ رہے۔ مولیٰ کے لفظ سے قریبی رشتہ دار بھی مراد ہو سکتا ہے۔

۵۱۲۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَخِيهِ عَنْ مُعَاوِيَةَ اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا فَإِنِّي لَأُرِيدُ الْأَمْرَ فَأُؤَخِّرُهُ كَيْمَا تَشْفَعُوا فَتُؤْجَرُوا فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا ؎

ترجمہ:۔ وہب بن منبہ نے اپنے بھائی سے، اس نے معاویہؓ سے روایت کی کہ شفاعت کرو تمہیں اجر ملے گا کیونکہ میں کسی کام کا ارادہ کرتا ہوں مگر اسے مؤخر کر دیتا ہوں تاکہ تم سفارش کرو اور اجر پاؤ، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفاعت کرو تمہیں اجر ملے گا (نسائی)۔ یہ روایت ابوداؤد کے بعض نسخوں میں لؤلؤی کی روایت سے ہے۔ ابوالقاسم دمشقی نے اسے بیان نہیں کیا۔ یہ بذل کے حاشیے پر باب برّ الوالدین میں آئی ہے اور مختصر المنذری میں باب الشفاعۃ میں ہے، بظاہر اسے وہیں رکھنا مناسب تھا جہاں منذری نے رکھا ہے یہی حال آئندہ روایت کا بھی ہے۔) نسائی کی روایت کے الفاظ کچھ مختلف ہیں۔

۵۱۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ نَا سُفْيَانُ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؎

ترجمہ:۔ ابوبردہ نے ابوموسیٰؓ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث گزشتہ کی مانند روایت کی۔

۵۱۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى نَا الْحَارِثُ بْنُ مُرَّةَ نَا كُلَيْبُ بْنُ مَنْفَعَةَ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَبَرُّ قَالَ أُمَّكَ وَأَبَاكَ وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ وَمَوْلَاكَ الَّذِي يَلِي ذَاكَ حَقًّا وَاجِبًا وَرَحِمًا مَوْصُولَةً ؎

ترجمہ:۔ کلیب بن منفعہ نے اپنے دادا سے روایت کی کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کہا: یا رسول اللہ میں کس کے ساتھ نیک سلوک کروں؟ آپؐ نے فرمایا: اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بہن سے اپنے بھائی، اور اپنے قرابت دار سے جو اس کا حق دار ہے۔ یہ واجب حق ہے اور صلہ رحمی ہے۔ (بخاری نے اسے تاریخ کبیر میں تعلیقاً روایت کیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے

اس روایت کو مرسل کہا ہے۔)

شرح: حافظ منذری نے لکھا ہے کہ بخاری نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیری ماں، اس نے پھر کہا پھر کون؟ فرمایا: پھر تیری ماں۔ اس نے کہا: پھر کون؟ فرمایا: پھر تیری ماں، اس نے کہا: پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں، فرمایا پھر تیرا باپ (مسلم) ابن ماجہ، ان کی حدیث میں ماں کا ذکر دو مرتبہ آیا ہے۔

۵۱۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ أَنَا ح وَحَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَلْعَنُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَلْعَنُ أَبَاهُ وَيَلْعَنُ أُمَّهُ فَيَلْعَنُ أُمَّهُ ط

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبائر میں سے بھی کبیرہ تر گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے، کہا گیا کہ یارسول اللہ آدمی اپنے والدین کر کیونکر لعنت کر سکتا ہے؟ فرمایا: یہ دوسرے کے باپ کو لعنت کرے اور وہ اس کے باپ پر لعنت کرے اور یہ اس کی ماں پہ لعنت کرے تو وہ اس کی ماں پر لعنت کرے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

شرح: منذری نے کہا ہے کہ یہ حدیث قطع ذرائع (سد ذرائع) میں اصل ہے۔ کسی کے ماں باپ کو گالی دینے والا اپنے ماں باپ کی گالی کا سبب بنتا ہے اس لیے حضورؐ نے فرمایا کہ اس شخص نے گویا خود اپنے والدین کو گالی دی۔ حافظ ابن القیمؒ نے کہا کہ امام احمد نے ان احادیث سے جو اوپر گزریں یہ مسئلہ نکالا ہے کہ نیکی کے تین ذریعے یعنی ۳/۴ ماں کے لیے ہیں، انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ اطاعت باپ کے لیے ہے اور حسن سلوک ماں کے ساتھ۔ کیونکہ عبداللہ بن عمر کو جب ان کے والد ماجد نے طلاق کا حکم دیا، اور انہوں نے پس وپیش کیا تو حضور نے فرمایا: أَطِعْ أَبَاكَ۔ ابن ماجہ نے ابوامامہؓ سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ اولاد کے ذمہ والدین کا کیا حق ہے؟ حضورؐ نے فرمایا وہ تیری جنت اور دوزخ ہیں۔ یعنی ان کا حق ادا کرو تو جنت، ورنہ دوزخ ملے گی، ابن ماجہ نے یہ حدیث ابوالدرداءؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا: والد جنت کا درمیانہ دروازہ ہے، اب چاہو تو اس دروازے کو ضائع کر دو اور چاہو تو اس کی حفاظت کرو، منذری نے کہا ہے کہ والدہ کا ۳/۴ حق اس لیے ہے کہ حمل، وضع حمل، رضاعت، تربیت کی جو صعوبت ماں نے برداشت کی ہوئی ہے۔ وہ باپ نے نہیں کی ہوتی۔ یہ تین منزلیں خالصۃً ماں نے گزاریں لہذا اسے حقوق کا ۳/۴ ملا۔ ایک حدیث میں ماں کا ۲/۳ حق بھی وارد ہے۔

۵۱۲۸ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْمَعْنَى قَالُوا نَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عُبَيْدٍ مَوْلَى بَنِي سَاعِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ مَالِكِ بْنِ رَبِيعَةَ السَّاعِدِيِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا تُوصَلُ إِلَّا بِهِمَا وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا ط

ترجمہ:۔ ابواسیدؓ مالک بن ربیعہ ساعدی نے کہا کہ اس اثناء میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے بنی سلمہ کا ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! کیا میرے والدین کا کوئی حق ایسا بھی باقی ہے جو میں ان کی موت کے بعد ادا کروں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ ان کے لیے رحمت کی دعا کرنا، ان کے لیے استغفار کرنا اور ان کے بعد ان کے عہد (وعدے) پورے کرنا، اور وہ صلۂ رحمی جو صرف ان کے رشتہ سے ہوتی ہے، اور ان کے دوستوں (اور سہیلیوں) کا اکرام کرنا۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ منذریؒ نے کہا ہے کہ بِرّ کا لفظ صلہ، صدق، لطف و ترحم، جھکاؤ، حسن سلوک، حسن معاشرت اور اطاعت کے معنیٰ میں آتا ہے، صلوٰۃ سے مراد ان کے لیے دعا کرنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہؓ کی سہیلیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا کرتے تھے تاکہ خدیجہؓ کے حق کی ادائیگی ہو۔

۵۱۲۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ نَا أَبُو النَّضْرِ نَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْمَرْءِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کی موت کے بعد اس سے محبت رکھنے والوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ (مسلم، ترمذی)

۵۱۳۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى نَا أَبُو عَاصِمٍ نَا جَعْفَرُ بْنُ يَحْيَى

ابنِ عُمارۃَ بنِ ثوبانَ اَنا عُمارۃُ اَنّ ابنَ ثوبانَ اَنّ اَبا الطُّفیلِ اَخبرہٗ قالَ رَاَیتُ النّبیَّ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّمَ یَقسِمُ لَحماً بالجِعرانۃِ قالَ اَبو الطُّفیلِ واَنا یومئذٍ غُلامٌ اَحمِلُ عَظمَ الجَزورِ اِذ اَقبلَت امرأۃٌ حتّی دنَت اِلی النّبیّ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّمَ فبسطَ لَھا رِداءَہٗ فجلسَت علیہِ فقالَ مَن ھِیَ فقالوا ھٰذہٖ اُمُّہُ الّتی اَرضعتہُ ط

ترجمہ:۔ ابو الطفیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جعرانہ کے مقام پر گوشت تقسیم فرماتے دیکھا ابو الطفیلؓ نے کہا کہ میں ان دنوں نوجوان لڑکا تھا اور اونٹ کی ہڈیاں اٹھا رہا تھا۔ اچانک ایک عورت آئی حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ پہنچی، حضورؐ نے اُس کے لیے چادر بچھا دی اور وہ اس پر بیٹھ گئی، میں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں ہے، (یعنی حلیمہ سعدیہؓ)

۵۱۳۱- حَدَّثَنَا اَحمدُ بنُ سعیدٍ الھمدانیُّ نا ابنُ وھبٍ حدّثنی عمرُو بنُ الحارثِ اَنّ عمرَ بنَ السّائبِ حدّثہٗ انّہٗ بلغہٗ اَنّ رسولَ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّمَ کانَ جالساً یوماً فاَقبلَ اَبوہُ مِنَ الرَّضاعۃِ فوضعَ لہٗ بعضَ ثوبہٖ فقعدَ علیہِ ثمّ اَقبلَت اُمُّہٗ فوضعَ لہا شِقَّ ثوبہٖ مِن جانبہِ الآخرِ فجلسَت علیہِ ثمّ اَقبلَ اَخوہُ مِنَ الرَّضاعۃِ فقامَ رسولُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّمَ فاَجلسہٗ بینَ یدیہِ ط

ترجمہ:۔ عمر بن السائب سے روایت ہے کہ اسے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ کا رضاعی باپ آگیا، پس حضورؐ نے اپنا کوئی کپڑا اسے بچھا دیا اور وہ اس پر بیٹھ گیا، پھر آپؐ کی ماں آئی، تو آپؐ نے اپنے کپڑے کا ایک حصّہ دوسری طرف سے بچھا دیا، اور وہ اس پر بیٹھ گیا، اور وہ اس پر بیٹھ گئی، پھر آپؐ کا رضاعی بھائی آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور اس کو اپنے سامنے بٹھایا۔

شرح:۔ منذری نے کہا ہے کہ یہ حدیث مُعضل ہے کیونکہ عمر بن السائب تابعین سے روایت کرتا ہے پس دو راوی حذف ہو گئے ہیں ایک تابعی اور ایک صحابی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں کا نام حلیمہ سعدیہؓ تھا، یہ مسلمان ہو گئی تھی، اور حضورؐ کی خدمت میں آئی تھی، اس نے حضورؐ سے روایت بھی کی ہے اور اس سے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے، آپؐ کی رضاعی بہن کا نام شیماء تھا، بنت الحارث بن عبد العزیٰ بن رفاعہ، اپنی قوم میں اس کا نام شیماء ہی معروف تھا اور اسے

شیماء بھی کہا جاتا تھا، اس کا اصل نام خذامہ تھا، اور بعض نے جُدامہ کہا ہے بعض نے اسے حذافہ کہا ہے۔ یہ اسلام لائی تھی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ حسنِ سلوک کیا تھا۔ بچپن کو آپؐ کو اسی نے کھلایا تھا، آپؐ کے رضاعی بھائی کا نام عبداللہ بن الحارث تھا، آپ کی ایک رضاعی بہن کا نام انیسہ بنت الحارث تھا، اور ان کے باپ کا نام حارث بن عبد العزیٰ تھا۔

بَابٌ ۲۹ فِي فَضْلِ مَنْ عَالَ يَتَامَى

(یتیم کی پرورش کرنے والے کی فضیلت کا باب)

۵۱۳۲ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنِ ابْنِ حُدَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا قَالَ يَعْنِي الذُّكُورَ أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ وَلَمْ يَذْكُرْ عُثْمَانُ يَعْنِي الذُّكُورَ ؕ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی کوئی بیٹی ہو اپس اُس نے اُسے زندہ دفن نہ کیا ہو۔ (جیسا کہ عرب کے بعض قبائل میں رواج تھا) اور اس کی اہانت نہ کی، اور اُس پر لڑکوں کو ترجیح نہ دی تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ (جب لڑکیوں کی پرورش کا یہ اجر ہے تو پھر یتامیٰ کی پرورش اور خبرگیری کا کیا ثواب ہو گا؟)

۵۱۳۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ نَا سُهَيْلٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي صَالِحٍ عَنْ سَعِيدٍ الْأَعْشَى قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهُوَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُكَمِّلٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ ثَلٰثَ بَنَاتٍ فَأَدَّبَهُنَّ وَزَوَّجَهُنَّ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ ؕ

ترجمہ:- ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، انہیں ادب سکھایا، اور ان کا نکاح کیا اور ان سے نیک سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔

۵۱۳۴ - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى نَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَاهُ قَالَ ثَلٰثُ أَخَوَاتٍ أَوْ ثَلٰثُ بَنَاتٍ أَوْ بِنْتَانِ أَوْ أُخْتَانِ ؕ

ترجمہ :۔ اوپر کی ہی سند کے ساتھ ایک روایت کے لفظ ہیں : تین بہنیں یا تین بیٹیاں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں، (ترمذی) حافظ منذری نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند میں اختلاف ہوا ہے ۔)

شرح :۔ حافظ ابن القیمؒ نے کہا ہے کہ صحیح مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس نے دو لڑکیوں کو پالا حتیٰ کہ وہ جوان ہوگئیں تو وہ قیامت کے دن یوں میرے ساتھ ہوگا ، اور آپؐ نے اپنی انگلیاں ملائیں، ترمذی کے لفظ یہ ہیں کہ میں اور وہ جنت میں یوں اکٹھے ہوں گے ۔ اور آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر دکھایا ۔ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ : میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں ۔ اس نے مجھ سے سوال کیا مگر میرے پاس اس نے ایک کھجور کے سوا کچھ نہ پایا ۔ میں نے وہ کھجور اس کو دی تو اس نے وہ اپنی دو بیٹیوں میں تقسیم کر دی اور خود کچھ نہ کھایا ، پھر وہ اٹھی اور باہر نکل گئی اور اس کی لڑکیاں بھی ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے یہ قصہ سُنایا ۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو شخص ان بیٹیوں سے کسی چیز میں مبتلا ہوا اور ان سے اچھا سلوک کیا تو وہ اس کے لیے آگ سے پردہ بن جائیں گی ، سنن ابن ماجہ میں ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس نے تین یتیموں کو پالا وہ اس کی مانند ہے جو رات بھر نماز پڑھتا اور ہر روز روزہ رکھتا ہو، اور صبح و شام اپنی تلوار سونتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہوا رہیں اور وہ جنت میں دو بھائیوں کی مانند یوں ہوں گے ، اور آپ نے دو انگلیاں سبابہ اور وسطیٰ کو ملا دیا ۔ اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مسلمانوں کا بہترین گھروہ ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ حسن سلوک ہوتا ہو اور بدترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ بُرا سلوک کیا جائے ۔

۵۱۳۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ نَا النَّهَّاسُ بْنُ قَهْمٍ حَدَّثَنِي شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَامْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوْمَأَ يَزِيدُ بِالْوُسْطَى وَالسَّبَّابَةِ امْرَأَةٌ آمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلَى يَتَامَاهَا حَتَّى بَانُوا أَوْ مَاتُوا۔

ترجمہ :۔ عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں اور خاکستر رنگ کے گالوں والی عورت (بیوہ محنتی) قیامت کے دن ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے ، اور راوی یزید بن زُریع نے اپنی دو انگلیوں وسطیٰ اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا ، ایسی عورت جو اپنے خاوند کی موت سے بیوہ ہوگئی ، وہ منصب اور جمال والی تھی ، اس نے اپنی جان کو اپنے یتیم بچوں پہ روک کے رکھا ، حتیٰ کہ وہ اس سے جُدا ہوگئے یا مر گئے ۔ (اس کی سند میں نہاس بن قہم راوی ناقابلِ احتجاج ہے ۔)

شرح :۔ اس عورت نے اپنے آپ کو اپنے یتیم بچوں کی پرورش کے لیے وقف کر دیا ۔ نکاح نہ کیا کہ زینت کی نوبت آتی ۔

اس کا رنگ بھی مصائب اور محنت ومشقت اور ترکِ تزیین کے باعث بدل کر خاکستری ہو گیا۔ لہٰذا اسے یہ بشارت دی گئی کہ وہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب سے نوازی جائے گی۔

بَابٌ فِي مَنْ ضَمَّ يَتِيمًا

(یتیم کو اپنے ساتھ ملانے والے کا باب)

۵۱۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَهْلٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ وَقَرَنَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ الْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ ط

ترجمہ:۔ سہل بن سعدؓ ساعدی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ان دو انگلیوں کی مانند ہوں گے، اور آپؐ نے اپنی دو انگلیوں وسطٰی اور شہادت کی انگلی کو ملایا۔ (بخاری، ترمذی)۔

شرح:۔ منذری نے کہا کہ یہ حدیث یتیموں کے معاملے کی تعظیم کے لیے وارد ہوئی ہے، تاکہ ان پر شفقت کی جائے، ان کا خیال رکھا جائے، ان کے مال کی حفاظت کی جائے اور ان پر مہربانی کی جائے، کیونکہ یتیم خود عاجز ہوتا ہے اور اس کے لیے محنت ومشقت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔

بَابٌ فِي حَقِّ الْجِوَارِ

(ہمسائیگی کے حق کا باب)

۵۱۳۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى قُلْتُ لَيُوَرِّثَنَّهُ ط

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیلؑ برابر مجھے ہمسائے کے بارے میں وصیت کرتا (حکم دیتا) رہا حتیٰ کہ میں نے کہا کہ وہ اُسے وارث بنا دے گا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح:۔ حافظ منذری نے کہا کہ وارث بنانے کا مطلب یہ ہے کہ گویا ہمسائگی کا حق بھی رشتہ کی مانند ہے۔

۵۱۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بَشِيرٍ أَبِي إِسْمٰعِيلَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ ذَبَحَ شَاةً فَقَالَ أَهْدَيْتُمْ لِجَارِي الْيَهُودِيِّ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ ؎

ترجمہ :- مجاہد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے ایک بکری ذبح کی، پھر فرمایا: کیا تم نے میرے یہودی ہمسائے کو تحفہ بھیجا ہے؟ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا کہ آپ فرماتے تھے، جبریل محمد کو بار بار ہمسائے کے باب میں وصیت کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اب اس کی وراثت کا حکم بھی لے آئے گا۔ (ترمذی) یہ حدیث مجاہد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً روایت کی ہے۔

۵۱۳۹- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُو جَارَهُ قَالَ اذْهَبْ فَاصْبِرْ فَأَتَاهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَقَالَ اذْهَبْ فَاطْرَحْ مَتَاعَكَ فِي الطَّرِيقِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ فَيُخْبِرُهُمْ خَبَرَهُ فَجَعَلَ النَّاسُ يَلْعَنُونَهُ فَعَلَ اللّٰهُ بِهِ وَفَعَلَ فَجَاءَ إِلَيْهِ جَارُهُ فَقَالَ لَهُ ارْجِعْ لَا تَرَى مِنِّي شَيْئًا تَكْرَهُهُ ؎

ترجمہ :- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے ہمسائے کی شکایت لے کر آیا تو آپ نے فرمایا: جا اور صبر کر، وہ پھر دو یا تین بار آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جا اور اپنا سامان راستے میں پھینک دے، پس اس نے اپنا سامان راستے میں پھینک دیا۔ لوگ اس سے پوچھتے تھے اور وہ اپنا قصّہ بتاتا تھا، لوگ اس کے ہمسائے پر لعنت کرتے اور کہتے: اللہ اس کے ساتھ یہ کرے وہ کرے، پس اس کا ہمسایہ اس کے پاس آیا اور اُس سے کہا: تو واپس چل، تو مجھ سے آیندہ کوئی ناپسندیدہ چیز نہ دیکھے گا۔

۵۱۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ

كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ ط

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو دکھ نہ دے اور جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے (بخاری، مسلم، ترمذی نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے۔)

شرح :۔ مہمان کا اکرام یہ ہے کہ اسے خندہ پیشانی سے ملے، اس کے کھانے پینے اور رہائش میں کچھ تکلف کرے، اور اس کے آنے پر خوشی کا اظہار کرے، ہمسائے کو ایذا سے محفوظ رکھنا، اس کا کم سے کم حق ہے۔ جو شخص بھلی بات منہ سے نہیں نکال سکتا وہ کم از کم خاموش رہے تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

۵۱۴۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي جَارَيْنِ بِأَيِّهِمَا أَبْدَأُ قَالَ بِأَدْنَاهُمَا بَابًا قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَالَ شُعْبَةُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ طَلْحَةُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ ط

ترجمہ :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ میرے دو ہمسائے ہیں، میں ہدیہ دینے میں کس سے ابتداء کروں؟ حضور نے فرمایا: جس کا دروازہ زیادہ قریب تر ہو۔ (بخاری)

شرح :۔ حافظ منذری نے کہا کہ قریبی دروازے والا گھر میں آنے والی چیزوں کو دیکھ سکتا ہے مگر دور والا نہیں دیکھ سکتا، پس اس لحاظ سے اس کا حق فائق ہے۔

بَابٌ ۱۲۲ فِي حَقِّ الْمَمْلُوكِ

(غلام کے حق کا باب)

۵۱۴۲۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ أُمِّ مُوسَى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ آخِرُ كَلَامِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ الصَّلٰوةَ اتَّقُوا اللّٰهَ فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ط

ترجمہ :۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بات یہ تھی۔ نماز کا خیال رکھو، نماز کا خیال رکھو، اپنے مملوک

غلاموں کے متعلق اللہ سے ڈرو (ابن ماجہ کی روایت میں ہے : اَلصَّلٰوۃَ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ

شرح :- نماز کا حکم تو واضح ہے کہ یہ دین کا ستون ہے جس پر اس کی عمارت قائم ہے۔ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ میں لونڈی غلاموں کے علاوہ چارپائے وغیرہ بھی داخل ہیں۔ ابن ماجہ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ غلاموں اور یتیموں کا اکرام کرو، جیسا کہ اپنی اولاد کا کرتے ہو، ان کے ساتھ طعام و لباس میں برابری کرو۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ غلاموں کو ساتھ بٹھا کر کھلاؤ، کھانا اگر کم ہو تو ایک دو لقمے ان کے ہاتھ پر رکھ دو، ان پر طاقت سے بڑھ کر بوجھ مت ڈالو۔

۵۱۴۳ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ نَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَیْدٍ قَالَ رَاَیْتُ اَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَعَلَیْهِ بُرْدٌ غَلِیْظٌ وَعَلٰی غُلَامِهٖ مِثْلُهٗ قَالَ فَقَالَ الْقَوْمُ یَا اَبَا ذَرٍّ لَوْ کُنْتَ اَخَذْتَ الَّذِیْ عَلٰی غُلَامِكَ فَجَعَلْتَهٗ مَعَ هٰذَا فَکَانَتْ حُلَّةً فَکَسَوْتَ غُلَامَكَ ثَوْبًا غَیْرَهٗ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ اِنِّیْ کُنْتُ سَابَبْتُ رَجُلًا وَکَانَتْ اُمُّهٗ اَعْجَمِیَّةً فَعَیَّرْتُهٗ بِاُمِّهٖ فَشَکَانِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّكَ امْرُؤٌ فِیْكَ جَاهِلِیَّةٌ قَالَ اِنَّهُمْ اِخْوَانُکُمْ فَضَّلَکُمُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ فَمَنْ لَّمْ یُلَائِمْکُمْ فَبِیْعُوْهُ وَلَا تُعَذِّبُوْا خَلْقَ اللّٰهِ ؁

ترجمہ :- معرور بن سوید نے کہا کہ میں نے ابوذرؓ کو ربذہ کے مقام پر دیکھا، ان پر ایک موٹی چادر تھی اور ان کے غلام پر بھی ویسی ہی چادر تھی، لوگوں نے کہا: اے ابوذر! اگر تو وہ غلام والی چادر لے لیتا تو تیرا جوڑا بن جاتا، اور غلام کو تو دوسرے کپڑے پہنا دیتا۔ ابوذرؓ نے کہا کہ میری ایک شخص کے ساتھ گالی گلوچ ہو گئی تھی۔ اور اس کی ماں عجمی تھی۔ میں نے اس کو اس کی ماں کا طعنہ دیا تھا اور اس نے میری شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کی تھی، پس حضورؐ نے فرمایا تھا! اے ابوذر تو ایک ایسا شخص ہے کہ تیرے اندر جاہلیت ہے۔ پھر فرمایا: وہ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے تمہیں ان پر فضیلت بخشی ہے، اگر ان میں سے کوئی تمہیں سازگار نہ ہو تو اسے فروخت کر دو، اور اللہ کی مخلوق کو عذاب مت دو۔ (بخاری، مسلم، ابن ماجہ مختصراً) منذری نے کہا ہے کہ یہ شخص جس کو ابوذرؓ نے ماں کا طعنہ دیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موذن بلالؓ بن رباح تھا، جو حبشی تھا اور جسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد فرمایا تھا۔

۵۱۴۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ نَا الْاَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی اَبِیْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ فَاِذَا عَلَیْهِ بُرْدٌ وَعَلٰی غُلَامِهٖ مِثْلُهٗ فَقُلْنَا یَا اَبَا ذَرٍّ لَوْ اَخَذْتَ بُرْدَ غُلَامِكَ اِلٰی بُرْدِكَ فَکَانَتْ حُلَّةً وَ

كَسَوْتَهُ ثَوْبًا غَيْرَهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيَكْسُهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفْهُ مَا يَغْلِبُهُ فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ نَحْوَهُ ط

ترجمہ:۔ معرور سے روایت ہے کہ ہم ربذہ میں ابوذرؓ کے ہاں گئے: ان پر ایک چادر تھی اور اُن کے غلام پر بھی اس کی مانند پس ہم نے کہا: اے ابوذرؓ اگر آپ اپنے غلام کی چادر بھی اپنے چادر کے ساتھ ملاتے تو یہ جوڑا ہو جاتا اور اُسے آپ کوئی اور کپڑا پہنا دیتے پس اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا تھا: یہ تمہارے بھائی ہیں جو اللہ نے تمہارے ہاتھوں کے نیچے کر دیئے ہیں، پس جس کا بھائی اس کے ہاتھوں کے نیچے ہو، وہ خود کھائے اسے بھی کھلائے، اور جو خود پہنے اُسے بھی پہنائے اور اسے ایسا کام کرنے کا حکم نہ دے جو اس پر غالب آجائے، اگر وہ اسے ایسا کرنے کا حکم دے جو اس پر غالب آجائے تو اس کی مدد کرے۔

شرح: کھلانے پلانے اور پہنانے کے سلسلے میں حضورؐ کا حکم اس حدیث میں اجماع علماء سے استحبابی ہے اور اس کی طاقت (غلام کی طاقت) سے بڑھ کر اُسے حکم دینا اور ایسی خدمت لینا جو اس کے بس میں نہ ہو جائز نہیں ہے۔

۵۱۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَا ح وَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي صَوْتًا اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى مَرَّتَيْنِ لَلَّهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللهِ قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَعَتْكَ النَّارُ أَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ ط

ترجمہ:۔ ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے ایک غلام کو پیٹ رہا تھا، کہ اپنے پیچھے سے ایک آواز سُنی، اے ابومسعود جان لو۔ بقول محمد بن المثنیٰ دوبار کہا گیا۔ کہ جتنا اقتدار اس پر تجھے حاصل ہے، اللہ کو اس سے زیادہ تجھ پر حاصل ہے۔ پس میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ یہ اللہ کی خوشنودی کی خاطر آزاد ہے، حضورؐ نے فرمایا: دیکھو! تم اگر ایسا نہ کرتے تو تم پر آگ چھا جاتی، یا فرمایا کہ تجھے آگ چھو لیتی۔ (مسلم، ترمذی)

شرح:۔ ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مار حدِ شرع سے متجاوز تھی، لہٰذا اس کا کفارہ یہی ٹھہرا کہ اس غلام کو آزاد کر دیں۔

۵۱۴۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ نَحْوَهُ قَالَ كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي بِالسَّوْطِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَمْرَ الْعِتْقِ ط

ترجمہ:۔ دوسری روایت میں ہے کہ: میں اپنے ایک غلام کو کوڑے سے پیٹ رہا تھا، اور آزادی کا معاملہ ذکر نہیں کیا۔ (ایضاً)

۵۱۴۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ مُوَرِّقٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَائَمَكُمْ مِنْ مَمْلُوكِيكُمْ فَأَطْعِمُوهُ مِمَّا تَأْكُلُونَ وَاكْسُوهُ مِمَّا تَكْتَسُونَ وَمَنْ لَمْ يُلَائِمْكُمْ مِنْهُمْ فَبِيعُوهُ وَلَا تُعَذِّبُوا خَلْقَ اللّٰهِ ط

ترجمہ:۔ ابوذرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے غلاموں میں سے جو تم سے موافقت کریں، تو جو خود کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی انہیں پہناؤ، اور جو غلام تم سے موافقت نہ کرے اسے بیچ ڈالو اور اللہ کی مخلوق کو عذاب مت دو۔

۵۱۴۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ زُفَرَ عَنْ بَعْضِ بَنِي رَافِعِ بْنِ مَكِيثٍ عَنْ عَمِّهِ الْحَارِثِ بْنِ رَافِعِ بْنِ مَكِيثٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ مَكِيثٍ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُسْنُ الْمَلَكَةِ يُمْنٌ وَسُوءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ ط

ترجمہ:۔ رافع بن مکیث سے روایت ہے، اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں موجود تھا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن سلوک بابرکت چیز ہے اور بد خلقی کمینگی ہے۔ (اس روایت میں ایک مجہول شخص ہے) یعنی ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک جن میں غلام بھی شامل ہیں۔

۵۱۵۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُصَفَّى نَا بَقِيَّةُ نَا عُثْمَانُ بْنُ زُفَرَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ رَافِعِ بْنِ مَكِيثٍ عَنْ عَمِّهِ الْحَارِثِ بْنِ رَافِعِ بْنِ مَكِيثٍ وَكَانَ رَافِعٌ مِنْ جُهَيْنَةَ قَدْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ حُسْنُ الْمَلَكَةِ يُمْنٌ وَ سُوْءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ ط

ترجمہ:۔ حارث بن رافع بن مکیث سے روایت ہے، اور رافع قبیلہ جہینہ سے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں حاضر تھا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضورؐ نے فرمایا: خوش خلقی برکت کا سبب ہے اور بدخلقی کمینگی ہے،

شرح:۔ حارث بن رافع تابعی ہے لہٰذا یہ حدیث مُرسل ہے اور اس کی سند میں لبقیہ بن الولید متکلم فیہ ہے۔

۵۱۵۰۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْهَمْدَانِيُّ وَاَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَهٰذَا حَدِيْثُ الْهَمْدَانِيِّ وَهُوَ اَتَمُّ قَالَا ثَنَا وَهْبٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْهَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ جُلَيْدٍ الْحَجَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ نَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ فَصَمَتَ ثُمَّ اَعَادَ اِلَيْهِ الْكَلَامَ فَصَمَتَ فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ قَالَ اُعْفُوْا عَنْهُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً ط

ترجمہ:۔ ابن عمرؓ کہتے تھے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا، یارسول اللہ ہم خادم کو کتنی بار معاف کریں؟ پس آپؐ خاموش رہے، پھر اس نے اپنی بات دہرائی تو آپ خاموش رہے تیسری بار جب اس نے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا، اس کو ہر روز ستر بار معاف کرو۔ (بخاری نے تاریخ میں یہ حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی اور کہا کہ اس میں کلام ہے)

شرح:۔ ستر کا لفظ بطور مبالغہ و تاکید ہے، مطلب یہ ہے کہ اس کی ہر غلطی معاف کردو کیونکہ ظاہر ہے کہ وہ روزانہ ستر بار تو غلطی نہ کرے گا۔

۵۱۵۱۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى الرَّازِيُّ اَنَا ح وَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ قَالَ نَا عِيْسَى نَا فُضَيْلٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الْقَاسِمِ نَبِيُّ التَّوْبَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِمَّا قَالَ جُلِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَدًّا قَالَ مُؤَمَّلٌ نَا عِيْسَى عَنِ الْفُضَيْلِ يَعْنِي ابْنَ غَزْوَانَ ط

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ مجھ سے نبی التوبہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جس شخص نے اپنے غلام پر بدکاری کا الزام لگایا، اور وہ اس قول سے بری تھا، تو اُسے قیامت کے دن کوڑے مارے جائیں گے (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی

اسی معنیٰ ہیں)۔

شرح :۔ ابوہریرہؓ نے اس حدیث کی روایت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نبی التوبہ بتایا ہے کیونکہ توبہ کے احکام جتنے آسان آپؐ نے بتائے ہیں کسی نبی نے نہیں بتائے، پہلی امتوں کی توبہ قتل سے ہوتی تھی، اور آپؐ کی امت کی توبہ دل کے خلوص، اور زبانی اعتراف سے ہو جاتی ہے آپ خود بھی ستر ستر بار روزانہ توبہ استغفار کرتے تھے اور یہی تعلیم امت کو دی ہے۔

۵۱۵۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ كُنَّا نُزُولًا فِي دَارِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ وَفِينَا شَيْخٌ فِيهِ حِدَّةٌ وَمَعَهُ جَارِيَةٌ فَلَطَمَ وَجْهَهَا فَمَا رَأَيْتُ سُوَيْدًا أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ قَالَ عَجَزَ عَلَيْكَ إِلَّا حُرُّ وَجْهِهَا لَقَدْ رَأَيْتُنَا سَابِعَ سَبْعَةٍ مِنْ وُلْدِ مُقَرِّنٍ وَمَا لَنَا إِلَّا خَادِمٌ فَلَطَمَ أَصْغَرُنَا وَجْهَهَا فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِتْقِهَا ط

ترجمہ :۔ ہلال بن یساف نے کہا کہ ہم سوید بن مقرن کے مکان پر اُترے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ ایک بوڑھا تھا، جس میں تیزی تھی اور اس کے ساتھ ایک لونڈی تھی، جس کے منہ پر اس نے طمانچہ مارا، بس اس دن سے زیادہ میں نے سویدؓ کو کبھی غضبناک نہیں دیکھا، سویدؓ نے کہا کیا تجھے مارنے کے لیے اس کا آزاد (معصوم) چہرہ ہی رہ گیا تھا؟ جو مقرن کی اولاد میں سے ہم سات آدمی تھے اور ہمارا صرف ایک خادم (غلام) تھا۔ ہمارے سب سے چھوٹے بھائی نے اس کے چہرے پر چپت لگادی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اُسے آزاد کر دینے کا حکم دیا تھا۔ (مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح :۔ حرّ وجہہا سے مراد چہرے کا رقیق بشرہ ہے، اور ہر چیز کا حُر اس کا ارفع و افضل حصّہ ہوتا ہے، مولانا نے فرمایا: کہ اس کا حُر کہنے کا یہ باعث تھا کہ حضورؐ نے اسے مار پیٹ سے، بچانے کا حکم دے کر معصوم ٹھہرا دیا تھا، آزادی کا حکم جو حضورؐ نے دیا تھا وہ بطور کفارہ تھا۔

۵۱۵۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ لَطَمْتُ مَوْلًى لَنَا فَدَعَاهُ أَبِي وَدَعَانِي فَقَالَ اقْتَصَّ مِنْهُ فَإِنَّا مَعْشَرَ بَنِي مُقَرِّنٍ كُنَّا سَبْعَةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَنَا إِلَّا خَادِمٌ فَلَطَمَهَا رَجُلٌ مِنَّا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتِقُوهَا قَالُوا لَيْسَ لَنَا خَادِمٌ غَيْرُهَا قَالَ فَلْتَخْدِمْهُمْ حَتَّى يَسْتَغْنُوا فَإِذَا اسْتَغْنَوْا فَلْيُعْتِقُوهَا ط

ترجمہ :- معاویہ بن سوید رضی اللہ عنہ بن مقرن نے کہا کہ میں نے اپنے ایک غلام کو چپت لگائی تو میرے باپ نے اُسے اور مجھے بلایا اور اس سے فرمایا کہ اس سے قصاص لو۔ پس ہم مقرن کے سات بیٹے تھے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا ذکر ہے، اور ہمارا صرف ایک خادم تھا، پس ہم میں سے ایک نے اُسے طمانچہ مارا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے آزاد کر دو، انہوں نے کہا کہ اس کے سوا ہمارا کوئی خادم نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: وہ اس وقت تک ان کی خدمت کرے جب تک انہیں ضرورت ہو جب وہ اس سے بے نیاز ہوں تو اسے آزاد کر دیں۔

شرح :- منذری نے کہا کہ آزادی کا حکم اس حدیث میں اور اس کے بعد والی ابن عمرؓ کی حدیث میں بطور وجوب نہ تھا بلکہ ترغیب و استحباب کے لیے تھا کیونکہ اس صورت میں طمانچہ لگانے کا کفارہ ہونے کی امید تھی، اور سویدؓ کی یہ حدیث اس کی دلیل ہے کیونکہ حکم اگر وجوبی ہوتا تو اس پر فوراً عمل کرنا واجب ہوتا، مگر اُن کی استدعا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مہلت دے دی تھی۔

۵۱۵۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ ذَكْوَانَ عَنْ زَاذَانَ قَالَ أَتَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَقَدْ أَعْتَقَ مَمْلُوكًا لَهُ فَأَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ عُودًا أَوْ شَيْئًا فَقَالَ مَا لِي فِيهِ مِنَ الْأَجْرِ مَا يَسْوَى هٰذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ لَطَمَ مَمْلُوكَهُ أَوْ ضَرَبَهُ فَكَفَّارَتُهُ أَنْ يُعْتِقَهُ ط

ترجمہ :- زاذان سے روایت ہے کہ اس نے کہا: میں ابن عمرؓ کے پاس گیا، اور انہوں نے اپنا ایک غلام آزاد کیا، پھر زمین سے ایک تنکا یا کوئی اور چیز پکڑی اور کہا۔ مجھے اس کو آزاد کرنے میں اس قدر بھی اجر نہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا تھا کہ: جس نے اپنے مملوک کو طمانچہ مارا یا پیٹا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کرے۔ (مسلم)

بَابٌ ۱۳۳ فِي الْمَمْلُوكِ إِذَا نَصَحَ

(غلام کا باب جب کہ وہ خیر خواہی کرے)

۵۱۵۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهٖ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ ط

ترجمہ :- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غلام جب جب اپنے آقا کا خیر خواہ

ہو، اور اللہ تعالیٰ کی احسن طور پر عبادت کرے تو اس کو دگنا اجر ملے گا۔ (بخاری، مسلم) کیونکہ اس کا عمل بھی دوہرا ہے۔

بَابٌ ۳۴ فِي مَنْ خَبَّبَ مَمْلُوكًا عَلَى مَوْلَاهُ

(غلام کو اس کے آقا سے فاسد کرنے کا باب)

۵۱۵۶۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيسَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَبَّبَ زَوْجَةَ امْرِئٍ أَوْ مَمْلُوكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا ط

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کی بیوی کو اس کے خلاف بھڑکایا، یا کسی کے غلام کو بدراہ کیا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (نسائی)۔

شرح:۔ یہ افعال معاشرے کو گندا کرنے کا باعث ہیں، ان سے فساد پھیلتا ہے، اس لیے حضورؐ نے یہ سخت الفاظ استعمال فرمائے، خب کا معنی مکر و فریب ہے۔ دھوکے باز کو خبؓ کہتے ہیں حدیث میں ہے کہ منافق خبؓ لئیم ہے یعنی فریبی اور کمینہ۔

بَابٌ ۳۵ فِي الْاِسْتِئْذَانِ

(اجازت مانگنے کا باب)

۵۱۵۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ نَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ أَوْ مَشَاقِصَ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتِلُهُ لِيَطْعَنَهُ ط

ترجمہ:۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حجرے میں جھانکا تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف تیر کا پھل لے کر اُٹھے (مشقص یا مشاقص) انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گویا میں (اب بھی چشم تصور میں) دیکھتا ہوں کہ آپ اُسے تیر چبھونے کی تاڑ میں تھے۔ (بخاری، مسلم) مشقص یا مشاقص تیر کے طویل و عریض پھل کو کہتے ہیں۔

شرح :۔ ترمذی میں انس رضی اللہ عنہ بن مالک کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تھے کہ ایک آدمی نے آپ کو جھانکا۔ پس آپ ایک تیر کا لمبا پھل لے کر اس کی طرف بڑھے تو وہ پیچھے ہٹ گیا، ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے، منذری نے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص اجازت لیے بغیر اندر جھانکے تو اسے اجازت نہ دینا جائز ہے، کیونکہ اس شخص نے اندر آنے سے پہلے ایک ناجائز فعل کا ارتکاب کر لیا تو اب اجازت لینے دینے سے کیا حاصل؟۔

۵۱۵۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ ثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ اطَّلَعَ فِي دَارِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَفَقَئُوا عَيْنَهُ فَقَدْ هَدَرَتْ عَيْنُهُ ط

ترجمہ :۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: جس شخص نے اجازت کے بغیر کسی کے گھر میں جھانکا اور انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس کی آنکھ ضائع ہے۔ (یعنی اس کا قصاص نہیں۔)

شرح :۔ بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کی حدیث کچھ مختلف الفاظ سے روایت کی ہے، اس میں یہ ہے کہ: اگر کوئی آدمی تجھ پر اذن کے بغیر جھانکے اور تو نے کنکری مار کر اُس کی آنکھ پھوڑ دی، تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں، امام شافعیؒ کا اسی پر عمل ہے، حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اور شوکانی نے نیل الاوطار میں مالکیہ کا مذہب یہ بیان کیا ہے، کہ اس صورت میں آنکھ پھوڑنے والے پر قصاص آئے گا، حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر اُس نے جان بوجھ کر آنکھ کا نشانہ باندھ کر مارا تو قصاص ہے بشرطیکہ اُس کا بچانا ناممکن تھا، اگر بچانا ممکن نہ تھا یا اتفاقاً آنکھ میں ہی جا لگی تو قصاص نہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک دونوں صورتوں میں کوئی قصاص اور ضمانت نہیں۔ دراصل حنفیہ کی رائے اس مسئلہ میں مختلف ہے اور اس میں امام ابوحنیفہؒ اور صاحبین سے کوئی روایت نہیں ہے۔ یہی سبب ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے یا علامہ شوکانی نے حنفیہ کی طرف اس حدیث کی مخالفت منسوب نہیں کی۔ ویسے جان بوجھ کر آنکھ ہی میں مارنے اور ویسے ہی کنکری پھینکنے میں (چاہے وہ کہیں جا لگے) بہت فرق ہوتا ہے، جن فقہاء نے قصاص کو واجب کہا ہے ان کے نزدیک حدیث کی تاویل غالباً یہ ہوگی، کہ اس میں قصداً آنکھ پھوڑنے کا ذکر نہیں بلکہ کنکری پھینکنے کا ذکر ہے جو اتفاقاً بھی آنکھ میں لگ سکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۱۵۹۔ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ بِلَالٍ عَنْ كَثِيرٍ عَنْ وَلِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ الْبَصَرُ فَلَا إِذْنَ ط

ترجمہ :۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آنکھ داخل ہو گئی تو کوئی اذن نہیں (اس کی سند میں الجم

کثیر بن زید اسلمی ہے، جس کی روایت پر اعتبار نہیں کیا جاتا، لیکن مضمون اس حدیث کا درست اور صحاح کے مطابق ہے۔

بَابٌ كَيْفَ الْاِسْتِئْذَانُ

اذن لینے کی کیفیت کا باب

۵۱۶۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ ثَنَا رَوْحٌ ح وَثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَا أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ أَخْبَرَهُ عَنْ كَلَدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ بَعَثَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَبَنٍ وَجِدَايَةٍ وَضَغَابِيسَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَعْلَى مَكَّةَ فَدَخَلْتُ وَلَمْ أُسَلِّمْ فَقَالَ ارْجِعْ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ قَالَ عَمْرٌو وَأَخْبَرَنِي ابْنُ صَفْوَانَ بِهٰذَا أَجْمَعَ عَنْ كَلَدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ قَالَ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ أُمَيَّةُ بْنُ صَفْوَانَ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُهُ مِنْ كَلَدَةَ ابْنِ حَنْبَلٍ وَقَالَ يَحْيَى أَيْضًا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ كَلَدَةَ بْنَ حَنْبَلٍ أَخْبَرَهُ ط

ترجمہ:- کلدہ بن حنبل سے روایت ہے کہ صفوان رضی بن اُمیّہ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دودھ، ہرن کا بچہ اور ککڑیاں دے کر بھیجا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ کی اوپر کی طرف تشریف فرما تھے، راوی نے کہا کہ میں اندر داخل ہو گیا تو حضور ؐ نے فرمایا: واپس جا اور السلام علیکم کہہ، اور یہ واقعہ صفوان رضی بن اُمیّہ کے اسلام لانے کے بعد کا ہے۔ (اس حدیث کی سند میں راویوں کے صیغے اداء میں اور اساتذہ میں اختلاف ہے۔) اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے بھی کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے۔

۵۱۶۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيٍّ قَالَ ثَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرٍ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتٍ فَقَالَ أَأَلِجُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لِخَادِمِهِ اُخْرُجْ إِلَى هٰذَا فَعَلِّمْهُ الْاِسْتِيْذَانَ فَقُلْ لَهُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ ط

ترجمہ:۔ ربعی نے کہا کہ بنی عامر کے ایک شخص نے ہمیں بتایا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی جبکہ آپؐ گھر میں تشریف فرما تھے، پس اس شخص نے کہا: کیا میں اندر آجاؤں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم سے فرمایا۔ اس شخص کی طرف نکلو اور اسے اجازت مانگنے کا طریقہ بتاؤ اور اس سے کہو کہ یوں کہے: السلام علیکم کیا میں اندر داخل ہو جاؤں؟ پس اس شخص نے یہ بات سُن لی اور بولا: السلام علیکم کیا میں اندر آجاؤں؟ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اجازت دی اور وہ اندر چلا گیا، (نسائی) تفسیر ابن جریر طبری میں ہے کہ جس خادم کو حضورؐ نے باہر جا کر آنے والے کو اجازت کا طریقہ بتانے کا حکم دیا تھا وہ ایک لونڈی تھی جس کا نام روضہ تھا۔

۵۱۶۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيْرٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا حَفْصٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ هُزَيْلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ قَالَ عُثْمَانُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَوَقَفَ عَلَى بَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْذِنُ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ قَالَ عُثْمَانُ مُسْتَقْبِلَ الْبَابِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا عَنْكَ وَهٰكَذَا فَإِنَّمَا الْاِسْتِيْذَانُ مِنَ النَّظَرِ ط

ترجمہ:۔ طلحہ بن مصرف نے ہزیل بن شرحبیل سے روایت کی کہ ایک آدمی۔ بقول عثمان ابن ابی شیبہ، سعدؓ بن ابی وقاص۔ آیا اور اجازت مانگتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ادھر یا ادھر (دائیں طرف یا بائیں طرف) کھڑے ہو، کیونکہ اجازت طلب کرنا تو نظر (سے بچاؤ) کے لیے ہوتا ہے (یعنی جب اجازت مانگنے والا عین دروازے کے سامنے کھڑا ہو جائے تو اندر نظر جانے کا خدشہ رہتا ہے۔ درآنحالیکہ اجازت تو ہے ہی نظر سے بچاؤ کے لیے، ورنہ اس کا کچھ فائدہ نہ ہوتا۔)

۵۱۶۳۔ حَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ نَا أَبُوْ دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ سَعْدٍ نَحْوَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ: طلحہ بن مصرف نے یہ روایت ایک شخص سے اور اُس نے سعدؓ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی ہے۔ (گویا حدیث کے راوی خود سعدؓ نہیں اور واقعہ کسی اور شخص کا بیان کرتے ہیں۔

۵۱۶۴- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ حُدِّثْتُ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَامِرٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَكَذَلِكَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ وَلَمْ يَقُلْ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ ۔

ترجمہ: ربعیؒ بن حراش نے کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ بنی عامر کے ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی (اسی حدیث کے معنی ہیں ۔)

۵۱۶۵- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ قَالَ فَسَمِعْتُهُ فَقُلْتُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ ۔

ترجمہ: ربعیؒ نے بنی عامر کے ایک شخص سے روایت کی کہ اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ اُس نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سُن لی۔ اور میں نے کہا: اسلام علیکم کیا میں اندر آ جاؤں؟ (یہ روایت حدیث نمبر ۵۱۶۱ کے مطابق ہے)۔

بَابٌ ۳۷ كَمْ مَرَّةً يُسَلِّمُ الرَّجُلُ فِي الْاِسْتِئْذَانِ

(باب۔ آدمی اجازت مانگتے وقت کتنی بار سلام کہے۔؟)

۵۱۶۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ نَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ أَبُو مُوسَى فَزِعًا فَقُلْنَا لَهُ مَا أَفْزَعَكَ قَالَ أَمَرَنِي عُمَرُ أَنْ

اِئتِهٖ فَاَتَيْتُهٗ فَاسْتَاْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِيَنِيْ فَقُلْتُ قَدْ جِئْتُ فَاسْتَاْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ فَلْيَرْجِعْ قَالَ لَتَاْتِيَنِّيْ عَلٰى هٰذَا بِالْبَيِّنَةِ قَالَ فَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ لَا يَقُوْمُ مَعَكَ اِلَّا اَصْغَرُ الْقَوْمِ قَالَ فَقَامَ اَبُوْ سَعِيْدٍ مَعَهٗ فَشَهِدَ لَهٗ ؕ

ترجمہ:۔ ابوسعیدؓ خدری نے کہا کہ میں انصار کی ایک مجلس میں تھا پس ابوموسیٰؓ گھبرایا ہوا آیا۔ ہم نے اس سے کہا کہ تم کس بات سے گھبرائے ہوئے ہو؟ اس نے کہا کہ مجھے حضرت عمرؓ نے اپنے پاس آنے کا حکم دیا تھا، پس میں ان کے پاس گیا اور تین بار اجازت چاہی مگر مجھے اجازت نہ ملی، پس میں واپس چلا گیا، حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تمہیں میرے پاس آنے سے کس چیز نے روکا؟ میں نے کہا کہ میں آیا تھا، اور تین بار اجازت مانگی تھی، اور مجھے اجازت نہ ملی تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ، جب تم میں سے کوئی تین دفعہ اجازت مانگے اور اُسے اجازت نہ دی جائے تو اُسے واپس چلا جانا چاہیے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہیں اس پر گواہی لانی پڑے گی، راوی نے کہا کہ پس ابوسعیدؓ نے کہا کہ آپ کے ساتھ سب لوگوں میں سے چھوٹا آدمی جائے گا۔ راوی نے کہا پس ابوسعیدؓ اٹھا اور اُس کے لیے شہادت دی۔ (بخاری و مسلم)

شرح:۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے بارہا ایک شخص کی گواہی اس قسم کے معاملات میں قبول کی تھی، یہ محض مزید احتیاط کے لیے دوسری گواہی مانگی تھی، وہ یہ بھی جانتے تھے، کہ ابوموسیٰؓ نے غلط نہیں کہا، صرف ان حضرات کی تربیت کے لیے ایسا کرتے تھے، تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں احتیاط کی جائے۔

۵۱۶۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّهٗ اَتٰى عُمَرَ فَاسْتَاْذَنَ ثَلَاثًا فَقَالَ يَسْتَاْذِنُ اَبُوْ مُوْسٰى يَسْتَاْذِنُ الْاَشْعَرِيُّ يَسْتَاْذِنُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ فَلَمْ يَاْذَنْ لَهٗ فَرَجَعَ فَبَعَثَ اِلَيْهِ عُمَرُ مَا رَدَّكَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاْذِنُ اَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَاِنْ اُذِنَ لَهٗ وَاِلَّا فَلْيَرْجِعْ قَالَ اِئْتِنِيْ بِبَيِّنَةٍ عَلٰى ... فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ هٰذَا اُبَيٌّ فَقَالَ اُبَيٌّ يَا عُمَرُ لَا تَكُنْ عَذَابًا عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ لَا اَكُوْنُ عَذَابًا عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؕ

ترجمہ:۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عمرؓ کے ہاں گئے اور تین بار اجازت مانگی اور کہا: ابوموسیٰ

اجازت چاہتا ہے، اشعری اجازت چاہتا ہے، عبداللہ بن قیس اجازت چاہتا ہے (یہ ان کا نام تھا) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت نہ دی تو وہ واپس چلے گئے۔ پھر حضرت عمرؓ نے انہیں پیغام بھیجا اور پوچھا کہ تم واپس کیوں گئے تھے، ابوموسیٰؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: تین بار اجازت مانگو اجازت ہے تو بہتر ورنہ واپس چلے جاؤ، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس پر گواہ لاؤ، پس ابوموسیٰؓ گئے اور واپس ہوئے اور کہا کہ، یہ اُبیؓ ہیں۔ پس اُبیؓ نے کہا کہ: اے عمرؓ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر عذاب مت بن جائیے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر عذاب نہیں بنتا۔ (مسلم)

شرح:۔ حافظ منذری نے کہا ہے کہ ممکن ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰؓ کے اذن مانگنے پر یہ سمجھا ہو کہ وہ ابوموسیٰؓ نافقی، مالک بن عبادہ ہے صحابہ میں ان کے علاوہ ابوموسیٰ علمی بھی تھے، جن کی حدیث تقدیر کے باب میں ہے، پھر ابوموسیٰؓ نے اشعری کو امتیاز کرایا، پھر سمجھا کہ شاید اس سے بھی اشتباہ ہو گیا ہو، لہٰذا اپنا نام عبداللہ بن قیس لے کر تعارف کرایا جس میں نام ونسب، دونوں کی وضاحت تھی، مطلب یہ کہ حضرت ابوموسیٰؓ اشعری نے اپنی تعریف انتہائی وضاحت وصراحت کے ساتھ کردی تھی، اس حدیث سے استیذان کا تین بار مشروع ہونا معلوم ہوا۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ عدد تب معتبر ہے جبکہ استیذان لفظِ سلام کے ساتھ ہو۔ ورنہ جب کسی آدمی کا نام لے کر پکارا جارہا ہو تو زیادہ بار بھی آواز دی جاسکتی ہے۔

۵۱۶۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ نَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ أَبَا مُوسَى اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فِيهِ فَانْطَلَقَ بِأَبِي سَعِيدٍ فَشَهِدَ لَهُ فَقَالَ أَخَفِيَ عَلَيَّ هَذَا مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَلَكِنْ سَلِّمْ مَا شِئْتَ وَلَا تَسْتَأْذِنْ ط

ترجمہ:۔ عبید بن عمیر نے ابوموسیٰؓ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اذن مانگنے کا یہ قصہ بیان کیا، اس میں کہا کہ پھر ابوموسیٰؓ اپنے ساتھ ابوسعیدؓ کو لے کر گئے، اور انہوں نے شہادت دی، پھر حضرت عمرؓ نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم مجھ سے مخفی رہا؟ مجھے بازاروں کی خرید وفروخت نے اس سے روک دیا، مگر تو جتنی بار چاہے سلام کر، اور اجازت نہ مانگ (بخاری ومسلم) ان کی حدیث میں یہ آخری فقرہ نہیں ہے۔

شرح:۔ حضرت عمرؓ نے یہ آخری فقرہ ابوموسیٰؓ کی دلجوئی کے لیے اور ان کے دل کی وحشت کو دور کرنے کی خاطر فرمایا تھا، اور آیندہ کو انہیں محض سلام کہہ کر داخل ہوجانے کی اجازتِ عامہ دے دی تھی، تاکہ تہدید وتخویف کی تلافی ہوجائے، ان احادیث میں سے بعض میں ابوسعیدؓ کی گواہی کا ذکر ہے اور بعض میں اُبی بن کعب کے آنے کا، حدیث ۵۱۶۷ میں حضرت اُبی کا ذکر ہے مگر حافظ ابن حجر نے اس حدیث کے راوی طلحہ بن یحیی کے متعلق کہا ہے کہ اس میں ضعف پایا جاتا ہے علاوہ ازیں دونوں قسم کی احادیث میں کوئی تضاد اس لیے نہیں کہ ابوسعیدؓ پہلے آئے تھے، جیساکہ اکثر لوگوں کی روایت یہی ہے، اور

اُبی بن کعب ان کے بعد آئے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب

۵۱۶۹۔ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ عَبْدُ الْقَاهِرِ بْنُ شُعَيْبٍ نَا هِشَامٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ لِأَبِي مُوسَى إِنِّي لَمْ أَتَّهِمْكَ وَلَكِنِ الْحَدِيثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيدٌ ط

ترجمہ:۔ اسی قصے کی ایک روایت جو ابو بردہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے اس میں ہے کہ ابو موسیٰ نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں تجھ پر تہمت نہیں رکھتا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حدیث بیان کرنا شدید ہے (لہٰذا میں نے چاہا کہ تو اس کا ثبوت دے، مبادا لوگ جرأت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے لگیں، اور ہر بات میں خواہ مخواہ حدیث کا حوالہ دینے لگیں۔

۵۱۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ فِي هَذَا فَقَالَ عُمَرُ لِأَبِي مُوسَى أَمَا إِنِّي لَمْ أَتَّهِمْكَ وَلَكِنْ خَشِيتُ أَنْ يَتَقَوَّلَ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

ترجمہ:۔ ربیعہ بن ابی عبد الرحمن اور ان کے کئی علماء سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: یاد رکھو میں تمہیں متہم نہیں کرتا ہوں، لیکن مجھے خوف ہوا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے لگیں گے (اس لیے میں نے انہیں روکنا اور خوف دلانا چاہا تھا)

۵۱۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَهِشَامٌ أَبُو مَرْوَانَ الْمَعْنَى قَالَا نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ نَا الْأَوْزَاعِيُّ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَبِي كَثِيرٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ زَارَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلِنَا فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ قَالَ فَرَدَّ سَعْدٌ رَدًّا خَفِيًّا فَقَالَ قَيْسٌ فَقُلْتُ أَلَا تَأْذَنُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَرْهُ يُكْثِرْ عَلَيْنَا مِنَ السَّلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ فَرَدَّ سَعْدٌ رَدًّا خَفِيًّا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ ثُمَّ رَجَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ كُنْتُ اَسْمَعُ تَسْلِيْمَكَ وَاَرُدُّ عَلَيْكَ رَدًّا خَفِيًّا لِتُكْثِرَ عَلَيْنَا مِنَ السَّلَامِ قَالَ فَانْصَرَفَ مَعَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَ لَهُ سَعْدٌ بِغُسْلٍ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ نَاوَلَهُ مِلْحَفَةً مَصْبُوْغَةً بِزَعْفَرَانٍ اَوْ وَرْسٍ فَاشْتَمَلَ بِهَا ثُمَّ رَفَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰى اٰلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ ثُمَّ اَصَابَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمَّا اَرَادَ الْاِنْصِرَافَ قَرَّبَ لَهُ سَعْدٌ حِمَارًا قَدْ وَطَّاَ عَلَيْهِ بِقَطِيْفَةٍ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا قَيْسُ اِصْحَبْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَيْسٌ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْكَبْ فَاَبَيْتُ ثُمَّ قَالَ اِمَّا اَنْ تَرْكَبَ وَاِمَّا اَنْ تَنْصَرِفَ قَالَ فَانْصَرَفْتُ قَالَ هِشَامٌ اَبُوْ مَرْوَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ وَرَوَاهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ وَابْنُ سَمَاعَةَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ مُرْسَلًا لَمْ يَذْكُرَا قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ ط

ترجمہ:۔ قیسؓ بن سعدؓ (بن عبادہ) نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ملنے ہمارے گھر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا اسلام علیکم و رحمۃ اللہ، پس سعدؓ نے آہستہ سے جواب دیا، قیسؓ نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے کہا: کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت نہ دیں گے؟ سعدؓ نے کہا: ٹھہر جاؤ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر بکثرت سلام کہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ اور سعدؓ نے آہستہ سے جواب دیا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام علیکم و رحمۃ اللہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہو گئے، اور سعدؓ آپ کے پیچھے گیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں آپ کے سلام کو سُن رہا تھا اور آہستہ جواب دے رہا تھا تاکہ آپؐ ہم پر زیادہ سلام کریں، قیسؓ نے کہا کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے ساتھ واپس تشریف لائے، پس سعدؓ نے آپؐ کے لیے پانی کا حکم دیا۔ (یا غسل کے لیے صابون اور خوشبو وغیرہ کا حکم دیا) پس آپؐ

نے غسل فرمایا، پھر سعدؓ نے حضورؐ کو زعفران یا ورس سے رنگا ہوا ایک لحاف دیا جو آپؐ نے جسم پر اوڑھ لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی: اے اللہ اپنا فضل و کرم اور رحمتیں سعدؓ بن عبادہ کے سارے گھرانے پر فرما۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کھانا کھایا، پس جب آپؐ نے واپس جانا چاہا تو سعدؓ نے آپؐ کے سامنے ایک گدھا پیش کیا جس پر ایک قالین بندھا ہوا تھا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے تو سعدؓ نے کہا: اے قیسؓ! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا۔ قیسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار ہوجا! مگر میں نے (از راہ ادب) انکار کیا، پھر آپؐ نے فرمایا: یا تو سوار ہوجاؤ یا واپس چلے جاؤ۔ قیسؓ نے کہا کہ میں واپس آگیا، (ابوداؤد نے کہا کہ عمر بن عبدالواحد اور ابن سماعہ نے یہ حدیث اوزاعی سے روایت کی ہے مگر مرسل۔ قیس بن سعد کا ذکر نہیں کیا۔ حافظ منذری نے کہا کہ نسائی نے اسے مسند اور مرسل دونوں طرح سے روایت کیا ہے۔)

شرح: سعد بن عبادہؓ نے بکثرت حضورؐ کی دعائیں لینے کا جو طریقہ سوچا یہ بھی محبت و خلوص کا ایک انداز تھا، واقعی کسی محب نے اپنے محبوب سے ایسی محبت نہیں کی جیسی اصحاب رسولؐ نے آپؐ کے ساتھ کی ہے، صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہم)

۵۱۷۲۔ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ فِي آخَرِينَ قَالُوا نَا بَقِيَّةُ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهِ وَلٰكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْأَيْمَنِ أَوِ الْأَيْسَرِ وَيَقُولُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ أَنَّ الدُّوْرَ لَمْ تَكُنْ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ سُتُوْرٌ ط

ترجمہ: عبداللہؓ بن بُسر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کے دروازے پر تشریف لے جاتے تو بالکل دروازے کے سامنے کھڑے نہ ہوتے، بلکہ دائیں طرف یا بائیں طرف وار فرماتے: السلام علیکم، السلام علیکم۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ گھروں کے (دروازوں کے) اوپر ان دنوں پردے نہ ہوتے تھے، منذری نے کہا کہ اس کی سند میں بقیہ بن ولید متکلم فیہ راوی ہے۔)

بَابُ دَقِّ الْبَابِ عِنْدَ الْاِسْتِئْذَانِ ۱۳۸

اجازت لیتے وقت دروازہ کھٹکھٹانے کا بیان

۵۱۷۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا بِشْرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ ذَهَبَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَيْنِ أَبِيهِ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ أَنَا قَالَ أَنَا أَنَا كَأَنَّهُ كَرِهَهُ ط

ترجمہ :۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ کے قرض کے سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، جابرؓ نے کہا کہ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو حضورؐ نے فرمایا: یہ کون ہے، میں نے کہا کہ میں ہوں، حضورؐ نے فرمایا! میں میں، گویا آپؐ نے ناپسند فرمایا!
(بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح :۔ حافظ منذری نے فرمایا کہ حضورؐ کے استفسار مَنْ ھٰذَا کا صحیح جواب یہ نہ تھا کہ جابر: اَنَا کہتے۔ بلکہ جواب یہ تھا کہ وہ اپنا نام لیتے، پس جابرؓ کا: میں کہنا حضورؐ کو اس سبب سے پسند نہ آیا۔ اس قسم کے سوال کے جواب میں تو ہر شخص اَنَا کہہ سکتا ہے، اس قول سے اجازت لینے والی شخصیت کا پتہ نہیں چل سکتا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جابرؓ نے چونکہ سلام کے بغیر دروازہ کھٹکھٹایا تھا، اس لیے حضورؐ کو ان کا یہ طرزِ استیذان پسند نہ آیا۔ آثار میں آیا ہے کہ سلام اور استیذان دونوں کو جمع کرنا چاہیئے۔

۵۱۷۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ نَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ نَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ نَافِعِ ابْنِ عَبْدِ الْحَارِثِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى دَخَلْتُ حَائِطًا فَقَالَ لِي أَمْسِكِ الْبَابَ فَضُرِبَ الْبَابُ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ يَعْنِي حَدِيثَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَدَقَّ الْبَابَ ط

ترجمہ :۔ نافعؓ بن عبدالحارث نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلا، حتیٰ کہ میں ایک باغ میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دروازے کا خیال رکھو، مبادا کوئی بلا اجازت اندر آجائے! پس دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو میں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ اور پھر حدیث بیان کی، ابو داؤد نے کہا کہ اس سے مراد ابو موسیٰؓ اشعری کی حدیث ہے، اس میں راوی نے کہا کہ فَدَقَّ الْبَابَ ط۔

شرح : امام احمد نے مسند میں اس لمبی حدیث کو بیان کیا ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنویں کی منڈیر پر کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے، پھر دروازہ کھٹکھٹایا گیا، تو میں نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا کہ ابوبکرؓ، میں نے حضورؐ سے ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اسے اجازت دو اور جنت کی بشارت دے دو۔ میں نے انہیں دیا اور وہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کنوئیں کی منڈیر پہ پاؤں کنویں میں لٹکا کر بیٹھ گئے، پھر دروازہ پیٹا گیا اور اس طرح سوال جواب ہوئے، اور حضورؐ نے عمرؓ کو اجازت دینے اور جنت کی خوشخبری دینے کا حکم دیا۔ وہ بھی آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی طرح بیٹھ گئے، پھر دروازہ کھٹکھٹایا گیا اور اسی طرح سوال وجواب ہوئے تو حضورؐ نے عثمانؓ کو اندر آنے کی اجازت دینے اور ایک مصیبت سمیت جنت کی بشارت دینے کا حکم دیا۔ الخ۔ ابو موسیٰؓ اشعری کا قصہ مسلم نے روایت کیا ہے اور وہ بھی اسی طرح کا ہے، ابو داؤد کی زیرِ نظر حدیث کو نسائی نے سنن کبریٰ میں ایک روایت کی رو سے تو نافعؓ بن عبدالحارث سے اور دوسری روایت کی رو سے نافعؓ بن عبدالحارث عن ابی موسیٰؓ اشعری بیان کیا ہے، حافظ ابن عبدالبرؒ نے کہا ہے کہ نافع بن عبدالحارث خزاعی فضلاء صحابہ میں سے تھے اور فتحِ مکہ سے قبل اسلام لائے تھے۔

بَابٌ ۳۹ فِي الرَّجُلِ يُدْعَى أَيَكُونُ ذٰلِكَ إِذْنُهُ

باب۔ جسے بلایا گیا ہو کیا اس کا یہی اذن کافی ہے۔؟

۵۱۷۵ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ حَبِيبٍ وَهِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ الرَّجُلِ إِلَى الرَّجُلِ إِذْنُهُ ؀

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کی طرف سے جب کسی کو بلانے کے لیے کوئی جائے تو یہی اس کا اذن ہے، (یعنی جب وہ قاصد کے ساتھ آجائے تو از سر نو اذن لینے کی ضرورت نہیں ہے۔)

۵۱۷۶ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُعَاذٍ نَا عَبْدُ الْأَعْلَى نَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَجَاءَ مَعَ الرَّسُولِ فَإِنَّ ذٰلِكَ لَهُ إِذْنٌ قَالَ أَبُو دَاوُدَ يُقَالُ قَتَادَةُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي رَافِعٍ ؀

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ قاصد کے ساتھ آجائے تو یہی اس کا اذن ہے (ابوعلی لؤلؤی کا بیان ہے کہ ابوداؤد نے کہا: قتادہ نے ابورافع سے نہیں سنا، بخاری نے یہ روایت تعلیقاً بیان کی ہے، کیونکہ یہ منقطع ہے، اور بخاری نے مجاہد کی روایت ابوہریرہؓ سے بیان کی ہے کہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے گھر میں داخل ہوا اور وہاں دودھ کا ایک پیالہ پایا۔ حضورؐ نے مجھے اصحاب صفہ کو بلانے بھیجا، اور میں انہیں بلا کر لایا، تو انہوں نے اجازت مانگی، اور اجازت ملنے پر اندر گئے۔ بیہقی نے کہا ہے کہ جہاں پر کسی کو بلایا گیا، اگر وہاں خواتین نہ ہوں تو قاصد کے ساتھ آجانا ہی اذن ہے گو پھر بھی مستحب یہی ہے کہ اذن لے کر جائے جہاں پردہ ہو وہاں اذن لینا ضروری ہے۔

بَابٌ ۴۰ فِي الْاِسْتِئْذَانِ فِي الْعَوْرَاتِ الثَّلٰثِ

پردے کے تین اوقات میں اذن لینے کا باب

۵۱۷۷- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ قَالَ نَا ح وَنَا ابْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ وَابْنُ عَبْدَةَ وَهٰذَا حَدِيثُهُ قَالَا اَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي يَزِيدَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَمْ يُؤْمِنْ بِهَا اَكْثَرُ النَّاسِ اٰيَةُ الْاِذْنِ وَاِنِّي لَاٰمُرُ جَارِيَتِي هٰذِهِ تَسْتَاْذِنُ عَلَيَّ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَاْمُرُ بِهِ ۔

ترجمہ:- ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، کہ: اکثر لوگوں کا اس پر عمل نہیں، یعنی آیت اذن پر، اور میں تو اپنی اس لونڈی کو بھی اجازت لے کر آنے کا حکم دیتا ہوں، ابوداؤد نے کہا کہ اسی طرح عطاء نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ وہ اذن کو واجب ٹھہراتے تھے، (وضاحت اگلی روایت میں ہے۔)

۵۱۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرٍو يَعْنِي ابْنَ اَبِي عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ نَفَرًا مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ قَالُوا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ كَيْفَ تَرٰى هٰذِهِ الْاٰيَةَ الَّتِي ... اُمِرْنَا فِيهَا بِمَا اُمِرْنَا وَلَمْ يَعْمَلْ بِهَا اَحَدٌ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى يَا اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ ثَلٰثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ قَرَاَ الْقَعْنَبِيُّ اِلٰى عَلِيمٌ حَكِيمٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ اللّٰهَ حَلِيمٌ رَحِيمٌ بِالْمُؤْمِنِينَ يُحِبُّ السِّتْرَ وَكَانَ النَّاسُ لَيْسَ لِبُيُوتِهِمْ سُتُورٌ وَلَا حِجَالٌ فَرُبَّمَا دَخَلَ الْخَادِمُ اَوِ الْوَلَدُ اَوْ يَتِيمَةُ الرَّجُلِ وَالرَّجُلُ عَلٰى اَهْلِهِ فَاَمَرَهُمُ اللّٰهُ بِالْاِسْتِيذَانِ فِي تِلْكَ الْعَوْرَاتِ فَجَاءَهُمُ اللّٰهُ بِالسُّتُورِ وَالْخَيْرِ فَلَمْ

أَرَى أَحَدًا يَعْمَلُ بِذَالِكَ بَعْدُ

ترجمہ: عکرمہؒ سے روایت ہے کہ اہل عراق کی ایک جماعت نے کہا: اے ابن عباسؓ! اس آیت کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں جس میں ہمیں حکم تو ملا ہے مگر اس پر عمل کوئی نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کا قول: "اے ایمان والو تمہارے غلام اور تم میں سے نابالغ تین مرتبہ تم سے اجازت لیا کریں، نماز فجر سے پہلے اور دوپہر کو جب تم کپڑے اتار دیتے ہو اور نماز عشاء کے بعد یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں، ان کے بعد تم پر اور ان پر کوئی گناہ نہیں، بے شک ایک دوسرے کے پاس آؤ جاؤ، قعنبی نے علیم حکیم تک یہ آیت پڑھی۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حلیم اور مومنوں پر رحیم ہے، پردے کو پسند کرتا ہے اور اس دور میں لوگوں کے گھروں میں پردے نہ تھے اور نہ چلمن کے مخصوص کمرے تھے، پس بارہا ایسا ہوتا کہ خادم یا بیٹا یا گھر میں پرورش پانے والی یتیم بچی اندر آجاتی اور مرد اپنی بیوی سے مشغول ہوتا، پس اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں ان تین پردے کے اوقات میں استیذان کا حکم دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں پردے اور مال دیئے، پس میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی اس کے بعد اس پر عمل کرتا ہو۔ (بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ روایت ابن عباسؓ سے صحیح طور ثابت نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کہ عبیداللہ اور عطاء کی حدیث اس حدیث کی تفسیر کرتی ہے، (اور اس میں ایسی کوئی دلیل نہیں کہ عکرمہ نے یہ ابن عباس سے سنی تھی، اس کی سند میں عمرو بن ابی عمرو جو مطلب بن عبداللہ بن حنطب کا غلام تھا، اگرچہ بخاری اور مسلم نے اسے معتبر جانا ہے مگر ابن معین نے اس پر شدید جرح کی ہے۔

شرح: حافظ منذری نے کہا کہ اس آیت میں چھ اقوال ہیں (۱) یہ منسوخ ہے، (۲) اس کا حکم استحباب کے لیے ہے نہ کہ وجوب کے لیے، (۳) یہ آیت عورتوں سے مخصوص ہے، یعنی ان اوقات میں ان سے اجازت لی جائے، اور مردوں سے ہر وقت اجازت لی جائے، مگر اَلَّذِیْنَ کا لفظ اس سے انکار کرتا ہے عربی زبان میں یہ مذکر کے لیے آتا ہے مؤنث کے لیے اَللَّائِیْ اَللَّاتِیْ اور اللوائی آتا ہے، (۴) یہ صرف مردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے نہیں اگرچہ عورتیں بھی اس لفظ میں داخل ہو سکتی ہیں مگر کسی دلیل کے ساتھ، (۵) یہ حکم اس وقت وجوبی تھا، اور ہے جبکہ گھروں میں پردے نہ ہوں، (۶) اکثر اہل علم کے نزدیک یہ آیت محکمہ اور ثابت ہے مردوں اور عورتوں کی اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اَبْوَابُ السَّلَامِ

بَابُ إِفْشَاءِ السَّلَامِ

(افشائے سلام کا باب)

۵۱۷۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ نَا زُهَيْرٌ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰى تَحَابُّوا أَفَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى أَمْرٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ ط

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم جنت میں نہیں جاؤ گے جب تک کہ باہم محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو تو باہم محبت کرنے لگو گے؟ آپس میں سلام کو عام کر دو۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح:۔ بخاری و مسلم میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع فرمایا، آپ نے ہمیں یہ حکم دیا: (۱) مریض کی تیمارداری (۲) جنازوں کے پیچھے جانا، (۳) چھینک مارنے والے کے لیے دعا کرنا، (۴) کمزور کی مدد کرنا، (۵) مظلوم کے ساتھ تعاون کرنا (۶) سلام کو پھیلانا، (۷) قسم کو پورا کرنا، جامع ترمذی میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا: اے لوگو! اسلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، رات کو نماز پڑھو، جبکہ لوگ سوئے پڑے ہوں، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے ترمذی نے اسے صحیح حدیث کہا ہے۔ موطا میں سند صحیح کے ساتھ طفیل بن ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن عمر کے پاس آیا کرتا تھا اور ان کے ساتھ بازار کی طرف جایا کرتا تھا، کہا کہ جب عبداللہ بن عمر بازار میں نکلتے تھے تو کسی کباڑخانے والے، تاجر، مسکین پر نہ گزرتے اور نہ کسی اور پر مگر اسے سلام کہتے جاتے تھے۔ طفیل نے کہا کہ میں ایک دن عبداللہ بن عمرؓ کے پاس گیا اور وہ مجھے اپنے ساتھ بازار لے گئے، میں نے ان سے کہا: آپ بازار میں کیا کریں گے؟ نہ آپ خرید و فروخت کرتے ہیں، نہ کسی سودے سے متعلق بات کرتے ہیں، نہ اس کی قیمت چکاتے ہیں اور نہ بازار کی مجلسوں میں سے کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں؟ میں نے کہا کہ آیئے یہیں بیٹھ کر باتیں کریں، پس عبداللہ بن عمرؓ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوالبطن! (طفیل کا پیٹ بڑھا ہوا تھا۔) ہم تو صرف سلام کی خاطر جاتے ہیں، ہر ملنے والے کو سلام کہتے ہیں۔

۵۱۸۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ ؕ

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، کون سا اسلام (یعنی اسلام کی کون سی صفت) سب سے بہتر ہے؟ حضورؐ نے فرمایا: تو کھانا کھلائے اور واقف و ناواقف کو سلام کہے (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ)۔

شرح:۔ حافظ منذری نے کہا ہے کہ سوال کا منشاء یہ تھا کہ اسلام کی صفتوں میں سے کون سی صفت سب سے اچھی ہے؟ تحفوں کا تبادلہ، کھانا کھلانا اور افشائے سلام باہمی اُلفت و محبت کے اسباب ہیں، ان اقوال و افعال سے آپس میں پیار بڑھتا ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اضداد سے منع فرمایا ہے مثلاً باہم قطع تعلق، ایک دوسرے سے پشت پھیرنا، گروہ میں رہنا، دوسرے کی برائی تلاش کرنا، اور چغلی کھانا، واقف و ناواقف کو سلام کہنا اللہ تعالیٰ کے لیے اصلاح اور باہم محبت و مودت پھیلانے کا باعث ہے، اس میں ریا کاری اور تکلف نہیں ہوتا اس

سے اُنس و محبت کے دروازے کھلتے ہیں، باہمی قرب کی راہیں کھلتی ہیں، وحشت و بیگانگی دور ہوتی ہے، اور باہم تعلقات میں خلوص پیدا ہوتا ہے، اس کے برخلاف اگر دو مسلم آپس میں ملیں، ایک دوسرے کو نہ جانتے ہوں مگر سلام نہ کہیں تو آپس میں بیگانگی بڑھتی ہے۔ السلام علیکم کا معنیٰ خطیب بغدادی نے بتایا ہے کہ: اللہ تعالیٰ تم پر مطلع ہے لہٰذا غافل مت رہو، بعض کے نزدیک اس کا معنیٰ ہے، میں نے تجھے سلامتی کا پیغام دیا ہے لہٰذا تم بھی مجھے اپنی طرف سے سلامتی کا پیغام دو۔ یہ مطلب بھی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا نام تیرے سامنے پیش کرتا ہوں۔

بَابُ كَيْفَ السَّلَامِ

(سلام کی کیفیت کا باب ۱۴۳)

۵۱۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ اَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَوْفٍ عَنْ اَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلٰثُوْنَ ط

ترجمہ:- عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا۔ السلام علیکم آپؐ نے اُسے جواب دیا تو وہ بیٹھ گیا، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس ہوئیں، پھر ایک اور آیا اور بولا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپؐ نے اسے جواب دیا تو وہ بیٹھ گیا، حضورؐ نے فرمایا: بیس ہوئیں، پھر ایک شخص اور آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پس حضورؐ نے اسے جواب دیا اور فرمایا: تیس ہوئیں۔ (نسائی۔ ترمذی، یعنی سلام، رحمت، برکات، تین دعائیں ہیں اور ہر ایک کی دس نیکیاں ہیں۔

۵۱۸۲ - حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ سُوَيْدٍ الرَّمْلِيُّ نَا ابْنُ اَبِي مَرْيَمَ قَالَ اَظُنُّ اَنِّي سَمِعْتُ نَافِعَ بْنَ يَزِيْدَ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُوْ مَرْحُوْمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ زَادَ ثُمَّ اَتٰى اٰخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ فَقَالَ اَرْبَعُوْنَ قَالَ هٰكَذَا تَكُوْنُ الْفَضَائِلُ ط

ترجمہ:۔ سہل بن معاذ بن انس نے اپنے باپ سے، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معنی کی حدیث روایت کی اور اس کے آخر میں یہ اضافہ کیا کہ: پھر ایک اور شخص آیا اور بولا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَمَغْفِرَتُہٗ، پس حضورؐ نے فرمایا: چالیس نیکیاں ہوئیں: فرمایا: فضائل اسی طرح ہوتے ہیں۔ (حافظ منذری نے کہا ہے کہ اس کی سند میں ابو مرحوم عبدالرحیم بن میمون اور سہل بن معاذ ہیں اور دونوں کی حدیث پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ علاوہ بریں اس میں سعید بن ابی مریم نے کہا کہ میرا خیال ہے کہیں نے نافع بن یزید سے سُنا۔ گویا اس راوی کو اتصالِ سند پر یقین نہیں ہے) مولانا نے فرمایا: کہ وہ عبدالرحیم بن میمون ہے نہ کہ عبدالرحمٰن)۔

بَابٌ ۳ فِیْ فَضْلِ مَنْ بَدَءَ بِالسَّلَامِ

(پہلے سلام کہنے والے کی فضیلت کا باب ۱۳۴)

۵۱۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیَی الذُّھْلِیُّ نَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ خَالِدٍ وَھْبٍ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ الْحِمْصِیِّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی مَنْ بَدَاَھُمْ بِالسَّلَامِ ط

ترجمہ:۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے قریب تر وہ شخص ہے جو لوگوں کو پہلے سلام کہے۔ (پہلے سلام کہنے والا تکبر و غرور سے بری ہوتا ہے لہٰذا وہ فضل و رحمتِ الٰہی کا زیادہ حقدار ہے۔)

بَابٌ ۴ مَنْ اَوْلٰی بِالسَّلَامِ

(کون پہلے سلام کہے، اس کا باب ۱۳۵)

۵۱۸۴۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ھَمَّامِ بْنِ مُنَبِّہٍ عَنْ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسَلِّمُ الصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ وَالْمَارُّ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ ط

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چھوٹا بڑے کو سلام کہے، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو، اور تھوڑے زیادہ تعداد والوں کو سلام کہیں۔

(مسلم، ترمذی)

۵۱۸۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ أَنَا رَوْحٌ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ ط

ترجمہ:- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار پیدل کو سلام کہے، پھر پچھلی حدیث بیان کی، (بخاری و مسلم)۔

شرح:- حافظ منذری نے کہا ہے کہ سوار دنیوی نقطۂ نگاہ سے پیدل پر فضیلت رکھتا ہے لہٰذا اسے سلام میں ابتدا کرنے کا حکم دے کر شرع نے برابر کر دیا ہے، نیز یہ بات بھی ملحوظ ہو سکتی ہے کہ سوار اپنی سواری کی شان و شوکت کے باعث تکبر وغرور کا شکار ہو سکتا ہے اس لیے اسے یہ حکم دیا گیا کہ پیدل چلنے والے کو سلام کہے، جب دونوں سوار یا دونوں پیدل ہوں تو ادنیٰ کو افضل پر سلام کہنا چاہیے۔ بیٹھے ہوئے کو چلنے اور گزرنے والے کی طرف سے شر کا خدشہ ہو سکتا ہے لہٰذا اسے حکم دیا گیا کہ اسے سلامتی کا پیغام دے تاکہ اس کا دل خوف وخطر سے خالی ہو جائے، علاوہ ازیں ضروری نہیں کہ ہر چلنے والا کوئی دینی سفر کر رہا ہو یا کسی دینی و شرعی مصلحت کی خاطر جا رہا ہو، عموماً چلنے والے خالص دنیوی و کاروباری غرض سے بھاگ دوڑ میں مصروف ہوتے ہیں پس انہیں حکم ملا کہ بیٹھنے والوں کو سلام کہیں، علاوہ ازیں بیٹھنے والے کو سر گزرنے والے پر سلام پیش کرنے کا حکم دیا جاتا تو اس کی ادائیگی مشکل ہو جاتی، لہٰذا یہ فریضہ گزرنے والیں کا قرار دیا گیا، جنہیں سلام کہنا باعث مشقت نہیں ہوتا، قلیل کو کثیر پر سلام پیش کرنے کا حکم یا تو جماعت کی فضیلت کے باعث ہے یا اس لیے کہ اگر کثیر کو یہ حکم دیا جاتا تو شاید قلیل (مثلاً ایک دو) کے دل میں کبر پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں کو سلام کہنا ازراہ تربیت اور بباعث خلق عظیم ہے اور اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع بھی معلوم ہوتی ہے، عورتوں کو سلام کہنے میں اختلاف ہے، جمہور علماء کے نزدیک بڑی عمر کی عورتوں کو پہلے سلام کہنا جائز ہے مگر نوجوان خواتین کو سلام کہنے میں کراہت ہے کیونکہ اس میں فتنے کا اندیشہ ہے فقہائے عراق کے نزدیک عورتوں میں اگر کوئی محرم موجود ہو تو مرد کا انہیں سلام کہنا جائز ہے ورنہ نہیں۔ ربیعہ نے کہا کہ مردوں کا عورتوں کو اور اس کے برعکس سلام کہنا جائز نہیں ہے، چھوٹے کا بڑے کو سلام کہنا ادب و اخلاق اور تعظیم و اجلال کی خاطر ہے۔

بَابٌ ۵ فِي الرَّجُلِ يُفَارِقُ الرَّجُلَ ثُمَّ يَلْقَاهُ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ

باب ۱۳۶: آدمی دوسرے سے جدا ہو پھر اس سے ملے تو کیا سلام کہے)

۵۱۸۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي

مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَيُسَلِّمْ عَلَيْهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ بُخْتٍ - - - - - عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سَوَاءً ط

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کہے، پھر اگر ان میں کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر اس سے ملے تو سلام کہے، اور معاویہ نے کہا کہ مجھ سے عبدالوہاب بن بخت نے اس نے ابوالزناد نے اس سے اعرج نے اس سے ابوہریرہؓ نے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی۔

شرح:۔ یہ روایت معاویہ بن صالح عن ابی موسیٰ عن ابی مریم عن ابی ہریرہؓ آئی ہے، تقریب میں ہے کہ یہ ابوموسیٰ مجہول ہے اور روایت اس کے بغیر بھی ہے یعنی عن معاویہ بن صالح عن ابی مریم الخ۔

۵۱۸۷ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ نَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ نَا حَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَيَدْخُلُ عُمَرُ ط

ترجمہ:۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ حضورؐ ایک بالاخانے میں تشریف فرما تھے، پس عمرؓ نے کہا، السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیکم، کیا عمرؓ اندر داخل ہو جائے؟ (نسائی)

شرح:۔ السلام علیک میں تخصیص تھی اور پھر السلام علیکم میں تعمیم۔ اس حدیث کا قصہ باب الایلاء میں گزر چکا ہے، دراصل حضرت عمرؓ دوبارہ آئے تھے کیونکہ پہلی بار اجازت نہ ملی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے دوسری بار بھی سلام کہا تھا اور اذن مانگا تھا اس باب سے اس کی مناسبت یہی ہے کہ پہلی مرتبہ بھی سلام کہا اور دوسری مرتبہ بھی، دونوں میں کچھ وقفہ تھا۔

بَابٌ فِي السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ

(بچوں پر سلام کا باب)

۵۱۸۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ نَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ

عَنْ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ أَتَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى غِلْمَانٍ يَلْعَبُونَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ط

ترجمہ:۔ انس رضؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں پر گزرے جو کھیل رہے تھے پس آپ نے انہیں سلام کہا، (نسائی، بخاری، مسلم، ترمذی، اور نسائی نے اسے ذرا مختلف سند سے روایت کیا ہے) جیسا کہ اوپر گزرا یہ تعلیم و تربیت کی خاطر تھا۔

۵۱۸۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ خَالِدٍ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ نَا حُمَيْدٌ قَالَ قَالَ أَنَسٌ انْتَهَى إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا غُلَامٌ فِي الْغِلْمَانِ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَأَرْسَلَنِي بِرِسَالَتِهِ وَقَعَدَ فِي ظِلِّ جِدَارٍ أَوْ قَالَ إِلَى جِدَارٍ حَتَّى رَجَعْتُ إِلَيْهِ ط

ترجمہ:۔ حضرت انس رضؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور میں اس وقت لڑکا تھا، لڑکوں میں (کھیل رہا) تھا، پس آپ نے ہمیں سلام کہا، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور ایک پیغام دے کر بھیجا اور خود ایک دیوار کے سائے میں (یا دیوار کے پاس) تشریف فرما تھے حتیٰ کہ آپ کی طرف واپس آگیا۔ (ابن ماجہ)

بَابٌ فِي السَّلَامِ عَلَى النِّسَاءِ

(عورتوں پر سلام کا باب)

۵۱۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ سَمِعَهُ مِنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ يَقُولُ أَخْبَرَتْهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ مَرَّ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا ط

ترجمہ:۔ اسماء بنت یزید نے شہر بن حوشب کو بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم عورتوں پر گزرے تو آپ نے سلام کہا، (ترمذی، ابن ماجہ، نیز ترمذی نے اس کی تحسین کی ہے۔)

شرح:۔ ابن الملک نے کہا ہے کہ عورتوں پر سلام کہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے، کیونکہ آپ فتنہ میں پڑنے سے مامون تھے، دوسروں کے لیے اجنبی عورت کو سلام کہنا مکروہ ہے، مگر یہ کہ وہ بڑھیا ہو جو فتنہ کے خدشے سے بعید ہو، کہا گیا ہے کہ بہت سے علماء نے اسے غیر مکروہ کہا ہے، حلیمی نے کہا ہے کہ جس آدمی کو فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو وہ عورتوں کو سلام کہہ سکتا ہے، ورنہ خاموشی ہی بہتر ہے۔

بَابٌ ۸ فِي السَّلَامِ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ

(ذمیوں پر سلام کا باب)

۵۱۹۱ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ نَا شُعْبَةُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ أَبِي إِلَى الشَّامِ فَجَعَلُوا يَمُرُّونَ بِصَوَامِعَ فِيهَا نَصَارَى فَيُسَلِّمُونَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ أَبِي لَا تَبْدَؤُهُمْ بِالسَّلَامِ فَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبْدَؤُهُمْ بِالسَّلَامِ فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فِي الطَّرِيقِ فَاضْطَرُّوهُمْ إِلَى أَضْيَقِ الطَّرِيقِ۔

ترجمہ:- سہیل بن ابی صالح نے کہا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ شام کی طرف گیا، پس لوگ صومعوں سے گزرتے جن میں عیسائی تھے تو انہیں سلام کہتے پس میرے باپ نے کہا کہ انہیں سلام میں پہل مت کرو، کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائی کہ حضورؐ نے فرمایا: انہیں پہلے سلام مت کہو اور جب انہیں راستے میں ملو تو انہیں راستے کے ایک کنارے پر چلنے پر مجبور کرو (مسلم، ترمذی، مگر اُن میں یہ سہیل کا قصہ نہیں آیا۔)

شرح:- حافظ منذری نے کہا ہے کہ یہ ایک سنت ہے جسے عامۂ سلف اور فقہاء نے اختیار کیا ہے۔ کچھ لوگوں کا یہ مسلک ہے کہ انہیں پہلے سلام کرنا جائز ہے، یہ ابن عباسؓ، ابوامامہؓ، اور ابن محیریزؒ سے مروی ہے، ان کا استدلال اَفْشُوا السَّلَامَ کی حدیث سے ہے، بعض نے کسی ضرورت کی بناء پر ابتدائے سلام کو جائز کہا ہے، مثلاً کوئی دوست ہو، یا اس سے معاہدہ ہو، یا ہم نسب ہو، یہ ابراہیم نخعی اور علقمہ سے مروی ہے، اوزاعی نے کہا کہ اگر تو سلام کہے تو صالحین نے سلام کہا ہے۔

اہل ذمہ کے سلام کا جواب دینے میں بھی اختلاف ہوا ہے، ایک گروہ نے کہا کہ مومن ہو یا کافر اس کے سلام کا جواب فرض ہے، انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا یہی مطلب ہے: وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا (۴-۸۶) ابن عباسؓ اور قتادہ نے یہی کہا ہے، اور ان کے نزدیک: أَوْ رُدُّوهَا کا معنی یہ ہے کہ کفار کو: وعلیکم کہا جائے، ابن عباسؓ نے کہا کہ سلام کا جواب ہر ایک کو دو خواہ کوئی مجوسی ہی ہو، اور علماء کے ایک گروہ کے نزدیک یہ آیت اہل اسلام کے ساتھ مخصوص ہے لہٰذا کفار کو سلام جواب نہ دینا چاہیے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ شرعی جواب وعلیکم السلام نہ دیا جائے بلکہ انہیں وعلیکم کہا جائے جیسا کہ حدیث میں آچکا ہے ابن طاؤس نے کہا: وَعَلَاكَ السَّلَامُ کہا جائے، شاید اس نے سلام کہا جس کا معنی پتھر ہے۔

۵۱۹۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي

ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْيَهُوْدَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَحَدُهُمْ فَاِنَّمَا يَقُوْلُ السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ وَرَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ فِيْهِ وَعَلَيْكُمْ ط

ترجمہ :- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب یہودی تمہیں سلام کہیں تو وہ السّام علیکم کہتے ہیں لہذا انہیں جواب دو، وعلیکم۔ ابوداؤد نے کہا کہ اسی طرح مالک نے عبداللہ بن دینار سے روایت کی، اور ثوری نے عبداللہ بن دینار سے روایت کی: علیکم (دوسرے نسخے میں وعلیکم ہے) ترمذی ونسائی۔ ترمذی نے علیک روایت کیا اور اس طرح مسلم کی ایک روایت اور نسائی میں بھی ہے۔

شرح :- خطابی نے کہا کہ عامۃ محدثین نے وعلیکم روایت کیا مگر سفیان بن عیینہ نے علیکم کہا اور یہی درست ہے کیونکہ واو کے بغیر ہو تو معنی یہ ہے: تم پر ہو، یعنی موت کیونکہ السام کا معنی موت ہے واؤ کے ساتھ ہو تو اشتراک ہو جاتا ہے، یعنی ہم پر بھی اور تم پر بھی۔ حافظ ابن القیم نے خطابی کی تائید کی اور کہا کہ واؤ اس قسم کے جملوں میں پہلے جملے کی توثیق و تاکید اور اس پر دوسرے اگلے جملے کا اضافہ ظاہر کرتی ہے، مولانا نے فرمایا کہ بقول خطابی مالک کی حدیث جس کا حوالہ ابوداؤد نے دیا ہے وہ صحیح بخاری میں ہے اور ثوری کی حدیث بخاری اور مسلم ہر دو نے روایت کی ہے اور نسائی نے اسے واؤ کے بغیر روایت کیا ہے۔

۵۱۹۳ - حَدَّثَنَا عَمْرُوْ بْنُ مَرْزُوْقٍ اَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْلَ الْكِتَابِ يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْنَا فَكَيْفَ نَرُدُّ عَلَيْهِمْ قَالَ قُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ قَالَ اَبُوْدَاوُدَ وَكَذٰلِكَ رِوَايَةُ عَائِشَةَ وَاَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُهَنِيِّ وَاَبِيْ بَصْرَةَ يَعْنِي الْغِفَارِيَّ ط

ترجمہ :- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحابؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اہل کتاب ہمیں سلام کہتے ہیں تو ہم اس کا جواب کیونکر دیں؟ حضورؐ نے فرمایا: تم کہو وعلیکم۔ ابوداؤد نے کہا کہ اسی طرح حضرت عائشہ رضؓ سے اور ابوعبدالرحمن جہنی سے اور ابی بصرۃ غفاری سے بھی مروی ہے۔ (حافظ منذری نے کہا کہ حضرت عائشہ رضؓ کی حدیث بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی، ابوعبدالرحمن جہنی کی حدیث ابن ماجہ نے اور ابوبصرہ غفاری کی حدیث نسائی نے روایت کی ہے۔)

بَابٌ فِي السَّلَامِ إِذَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ

(مجلس سے اُٹھنے والے کے سلام کا باب)

۵۱۹۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا نَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ قَالَ مُسَدَّدٌ سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْأُولَى بِأَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ ط

ترجمہ :- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے مجلس میں پہنچے تو سلام کہے، اور جب اٹھنے کا ارادہ کرے تو بھی سلام کہے کیونکہ پہلا سلام دوسرے کی نسبت زیادہ حق والا نہیں ہے، (ترمذی، نسائی ترمذی نے اس کی تحسین کی اور ایک اور روایت کی طرف اشارہ کیا جسے نسائی نے روایت کیا ہے، اور وہ سعید ابن ابی سعید عن ابیہ عن ابی ہریرہؓ کی سند سے ہے مرفوعاً آئی ہے جبکہ یہ روایت سعید عن ابی ہریرہؓ الخ ہے۔)

بَابُ كَرَاهِيَةِ أَنْ يَقُولَ عَلَيْكَ السَّلَامُ

(علیک السلام کہنے کی کراہیت کا باب ۱۴۱)

۵۱۹۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ أَبِي غِفَارٍ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ أَبِي جُرَيٍّ الْهُجَيْمِيِّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ

فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَوْتَى ۔

ترجمہ:- ابوجری الہجیمی (جابر بن سلیم) نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہا: علیک السلام یا رسول اللہ۔ حضورؐ نے فرمایا: علیک السلامُ مت کہہ کیونکہ علیک السلام مُردوں کا سلام ہے، (ترمذی، نسائی، اور سنن ابی داؤد کے کتاب اللباس میں یہ حدیث گزر چکی ہے) عرفِ عام میں یہ سلام مُردوں کے لیے تھا، عرب شاعروں نے اشعار میں بطور مرثیہ اسے اسی طرح استعمال کیا ہے، مثلاً ایک نے کہا: عَلَيْكَ سَلَامُ اللّٰهِ قَيْسَ بْنَ عَاصِمٍ وَرَحْمَتُهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَتَرَحَّمَا

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَدِّ الْوَاحِدِ عَنِ الْجَمَاعَةِ

جماعت کی طرف سے ایک کے جواب کا باب

۵۱۹۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْجُدِّيُّ نَا سَعِيدُ بْنُ خَالِدٍ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ رَفَعَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ يُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَةِ إِذَا مَرُّوا أَنْ يُسَلِّمَ أَحَدُهُمْ وَيُجْزِئُ عَنِ الْجُلُوسِ أَنْ يَرُدَّ أَحَدُهُمْ ۔

ترجمہ:- علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے، ابوداؤد نے کہا کہ میرے استاد الحسن بن علی الخلال نے اسے مرفوع بیان کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ، جب جماعت (کئی لوگ) گزرے تو ان کی طرف سے ایک کا سلام کافی ہے اور بیٹھے ہوؤں کی طرف سے ایک کا جواب دینا کافی ہے، (خطابی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند میں سعید بن خالد خزاعی بقولِ ابی حاتم رازی اور ابی زرعہ رازی ضعیف ہے، بخاری نے کہا کہ اس میں کلام ہے اور دارقطنی نے اسے غیر قوی کہا ہے۔)

شرح:- محدث علی القاری نے کہا کہ ابتدائے سلام ایک مستحب سُنّت ہے اور واجب نہیں ہے، یہ سنّت علی الکفایہ ہے جماعت کی طرف سے ایک کا سلام کافی ہے، اور اگر سب سلام کہیں تو افضل ہے، جواب دینا بھی فرض کفایہ ہے اگر سب جواب دیں تو افضل ہے۔ حافظ منذری نے امام ابویوسفؒ کی طرف یہ مسلک منسوب کیا ہے کہ سب کا جواب دینا ضروری ہے قاضی حسین شافعیؒ نے ابتدائے سلام کو سنّت علی الکفایہ کہا ہے اور یہ بھی کہ سنّتِ کفایہ صرف یہی ایک سُنّت ہے۔

بَابٌ فِي الْمُصَافَحَةِ

مصافحہ کا باب

۵۱۹۷۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ اَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِي بَلْجٍ عَنْ زَيْدٍ اَبِي الْحَكَمِ الْعَنَزِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَاهُ غُفِرَ لَهُمَا ط

ترجمہ:۔ البراءؓ بن عازب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں اور اللہ عزّ وجل کی حمد کریں، اور استغفار کریں تو انہیں بخش دیا جاتا ہے، (منذری نے اس کی سند میں اضطراب بتایا ہے، اور اس کا اس کا ایک راوی ابو بلج متکلم فیہ ہے۔)

۵۱۹۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ نَا اَبُوْ خَالِدٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْاَجْلَحِ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَفْتَرِقَا ط

ترجمہ:۔ البراءؓ بن عازب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو دو مسلمان ملیں، مصافحہ کریں تو جدا ہونے سے قبل ان کی بخشش ہو جاتی ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ۔ حافظ منذری نے کہا ہے کہ اس کا راوی اجلح جس کا نام یحییٰ بن عبداللہ ابو حجیّۃ الکندی تھا سخت متکلم فیہ ہے۔ محدثین نے اسے منکر الحدیث، مضطرب الحدیث اور مفتری تک کہا ہے)

۵۱۹۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا حَمَّادٌ اَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا جَاءَ اَهْلُ الْيَمَنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ وَهُمْ اَوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالْمُصَافَحَةِ ط

ترجمہ:۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب اہل یمن آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں اور پہلے لوگ ہیں جو مصافحہ لائے ہیں (مولانا محمد یحییٰ مرحوم نے لکھا ہے کہ اس سے مراد مصافحہ کی کثرت ہے ورنہ مصافحہ تو پہلے بھی موجود تھا۔)

شرح:۔ صحیح بخاری میں ہے کہ قتادہ نے انسؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں مصافحہ تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! بخاری و مسلم نے کعب بن مالکؓ کی حدیث توبہ روایت کی ہے، کعبؓ نے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما تھے، طلحہ بن عبیداللہ دوڑ کر آئے، مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارکباد دی، بخاری نے کہا

ہے کہ حماد بن زید نے دونوں ہاتھوں کے ساتھ عبداللہ ابن المبارک سے مصافحہ کیا، عامہ علماء کے نزدیک مصافحہ ایک اچھا عمل ہے، جو صحابۂ رسولؐ میں رائج تھا، طبرانی وغیرہ کی احادیث سے حضورؐ کا دونوں ہاتھوں کے ساتھ مصافحہ ثابت ہوتا ہے اس سے محبت و مودت میں اضافہ ہوتا ہے اور باہمی تعلقات پختہ ہوتے ہیں۔ مصافحہ کے ثبوت میں حافظ ابن القیمؒ نے ترمذی کی ایک حدیث حسن بہ روایت انسؓ مرفوعاً روایت کی ہے۔

بَابٌ ۱۳ فِي الْمُعَانَقَةِ

(معانقہ کا باب)

۵۲۰۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ نَا حَمَّادٌ أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ يَعْنِي خَالِدَ بْنَ ذَكْوَانَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ عَنَزَةَ قَالَ لِأَبِي ذَرٍّ حَيْثُ سُيِّرَ مِنَ الشَّامِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذًا أُخْبِرُكَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ سِرًّا قُلْتُ إِنَّهُ لَيْسَ بِسِرٍّ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَافِحُكُمْ إِذَا لَقِيتُمُوهُ قَالَ مَا لَقِيتُهُ قَطُّ إِلَّا صَافَحَنِي وَبَعَثَ إِلَيَّ ذَاتَ يَوْمٍ وَلَمْ أَكُنْ فِي أَهْلِي فَلَمَّا جِئْتُ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ عَلَى سَرِيرِهِ فَالْتَزَمَنِي فَكَانَتْ تِلْكَ أَجْوَدَ وَأَجْوَدَ ط

ترجمہ: عنزہ کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ جب ابوذرؓ کو شام سے بھیجا گیا تو اُس شخص نے کہا: میں آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پوچھنا چاہتا ہوں، ابوذرؓ نے کہا کہ اگر وہ کوئی راز کی بات نہ ہوئی تو میں تمہیں بتادوں گا۔ میں نے کہا کہ وہ راز کی بات نہیں ہے، کیا آپ لوگ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے تھے تو آپؐ مصافحہ فرماتے تھے؟ ابوذرؓ نے کہا کہ میں حضورؐ سے جب بھی ملا آپؐ نے مجھ سے مصافحہ فرمایا، ایک دن آپؐ نے مجھے بلا بھیجا اور میں گھر پر نہ تھا جب میں گھر آیا تو مجھے بتایا گیا کہ حضورؐ نے بلایا تھا، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ اپنی چارپائی پر تھے، آپ مجھ سے لپٹ گئے اور یہ معانقہ بہت اچھا اور پاکیزہ تھا، ابوذرؓ روایت کرنے والا عنزی مجہول ہے، بخاری نے اس حدیث کو تاریخ کبیر میں درج کیا اور فرمایا کہ یہ مُرسل ہے۔

تشریح: لمعات میں ہے کہ معانقہ جائز ہے بشرطیکہ کسی فتنے کا خوف نہ ہو، حدیث میں زیدؓ بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب

کا قصد وارد ہوا ہے جس سے اس کا ثبوت ملتا ہے، امام ابوحنیفہ اور محمد بن الحسن کے نزدیک کسی شخص کا ہاتھ یا منہ یا اس کے جسم کا کوئی اور حصہ چومنا جائز نہیں اور نہ معانقہ جائز ہے کیونکہ اس سے نہی وارد ہوئی ہے، جو حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے، شیخ ابو منصور ماتریدی نے فرمایا ہے کہ جو معانقہ بربنائے خواہش نفسانی ہو وہ ناجائز ہے اور جو اکرام اً بطور محبت والنس ہو وہ جائز ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اختلاف اس صورت میں ہے جبکہ جسم پر فقط ازار ہو، جب ازار کے علاوہ قمیص بھی ہو تو بالاجماع معانقہ میں حرج نہیں، اور جسم کے جن اعضاء پر نظر ڈالنا حرام ہے ان کو مس کرنا بھی حرام ہے، بلکہ مس کرنا شدید تر ہے۔

بَابٌ فِی الْقِیَامِ

قیام کا باب

۵۲۰۱ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ نَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ اَهْلَ قُرَيْظَةَ لَمَّا نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِ سَعْدٍ اَرْسَلَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ عَلٰى حِمَارٍ اَقْمَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ اَوْ اِلٰى خَيْرِكُمْ فَجَاءَ حَتّٰى قَعَدَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ:- ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل قریظہ جب سعد رضی اللہ عنہ (بن معاذ) کے فیصلے پر اُترآئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بُلا بھیجا۔ وہ ایک سفید گدھے پر آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے سردار، یا اپنے بہترین شخص کی طرف اُٹھو، پس وہ آیا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا۔

شرح:- امام خطابیؒ نے فرمایا کہ کسی نیکو کار فاضل شخص کو سید یا سردار کہنا اور اُسے یا سیدی کہہ کر خطاب کرنا جائز ہے کراہت اگر ہے تو اس میں ہے کہ کسی فاجر کو سید کہا جائے، اس حدیث سے یہ بھی پتا چلا کہ کسی فاضل رئیس (سردار) کے لیے قیام کرنا، عادل حاکم کے لیے اُٹھنا اور متعلم کا عالم کی خاطر اُٹھنا مستحب ہے، مکروہ نہیں۔ کراہت وہاں آتی ہے جہاں کسی میں یہ صفات نہ پائی جاتی ہوں، اور حدیث میں جو مروی ہے کہ: مَنْ اَحَبَّ اَنْ تَسْتَجِمَّ لَهُ الرِّجَالُ صُفُوْفًا الخ اس کا مطلب یہ ہے کہ بطور کبر ونخوت اس قسم کا حکم دینا یا لوگوں کے لیے اسے لازم قرار دینا ناجائز ہے اور اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ کسی کو ثالث بنانا اور اس کا فیصلہ جب حق ہو تو اس کا ماننا فریقین کے لیے ضروری ہے۔ حافظ منذری نے کہا ہے کہ عالم اور اہل خیر کے لیے اُٹھنا ممنوع نہیں ہے، اہل تحقیق کا اور اکثر علماء کا یہی مذہب ہے ممنوع قیام یہ ہے کہ ایک شخص بیٹھا ہو اور لوگ کھڑے ہوں، جس حدیث میں قیام کی ممانعت ہے اس کا مطلب یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کوئی شخص اسے اپنے لیے پسند کرے، تو یہ ناجائز ہے اور قیام کرنے والے کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ احتراماً کھڑا ہو سکتا ہے، بعض لوگوں نے کہا ہے کہ سعد بن معاذ چونکہ بیمار تھے، اس لیے حضورؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اُٹھ کر انہیں سنبھالیں اور سواری سے اتارنے کا انتظام کریں۔ حافظ منذری

کے بقول یہ مطلب درست نہیں مگر حدیث کے الفاظ : قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ سے یہی معنی واضح نظر آتا ہے، سعدؓ بن معاذ کو جنگِ خندق میں ایک تیر لگا تھا جس سے وہ بیمار تھے، اگر دوسرا معنی مراد ہوتا تو حضورؐ فرماتے: قُوْمُوْا لِسَیِّدِکُمْ

حافظ ابن القیمؒ نے فرمایا کہ ترمذی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زیدؓ بن حارثہ مدینہ میں آیا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے، زیدؓ آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تیزی سے) اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے اٹھ کر تشریف لے گئے، اس سے معانقہ کیا اور اس کا بوسہ لیا، ترمذی نے اسے حدیث حسن کہا ہے، ترمذی نے مسلم کی شرط کی سند سے انسؓ سے روایت کی ہے کہ صحابہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی نہ تھا۔ مگر آپؐ کے لیے وہ نہ اٹھتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ آپؐ اسے ناپسند فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے، ترمذی نے سفیان الثوری عن حبیب بن الشہید عن ابی روایت کی ہے کہ معاویہؓ باہر نکلے تو عبداللہ بن زبیر اور ابن صفوان (محمد بن صفوان) اٹھ کھڑے ہوئے، امیر معاویہؓ نے کہا: بیٹھ جاؤ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا تھا کہ: جو شخص اس بات پر خوش ہو کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے، یہ حدیث حسن ہے۔ (ابن حجر نے فتح الباری میں ابوداؤد وغیرہ کی ان روایات کو ترجیح دی ہے جن میں عبداللہؓ بن زبیر کے اُٹھنے کی نفی کی ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ سفیان ثوری حفظ کا پہاڑ ہے مگر راویوں کی کثیر تعداد جن میں شعبہ بھی شامل ہے ابن زبیرؓ سے قیام کی نفی کرتی ہے اور ان کی روایت ہی محفوظ ہے) ابن القیم نے کہا کہ یہ روایت ان لوگوں کے خیال کا رد کرتی ہے جو نہی سے مراد یہ لیتے ہیں کہ آدمی بیٹھا ہو اور لوگ کھڑے ہوں۔ حافظ ابن القیم نے کہا ہے کہ جن احادیث میں قیام کا ثبوت ہے ان سے مراد کسی آنے والے کی ملاقات کے لیے اٹھنا ہے نہ کہ اس کے احترام واکرام کے لیے کسی کے استقبال کے لیے اٹھنا ممنوع نہیں ہے بلکہ اس کے اکرام کیلئے ممنوع ہے، اس طرح تمام احادیث کا مضمون متفق ہو جاتا ہے۔

مولاناؒ نے فرمایا کہ اس حدیث سے ابوداؤد، بخاری، اور مسلم نے استدلال کیا ہے کہ کسی کے لیے قیام مشروع ہے مسلم نے کہا ہے کہ قیام میں اس سے صحیح تر حدیث میرے علم میں نہیں ہے ابن الحاج وغیرہ نے اس کے خلاف کہا ہے کہ حضورؐ کے سعدؓ کے لیے اٹھنے کا حکم دینے کا منشا یہ تھا کہ وہ مرض کے باعث سواری سے خود اترنے کے قابل نہ تھے، جیسا کہ مسند احمد میں ہے کہ: اپنے سردار کی طرف اٹھو اور اسے اتارو، اگر یہ قیام متنازعہ فیہ قیام ہی ہوتا تو حضورؐ خاص طور پر انصار کو حکم نہ دیتے بلکہ تعمیم فرماتے، حافظ تورپشتی نے اس کے حق میں اور سیوطی نے اس کے خلاف قیام کے حق میں اسی حدیث کے لفظ سیدکم سے استدلال کیا ہے، حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ لوگوں نے اس مسئلہ میں اور اس حدیث پر بہت کچھ کہا ہے، ترکِ قیام بہرحال اولیٰ ہے بشرطیکہ اسی سے کوئی اذیت اور خصومت پیدا نہ ہو، شیخ عبدالحق نے لمعات میں کہا ہے کہ قیام کے جواز پر اس حدیث سے بھی استدلال کیا جاتا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عکرمہؓ ابن ابی جہل کے لیے قیام کا ذکر ہے جبکہ وہ فتح مکہ کے بعد آیا تھا، عدیؓ بن حاتم کی حدیث میں ہے کہ میں جب کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ کھڑے ہو گئے، اس مسئلہ میں طویل کلام ہے مگر صحیح یہ ہے کہ اہلِ فضیلت کے علم وصلاح کے لیے قیام جائز ہے، مطالب المومنین میں ہے کہ آنے والے کی تعظیم کے لیے قیام مکروہ نہیں ہے اور قیام لعینہٖ ناجائز نہیں، ناجائز یہ بات ہے کہ آنے والا قیام کو اپنی خاطر پسند کرے اور حضورؐ نے اپنے لیے قیام کو ناپسند فرمایا تو اس کا منشا بے تکلفی کو فروغ دینا تھا تاکہ باہمی اتحاد قائم ہو جائے، نوویؒ نے آنے والے کے لیے قیام کو مستحب کہا ہے، ان کے نزدیک اس سے نہی میں کوئی صریح حدیث ثابت نہیں ہے، یہ قیام بدعت نہیں ہے، مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ اگر کوئی اور چیز عارض نہ ہو جائے تو قیام فی نفسہٖ جائز ہے، ہاں اگر آنے والا اپنے لیے قیام چاہے، پسند کرے تو مکروہ ہے، اسی طرح بطور ریاکاری وشہرت پسندی قیام مکروہ ہے، ابوداؤد نے جو

احادیث روایت کی ہیں ان سے مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ یہ قیام اعانت و امداد کے لیے تھا یا بغرض معانقہ وغیرہ۔

۵۲۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فَلَمَّا كَانَ قَرِيْبًا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلْاَنْصَارِ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ ط

ترجمہ:۔ اوپر کی حدیث ایک اور سند سے، اس میں راوی نے کہا کہ جب سعد بن معاذ مسجد کے قریب آئے تو حضور نے انصار سے فرمایا کہ اپنے سردار کی طرف اٹھو۔ (بخاری و مسلم)

شرح:۔ مسجد سے مراد یہاں مسجد نبوی نہیں ہے، بلکہ بنی قریظہ کے محاصرے کے دنوں میں جو جگہ نماز کے لیے معین کی گئی تھی اسے مسجد کہا گیا ہے حافظ منذری نے کہا ہے کہ بعض لوگوں کے نزدیک مسجد کا لفظ اس حدیث میں وہم ہے مگر صحیح تر بات وہی ہے جو بتائی گئی۔

۵۲۰۳۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيْبٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَشْبَهَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا وَقَالَ الْحَسَنُ حَدِيْثًا وَكَلَامًا وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَسَنُ السَّمْتَ وَالْهَدْيَ وَالدَّلَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهَا كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا ط

ترجمہ:۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے وطیرے، طریقے، چال ڈھال اور ہیئت میں اور بات چیت میں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہ تر نہیں دیکھا، جب فاطمہ حضور کے پاس آتیں تو آپ اٹھتے اس کا ہاتھ پکڑتے اور چومتے اور انہیں اپنی جگہ پر بیٹھاتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فاطمہ کے ہاں جاتے تو وہ بھی اٹھتیں آپ کا ہاتھ پکڑتیں، آپ کا بوسہ لیتیں اور آپ کو اپنی جگہ پر بٹھاتی تھیں۔ (نسائی، ترمذی)

بَابٌ ۱۵۱ فِي قُبْلَةِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ

(آدمی کے اپنی اولاد کا بوسہ لینے کا باب)

۵۲۰۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ أَبْصَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُقَبِّلُ حُسَيْنًا فَقَالَ إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا فَعَلْتُ هَذَا بِوَاحِدٍ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ ط

ترجمہ :- ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اقرعؓ بن حابس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسینؓ کا بوسہ لے رہے تھے، اُس نے کہا کہ میرے دس بچے ہیں مگر میں نے ان میں سے کسی سے کبھی یہ کام نہیں کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا (بخاری، مسلم، ترمذی) لیعنی اولاد کا بوسہ لینا تقاضائے رحمت ہے۔

۵۲۰۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ نَا حَمَّادٌ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْشِرِي يَا عَائِشَةُ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ أَنْزَلَ عُذْرَكِ وَقَرَأَ عَلَيْهَا الْقُرْآنَ فَقَالَ أَبَوَايَ قُومِي فَقَبِّلِي رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَحْمَدُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا إِيَّاكُمَا ط

ترجمہ :- حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ (واقعہ افک کے بعد آیات قرآنی کے نزول پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے عائشہ! تجھے خوش خبری ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تیری برأت نازل فرما دی ہے اور حضورؐ نے حضرت عائشہؓ کو قرآن کی وہ آیات پڑھ کر سنائیں۔ پس میرے والدین نے کہا کہ اُٹھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کا بوسہ لے، تو میں نے کہا کہ میں اللہ عزوجل کی حمد کرتی ہوں، آپ دونوں (والدین) کی نہیں (یہ حدیث الافک کا ایک حصہ ہے، بخاری و مسلم نے اسی سند سے اسے مطول و مختصر روایت کیا ہے۔)

شرح :- نازل ہونے والی آیات إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ سے لے کر دس آیتوں کے آخر تک تھیں۔ اس حدیث کی باب کے عنوان سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔

بَابُ ۱۶ فِی قُبْلَةِ مَا بَیْنَ الْعَیْنَیْنِ

(آنکھوں کے درمیان بوسہ لینے کا باب)

۵۲۰۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ أَجْلَحَ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَقَّى جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَالْتَزَمَهُ وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ ط

ترجمہ:- شعبی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب کا استقبال کیا، اس سے معانقہ فرمایا، اور اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا۔ (یہ حدیث مرسل ہے اور اس کا راوی اجلح متکلم فیہ ہے)۔

شرح:- یہ واقعہ حبشہ کے مہاجرین کے مدینہ وارد ہونے پر پیش آیا تھا۔

بَابُ ۱۷ فِی قُبْلَةِ الْخَدِّ

(رخسار کے بوسے کا باب)

۵۲۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ إِيَاسِ بْنِ دَغْفَلٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا نَضْرَةَ قَبَّلَ خَدَّ الْحَسَنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ط

ترجمہ:- ایاس بن دغفل نے کہا کہ میں نے ابونضرہ کو حسن رضی اللہ عنہ کے رخسار پر بوسہ لیتے دیکھا (حافظ منذری نے کہا ہے کہ ایاس بن دغفل حارثی بصری تابعی ہے۔ ابونضرہ منذر بن مالک عوفی بصری بھی تابعی ہے اور الحسن سے مراد ابن ابی الحسن بصری ہے، مولانا نے فرمایا کہ رضی اللہ عنہ کا لفظ یہ وہم ڈالتا ہے کہ الحسن سے مراد شاید حسن بن علی ہوں مگر منذری کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حسن بصری ہیں۔ زمانے کا اتحاد یہ امکان پیدا کرتا ہے کہ دونوں حضرات میں سے کوئی بھی مراد ہو سکتے ہیں اور ترجیح کی کوئی وجہ موجود نہیں ہے، اگر یہ حسن بصری ہیں تو رضی اللہ عنہ کا لفظ کسی کاتب کا وہم ہوگا۔

۵۲۰۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَالِمٍ نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ أَوَّلَ مَا قَدِمَ

الْمَدِينَةَ فَإِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهُ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ أَصَابَتْهَا حُمَّى فَأَتَاهَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَهَا كَيْفَ أَنْتِ يَا بُنَيَّةُ وَقَبَّلَ خَدَّهَا

ترجمہ:۔ براءؓ بن عازب نے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ جب پہلے پہل مدینہ میں آئے تو میں ان کے ساتھ ان کے مسکن میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی ہیں اور انہیں بخار تھا پس ابوبکرؓ ان کے پاس گئے اور فرمایا: پیاری بیٹی تیرا کیا حال ہے؟ اور ان کے رخسار کا بوسہ لیا۔

بَابٌ ۱۸ فِي قُبْلَةِ الْيَدِ

(ہاتھ کے بوسے کا باب)

۵۲۰۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ نَا زُهَيْرٌ نَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلٰى حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ وَذَكَرَ قِصَّةً قَالَ فَدَنَوْنَا يَعْنِي مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلْنَا يَدَهُ

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ بیان کیا جس میں ہے کہ پس ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گئے اور آپ کا ہاتھ چوما۔ (ترمذی، ابن ماجہ، ترمذی نے اسے حسن کہا اور یہ حدیث کتاب الجہاد میں اسی سے تمام گزری ہے۔

شرح:۔ ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے صفوانؓ بن عسال سے روایت کی ہے کہ: ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا آؤ اس نبی کے پاس چلیں۔ صفوانؓ نے کہا کہ ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اور پاؤں چوما۔ نسائی نے اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے، نسائی کا یہ انکار شاید راوی عبداللہ بن سلمہ کے باعث ہے جو ایک متکلم فیہ راوی ہے۔ ترمذی نے اسے اپنی کتاب میں دو جگہ روایت کیا اور اسے دونوں جگہ صحیح کہا ہے اور کہا ہے کہ اس باب میں یزیدؓ بن الاسود، ابن عمرؓ اور کعبؓ بن مالک سے بھی مروی ہے، حافظ ابوبکر اصفہانی نے جو ابن المقری کے نام سے مشہور ہیں ہاتھ چومنے کی رخصت کے باب میں ایک کتابچہ لکھا ہے جس میں ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، جابر بن عبداللہ، بریدہ بن الحصیب، صفوانؓ بن عسال، مزیدہؓ العبدی اور زارع بن علی العبدی کی احادیث درج کی ہیں اور صحابہ و تابعین کے آثار نقل کیے ہیں، بعض رواۃ نے امام مالکؒ سے اس مسئلے کا انکار نقل کیا ہے اور یہ کہ مالکؒ نے اس باب کی روایات کا بھی انکار کیا ہے، الابہری نے کہا کہ مالک کا انکار اس صورت پر ہے جبکہ یہ ازراہِ تکبر ہو، اور جس کا ہاتھ چوما جائے وہ عزور و عظمت کا شکار ہو جائے مگر جب کوئی کسی بزرگ کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے قرب کے خیال سے چومے یا اس شخص کے علم و شرف کے باعث ایسا کرے تو اس میں حرج نہیں، کسی دنیادار انسان، بادشاہ، حاکم یا سلطان کا ہاتھ چوما جائے تو یہ جائز نہیں ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چومنا اللہ کے تقرب اور آپ کی محبت

کے باعث ہوتا تھا، واللہ اعلم

بَابٌ ۱۹ فِي قُبْلَةِ الْجَسَدِ

(جسم کا بوسہ لینے کا باب ۱۵۰)

۵۲۱۰ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَنَا خَالِدٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ وَكَانَ فِيهِ مُزَاحٌ بَيْنَا يُضْحِكُهُمْ فَطَعَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَاصِرَتِهِ بِعُودٍ فَقَالَ أَصْبِرْنِي قَالَ اصْطَبِرْ قَالَ إِنَّ عَلَيْكَ قَمِيصًا وَلَيْسَ عَلَيَّ قَمِيصٌ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَمِيصِهِ فَاحْتَضَنَهُ وَجَعَلَ يُقَبِّلُ كَشْحَهُ قَالَ إِنَّمَا أَرَدْتُ هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ط

ترجمہ:۔ اُسیدؓ بن حُضیر انصاری سے روایت ہے کہ ایک شخص لوگوں سے باتیں کر رہا تھا اور اس میں مزاح تھا، وہ لوگوں کو ہنسا رہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی کے ساتھ اُس کے پہلو میں ٹھونکا دیا۔ پس اُس نے کہا کہ مجھے قصاص دیجیے، حضورؐ نے فرمایا، قصاص لے لو، اُس نے کہا کہ آپؐ پر تو قمیص ہے اور مجھ پر نہیں تھی، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اٹھا دی، پس وہ آدمی آپؐ کے ساتھ لپٹ گیا، اور آپ کے پہلو سے بوسے لینے لگا، اور کہا یا رسول اللہ! میں دراصل یہی چاہتا تھا۔

شرح:۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کے متعلق میرے جی میں خلجان ہے کہ آیا یہ اُسیدؓ بن حُضیر کا قصہ ہے یا کسی اور کا؟ بظاہر اس حدیث سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ خود اُسیدؓ بن حُضیر کا قصہ تھا، ابوداؤد کے سوا یہ واقعہ مجھے کہیں نہیں ملا، میرے نزدیک یہ قصہ اُسیدؓ بن حُضیر کا نہیں بلکہ اُسیدؓ کسی اور شخص کا واقعہ بیان کر رہے ہیں، کسی روایت میں یہ نہیں آتا کہ اُسیدؓ بن حُضیر میں مزاح پایا جاتا تھا۔ اصابہ میں اُسیدؓ کے حالات میں ان کے مزاح کا ذکر نہیں ہے، مولانا محمد یحییٰ مرحوم نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ کی تقریر میں لکھا ہے کہ "رجل من الانصار" ابتدائے کلام ہے اور اُسیدؓ بن حُضیر کی صفت نہیں ہے اور معنیٰ یہ ہے کہ حسب بیان اُسیدؓ بن حضیر ایک انصاری شخص جس میں مزاح پایا جاتا تھا لوگوں کو ہنسا رہا تھا۔ الخ

بَابٌ ۲۰ قُبْلَةِ الرَّجُلِ

۵۲۱۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى نَا مَطَرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْنَقُ حَدَّثَتْنِي أُمُّ أَبَانَ بِنْتُ الْوَازِعِ ابْنِ زَارِعٍ عَنْ جَدِّهَا زَارِعٍ وَكَانَ فِي وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهُ وَانْتَظَرَ الْمُنْذِرُ الْاَشَجُّ حَتّٰى أَتٰى عَيْبَتَهُ فَلَبِسَ ثَوْبَيْهِ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ إِنَّ فِيكَ خَلَّتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا أَتَخَلَّقُ بِهِمَا أَمِ اللّٰهُ جَبَلَنِي عَلَيْهِمَا قَالَ بَلِ اللّٰهُ جَبَلَكَ عَلَيْهِمَا قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَبَلَنِي عَلٰى خَلَّتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ ط

ترجمہ :- زارع رضؓ ابن عامر عبدی، جو عبدالقیس کے وفد میں شامل تھا، اُس نے کہا کہ: ہم اپنے ڈیروں سے جلدی جلدی جاتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اور پاؤں چومنے لگے اور منذر الاشجع نے انتظار کیا حتیٰ کہ وہ اپنے صندوق کے پاس گیا، اپنے کپڑے پہنے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا: تیرے اندر دو صفتیں ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے: حلم اور آہستہ روی۔ اس نے کہا یارسول اللہ! کیا میں انہیں اختیار کرتا ہوں یا اللہ تعالیٰ نے وہ میرے اندر بطور فطرت پیدا فرمائی ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا: بلکہ اللہ تعالیٰ نے وہ بطور جبلت تیرے اندر رکھی ہیں۔ اشجع نے کہا کہ اُس خدا کی حمد ہے جس نے مجھ میں دو خصلتیں پیدا کی ہیں جنہیں اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں۔

شرح :- حافظ منذری نے کہا ہے کہ یہ حدیث ابوالقاسم بغوی نے معجم الصحابہ میں بیان کی اور کہا ہے کہ زارعؓ کی اس کے سوا کوئی روایت مجھے معلوم نہیں ہے اور ابوعمر نمری (حافظ ابن عبدالبر) نے کہا ہے کہ زارعؓ کی کنیت ابوالوازع تھی اور اس کا ایک بیٹا زارع تھا اور یہ حدیث حسن ہے۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَقُوْلُ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَكَ

(باب کسی کا یہ کہنا کہ اللہ مجھے تجھ پر فدا کرے)

۵۲۱۲ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ ح وَمُسْلِمٌ نَا هِشَامٌ

ابْنُ حَمَّادٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَأَنَا فِدَاؤُكَ ٥

ترجمہ :۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! پس میں نے کہا: یا رسول اللہ میں حاضر ہوں اور سعادت کی پیشکش کرتا ہوں اور میں آپ پر قربان ہوں۔

شرح :۔ حافظ شمس الدین ابن القیم نے لکھا ہے کہ بخاری و مسلم نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی شادابی اور اپنے پاس کی رحمت میں اختیار دیا تھا، پس اس نے اللہ کی رحمت کو اختیار کر لیا، پس ابوبکرؓ رو پڑے اور فرمایا: ہم آپؐ پر اپنے باپوں اور ماؤں کو قربان کرتے ہیں، یہ واقعہ حضورؐ کی وفات کے قریب کا ہے اور اس وقت ابوقحافہ اسلام لا چکے تھے، اور طبری نے حضورؐ کا قول نقل کیا ہے کہ آپؐ نے سعدؓ سے فرمایا تھا: اِرْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي۔

بَابٌ (۲۲) فِي الرَّجُلِ يَقُولُ أَنْعَمَ اللهُ بِكَ عَيْنًا

(باب: اللہ تیرے سامنے آنکھ ٹھنڈی رکھے، کہنا)

۵۲۱۳۔ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ أَوْ غَيْرِهِ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا نَقُولُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْعَمَ اللهُ بِكَ عَيْنًا وَأَنْعِمْ صَبَاحًا فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ نُهِينَا عَنْ ذَلِكَ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ مَعْمَرٌ يُكْرَهُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ أَنْعَمَ اللهُ بِكَ عَيْنًا وَلَا بَأْسَ أَنْ يَقُولَ أَنْعَمَ اللهُ عَيْنَكَ ط

ترجمہ :۔ قتادہ یا کسی اور کا قول ہے کہ عمران بن حصین نے فرمایا: ہم زمانہ جاہلیت میں کہا کرتے تھے، اللہ تیرے سامنے آنکھ ٹھنڈی رکھے اور تو صبح کو راحت میں رہے۔ جب اسلام آیا تو ہمیں اس سے منع کر دیا گیا، عبدالرزاق نے کہا کہ معمر نے کہا: کسی شخص کا یہ کہنا مکروہ ہے کہ: اللہ تیرے سامنے آنکھ ٹھنڈی رکھے، اور یہ کہنے میں حرج نہیں کہ: اللہ تیری آنکھ ٹھنڈی رکھے، (منذری نے کہا کہ یہ روایت منقطع ہے، قتادہ نے عمران بن حصین سے نہیں سنا۔)

شرح :- یہ کلام دو اسباب سے ممنوع ہوا، ایک یہ کہ یہ زمانہ جاہلیت کی رسم سلام تھی، دوسرا یہ کہ أَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا کا معنیٰ بدیں سبب فاسد ہے کہ شاید اس میں عین کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ یعنی یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ شاید کہنے والا یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ تیری وجہ سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرے، أَنْعِمْ صَبَاحًا کی ممانعت شاید صرف اس لیے ہوئی کہ یہ جاہلیت کا سلام تھا، أَنْعَمَ اللّٰهُ عَيْنَكَ میں ان میں سے کوئی بات نہیں پائی جاتی۔

بَابُ الرَّجُلِ يَقُولُ لِلرَّجُلِ حَفِظَكَ اللّٰهُ ٢٣

(کسی کو حَفِظَكَ اللّٰهُ کہنے کا باب)

۵۲۱۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ نَا أَبُو قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ لَهُ فَعَطِشُوا فَانْطَلَقَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَلَزِمْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَقَالَ حَفِظَكَ اللّٰهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ نَبِيَّهُ ط

ترجمہ :- ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے کہ لوگوں کو پیاس لگی، تیز رو لوگ آگے چلے گئے مگر میں رات بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا۔ پس آپ نے فرمایا، تو اللہ کے نبی کی حفاظت (نگرانی) کی اس کے عوض اللہ تیری حفاظت کرے (مسلم میں یہ طویل حدیث آئی ہے اور سنن ابی داؤد میں مختصراً گزر چکی۔ ترمذی اور نسائی نے بھی اسے مختصراً روایت کیا ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَقُومُ لِلرَّجُلِ يُعَظِّمُهُ بِذٰلِكَ ٢٤

تعظیم کی خاطر کسی دوسرے کے لیے قیام کرنے کا باب

۵۲۱۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ

الشَّهِيدِ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنِ عَامِرٍ فَقَامَ ابْنُ عَامِرٍ وَجَلَسَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِ عَامِرٍ اجْلِسْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَمْثُلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ط

ترجمہ :۔ ابو مجلزؒ نے کہا کہ معاویہؓ حضرت ابن الزبیرؓ اور ابن عامرؓ کی طرف نکلے۔ پس ابن عامرؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور ابن زبیرؓ بیٹھے رہے، پس معاویہؓ نے ابن عامرؓ سے کہا: بیٹھ جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا: جو یہ پسند کرے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں اس کو اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہیے (ترمذی نے اسے روایت کر کے حسن کہا ہے۔)

شرح :۔ اس پر اوپر بحث ہو چکی ہے دیکھیے شرح حدیث (۵۲۰۱)

۵۲۱۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ أَبِي الْعَنْبَسِ عَنْ أَبِي الْعَدَبَّسِ عَنْ أَبِي مَرْزُوقٍ عَنْ أَبِي غَالِبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَكِّئًا عَلَى عَصًى فَقُمْنَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَا تَقُومُوا كَمَا تَقُومُ الْأَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا ط

ترجمہ :۔ ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عصا پر سہارا لیے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم اٹھ کھڑے ہوتے ہمارے پاس تشریف لاتے تو ہم اٹھ کھڑے ہوتے، آپؐ نے فرمایا: عجمیوں کی مانند مت اٹھو جو ایک دوسرے کی یوں تعظیم کرتے ہیں (ابن ماجہ)

شرح :۔ اس حدیث کی سند میں ابوغالب (حزور) راوی ہے جو متکلم فیہ ہے، ابن سعد نے اسے ضعیف اور منکر الحدیث کہا ہے، نسائی بھی اسے ضعیف کہتے ہیں۔

بَابٌ ۲۵ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ فُلَانٌ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ

کسی کو دوسرے کا سلام پہنچانے کا باب

۵۲۱۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ غَالِبٍ قَالَ إِنَّا لَجُلُوسٌ بِبَابِ الْحَسَنِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ بَعَثَنِي أَبِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْتِهِ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ أَبِي يُقْرِئُكَ السَّلَامَ فَقَالَ عَلَيْكَ وَعَلَى أَبِيكَ السَّلَامُ ؕ

ترجمہ:۔ غالب (ابن خطاف البصری) نے کہا کہ ہم لوگ حسن کے دروازے پر بیٹھے تھے کہ ایک مرد آیا اور اس نے کہا کہ میرے باپ نے میرے دادا سے روایت کی، اُس نے کہا کہ میرے باپ نے مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا اور کہا آپؐ کے پاس جاؤ اور میرا سلام عرض کرو، پس میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میرا باپ آپ کو سلام عرض کرتا ہے، حضورؐ نے فرمایا:۔ عَلَيْكَ وَعَلَى أَبِيكَ السَّلَامُ " تجھ پر اور تیرے باپ پر سلام ہو۔ (نسائی نے اسے روایت کیا اور کہا: عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي نُمَيْرٍ اور اس سند میں مجہول اشخاص ہیں، (منذری)

۵۲۱۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ جِبْرِيلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ فَقَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ ؕ

ترجمہ:۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: جبریلؑ تجھے سلام کہتا ہے، حضرت عائشہؓ نے کہا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ) اسی حدیث میں صرف سلام کہنے یا بھیجنے والے کو سلام کہا گیا ہے پچھلی حدیث میں پہنچانے والے کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ پس یہ دونوں امر جائز ہیں۔

بَابٌ ۲۶ فِي الرَّجُلِ يُنَادِي الرَّجُلَ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ

پکارنے والے کے جواب میں لبیک کہنے کا باب

۵۲۱۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ نَا حَمَّادٌ أَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ عَنْ

أَبِي هَمَّامٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْفِهْرِيَّ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَسِرْنَا فِي يَوْمٍ قَائِظٍ شَدِيدِ الْحَرِّ فَنَزَلْنَا تَحْتَ ظِلِّ الشَّجَرِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ لَبِسْتُ لَأْمَتِي وَرَكِبْتُ فَرَسِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي فُسْطَاطِهِ فَقُلْتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ قَدْ حَانَ الرَّوَاحُ فَقَالَ أَجَلْ ثُمَّ قَالَ يَا بِلَالُ قُمْ فَثَارَ مِنْ تَحْتِ سَمُرَةٍ كَأَنَّ ظِلَّهُ ظِلُّ طَائِرٍ فَقَالَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَأَنَا فِدَاؤُكَ فَقَالَ أَسْرِجْ لِيَ الْفَرَسَ فَأَخْرَجَ سَرْجًا دَفَّتَاهُ مِنْ لِيفٍ لَيْسَ فِيهِمَا أَشَرٌ وَلَا بَطَرٌ فَرَكِبَ وَرَكِبْنَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ ط

ترجمہ :- ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ الفہری نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین میں حاضر ہوا، پس ہم لوگ بہت سخت گرمی کے دن میں چلے اور ایک درخت کے سائے میں اترے، جب سورج ڈھل گیا تو میں نے اپنا جنگی لباس پہنا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اپنے خیمے میں تھے پس میں نے کہا، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ کوچ کا وقت آگیا ہے، حضورؐ نے فرمایا اچھا - پھر فرمایا : اے بلال! کہاں ہو؟ پس وہ ایک کیکر کے نیچے سے تیزی سے اٹھا جس کا سایہ ایک پرندے کا سایہ تھا (بہت کم تھا) پس وہ بولا! لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَأَنَا فِدَاؤُكَ پس حضورؐ نے فرمایا : میرے گھوڑے پر زین ڈال، پس اُس نے ایک زین نکالی جس کے دونوں اطراف کھجور کی چھال کے تھے اس میں کوئی سجاوٹ اور تکلف نہ تھا، پس آپ سوار ہوئے اور ہم بھی سوار ہوئے، الخ

بَابٌ ۲۷ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِلرَّجُلِ أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ

(اَضْحَکَ اللہُ سِنَّکَ کہنے کا باب)

۵۲۲۰ - حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبِرَكِيُّ وَسَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي الْوَلِيدِ

وَاَنَا بِحَدِيثِ عِيسَى اَضْبَطُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقَاهِرِ بْنُ السَّرِيِّ يَعْنِي السُّلَمِيَّ نَا ابْنُ كِنَانَةَ بْنِ عَبَّاسِ ابْنِ مِرْدَاسٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ ضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ اَبُو بَكْرٍ اَوْ عُمَرُ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ ط

ترجمہ :- ابن کنانہ بن عباس بن مرداس اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا سے روایت کرتا ہے کہ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے تو آپؐ سے حضرت ابوبکر یا عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ آپ کے دانت کو ہنسائے الخ (ابن ماجہ)

شرح :- ابن ماجہ کی روایت مفصل ہے، البخاری نے کہا کہ کنانہ کی روایت اپنے باپ سے غیر صحیح ہے، ابن حبان نے کہا کہ کنانہ سخت منکر الحدیث ہے، حافظ ابن حجر نے تقریب میں ابن کنانہ کا نام عبداللہ بتایا ہے اور کہا ہے کہ وہ مجہول ہے عباسؓ بن مرداس سلمی صحابی ہے اور مؤلفۃ القلوب میں سے ہے ۔

بَابٌ ۲۸ فِي الْبِنَاءِ

(عمارت کی تعمیر کا باب)

۵۲۲۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا حَفْصٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي السَّفَرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ بِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اُطَيِّنُ حَائِطًا لِي اَنَا وَاُمِّي فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عَبْدَ اللّٰهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ شَيْءٌ اُصْلِحُهُ فَقَالَ الْاَمْرُ اَسْرَعُ مِنْ ذٰلِكَ ط

ترجمہ :- عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے جبکہ میں اور میری والدہ اپنی ایک دیوار کی لپائی کر رہے تھے، پس آپؐ نے فرمایا، اے عبداللہ یہ کیا ہے ؟ میں نے کہا : یا رسول اللہ یہ ایک چیز ہے جس کی درستی کر رہا ہوں، حضورؐ نے فرمایا کہ : معاملہ اس سے جلد تر ہے (یعنی اس دیوار کی خرابی سے کبھی موت قریب تر ہے)

۵۲۲۲ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَهَنَّادٌ الْمَعْنٰى قَالَا نَا اَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِاِسْنَادِهِ بِهٰذَا قَالَ مَرَّ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَنَا وَهِيَ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْنَا خُصٌّ

لَنَا وَهِيَ نَنَحْنُ نُصْلِحُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَرَى الْأَمْرَ إِلَّا أَعْجَلَ مِنْ ذٰلِكَ ط

ترجمہ :۔ اسی حدیث کی دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہؓ بن عمرو نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر گزرے اور ہم لکڑی اور سرکنڈے کا ایک مکان درست کر رہے تھے، آپ نے فرمایا : یہ کیا ہے؟ میں نے کہا : یہ ہمارا ایک کچا مکان ہے جو بوسیدہ ہو گیا تھا تو ہم اس کی اصلاح (مرمت) کر رہے ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں تو معاملے کو اس سے جلد تر دیکھتا ہوں ! (ترمذی و ابن ماجہ، ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح :۔ اس ارشاد سے مقصد یہ نہ تھا کہ بوسیدہ مکان کی مرمت نہ کی جائے، بلکہ آخرت کی تذکیر اور موت کی یاد دہانی مقصود ہے کہ آدمی کو کسی چیز میں پڑ کر آخرت سے غافل ہونا درست نہیں ہے۔

۵۲۲۳ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ نَا زُهَيْرٌ نَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيْمٍ أَخْبَرَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ الْقُرَشِيُّ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ الْأَسَدِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَرَأَى قُبَّةً مُشْرِفَةً فَقَالَ مَا هٰذِهِ؟ قَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ فَسَكَتَ وَحَمَلَهَا فِيْ نَفْسِهِ حَتّٰى إِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ فِي النَّاسِ أَعْرَضَ عَنْهُ صَنَعَ ذٰلِكَ مِرَارًا حَتّٰى عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِيْهِ وَالْإِعْرَاضَ عَنْهُ فَشَكَا ذٰلِكَ إِلٰى أَصْحَابِهِ فَقَالَ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأُنْكِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا خَرَجَ فَرَأَى قُبَّتَكَ فَرَجَعَ الرَّجُلُ إِلٰى قُبَّتِهِ فَهَدَمَهَا حَتّٰى سَوَّاهَا بِالْأَرْضِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَرَهَا فَقَالَ مَا فَعَلَتِ الْقُبَّةُ قَالُوْا شَكَا إِلَيْنَا صَاحِبُهَا إِعْرَاضَكَ عَنْهُ فَأَخْبَرْنَاهُ فَهَدَمَهَا فَقَالَ أَمَا إِنَّ كُلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهِ إِلَّا مَا لَا إِلَّا مَا لَا يَعْنِيْ مَا لَا بُدَّ مِنْهُ ط

ترجمہ :۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آپؐ نے ایک بلند قبہ دیکھا، پس فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ آپ کے اصحاب نے کہا کہ یہ فلاں انصاری کا قبہ ہے (یعنی بلند عمارت ہے) انسؓ نے کہا کہ آپؐ

خاموش ہو گئے، اور اس بات کو اپنے دل میں رکھا، حتیٰ کہ اس شخص نے آپ کی ناراضگی اور بے توجہی کو جان لیا، اس نے اس کی شکایت اپنے دوستوں سے کی اور کہا کہ واللہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بیگانگی پاتا ہوں، لوگوں نے کہا کہ آپؐ باہر نکلے تھے اور تیرا بلند مکان دیکھا تھا، انسؓ نے کہا کہ وہ آدمی اپنے بلند مکان کی طرف واپس گیا اور اُسے ڈھا کر زمین کے برابر کر دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر نکلے تو وہ نہ دیکھا۔ فرمایا: وہ بلند عمارت کہاں گئی؟ لوگوں نے کہا کہ اس کے مالک نے ہم سے شکایت کی تھی کہ آپؐ اس سے اعراض فرماتے ہیں تو ہم نے اُسے خبر دی، اور اُس نے اسے گرا دیا، پس آپؐ نے فرمایا: ہر عمارت اپنے مالک کے لیے وبال ہے، مگر جو ضروری ہو، مگر جو ضروری ہو، (یعنی جس کے بغیر گزارہ نہ ہو سکتا ہو۔)

شرح:- حضورؐ کی ناپسندیدگی کا باعث شاید اُس کا مکان کا سب سے بلند تر ہونا تھا، یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اور آپؐ کے مقرب اصحاب نے پوری توجہ مکان بنانے اور انہیں بلند کرنے کی طرف نہ دی تھی تو اصحاب میں سے کسی ایک کا سب سے الگ تھلگ ہو کر اتنا بلند مکان بنانا نامناسب تھا، اگر وہ لوگ اس زمانے میں اس کام کی طرف لگ جاتے تو دین کا کام جو دنیا بھر میں ہوا ہے، نہ ہو سکتا، صحابی ہونے کی وجہ سے اس شخص کی یہ ذمہ داری تھی کہ زندگی کو حتی الوسع عیش و تنعم سے بچا کر رکھے۔

بَابٌ ۲۹ فِي اتِّخَاذِ الْغُرَفِ

بالاخانے بنانے کا باب

۵۲۲۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ الرُّؤَاسِيُّ نَا عِيسَى عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ دُكَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ الطَّعَامَ فَقَالَ يَا عُمَرُ اذْهَبْ فَأَعْطِهِمْ فَارْتَقَى بِنَا إِلَى عُلِّيَّةٍ فَأَخَذَ الْمِفْتَاحَ مِنْ حُجْرَتِهِ فَفَتَحَ ط

ترجمہ:- دُکین بن سعید المزنی نے کہا کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ سے کھانا طلب کیا، پس حضورؐ نے فرمایا: اے عمرؓ جاؤ اور انہیں دو، راوی نے کہا کہ پس حضرت عمرؓ ایک بالاخانے پر چڑھے اور تہبند باندھنے کی جگہ سے کنجی لی اور دروازہ کھولا۔ (اسے بخاری نے تاریخ کبیر میں روایت کیا ہے۔)

شرح:- اس حدیث کو تفصیل و تطویل کے ساتھ امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بالاخانہ حضرت عمرؓ کا تھا، اور حضورؐ نے انہیں اپنے پاس سے دینے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ان حضرات کو جن کی تعداد چالیس تھی، کھجوریں دی تھیں۔

❖ ❖ ❖ ❖

بَابٌ فِي قَطْعِ السِّدْرِ

بیری کاٹنے کا باب

۵۲۲۵۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عُثْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُبْشِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً صَوَّبَ اللهُ رَأْسَهُ فِي النَّارِ۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن حبشی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی بیری کاٹی، اللہ اُس کے سر کو آگ میں جھکائے گا (نسائی، اور اس کی روایت میں خثعمی آیا ہے) ابوداؤد سے اس حدیث کا مطلب پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا کہ یہ حدیث مختصر ہے، اور پوری یہ ہے کہ جس نے بیابان میں کوئی بیری کاٹی، جس کے نیچے مسافر، اور جانور سایہ حاصل کرتے تھے، اس نے یہ بیری ناحق ازراہ ظلم وعبث کاٹ دی، اس میں اس کا کوئی حق (ملکیت وغیرہ کا) نہ تھا تو اللہ تعالیٰ اُس کا سر جہنم میں نیچا کرے گا۔

شرح:۔ اس بیری سے بعض نے مکہ کے حرم کی بیری مراد لی ہے جس کا کاٹنا ممنوع ہے۔ بیہقی نے اپنی سنن میں لکھا ہے کہ ابوثور نے کہا: میں نے ابوعبداللہ الشافعی سے بیری کے کاٹنے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ بعض نے کہا کہ ممانعت مدینہ کی بیریوں سے متعلق تھی تاکہ مہاجرین ان کے سائے میں آرام پائیں، خطابی کے خیال میں یہ کوئی خاص بیری تھی جو کسی یتیم کی ملکیت تھی، سوال اس کے متعلق حضورؐ سے کیا گیا تھا، راوی نے جواب تو سن لیا مگر سوال نہ سنا اور اس سے تعمیم کی غلط فہمی پیدا ہوگئی۔ واللہ اعلم

۵۲۲۶۔ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

ترجمہ:۔ عروہ بن زبیرؓ اسی حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع بیان کرتے ہیں، (یہ مرسل روایت ہے)

۵۲۲۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا نَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَأَلْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ عَنْ قَطْعِ السِّدْرِ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى قَصْرِ عُرْوَةَ فَقَالَ أَتَرَى هَذِهِ الْأَبْوَابَ وَالْمَصَارِيعَ إِنَّمَا هِيَ

مِنْ سِدْرِ عُرْوَةَ كَانَ عُرْوَةُ يَقْطَعُهُ مِنْ أَرْضِهِ وَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ زَادَ حُمَيْدٌ فَقَالَ هِيَ يَا عِرَاقِيُّ جِئْتَنِي بِبِدْعَةٍ قَالَ قُلْتُ إِنَّمَا الْبِدْعَةُ مِنْ قِبَلِكُمْ سَمِعْتُ مَنْ يَقُولُ بِمَكَّةَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَطَعَ السِّدْرَ ثُمَّ سَاقَ مَعْنَاهُ ط

ترجمہ:- حسان بن ابراہیم نے کہا کہ میں نے ہشام بن عروہ سے بیری کاٹنے کے متعلق پوچھا اور ہشام اس وقت عروہ کے محل سے پشت لگائے ہوئے تھا، پس وہ بولا کہ کیا تم ان دروازوں کو اور کواڑوں کو دیکھتے ہو؟ یہ عروہ کی بیر لوبلک کے بنے ہوئے ہیں اور عروہ انہیں اپنی زمین سے کاٹ دیتے تھے، اور کہتے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، حمید بن مسعدہ راوی نے یہ اضافہ کیا کہ: ہشام نے کہا: اے عراقی اور لوبو، تم تو میرے پاس ایک بدعت لائے ہو، راوی نے کہا کہ میں نے کہا: بدعت تو تمہاری طرف سے ہی ہے، میں نے مکہ میں کہنے والے کو سُنا کہ بیری کاٹنے والے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، الخ پھر راوی نے اُسی حدیث کا معنیٰ بیان کیا، (حافظ منذری نے کہا کہ اس کی سند مضطرب ہے، حدیث عروہ سے مروی ہے اور اس کا بیٹا ہشام کہتا ہے کہ عروہ بیری کو قطع کر دیتا تھا، اس سے مراد حرم مکہ کی بیری ہے یا مدینہ کی کیونکہ مہاجر اور مسافر اس کے سائے میں پناہ لیتے تھے، یا پھر یہ جنگل کی بیری ہے جس کے نیچے انسان اور چارپائے آرام پائیں اور کوئی شخص ناحق ظلم و عبث کی رُو سے اسے کاٹ دے (اس پر کچھ گفتگو اوپر گزر چکی ہے۔)

بَابٌ ۱۳ فِي إِمَاطَةِ الْأَذَى

(اذیت دینے والی چیز کو دور کرنے کا باب)

۵۲۲۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْإِنْسَانِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَسِتُّونَ مَفْصِلًا فَعَلَيْهِ أَنْ يَتَصَدَّقَ عَنْ كُلِّ مَفْصِلٍ مِنْهُ بِصَدَقَةٍ قَالُوا وَمَنْ يُطِيقُ ذَلِكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ النُّخَاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ تَدْفِنُهَا وَالشَّيْءُ تُنَحِّيهِ عَنِ الطَّرِيقِ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فَرَكْعَتَا الضُّحَى تُجْزِئُكَ ط

ترجمہ: عبد اللہ بن بریدہؓ نے کہا کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے سُنا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے

سناتھا: انسان میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ پس اس پر لازم ہے کہ ان میں سے ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ ادا کرے۔ لوگوں نے کہا کہ اے نبی اللہ اس کی طاقت کون رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: مسجد میں کھنکار کو تو دفن کر دے اور راستے سے کسی چیز کو ہٹا دے اور اگر تو اور کچھ نہ پائے تو چاشت کی دو رکعات تجھے کافی ہیں (اس کی سند میں علی بن الحسین بن واقد متکلم فیہ ہے مگر صحاح میں اس مضمون کی احادیث وارد ہیں۔

۵۲۲۹ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح وَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ عَنْ عَبَّادٍ وَهٰذَا لَفْظُهُ وَهُوَ أَتَمُّ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنِ ابْنِ آدَمَ صَدَقَةٌ تَسْلِيمُهُ عَلَى مَنْ لَقِيَ صَدَقَةٌ وَأَمْرُهُ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيُهُ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَإِمَاطَتُهُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ وَبُضْعَتُهُ أَهْلَهُ صَدَقَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَأْتِي شَهْوَتَهُ وَتَكُونُ لَهُ صَدَقَةٌ قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ وَضَعَهَا فِي غَيْرِ حَقِّهَا أَكَانَ يَأْثَمُ قَالَ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ رَكْعَتَانِ مِنَ الضُّحَى ط

ترجمہ:۔ ابوذرؓ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بوقتِ صبح بنی آدم کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ ہوتا ہے، ملنے والے کو سلام کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، بدی سے روکنا صدقہ ہے، راستے سے اذیت ناک چیز کو ہٹانا صدقہ ہے اور اپنی گھر والی کے ساتھ مباشرت کرنا بھی صدقہ ہے لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ! وہ تو شہوت پوری کرے اور پھر بھی صدقہ ہو؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ بتاؤ کہ اگر وہ ناحق میں اپنی شہوت پوری کرے تو کیا وہ گنہگار ہوگا یا نہیں؟ پھر حضورؐ نے فرمایا: ان سب کی طرف سے چاشت کی دو رکعتیں کافی ہیں۔ (نسائی، ابوداؤد نے کہا کہ حماد نے امر و نہی کا ذکر نہیں کیا) خطابی اور منذری نے سُلامیٰ کا معنیٰ ہر ہڈی اور ہر جوڑ بتایا ہے۔

۵۲۳۰ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ نَا خَالِدُ بْنُ وَاصِلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيْلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَسَطِهِ ط

ترجمہ:۔ ابوالاسود دیلی نے یہ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، اس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو کے وسط میں یہ حدیث ارشاد فرمائی کمافی الصحیح (مسلم)۔ امام نوویؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث سے قیاس کا جواز ثابت ہوتا ہے اور اہلِ ظاہر کے سوا ساری امت کے علماء اس کے جواز پر متفق ہیں۔ حدیث میں بیان شدہ قیاس کو اصولی قیاسِ عکس کا نام دیتے

ہیں۔ بعض نے اسے تسلیم نہیں کیا مگر صحیح تر یہ ہے کہ اس پر عمل جائز ہے۔

۵۲۳۱۔ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ أَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ نَزَعَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ غُصْنَ شَوْكٍ عَنِ الطَّرِيقِ إِمَّا كَانَ فِي شَجَرَةٍ فَقَطَعَهُ فَأَلْقَاهُ وَإِمَّا كَانَ مَوْضُوعًا فَأَمَاطَهُ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ بِهَا فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ ط

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مرد جس نے اور کوئی نیکی نہ کی تھی، ایک کانٹے دار شاخ کو راستے سے ہٹا دیا، یا تو وہ کسی درخت پر تھی جسے اُس نے کاٹ کر پھینک دیا یا وہ راستے میں پڑی تھی تو اسے دور کر دیا، سو اللہ تعالیٰ نے اس کی اس نیکی کو شرف قبولیت بخشا اور اُسے جنت میں داخل کر دیا۔ (پس مخلوقِ خدا کی ایک ذراسی پُرخلوص خدمت کے باعث اُس کی بخشش ہو گئی۔)

بَابٌ۳۲ فِي إِطْفَاءِ النَّارِ بِاللَّيْلِ

رات کو آگ بجھا دینے کا باب

۵۲۳۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رِوَايَةً وَقَالَ مَرَّةً يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ ط

ترجمہ:۔ سالم بن عبداللہ بن عمر نے اپنے والد سے روایت کی، اور راوی نے ایک بار کہا کہ وہ اس روایت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تک پہنچاتے تھے کہ، جب تم سوتے ہو تو اپنے گھروں میں آگ کو مت چھوڑو (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ) کیونکہ آگ جلتی رہے، بجھی ہوئی یا محفوظ اور بند نہ ہو تو آگ لگ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے، مبادا کوئی چوہا وغیرہ یا شیطان اسے مکان میں وہاں تک پہنچا دے کہ وہ بھڑک اُٹھے۔

۵۲۳۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّمَّارُ نَا عَمْرُو بْنُ طَلْحَةَ حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتْ

فَارَةٌ فَاَخَذَتْ تَجُرُّ الْفَتِيْلَةَ فَجَاءَتْ بِهَا فَاَلْقَتْهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُمْرَةِ الَّتِيْ كَانَ قَاعِدًا عَلَيْهَا فَاَحْرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ مَوْضِعِ دِرْهَمٍ فَقَالَ اِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْا سُرُجَكُمْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هٰذِهٖ عَلٰى هٰذَا فَتَحْرِقُكُمْ ط

ترجمہ:۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک چوہیا آئی اور وہ بتی کو پکڑ کر گھسیٹتی ہوئی لائی اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس مصلّے پر ڈال دیا جس پر کہ آپ تشریف فرما تھے اور اس میں سے درہم کی مقدار کے برابر جگہ جلا دی، پس حضورؐ نے فرمایا کہ جب تم سوؤ تو اپنے چراغ بجھا دو کیونکہ شیطان اس جیسی (چوہیا جیسی) چیزوں کو اس جیسی بات بتاتا ہے مبادا تمہیں جلا دے، (منذری نے کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی عمرو بن طلحہ کا ذکر ہوتے کتبِ حدیث میں نہیں پایا۔ اگر یہ عمر بن طلحہ ہے تو اس میں تصحیف ہو گئی ہے۔)

شرح:۔ حافظ منذری نے کہا کہ بخاری و مسلم نے ابوموسیٰؓ اشعری سے روایت کی ہے کہ مدینہ میں ایک گھر جل گیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا واقعہ بتایا گیا تو حضور نے فرمایا "یہ آگ جو ہے یہ تمہاری دشمن ہے، پس جب تم سوؤ تو اسے بجھا کر سویا کرو، بخاری نے جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برتن ڈھانک کر رکھو، ... کیونکہ چوہیا بعض دفعہ چراغ کی بتی کھینچ کر لے جاتی ہے اور گھر والوں کو جلا دیتی ہے۔ مسلم نے بھی کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ اسی قسم کی روایت کی ہے۔

بَابٌ ۳۳ فِيْ قَتْلِ الْحَيَّاتِ

(سانپوں کے قتل کا باب)

۵۲۳۴۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا سَالَمْنَاهُنَّ مُنْذُ حَارَبْنَاهُنَّ وَمَنْ تَرَكَ شَيْئًا مِنْهُنَّ خِيْفَةً فَلَيْسَ مِنَّا ط

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے جب سے ان کے ساتھ جنگ کی ہے تب سے ان سے صلح نہیں کی، اور جو شخص ڈر کر ان میں سے کسی چیز کو چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

شرح:۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ شاید اس سے مراد وہ واقعہ ہے جو مروی ہے، کہ ابلیس سانپ کے جسم میں داخل ہو کر جنت میں گیا تھا، مگر یہ روایت اسرائیلی ہے) اور ممکن ہے کہ یوں کہا جائے: انسان اور سانپ کے درمیان جنگ جبلّی و فطری ہے

کیونکہ ان میں سے ہر ایک فطرتاً دوسرے کو قتل کرنا چاہتا ہے، منذری نے کہا ہے کہ احمد بن صالح سے اس حدیث کی شرح پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ یہ عداوت جنت سے خروج کے وقت کی ہے کہ آدمؑ و حواؑ اور ابلیس اور سانپ کو نیچے اتارا گیا اور فرمایا گیا: یہاں سے اترو تم میں سے بعض بعضوں کے دشمن ہوں گے۔ (مگر یہ قول تب درست ہوگا جبکہ یہ ثابت ہو جائے کہ سانپ کو بھی اس وقت نیچے بھیجا گیا تھا۔)

۵۲۳۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ السُّكَّرِيُّ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ يُوسُفَ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُقْتُلُوا الْحَيَّاتِ كُلَّهُنَّ فَمَنْ خَافَ ثَأْرَهُنَّ فَلَيْسَ مِنَّا ط

ترجمہ:- عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سانپوں کو قتل کرد، پس جو ان کے انتقام سے ڈرا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (نسائی)

شرح:- یعنی ہر قسم کے سانپ کو قتل کر دینا چاہیے، زمانہ جاہلیت میں وہم تھا کہ سانپ کو قتل کیا جائے تو اس کا جوڑا اگر انتقام لیتا ہے، اور ہر سال مارنے والے کو ڈستا ہے۔ ہندوستان کے بعض علاقوں میں بھی یہ وہم موجود ہے، حضورؐ نے اسی سے منع فرما دیا۔ اور ہر سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

۵۲۳۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ نَا مُوسَى بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ فِيمَا أُرَى إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْحَيَّاتِ مَخَافَةَ طَلَبِهِنَّ فَلَيْسَ مِنَّا مَا سَالَمْنَاهُنَّ مُنْذُ حَارَبْنَاهُنَّ ط

ترجمہ:- موسیٰ بن مسلم نے کہا کہ عکرمہ میرے خیال میں اسی حدیث کو ابن عباسؓ کے حوالہ سے بیان کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سانپوں کو اس خوف سے چھوڑ دے کہ وہ اس کا پیچھا کریں گے تو وہ ہم میں سے نہیں جب سے ہم نے ان سے جنگ کی ہے تب سے ان کے ساتھ صلح نہیں کی۔ (گویا موسےٰ راوی کو اس حدیث کے رفع کا یقین نہیں ہے۔)

۵۲۳۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ مُوسَى الطَّحَّانِ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَابِطٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا نُرِيدُ أَنْ نَكْنُسَ زَمْزَمَ وَإِنَّ فِيهَا مِنْ هٰذِهِ

الْجِنَّانِ يَعْنِي الْحَيَّاتِ الصِّغَارَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِهِنَّ ط

ترجمہ: عباسؓ بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ ہم چاہتے ہیں کہ چاہ زمزم کو صاف کریں اور اس میں یہ جنان ہیں یعنی چھوٹے سانپ، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مار ڈالنے کا حکم فرمایا (حافظ منذری نے کہا ہے کہ عبدالرحمن بن سابط، (جو عباسؓ سے روایت کر رہا ہے) کہ حضرت عباسؓ سے سماع کرنے میں کلام ہے اور اظہر یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔)

۵۲۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ الْحَبَلَ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَقْتُلُ كُلَّ حَيَّةٍ وَجَدَهَا فَأَبْصَرَهُ أَبُو لُبَابَةَ أَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يُطَارِدُ حَيَّةً فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ نُهِيَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ ط

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سانپوں کو قتل کرو اور (خصوصاً) دو لکیروں والے کو اور بے دُم (دُم کٹے) کو، کیونکہ وہ نظر کو فاسد کرتے ہیں اور حمل کو گرا دیتے ہیں۔ سالم نے کہا کہ عبداللہؓ ہر سانپ کو جسے پاتے تھے قتل کر دیتے تھے پس ابولبابہ نے یا زید بن الخطابؓ نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ وہ ایک سانپ کو قتل کرنے کی کوشش کر رہے تھے پس کہا کہ: گھروں میں رہنے والوں سے قتل سے منع کیا گیا ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح: يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ کا معنی یہ ہے کہ ان میں ایسی خاصیت ہے کہ انسان کو دیکھیں تو اس کی نگاہ پر اثر ڈالتے ہیں، یا کاٹنے اور ڈسنے کے لیے آنکھوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر حاملہ عورت کی ان پر نظر پڑ جائے تو ان کے زہر کے باعث اس کا حمل ساقط ہو جاتا ہے۔ منذری نے کہا ہے کہ بقول النضر بن شمیل ابتر نیلے رنگ کا بے دم کا سانپ ہوتا ہے جسے اگر حاملہ دیکھ لے تو اس کا حمل گر جاتا ہے۔

۵۲۳۹۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي لُبَابَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتِي تَكُونُ فِي الْبُيُوتِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يَخْطِفَانِ الْبَصَرَ وَيَطْرَحَانِ مَا فِي بُطُونِ

النِّسَاءِ ط

ترجمہ:۔ ابولبابہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن چھوٹے سانپوں کے قتل سے منع فرمایا تھا، جو گھروں میں رہتے ہیں، لیکن اگر دو لکیروں والا (جس کی پشت پر دو خط ہوتے ہیں) اور دُم کٹا ہو تو وہ مستثنیٰ ہیں، کیونکہ یہ دونوں نگاہ کو اُچک لیتے ہیں اور عورتوں کا حمل گرا دیتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

۵۲۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ وَجَدَ بَعْدَ ذَٰلِكَ يَعْنِي بَعْدَ مَا حَدَّثَهُ أَبُو لُبَابَةَ حَيَّةً فِي دَارِهٖ فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ يَعْنِي إِلَى الْبَقِيعِ ط

ترجمہ:۔ نافع سے روایت ہے کہ ابولبابہؓ کے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد عبداللہؓ بن عمر نے اپنے گھر میں ایک سانپ پایا تو اس کے نکالنے کا حکم دیا پس اُسے بقیع کی طرف نکال دیا گیا۔

تشریح:۔ جنّان سفید رنگ کے پتلے سانپ کو کہتے ہیں جو گھروں میں رہتا ہے، قرآن مجید میں عصائے موسیٰ کے سانپ میں تبدیل ہونے کو ایک جگہ کَاَنَّهَا جَانٌّ فرمایا ہے (۲۸-۳۱) اور ایک مقام پر اُسے ثُعْبَانٌ (۷-۱۰۷) فرمایا گیا ہے۔ بظاہر یہ دونوں لفظ ایک دوسرے کے خلاف ہیں، کیونکہ ثعبانؔ اژدہا کو کہتے ہیں۔ ثعلب نحوی نے کہا کہ وہ بڑائی میں اژدہا اور تیزی میں ہلکا پھلکا تھا۔ منذری نے کہا کہ یہ دو مختلف حالتیں بتائی گئی ہیں، فرعون کے سامنے وہ اژدہا تھا اور موسیٰؑ نے پہلی مرتبہ جب طور پر اسے سانپ بنتے دیکھا تو وہ پتلا سا سفید رنگ کا سانپ تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۵۲۴۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ عَنْ نَافِعٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ نَافِعٌ ثُمَّ رَأَيْتُهَا بَعْدُ فِي بَيْتِهٖ ط

ترجمہ:۔ گزشتہ حدیث میں نافع کا قول ہے، کہ پھر میں نے وہ سانپ عبداللہؓ بن عمر کے گھر میں دیکھا تھا۔

۵۲۴۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَىٰ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَىٰ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ انْطَلَقَ هُوَ وَصَاحِبٌ لَهٗ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ يَعُودَانِهٖ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهٖ فَلَقِيَنَا صَاحِبًا لَنَا وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِ فَأَقْبَلْنَا نَحْنُ فَجَلَسْنَا فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَ فَأَخْبَرَنَا أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ

الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْهَوَامَّ مِنَ الْجِنِّ فَمَنْ رَأَى فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فَلْيُحَرِّجْ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنْ عَادَ فَلْيَقْتُلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ ط

ترجمہ:۔ محمد بن ابی یحییٰ نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ وہ اور اس کا ایک دوست ابوسعیدؓ کی عیادت کو گئے، پس جب ہم ان کے ہاں سے نکلے تو ہمارا ایک دوست ہم سے ملا جو ابوسعیدؓ کے پاس جانا چاہتا تھا، پس ہم چلے آئے اور مسجد میں بیٹھ گئے، پھر وہ دوست آیا اور اس نے ہمیں بتایا کہ اُس نے ابوسعیدؓ کو کہتے سُنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ زہریلے جانور (سانپ وغیرہ) جنوں میں سے ہیں پس جو اپنے گھر میں کوئی چیز دیکھے تو تین بار اُسے تنگ کرے، اگر پھر واپس آجائے تو اُسے مار ڈالے کیونکہ وہ شیطان ہے (منذری نے کہا کہ اس کی سند میں ایک مجہول آدمی ہے۔

شرح:۔ تنگ کرنے کا معنیٰ یہ ہے کہ تین بار اُس سے کہے: میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ ہمارے ہاں ظاہر مت ہو ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے۔

۵۲۴۳۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ صَيْفِيٍّ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ عَنْ أَبِي السَّائِبِ قَالَ أَتَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَهُ سَمِعْتُ تَحْتَ سَرِيرِهِ تَحْرِيكَ شَيْءٍ فَنَظَرْتُ فَإِذَا حَيَّةٌ فَقُمْتُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ مَا لَكَ فَقُلْتُ حَيَّةٌ هٰهُنَا قَالَ فَتُرِيدُ مَاذَا قُلْتُ أَقْتُلُهَا فَأَشَارَ إِلَى بَيْتٍ فِي دَارِهِ تِلْقَاءَ بَيْتِهِ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ عَمٍّ لِي كَانَ فِي هٰذَا الْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ اسْتَأْذَنَ إِلَى أَهْلِهِ وَكَانَ حَدِيثَ عَهْدٍ بِعُرْسٍ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَهُ أَنْ يَذْهَبَ بِسِلَاحِهِ فَأَتَى دَارَهُ فَوَجَدَ امْرَأَتَهُ قَائِمَةً عَلَى بَابِ الْبَيْتِ فَأَشَارَ إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ فَقَالَتْ لَا تَعْجَلْ حَتَّى تَنْظُرَ مَا أَخْرَجَنِي فَدَخَلَ الْبَيْتَ فَإِذَا حَيَّةٌ مُنْكَرَةٌ فَطَعَنَهَا بِالرُّمْحِ ثُمَّ خَرَجَ بِهَا فِي الرُّمْحِ تَرْتَكِضُ قَالَ فَلَا أَدْرِي أَيُّهُمَا كَانَ أَسْرَعَ

مَوْتًا الرَّجُلُ أَوِ الْحَيَّةُ فَأَتَى قَوْمُهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَرُدَّ صَاحِبَنَا فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِصَاحِبِكُمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ أَسْلَمُوْا بِالْمَدِيْنَةِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ أَحَدًا مِنْهُمْ فَحَذِّرُوْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ إِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدُ أَنْ تَقْتُلُوْهُ فَاقْتُلُوْهُ بَعْدَ الثَّلَاثِ ۔

ترجمہ:- ابوالسائب نے کہا کہ میں ابوسعید خدری کے پاس گیا، جب میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو ان کی چارپائی کے نیچے کسی چیز کی حرکت سنی، میں نے دیکھا تو وہ ایک سانپ تھا، پس میں اٹھا تو ابوسعیدؓ نے کہا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ یہاں ایک سانپ ہے، ابوسعیدؓ نے کہا کہ پھر تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا کہ اُسے قتل کرنا چاہتا ہوں پس ابوسعیدؓ اپنے مکان کے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا جو ان کے کمرے کے ساتھ تھا اور کہا کہ میرا ایک چچا زاد بھائی اس گھر میں تھا، جب جنگِ احزاب ہوئی تو اُس نے گھر آنے کی اجازت مانگی اور اُس کی نئی نئی شادیاں ہوئی تھی، پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دے دی، اور حکم دیا کہ اپنے ہتھیاروں سمیت جائے، پس وہ اپنے گھر میں آیا تو اپنی بیوی کو گھر کے دروازے پر کھڑی ہوئی پایا۔ پس اُس نے اس کی طرف نیزے سے اشارہ کیا، اُس نے کہا: جلدی مت کر جب تک کہ تو خود دیکھ لے کہ کس چیز نے مجھے باہر نکالا ہے۔ پس وہ گھر میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہاں ایک بڑا سا سانپ ہے پس اُس نے اُسے نیزہ مارا اور اسے لے کر باہر نکلا اور وہ (نیزے میں پرو یا ہوا) تڑپ رہا تھا۔ ابوسعیدؓ نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ پہلے کون مرا، آیا وہ آدمی یا سانپ؟ پس اس کی قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ ہمارے دوست کو واپس (زندہ) کر دے۔ حضورؐ نے فرمایا: اپنے ساتھی کے لیے دعائے مغفرت کرو، پھر فرمایا کہ جنوں کی ایک جماعت مدینہ میں مسلمان ہوگئی تھی، پس جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین بار اُسے ڈراؤ، اس کے بعد اگر تمہارا جی چاہے تو اسے قتل کر دو (مسلم، ترمذی، نسائی)، مسلم کا لفظ ہے کہ وہ کافر ہے۔

شرح:- اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ تین بار اعلان کرنے اور تنگ کرنے کا حکم مدینہ کے گھریلو سانپوں کے ساتھ مخصوص تھا، حافظ منذری نے کہا ہے کہ بعض علماء مدینہ اور دوسری ہر جگہ کے صحرائی اور گھریلو سانپوں کے قتل کے قائل ہیں، انہوں نے نہ کسی جنس و نوع کا استثناء کیا نہ کسی جگہ کا۔ ان کا استدلال ان عام اور مطلق احادیث سے ہے جنہیں کوئی تخصیص یا استثناء نہیں کیا گیا، اور ان میں سانپوں کے مارنے کا حکم ہے، بعض نے کہا کہ گھریلو سانپ اسی حکم سے مستثنیٰ ہیں سوائے دو لکیروں والے اور ابتر کے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ گھریلو سانپوں کو تین دفعہ تنگ کرنے اور اعلان کرنے کا حکم مدینہ منورہ کے گھریلو سانپوں کے متعلق ہے، اور ان کی دلیل ابوسعیدؓ خدری کی حدیث ہے منذری کا خیال ہے کہ شاید اس وقت تک صرف مدینہ کے جن ایمان لائے تھے، لہٰذا اُن کا حکم مومن انسانوں جیسا بتایا گیا ہے ممکن ہے بعد میں جنوں میں سے کچھ اور بھی بعض اور مقامات پر ایمان لائے ہوں لہٰذا اعلان و تحریج ہر آبادی میں ضروری ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

۵۲۴۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ بِهَذَا الْحَدِيثِ مُخْتَصَرًا قَالَ فَلْيُؤْذِنْهُ ثَلَاثًا فَإِنْ بَدَا لَهُ بَعْدُ فَلْيَقْتُلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ ط

ترجمہ :- اسی حدیث کی ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: اُسے تین بار خبردار کرے، اگر اس کے بعد جی چاہے (یا وہ پھر بھی ظاہر ہو) تو اسے قتل کر دے، کیونکہ وہ شیطان ہے۔

۵۲۴۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ أَنَا وَهْبٌ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ صَيْفِيٍّ مَوْلَى ابْنِ أَفْلَحَ أَخْبَرَنِي أَبُو السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَأَتَمَّ مِنْهُ قَالَ فَآذِنُوهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ ط

ترجمہ :- ایک روایت میں ہے کہ وہ (ابوالسائب) ابوسعیدؓ خدری کے پاس داخل ہوا، الخ یہ روایت اوپر والی کی نسبت تمام تر ہے۔ اس میں ہے کہ فرمایا: اسے تین دن تک خبردار کرو، اس کے بعد اگر تمہارا جی چاہے (یا یہ کہ وہ اس کے بعد ظاہر ہو) تو اسے قتل کر دو، کیونکہ وہ شیطان ہے، اور مسلم کی ایک روایت کا لفظ ہے کہ: وہ کافر ہے۔

۵۲۴۶ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ هَاشِمٍ نَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ حَيَّاتِ الْبُيُوتِ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُنَّ شَيْئًا فِي مَسَاكِنِكُمْ فَقُولُوا أَنْشُدُكُنَّ الْعَهْدَ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْكُنَّ نُوحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْشُدُكُنَّ الْعَهْدَ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْكُنَّ سُلَيْمَانُ أَنْ لَا تُؤْذُونَا فَإِنْ عُدْنَ فَاقْتُلُوهُنَّ ط

ترجمہ :- عبدالرحمن بن ابی لیلیٰؒ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھریلو سانپوں کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: جب تم ان میں سے کسی کو اپنے گھر میں دیکھو تو کہو "میں تمہیں وہ عہد یاد دلاتا ہوں جو نوحؑ نے تم سے لیا تھا، میں تمہیں وہ عہد یاد دلاتا ہوں، جو تم سے سلیمانؑ نے لیا تھا کہ تم ہمیں اذیت مت دو" اس کے بعد اگر وہ پھر نکلیں تو انہیں قتل کر دو۔ (ترمذی، نسائی)

شرح :- منذری نے کہا ہے کہ یہ ابن ابی لیلیٰ جو اس حدیث کو ثابت بنانی سے روایت کر رہا ہے اس کی حدیث ناقابلِ اعتبار ہے، اس کا نام دراصل محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ہے۔ ابولیلیٰ صحابی ہے جس کا نام لیسار، یا داؤد، یا اوس یا بلال تھا، اور

لقب الیسر ہے۔

۵۲۴۷۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ كُلَّهَا إِلَّا الْجَانَّ الْأَبْيَضَ الَّذِي كَأَنَّهُ قَضِيبُ فِضَّةٍ ط

ترجمہ:۔ ابراہیم نخعی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: تمام سانپوں کو قتل کر دو سوائے اُس سفید پتلے سانپ کے جو چاندی کی چھڑی کی طرح ہے، ابوداؤد نے کہا کہ ایک انسان نے مجھ سے کہا کہ جن لنگڑا کر نہیں چلتا، اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ اس کی علامت ہے۔ انشاء اللہ۔

شرح: حافظ منذری نے کہا ہے کہ ابراہیم کا سماع ابن مسعودؓ سے نہیں ہوا، لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے، حافظ ابن عبدالبر نے کہا کہ ابن مسعودؓ کا یہ قول عجیب وغریب اور حسن ہے، میری گزارش یہ ہے کہ ابوداؤد کا قول واضح نہیں ہے جن اگر سانپ کی شکل میں ہو تو اس کا لنگڑا پن کیسے معلوم ہو سکے گا؟ واللہ اعلم۔

بَابٌ فِي قَتْلِ الْأَوْزَاغِ

چھپکلیوں کے قتل کا باب

۵۲۴۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَسَمَّاهُ فُوَيْسِقًا ط

ترجمہ:۔ عامر بن سعدؓ (ابن ابی وقاص) نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپکلی کے قتل کا حکم دیا، اور اس کا نام فُوَیْسِق (بدکار) رکھا (مسلم)

شرح:۔ حافظ ابن القیمؒ نے فرمایا کہ بخاری نے اُمّ شریکؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپکلی کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا: یہ ابراہیمؑ کی چتا پر پھونکیں مارتی تھی، بخاری ومسلم دونوں نے اُمّ شریک سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپکلی کے قتل کی اجازت مانگی تو آپؐ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ حضورؐ نے اسے فویسق اس کے اندر پائے جانے والے ضرر کے باعث فرمایا۔ اور اس کے لیے صیغۂ تصغیر کا استعمال تحقیراً ہوا ہے۔

۵۲۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً أَدْنَى مِنَ الْأُولَى وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً ۔ أَدْنَى مِنَ الثَّانِيَةِ ؕ

ترجمہ :۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے پہلی ضرب میں چھپکلی کو مار دیا تو اس کو اتنی اور اتنی نیکیاں ملیں گی اور جس نے اسے دوسری ضرب میں مارا اسے اتنی اور اتنی نیکیاں، پہلے سے کم ملیں گی، اور جس نے تیسری ضرب میں قتل کیا تو اس کو اتنی اور اتنی نیکیاں، دوسرے سے کم ملیں گی۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح :۔ مسلم کی روایت یوں ہے کہ پہلی ضرب سے مار دینے والے کو سو نیکیاں ملیں گی۔ مولانا نے شیخ عزالدین عبدالسلام سے نقل کیا ہے کہ پہلی ضرب پر زیادہ ثواب کا باعث یا تو یہ ہے کہ اس نے اچھی طرح قتل کیا، (مقتول کو تڑپایا نہیں) پس یہ حضورؐ کے اس قول میں داخل ہوا کہ جب قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو، اور یا اس کا سبب یہ ہے کہ خیر کی طرف جلدی کرنا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے تحت میں داخل ہے کہ: نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت کرو، ان دونوں معنوں کے لحاظ سے سانپ اور بچھو اذیت ونقصان کی زیادتی کے باعث اس سے زیادہ مستوجب ہوتے ہیں۔

۵۲۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ سُهَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي أَوْ أُخْتِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ سَبْعِينَ حَسَنَةً ؕ

ترجمہ :۔ سہیل نے کہا کہ میرے بھائی یا میری بہن نے مجھ سے ابوہریرہؓ سے روایت کر کے بیان کیا، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: پہلی ضرب پر ستر نیکیاں ہیں۔ (صحیح مسلم میں سہیل بن ابی صالح عن ابی ہریرہؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: پہلی ضرب پر ستر نیکیاں ہیں۔

شرح :۔ حافظ منذری نے اس روایت کو اس بنا پر منقطع ٹھہرایا ہے کہ ابوصالح کی اولاد میں کوئی ایسا نہیں جس نے ابوہریرہؓ کو پایا ہو، سہیل بن ابی صالح کے بھائیوں کے نام: محمد بن ابی صالح، صالح بن ابی صالح، عبداللہ بن ابی صالح ہیں، آخری شخص عبّاد کے نام سے معروف تھا، اور اس کی بہن کا نام سودہ بنت ابی صالح تھا، سہیل نے یہ نہیں بتایا کہ ان میں سے اس نے کس سے روایت کی ہے، ابومسعود دمشقی کی تعلیق میں ہے کہ سہیل نے کہا: مجھ سے میرے بھائی نے، اس سے میرے باپ نے، اور اس سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا۔ اس طرح روایت تو متصل ہوگئی مگر بھائی پھر بھی مجہول رہا۔

✽ ✽ ✽

بَابٌ ۳۵ فِي قَتْلِ الذَّرِّ

چیونٹیوں کے قتل کا باب

۵۲۵۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِجِهَازِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَأُحْرِقَتْ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً ؕ

ترجمہ :- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : انبیاء میں سے ایک نبی ایک درخت کے نیچے اترا، تو ایک چیونٹی نے اسے کاٹ لیا۔ پس اس نے حکم دیا کہ اس کا سامان درخت کے نیچے سے نکال دیا جائے، چنانچہ وہ نکال لیا گیا، پھر اس نے حکم دیا تو اسے جلا دیا گیا، پس اللہ نے اس کی طرف وحی کی کہ : ایک ہی چیونٹی کو کیوں نہ مارا ؟ (مسلم، نسائی) "اسے جلا دیا گیا"، یعنی چیونٹیوں کے گھر کو جلا دیا گیا، چنانچہ بخاری کی ایک روایت میں بَيْتُهَا اور ایک میں قریۃ النمل کا لفظ ہے۔

شرح :- اہلِ عرب ہر جاندار کے مسکن کا نام الگ رکھتے ہیں، انسان کے مسکن کے لیے وطن، اونٹ کے مسکن کے لیے عطن، شیر کے مسکن کے لیے عرین اور غابہ، ہرن کے لیے کناس، بجّو کے لیے وجار، پرندے کے لیے عُش، بھیڑ کے لیے کور، جنگلی چوہے کے لیے نافق اور چیونٹیوں کے لیے قریۃ بولتے ہیں۔ (مولانا) ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ شاید اس نبی کی شریعت میں چیونٹی کا قتل اور اسے آگ سے جلانا جائز ہو گا اسی لیے زیادتی پر عتاب ہوا، اصل قتل یا جلانے پر نہیں، اسلامی شرع میں حیوان کو آگ سے جلانا جائز نہیں اور چیونٹی کا قتل بھی ممنوع ہے جیسا کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ میں چیونٹی اور شہد کی مکھی کے قتل کی ممانعت آئی ہے، مگر حافظ خطابی نے چیونٹی اور ہر موذی کے قتل کا جواز لکھا ہے اور کہا ہے کہ عتاب اس لیے ہوا کہ اس نبی نے اپنے نفس کی تشفی کے لیے ایسا کیا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عتاب کا باعث ایک بے جا سوال تھا کیونکہ اس نبی کے قصے میں آیا ہے کہ وہ ایک معذب ہلاک شدہ بستی پر گزرا اور کہا کہ اے میرے پروردگار ! ان میں بچے اور چارپائے اور بے گناہ بھی تھے، پھر اللہ کی تقدیر سے خود اس کے ساتھ یہ قصہ گزرا اور اس نے چیونٹیوں کا گھر جلوا دیا تو عتاب آیا : ایک چیونٹی کو کیوں سزا نہ دی جس نے کاٹا تھا۔

۵۲۵۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ نَمْلَةً قَرَصَتْ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَاُحْرِقَتْ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَفِيْ اَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ اَهْلَكْتَ اُمَّةً مِنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ ط

ترجمہ:- ابوہریرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، ایک چیونٹی نے ایک نبی کو کاٹا تو اس نے چیونٹیوں کی بستی کو جلانے کا حکم دے دیا اور وہ جلا دی گئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی کی کہ ایک چیونٹی نے تجھ کو کاٹا تھا مگر تو نے ایک اُمت کو ہلاک کر دیا جو تسبیح کرتی تھی۔ (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

شرح:- حافظ منذری نے کہا کہ یہ نبی غالباً عزیر تھا اور بظاہر جلانا ان کی شرع میں جائز تھا، جیسا کہ پہلے ہماری شرع میں بھی جائز تھا اور پھر حرام کیا گیا۔ اور یہ قول کہ تو نے ایک چیونٹی کو کیوں نہ مارا۔ اس پر دلالت کرتا ہے کہ اگر وہ اس ایک کو جلاتا تو جائز ہوتا، اور چونکہ اس پیغمبر کو اس سے منع نہیں کیا گیا لہٰذا معلوم ہوا کہ اس نے کوئی ناجائز کام نہ کیا تھا، خطابی نے کہا ہے کہ اگلی حدیث میں جس چیونٹی کے مارنے کی ممانعت آئی ہے وہ ایک خاص نوع ہے یعنی بڑی چیونٹی جس کے لمبے لمبے پاؤں ہوتے ہیں کیونکہ اس کی اذیت اور ضرر کم ہوتا ہے۔

۵۲۵۳ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ اَرْبَعٍ مِنَ الدَّوَابِّ النَّمْلَةِ وَالنَّحْلَةِ وَالْهُدْهُدِ وَالصُّرَدِ ط

ترجمہ:- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار جانوروں کے قتل سے منع فرمایا: چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور ممولا۔ (ابن ماجہ)

شرح:- خطابی نے کہا ہے کہ شہد کی مکھی کے قتل سے ممانعت اس لیے ہے کہ اس میں نفع پایا جاتا ہے، اور ہدہد اور ممولے کے قتل سے ممانعت، ان کے گوشت کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، العینہ یہی بات حافظ منذری نے لکھی ہے مگر ان حضرات نے ان کے گوشت کی حرمت کی کوئی دلیل نہیں دی، اور جو دلیل لکھی ہے اسے دلیل نہیں کہا جا سکتا، ظاہر ہے کہ یہ: كُلُّ ذِيْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ میں تو داخل نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں حرمت کی اور بھی کوئی دلیل موجود نہیں، عموماً دلائل سے ثابت ہے کہ کھانے کی ضرورت کے سوا حلال پرندوں کو بھی مارنا حرام ہے، پس ہدہد اور ممولے کو اگر کھانے کے لیے مارا جائے تو جائز ہے۔

۵۲۵۴ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ مَحْبُوْبُ بْنُ مُوْسٰى اَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ

الْفَزَارِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهُوَ الْحَسَنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَعْرِشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ فَجَعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا وَرَأَى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا فَقَالَ مَنْ حَرَّقَ هٰذِهِ قُلْنَا نَحْنُ قَالَ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ ط

ترجمہ :- عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، پس آپؐ رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے، ہم نے ایک چڑیا حُمّرہ دیکھی جس کے ساتھ اس کے دو چوزے تھے پس ہم نے اس کے چوزے پکڑ لیے وہ آئی اور اوپر چکر کاٹنے اور پروں کا سایہ کرنے لگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا: اس کے بچوں کے باعث کس نے اس کو دکھ دیا ہے؟ اس کے بچوں کو واپس کر دو، اور آپ نے چیونٹیوں کا ایک گھر دیکھا جس کو ہم نے جلا دیا تھا پس آپؐ نے فرمایا: اس کو کس نے جلایا ہے؟ ہم نے کہا کہ ہم نے، حضورؐ نے فرمایا: کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ آگ کے رب کے سوا آگ کا عذاب کوئی اور دے (یہ حدیث کتاب الجہاد میں بھی گزری ہے۔)

بَابٌ ۳۶ فِي قَتْلِ الضِّفْدَعِ

مینڈک کو قتل کرنے کا باب

۵۲۵۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا فِي دَوَاءٍ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا ط

ترجمہ :- عبدالرحمٰن بن عثمان (القرشی التیمی) سے روایت ہے کہ ایک طبیب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آیا وہ مینڈک کو (مار کر) کسی دوائی میں ڈال لے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسکے قتل سے منع فرمایا (النسائی) ممانعت کا باعث یہ تھا کہ یہ نہ موذی ہے، نہ اسے کھایا جا سکتا ہے اور نہ دوا اس پر موقوف ہے کہ اس کا کوئی اور بدل ہی نہ ہو سکے۔

بَابٌ ۳۷ فِی الْخَذْفِ

کنکری پھینکنے کا باب

۵۲۵۶۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ صَهْبَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ قَالَ اِنَّهٗ لَا يَصِيْدُ صَيْدًا وَلَا يَنْكَأُ عَدُوًّا وَاِنَّمَا يَفْقَأُ الْعَيْنَ وَيَكْسِرُ السِّنَّ ط

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری مارنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ: یہ نہ تو کوئی شکار کرتی ہے نہ کسی دشمن کو زخمی کر سکتی ہے، ہاں آنکھ پھوڑ سکتی ہے اور دانت توڑ سکتی ہے۔ (بخاری، مسلم، ابن ماجہ)

شرح:۔ ٹھیکری یا کنکری پھینکنا لوگوں کی ایک بیکار عادت ہوتی ہے جو مفید تو ہرگز نہیں، البتہ ضرر ضرور پہنچا سکتی ہے لہٰذا اس سے منع فرما دیا گیا، یہ حدیث غالباً کتاب الصلوٰۃ میں بھی گزر چکی ہے یہ نہ تو جہاد کے لیے کسی آلہ جنگ کی مشق ہے جسے مستحب یا واجب کہیں، نہ شکار کی چیز ہے کہ اس سے کوئی نفع اٹھایا جا سکے، اگر اس سے کوئی جانور مارا جائے، تو حلال نہ ہوگا کیونکہ وہ موقوذ ہوگا۔ البتہ اس سے نقصان کا اندیشہ ضرور ہے۔

بَابٌ ۳۸ فِی الْخِتَانِ

ختنے کا باب

۵۲۵۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ الْاَشْجَعِيُّ قَالَا نَا مَرْوَانُ نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الْكُوْفِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ الْاَنْصَارِيَّةِ اَنَّ امْرَاَةً كَانَتْ تَخْتِنُ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْهِكِيْ فَاِنَّ ذٰلِكَ اَحْظٰى لِلْمَرْاَةِ وَاَحَبُّ اِلَى الْبَعْلِ قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَرُوِيَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بِمَعْنَاهُ وَاِسْنَادِهٖ

قَالَ اَبُوْدَاوُدَ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ ط

ترجمہ:- امّ عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک عورت ختنہ (عورتوں کا) کرتی تھی لپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا: زیادہ مت کاٹ کیونکہ یہ عورت کے لیے زیادہ لذت کا باعث اور خاوند کے لیے زیادہ باعثِ محبت ہے۔ ابوداؤد نے کہا۔ اسی سند سے عبید اللہ بن عمرو عن عبدالملک مروی ہے جس کا یہی معنیٰ ہے مگر وہ قوی نہیں ہے، محمد بن حسان مجہول ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے۔

شرح:- ختان اور ختن کا معنیٰ ہے عضوِ مخصوص کا کچھ فالتو حصہ کاٹ دینا۔ اس کے وجوب میں اختلاف ہے، شافعیؒ اور بہت سے مشائخ سے مروی ہے کہ یہ مردوں اور عورتوں کے لیے واجب ہے۔ امام مالکؒ اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ سُنت ہے اور بقولِ نووی یہی اکثر علماء کا مذہب ہے اور ان حضرات کے نزدیک ختنہ مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے سُنت ہے، مولاناؒ نے فرمایا کہ درمختار میں ہے کہ اگر کوئی ایسا بچہ ہو جو پیدائشی طور پر مختون نظر آتا ہو اور اس کے ختنہ میں شدید الم کا خدشہ ہو تو اُسے اُس کے حال پر چھوڑا جائے گا، اسی طرح جب بڑی عمر کا آدمی مسلمان ہو تو اس کا ختنہ بھی ضروری نہیں۔ اگر فالتو جلد کا نصف سے زیادہ کاٹ دیں تو یہ ختنہ ہے اس سے کم نہیں، اصل میں ختنہ سُنت ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے، مگر یہ اسلامی شعار ہے (ہمارے دیار میں عورتوں کے ختنے کا کوئی رواج نہیں ہے علمائے حق کو اس پر غور کرنا لازم ہے۔ جب ختنہ دونوں جنسوں میں اسلامی شعار ہے تو پھر عورتوں کے بارے میں یہ غفلت بلکہ مدہوشی کیوں ہے) عورتوں کے ختنے میں وارد سب احادیث ضعیف ہیں جن سے حجت قائم نہیں ہوتی، اور مردوں کا ختنہ سنّت یا واجب ہے۔

بَابٌ ۳۹ فِي مَشْيِ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيْقِ

عورتوں کے راستے میں چلنے کا باب

۵۲۵۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِيْ ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِي الْيَمَانِ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَبِيْ عَمْرِو بْنِ حِمَاسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ اَبِيْ اُسَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَاءِ اسْتَأْخِرْنَ فَاِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ اَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِيْقِ فَكَانَتْ

الْمَرْأَةُ تَلْصَقُ بِالْجِدَارِ حَتَّى إِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوقِهَا بِهِ ۔

ترجمہ:۔ حمزہ بن ابی اسید انصاری نے اپنے باپ سے روایت کی کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جبکہ آپؐ مسجد سے باہر تھے اور راستے میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہو گیا تھا، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا: تم ذرا پیچھے ہٹ جاؤ کیونکہ تمہیں راستے کے وسط میں نہیں چلنا چاہیے، تم راستوں کے کناروں کو اختیار کرو، پس اس کے بعد عورتیں دیوار سے لگ کر چلتی تھیں، دیوار سے لگ جانے کے باعث ان کا کپڑا دیوار سے چپک جاتا تھا۔ (ابو اُسَیْد صحیح تر ہے اور بعض نے ابو اَسِید کہا ہے۔ اکثر کے نزدیک اس کا نام مالک بن ربیعہ تھا)

۵۲۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ نَا أَبُو قُتَيْبَةَ عَنْ دَاوُدَ ابْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَمْشِيَ يَعْنِي الرَّجُلَ بَيْنَ الْمَرْأَتَيْنِ ۔

ترجمہ:۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان میں چلنے سے منع فرمایا تھا، (اس کا راوی داؤد بن ابی صالح مجہول ہے اور اس کی حدیث منکر ہے، ابو حاتم رازی اور ابو زرعہ رازی نے یہی کہا ہے، بخاری نے اس پر تنقید کی ہے اور ابن حبان نے تو اس کی حدیث کو موضوع تک کہا ہے۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَسُبُّ الدَّهْرَ

دہر کو گالی دینے کا باب

۵۲۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ وَابْنُ السَّرْحِ قَالَا نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ قَالَ ابْنُ السَّرْحِ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ مَكَانَ سَعِيدٍ ۔

ترجمہ :- ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضورؐ نے فرمایا ابن آدم مجھے دکھ دیتا ہے وہ دہر کو گالی دیتا ہے اور میں ہی دہر ہوں ہر چیز میرے قبضے میں ہے، دن رات کا الٹ پھیر میں کرتا ہوں۔ (بخاری، مسلم، نسائی)۔

شرح :- یعنی انسان از راہِ حماقت یہ سمجھ کر کہ اس پر تکلیف گردشِ کائنات سے آتی ہے، فلک کو، زمانے کو، اور گردش کو گالی دیتا ہے۔ یہ چیزیں بے جان اور بے اختیار ہیں۔ زمانہ اور اس کا الٹ پھیر اللہ کے ہاتھ میں ہے، تو گویا انسان کی گالی اللہ کو لگی، حافظ خطابی نے کہا ہے کہ اہلِ عرب مصائب و مکارہ کو زمانے کی طرف سے جان کر اسے گالی دیتے تھے مگر فاعل حقیقی تو فقط اللہ تعالیٰ ہے، یہ گالی دراصل فاعل کو لگتی تھی، یعنی اللہ تعالیٰ کو، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الدہر کو گالی مت دو کیونکہ کائنات کا نظام، حالات کا الٹ پھیر اور انقلابات عالم دراصل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں، ابوبکر بن داؤد نے محدثین کی روایت کے برخلاف اس حدیث کے الفاظ کی یوں روایت کی ہے، "اَنَا الدَّهْرَ اُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ" میں ہی ہمیشہ دن رات کا الٹ پھیر کرتا ہوں، گویا الدہر بالنصب کی ظرف واقع ہوا ہے، خطابی نے کہا کہ پہلا معنیٰ جو بیان ہوا وہی صحیح ہے۔ ابن حزم نے کہا ہے کہ الدہر اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے مگر بقول حافظ منذری یہ صحیح نہیں ہے۔

تَمَّ وَكَمُلَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

بفضلِ الٰہی فضلِ المعبود مکمل ہوئی۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ واہلِ بیتہم اجمعین۔